مقدمہ بہاولپور

حق و باطل کا عظیم معرکہ

روداد ۱۹۲۶ء لغات ۱۹۳۵ء

ایک اہم تاریخ کا عدالتی فیصلہ جس میں

جناب محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ جج بہاولپور

نے مرزائیت کو کفر اور ارتداد قرار دے کر مسلمہ کا نکاح مرزائی سے فسخ فرمایا

ناشر

KHATME NUBUWWAT ACADEMY

387 KATHERINE ROAD FOREST GATE
LONDON E7 8LT UNITED KINGDOM
Phone: 020 8471 4434
Mobile: 0798 486 4668, 0788 905 4549, 0795 803 3404
E-mail: khatmenubuwwatacademy@gmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

حق و باطل کا عظیم معرکہ

مقدّمہ بہاولپور

روداد ۱۹۲۶ء لغات ۱۹۳۵ء

ایک اہم تاریخ کا عدالتی فیصلہ جس میں

جناب محمّد اکبر خان ڈسٹرکٹ جج بہاولپور

نے مرزائیت کو کفر اور ارتداد قرار دے کر مسلمہ کا نکاح مرزائی سے فسخ فرمایا

جلد اوّل

نوٹ: مقدمہ بہاولپور ایک عدالتی فیصلہ ہے
اس کے مواد میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کے ہم مجاز نہیں ہیں

ناشر

KHATME NUBUWWAT ACADEMY

387 KATHERINE ROAD FOREST GATE
LONDON E7 8LT UNITED KINGDOM
Phone: 020 8471 4434
Mobile: 0798 486 4668, 0788 905 4549, 0795 803 3404
E-mail: khatmenubuwwatacademy@gmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

حق و باطل کا معرکۃ الآراء

مقدمۂ مرزائیہ بہاولپور

رُوداد ۱۹۲۶ء لغایت ۱۹۳۵ء

جس میں

جناب جج **محمد اکبر خان** صاحب بی.اے، ایل.ایل. بی

ڈسٹرکٹ جج بہاولپور

نے مرزائیت کو اِرتداد قرار دے کر مسلمہ کا نکاح مرزائی سے فسخ فرمایا

جلداوّل

ناشر

KHATME NUBUWWAT ACADEMY

387 KATHERINE ROAD FOREST GATE
LONDON E7 8LT UNITED KINGDOM
Phone: 020 8471 4434
Mobile: 0798 486 4668, 0788 905 4549, 0795 803 3404
E-Mail: khatmenubuwwatacademy@gmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: مقدمۂ مرزائیہ بہاولپور۱۹۳۵ء(۳؍جلدیں)
ناشر: ختم نبوت اکیڈمی لندن
بہ اہتمام: مولانا سہیل باوا
فاضل جامعۃ الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی
سن اشاعت: جنوری۲۰۲۱ء بمطابق جمادی الاوّل۱۴۴۲ھ

www.khatmenubuwwat.org

انتساب

حضرات علمائے امت کے نام

جنہوں نے اپنا خونِ جگر دے کر بہاولپور کی عدالت میں مقدمہ کی پیروی فرمائی

اور

مردِ مجاہد مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم ومغفور کی صاحبزادی

دخترِ اسلام غلام عائشہ مرحومہ کے نام

اور

ڈسٹرکٹ جج بہاولپور جناب محمد اکبر خان صاحب مرحوم کے نام

جنہوں نے اپنی جرأتِ ایمانی سے ایسا فیصلہ صادر فرمایا کہ

اس کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں کیل کی طرح پیوست ہو گیا۔

دعا ہے کہ ان تمام حضرات کی اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے اور

کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

عبدالرحمٰن باوا

خادم ختمِ نبوت لندن

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

ترتیب

فیصلہ مصدرہ ۷/فروری ۱۹۳۵ء 15
عرضی دعویٰ مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش 105
جواب دعویٰ مسمّی عبدالرزاق 109
مختصر بیانات فریقین وتنقیحات وضع کردہ عدالت 113
بیان عبدالرزاق مدعا علیہ 115
درمیانی حکم عدالت 117
درخواست عبدالرزاق مدعا علیہ 119
حکم چیف کورٹ بہاولپور بابت منتقلی مقدمہ از عدالتِ منصفی احمد پور 121
درخواست عبدالرزاق مدعا علیہ 123
بیان حضرت علامہ غلام محمد صاحب گھوٹویؒ 127
بیان مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ العباسیہ بہاولپور۔ باقرار صالح 129
درخواست عبدالرزاق مدعا علیہ بجواب بیان جناب حضرت شیخ الجامعہ صاحبؒ بہاولپور 131
فیصلہ جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور جس کی رُو سے باتباع فیصلہ چیف کورٹ بہاولپور بعنوان مقدمہ جندوڈی بنام کریم بخش مقدمہ مسماۃ غلام عائشہ بنت الٰہی بخش خارج کیا گیا۔ 141
فیصلہ مسماۃ جندوڈی بنام کریم بخش 145
فیصلہ مؤرخہ ۱۰/ مارچ ۱۹۱۷ء عدالت ابتدائی بعنوان مسماۃ جندوڈی بنام کریم بخش 151
تنقیح دوم 154
اقتباسات تصانیف مرزا قادیاں 157

www.khatmenubuwwat.org

درخواست جلال الدین صاحب شمس مختار مدعا علیہ بابت فوتیدگی عبدالرزاق مدعا علیہ 313
درخواست ہائے مسماۃ غلام عائشہ 315
حکم جوڈیشل کونسل ریاست بہاولپور 319
بیان حضرت علامہ غلام محمد صاحب گھوٹویؒ 323
بیان حضرت علامہ محمد حسین صاحب 333
بیان حضرت علامہ محمد شفیع صاحبؒ 343
جرح بر بیان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ گواہ مدعیہ 355
بیان حضرت مولانا مرتضٰی حسن صاحبؒ 363
جرح بر بیان حضرت مولانا مرتضٰی حسن صاحب گواہ مدعیہ 401
بیان امام العصر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ صاحبؒ 415
جرح بر بیان امام العصر حضرت سیّد محمد انور شاہ صاحبؒ گواہ مدعیہ 451
بیان و جرح حضرت نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ 463
بیان جلال الدین صاحب شمس گواہ عبدالرزاق مدعا علیہ 485
گواہان فریق مخالف کی پیش کردہ وجوہ تکفیر اور اُن کا رَد 494
اجماع کی بحث 519
جرح بر بیان جلال الدین صاحب شمس گواہ عبدالرزاق مدعا علیہ 587
بیان غلام احمد صاحب گواہ عبدالرزاق مدعا علیہ 629
جرح بر بیان غلام احمد صاحب 679

www.khatmenubuwat.org

عرضِ ناشر

قادیانیت اِس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہی نہیں بلکہ بدترین فتنہ ہے۔ گذشتہ چودہ سو اِکتالیس سالوں میں بڑے بڑے جھوٹے مدعیانِ نبوت پیدا ہوئے، لیکن کسی ایک مدعی نبوت نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ''میں محمد رسول اللہ کا بروز ہوں اور عین محمد ہوں۔'' لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ ''میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں، عین محمد ہوں اور میرا وجود بعینہٖ محمد رسول اللہ کا وجود ہے'' (نعوذ باللہ)۔ علمائے امت نے اسی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ پھر ۱۹۷۵ء میں رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس منعقدہ مکہ مکرمہ میں قادیانی جماعت کے کافر ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانی و لاہوری قادیانی کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان کیا۔

گذشتہ تقریباً سو سال کے دوران اندرون و بیرون ملک متعدد فیصلہ جات منظر عام آ چکے ہیں، جن میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کو خارج از اسلام قرار دیا جا چکا ہے، لیکن اس سلسلے میں ''مقدمہ بہاولپور ۱۹۳۵ء'' کا فیصلہ اپنی نوعیت کا منفرد فیصلہ ہے، جس عدالت نے علمائے اسلام کے بیانات کی روشنی میں کفر کا فتویٰ دینے کی سعادت حاصل کی، وہ بہاولپور کی عدالت ہے۔ جس کا سہرا محترم فاضل جسٹس محمد اکبر مرحوم کے سر ہے، جنہوں نے مسلسل تین سال بحث و تمحیص اور مکمل تحقیق کے بعد فریقین کے ماہرینِ مذہب کے عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں قادیانیوں کے کافر ہونے کا فیصلہ صادر کیا۔

مقدمہ بہاولپور کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ریاست بہاولپور میں ایک شخص عبدالرزاق مرزائی ہو گیا تو اس کی منکوحہ غلام عائشہ کا نکاح جس کا قبل از بلوغ اس کے باپ مولوی الٰہی بخش نے کر دیا تھا، جبکہ اس وقت عبدالرزاق مسلمان تھا۔ بعد میں عبدالرزاق، مرزائی بن گیا۔ جب وہ مرزائی بن گیا اور اس کی منکوحہ غلام عائشہ بالغ ہوگئی تو عبدالرزاق نے غلام عائشہ کے والد مولوی الٰہی بخش سے غلام عائشہ کے رخصتانہ کی استدعا کی جس کے جواب میں مولوی الٰہی بخش نے رخصتانہ دینے سے انکار کر دیا کہ اب عبدالرزاق مرزائی ہو گیا اور شرعاً وہ کافر ہو گیا۔ جب تک وہ مرزائیت ترک نہیں کرتا، اپنی بیٹی غلام عائشہ اس کے حوالے نہیں کر سکتا۔

رخصتانہ کے سوال پر مولوی الٰہی بخش اور عبدالرزاق کے درمیان کشیدگی کافی بڑھ گئی اور ایک جانب اصرار اور دوسری جانب انکار نے تکرار کی صورت اختیار کر لی تو غلام عائشہ نے انصاف کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ عبدالرزاق اہلِ سنت والجماعت ترک کر کے قادیانی مرزائی بن گیا ہے جس کی وجہ سے وہ کافر بن گیا ہے، لہٰذا اب غلام عائشہ اس کی منکوحہ نہیں رہی اور نکاح بوجہ ارتداد ہمراہ عبدالرزاق قائم نہیں رہا۔ عبدالرزاق نے جواب میں کہا کہ اس نے کوئی مذہب تبدیل نہیں کیا اور نہ ہی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نیز احمدیت کوئی علیحدہ مذہب نہیں اس لیے وہ مرتد نہیں ہوا۔

غلام عائشہ نے جولائی ۱۹۲۶ء میں فسخ نکاح کا دعویٰ کر دیا کہ کوئی مسلمان عورت کافر کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ یہ مقدمہ

www.khatmenubuwwat.org

۱۹۳۲ء تک مختلف مراحل طے کر کے ڈسٹرکٹ بہاولپور جج کی عدالت میں سماعت اور شرعی اصولوں کی روشنی میں تحقیق کے لیے پیش ہوا۔ اس امر کے لیے کہ عدالتی سطح پر دلائل کی روشنی میں قادیانیوں کا کفر ثابت کیا جائے۔ یہ مرحلہ انتہائی نازک تھا، چنانچہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کی زیرصدارت تشکیل دی گئی۔ اس موقع پر اس مقدمہ کی پیروی اور امت محمدیہ کی طرف سے نمائندگی کے لیے نگاہِ انتخاب دیوبند کے فرزند شیخ الاسلام حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ پر پڑی۔ ان کو دعوت دی گئی، وہ بہاولپور تشریف لا کر مقدمہ کی پیروی کریں۔ ان کے ہمراہ حضرت مولانا سیّد مرتضٰی حسن چاندپوریؒ، حضرت نجم الدینؒ، مولانا ابوالوفاؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ جیسے اکابر علمائے بہاولپور تشریف لے آئے۔ عدالت میں ان حضرات کے ایمان افروز اور کفرشکن بیانات ہوئے۔ قرآن پاک، احادیث متواترہ اور اجماعِ امت کی روشنی میں براہین و دلائل سے مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کے کفر و ارتداد کو روزِ روشن کی طرح آشکارا کیا۔ جبکہ عبدالرزاق قادیانی کی جانب سے قادیانی جماعت کے صفِ اوّل کے مبلغین جلال الدین شمس و غلام احمد نے پیروی کی۔ ایک طرف علمائے ربانی نے علم و عرفان کے دریا بہا دیے تو دوسری جانب مرزائی مبلغین نے کذب و کتمان کے انبار لگا دیے۔ عدالت مجاز نے فریقین کو پوری آزادی کے ساتھ اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا۔ فاضل جج نے فریقین کے پیش کردہ قانونی حوالہ جات کا پوری تحقیق سے جائزہ لینے کے بعد غلام عائشہ کے موقف سے اتفاق کرتے ہوئے ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ صادر فرما دیا کہ قرآن پاک، احادیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور قانونِ حکومت کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے اپنے عقائد اور اعمال کی بنا پر مسلمان نہیں، بلکہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

یہاں ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ کا عدالت میں بیان اور اس پر قادیانی وکلاء کی جرح جب ختم ہوئی تو حضرت شاہ صاحبؒ نے جلال الدین شمس قادیانی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ''جلال الدین! اگر اب بھی تمہیں قادیانی کے کفر میں شک ہو تو آؤ میں تمہیں اسی وقت جہنم میں جلتا دکھا سکتا ہوں۔'' جلال الدین قادیانی نے جلدی سے ہاتھ چھڑا لیا اور کہا کہ اگر آپ اسے جہنم میں جلتا ہوا دکھا بھی دیں تو میں کہوں گا کہ یہ کوئی استدراج (شعبدہ) ہے، میں پھر بھی نہیں مانوں گا۔ جلال الدین قادیانی بڑا بدنصیب تھا، اگر وہ ہاں کر دیتا تو حضرت شاہ صاحبؒ پر اس وقت ایسی کیفیت طاری تھی کہ وہ اسے حالت کشف میں جہنم میں جلتا دکھا بھی دیتے۔

''مقدمہ بہاولپور'' کا یہ تاریخی فیصلہ جو تین جلدوں پر مشتمل ہے، ختم نبوت اکیڈمی لندن کی جانب سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہماری اس اشاعت سے قبل ۱۹۸۸ء میں اسلامک فاؤنڈیشن، ڈیوس روڈ، لاہور نے شائع کی تھی، جو اب نایاب ہے۔ تقریباً ۵ سال قبل ہم کمپوز کرا کے اور جدید اور نئے حوالے شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو غلطیاں نظر آئیں، ہمارے بعض پنجاب کے علمائے کرام نے تصحیح فرمائی ہے۔ ہم ان تمام احباب کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو قبول فرمائے اور ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

عبدالرحمٰن باوا
خادم ختم نبوت اکیڈمی لندن

www.khatmenubuwwat.org

مقدمۂ بہاولپور

ازمولانا انظر شاہ مسعودی رحمہ اللہ

تردیدِ قادیانیت کے ذیل میں حضرت کا وہ تاریخی بیان بھی خاص اہمیت رکھتا ہے جو آپ نے ریاست بہاولپور کی عدالت میں ایک مقدمہ میں دیا۔ آپ کا یہ معرکۃ الآراء بیان قادیانیت پر سیر حاصل تبصرہ اور مرزا کے کفر پر برہانِ قاطع ہے۔ اس میں وفورِ علمی کا مظاہرہ، بے پناہ معلومات کا اظہار اور ہر دعوے پر قطعی دلائل کا انبار ہے جس سے مرزا کی باطل نبوت ہباءً منثورا ہوگئی۔ یہ بیان اب نایاب ہے۔ خود راقم السطور کو بھی بڑی مشکل سے دستیاب ہوا، اس لیے اس علمی یادگار کو محفوظ کرنے کے لیے اس سوانح کے کچھ صفحات صَرف کر دیے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بیانات کے سرورق کا عنوان ''بیاناتِ علماءِ ربانی بر اِرتداد فرقہ قادیانی'' ہے۔ اس مجموعہ کی کل ضخامت ایک سو اٹھتر (۱۷۸) صفحات ہے جس میں علماء کے بیانات شریکِ طباعت کیے گئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کا بیان صفحہ ایک سو ایک (۱۰۱) سے تا صفحہ ایک سو بیالیس (۱۴۲) ہے۔ گویا کہ کل اکتالیس (۴۱) صفحات کا بیان کتابی سائز پر ہے۔ ہم سب سے پہلے جامع بیانات مولانا ابوالعباس محمد صادق نعمانی کا وہ دیباچہ نقل کرتے ہیں، جس سے مقدمہ بہاولپور کی تاریخ اور اس کا پس منظر واضح ہوتا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:

> ''ریاستِ بہاولپور پنجاب میں ایک اسلامی ریاست ہے اور اعلیٰ حضرت تاجدارِ عباسی خلداللہ اقبالہ وملکہ کا آئین ہے۔[1] اس میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا، اس کی منکوحہ مسماۃ غلام عائشہ نے سنِ بلوغت کو پہنچ کر ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ کیا اور مقدمہ ۱۹۳۱ء تک ایک دفعہ انتہائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ریاست کی عدالتِ اعلیٰ یعنی دربارِ معلیٰ سے ابتدائی حیثیت میں ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور کی عدالت میں بغرضِ تحقیقِ شرعی واپس ہوا۔ مدعیہ کی طرف سے ہندوستان کے مشہور اکابر علماء کی شہادتیں پیش ہوئیں اور مدعی علیہ کی جانب سے ان شہادتوں کی تردید پر پوری کوشش صَرف کر دی گئی۔ آخر ۷/فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔''

گویا کہ حضرت شاہ صاحب کی وفات کے ٹھیک تین سال بعد یہ فیصلہ ہوا۔ آپ کو تردیدِ قادیانیت میں جو دلچسپی تھی اسی کی بنا پر آپ نے اپنے بعض تلامذہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر میری وفات ہو جائے اور اس مقدمہ میں مرزا اور اس کے متبعین کو کافر تسلیم

۱۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ ریاست پاکستان کی مرکزی حکومت میں اسی طرح ضم ہوگئی جس طرح ہندوستان میں ریاستوں کا ادغام عمل میں آیا۔

www.khatmenubuwwat.org

کرلیا جائے تو فیصلہ کی اطلاع میری روح کی تسکین کی خاطر میری قبر پر آ کر دی جائے۔

اس وصیت کا ایک ایک لفظ اس جذبۂ ایمانی کی نشاندہی کرتا ہے جو قادیانیت کے فتنہ کے مقابلہ میں موصوف کو بے چین کیے ہوئے تھا۔ شاہ صاحبؒ کا بیان اس مجموعہ میں ''البیان الازہر'' کے نام سے ہے۔ تمہید میں جامع نے لکھا ہے:

''شیخ الاسلام والمسلمین اسوۃ السلف، قدوۃ الخلف، حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ صاحب قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی بلند ہستی کسی تعارف وتوصیف کی محتاج نہیں۔ آپ کو مرزائی فتنہ کی تردید اور استیصال کی طرف خاص توجہ تھی۔ جب حضرت شیخ الجامعہ صاحب کا خط حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں دیوبند پہنچا تو حضرت ڈابھیل تشریف لے جانے کا ارادہ فرما چکے تھے اور سامانِ سفر بندھ چکا تھا مگر مقدمہ کی اہمیت کو ملحوظ فرما کر ڈابھیل کا سفر ملتوی فرمایا اور ۱۹/اگست ۱۹۳۲ء کو بہاولپور کی سرزمین کو اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔''

موصوف اس سفر کو اپنے لیے ذخیرۂ آخرت سمجھتے تھے۔ چنانچہ حسبِ روایت مولانا محمد انوری لائلپوری، جو اس سفر میں رفیق تھے، بہاولپور پہنچنے کے بعد جمعہ آپ نے بہاولپور کی جامع مسجد میں پڑھا اور نماز کے بعد ہزار ہا ہزار مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''میں بواسیرِ خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جاں تھا اور ساتھ ہی اپنے ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کے لیے پابہ رکاب کہ اچانک شیخ الجامعہ کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاولپور آ کر مقدمہ میں شہادت دینے کے لیے لکھا گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادِ آخرت تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعۂ نجات بن جائے کہ میں محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دین کا جانب دار بن کر یہاں آیا ہوں۔''

یہ سن کر مجمع بیقرار ہو گیا۔ ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی آہ و بکا کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور مجمع سے بولے کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہو گی؟ اس کے علاوہ کچھ اور بلند کلمات حضرت کی تعریف وتوصیف میں عرض کیے۔ جب وہ بیٹھ گئے تو پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

''ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا۔ حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔''

ان کلمات کو سن کر مجمع وقفِ آہ و بکا ہو گیا۔ پنجاب اور بہاولپور میں ممدوح کے اس سفر کو غنیمتِ بارد سمجھا گیا اور زائرین کا ہجوم ہر وقت رہتا۔ جامع بیانات نے بھی لکھا ہے کہ:

''ریاستِ بہاولپور اور ملحقہ دیہات وشہر کے علماء و زائرین اس قدر جمع ہوئے کہ حضرت کے قیام گاہ پر بعض اوقات بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی اور زائرین مصافحہ سے بھی مشرف نہ ہو سکتے تھے۔''

بہرحال یہ تاریخی بیان حسب روایت جامع:

''۲۵/اگست ۱۹۳۲ء کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان شروع ہوا۔''

www.khatmenubuwwat.org

جس وقت بیان شروع ہوا:

''عدالت کا کمرہ امراء و رؤساءِ ریاست اور علماء سے پُر تھا۔ عدالت کے بیرونی میدان میں دور تک زائرین کا اجتماع تھا۔ باوجودیکہ حضرت شاہ صاحبؒ عرصہ سے بیمار تھے اور جسم مبارک بہت ناتواں ہو چکا تھا مگر متواتر پانچ دن تک تقریباً پانچ پانچ گھنٹہ یومیہ عدالت میں تشریف لا کر علم وعرفاں کا دریا بہاتے رہتے اور مرزائیت کے کفر وارتداد دجل وفریب کے تمام پہلوؤں کو آفتاب کی طرح روشن کر دیا۔''

جیسے کہ تحریر کیا گیا ہے کہ ۷/فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ فیصلہ صادر ہوا، گویا حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات کے تین سال بعد یہ فیصلہ ہوا۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اگر میری وفات ہو جائے اور اس مقدمہ میں مرزا اور اس کے متبعین کو کافر تسلیم کر لیا جائے تو فیصلہ کی اطلاع میری روح کی تسکین کی خاطر میری قبر پر آ کر دی جائے۔ چنانچہ اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے قبر پر آ کر وصیت پر عمل کیا۔

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

فیصلہ

مقدمۂ مرزائیہ بہاولپور مصدرہ ۷؍فروری ۱۹۳۵ء

جس میں

جناب محمد اکبر خاں صاحب بی.اے، ایل.ایل. بی، ڈسٹرکٹ جج بہاولپور

نے

مرزائیت کو اِرتداد قرار دے کر مسلمہ کا نکاح مرزائی سے فسخ فرمایا

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش ذات ملانہ عمر ۱۸/ ۱۹ سال سکنہ احمد پور شرقیہ

بختاری الٰہی بخش ولد محمود ذات ملانہ ساکن احمد پور شرقیہ معلّم مدرسہ عربیہ

بنام

عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد ذات باجہ عمر ۲۳ سال

ساکن موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ

حال مقیم میلسی شہر گیج ریڈر سب ڈویژن انہار میلسی ضلع ملتان

دعویٰ بالا پانے ڈگری استقرایہ مشعر تنسیخ نکاح

فریقین بوجہ ارتدادِ شوہر م مدعا علیہ

www.khatmenubuwat.org

www.khatmenubuwwat.org

تجویز اخیر باجلاس عالی جناب محمد اکبر خاں صاحب بہادر بی.اے، ایل.ایل. بی
ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر
بمقدمہ مسمات غلام عائشہ مدعیہ- بنام-عبدالرزاق مدعا علیہ
دعویٰ تنسیخ نکاح

یہ ایک خاص نوعیت اور اہمیت کا مقدمہ ہے، جو سال ۱۹۲۶ء میں دائر ہو کر ایک دفعہ انتہائی مراحل اپیل طے کر چکا ہے، اور سال ۱۹۳۲ء سے پھر ایک نئی شان اور نئے اُسلوب سے ابتدائی حیثیت میں عدالت ہٰذا میں زیر سماعت چلا آیا ہے۔ واقعات مختصراً یہ ہیں کہ مولوی الٰہی بخش والد مدعیہ اور مولوی عبدالرزاق مدعا علیہ باہمی رشتہ دار ہیں۔ اور ابتداً یہ دونوں علاقہ ڈیرہ غازی خاں میں رہتے تھے۔ عبدالرزاق کی ہمشیرہ مولوی الٰہی بخش سے بیاہی ہوئی تھی۔ اور مولوی الٰہی بخش نے اپنی لڑکی مسماۃ غلام عائشہ مدعیہ کا نکاح اس کے ایام نابالغی میں عبدالرزاق مدعا علیہ سے کر دیا تھا۔

یہ لڑکی اس کی ایک سابقہ بیوی کے بطن سے تھی، اور اس کا نکاح وہیں فریقین کے ابتدائی مسکن پر ہوا تھا۔ اس کے بعد مولوی الٰہی بخش وہاں سے ترکِ سکونت کر کے علاقہ ریاست ہٰذا میں چلا آیا اور سال ۱۹۱۷ء میں اس نے موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ میں ایک زمیندار کے ہاں عربی تعلیم دینے پر ملازمت اختیار کر لی۔ مدعیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اس سے ایک سال کے بعد مدعا علیہ بھی بمعہ اپنی والدہ اور دو ہمشیرگان کے وہاں سے ترکِ سکونت کر کے مولوی الٰہی بخش کے پاس موضع مہند میں آ گیا، اور اپنے کنبہ کو وہاں چھوڑ کر خود حصولِ معاش کے لیے مختلف مقامات پر پھرتا رہا۔ دورانِ قیام موضع مہند میں اس نے اپنے سابقہ اعتقادات سے انحراف کر کے مرزائی مذہب اختیار کر لیا، اور وہاں اپنے قادیانی، مرزائی ہونے کا اعلان بھی کرتا رہا۔ اس کے بعد اُس نے مولوی الٰہی بخش سے مدعیہ کے رخصتانہ کے متعلق استدعا کی۔ تو اُس نے یہ جواب دیا کہ جب تک وہ مرزائی مذہب ترک نہ کرے گا، مدعیہ کا بازو اُس کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ مدعا علیہ کچھ عرصہ مدعیہ کے رخصتانہ کے درپے رہا، لیکن اسے یہی جواب دیا جاتا رہا کہ اس کے مرزائی مذہب پر قائم رہنے کی صورت میں مدعیہ اس کے حوالے نہیں کی جا سکتی۔ جب اسے کامیابی کی امید نظر نہ آئی تو وہ پھر ریاست ہٰذا سے ترکِ سکونت کر کے علاقہ برٹش انڈیا میں چلا گیا اور حدودِ ریاست ہٰذا کے قریب علاقہ تحصیل لودھراں میں سکونت اختیار کر لی۔

ان سوالات پر کہ مدعا علیہ نے حدودِ ریاست سے سکونت کب ترک کی، اور اس نے مرزائی یا احمدی مذہب کہاں اور کب اختیار کیا؟ آگے بحث کی جائے گی۔ یہاں اب صرف یہ درج کیا جاتا ہے کہ مدعیہ کے اس رخصتانہ کے سوال پر والد مدعیہ اور مدعا

www.khatmenubuwwat.org

علیہ کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی اور والد مدعیہ نے مدعیہ کی طرف سے بحیثیت اس کے مختار کے ۲۴؍جولائی ۱۹۲۶ء (ص ۱۰۵) کو مدعا علیہ کے خلاف یہ دعویٰ بدیں بیان دائر کیا کہ مدعیہ اب تک نابالغ رہی ہے۔ اب عرصہ دو سال سے بالغ ہوئی ہے۔ مدعا علیہ ناکح مدعیہ نے مذہب اہلِ سنت والجماعت ترک کر کے قادیانی، مرزائی مذہب اختیار کرلیا ہے اور اِس وجہ سے وہ مرتد ہوگیا ہے۔ اس کے مرتد ہو جانے کے باعث مدعیہ اب اس کی منکوحہ نہیں رہی، کیونکہ وہ شرعاً کافر ہوگیا ہے۔ اور بموجب احکامِ شرع شریف بوجہ ارتداد مدعا علیہ مدعیہ مستحق انفراق زوجیت ہے۔ اس لیے ڈگری تنسیخ نکاح بحق مدعیہ صادر کی جاوے اور یہ قرار دیا جاوے کہ مدعیہ بوجہ مرزائی ہو جانے مدعا علیہ کے اُس کی منکوحہ جائز نہیں رہی اور نکاح بحق مدعیہ بوجہ ارتداد مدعا علیہ قائم نہیں رہا۔ مدعا علیہ نے اِس کے جواب (ص ۱۰۹) میں یہ کہا ہے کہ اس نے کوئی مذہب تبدیل نہیں کیا اور نہ ہی وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، بلکہ وہ بدستور مسلمان اور احکامِ شرعی کا پورا پابند ہے۔ احمدی کوئی علیحدہ مذہب نہیں۔ نہ وہ مرزائی ہے، نہ قادیانی۔ نکاح ہرصورت میں جائز اور قابلِ تکمیل ہے۔ عقائد احمدیہ کی وجہ سے جو صلاحیت مذہبی کی طرف رجوع دلاتے ہیں، وہ مرتد نہیں ہو جاتا۔ عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور، مدراس اور دیگر ہائی کورٹوں سے یہ امر فیصلہ پا چکا ہے کہ جماعت احمدیہ کے مسلمان اصلاح یافتہ فرقہ میں سے ہیں، مرتد یا کافر نہیں ہیں۔ دعویٰ ناجائز اور قابلِ اخراج ہے۔ اور کہ بناء دعویٰ بمقام مہندر ریاست بہاولپور قائم نہیں ہوسکتی، کیونکہ نہ فریقین کی وہاں سکونت رہی اور نہ مدعا علیہ نے وہاں سرمیل کی کوئی تحریک کی۔ علاوہ ازیں کسی مقام پر سرمیل کی تحریک کیے جانے سے وہ مقام قانوناً بنائے دعویٰ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ دعویٰ وہاں سماعت ہونا چاہیے جہاں مدعا علیہ کی مستقل سکونت ہو یا بناء دعویٰ کے پیدا ہوئی ہو۔ مقدمہ حال میں مدعا علیہ کی مستقل سکونت چونکہ علاوہ ملتان میں ہے اور نکاح ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہوا تھا۔ اس لیے دعویٰ حدود و ریاست ہٰذا میں سماعت نہیں ہوسکتا۔

یہ دعویٰ ابتداً منصفی احمد پور شرقیہ میں دائر ہوا تھا۔ منصف صاحب احمد پور شرقیہ نے فریقین کے مختصر سے بیانات قلمبند کرنے کے بعد ۴؍نومبر ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل امور تنقیح طلب قرار دیے: (ص ۱۱۲)

۱۔ کیا مدعا علیہ مذہب قادیانی یا مرزائیت اختیار کر چکا ہے۔ اور اس لیے ارتداد لازم آتا ہے۔

۲۔ اگر تنقیح بالا بحق مدعیہ ثابت ہو تو کیا نکاح فیما بین فریقین قابل انفساخ ہے؟ ان تنقیحات کے ثبوت میں مدعیہ نے مدعا علیہ کو عدالت مذکور میں بحیثیت گواہ خود پیش کیا تو مدعا علیہ نے ۵؍دسمبر ۱۹۲۶ء (ص ۱۱۵) کو یہ بیان کیا کہ یہ درست ہے کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود تسلیم کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی انہیں نبی بھی مانتا ہے۔ اس معنی میں کہ مرزا صاحب نبی کریم صلعم (حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے تابعدار ہیں۔ اور آپ کی شریعت کے پیرو ہیں اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی کی وجہ سے آپ نبوت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ اور اس وقت تک اس کا یہی اعتقاد ہے۔ گویا وہ سلسلہ احمدیت میں منسلک ہو چکا ہے۔ وہ مرزا صاحب کو اُن معنوں میں نبی کہتا ہے، جن معنوں میں کہ قرآن کریم نبوت کو پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ دیگر انبیاء علیہم السّلام ہیں کہ ان پر وحی اور الہام وارد ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی تسلیم کرتا ہے اس لیے وہ یہ بھی مانتا ہے کہ ان پر بمثل دیگر انبیاء علیہم السّلام کے نزول ملائکہ و جبرئیل علیہ

www.khatmenubuwat.org

السّلام ہوتا تھا۔

اس بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے منصف صاحب احمد پور شرقیہ نے ۲۰؍جنوری ۱۹۲۷ء (ص ۱۱۷) کو یہ امر مزید تنقیح طلب قرار دیا کہ کیا اس اعتقاد کی صورت میں جو مدعا علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرتا ہے، اس معنی میں کہ بمثل دیگر انبیاء علیہم السّلام مرزا صاحب پر وحی اور الہام وارد ہوتے تھے، کوئی شخص مذہب اسلام میں شامل رہ سکتا ہے؟ اور اس کا بار ثبوت مدعا علیہ پر عائد کیا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے ۱۹؍فروری ۱۹۲۷ء (ص ۱۲۱) کو ایک درخواست پیش کی کہ سابقہ تاریخ پر اُس نے بیان دیا تھا۔ اس میں اس نے اپنے اعتقادات مذہبی کو بخوبی واضح کر دیا تھا۔ لیکن عدالت نے اس سے جو خلاصہ اخذ کیا ہے، وہ اس کے اصلی اعتقاد مذہبی کے مغائر ہے۔ چونکہ اعتقاد مذہبی کی غلط تعبیر سے مقدمہ پر کافی اثر پڑتا ہے، اس لیے اپنے اعتقاد مذہبی کو من مدعا علیہ ذیل میں بیان کرتا ہے تا کہ غلط فہمی نہ رہے۔

میں خداوند تعالیٰ کو واحد لاشریک مانتا ہوں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین تسلیم کرتا ہوں۔ قرآن کو کامل الہامی کتاب مانتا ہوں۔ کلمہ طیبہ پر میرا ایمان ہے اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی برکت اور آپ کے توسط سے اور آپ کی شریعت مقدسہ کی اطاعت سے حضرت مرزا صاحب کو اُمتی نبی تسلیم کرتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کوئی نئی شریعت نہیں لائے، بلکہ شریعت محمدی کے تابع اور اشاعت کرنے والے ہیں۔ ان پر وحی اور الہام ببرکت حضرت نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وارد ہوتے تھے۔

اس درخواست میں یہ استدعا کی گئی کہ جو امر تنقیح سابقہ تاریخ پر وضع کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ تنقیح بالفاظ ذیل وضع ہونا چاہیے کہ آیا مدعا علیہ، جس کا مذہبی اعتقاد یہ ہو جو کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، مرتد ہے اور مسلمان نہیں ہے؟ اور اس کا ثبوت بذمہ مدعیہ عائد کیا جاوے۔ مگر عدالت نے اس درخواست پر کوئی التفات نہ کیا اور اسے شامل مسل کر دیا۔

اس کے بعد بحکم ۷؍مئی ۱۹۲۷ء (ص ۱۴۷) اس بناء پر خارج کیا گیا کہ عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور سے اسی قسم کے ایک مقدمہ بعنوان (ص ۱۵۱) مسماۃ جندوڈی بنام کریم بخش میں باتباع فیصلہ جات عدالت ہائے اعلیٰ مدراس، پٹنہ و پنجاب کے یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ احمدی مسلمان کا ایک فرقہ ہیں نہ کہ اسلام سے باہر۔ اور یہ کہ مرزائی مذہب اختیار کرنے سے کسی سُنی عورت کا نکاح اس شخص کے ساتھ جو اس مذہب کو قبول کر لے فسخ نہیں ہو جاتا اور کہ مدعیہ کی طرف سے ان فیصلہ جات کے خلاف کوئی سند پیش نہیں کی گئی۔

عدالت ہٰذا کا یہ حکم برطبق اپیل عدالت عالیہ چیف کورٹ سے بحال رہا۔ لیکن اپیل ثانی پر عدالت معلّٰی (ص ۲۸۷) اجلاس خاص سے یہ قرار دیا گیا کہ عدالت ہٰذا سے فریقین کے پیش کردہ اسناد پر بحث کیے بغیر دعویٰ مدعیہ خارج کر دیا گیا ہے۔ اور فاضل ججان چیف کورٹ نے اپنے فیصلہ میں یہ تسلیم کیا ہے کہ پٹنہ و پنجاب ہائی کورٹوں کے فیصلہ جات مقدمہ ہٰذا میں حاوی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان میں غیر متعلقہ سوال زیر بحث رہے ہیں۔ البتہ مدراس ہائی کورٹ کے فیصلہ مندرجہ ۱۷- انڈین کیسز ۶۶ میں سوال زیر بحث بجنسہٖ یہی تھا کہ آیا احمدی ہو جانے سے ارتداد واقع ہوتا ہے یا نہ، لیکن ہم نے اس فیصلہ کو بغور مطالعہ کیا ہے۔ ہم فاضل ججان چیف کورٹ کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں کہ فیصلہ مذکورہ بالا مکمل چھان بین سے طے پایا تھا، کیونکہ فاضل ججان مدراس ہائی

www.khatmenubuwwat.org

کورٹ خود فیصلہ میں تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی خاص سند اِس بات کی پیش نہیں کی گئی کہ فلاں فلاں اسلام کے بنیادی اصول ہیں، اوران سے اِس حد یا اُس حد تک اختلاف کرنے سے ارتداد واقع ہوتا ہے۔ یا کن اسلامی عقائد کی پیروی یا کن عقائد کے نہ ماننے سے ارتداد واقع ہوتا ہے۔ اس فیصلہ میں پھر فاضل ججان یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس سوال کو کہ آیا عقائد قادیانی سے ارتداد واقع ہوتا ہے یا نہ، علمائے اسلام بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہماری رائے میں فاضل ججان ہائی کورٹ کا فیصلہ سوال زیر بحث پر قطعی نہیں ہے۔ اورہمیں مقدمہ ہٰذا میں اس کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس قرارداد کے ساتھ یہ مقدمہ اس ہدایت کے ساتھ واپس ہوا کہ گومولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ، جامع عباسیہ بہاولپور کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا قادیانی عقائد کے مطابق یہ ایمان ہو کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی اور نبی آیا اوراس پر وحی نازل ہوئی ہے تو ایسا شخص چونکہ ختم نبوت حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا منکر ہے اورختم نبوۃ اسلام کے ضروریات میں سے ہے، لہٰذا وہ کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن ہم اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لیے شیخ الجامعہ صاحب کی رائے کو کافی نہیں سمجھتے۔ جب تک کہ دیگر ہندوستان کے بڑے بڑے علمائے دین بھی اس رائے سے اتفاق نہ رکھتے ہوں۔ اس لیے مقدمہ مزید تحقیقات کامحتاج ہے اور مدعا علیہ کو بھی موقع دینا چاہیے کہ شیخ الجامعہ صاحب کے بالمقابل اپنے دلائل پیش کرے۔

واپسی پر اِس مقدمہ میں فریقین کے ہم مذہب اور ہم خیال اشخاص کی فرقہ بندی شروع ہوگئی اورتقریباً تمام ہندوستان میں اس کے متعلق ایک ہیجان پیدا ہوگیا۔ اورطرفین سے ان کی جماعت کے بڑے بڑے علماء بطور مختاران فریقین وبطور گواہان پیش ہونے لگے۔ ان کے اس طرح میدان میں آنے سے قدرتاً یہ سوال عوام کے لیے جاذب توجہ بن گیا اور پبلک کو اِس میں ایک خاص دلچسپی پیدا ہوگئی، اور ہر تاریخ سماعت پر لوگ جوق در جوق کمرۂ عدالت میں آنے لگے۔ چونکہ عوام کی اس دلچسپی اور مذہبی جوش کو مدّنظر رکھتے ہوئے حفظِ امن قائم رکھنے کی خاطر پولیس کی امداد کی ضرورت محسوس کی گئی، اور عدالت ہٰذا کی تحریک پر صاحب بہادر کمشنر پولیس کی طرف سے ہر تاریخ پیشی پر پولیس کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا رہا۔ امر مابہ النزاع حِل وحرمت سے تعلق رکھنے کے علاوہ ضمناً چونکہ مدعا علیہ کے ہم خیال جماعت کی تکفیر پر بھی مشتمل تھا اس لیے طرفین کو اِس مقدمہ میں کھلے دل سے اپنے دلائل، سندات اور بحث ہائے تحریری وتقریری پیش کرنے کا کافی موقع دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مدعا علیہ کی طرف سے ایک ایک گواہ کے بیان اور جرح پر بعض دفعہ مسلسل ایک ایک مہینہ بھی صرف ہوا ہے۔ اوراس کی طرف سے جو بحث تحریری پیش ہوئی ہے، وہ کئی سو ورق پر مشتمل ہے۔ اور فیصلہ میں تعویق زیادہ تر مسل کے اس قدر ضخیم بن جانے کی وجہ سے بھی ہوئی ہے۔ دورانِ سماعت مقدمہ ہٰذا میں مدعا علیہ نے مدعیہ اور اُس کے والد مولوی الٰہی بخش کے خلاف ۲۳؍اگست ۱۹۳۲ء کو عدالت سب جج صاحب درجہ دوم ملتان میں دعویٰ اعداہ حقوق رن وشوئی دائر کر کے عدالت موصوف سے ان ہر دو کے خلاف ۱۷؍جون ۱۹۳۳ء کو ڈگری یک طرفہ حاصل کر لی اوراس مقدمہ میں جبکہ شہادت فریقین ختم ہوکر مدعیہ کی طرف سے بحث بھی سماعت ہو چکی تھی، مدعا علیہ کی طرف سے یہ عذر برپا کیا گیا کہ عدالت ہٰذا کو اِختیار سماعت مقدمہ ہٰذا حاصل نہیں، کیونکہ بناء دعویٰ حدود ریاست ہٰذا میں پیدا نہیں ہوئی اور نہ ہی مدعا علیہ کی رہائش عارضی یا مستقل ریاست ہٰذا کے اندر ہوئی ہے۔

www.khatmenubuwat.org

دوسرا عدالت سرکار برطانیہ سے مدعا علیہ کے حق میں ڈگری استقرارِ حق زوجیت برخلاف مدعیہ والٰہی بخش والد کے صادر ہوچکی ہے، اس لیے بروئے دفعہ ۱۱ ضابطہ دیوانی عدالت ہٰذا کو اس کے متعلق فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے اور کہ بموجب دفعات ۱۳، ۱۴ ضابطہ دیوانی ڈگری مذکور قطعی ہوچکی ہے، اور اس کے صادر ہونے کے بعد مقدمہ زیر سماعت عدالت ہٰذا نہیں چل سکتا۔

مدعا علیہ کے ان عذرات کو بوجہ اس کے کہ وہ عدالت ہٰذا کے اختیار سماعت سے تعلق رکھتے تھے، اہم سمجھا اور اس مقدمہ میں ۸/نومبر ۱۹۳۳ء کو حسب ذیل مزید تنقیحات ایزاد کی گئیں:

۱۔ کیا مدعا علیہ کی سکونت بوقت دائری دعویٰ ہٰذا حدود ضلع ہٰذا میں تھی، یا یہ کہ بناء دعویٰ حدود ضلع ہٰذا میں پیدا ہوئی اس لیے دعویٰ قابلِ سماعت عدالت ہٰذا ہے۔

۲۔ اگر تنقیح بالا بخلاف مدعیہ طے ہو تو کیا عدالت ہٰذا کے اختیار سماعت کا سوال اس مرحلہ پر جبکہ مقدمہ پہلے عدالت ہائے اعلیٰ تک پہنچ چکا ہے اور مدعا علیہ برابر پیروی کرتا رہا ہے، نہیں اٹھایا جا سکتا۔

۳۔ کیا ڈگری ملک غیر کی بناء پر جو بحق مدعا علیہ برخلاف مدعیہ صادر ہوئی ہے، سماعت مقدمہ ہٰذا میں دفعات ۱۳، ۱۴ ضابطہ دیوانی عارض نہیں ہیں۔ ان تنقیحات کے وضع کرنے سے قبل مدعا علیہ کی طرف سے محکمہ معلیٰ وزارت وزارتِ عدلیہ میں پیش گاہ حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ میں پیش کیے جانے کے لیے ایک درخواست مشتمل بر عذرات مذکورہ بالا موصول ہوئی جو بمراد غور عدالت ہٰذا میں بھجوا دی گئی۔ اس درخواست کے مطالعہ سے یہ ضروری خیال کیا گیا کہ مدعا علیہ کی طرف سے بحث پیش ہونے سے قبل ان قانونی عذرات مذکورہ بالا کو طے کر لیا جاوے، اس لیے ۳/نومبر ۱۹۳۳ء کو فریقین کے نام نوٹس بایں اطلاع جاری کیے جانے کا حکم دیا گیا کہ وہ تاریخ مقررہ پر اپنے علماء کو ہمراہ نہ لاویں، بلکہ خود حاضر ہوں، تاکہ ان قانونی سوالات پر غور کی جائے اور انہیں طے کر لیا جاوے۔ مدعیہ کی طرف سے عدالت ہٰذا کے اس حکم کی ناراضی سے محکمہ معلیٰ اجلاس خاص میں درخواست نگرانی کی گئی ہے اور محکمہ معلیٰ نے بحکم ۷/نومبر ۱۹۳۳ء یہ قرار دیا کہ فریق مدعیہ پر تعمیل نوٹس درست نہیں ہوئی، لہٰذا یہ ہدایت کی گئی کہ سلسلہ بحث اور جدید امور کی دریافت کو ساتھ ساتھ جاری رکھا جاوے۔ اور اگر کسی فریق کے حق میں التواء مقدمہ ضروری خیال کیا جاوے تو دوسرے فریق کو اس فریق سے مناسب ہرجانہ دلایا جاوے۔ باتباع اس حکم کے فریقین کو جدید تنقیحات کے متعلق اپنا اپنا ثبوت پیش کرنے کی ہدایت کی گئی اور مختاران مدعا علیہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی طرف سے سلسلہ بحث کو بھی جاری رکھیں۔ اس کے بعد جب جدید تنقیحات مذکورہ بالا کے متعلق طرفین کی شہادت ہوچکی تو مدعا علیہ نے پھر ۲/جنوری ۱۹۳۴ء کو ایک درخواست کے ذریعہ یہ عذر برپا کیا کہ امور ذیل کو بھی زیر تنقیح لایا جاوے۔

کہ کیا مدعا علیہ کی وطنیت ریاست بہاولپور میں واقع ہے؟

اگر تنقیح بالا مدعیہ کے خلاف ثابت ہو تو پھر بھی عدالت ہٰذا کو اختیار سماعت حاصل ہے۔ اس درخواست کو اس بناء پر مسترد کیا گیا کہ مدعا علیہ کی طرف سے اس قسم کا پہلے کوئی عذر نہیں اٹھایا گیا۔ حالانکہ وہ پہلے قانونی مشورہ حاصل کر کے پیروی کرتا رہا

www.khatmenubuwwat.org

ہے۔ علاوہ ازیں جہاں تک اس جدید عذر کا قانونی پہلو ہے، اس کے متعلق وہ اپنی بحث کے وقت قانون پیش کرسکتا ہے۔ واقعات کے لحاظ سے فریقین کی طرف سے مثل پر جو مواد لایا جا چکا ہے، وہ اس سوال پر بھی بحث کرنے کے لیے کافی ہے، لہٰذا کسی مزید تنقیح کے وضع کرنے کی ضرورت خیال نہیں کی جاتی۔

اس سے قبل دوران شہادت میں مدعا علیہ کی طرف سے ایک حجت یہ بھی پیدا کی گئی تھی کہ مدعیہ بوقت ارجاع نالش نابالغ تھی۔ اس لیے اب اس سے خود دریافت ہونا چاہیے کہ وہ مقدمہ چلانا چاہتی ہے یا نہ۔ لہٰذا اس سوال کے متعلق بھی یکم مارچ ۱۹۳۳ء کو ایک تنقیح بایں الفاظ وضع کیا گیا تھا کہ کیا مدعیہ بوقت ارجاع نالش نابالغ تھی۔ اور اس کا بارثبوت مدعا علیہ پر عائد کیا گیا۔ کیونکہ مدعیہ کی طرف سے اسے بالغ ظاہر کیا جا کر بختاری والدش دعویٰ دائر کیا گیا تھا، لیکن بعد میں اس تنقیح کو بحکم ۲۹/ مارچ ۱۹۳۳ء خارج کیا گیا۔ کیونکہ قانوناً مدعا علیہ کا یہ عذر ناقابلِ پذیرائی تھا۔ ملاحظہ ہو ۴۷/ انڈین کیسز صفحہ ۳۰۹۔ اب ذیل میں دیگر قانونی سوالات پر بحث کی جاتی ہے۔

مدعا علیہ کا اہم عذر یہ ہے کہ اس نے کبھی حدود ریاست ہٰذا میں سکونت اختیار نہیں کی۔ اور نہ ہی اس نے یہاں احمدی مذہب قبول کیا ہے۔ بلکہ وہ ۵، ۶ سال تک شیخ واہ میں رہا ہے۔ وہاں سے اس نے سال ۱۹۲۲ء میں ایک خط کے ذریعہ مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی کے ساتھ بیعت کی تھی اور بیعت کرنے کے ۵، ۶ ماہ بعد اس نے اپنے موجودہ مسکن واقعہ علاقہ لودھراں میں آ کر سکونت اختیار کی۔ یہاں اس نے آ کر ایک مکان تعمیر کرایا اور اس وقت سے یہاں مقیم ہے۔

مدعیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مدعا علیہ ضلع ڈیرہ غازی خاں سے ترکِ سکونت کرنے کے بعد سیدھا مولوی الٰہی بخش والد مدعیہ کے پاس حدود ریاست ہٰذا میں آیا اور یہاں بود و باش شروع کی۔ مرزائی مذہب اس نے ایک شخص مولوی نظام الدین کی ترغیب پر قبول کیا، جو موضع مہند مسکن والد مدعیہ کے قریب رہتا ہے۔ اور دعویٰ ہٰذا دائر ہونے کے بعد وہ حدود ریاست ہٰذا کے باہر چلا گیا ہے۔ ان امور کے متعلق فریقین کی طرف سے جو شہادت پیش ہوئی ہے، اس سے حسب ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

مدعا علیہ کی یہ حجت درست نہیں پائی جاتی کہ وہ کبھی ریاست ہٰذا میں نہیں آیا، بلکہ مدعیہ کی پیش کردہ شہادت سے جس کی کہ مدعا علیہ کی طرف سے کوئی خاطر خواہ تردید نہیں کی گئی، یہ ثابت ہے کہ مدعا علیہ مولوی الٰہی بخش کے یہاں آنے کے بعد اپنے مسکن واقعہ علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان سے سیدھا حدود ریاست ہٰذا میں مولوی الٰہی بخش والد مدعیہ کے پاس آیا۔ اور اپنی والدہ اور ہمشیرگان کو اس کے ہاں چھوڑ کر خود حصولِ معاش کے لیے حدود ریاست ہٰذا کے اندر مختلف مقامات پر پھرتا رہا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد پھر مولوی الٰہی بخش کے پاس آ کر ٹھہرتا رہا۔ اس کے بعد جب مدعیہ کے رخصتانہ کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ ترکِ سکونت کر کے یہاں سے چلا گیا۔ اور غالباً صحیح یہی ہے کہ وہ مقدمہ ہٰذا دائر ہونے سے قبل ہی چلا گیا۔ کیونکہ خود مدعیہ نے عرضی دعویٰ میں اس کی سکونت بمقام میلسی درج کرائی ہے۔ چنانچہ اس پتہ پر جب سمن جاری کیا گیا تو مختار مدعیہ نے پھر ۱۴/ اگست ۱۹۲۶ء کو منصفی احمد پور شرقیہ میں ایک درخواست پیش کی کہ مدعا علیہ کی سکونت گو دعویٰ میں بمقام میلسی لکھی ہوئی ہے، لیکن اب مدعا علیہ یہاں احمد پور شرقیہ میں موجود ہے۔ پھر تعمیل نہیں ہو سکے گی۔ اب اس پتہ پر سمن جاری کیا جا کر تعمیل کرائی جاوے۔ چنانچہ اسی روز عدالت سے سمن جاری کیا جا کر

www.khatmenubuwwat.org

مدعا علیہ کی اطلاع یابی کرائی گئی۔ مدعا علیہ کہتا ہے کہ اسے وہاں دھوکہ سے بلوایا گیا۔لیکن یہ سوال چنداں اہم نہیں۔ وہ چاہے جس طرح احمد پور شرقیہ میں آیا، یہ امر واقعہ ہے کہ سمن پر اس کی اطلاع یابی وہاں کرائی گئی۔اس سے پایا جاتا ہے کہ دائری دعویٰ کے وقت چونکہ حدود ریاست ہٰذا کے اندر اس کی عارضی یا مستقل سکونت نہ تھی، اس لیے یہاں اس کے خلاف دعویٰ دائر نہیں ہوسکتا تھا۔لیکن اس کے ساتھ ہی مدعیہ کی پھر یہ حجت ہے کہ مدعا علیہ نے اپنا مذہب چونکہ حدود ریاست ہٰذا کے اندر تبدیل کیا ہے، اس لیے اسے مدعا علیہ کے تبدیل مذہب سے بناء دعویٰ پیدا ہوتی ہے، اور اس لحاظ سے مدعا علیہ کے خلاف یہاں دعویٰ درست طور پر دائر کیا گیا ہے۔

مدعا علیہ بیان کرتا ہے کہ اس نے احمدی مذہب شیخ واہ ضلع ملتان میں قبول کیا تھا اور کہ ابتداً وہ ضلع ڈیرہ غازی خاں سے شیخ واہ میں ہی گیا تھا۔ اس کی طرف سے بیعت کا ایک خط پیش کیا گیا ہے جو ڈاکخانہ دنیاپور سے ۲۱ رجنوری ۱۹۲۲ء کو خلیفہ صاحب ثانی کی خدمت میں بھجوایا گیا۔ اور جس پر بغیر کسی ولدیت، قومیت کے صرف عبدالرزاق احمدی لکھا ہوا ہے۔ اس سے یقینی طور پر یہ قرار نہیں دیا جا سکتا ہے کہ یہ خط اسی عبدالرزاق مدعا علیہ کا تحریر شدہ ہے۔ شناخت خط کے بارہ میں مدعا علیہ کی طرف سے دو گواہان پیش ہوئے ہیں، جن میں ایک اللہ بخش بالکل نوعمر لڑکا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ وہ شیخ واہ میں مدعا علیہ کے پاس پڑھا کرتا تھا۔ اس وقت وہ مدعا علیہ کو لکھتا ہوا دیکھا کرتا تھا۔ شناخت خط کے بارہ میں پہلے تو اس نے یہ کہا کہ شاید وہ نہ پہچان سکے، لیکن پھر بیان کیا کہ وہ شناخت کرتا ہے کہ خط مشمولہ مسل مدعا علیہ کا تحریر کردہ ہے۔ لیکن اوّل تو جس وقت یہ گواہ مدعا علیہ کو لکھتا ہوا دیکھنا بیان کرتا ہے، اس وقت خود اس کی اپنی عمر کوئی ۱۳، ۱۴ سال کے قریب ہوگی۔ گمان اغلب ہے کہ اس عمر میں اس نے مدعا علیہ کی طرزِ تحریر کو بخوبی ذہن نشین کر لیا ہو۔ دوسرا وہ اس خط کی شناخت کے متعلق کوئی خاص وجوہات بیان نہیں کر سکا۔ علاوہ ازیں جب اس کی تذبذب بیانی کو مدّنظر رکھا جائے تو اس کی شہادت بالکل ناقابلِ اعتبار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دوسرے گواہ کی شہادت بھی سرسری قسم کی ہے اور اس پر بھی پورا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

مدعا علیہ بیان کرتا ہے کہ وہ شیخ واہ میں ۵، ۶ سال رہا۔ لیکن وہاں کی سکونت ثابت کرنے کے لیے بھی اس کی طرف سے یہ اللہ بخش گواہ پیش ہوا ہے۔ دیگر گواہان صرف سماعی طور پر بیان کرتے ہیں کہ وہ لودھراں میں وہاں سے آیا تھا۔ لہٰذا اس ضمن میں مدعا علیہ کی طرف سے مسل پر جو مواد لایا گیا ہے، اس سے یہ قرار دینا مشکل ہے کہ مدعا علیہ اپنے موجودہ مسکن پر سکونت پذیر ہونے سے قبل شیخ واہ میں رہتا تھا۔ اور کہ اس نے احمدی مذہب بھی وہیں اختیار کیا تھا۔ اس کی طرف سے بیعت کا جو خط پیش کیا گیا ہے، اس کے متعلق قابل اطمینان طریق پر یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ وہ اسی عبدالرزاق مدعا علیہ کا ہے۔ ان تمام واقعات سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مدعا علیہ نے علاقہ لودھراں میں سکونت اختیار کرنے سے قبل جہاں پہلے سکونت اختیار کی ہوئی تھی، احمدی مذہب اس نے وہاں قبول کیا۔ مدعا علیہ حسب ادعا خود یہ ثابت کرنے میں کامیاب نہیں رہا کہ اس کی یہ سابقہ سکونت شیخ واہ میں تھی۔ برعکس اس کے مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت ہے کہ مدعا علیہ اپنی موجودہ سکونت اختیار کرنے سے قبل حدود ریاست ہٰذا میں سکونت پذیر تھا۔ اس لیے مدعا علیہ کے اپنے بیان سے ہی یہ ثابت قرار دیا جا سکتا ہے کہ اس نے احمدی مذہب حدود ریاست ہٰذا میں اختیار کیا۔ اور اس کی تائید

www.khatmenubuwat.org

مدعیہ کی پیش کردہ شہادت سے بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ کا مذہب تبدیل کرنا چونکہ حدود ریاست ہٰذا کے اندر اس کی جائے سکونت موضع مہند میں وقوع میں آیا ہے، اس لیے اس بناء پر مدعیہ کو ضلع ہٰذا کے اندر بنائے دعویٰ پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا عدالت ہٰذا کو اس مقدمہ کی سماعت کا مکمل اختیار حاصل ہے۔

مدعا علیہ کے اس اعتراض کے جواب میں کہ اس کی چونکہ حدود ریاست ہٰذا کے اندر سکونت نہیں رہی، اس لیے عدالت ہٰذا کو اس کے خلاف سماعت مقدمہ ہٰذا کا اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ مدعیہ کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدعا علیہ نے گو ابتداً یہ عذر اُٹھایا تھا لیکن بعد میں عدالت ہائے اپیل میں جا کر اس نے اسے ترک کر دیا۔ اور شروع سے لے کر آخیر تک وہ برابر اس کی پیروی کرتا رہا۔ اس لیے سمجھا جائے گا کہ اس نے عدالت ہٰذا کے اختیار سماعت کو قبول کر لیا تھا۔ اس لیے اب وہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس بارہ میں فیصلہ ۲۹- انڈین کیسز صفحہ ۴۵۶ بطور سند پیش کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اپیلیں چونکہ مدعیہ کی طرف سے ہوتی رہیں تھیں، اس لیے اسے اعتراض کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ ازیں مقدمہ چونکہ دوبارہ ابتدائی حیثیت میں عدالت ہٰذا کے زیر سماعت آ گیا ہے، اس لیے وہ اس سوال پر عدالت کو متوجہ کر سکتا ہے۔ مگر مدعا علیہ کی یہ حجت درست معلوم نہیں ہوتی کہ اسے اپیل میں یہ عذر اُٹھانے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ فیصلہ اس کے خلاف ہونا ممکن تھا۔ اس لیے اسے ہر پہلو سے اپنی جوابدہی کرنی چاہیے تھی۔ اور گو کہ مقدمہ اب پھر ابتدائی حیثیت میں سماعت کیا گیا ہے، تاہم اس مقدمہ کے سابقہ مراحل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر اس حجت کو درست بھی تسلیم کر لیا جاوے تو چونکہ اوپر یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ مدعا علیہ کے تبدیل مذہب سے بناء دعویٰ حدود ریاست ہٰذا میں پیدا ہوئی ہے۔ اس لیے اس سوال پر مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور عدالت ہٰذا سے مدعا علیہ کے خلاف یہ دعویٰ درست طور سماعت کیا گیا ہے۔

اس قرارداد سے ان تنقیحات میں سے پہلے دو کا، جو ۸/نومبر ۱۹۱۳ء کو وضع کی گئی تھیں، فیصلہ ہو جاتا ہے۔ باقی تیسری تنقیح کے متعلق جو ڈگری ملک غیر کی بابت ہے، صرف یہ درج کر دینا کافی ہے کہ عدالت صادر کنندہ ڈگری کے روبرو یہ سوال کہ مدعا علیہ تبدیل مذہب کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے، اور اس لیے مدعیہ اس کی منکوحہ نہیں رہی، زیر بحث نہیں آیا۔ اور نہ ہی پایا جاتا ہے کہ اس عدالت کو یہ جتلایا گیا کہ اس نکاح کے بارہ میں مدعیہ کی طرف سے عدالت ہٰذا میں بھی مقدمہ دائر ہے۔ اس لیے سمجھا جائے گا کہ وہ فیصلہ صحیح واقعات پر صادر نہیں ہوا۔ اور ڈگری دھوکے سے حاصل کی گئی۔ لہٰذا وہ ڈگری بروئے ضمن (ب) و (ہ) دفعہ ۱۳ ضابطہ دیوانی قطعی قرار نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح دفعہ ۱۱ ضابطہ دیوانی کا اطلاق واقعات مقدمہ ہٰذا پر نہیں ہوتا، کیونکہ جیسا کہ اوپر قرار دیا گیا، ایک تو وہ ڈگری قطعی نہیں، دوسرا وہ کسی عدالت واقع اندرون حدود ریاست ہٰذا کی صادر شدہ نہیں، اس لیے یہ تیسری تنقیح بھی بحق مدعیہ و برخلاف مدعا علیہ طے کی جاتی ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ فریقین چونکہ درحقیقت اپنی شہریت اور وطنیت کے لحاظ سے برٹش انڈیا سے تعلق رکھنے والے ہیں، اور والد مدعیہ نے خود یا اس کے کسی گواہ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ ہمیشہ کے لیے برٹش شہریت اور وطنیت چھوڑ چکا ہے۔ کیونکہ شہریت اور وطنیت کو ترک کرنے کے لیے لازمی ہے کہ یہ فعل علانیہ طور پر اور پبلک اظہار کے بعد قانونی حیثیت

www.khatmenubuwat.org

سے کیا جاوے، اس لیے تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو، ایسے نکاح متنازعہ کے متعلق قانون بین الاقوامی یہ ہے کہ وہ نکاح جو اس ملک کے قانون کے لحاظ سے جائز ہے، جہاں سے وہ منعقد ہوا، وہ ساری دنیا میں جائز اور درست ہے۔ اور کوئی دوسرے ملک کی عدالت اسے ناجاز قرار نہیں دے سکتی۔ اور پھر ایسے نکاح کی تنسیخ کے متعلق بھی قانون بین الاقوامی یہ ہے کہ جس ملک میں ہر دو زوجین کو وطنیت حاصل ہو، صرف وہیں کی عدالت تنسیخ کا مقدمہ سن سکتی ہے۔ اور اس قانون کی رُو سے بیوی کی وطنیت وہی جگہ تصور ہوگی جہاں خاوند کی وطنیت ہو۔

فریقین کی طرف سے جو شہادت پیش ہوئی ہے، اس کا ماحصل یہ ہے کہ فریقین اپنی ابتدائی برطانوی شہریت و وطنیت پر قائم ہیں۔

گو حصولِ معاش کے لیے ایک فریق نے اپنی رہائش بہاولپور میں رکھی ہے، مگر محض دوسری جگہ رہائش رکھنے سے اصل وطنیت کا ترک ہونا لازم نہیں آتا۔ مدعیہ کا نکاح علاقہ انگریزی میں ہوا، جہاں کہ مدعیہ کی بیان کردہ وجہ ارتداد کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا، اس وجہ سے علاقہ انگریزی کے قانون کی رُو سے یہ نکاح صحیح اور جائز ہے۔

لیکن مدعا علیہ کی یہ حجت اس لیے وزن دار نہیں کہ اوّل تو یہ ثابت ہے کہ مولوی الٰہی بخش بہت مدت سے اپنے سابقہ مسکن سے ترک سکونت کر کے حدود ریاست ہٰذا میں رہائش پذیر ہے۔ اس کے کافی مدت کے بود و باش اور دیگر افعال سے یہ بخوبی اخذ ہوتا ہے کہ وہ حدود ریاست ہٰذا میں مستقل سکونت اختیار کر چکا ہے اور اس کا اپنے سابقہ مسکن پر واپس جانے کا ارادہ نہیں۔ کیونکہ اس بارہ میں جو شہادت پائی جاتی ہے، اس سے پایا جاتا ہے کہ علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خاں میں اب اس کا اپنا کوئی گھر موجود نہیں۔ مدعیہ چونکہ اس وقت نابالغ تھی اور بطور زوجہ مدعا علیہ کے حوالہ نہ کی گئی تھی، اس لیے اس کا اپنے والد کے ہمراہ یہاں چلے آنے اور اس کے ساتھ بود و باش رکھنے سے یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے بھی اب بمثل اپنے والد کے یہاں کی وطنیت اختیار کر لی ہے۔ علاوہ ازیں یہ پایا جاتا ہے کہ جب وہ بالغ ہوئی تو اس نے مدعا علیہ کی زوجیت سے انکار کر دیا۔ اور یہ حجت کی کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں اس کا جو نکاح مدعا علیہ سے ہوا تھا، وہ بوجہ ارتداد مدعا علیہ قائم نہیں رہا۔ اس لیے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مدعیہ کی وطنیت بھی اب وہی شمار ہوگی جو کہ مدعا علیہ نے اختیار کی ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ وہاں نہ بطور زوجہ اس کے ساتھ آباد رہی، اور نہ اب حقوق زوجیت کو تسلیم کر کے اس کے ساتھ وہاں آباد ہونے کو آمادہ ہے۔ اس لیے لامحالہ یہ قرار دینا پڑے گا کہ مدعیہ نے بھی اب یہی وطنیت اختیار کی ہوئی ہے۔ اور اگر بفرضِ محال مدعا علیہ کی اس حجت کو درست بھی مان لیا جاوے تو بھی مدعا علیہ کامیاب نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس مقدمہ کی کارروائی یہاں بھی اس ضابطہ دیوانی کے تحت کی گئی ہے جو علاقہ انگریزی میں جاری ہے۔ اور نکاح زیر بحث کا تصفیہ اسی شخصی قانون کے تحت کیا جا رہا ہے کہ جس کی رو سے قانون مروجہ علاقہ انگریزی کی رُو سے تصفیہ کیے جانے کی ہدایت ہے، یعنی بروئے شرع محمدی۔ اس لیے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ ریاست ہٰذا کا قانون جس کے تحت مقدمہ ہٰذا میں کارروائی کی جا رہی ہے، وہ برٹش انڈیا کے قانون سے مختلف ہے۔ ہاں قانون کی تعبیر کا سوال دوسرا ہے۔ کسی قانون کی تعبیر اس قانون کا جزو شمار نہیں ہو سکتی اس لیے کسی عدالت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی خاص قانون کی تعبیر وہی کرے جو دوسری عدالت نے کی ہے، تاوقتیکہ وہ اس کی ماتحت عدالت نہ ہو۔ یہی

www.khatmenabuwat.org

وجہ ہے کہ ایک ہی مسئلہ پر مختلف ہائی کورٹوں کی مختلف قراردادیں پائی جاتی ہیں۔ مقدمہ حال میں عدالت معلیٰ اجلاس خاص نے مدراس ہائیکورٹ کے فیصلہ کو معاملہ زیر بحث کے متعلق قطعی نہ سمجھتے ہوئے قابلِ پیروی خیال نہیں کیا۔ اور عدالت معلیٰ کی یہ قرارداد قانوناً بالکل درست ہے۔ اس لیے نہیں کہا جا سکتا کہ قانون بین الاقوامی کی اگر یہ سمجھا بھی جاوے کہ وہ ریاست ہٰذا اور برٹش انڈیا کے مابین حاوی ہے، کوئی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ کیونکہ یہاں اسی قانون پر عمل کیا جا رہا ہے جو برٹش انڈیا میں مروج ہے۔ اور اگر وطنیت کو ہی معیار سماعت دعویٰ قرار دیا جاوے تو چونکہ مدعیہ کی وطنیت حدود ریاست ہٰذا کے اندر پائی جاتی ہے اس لیے اس لحاظ سے بھی ریاست ہٰذا کی عدالتوں کو اس مقدمہ کی سماعت کا اختیار حاصل ہے۔ لہٰذا یہ مقدمہ عدالت ہٰذا میں درست طور پر رجوع ہو کر زیر سماعت لایا گیا ہے۔

ان قانونی امور کو طے کرنے کے بعد اب اصل معاملہ مابہ النزاع کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ اس سوال پر فریقین کی پیش کردہ شہادت اور دلائل پر بحث کی جاوے، یہ سمجھنے کے لیے کہ قادیانی یا مرزائی یا احمدی مذہب کیا ہے اور مذہب اسلام کے ساتھ اس کا کیا لگاؤ ہے، اور اس مذہب کو قبول کرنے والے کو کیوں مرتد سمجھا گیا ہے، کچھ مختصر تمہید کی ضرورت ہے۔

یہ بات کچھ خلاف واقع نہ ہوگی اگر یہ کہا جاوے کہ ہر مذہب وملت کے نزدیک ابتدائے آفرینش اور وجود باری تعالیٰ کا علم کتب سماوی سے ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ تمام مذاہب کے متعلق یہ رائے صحیح نہ ہو، تو کم از کم یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے متعلق بلاخوف وتردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے مذاہب کی رُو سے نہ صرف امور مذکورہ بالا کا علم کتب سماوی سے ہوا ہے بلکہ ابتدائے آفرینش کے بارہ میں ان کی کتب سماوی کا قریباً قریباً باہمی اتفاق بھی ہے۔ اس بحث سے کچھ یہ دکھلانا بھی مقصود ہے کہ صرف مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہیں جو کہ اپنی مذہبی کتاب قرآن مجید کو مُنزّل من اللہ کہنے والی ہے۔ بلکہ اس قسم کا عقیدہ دیگر اقوام میں بھی پایا جاتا ہے اور وہ بھی اپنے مذاہب کی بنیادی کتابوں کے منزل من اللہ ہونے کے قائل ہیں۔ مسئلہ زیر بحث کا چونکہ صرف مسلمانوں سے تعلق ہے اس لیے یہاں صرف ان کی آسمانی کتاب قرآن مجید کا ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جب آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو اُنہیں ایک خاص درخت کے پھل کھانے سے منع فرمایا گیا۔ اس کے بعد جب آدم علیہ السّلام نے غلطی سے اس پھل کو کھال یا تو ان کو باغِ جنت سے بے دخل کر دیا گیا۔ اور شیطان کو بھی، جس کی ترغیب پر اُنہوں نے وہ پھل کھایا تھا، وہاں سے نکالا گیا۔ اور یہ ارشاد ہوا کہ:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.
(البقرۃ:۳۸)

نیچے جاؤ یہاں سے تم سب۔ پھر اگر پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

باری تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت پھر اُس کے رسولوں کے ذریعہ سے جو کہ انسانوں میں سے منتخب کیے جاتے ہیں، پہنچتی

www.khatmenubuwwat.org

رہی۔ حتیٰ کہ رسولوں کا یہ سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم تک جاری رہا۔ موسیٰ کے بعد آئندہ سلسلۂ رسالت جاری رہنے میں لوگوں میں اختلاف ہونے لگا۔ اور عیسیٰ کے مبعوث ہونے پر جن لوگوں نے انہیں نہ مانا اور جو موسیٰ کی ہدایت پر قائم رہے، وہ یہود کہلائے۔ اور جنہوں نے عیسیٰ کو نبی تسلیم کر لیا اور نصاریٰ کہلائے اور ان کے بعد جب حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نبوت ملی تو انہیں جن لوگوں نے نبی تسلیم کر کے ان کی تعلیم پر چلنا شروع کیا وہ مسلمان کہلائے۔ اب مدعیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم آخری نبی ہیں، اور ان کے بعد اور کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ ہاں البتہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جو آسمان پر زندہ ہیں، آسمان سے نزول فرماویں گے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی شریعت پر چل کر لوگوں کو راہِ ہدایت دکھلائیں گے اور رسول اللہ صلعم کی شریعت پر چلنے کی وجہ سے امتی نبی کہلائیں گے۔

اب انیسویں صدی کے آخیر میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو مدعا علیہ کے پیشوا ہیں، ان روایات کی، جو نزول عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق مسلمانوں میں مشہور چلی آتی تھیں، یہ تعبیر کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام جو مسیح ناصری تھے، فوت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے واپس نہیں آنا۔ اور نہ ان کا واپس آنا بروئے آیات قرآنی ممکن ہے۔ اور نہ وہ نبی ہو کر اُمتی ہو سکتے ہیں۔ بلکہ اُمتی نبی سے یہ مراد ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے کمال اتباع اور فیض سے ان کے کسی امتی کو نبوت کا درجہ عطا کیا جائے گا۔ اور اس تعبیر کے ساتھ انہوں نے اس درجہ کا اپنے لیے مختص ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس دعویٰ کی تائید میں فریق ثانی کی طرف سے جو دلائل اور سندات وغیرہ پیش کی گئی ہیں، ان پر آگے بحث کی جائے گی۔ اب صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ جن لوگوں نے مرزا صاحب کے اس دعویٰ کو صحیح تسلیم کر کے ان کی تعلیم پر چلنا شروع کر دیا ہے، انہیں لوگ مرزا صاحب کے ساتھ اور ان کے مسکن قادیان کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے بعض اوقات مرزائی کہتے ہیں اور بعض اوقات قادیانی۔ اور قادیانی مرزائی کہنے سے ایک اور تعبیر بھی لی جاتی ہے، وہ یہ کہ مرزا صاحب کے متبعین کے دو فرقے ہیں، ایک لاہوری اور دوسرے قادیانی۔ لاہوری انہیں نبی نہیں مانتے، قادیانی انہیں نبی مانتے ہیں۔ اس لیے قادیانی مرزائی کہنے سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ وہ شخص جس کے متعلق یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، وہ مرزا صاحب کے ان متبعین میں سے ہے جو انہیں نبی مانتے ہیں۔ مقدمہ ہٰذا میں مدعا علیہ پر اسی مفہوم کے تحت یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

اس فرقہ کا تیسرا نام احمدی ہے۔ جس کے متعلق فریق ثانی کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اس جماعت کے امیر نے اپنی جماعت کے لیے تجویز کر کے گورنمنٹ سے اس جماعت کو موسوم کیے جانے کی منظوری حاصل کی ہوئی ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کے بعد سند اور اعتبار کے لحاظ سے احادیث کا درجہ ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلعم کے اقوال کا مجموعہ ہیں۔ اب مدعیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہے۔ قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم خاتم النبیّین ہیں۔ ان کے بعد اور نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ مرزا صاحب کے اعتقادات شرعاً درست نہیں ہیں، بلکہ کفر کی حد تک پہنچتے ہیں، اس لیے ان کو نبی تسلیم کرنے والا اور ان کی تعلیم پر چلنے والا بھی کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے۔ اور کسی سُنی عورت کا نکاح، جو قبل از ارتداد اس کے ساتھ ہوا ہو، شرعاً قائم نہیں رہتا۔ اور اس اصول کے تحت مدعیہ کا

www.khatmenubuwwat.org

نکاح مدعا علیہ کے قادیانی، مرزائی ہو جانے کی صورت میں اس کے ساتھ قائم نہیں رہا۔ لہٰذا ڈگری انفراق زوجیت دی جاوے۔

مدعا علیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ قادیانی مذہب، مذہب اسلام سے کوئی مغائر مذہب نہیں ہے، بلکہ اس مذہب کے صحیح اصولوں کی صحیح تعبیر ہے۔ اس تعبیر کے مطابق عمل پیرا ہونے سے وہ خارج از اسلام نہیں ہوا۔ اس کا نکاح قائم ہے اور دعویٰ مدعیہ قابلِ اخراج ہے۔

چنانچہ فریقین نے اپنے اپنے اس ادعا کے مطابق شہادت پیش کی ہے، جس پر آگے بحث کی جائے گی۔ مقدمہ ہٰذا میں ابتدائی تنقیحات، جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، چاہے جس شکل یا جن الفاظ میں وضع شدہ ہیں، ان کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان کا مفہوم بھی ہے کہ کیا مدعا علیہ نے قادیانی یا مرزائی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ اور کیا اس مذہب میں داخل ہونے سے ارتداد واقع ہو جاتا ہے۔ اور کیا اس صورت میں مدعیہ کا نکاح فسخ سمجھا جائے گا۔ اس لیے ان تنقیحات کی ترمیم کے متعلق مدعا علیہ کے عذرات کو وزن دار خیال نہیں کیا گیا۔ اس لیے ان تنقیحات کے الفاظ میں کسی ردّ و بدل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور خصوصاً ان میں ترمیم کی ضرورت اس لیے بھی نہیں رہی کہ اگر مدعا علیہ کے ادعا کے مطابق یہی صورت تنقیحات قائم کی جاوے تو مسل پر اس قدر مواد آ چکا ہے کہ اس کی رُو سے اس صورت میں بھی بحث کی جا سکتی ہے۔ اس سوال پر اب چنداں بحث کی ضرورت نہیں رہی کہ آیا مدعا علیہ قادیانی مرزائی ہے یا نہ، کیونکہ اس نے اپنے اعتقادات کی جو فہرست پیش کی ہے، اس میں اس نے صاف طور پر درج کیا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو اُمتی نبی تسلیم کرتا ہے، اور ان پر وحی اور الہام ببرکت حضرت نبی کریم صلعم وارد ہوتے تھے، اس لیے یہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ مرزا صاحب کے قادیانی متبعین میں سے ہے۔ اب بحث طلب صرف یہ امر ہے کہ آیا یہ عقیدہ کفریہ ہے اور اس عقیدہ کے رکھنے والا دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں مدعیہ کی طرف سے چھ گواہان ذیل مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور، مولوی محمد حسین صاحب سکنہ گوجرانوالہ، مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند، مولوی مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری، سیّد محمد انور شاہ صاحب کشمیری، مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور پیش ہوئے ہیں اور مدعا علیہ کی طرف سے دو گواہان مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد پیش ہوئے ہیں۔ ہر دو گواہان قادیانی مبلغین میں سے ہیں۔ ان جملہ گواہان کی شہادتیں کئی معاملات شرعی پر مشتمل ہیں اور بہت طویل ہیں۔ ان کا اگر معمولی اختصار بھی یہاں درج کیا جاوے تو اس سے نہ صرف فیصلہ کا حجم بڑھ جائے گا بلکہ اصل معاملہ کے سمجھنے میں بھی الجھن پیدا ہو جائے گی۔ اس لیے ان شہادتوں سے جو اصول اور دلائل اخذ ہوتے ہیں، وہ یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ اور زیادہ تر دربار معلّٰی کی ہدایت کے مطابق ان شہادتوں کی رُو سے یہ دیکھنا ہے کہ اسلام کے وہ کون سے بنیادی اصول ہیں کہ جن سے اختلاف کرنے سے ارتداد واقع ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ کن اسلامی عقائد کی پیروی نہ کرنے یا نہ ماننے سے ایک شخص مرتد سمجھا جا سکتا ہے، اور کہ کیا عقائد قادیانی سے ارتداد واقع ہو جاتا ہے یا نہ؟

مدعیہ کی طرف سے مذہب اسلام کے جو اہم اور بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں، وہ سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ کے بیان میں مفصل درج ہیں۔ یہاں ان کا مختصراً اعادہ کیا جاتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے قول کو اُس

www.khatmenubuwwat.org

کے اعتماد پر باور کرلیا جاوے۔ اور کہ غیب کی خبروں کو انبیاء کے اعتماد پر باور کر لینے کو ایمان کہتے ہیں اور حق شناسی۔ یا منکر ہو جانے یا مکر جانے کو کفر کہتے ہیں۔ ہمارے دین کا ثبوت دو طرح سے ہے یا تواتر سے یا خبر واحد سے تواتر اسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز نبی کریم سے ایسی ثابت ہوئی ہو۔ اور ہم تک علی الاتصال پہنچی ہو کہ اس میں خطا کا احتمال نہ ہو۔ یہ تواتر چار قسم کا ہے؛ تواتر اسنادی، تواتر طبقہ، تواتر قدر مشترک اور تواتر توارث۔

تواتر اسنادی اسے کہا جاتا ہے کہ جو صحابہ سے بسند صحیح مذکور ہو۔

تواتر طبقہ اسے کہتے ہیں کہ جب یہ معلوم نہ ہو کہ کس نے کس سے لیا، بلکہ یہی معلوم ہو کہ پچھلی نسل نے اگلی سے سیکھا، جیسا کہ قرآن مجید کا تواتر۔

تواتر قدر مشترک یہ ہے کہ حدیثیں کئی ایک خبر واحد آئی ہوں۔ اس میں قدر مشترک متفق علیہ حصہ وہ حاصل ہوا جو تواتر کو پہنچ گیا۔ مثلاً نبی کریم صلعم کے معجزات، جو کچھ تواتر ہیں اور کچھ خبر احاد ہیں، اخبار احاد میں اگر کوئی مضمون مشترک ملتا ہے تو وہ قطعی ہو جاتا ہے۔ اس کی مزید تشریح مولوی مرتضیٰ حسن صاحب گواہ مدعیہ نے یہ کی ہے کہ بعض ایسی احادیث جو باعتبار معنی اور سند کے متواتر نہیں ہیں، وہ باعتبار معنی کے متواتر ہو جاتی ہیں۔ اگر ان معنوں کو اتنی سندوں سے اور اتنے راویوں نے بیان کیا ہو کہ جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

تواتر توارث اسے کہتے ہیں کہ نسل نے نسل سے لیا ہو۔ اور یہ تواتر اس طرح سے ہے کہ بیٹے نے باپ سے لیا اور باپ نے اپنے باپ سے۔ ان جملہ اقسام کے تواتر کا انکار کفر ہے۔ اگر تواترات کے انکار کو کفر نہ کہا جاوے تو اسلام کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ ان متواترات میں تاویل کرنا مطلب بگاڑنا، کفر صریح ہے۔ اور متواترات کو تاویل سے پلٹنا بھی کفر ہے۔ کفر کبھی قولی ہوتا ہے اور کبھی فعلی، مثلاً کوئی شخص ساری عمر نماز پڑھتا رہے اور ۳۰ سال کے بعد ایک بت کے آگے سجدہ کر دے تو کفر فعلی ہے۔ کفر قولی یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ دے کہ خدا کے ساتھ صفتوں میں یا فعل میں کوئی شریک ہے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی کفر قولی ہے کہ رسول اللہ صلعم (حضرت محمد مصطفیٰ) کے بعد کوئی اور نیا پیغمبر آئے گا۔ کیونکہ تواتر توارث کی ذیل میں ساری امت اس علم میں شریک رہی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اسی طرح کوئی شخص اگر اپنے مساوی سے کہہ دے کہ کلمہ بکا۔ تو وہ کوئی چیز نہیں۔ استاد اور باپ سے کہے تو اسے عاق کہتے ہیں۔ پیغمبر کے ساتھ یہ معاملہ کرے تو کفر صریح ہے۔

نبوت کے ختم ہونے کے بارہ میں ہمارے پاس کوئی دو سو حدیثیں ہیں۔ قرآن مجید اور اجماع بالفعل ہے۔ اور ہر نسل اگلی نے پچھلی سے اس کو لیا ہے۔ اور کوئی مسلمان جو اسلام سے تعلق رکھتا ہے، وہ اس عقیدہ سے غافل نہیں رہا۔ اس عقیدہ کی تحریف کرنا اور اس سے انحراف کرنا، صریح کفر ہے۔ اسلام ہے شناخت مسلمانوں کی۔ اور مسلمانوں کے اشخاص شناخت ہیں اسلام کی۔ اگر اجماع کو درمیان سے اٹھا دیا جاوے تو دین سے وہ گیا۔

جو دین محمدیؐ کا اقرار نہ کرے، اسے کافر کہتے ہیں۔ جسے اندر سے اعتقاد نہ ہو، زبان سے کہتا ہو، اسے منافق کہتے ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

جو زبان سے اقرار کرتا ہو، لیکن دین کی حقیقت بدلتا ہو، اسے زندیق کہتے ہیں۔ اور وہ پہلی دو قسموں سے زیادہ شدید کافر ہے۔

ارتداد کے معنی یہ ہیں کہ دینِ اسلام سے ایک مسلمان کلمہ کفر کہہ کر اور ضروریات و متواترات دین میں سے کسی چیز کا انکار کر کے خارج ہو جائے گا۔ اور ایمان یہ ہے کہ سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلعم جس چیز کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں، اور اس کا ثبوت بدیہات اسلام سے ہے۔ اور ہر مسلمان خاص و عام اُسے جانتے ہیں، اس کی تصدیق کرنا۔

ضروریات دین وہ چیز ہیں کہ جن کو خواص و عام پہچانیں کہ یہ دین سے ہیں، جیسے اعتقاد توحید کا، رسالت کا اور پانچ نمازوں کا اور مثل ان کے اور چیزیں۔

شریعت کے اگر کسی لفظ کو بحال رکھا جا کر اس کی حقیقت کو بدل دیا جاوے، اور وہ معاملہ متواترات سے ہو تو وہ کفر صریح ہے۔ کفر و ایمان کی اس شرعی حقیقت کے بیان کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک مسلمان بعض قسم کے افعال یا اقوال کی وجہ سے کافر اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔

ختم نبوۃ کا عقیدہ بایں معنی کہ آنحضرت صلعم کی نبوۃ کے بعد کسی کو عہدہ نبوۃ نہ دیا جائے گا۔ بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصولی عقائد میں سمجھا یا گیا ہے اور آنحضرت صلعم کے عہد سے لے کر آج تک نسلاً بعد نسلٍ ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا ہے۔

اور یہ مسئلہ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے اور احادیث متواتر المعنی سے اور قطعی اجماع امت سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔ اور اس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے۔ اور کوئی تاویل و تخصیص اس میں قبول نہیں کی گئی۔ اس میں اگر کوئی تاویل یا تخصیص نکالی جاوے تو وہ شخص ضروریات دین میں تاویل کرنے کی وجہ سے منکر ضروریات دین سمجھا جائے گا۔

یہ اصول ہیں جن کے تحت میں اور بھی ایسے بہت سے فروع موجود ہیں، جو مستقل موجبات کفر ہو سکتے ہیں۔

فریق ثانی کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور بعد الموت پر اور تقدیر پر یقین رکھا جاوے۔ اور اسلام گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد صلعم اس کے رسول ہیں۔ اور نماز کا ادا کرنا، اور زکوٰۃ کا دینا، اور رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج ادا کرنا اگر استطاعت ہو، اور جو شخص زبان سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہے اور دِل سے اس کے مطالب کی تصدیق کرے تو ایسا شخص یقینی طور پر مومن ہے۔ اگرچہ وہ فرائض اور محرمات سے بے خبر ہو۔ اور اسلام کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض اور محرمات بیان کیے ہیں کہ بعض اشیاء حلال اور بعض حرام ہیں، ان پر بلا کسی اعتراض کے اپنی رضامندی کا اظہار کیا جاوے۔ اور جو شخص ان اعمالِ صالحہ کا پابند ہو کہ جو قرآن مجید میں ایک مومن کا طغرائے امتیاز قرار دیے گئے ہیں تو وہ شخص مومن اور مسلمان ہے۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ جو ارکان اسلام سے تعلق رکھتی ہیں، اور جن کے جزوِ ایمان ہونے میں فریق مدعیہ کو بھی کوئی کلام نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان باتوں پر فریق ثانی کا عقیدہ ان اصولوں کے تحت جو فریق مدعیہ کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں، ویسا ہی ہے جیسا کہ دیگر عام مسلمانوں کا، یا کہ اس سے مختلف۔ کیونکہ مدعیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ جو شخص عقائد اسلام ظاہر کرے

www.khatmenubuwwat.org

اورقرآن وحدیث کے اتباع کا دعویٰ بھی کرے، لیکن ان کی تاویل اورتحریف کر دے کہ جس سے ان کے حقائق بدل جائیں تو وہ مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا۔

مدعیہ کی طرف سے دینِ اسلام کے ثبوت کے متعلق جو بنیادی اصول اورقواعد بیان کیے گئے ہیں، ان کا مدعا علیہ کی طرف سے کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دیا گیا، حالانکہ تواتر اوراجماع کے اصولوں کوخود اُن کے پیشوا مرزا غلام احمد نے بھی تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ وہ اپنی کتاب ''ایام الصلح'' میں لکھتے ہیں کہ وہ امور جو اہلِ سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے۔ ایک دوسری کتاب ''انجام آتھم'' میں لکھتے ہیں کہ جوشخص اس شریعت پر مقدار ایک ذرّہ کے زیادتی کرے، یا اس میں سے کمی کرے، یا کسی عقیدہ اجماعیہ کا انکار کرے، اس پر اللہ کی لعنت اور ملائکہ کی لعنت اورتمام آدمیوں کی لعنت۔ یہ میرا اعتقاد ہے۔ اورکتاب ''ازالۃ الاوہام''، صفحہ ۲۳۰ پر لکھتے ہیں کہ تواتر کی جو بات ہے وہ غلط نہیں ٹھہرائی جا سکتی۔ اورتواتر اگر غیر قوموں کا بھی ہوتو وہ بھی قبول کیا جائے گا۔ مدعیہ کے گواہان کے بیان کردہ اصول اورقواعد کے مقابلہ میں مدعا علیہ کے گواہان نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ علماء اورائمہ کی اندھی تقلید نہایت مذموم ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ پہلے علماء جو کچھ تفسیروں میں لکھ گئے ہیں، ہم آنکھ بند کر کے ان پر ایمان لے آویں۔ بلکہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے فتاویٰ اوراقوال کو کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ صلعم اورعقلِ سلیم کی کسوٹی پر پرکھیں۔ اور جوقرآن اورسنت سے صحیح ثابت ہواُسے اختیار کریں اورمخالف کو چھوڑیں کہ جوشخص کسی حدیث کو یا قول کو قرآن مجید کے واقعی طور پر خلاف ثابت کر دے تو اس کا قول معتبر ہوگا۔ اور کہ اگر کوئی شخص کسی فن کا امام ہو یا نہ ہو، اگر کوئی بات کسی دلیل کے ساتھ ثابت کر دے تو وہ مان لی جائے گی۔ صحابہ بھی تفسیر میں غلطی کرتے تھے، یہ بیان مولوی جلال الدین صاحب شمس گواہ مدعا علیہ کا ہے۔ اس کا دوسرا گواہ بیان کرتا ہے کہ کوئی شخص جو کلام کرتا ہے اس کلام کے معنی وہی بہتر سمجھتا ہے۔ اوراس کلام کے معنی جو وہ بیان کرے گا یا تاویل کرے گا، وہی مقدم ہوگی۔ اور کہ گواہ مذکور کے نزدیک قرآن مجید کے سوا اور کوئی چیز مسلّم نہیں۔ سوائے اس کے کہ جوقرآن مجید سے تطابق رکھتی ہواور جوقرآن شریف کو پڑھتا ہے، وہ خود تطابق کر سکتا ہے۔ اور میرے لیے قرآن شریف کی مطابقت دیکھنے کے لیے میرے واجب الاطاعت اماموں کی بیان فرمودہ مطابقت یا میری اپنی مطابقت مسلّم ہے۔ اور کہ ہر وہ بات جس کی تائید قرآن شریف سے نہیں ہوتی۔ اورقرآن شریف کی تصدیق یافتہ احادیث نبویہ سے بھی جس کلام کی تصدیق نہیں ہوتی۔ یا اماموں کے ایسے اقوال کہ جن اقوال کی تصدیق قرآن اورحدیث سے نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اورمصنّفین کی کتابیں جن کی تصدیق قرآن اورحدیث سے نہیں ہوتی، وہ مجھ پر حجت نہیں ہیں اور کہ قرآن کی تفسیر کے لیے کسی خاص شخص کی تعین نہیں کہ وہ جو معنی کرے گا، خواہ وہ کیسے ہی ہوں، اس کو مانا جاوے۔ اوراس کے خلاف معنی کو رَد کیا جاوے۔ اگر صحابہ سے کوئی صحیح تفسیر ثابت ہو جائے جس کے خلاف قرآن کی کوئی تصریح نہ ہو۔ اورصحیح مرفوع متصل حدیثوں کی بھی تصریح نہ ہو۔ زبان عربی کی بھی کوئی تصریح ان معنوں کے خلاف نہ ہو، وہ بہرحال مقدم ہوگی۔ اوراس کے خلاف معنی کرنے والے کومحض اس لیے کہ وہ ان معنوں کے خلاف کر رہا ہے، خاطی نہیں کہا جا سکتا، جب تک کہ قرآنی تصریح کے خلاف معنی نہ کیے جاویں۔ صحابہ کرام کی طرف منسوب شدہ بات کہ اُنہوں نے کی ہے یا کہی ہے، یا تحقیق کی ہے۔ اگر قرآن شریف کے مطابق ہے تو قابلِ قبول ہے۔ اگر صحابہ کرام کی طرف منسوب شدہ

www.khatmenubuwwat.org

بات کو ثابت شدہ اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ ان تک روایت پہنچتی ہے تو اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر کسی غیر صحابی کی تحقیق، بشرطیکہ قرآن شریف کی صحیح نصوص کے مطابق ہو۔ عربی زبان کی سند ساتھ رکھتی ہو۔ دیگر احادیث میں بھی تائید رکھتی ہو تو صحابی کی تحقیق سے مقدم ہے۔ اِن شرائط کے بغیر اگر کوئی غیر صحابی کوئی تحقیق پیش کرتا ہے، اگر وہ پیش کرنے والا خدا کی طرف سے ملہم اور مامور نہیں ہے کہ جس کی وحی والہام کی تصدیق قرآن پاک کی تصریحات سے ہو چکی ہے، بلکہ عام شخص ہے تو اس کی ذاتی رائے اوپر کی شرائط سے علیحدہ کر کے صحابی کی بیان کردہ تصریح سے سننے والے اور ماننے والے کے اختیار پر ہوگی کہ اسے راجح سمجھے یا نہ سمجھے۔ کسی حدیث کو قرآن کی مطابقت میں صحیح قرار دینے والا خود مختار ہے کہ وہ اپنے استدلال کی رُو سے اسے مطابق قرار دے، یا تصریح کے لحاظ سے مطابق قرار دے۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہر دو فریق کے بیان کردہ اصولوں میں سے معقولیت کس میں ہے۔ ایک تو اپنے دین کی بنیاد چند منظّم اصولوں پر کہ جن کو قدامت کی قوت حاصل ہے، قائم کر کے اسے بطور ایک ضابطہ اور قانون کے پیش کرتا ہے۔ دوسرا اسے ایک کھلونا بنا کر ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ دین کو ایک مستقل لائحہ عمل سمجھا جاوے۔ اسے ہر لحہ و ہر آن تغیر تبدل کا متحمل قرار دیتے ہوئے ایک بازیچۂ اطفال بنا دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک ہر شخص اِس بات کا اہل اور مجاز ہوسکتا ہے کہ وہ جب چاہے بلا روک ٹوک اپنے اجتہاد کی بناء پر ایک نیا رَستہ نکال کر اس پر چلنا شروع کر دے۔ اور نہ کسی صحابی، نہ کسی امام، نہ کسی بزرگ، نہ کسی دوسرے ماہرفن کی کوئی پرواہ کرے، بلکہ شارع کے جس قول کو وہ درست سمجھے اور اُس کا معنی جو وہ قرار دے، اس کے مطابق عمل کرے۔ اور اگر اسے کوئی گرفت کرے تو فوراً اپنے قول کی کوئی تاویل گھڑ کر پیش کر دے۔ اور چونکہ وہ تاویل مقدم سمجھی جائے گی اس لیے کوئی بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اور بیچارہ گرفت کرنے والا منہ کی کھا کر چپ ہو جائے گا۔ اس اصول کے تحت نہ صرف کسی دین کی، بلکہ کسی قانون کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ کیونکہ اس قسم کی وسعت ہر اُس ضابطہ میں کہ جس کا اجراء بطور قانون مقصود ہو، متصور ہوسکتی ہے۔ اور اس صورت میں اس پر کبھی بھی عملدرآمد نہیں ہوسکتا اور وہ محض لفظ ہی لفظ رہ جاتا ہے۔

اگر ان اصولوں کو جو فریق ثانی کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں، بروئے کار لایا جاوے تو دین نہ صرف دین کہلائے جانے کا ہی مستحق نہیں رہتا، بلکہ ایک مضحکہ انگیز چیز بن جاتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ اس میں کوئی یکسانیت پیدا کی جا سکے، ہر شخص انفرادی حیثیت سے اپنی منشاء کے مطابق اپنے لیے ایک علیحدہ دین بنا سکے گا۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ سے قبل دینِ اسلام جن باتوں پر قائم تھا، اب کوئی ان کی اصلیت اور بناء نہیں رہی۔ اور اب بناء صرف مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے اقوال وعقائد پر ہی ہے، کیونکہ فریق ثانی کے نزدیک اب ان اصحاب کے سوا نہ کسی پہلے صحابی کی، نہ امام کی، نہ بزرگ کی کوئی بات مقدم اور صحیح ہے، بلکہ جو کچھ مرزا صاحب اور ان کے خلفاء نے کہا ہے اور لکھا ہے، وہی درست ہے۔ اور ان کی کتابوں کے سوا اور کوئی کتاب حجت نہیں ہے۔ اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا دین اِس دین اسلام سے مختلف ہے جو مرزا صاحب کے دعویٰ سے قبل مسلمان

www.khatmenubuwat.org

سمجھتے آئے ہیں، اس لیے مدعیہ کی طرف سے بجا طور پر کہا گیا ہے کہ مذہب کے لحاظ سے ہر دو فریق میں قانون کا اختلاف ہے۔ اور مدعیہ کی طرف سے بھی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کے درمیان اصولی اختلاف بھی ہے اور فروعی بھی۔ اور سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ بیان کرتے ہیں کہ احمدی مذہب والے نے مہمات دین کے بہت سے اصولوں کو تبدیل کر دیا ہے۔ اور بہت سے اسماء کا مسمّٰی بدل دیا ہے۔ آگے ظاہر ہو جائے گا کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے۔

اب وہ عقائد بیان کیے جاتے ہیں کہ جن کی بناء پر فریق ثانی کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مرتد اور کافر ہے۔ اِس ضمن میں اہم وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتا ہے۔ اس لیے یہ دکھانا پڑے گا کہ مرزا صاحب کے اعتقادات کیسے ہیں، اور کیا وہ نبی ہو سکتے ہیں یا نہ، اور ان کو نبی ماننے سے کیا قباحت لازم آتی ہے، اور کیا ان کے اقوال ایسے ہیں کہ ان کی بناء پر انہیں مسلمان قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے ان کے اتباع سے مدعا علیہ کو بھی مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا۔

سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے ان اصولوں کے تحت، جو ان کے بیان کے حوالہ سے اوپر بیان کیے جا چکے ہیں، چھ وجوہات ایسی بیان ہیں کہ جن کی بناء پر اُن کے نزدیک مرزا صاحب باجماع اُمت کافر اور مرتد قرار دیے جا سکتے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے ان کی رائے میں ہندوستان کے تمام اسلامی فرقے باوجود سخت اختلاف خیال اور اختلاف مشرب کے ان کے کفر و ارتداد اور ان کے متبعین کے کفر و ارتداد پر متفق ہیں۔

۱۔ ختم نبوۃ کا انکار اور اس کے اجماعی معنی کی تحریف اور جس مذہب میں سلسلہ نبوت منقطع ہو، اس کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دینا۔

۲۔ دعویٰ نبوۃ مطلقہ وتشریعہ۔

۳۔ دعویٰ وحی اور اپنی وحی کو قرآن کے برابر قرار دینا۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین۔

۵۔ آنحضرت صلعم کی توہین۔

۶۔ ساری امت کو بجز اپنے متبعین کے کافر کہنا۔

تقریباً یہی وجوہات دیگر گواہان مدعیہ نے بھی بیان کی ہیں، اب ذیل میں حسبِ بیانات گواہان مذکورانِ وجوہات کی تشریح درج کی جاتی ہے۔

امور نمبر ۱ تا ۱۳ ایک ہی نوعیت کے ہیں، لہٰذا ان پر جو بحث کی گئی ہے وہ یکجا درج کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں مرزا صاحب کے حسبِ ذیل اقوال پر، جو ان کی مطبوعہ کتب میں موجود ہیں، اعتراض کیا گیا ہے:

۱۔ اوائل میں میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا، تو اس کی جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی، اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا

www.khatmenubuwat.org

گیا۔[1]

۲۔ الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اُس پر ایمان لاؤ، اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔[2]

۳۔ مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ، انجیل اور قرآن مجید پر۔ اور کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات، بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں گا۔[3]

۴۔ میں اس پاک وحی پر ویسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔[4]

۵۔ ہاں یہ نبوۃ تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔[5]

۶۔ اگر کہو کہ صاحبِ شریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ کہ ہر مفتری، تو اوّل تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے۔ اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحبِ شریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔

اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں، تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی. صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی. (الاعلیٰ: ۱۸-۱۹) یعنی: قرآنی تعلیم توراۃ میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفا احکامِ شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔[6]

۷۔ اس کتاب کے حاشیہ صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں،[7] کیونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہیں اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ایک الہام کی یہ عبارت ہے:

(اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں، یہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو اِن کے ہاتھوں پر ہے۔)

اب دیکھو خدا نے میری وحی، میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا ہے۔ اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدارِ

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۴-۱۵۳
۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۶۲
۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۴
۴۔ اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۶
۵۔ ایضاً
۶۔ اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۵۴
۷۔ انوار العلوم، ج ۲، ص ۵۸۲

www.khatmenubuwat.org

نجات ٹھہرایا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے، جس کے کان ہوں سنے۔

۸۔ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو، اور شرفِ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لیے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع ہو، بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جاوے۔ وہ دین دین نہیں، نہ وہ نبی نبی ہے۔ جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے، جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے۔ اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی۔ اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدائی آواز ہے، یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔[۱]

۹۔ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔[۲]

۱۰۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے:

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی ..الخ (التوبہ،۳۳)[۳]

۱۱۔ میں صرف پنجاب کے لیے ہی مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے اُن سب کی اصلاح کے واسطے مامور ہوں۔[۴]

۱۲۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکامِ جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے سوا جس قدر ملہم، محدث ہیں، گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں شان اعلیٰ رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔[۵]

۱۳۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۱۰۳[۶] پر عبارت ذیل جاء فی آئیل وثار کے تحت ایک نوٹ ہے، جس میں لکھا ہے کہ اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے۔ اس لیے بار بار رجوع کرتا ہے۔

۱۴۔ غرض[۷] اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں، اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور

۱۔ ضمیمہ براہین احمدیہ، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۳۰۶
۲۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۱
۳۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۱۱۳
۴۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۲۰۰
۵۔ حاشیہ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۳۲
۶۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۶
۷۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۴۰۶

www.khatmenubuwat.org

کثرتِ امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔

۱۵۔ حسبِ تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں کہ جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کیے ہوں۔[1]

۱۶۔ حقیقت الوحی[2] میں ایک وحی بالفاظ ذیل درج ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس وحی میں میرا نام مُحَمَّدٌ رکھا گیا اور رسول بھی۔

۱۷۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۲۸[3] پر لکھتے ہیں، مگر ظلی نبوۃ جس کے معنی کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا، وہ قیامت تک باقی رہے گی۔

۱۸۔ کتاب حق الیقین، صفحہ ۱۰۲ پر مرزا صاحب کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ علماء کو نبوۃ کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں جو خاتم النبیّین کا لفظ آیا ہے جس پر الف لام پڑے ہیں، اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانے والی نبوت اب بند ہو چکی ہے۔ پس اگر کوئی نئی شریعت کا مدعی ہوگا، وہ کافر ہے۔

ان حوالہ جات سے جو نتائج اخذ کیے گئے ہیں وہ بالفاظ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب گواہ مدعیہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب اور مرزا محمود صاحب اور ان کے تمام متبعین کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد نبوۃ تشریعی کا دروازہ بند ہے۔ آپ کے بعد جو نبوت تشریعی کا دعویٰ کرے، وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ قول (نمبر ۶) میں مرزا صاحب نے اپنی تشریعی نبوت کا کھلے الفاظ میں دعویٰ کیا ہے۔ اور اس میں چند باتوں کی تشریح مرزا صاحب نے خود فرمائی۔ ایک یہ کہ شریعت کیا چیز ہے، جس کی وحی میں امر یا نہی ہو۔ جس نے اپنی امت کے لیے کوئی قانون مقرر کیا ہو، وہی صاحبِ شریعت ہو گیا۔ یہ تعریف کر کے مرزا صاحب اپنا صاحبِ شریعت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اس لیے مرزا صاحب اپنے اقرار سے خود کافر ہو گئے۔ مرزا صاحب نے یہ بھی صاف فرما دیا ہے کہ وحی میں جو حکم ہو یا نہی ہو، یہ ضروری نہیں کہ وہ حکم نیا ہو۔ بلکہ اگر پہلی شریعت کا بھی حکم اس کے پاس بذریعہ وحی کے آئے تو بھی یہ صاحبِ شریعت ہونے کے لیے کافی ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی بہت سی وحی وہ بیان کی ہے جو کہ آیاتِ قرآنی ہیں۔ اس لیے وہ بھی مرزا صاحب کی شریعت ہو گئی۔ مرزا صاحب نے اس شبہ کا بھی جواب دے دیا کہ صاحب شریعت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کی شریعت میں نئے احکام ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ یہ قرآن پہلی کتابوں میں بھی ہے، ابراہیم اور موسیٰ علیہ السّلام کے صحیفوں میں بھی۔ اب اگر شریعت جدید کے لیے یہ ضروری ہو کہ اس نبی کی شریعت اور وحی اور کتاب میں سب نئے احکام ہوں تو لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلعم بھی صاحبِ شریعت نہ ہوں۔ کیونکہ قرآن میں سارے احکام نئے نہیں۔ اس کلام کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء اور رسول اللہ صلعم صاحب شریعت نبی ہیں، ویسے ہی مرزا صاحب بھی صاحبِ شریعت نبی ہیں۔

مرزا صاحب نے یہ بھی صاف کر دیا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ شریعت کے لیے یہ ضروری ہے کہ تمام اوامر ونواہی اِس شریعت اور کتاب اور وحی میں پورے پورے بیان ہونے چاہئیں تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ تمام احکام تورات اور قرآن مجید میں بھی مذکور

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۳۰

۲۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۰۷

۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۷

www.khatmenubuwwat.org

نہیں۔ اگر تمام احکام قرآن مجید میں مذکور ہوتے تو پھر اجتہاد کی گنجائش باقی نہ رہتی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی مدعی نبوت ایک امر و نہی کا بھی دعویٰ کرے، اگرچہ وہ امر و نہی پرانی ہو تو وہ نبی صاحبِ شریعت کہلایا جائے گا، اور اس میں اور رسول اللہ صلعم میں بایں معنی کچھ فرق نہیں کہ یہ دونوں صاحبِ شریعت ہیں۔

یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ اگر کسی نبی کو خدا کا بھی حکم آوے کہ تجھ کو ہم نے نبی کر کے بھیجا ہے اور تو لوگوں پر اس حکم کی تبلیغ کر، اور جو کوئی اس حکم کو نہ مانے گا وہ کافر ہے، تو وہ نبی بھی صاحبِ شریعت اور نبی تشریعی ہو گیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو نبی حقیقی ہے اور جو نبی شرعی ہے، اس کے لیے نبی تشریعی ہونا ضروری ہے۔ اس لیے مرزا صاحب اپنی تحریر اور اس اقرار کے مطابق کافر ہوئے، اس کے علاوہ مرزا صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میری کشتی کو کشتی نوحؑ قرار دیا گیا ہے۔ جو اس میں ہو گا، وہ نجات پائے گا۔ اور جو ایسا نہ ہو گا، وہ ہلاک ہو گا۔ یہ مرزا صاحب کی شریعت کا نیا حکم ہے، جس نے شریعتِ محمدیہ کو منسوخ کیا۔ مرزا صاحب نے ایک حکم یہ بھی دیا ہے کہ ان کی عورتوں کا نکاح غیر احمدیوں سے جائز نہیں۔ یہ بھی حکم شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔

(یہ نتیجہ بحوالہ کتاب انوار الخلافۃ، مرتبہ مرزا محمود صاحب، صفحہ ۹۳-۹۴ اخذ کیا گیا ہے۔)

مرزا صاحب کی شریعت میں ایک نیا حکم اور یہ بھی ہے جو تمام اسلام کے خلاف ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے مریدوں سے چندہ کی تحریک فرما کر یہ حکم فرمایا ہے کہ جو کوئی چندہ تین ماہ تک ادا نہ کرے گا، وہ میری بیعت سے خارج ہے۔ اور بیعت سے خارج ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہے اور کافر ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ کے لیے بھی خدا نے یہ حکم نہیں دیا کہ اگر تین ماہ تک کوئی زکوٰۃ نہ دے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یہ حوالہ مرزا صاحب کے ایک فرمان سے جو لوحِ ہدیٰ میں قادیان سے ۵/ مارچ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی، دیا گیا ہے۔ اس فرمان کے چیدہ چیدہ الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

> مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میری انہی سے پیوند ہے۔ یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں..... ہر ایک شخص جو مرید ہے، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر کچھ ماہوار مقرر کر دے..... جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا..... وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ اس سلسلہ میں نہیں رہ سکے گا..... اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔

اس کے آگے گواہ مذکور آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب، ۴۰) کے حوالہ سے بیان کرتا ہے کہ آیت اس امر کی تصریح کرتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب کوئی نبی آپ کے بعد نہیں تو کوئی رسول بھی آپ کے بعد بطریق اولیٰ نہیں۔ کیونکہ رسول نبی ہوتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو نبی ہو وہ رسول بھی ہو۔ اور اس کی تائید میں احادیث متواترہ ہیں، جن کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ایسی احادیث کا انکار کرنے والا ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ قرآن کا انکار والا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو ختم نبوت کا انکار کرتا ہے، وہ قرآن کا منکر ہو کر بھی کافر ہوا۔ اس کی تائید میں انہوں نے چند ائمہ دین کے اقوال نقل کیے ہیں اور اُن سے یہ دکھلانا چاہا ہے کہ احادیث متواترہ میں یہ خبر درج ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں ہے اور کہ ہر وہ شخص جو آپ کے بعد اس مقامِ نبوۃ کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا اور

www.khatmenubuwwat.org

افترا پرداز ہے، دجال اور گمراہ کرنے والا ہے۔ اگرچہ شعبدہ بازی کرے، قسم قسم کے جادو اور طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے اور کہ جو شخص دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ہے۔ اور پھر ان حوالہ جات سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ عقیدہ کہ رسول اللہ صلعم خاتم النبیّین ہیں، یقینی ہے، اور اجماعی ہے، کسی کا اِس میں اختلاف نہیں ہے۔ کتاب اور سنت سے ثابت ہے اور آپ کے بعد کوئی کسی قسم کی نبوت میں نبی نہ بنے گا۔ عیسیٰ علیہ السّلام کا آنا اس کا منافی نہیں۔ کیونکہ وہ پہلے نبی بن چکے ہیں۔ خاتم الانبیاء کے معنی بھی یہی ہیں کہ اپنے عموم سے کسی نبی کو نبوت آپ کے بعد نہیں مل سکی۔ اس کی تائید میں چند دیگر آیات قرآنی اور احادیث بھی پیش کی گئی ہیں جن کی یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں اور ان کا حوال دیا جا کر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ انکارِ ختم نبوت، کفر ادعا نبوت بھی کفر اور ادعا وحی بھی کفر ہے۔ البتہ ایک حدیث کا یہاں حوالہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے، جس پر آگے مدعا علیہ کے جواب کے وقت بحث کی جاوے گی۔ وہ حدیث بایں مطلب ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری مثال اور ان انبیاء کی مثال جو مجھ سے پہلے تھے، اس شخص کی سی ہے کہ جس نے ایک مکان تعمیر کیا، اور بہت اچھا اور بہت خوبصورت اس کو بنایا، مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہی۔ لوگ اس مکان کو دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کی جگہ خالی ہے، اس کو کیوں پُر نہ کر دیا گیا۔ سو میں ہوں وہ اینٹ اور میں ہوں خاتم النبیّین۔ اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ تعمیر بیت نبوت جو ابتدائے آفرینش سے ہوئی تھی، وہ بدوں سرورِ عالم صلعم کے ناقص تھی۔ سرورِ عالم کے وجود باوجود سے وہ مکمل تھی۔ اور بیت النبوۃ سے کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ اب اگر کوئی اینٹ ہوگی تو وہ بیت النبوۃ سے نہیں ہوسکتی، اگر کوئی شخص مدعی نبوت ہوگا تو خدا نے جو نبوت کا گھر تعمیر کیا ہے، وہ اس کا جزو نہیں ہوسکتی۔

مرزا صاحب کے قول نمبر ۱۵ سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ قرآن کریم سے صراحتاً یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام وقواعدِ دین جبرئیل علیہ السّلام کے ذریعہ سے حاصل کیے ہوں۔ اگر مرزا صاحب نے احکام وقواعد اِس ذریعہ سے حاصل نہیں کیے تو دعویٰ نبوت جھوٹ ہوا۔ اور جھوٹا مدعی نبوت بالنفاق کافر ہوتا ہے۔

مرزا صاحب کے قول نمبر ۱۳ سے مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مرزا صاحب اپنے پر جبرئیل علیہ السّلام کے نزول کے مدعی ہیں۔ اور صرف دعویٰ پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ اپنی شانِ نبوت و رسالت کا سکہ جمانے کے لیے تمام خصوصیات نبوۃ و لوازماتِ رسالت کو نہایت جزم اور وثوق کے ساتھ اپنی ذات کے لیے ثابت کرنے میں کسر نہیں چھوڑی، جن خصوصیات کی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی جماعت دوسرے مقربان بارگاہِ الٰہی سے ممتاز ہوسکتی ہے۔ انبیاء علیہم السّلام پر بھی نزولِ جبرئیل ہوا کرتا ہے اور ان کے وحی و الہام قطعی و یقینی ہوا کرتے ہیں۔ اس طرح مرزا صاحب بھی اپنی وحی کو خدا کا کلام کہتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی طرح قطعی کہتے ہیں۔ یہ خصوصیات مذکورہ ایسی ہیں جو سوائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اصحابِ شریعت کے اور کسی دوسرے مقرب بارگاہ الٰہی میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حقیقی نبوت کے مدعی تھے۔ اور اپنے آپ کو اِس معنی میں نبی اور رسول ظاہر کرتے تھے جس معنی میں دوسرے انبیاء علیہم السّلام کو نبی یا رسول کہا گیا ہے۔

گواہانِ مدعیہ نے خود مرزا صاحب کی اپنی تحریرات سے بھی یہ دکھلایا ہے کہ وہ خود قبل از دعویٰ نبوت یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور کہ آپ آخری نبی ہونے کے معنوں میں خاتم النبیّین ہی، چنانچہ ازالۃ الاوہام کے

www.khatmenubuwwat.org

صفحہ ۲۱۶[1] پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کیونکر آ سکتا ہے۔ اور خاتم النبیّین کی دیواریں اس کو آنے سے روکتی ہے۔ آگے اس کتاب کے صفحہ ۲۲۹[2] پر لکھتے ہیں، لیکن وحی نبوۃ پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔ اور کتاب حمامتہ البشریٰ میں آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ... وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب،۴۰) کی تشریح میں لکھتے ہیں، ہمارے نبی صلعم خاتم النبیّین ہیں بغیر کسی استثناء کے اور ہمارے نبی صلعم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور ہمارے نبی صلعم کے بعد اگر ہم کسی نبی کے ظہور کے مجوز بنیں گے تو نبوت کا دروازہ بند ہونے کے بعد اس کو کھولنے کے قائل ہو جائیں گے۔ اور یہ اللہ کے وعدہ کے خلاف ہے۔ ہمارے نبی صلعم کے بعد کس طرح کوئی نبی آ سکتا، حالانکہ آپ کے بعد وحی کا انقطاع ہو چکا ہے۔ اور نبی آپ کے ساتھ ختم ہو چکے ہیں۔[3] پھر اس کتاب کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں کہ ہزار ہا سال کے گزرنے کے بعد کسی ایسی حالت کا انتظار کیا جا سکتا ہے جس میں دین کی تکمیل ہو۔ اگر یہ مانا جائے تو دین کی تکمیل اور اس کے کمال سے فراغت کا سلسلہ بالکل غلط ہو جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (مائدہ،۳) جھوٹی خبر ہو گئی اور خلافِ واقع ہو گئی۔[4] اسی کتاب کے صفحہ ۹۶[5] کے حوالہ سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ مرزا صاحب بھی پہلے دعویٰ نبوۃ کو کفر سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور قوم کافرین کے ساتھ مل جاؤں۔ ازالۃ الاوہام، صفحہ ۲۴۱[6] پر لکھتے ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیّین کے بعد پھر جبرئیل کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون قرآن مجید سے تواردرکھتی ہو، پیدا ہو جائے جو امر مستلزم محال ہے، وہ محال ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے بعد پھر یہ تحریر فرمایا کہ میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں، اور یہ فرمایا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ مگر پھر بھی متنبہ نہ ہوا اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا۔ اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان سے نازل ہوں گی، اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند ہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا اور وہ واپس نہیں آئے گا۔[7]

ایک اور جگہ کتاب حقیقت النبوۃ، صفحات نمبر ۲۶۵، ۲۶۶ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیّین تھے، مجھے نبی اور رسول کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے، اور نہ ہی اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (جمعہ،۳) بروزی طور پر وہی خاتم النبیّین ہوں۔ اور خدا نے

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۰
۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۷
۳۔ حمامتہ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۰۰
۴۔ حمامتہ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۹۷
۵۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۴
۶۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۱۱۱
۷۔ حمامتہ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۰۱

www.khatmenubuwwat.org

آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اِس طور سے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیّین ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ آگے لکھتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوۃ کا بھی اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا۔ پھر لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں، اس لیے بروزی رنگ کی نبوۃ مجھے عطا کی گئی ہے۔ اور اس نبوۃ کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے، کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک اور جگہ لکھا ہے کہ کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں وہ سب حضرت رسولِ کریم میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسولِ کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کیے گئے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کے خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔ اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ظل اور بروز کے الفاظ محض الفاظ ہی الفاظ ہیں۔ مراد اِن سے حقیقت نبوۃ کاملہ ہے۔[1]

ان تصریحات سے مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ کا یہ استدلال ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن حکیم کی آیات اور احادیث نبوی سے اپنی نبوۃ کے لیے جو دلائل پیش کیے ہیں وہ محض لاطائل اور بے معنی سعی ہے، کیونکہ مرزا صاحب براہین احمدیہ کے لکھتے وقت اور اس سے مدتوں پہلے اپنی قرآن دانی اور حکم فہمی کے مدعی تھے۔ اگر ان کو اس سے پہلے قرآن کی رُو سے کسی نئے نبی کے آنے کا انکار تھا تو بعد میں قرآن کی کونسی آیت اتری، یا نبی کریم صلعم کی کونسی حدیث پیدا ہوئی جس کی بناء پر مرزا صاحب نے نبوت کا اعادہ کیا۔ خاتم النبیّین کی آیت اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ (مائدہ، ۳) کی آیت اس وقت بھی قرآن میں موجود تھیں۔ یہ ہر دو آیتیں قسم اخبار میں سے ہیں اور اوامر و نہی کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر ادعائے نسخ سے پناہ لے کر کوئی تاویل کی جاوے تو اوامر و نواہی میں جاری ہوسکتی ہے، اخبار میں نہیں ہوسکتی۔ یہ مسئلہ تمام اہلِ اسلام کے نزدیک مسلمہ اور متفق علیہ ہے۔ پھر کیونکر از روئے قرآن یا حدیث اپنے کو ادعا نبوت میں صادق کہہ سکتے ہیں۔

ختم نبوۃ کے معنی کو جیسا کہ عام عقیدہ ہے، مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں اور اپنے کلام میں اس طرح اس کو استعمال کرتے ہیں، لیکن صرف اپنی خوش خیالی کو باقی رکھنے کے لیے بے محل اور خلافِ محاورات عرب تاویل کر کے جان بچانے کی کوشش کی ہے۔

آگے وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے خاتم النبیّین کے بعد بروزی طور پر اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر خود انہی کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص خاتم ہو، اس کا بروز بھی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ وہ اپنی تریاق القلوب کے صفحہ ۲۹۹[2] حاشیہ پر لکھتے ہیں، ''مگر مہدی معہود بروزات کے لحاظ سے بھی دنیا میں نہیں آئے گا، کیونکہ وہ خاتم الاولاد ہے۔'' اس کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ یہ بعض اکابر اولیاء کے مکاشفات ہیں۔ اور اگر احادیث نبویہ کو بغور دیکھا جاوے تو بہت کچھ ان سے ان مکاشفات کو مدد ملتی ہے۔ لیکن یہ قول اس حالت میں صحیح پڑتا ہے جب مہدی معہود اور مسیح موعود کو ایک ہی شخص مان لیا جاوے۔ اس

۱۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۲

۲۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۷

www.khatmenubuwat.org

حوالہ سے مرزا صاحب کا بروزی اور ظلی نبی ہونے کا دعویٰ بھی غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ ثابت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیّین والمرسلین ہیں۔ آپ کے بعد جو شخص اپنے لیے ادعا نبوت کرے، یا کسی دوسرے کو نبی مانے تو وہ تمام اہلِ اسلام کے نزدیک کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ اس کی تائید کہ ظلی اور بروزی الفاظ محض الفاظ ہی ہیں اور کہ دراصل مرزا صاحب کی مراد حقیقی نبوت سے ہے، مرزا صاحب کے صاحبزادے بشیر محمود صاحب کی ایک تحریر سے ہوتی ہے جو اخبار الفضل مؤرخہ ۲۶ رنومبر ۱۹۱۳ء کے حوالہ سے مدعیہ کے گواہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے نقل کی ہے، اور جو بالفاظ ذیل ہے: ہم جیسے اللہ تعالیٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسمٰعیل، حضرت ادریس علیہم السّلام کو نبی پڑھتے ہیں، ایسے ہی خدا کے آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں۔ اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریّت کرنے لگ جائیں، بلکہ جیسے اور نبیوں کی نبوۃ کا ثبوت ہم دیتے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر، کیونکہ ہم چشم دید گواہ ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا۔ اور کہیں بروزی اور ظلی نبی نہیں کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے۔ اور آپ کی تحریریں، جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور جو نبیوں کی شان ہے، اس کو ان الہامات کے تحت کریں گے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ الفاظ انکساری اور تواضع کے طور پر لکھ دیے ہیں، ورنہ ان کے معنی مراد نہیں ہیں۔ مرزا صاحب جہاں اپنے آپ کو بروزی یا ظلی یا مجازی نبی کہتے ہیں اس کا مطلب صرف حقیقی نبی سمجھنا چاہیے۔

اسی طرح خلیفہ دوم اخبار الفضل مؤرخہ ۲۹ رجون ۱۹۱۵ء ہینڈ بل صفحہ ۳ کی سطر (۱) میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کو نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو اُمتی قرار دینا، یا امتی گروہ میں سمجھنا، گویا آنحضرت کو جو سیّد المرسلین و خاتم النبیّین ہیں، اُمتی قرار دینا ہے اور اُمتیوں میں داخل کرنا ہے، جو کفرِ عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔

ختم نبوت اور انقطاع وحی پر مولوی محمد حسین صاحب گواہ مدعیہ نے ایک اور دلیل پیش کی ہے۔ وہ یہ کہ قرآن شریف پر مجموعی طور پر نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جس کی توجیہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے آدم علیہ السّلام سے وحی نبوت کے جاری ہونے کے سلسلہ کی خبر دی ہے۔ یہ ابتداء وحی اور آغازِ وحی ہے۔ اِس کے بعد ہم نوح علیہ السّلام کے زمانہ تک پہنچتے ہیں۔ قرآن شریف سے یہ پتہ لیتے ہیں کہ آیا سلسلہ نبوت جاری ہے یا نہ۔ جواب ملتا ہے کہ ہاں جاری ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا گیا ہے: **وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا نُوْحًا وَاِبْرَاهِيْمَ وَوَهَبْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمُ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَاب.** اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السّلام کی ذرّیت میں سلسلہ نبوت جاری ہے۔ اور ذریت ابراہیم میں بھی ابھی سلسلہ نبوت جاری ہے۔ دوسری بات اس سے یہ ثابت ہوئی کہ نبوۃ کا ظرف اور محل آلِ ابراہیم ہی ہے۔ جس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ اللہ عزاسمہٗ نے حضرت ابراہیم کی اولاد میں دو شعبہ قرار دیے ہیں۔ ایک ''بنی اسحاق'' جن میں پہلے نبوت کا سلسلہ جاری رہا اور بہت انبیاء اُن میں آئے، اور یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر ختم ہوا۔ دوسرے ''بنی اسماعیل'' جن میں آنحضرت صلعم تک کوئی نبی نہ آیا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السّلام کے زمانہ کی طرف نگاہ کی جائے تو قرآن شریف سے یہ معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد

www.khatmenubuwwat.org

سلسلہ نبوت جاری ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ. (البقرۃ، ۸۷) اِس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ السّلام کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے اور کئی ایک رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ لفظ "اَلرُّسُلِ" سے ظاہر ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا وقت آتا ہے تو قرآن کریم سے سوال ہوتا ہے کہ آیا بکثرتِ انبیاء ابھی آئیں گے یا کیا ہوگا؟ تو خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ... الخ (الصّف، ٦) خداوند سبحانہٗ تعالیٰ نے یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی زبان پر اسلوب جواب کو بالکل بدل دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کا رسول تمہاری طرف ہو کر آیا ہوں اور مجھ سے پہلے موسیٰ علیہ السّلام کی کتاب تورات جو خدا کی طرف سے ان کو عطا ہوئی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی کہ جو میرے بعد آئے گا۔ نام اس کا احمد ہوگا۔ قرآن کریم نے اس سے پہلے رُسل کے لفظ سے عام طور پر رسولوں کے آنے کی خبر دی تھی، اور یہاں ایک خاص رسول کی خبر دے کر اس کے نام سے مشخص اور معین فرمایا۔ یہ اسلوب صاف اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ احمد صلعم پر نبوت کو ختم کر رہا ہے اور عام طور پر جو رسولوں کے آنے کا اسلوب تھا، اس کو بدل کر ایک خاص معین مشخص کے آنے کی اطلاع دیتا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلعم کا زمانہ آتا ہے تو ہم قرآن سے پوچھتے ہیں کہ آنحضرت نے آنے کے بعد سلسلۂ نبوت جاری ہے یا بند ہو جاتا ہے۔ تو قرآن کریم فرماتا ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (احزاب، ۴۰) یہ بات قابلِ غور ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مختلف انبیاء کے زمانہ میں سلسلۂ نبوت جاری رہنے اور رُسل کے آنے کی اطلاع دی۔ اور آنحضرت صلعم پر آ کر اس اطلاع کے برخلاف جو بصورت اجراء نبوت بمثل سابق ایسی اطلاع دی جانی ضروری تھی، جیسا کہ پہلے دی گئی، ختم نبوت کا اعلان کر دیا، جس سے قطعاً اور یقیناً یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن کریم مجموعی طور پر ختم نبوت کا اعلان کر رہا ہے۔

اس ضمن میں دو احادیث کا حوالہ جو گواہ مذکور نے دیا ہے اور دیگر گواہان مدعیہ کے بیانات میں بھی موجود ہے، دیا جانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فریق ثانی کے جواب میں یہ حدیثیں بحث طلب ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں انبیاء آتے رہے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی آ جاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلیفہ ہوں گے، پس بہت ہوں گے۔[1]

دوسری حدیث یہ ہے کہ جنگِ تبوک پر جاتے ہوئے، آپ نے جب حضرت علی کو اہل بیت کی نگرانی کے لیے چھوڑا تو حضرت علی نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو مجھ سے وہی نسبت رکھتا ہے جیسا کہ ہارون کو موسیٰ علیہ السّلام سے تھی، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔[2] اگر نبوت آنحضرت کے بعد تشریعی یا غیر تشریعی جاری ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلعم لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کہہ کر اس وصف سے محروم نہ کرتے۔ گواہ مذکور نے قرآن مجید سے ختم نبوت کی ایک اور یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ سورہ آل عمران، پارہ تیسرا کی آیت: اٰمنا باللّٰہ وما انزل الیک... الخ سے اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ جو کچھ انبیاء علیہم السّلام پر وحی نازل کی گئی وہ زمانہ ماضی میں ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں انہی

۱۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۴۵۵ ۲۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۴۱۶

www.khatmenubuwat.org

انبیاء پر ایمان لانے کی ترغیب دی جو آنحضرت سے پہلے ہو چکے ہیں۔ اور کسی ایسے نبی کے لیے ایمان لانے کی تاکید نہیں کی جو آپ کے بعد ہو۔ اگر کوئی نبی آنحضرت صلعم کے بعد آنے والا ہوتا تو ضرور اللہ تعالیٰ ہمیں اُس پر ایمان لانے کی تاکید فرماتا۔ سورۃ بقرہ کی ایک اور آیت: وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ... (بقرۃ،۴) میں بھی خداوند تعالیٰ نے انہیں کو ہدایت پر قائم رہنے والا اور مُفْلِحُوْنَ فرمایا ہے جو آنحضرت کی وحی پر اور آپ سے پہلے انبیاء علیہم السّلام کی وحی پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔ اور قرآن کریم نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر جگہ وحی کے ساتھ لفظ قبل کو ملایا ہے تاکہ یہ بات ثابت ہو کہ آنحضرت صلعم سے پہلے ہی وحی نبوت اور انبیاء علیہم السّلام آئے ہیں۔ چنانچہ اس کی تائید میں مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ نے سورہ سبا، پارہ نمبر۲۲ کی آیت (۲۸): وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ... سے استدلال کیا ہے کہ متقی بننے کے لیے صرف ان چار چیزوں کی ضرورت ہے جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو وہ وحی ہے جو آنحضرت صلعم کی طرف نازل کی گئی۔ دوسری وہ جو آپ سے پہلے لوگوں پر نازل کی گئی۔ اگر آنحضرت صلعم کے بعد بھی کسی وحی پر انسانوں کی نجات اور ارتقاء کی مدار ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے بھی یہاں ذکر فرما دیتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور نئی بات کی یا نئی وحی کی متقی بننے کے لیے حاجت نہیں، اور نہ ہی اس کے آنے پر یا اس کے ماننے پر انسانوں کی نجات کا دارومدار ہے۔

ختم نبوت کے بارہ میں مرزا صاحب کی ایک اور تحریر بہت واضح ہے، جس کا ذکر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب گواہ مدعیہ کے بیان میں ہے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب ''ازالۃ اوہام'' کے صفحہ ۲۲۵ پر لکھتے ہیں کہ ''یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیّین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے۔ اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا، یا قبول کرنا پڑے گا کہ خدائے تعالیٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے، اور محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا، اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔''[۱] اسی طرح صفحہ ۲۳۸ پر لکھتے ہیں کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آیا، بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السّلام نازل ہوتی ہے۔ اب یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرئیل کا تار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعہ انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم، صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے تو پھر بہرحال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی جبرئیل نازل نہ ہوں گے، بلکہ وہ مسلوب النبوت ہو کر اُمتیوں کی طرح بن جائیں گے، تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لائیں اور پھر چپ ہو جائیں، یہ امر بھی ختم النبوۃ کا منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیّت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی۔ تو پھر تھوڑا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیّین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لیے وحی نبوۃ لانے سے منع کیا گیا

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۹۳

www.khatmenubuwwat.org

ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔[1] اس سے مدعیہ کی طرف سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے اس کی تصریح کر دی ہے کہ کوئی نبی مطیع بمعنی امتی نہیں بن سکتا، بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اُس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السّلام نازل ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نبی ہوئے تو انہوں نے اس وحی کی اتباع کی جو اُن پر نازل ہوئی، یا قرآن کی۔ اگر قرآن کی اتباع کی تب بھی مرزا صاحب کافر، کیونکہ ان کو اپنی وحی کی اتباع کرنی چاہیے تھی۔ اور اگر اپنی وحی کی اتباع کی تب بھی کافر، کیونکہ قرآن کو چھوڑا۔ کتاب ''ازالۃ الاوہام'' مرزا صاحب کے دعویٰ کے کچھ عرصہ بعد تحریر ہوئی، اور اُس وقت تک وہ خاتم النبیّین کے وہی معنی سمجھتے رہے جو ساری دنیا نے سمجھے۔ اور ایک نبی کا آنا اور ایک دفعہ جبرئیل علیہ السّلام کا اُترنا اور ایک فقرہ کہنا کہ تم قرآن کا اتباع کرو، یہ سب چیزیں مرزا صاحب کے نزدیک ختم النبوۃ کے مخالف تھیں اور اس سے مہر نبوت ٹوٹتی تھی۔

ہر صدی میں کم از کم ایک مجدد آتا ہے۔ ان کا یہ فرض ہوتا ہے کہ دنیا میں جو لوگوں سے غلطی ہوگئی ہے، اس پر لوگوں کو متنبہ کریں۔ اور بالخصوص ایسے امور اور عقائد کی نسبت کہ جن سے انسان کافر ہو جائے۔ علاوہ ازیں امت میں بیشمار اولیاء، ابدال، اقطاب گزرے اور تمام صحابہ کرام ان میں سے کسی نے خاتم النبیّین کے یہ معنی نہیں کیے جو مرزا صاحب نے اب بیان کیے ہیں۔ اس لیے جو معنی ختم النبوت کے اب تجویز کیے ہیں، جس کی بناء پر نبوت کا جاری رہنا اور وحی نبوت کا جاری رہنا ضروری ہے، اور جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو، وہ مذہب مرزا صاحب کے نزدیک لعنتی اور شیطانی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔

اس بناء پر اگر یہ معنی صحیح ہیں تو جب تک مرزا صاحب کا مذکورہ بالا عقیدہ رہا۔ مرزا صاحب بھی کافر ہوئے اور ان سے پہلے جتنے مسلمان اس عقیدہ پر گزرے، وہ سب کے سب کافر ہوئے۔ اور اگر مسلمانوں کا اور مرزا صاحب کا عقیدہ سابقہ صحیح تھا تو پہلے لوگ تو مسلمان اور مرزا صاحب اس عقیدہ کے بدلنے کے بعد کافر ہو گئے۔ یہ نتائج مولوی مرتضیٰ صاحب کے بیان سے اخذ ہوتے ہیں۔ آگے وہ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ جو اَمر مستلزم محال ہے، وہ محال ہوتا ہے۔ اس سے اگر مراد محال عقلی ہے تو اس کا اخفاء ناجائز ہے۔ بالخصوص تیرہ سو برس تک، جبکہ صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور ائمہ فقہاء کہ جنہوں نے عقلی امور کی بال کی کھال نکال دی ہے۔ اور اگر محال سے مراد شرعی ہے تو وہ بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ بالخصوص اتنے زمانہ تک اور اتنے علمائے متبحرین پر اور مجددین پر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا اس کلام کے لکھنے تک یہی عقیدہ تھا کہ خاتم النبیّین کے معنی یہ ہیں کہ کوئی جدید یا قدیم نبی آ ہی نہیں سکتا۔ علمائے امت نے جو مسئلہ ختم النبوت پر اجماع بیان کیا ہے اور جس آیت کے معنی لکھے ہیں اور وہ معنی مرزا صاحب کے مسلّمات میں سے ہیں، وہی حق ہیں۔ اور اب جو اس معنی سے انکار کرے وہ کافر اور بیشک کافر ہے۔ ایک اور کتاب ''حمامتہ البشریٰ'' کے صفحہ ۳۴ پر مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کے بارہ میں کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اس کلام کو جو احادیث میں آیا ہے، ظاہری پر حمل کرے۔ اس واسطے کہ یہ آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ ... (احزاب، ۴۰) خاتم النبیّین کے مخالف ہے، کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہا للہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۱

اوراس میں کسی کی استثناء نہیں کی۔ اور پھر اس خاتم الانبیاء کی خود اپنے کلام میں تفصیل فرمائی: لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے جو سمجھنے والوں کے لیے بیان واضح ہے۔ اور اگر ہم یہ جائز رکھیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے تو لازم آتا ہے کہ دروازہ وحی نبوت کا بعد بند ہونے کے کھل جائے، اور آپ کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے۔ حالانکہ وحی منقطع ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ کیا ہم اس کا اعتقاد رکھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آئیں گے اور خاتم الانبیاء وہ بنے نہ ہمارے رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم۔[1]

اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے اس میں اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ خاتم الانبیاء کی تفسیر بغیر کسی استثناء کے رسول اللہ صلعم نے اس کلام میں فرمائی کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک خاتم النبیّین کی تفسیر لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ہے۔ اور خاتم النبیّین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس میں کسی نبی بروزی ظلی وغیرہ کی قید نہیں۔ اور اب لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا یہ معنی لینے کہ اس سے مراد خاص وہ نبی ہے جو مستقل نبی ہو اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے الگ ہو کر اس نے نبوت حاصل کی ہو، کیونکہ یہ معنی مرزا صاحب کے نزدیک بھی غلط ہیں اور اب یہ معنی کرنے ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔ مرزا صاحب خاتم کے یہ معنی کرتے ہیں کہ رسول کریم مہر ہیں اور آپ کے منظور کرنے سے نبی بنتے ہیں۔ کتاب حقیقت النبوۃ، صفحہ ۲۶۶، حصہ اوّل، ضمیمہ نمبر (۱) لکھتے ہیں کہ چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیّین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد صلعم کی نبوت محمد صلعم تک ہی محدود رہی۔ بمعنی بہرحال محمد صلعم ہی نبی رہا، نہ کوئی اور۔[2] سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعی اس سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ میں آئینہ بن گیا ہوں محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا۔ اور مجھ میں تصویر اُتر آئی ہے رسول کریم صلعم کی۔ اس سے مہر نبوت نہ ٹوٹی۔ یہ تمسخر ہے خدا اور خدا کے رسول صلعم کے ساتھ۔

اب باقی ماندہ وجوہات تکفیر میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین اور دیگر انبیاء علیہم السّلام کی توہین کے بارے میں گواہان مدعیہ کے بیانات کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں مرزا غلام احمد صاحب کی حسب ذیل تحریروں پر اعتراض کیا گیا ہے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب دافع البلاء کے آخری صفحہ پر لکھتے ہیں:

لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس پر عطر ملا تھا، یا اپنے ہاتھوں یا سَر کے بالوں سے اس کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ علیہ السّلام کا نام ''حصور'' رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔[3]

حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں کہ ''پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی نام کیوں رکھا''[4] کہ آگے حاشیہ، صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ ''آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔'' اس صفحہ پر آگے کہتے ہیں کہ ''میرے

۱۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۰۰
۲۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۲
۳۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۰، حاشیہ
۴۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۸، حاشیہ

www.khatmenubuwwat.org

نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔'' آگے ہے کہ ''یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔''[1] ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۷ کے حاشیہ پر ہے کہ ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' آگے لکھتے ہیں کہ ''آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے۔'' آگے ہے کہ ''سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔''[2]

یہ گالیاں یسوع کا نام لے کر ضمیمہ انجام آتھم میں درج کی گئی ہیں، لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک یسوع اور مسیح ایک تھے۔ کیونکہ مرزا صاحب اپنی کتاب توضیح المرام، صفحہ ۴ پر فرماتے ہیں کہ مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے۔[3] اسی طرح اپنی کتاب حاشیہ کشتی نوح، صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں کہ ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب سے نقصان پہنچا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السّلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے۔ اے مسلمانو! تمہارے نبی صلعم تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے۔''[4]

حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۵ پر ہے ''جن جن پیشگوئیاں کا اپنی ذات کی نسبت توراۃ میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا، ان کتابوں میں ان کا نام ونشان بھی نہیں پایا جاتا۔''[5]

حاشیہ صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں، ''اور نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب ''طالمود'' سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے۔'' آگے ہے کہ ''آپ کے حقیقی بھائی آپ کی ان حرکات سے آپ سے سخت ناراض رہتے تھے، اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے۔''[6]

کتاب ست بچن، صفحہ ۱۵۹ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ ''یہ درخواست بھی صریح اس بات پر دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔''[7]

ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ، صفحہ ۶ پر ہے کہ ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔''[8] اس کتاب کے صفحہ نمبر ۷ پر ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو، یا کسی ایسی بیماریوں کا علاج کیا۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اس زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا، جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری

۱۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۹، حاشیہ
۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۱
۳۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۵۲
۴۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۷
۵۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۹، حاشیہ
۶۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۰
۷۔ ست بچن، روحانی خزائن، ج ۱۰، ص ۲۹۵
۸۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۰

www.khatmenubuwwat.org

حقیقت کھلتی ہے۔ اور اس تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہوتو وہ معجزہ آپ کا نہیں ہے، بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھوں میں سوائے مکر وفریب کے اور کچھ نہ تھا۔[1] اسی کتاب ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ صفحہ ۹ پر آگے مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ ''خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں کوئی خبر نہیں دی کہ یسوع کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا کہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹ مار رکھا۔ اور آنے والے نبی کے مقدس وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے، چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔''[2]

اور کتاب ست بچن، صفحہ ۱۵۵ پر لکھتے ہیں اور بالخصوص یسوع کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے برے کام کیے۔ ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لیے فریب سے قتل کرایا۔ اور دلالہ عورتوں کو بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا اور اس کو شراب پلائی اور اس سے زنا کیا۔ اور بہت سا مال حرام کاری میں ضائع کیا۔[3] اعجاز احمدی، صفحہ ۱۴ پر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تین پیشگوئیوں کو غلط قرار دیا گیا ہے۔[4] ازالۃ الاوہام، صفحہ ۱۲۷ کے حاشیہ پر درج ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس سال تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں۔[5] کشتی نوح، صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں کہ ''مریمؑ کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیمِ تورات عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں توڑا گیا، اور تعدد ازواج کی کیوں بناء ڈالی گئی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے، نہ قابلِ اعتراض۔''[6] ازالہ اوہام، جلداوّل، صفحہ..... پر مرزا صاحب مولویوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ ''اس سے زیادہ تر قابلِ افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں۔''[7]

دافع البلاء، صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ اور اس نے اس دوسرے کا نام غلام احمد رکھا۔''[8] اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ ''جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو ان کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے، تو پھر یہ وسوسہ شیطانی ہے کہ کہا جائے کہ کیوں تم اپنے تئیں مسیح ابن مریمؑ سے افضل قرار دیتے ہو۔''

مولوی انور شاہ صاحب نے لفظ یسوع کی اصل یہ بتائی ہے کہ یہ دراصل عبرانی لفظ ہے۔ اور عبرانی میں ایشوع بمعنی نجات دہندہ تھا۔ ایشوع سے یسوع بنا اور عربی زبان میں آ کر لفظ عیسیٰ بنا۔ اور یہ تعریب قرآن سے شروع نہیں ہوئی، بلکہ نزول قرآن سے

۱۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۱
۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۳
۳۔ ست بچن، روحانی خزائن، ج ۱۰، ص ۲۹۱
۴۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۲۱
۵۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۵۴، حاشیہ
۶۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۸
۷۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۰۶
۸۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۳

www.khatmenubuwat.org

پہلے عرب کے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السّلام کو عیسیٰ ہی بولتے تھے۔

ازالۃ الاوہام، صفحہ ۱۲۸ پر لکھتے ہیں، ماسوا اِس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل ترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولہب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں، کیونکہ عمل ترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ظہور میں آتے رہتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا، لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے۔[1]

ان عبارات سے یہ نتائج نکالے گئے ہیں کہ مرزا صاحب یہ بخوبی جانتے تھے، یسوع مسیح ایک ہی شخص ہے، جیسا کہ ان کی اپنی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے، اس لیے وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے یسوع کے نام سے جو کچھ کہا ہے، اس سے عیسیٰ علیہ السّلام مراد نہیں ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ان میں سے بعض فقرات عیسائی پادریوں کے جوابات میں الزامی صورت میں بیان کیے گئے ہیں، تو یہ جواب بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ان فقرات میں اس قسم کے الفاظ کہ ''حق بات یہ ہے'' وغیرہ وغیرہ الزامی جوابات نہیں ہو سکتے، بلکہ مرزا صاحب کی اپنی تحقیق کا نتیجہ شمار ہوں گے۔ نیز دافع البلاء کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی گئی ہے، اُس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کے نزدیک بھی عیسیٰ علیہ السّلام کو ''حصور'' نہ کہنے کے لیے مذکورہ بالا قصے مانع تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی، جو عالم الغیب ہے، یہ بات محقق تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام میں یہ عیوب موجود ہیں، اس لیے اس کا نام ''حصور'' نہ رکھا۔ اور جو گالیاں مرزا صاحب نے پہلے ''انجام آتھم'' میں عیسیٰ علیہ السّلام کو دی تھیں، وہی یہاں مذکور ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پاکبازی اور راست گوئی کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے۔ اور قرآن نے ان کی شان میں کہا ہے کہ: وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ (آل عمران، ۴۵) رسولوں کو دنیا میں صرف اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ لوگ ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور ان کی شان اطاعت کریں۔ مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السّلام کے حق میں نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ان کے معجزات کو مسمریزم کہا ہے، حالانکہ مسمریزم اقسامِ سحر اور توجہ نفسانی کا ایک شعبہ ہے کہ جس کا کسی پاکباز نیک آدمی کے ساتھ اختصاص نہیں کیا جا سکتا۔ ہر بداخلاق، بلکہ کافر تک اس کا عمل کر سکتا ہے۔ اور پھر ایسے معجزات کو، جس کو قرآن کریم نے نہایت شان اور عظمت سے ذکر فرمایا ہے، عمل ترب یا مسمریزم کہنا نہایت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے جو معجزات ثابت کیے گئے ہیں اِن کو آج تک تمام علمائے امت اور عامۃ المسلمین قبول کرتے رہے۔ مرزا صاحب نے ان کو مسمریزم وغیرہ کی طرف منسوب کر کے خواہ مخواہ ایک رخنہ اندازی فرمائی۔ ان کا عیسیٰ علیہ السّلام کی اس طرح توہین کرنی ایک وجہ کفر ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے بھی اپنی کتاب ضمیمہ ''چشمہ معرفت''، صفحہ ۱۸ پر جو عبارت بالفاظ ذیل: ''شاید کسی صاحب کے دل میں یہ بھی خیال آوے... تا موجب نزول غضب الٰہی'' درج کی ہے، اس میں صاف لکھا ہے کہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے، اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور کسی نبی کا اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔[2]

اس کی تائید میں منجانب گواہان مدعیہ چند سندات، قرآن، احادیث اور اقوالِ بزرگان پیش کیے گئے ہیں، جن کی یہاں

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۵۶-۲۵۵
۲۔ ضمیمہ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۳۹۰

www.khatmenubuwwat.org

تفصیل درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف مختصراً یہ درج کیا جاتا ہے کہ سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے یہ کہا ہے کہ سبّ اور ناسزا کہنا پیغمبروں کو، اور طعن کہنا سرچشمہ ہے جمیع انواع کفر کا اور مجموعہ ہے جملہ گمراہیوں کا۔ اور ہر کفر اس کی شاخ ہے اور کسی نبی کی ادنیٰ توہین کرنا بھی کفر ہے۔ اور کہ امام احمد فرماتے ہیں کہ جس نے ناسزا کہا نبی کریم کو، یا تنقیص کی ہو، مسلمان ہو یا کافر، سزا اُس کی قتل ہے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ تعریض کرنا خدا کی سبّ کا یا رسول کی سبّ کا ارتداد ہے اور موجب قتل ہے۔ آگے بیان کرتے ہیں کہ علماء نے جب توراۃ اور انجیل محرف سے کوئی چیز محرف نقل کی ہے، اُن سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ کتابیں تحریف شدہ ہیں۔ مرزا صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام نالائق تھے۔ علماء کے طریق میں اور مرزا صاحب کے طریق میں کفر اور اسلام کا فرق ہے۔

مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ نے بیان کیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو یوسف علیہ السّلام سے بھی افضل کہا ہے[1] اور کتابِ دافع البلاء کے صفحہ ۲۰ پر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔''[2] اور یہ کہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں۔ کتاب ازالۃ الاوہام، جلداوّل، صفحہ ۶۹ سے مرزا صاحب کا ایک اور شعر نقل کیا گیا ہے، جو بالفاظ ذیل ہے:[3]

اینک منم کہ حسبِ بشارات آمدم عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بہ منبرم

مولوی انور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن شریف نے یہود اور نصاریٰ کے عقائد کی بیخ کنی کی ہے، اور ایک حرف موسیٰ وعیسیٰ علیہ السّلام کی ہتک کا اشارۃً یا کنایۃً نہیں فرمایا۔

اب اس عنوان توہین انبیاء کے دوسرے ہیڈنگ پر گواہان مدعیہ کے پیش کردہ دلائل بیان کیے جاتے ہیں:

توہین انبیاء کے تحت گواہانِ مدعیہ نے یہ دکھلایا ہے کہ مرزا صاحب نے نہ صرف عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کی ہے، بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بھی توہین کی ہے۔ بحوالہ کتاب حقیقت النبوۃ، صفحہ ۲۶۵، ۲۶۶ مرزا صاحب کے اس قول سے کہ میں بروزی طور وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار دیا۔ پس اس طور سے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیّین ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔[4] یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مرزا صاحب کو نبوت ملنے سے خاتمیتِ محمدیہ میں فرق نہ آنے کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ مرزا صاحب اور سرورِ عالم صلعم ایک ہوں جو عقلاً اور نقلاً باطل ہے۔ اور اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بطریق تناسخ معاذ اللہ مرزا صاحب ہوئے، تو تناسخ کفر۔ اور اگر یہ معنی ہیں کہ سایہ ذی سایہ کا عین ہوتا ہے تو یہ ایسی باطل بات ہے کہ دنیا جانتی ہے، کسی شخص کا سایہ ذی سایہ نہیں ہوسکتا۔ تو اب مرزا صاحب کا نبی ہونا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نبی ہونا نہیں ہے۔ اگر بفرض محال یہ مان لیا جائے کہ سایہ اور ذی سایہ ایک ہوتا ہے تو رسول اللہ صلعم ظل اللہ ہیں اور اس طرح وہ نعوذ باللہ عین خدا ہیں اور مرزا صاحب عین محمد صلعم ہیں تو اس سے صاف یہ نتیجہ ہے کہ مرزا صاحب عین خدا ہوئے۔ اگر ظل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ذی ظل کی

۱۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۹۹
۲۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۴۰
۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۸۰
۴۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۲

www.khatmenubuwwat.org

کوئی صفت اس میں آ جائے تو ایسی ظلیت تمام دنیا کو حاصل ہے۔ بہرحال مرزا صاحب کا دعویٰ اتحاد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کھلی توہین ہے۔

مرزا صاحب کے اس قول سے کہ ''تمام کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں..... نبی کریم کے ظل ہیں''، معلوم ہوتا ہے کہ بروزی اور ظلی نبوت کوئی کم یا گھٹیا درجہ کی نبوت نہیں۔ کیونکہ ظل اور بروز کے لفظ سے یہ دھوکا پڑ سکتا تھا کہ مرزا صاحب کی مراد یہ ہوگی کہ آئینہ میں جیسے کسی شخص کا عکس پڑتا ہے، اُسی طرح مرزا صاحب میں بھی کمالات محمدیہ اور نبوت کا عکس پڑا ہے۔ مگر مرزا صاحب نبی نہیں ہیں، اس واسطے کہ کسی شخص کا عکس، جو آئینہ میں ہے، اس ذی عکس کی کوئی حقیقی صفت نہیں ہوسکتی۔ مرزا صاحب کی اس عبارت نے اس شبہ کو ایسا صاف اور حل کر دیا ہے کہ شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ مرزا صاحب کا لفظ ظلِ عکس اور بروز کا ہے۔ مگر مراد ہے حقیقت کاملہ نبوت۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ جتنے انبیاء گزرے ہیں، وہ سب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک ایک ایک صفت میں ظل تھے، اور باوجود اِس ایک صفت میں ظل ہونے کے وہ مستقل نبی صاحب شریعت تھے اور حقیقی نبی تھے۔ اور مرزا صاحب تمام صفات میں ظل ہیں۔ تو ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب تمام نبیوں سے بڑے تھے۔ اور یہ ایک بہت بڑا کفر ہے۔ مرزا صاحب بار بار تحریر کرتے ہیں کہ پہلے نبیوں کی نبوت براہِ راست اور میری نبوت فیض محمدی کا اثر ہے۔ ان کا یہ قول بھی غلط ہو جاتا ہے، اس واسطے کہ جب ہر ایک نبوت ان کے نزدیک آپ کا فیض تھا، اسی طرح مرزا صاحب کی نبوت بھی آپ کا فیض ہے، لہٰذا یہ فرق کرنا بھی باطل ہوا۔

مرزا صاحب کے ایک اور قول سے جو تریاق القلوب، حاشیہ صفحہ ۳۴۹ سے نقل کیا گیا ہے اور جو بالفاظ ذیل ہے۔

غرض جیسا کہ صوفیوں کے نزدیک مانا گیا ہے کہ مراتب وجود دو رویہ ہیں، اسی طرح ابراہیم نے اپنی خو، طبیعت اور دلی مشابہت کے لحاظ سے قریباً اڑھائی ہزار برس اپنی وفات کے بعد پھر عبداللہ پسر عبدالمطلب کے گھر میں جنم لیا، اور محمد کے نام سے پکارا گیا۔[1] سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ:

الف: اس قول سے یہ لازم آتا ہے کہ سرورِ عالم صلعم کوئی چیز نہیں رہتے اور آپ کا تشریف لانا بعینہٖ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا تشریف لانا ہے۔ گویا کہ ابراہیم علیہ السّلام کے یہ دور ہیں۔ گویا اصل ابراہیم علیہ السّلام رہے اور آئینہ رسول اللہ صلعم ہوئے۔ اور چونکہ ظل اور صاحب ظل میں مرزا صاحب کے نزدیک عینیت ہے اور اس وجہ سے وہ اپنے کو عین محمد کہتے ہیں تو جب محمد صلعم بروز ابراہیم علیہ السّلام ہوئے تو عین ابراہیم علیہ السّلام ہوئے۔ اس سے صاف لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلعم کا کوئی وجود بالاستقلال نہیں، اور نہ ان کی نبوت کوئی مستقل شے ہے۔

ب: رسول اللہ صلعم ابراہیم علیہ السّلام کے بروز ہوئے اور خاتم النبیّین آپ ہوئے کہ خاتم بروز اور ظل ہوتا ہے۔ صاحب ظل اور اصل نہیں ہوتا۔ اس طرح مرزا صاحب آنحضرت صلعم کے بروز ہوئے تو خاتم النبیّین مرزا صاحب ہوئے نہ کہ آنحضرت صلعم۔

۱۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۷، حاشیہ

www.khatmenubuwwat.org

ج: جب رسول اللہ صلعم حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بروز ہوئے تو جملہ کمالات نبوت اگر مجتمع ہوں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام میں ہوں گے، نہ کہ آنحضرت میں۔ یہ باطل اور بے معنی ہے۔

اس کے علاوہ یہ مضمون بھی فی نفسہٖ کہ آنحضرت صلعم حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بروز ہوں اور ابراہیم علیہ السّلام آنحضرت کے بروز ہوں، بے معنی اور فضول ہے۔ اسلام میں جنم کا عقیدہ کفر ہے۔ اور یہ ہے حقیقت مرزا صاحب کے نزدیک مجازی اور ظلی اور بروزی کی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین کے سلسلہ میں مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ نے حسب ذیل مزید واقعات بیان کیے ہیں۔

کسی کے توہین کرنے کے یہ معنی ہیں کہ یا تو اس میں کوئی عیب جسمانی ظاہری کیا جائے یا کسی بداخلاقی کے ساتھ اس کو متہم کیا جائے، یا کسی کے لقب کو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے سرفراز فرمایا ہے، اس کا اپنے لیے دعویٰ کیا جائے۔ یا کوئی ایسی چیز اُس کے سامنے یا اس کی شان میں کہی جائے جس سے اس کی دل آزاری ہو۔ چنانچہ چند آیات قرآنی جن میں اللہ تعالیٰ سبحانہٗ و تعالیٰ نے نبی پاک محمد صلعم کو چند مراتب اور مقالاتِ عالیہ سے مشرف فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے اوپر چسپاں کرے تو لامحالہ رسول اللہ صلعم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی سمجھی جائے گی۔ چنانچہ آیاتِ ذیل:

آیت: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ... الخ (بنی اسرائیل، ۱)[1]

جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے لیے شانِ معراج کا ذکر فرمایا گیا۔

دوسری آیت: ثُمَّ دَنَافَتَدَلّٰی. (نجم، ۸)[2]

جس میں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے لیے جو قربِ الٰہی جناب رب العزۃ سے حاصل ہوا تھا، یا بقول دیگر جبرئیل علیہ السّلام سے ہوا، ذکر ہوا ہے۔

وآیت: اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا. (فتح، ۱)[3]

وآیت: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ... الخ (آل عمران، ۳۱)[4]

وآیت: اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ. (کوثر، ۱)[5]

مرزا صاحب نے اپنے اوپر نازل ہونی بیان کی ہیں، اور مقامِ محمود کو بھی اپنے حق میں تجویز کیا ہے، اور اِن اشعار میں، جو آگے بیان کیے گئے ہیں، کسی نبی کی استثناء نہیں کی گئی۔ ہمارے نبی کریم بھی انبیاء کی جماعت میں داخل ہیں۔ لفظ انبیاء کسی خاص نبی کے ساتھ مختص نہیں، بلکہ تمام پر حاوی اور مشتمل ہے۔ دوسرے شعر کے مصرع ثانی میں اپنی افضلیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں، ''آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''[6] اس میں بھی رسول اللہ صلعم

۱۔ تذکرہ ۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً ۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً ۶۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۹۲

www.khatmenubuwat.org

کی توہین ہے۔

مرزا صاحب کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۶۳ پر لکھتے ہیں کہ مثلاً کوئی شریرالنفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ظہور میں آئے۔[1] اور براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ''ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں، وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زائد ہوں گے، اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اوّل درجہ پر خرق عادت ہیں۔''[2]

ان عبارات سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے معجزات کو تین ہزار قرار دینا اور اپنے معجزات دس لاکھ۔ کیونکہ معجزہ خرق عادت ہوتا ہے، مرزا صاحب نے رسول اللہ صلعم پر اپنی کتنی بڑی فضیلت بیان کی۔ اس قسم کی توہین کو توہین لزومی کہا گیا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ عبارت اس لیے نہیں لائی گئی کہ تنقیص کرے۔ مگر وہ عبارت صادق نہیں آتی جب تک تنقیص موجود نہ ہو۔ مذکورہ بالا عبارات میں اس قسم کی تنقیص پائی جاتی ہے۔

اس ضمن میں مرزا صاحب کا ایک قول حقیقت الوحی، صفحہ ۱۳۶ سے نقل کیا گیا ہے، جو بالفاظ ذیل ہے۔ ہاں اگر یہی اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں، بلکہ خدا کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھلائے ہوں۔[3] کتاب اعجاز احمد، صفحہ ۱۷ پر مرزا صاحب کا ایک شعر ہے، جو الفاظ ذیل سے شروع ہوتا ہے: ''**لهٗ خسف القمر المنیروان لی**''.[4] جس کا یہ مطلب ہے کہ اس لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا، اور میرے لیے چاند اور سورج کا۔ اس میں شق القمر کے معجزہ کو چاندگرہن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین اور شق القمر کا انکار ہے۔ زیادہ تر توہین لفظ لهٗ کے استعمال اور طرزِ خطاب سے اخذ کی جاتی ہے، جس سے صاف طور پر تقابل دکھا کر اپنی فضیلت دکھلائی گئی ہے۔

اس طرح خطبہ الہامیہ، صفحہ (ت)، حاشیہ سطر نمبر ۲ کے ایک مقولہ سے ظاہر کیا گیا ہے کہ اس میں آدم علیہ السّلام کی توہین کی گئی ہے۔ اور اس میں جو یہ الفاظ درج ہیں کہ یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ مسیح موعود شیطان کو شکست دے گا،[5] یہ بالکل خلاف واقع جھوٹ ہے۔ قرآن شریف میں اس قسم کی کوئی آیت نہیں ہے۔

اشعار محولہ بیان مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ حسب ذیل ہیں:[6]

آنکہ داد است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروے یقین — ہر کہ گوید دروغ ہست ولعین

۱۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۱۵۳
۲۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۷۲
۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۵۷۴
۴۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۸۳
۵۔ خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن، ج ۱۶، ص ۳۱۲
۶۔ نزول المسیح، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۴۷۷

www.khatmenubuwat.org

اور جو مضمون ان اشعار میں ادا کیا گیا ہے، اس کے متعلق سیّد انور شاہ صاحب گواہ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ باہمی فضیلت کا باب انبیاء میں فرقِ مراتب کا ہے۔ اور جو پیغمبر افضل ہے، وہ کسی قرینہ سے ظاہر ہو جائے گا کہ وہ کسی دوسرے سے افضل ہے اور نبی کریم صلعم نے اپنی امت کو یہ پہنچایا ہے۔ مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ اس سے فوق متصور نہیں۔ اور ایسی فضیلت دینا ایک پیغمبر کو، اگرچہ واقعی ہو کہ جس میں دوسرے کی توہین لازم آتی ہو، کفر صریح ہے۔

چھٹی وجہ تکفیر میں مدعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۳۰ پر لکھتے ہیں کہ ''تواتر کی جو بات ہے وہ غلط نہیں ٹھہرائی جا سکتی۔ اور تواتر اگر غیر قوموں کا ہو تو وہ بھی قبول کیا جائے گا۔''[1]

پھر اس کے ساتھ اگلے صفحہ پر جو کچھ لکھتے ہیں، اس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام کے دوبارہ تشریف لانے کی پیشگوئی ایسی متاتر پیشگوئیوں سے ہے جو خیر القرون میں تمام ممالک اسلام میں پائی گئی تھی۔ اور مسلمات میں سے سمجھی گئی۔ اور یہ اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے قبول کر لیا تھا۔ اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی اس کے ہم پہلو نہیں۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔[2] مگر اس کے بعد جب مرزا صاحب کو اس پیشگوئی کا انکار مطلوب ہوا تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ بہت بے ادبی کی بات ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السّلام نہیں مرے۔ یہ نہیں ہے مگر شرکِ عظیم۔[3] یہ عقیدۂ حیات کا مسلمانوں میں نصرانیوں سے آیا ہے۔ پھر اس عقیدہ کو نصاریٰ نے بہت مال خرچ کر کے مسلمانوں میں شائع کیا۔ شہروں میں اور گاؤں میں اس وجہ سے کہ ان میں کوئی شخص عقلمند نہ تھا، اور پہلے مسلمانوں سے یہ قول نہیں صادر ہوا، مگر لغزش کے طور پر وہ لوگ معذور ہیں۔ اللہ کے نزدیک اس واسطے کہ وہ لوگ گنہگار تھے، مگر قصداً نہ تھے اور خطا کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ سادہ لوح آدمی تھے۔ اگر کوئی مجتہد خطا کر دے تو اللہ اس کی غلطی کو معاف بھی کرتا ہے۔ ہاں جن کے پاس امام آیا حکم بینات کے ساتھ اور جس نے رشد کو گمراہی سے ظاہر کر دیا، اور پھر بھی انہوں نے اعتراض کیا، وہ لوگ ماخوذ ہوں گے، اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب حیات عیسیٰ علیہ السّلام کو شرک نہیں بلکہ شرکِ عظیم فرماتے ہیں اور وعدۂ الٰہی کے مطابق بمنشاء آیت: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ... الخ (النساء، ۴۸) شرک کا معاف ہونا قطعاً محال ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ مرزا صاحب کے اس قول کی بناء پر ساری امت گمراہ تھی اور ساری امت مشرک و کافر تھی۔ اور جو شخص تمام امت کو گمراہ اور کافر کہے، وہ خود کافر ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کے اس قول سے اسلام پر اتنا بڑا حملہ ہوا ہے کہ اسلام کی ایک ذرّہ بھر وقعت نہیں رہ سکتی۔ جبکہ یہ ثابت بھی ہو گیا کہ یہ عقیدہ بطریق تواتر تمام ممالک اسلام میں پھیل گیا تھا اور سب نے قبول کر لیا تھا، اور کسی چھوٹے بڑے کو اس کی برائی کی اطلاع نہ ہوئی۔ اگر مرزا صاحب تشریف نہ لاتے تو جیسے پہلی ساری امت معاذ اللہ شرکِ عظیم میں مبتلا تھی، آگے اسی طرح شرکِ عظیم میں مبتلا رہتی اور ممکن ہے کہ آئندہ کوئی اور شخص مجدد یا رسول اللہ صلعم کا بروز بن کر ۲۰، ۲۵ اور شرک ثابت کر دے۔ تو جب قرآن اور حدیث اور مسلمانوں کا ایسا مذہب ہے کہ شرکِ عظیم کا اس میں تیرہ سو برس تک پتہ نہ لگا تو پھر اس مذہب کا کیا اعتبار رہے گا۔

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۹۹

۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۰۰

۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۶۶۰

www.khatmenubuwwat.org

چنانچہ مرزا صاحب ایک اور استفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں کہ ''جو شخص بالقصد اِس کا خلاف کرے اور یہ کہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام زندہ ہے، پس ان لوگوں میں سے ہے کہ جو قرآن کے کافر ہیں۔ ہاں جو لوگ مجھ سے پہلے گزر گئے وہ اپنے اللہ کے نزدیک معذور ہیں۔''[1]

دوسری کتاب دافع البلاء میں صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ ''ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنا دیں، بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں۔''[2] الفضل، جلد ۳، نمبر ۳، مؤرخہ ۲۹ر جون ۱۹۱۵ء، صفحہ ۷ پر درج ہے، پس ان معنوں میں مسیح موعود جو آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے، اس کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کی بعثت ثانی اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے، جو منکر کو دائرۂ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔

اس ضمن میں مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ نے ایک وجہ کفر یہ بیان کی ہے کہ مرزا صاحب نے تمام مسلمانانِ عالم کو جو اُن کی جماعت میں داخل نہیں، خواہ وہ ان کو کافر کہیں یا نہ کہیں۔ اور بقول خلیفہ ثانی ان کو دعوت پہنچے یا نہ، خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ جو شخص تمام امت محمدیہ کو اِسلام سے خارج کہتا ہے، وہ کس طرح خود کفر کی زد سے بچ سکے گا۔

ان وجوہِ تکفیر کے علاوہ مرزا صاحب کے حسب ذیل اعتقادات بھی عامۃ المسلمین کے اعتقادات کے خلاف بیان کیے گئے ہیں۔

مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے معنی جو مسلمان اب تک سمجھتے تھے، اس معنی پر قیامت نہیں ہونے کی۔ قرآن میں جو نفخ صور آیا ہے نہ اس سے یہ مراد ہے کہ واقعی کوئی نفخ صورت ہے۔ اور نہ یہ مراد ہے کہ قیامت قائم ہوگی، بلکہ اس سے مراد مرزا صاحب کا تشریف لانا ہے۔ قیامت کے متعلق جتنی آیات قرآن مجید میں ہیں اور جتنی احادیث میں ہیں، ان تمام امور کا انکار ہے۔ صرف لفظوں کا انکار نہیں۔ مگر جن معنوں سے قرآن اور حدیث قیامت کو بیان کرتے ہیں، ان چیزوں کا انکار ہے۔ مردوں کا قبروں سے اٹھنا، جو بہت سی آیات میں مذکور ہے، اس کا بھی انکار ہے، وغیرہ وغیرہ۔

مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ گواہ مدعیہ نے مرزا صاحب کے چند دیگر انواں بھی خلافِ شریعت بیان کیے ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

مثلاً مرزا صاحب اپنی کتاب آئینہ کمالات، صفحہ ۵۶۴، ۵۶۵ پر لکھتے ہیں کہ ''میں نے خواب میں اپنے آپ کو اللہ کا عین دیکھا، اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں اور خدائی و الوہیت میرے رگ و ریشہ میں گھس گئی۔ اور میں نے اس حالت میں دیکھا کہ ہم نیا نظام بنانا چاہتے ہیں، نئی زمین، نیا آسمان۔ پس پہلے میں نے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا، جس میں کوئی تفریق و ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان کو مرتب کیا اور میں اپنے دل سے جانتا تھا کہ میں ان کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔ پھر میں

۱۔ ضمیمہ، حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۶۶۶

۲۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۵

www.khatmenubuwwat.org

نے سب سے قریبی آسمان کو پیدا کیا، پھر میں نے کہا کہ: اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنیَا بِمَصَابِیحَ. پھر میں نے کہا کہ ہم انسان کو کیچڑ میں سے پیدا کریں گے۔"[1]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے الوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو خالق جانا۔ اور کوئی شخص جب خدائی دعویٰ کرے اور اپنے آپ کو خالق جانے تو وہ اسلام سے مروت ہو جاتا ہے۔

حقیقت الوحی، صفحہ ۸۶ پر لکھتے ہیں کہ خدا نے مجھے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔[2] اسی کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۰۳ پر لکھتے ہیں کہ "میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا، کبھی خطا کروں گا، کبھی ثواب کو پہنچوں گا۔"[3] اس سے خدا کو غلطی کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۷۵ پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جیسے زمین و آسمان ہمارے ساتھ اسی طرح تمہارے ساتھ بھی ہے۔[4] اس سے مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کی طرح اپنے آپ کو حاضر ناظر جانا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو جس چیز کو بنانا چاہے، پس "کن کہہ دے"، وہ ہو جائے گی۔[5]

البشریٰ، جلد دوم، صفحہ ۷۹ پر لکھتے ہیں کہ "میں نماز بھی پڑھتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ جس طرح میں ازلی ہوں، اسی طرح تیرے لیے بھی میں نے ازلیت کے انوار کر دیے ہیں، اور تو بھی ازلی ہے۔"[6]

توضیح المرام کے صفحہ ۶۸ پر لکھتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود عظیم ہے کہ جس کے بیشمار ہاتھ اور بیشمار پیر ہیں اور ہر ایک عضو اِس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لانتہا عرض وطول رکھا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں، جو صفحۂ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔[7]

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب خداوند تعالیٰ کو تیندوے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ کتاب ضمیمہ تریاق، صفحہ ۳۹۷ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی، جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو، کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا جب تک مسیح اور یعقوب اور محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرح نئے معجزات نہ دکھلائے جائیں، نئی زندگی انہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو۔"[8]

اس سے مرزا صاحب نے خدا کو حادث بتلایا۔ اور یہ عقائد وہ ہیں جو مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے متعلق رکھے ہیں۔ اور اُن سے یقیناً ان ایک مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج ۵، ص ۵۶۵-۵۶۴

۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۹

۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۶

۴۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۷۸

۵۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۸

۶۔ البشریٰ

۷۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۹۰

۸۔ ضمیمہ، تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۹۷

www.khatmenubuwwat.org

حقیقت الوحی، صفحہ ۸۴ پر لکھتے ہیں کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔[1] ان دلائل کے علاوہ مدعیہ کی طرف سے چند نظائر بمثلِ مسیلمہ کذاب وغیرہ کے بھی پیش کی گئی ہیں کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور اس بناء پر انہیں قتل کیا گیا۔ ان کی زیادہ تفصیل درج کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس تمام بحث سے جو اوپر بیان ہوئی، حسب ذیل نتائج برآمد کیے گئے ہیں:

۱۔ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت شرعیہ تشریعیہ کیا، جو باتفاق امت اور باتفاق مرزا صاحب کفر ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے کلام میں شریعت کی تشریح بھی کر دی ہے۔

۲۔ مرزا صاحب نے اقرار فرمایا کہ خاتم النبیّین کے بعد مطلق نبوت منقطع ہے۔ اور جو دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا اس لیے کافر ہوئے۔

۳۔ مرزا صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ خاتم النبیّین کے بعد کوئی نبی جدید یا قدیم نہیں آ سکتا اور اس کو قرآن کا انکار کرنا بتلایا ہے، لیکن پھر خود دعویٰ نبوت کیا۔

۴۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ آپ کا خاتم الانبیاء ہونا، خاتم النبیّین اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے ثابت ہے۔ اور پھر اس کے بعد یہ کہا کہ جو ایسا کہے کہ آپ کے بعد نبوت نہیں آ سکتی، وہ خود کافر ہے۔ اس لیے بھی مرزا صاحب کافر ہوئے۔

۵۔ مرزا صاحب نے جواز نبوت کو رسول اللہ صلعم کے بعد کفر قرار دیا ہے، اب مرزا صاحب اس نبوت کو فرض قرار دیتے ہیں۔ یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے۔

۶۔ مرزا صاحب دروازہ نبوت کو کھول کر اپنے ہی تک محدود نہیں رکھتے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ قیامت تک کھلا رہے گا۔ اس وجہ سے بھی کافر ہوئے۔

۷۔ مرزا صاحب یہ نہیں کہتے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی دوسرا نبی آئے گا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ہزار بار محمد رسول اللہ صلعم ہی خود بروز فرمائیں۔ گویا رسول اللہ صلعم جیسے ہزاروں لوگ یا ہزاروں نبی اب واقع ہو سکتے ہیں۔ امکان ذاتی نہیں، بلکہ امکان وقوعی ہے۔ پھر مرزا صاحب نے یہ کہا کہ سرورِ عالم کی ایک بعثت پہلے تھی۔ ایک بعثت ثانیہ ہوئی۔ اس کا حاصل تناسخ ہے۔ جو تناسخ کا قائل ہے وہ کافر ہے۔

۸۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں عین محمدؐ ہوں۔ اس میں سرورِ عالم کی توہین ہے۔ اگر واقعی عین ہیں تو کھلا ہوا کفر۔ اگر عین محمدؐ نہیں ہیں تو ان کے بعد دوسرے نبی ہوئے اور ختم نبوت کی مہر ٹوٹ گئی۔ یہ اور وجہ کفر کی ہوئی۔

۹۔ مرزا صاحب نے دعویٰ وحی کیا، اور ساتھ ہی دعویٰ وحی نبوت کیا، جو کفر ہے۔

۱۰۔ مرزا صاحب نے اس وحی کو قرآن، تورات اور انجیل کے برابر کہا۔ اس بناء پر قرآن آخر الکتب باقی نہیں رہتا۔ یہ بھی وجہ

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۷

www.khatmenubuwat.org

کفر ہے۔

۱۱۔ مرزا صاحب نے اپنے اقرار سے اور تمام علماء نے اس کی تصریح کی کہ جو شخص کسی نبی کو گالی دے، یا توہین کرے، وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السّلام کی کئی وجوہ سے توہین کی۔ ہر توہین موجب کفر ہے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب نے آدم علیہ السّلام کی سرورِ عالم کی توہین کی، اس لیے بھی کافر ہوئے۔

۱۲۔ مرزا صاحب نے احکامِ شریعت کو بدلا، لہٰذا اس وجہ سے بھی مرزا صاحب پر کفر لازم آتا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ کسی احمدی عورت کا غیر احمدی سے نکاح جائز نہیں۔ نیز یہ کہ کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ نیز فرمایا کہ پس یاد رکھو کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر، مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔[1] مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر ہے۔

۱۳۔ مرزا صاحب نے نفخ صور کا انکار کیا۔ مردوں کو قبروں سے اٹھنے سے انکار ہے۔ جس طریق سے قیامت کی خبر قرآن اور حدیث میں ہوئی، اُن سے بالکل انکار ہے، صرف ظاہری الفاظ ہی رکھے، مگر معنی الٹ بیان کیے۔ یہ وجوہ بھی مرزا صاحب کی تکفیر کے ہیں، لہٰذا ان وجوہ پر کسی مسلمان مرد و عورت کا کسی احمدی مرد و عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو گیا اور نکاح کے بعد کوئی اس مذہب میں داخل ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا۔

اور اپنے اس ادعا کی تائید میں چند دیگر علماء کے فتاویٰ بھی پیش کیے گئے ہیں جو مسل کے ساتھ شامل ہیں۔ اور سیّد انور شاہ صاحب گواہ نے مصر اور شام کے دو مطبوعہ فتوؤں کا حوالہ بھی اپنے بیان میں دیا ہے۔

تحریری فتویٰ جو مسل پر لائے گئے ہیں، حسب ذیل مقامات کے علماء ہیں؛ مکہ معظّمہ، ریاست رامپور، دارالافتاء ریاست بھوپال، ہمایوں (سندھ)، بریلی، ڈابھیل، دہلی، سہارنپور، تھانہ بھون، ملتان۔ علماء کی فہرست میں شیخ عبداللہ صاحب رئیس القضاۃ مکہ معظّمہ، مفتی کفایۃ اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور مولوی اشرف علی صاحب کے اسماء بھی ہیں۔

فریق ثانی کی طرف سے ان دلائل کا جو مرزا صاحب کی تکفیر کے متعلق مدعیہ کی طرف سے پیش کیے گئے ہیں، تین طریق پر جواب دیا گیا ہے:

اوّل یہ کہ مرزا صاحب کی جن عبارات سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ ان سے ان کے عقائد کفریہ ظاہر ہوتے ہیں، ان عبارات کے ماسبق اور مابعد کی عبارات کو مدنظر نہیں رکھا گیا، اور نہ ہی سیاق سباق عبارت کو زیر غور لایا گیا ہے۔ اگر ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ان عبارات پر غور کیا جاوے تو ان سے وہ نتائج اخذ نہیں ہوتے جو گواہان مدعیہ نے بیان کیے ہیں۔

دوسرا یہ کہ مرزا صاحب نے خود دیگر مقامات پر ان عبارات کی تشریح کر دی ہے۔ اس لیے ان عبارات سے وہی مفہوم لیا جائے گا جو انہوں نے خود بیان کیا۔ اور کہ دیگر مقامات پر ایسی عبارات بھی موجود ہیں کہ جن کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں کہا جا سکتا کہ ان عبارات زیر اعتراض سے مرزا صاحب کا وہی مدعا تھا جو گواہان مدعیہ نے اخذ کیا۔

۱۔ حاشیہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۶۴

www.khatmenubuwat.org

تیسرا یہ کہ مرزا صاحب کے اقوال زیر بحث میں سے بعض اقوال ایسے ہیں جو دیگر بزرگانِ دین سے بھی سرزد ہوئے۔ لیکن فریق مدعیہ کے نزدیک وہ بزرگان مسلمان تھے اس لیے ان اقوال کی بناء پر مرزا صاحب کے خلاف کیونکر فتویٰ تکفیر لگایا جا سکتا ہے۔ یہ تمام امور تشریح طلب ہیں اور اپنے اپنے موقع پر ان کی تفصیل بیان کی جائے گی اور وہاں ان کا پورا جواب بھی دیا جائے گا۔ یہاں ان کے متعلق مختصراً یہ درج کیا جاتا ہے کہ عبارات زیر بحث میں سے بعض ایسی ہیں کہ جو اپنے اندر ایک مستقل مفہوم لیے ہوئے ہیں اور ان میں کوئی ایسا ابہام نہیں ہے کہ جو کسی تشریح یا توجیہ کا محتاج ہو، اس لیے ایسی عبارات کے نہ ماسبق اور مابعد دیکھنے کی ضرورت ہے اور نہ سیاق سباق معلوم کرنے کی۔ لہٰذا اِن فقرات کی اپنی ترتیب سے ہی جو مفہوم اخذ ہوگا، وہی مراد لیا جائے گا۔

امر دوم کے متعلق اوّل تو مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان کے بہت سے اقوال میں تعارض ہے اور اس تعارض کو کسی صاف تشریح یا وضاحت سے رفع نہیں کیا گیا۔ دوسرا جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے، بعض عبارات فی نفسہٖ ایسے مستقل جملے ہیں کہ جو اپنے مفہوم کی خود وضاحت کر رہے ہیں۔ اس لیے تاوقتیکہ یہ نہ دکھلایا جاوے کہ یہ کلمات واپس لیے گئے، دیگر کلمات نہ ان کے قائم مقام تصور ہو سکتے ہیں اور نہ ان کی تشریح بن سکتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا غلط ہے کہ ان اقوال کو ان اقوال کے تحت سمجھا جاوے جو مرزا صاحب نے دوسری جگہ بیان کیے ہیں، کیونکہ وہ اقوال اقوالِ زیر بحث کو مسترد نہیں کرتے، بلکہ جیسا کہ مدعیہ کے گواہ سیّد انور شاہ صاحب نے بیان کیا ہے، معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ روش مرزا نے عمداً اختیار کی، تاکہ نتیجہ گڑبڑ رہے اور ان کو بوقت ضرورت مخلص اور مفر باقی رہے (یعنی فرار کے لیے چور راستہ باقی رہے)۔

امر سوم کے متعلق اوّل تو ان بزرگان کے اقوال بعینہٖ ان الفاظ میں نہیں جو مرزا صاحب نے بیان کیے ہیں۔ دوسرا مقدمہ ہٰذا میں ان بزرگان کے مسلمان یا نہ مسلمان ہونے کا سوال زیر بحث نہیں ہے، اور نہ ہی ان کے دیگر حالات پیشِ نظر ہیں، اس لیے مرزا صاحب کے مقابلہ میں ان کے الفاظ پیش کرنا ایک سعی لاحاصل ہے۔

علاوہ ازیں سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ صوفیاء کے ہاں ایک باب ہے جس کو شطحیات کہتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ان پر حالات گزرتے ہیں اور ان حالات میں کوئی کلمات اُن کے منہ سے نکل جاتے ہیں جو ظاہری قواعد پر چسپاں نہیں ہوتے۔ اور بسا اوقات غلط راستہ لینے کا سبب ہو جاتے ہیں۔ صوفیاء کی تصریح ہے کہ ان پر کوئی عمل پیرا نہ ہو اور ان کی تصریحات موجود ہیں کہ جن پر یہ احوال نہ گزرے ہوں، وہ ہماری کتاب کا مطالعہ نہ کرے۔ مجملاً ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص جو کسی حال کا مالک ہوتا ہے، دوسرا خالی الذہن آدمی ضرور اُس سے الجھ جائے گا۔ لیکن دین میں کسی زیادتی، کمی کے صوفیاء میں سے بھی کوئی قائل نہیں۔ اور ایسے مدعی کو کافر بالاتفاق کہتے ہیں۔

فریق ثانی کی طرف سے مرزا صاحب کی کتابوں سے ان کے چند عقائد بیان کیے جا کر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث و فقہ کی رُو سے جن باتوں کو ایک شخص کے مومن اور مسلمان ہونے کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے، وہ سب مرزا صاحب میں اور اُن کی جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ اور وہ ان سب پر خلوصِ دل اور صمیم قلب سے یقین اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور جن اعمالِ صالحہ کے بجالانے کا حکم دیا گیا ہے، وہ سب بجالاتے ہیں۔ اور ان کا دین وہی ہے جو آنحضرت صلعم خدا کی طرف سے

www.khatmenubuwwat.org

لائے، اور وہ ایمان رکھتے ہیں کہ دینِ اسلام کے سوا اگر کوئی شخص کوئی اور دین اختیار کرے تو وہ عند اللہ ہرگز مقبول نہیں۔ گواہانِ مدعیہ نے انہیں کافر، مرتد، ضال اور خارج از اسلام قرار دیا ہے اور ضروریاتِ دین کا منکر ٹھہرایا ہے۔ لیکن جن امور کی بناء پر انہوں نے کافر اور مرتد کہا ہے، ان کا ضروریاتِ دین سے ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اپنے فتویٰ تکفیر کی بناء بعض علماء کے اقوال پر رکھی ہے۔ اور اس ضمن میں ان علماء کے طرز افتاء پر اعتراض کرتے ہوئے چند کتب فقہ کے حوالوں سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ اگر ان امور کو جو اِن حوالہ جات میں درج ہیں، مدنظر رکھا جاوے تو اس سے بڑے بڑے بزرگ اور تمام شیعہ اور وہ نئے تعلیم یافتہ نوجوان جو یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ اگر جنت میں ان موجودہ مولویوں نے بھی جانا ہے تو ہمیں ایسی جنت نہیں چاہیے۔ اور وہ تمام مسلمان جو سرکاری دفتر میں ملازم ہیں اور اپنے ہندو یا عیسائی افسران کو تحائف دیتے ہیں، کافر ہیں۔ اور ان عورتوں کے لیے جو اپنے خاوندوں کی بدسلوکی سے تنگ ہیں اور ان کے عقد نکاح سے نکلنا چاہتی ہیں۔ یہ اچھی ترکیب بتلائی گئی ہے کہ اگر ان میں سے کوئی عورت یہ کہہ دے کہ میں کافر ہوئی تو معاً وہ کافر ہو جائے گی اور اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اور وہ تمام مسلمان جو گاندھی ٹوپی یا ہیٹ لگاتے ہیں، کافر ہیں۔ اور اس طرح وہ مسلمان بھی جو ہندو اور انگریز افسروں کو سلام کرتے ہیں اور اس طرح اسکولوں اور کالجوں کے وہ مسلمان طلبہ جو اپنے ہندو یا عیسائی استادوں کو تعظیماً سلام کرتے ہیں، اور اس طرح ہزارہا وہ تعلیم یافتہ اشخاص جو مولویوں کی دقیانوسی باتوں پر جنہیں یہ لوگ علم اور دین خیال کرتے ہیں، ہنستے ہیں، کافر ہیں۔ اور اس طرح وہ مسلمان جو کسی غیر مسلم کو اس کے سوال کرنے پر کہ مجھ پر اسلام کی صداقت بیان کر، کسی مولوی کے پاس برائے جواب لے جاتے ہیں، کافر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

پس اگر ان علماء اور مولویوں کے کہنے پر کسی کو کافر بنایا جا سکتا ہے تو مذکورہ بالا امور کے تحت تمام ایسے مسلمان جو اوپر بیان کیے گئے ہیں، کافر ہیں اور ان کا نکاح فسخ ہونا چاہیے۔ لیکن اصول مذکورہ بالا پر علماء کا موجودہ زمانہ میں عمل نہیں ہے۔ اور ان امور کو جو ان حوالہ جات میں درج ہیں، ضروریاتِ دین میں سے سمجھا گیا ہے اور ان کے منکر کو کافر اور مرتد کہا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ گواہانِ مدعیہ نے اپنے بیانات کی تائید میں چند مفسرین کے اقوال نقل کیے ہیں۔ لیکن یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ مفسرین کے اقوال کو بلا سوچے سمجھے من وعن تسلیم کر لیا جاوے۔ اور جو کچھ وہ اپنے خیال وعقیدہ کے مطابق لکھ گئے، اسے حرف بحرف مان لیا جاوے۔ اس لیے ہمیں حسبِ تعلیم قرآن مجید ضروری ہوا کہ ہم خود بھی قرآن مجید کی آیات میں غور و تدبر کریں اور تحقیق کے بعد جو اقرب الی الصواب ہو، اس کو اِختیار کریں۔ پس مفسرین کے اقوال پر عقائد کی بنیاد رکھنا صحیح نہیں ہے۔ علماء اور ائمہ کی اندھی تقلید نہایت مذموم ہے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ پہلے علماء جو کچھ تفسیروں میں لکھ گئے ہم آنکھ بند کر کے ان پر ایمان لے آویں۔ بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان فتوؤں اور اقوال کو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلعم اور عقلِ سلیم کی کسوٹی پر پرکھیں۔ اور جو قرآن اور سنت سے صحیح ثابت ہو، اُسے اختیار کریں اور مخالف کو چھوڑ دیں۔ اور اُمت کے ان علماء کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی نیک نیت سے جو باتیں موافق اور مخالف پائیں، یا جو وہ سمجھ سکے، وہ ہم تک پہنچاویں، جس کے لیے وہ تمام ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اس کے آگے پھر وجوہات تکفیر کا جواب شروع ہو جاتا ہے، اس لیے تحت میں اس بحث کا جواب درج کیا جاتا ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

مرزا صاحب کے عقائد کے متعلق سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے نہایت عمدہ جواب دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب چونکہ مادر زاد کافر نہ تھے، اور ابتداً ان کی تمام اسلامی عقائد پر نشوونما ہوئی، اس لیے انہی کے وہ پابند تھے۔ اور وہی کہے، پھر تدریجاً ان سے الگ ہونا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ آخری اقوال میں بہت سی ضروریات دین کے قطعاً مخالف ہو گئے۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے باطل اور جھوٹ دعوؤں کو رواج دینے کے لیے یہ تدبیر اختیار کی کہ اسلامی عقائد کے الفاظ وہی قائم رکھے جو قرآن اور حدیث میں مذکور ہیں۔ اور عام و خاص مسلمانوں کی زبانوں پر جاری ہیں۔ لیکن ان کے حقائق کو ایسا بدل دیا جس سے بالکل ان عقائد کا انکار ہو گیا۔ اس لیے مرزا صاحب کی کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں اہلِ سنت والجماعت کے ساتھ شریک ہیں، ان کے اقوال و افعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے، جب تک اس کی تصریح نہ ہو کہ ان عقائد کی مراد بھی وہی ہے جو جمہور اُمت نے سمجھی۔ اور پھر اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انہوں نے اختیار کیے تھے، ان سے توبہ کر چکے ہیں۔ اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو، چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ زندیق اس کو کہا جاتا ہے کہ جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن و حدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے، لیکن اس کی ایسی تاویل اور تحریف کر دے جن سے اس کے حقائق بدل جائیں۔ اس لیے جب تک اس کی تصریح نہ دکھلائی جاوے کہ مرزا صاحب ختم نبوت اور انقطاع وحی کے ان معنی کے لحاظ سے قائل ہیں، جس معنی سے کہ صحابہ، تابعین اور تمام امت محمدیہ قائل ہے۔ اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہوسکتا، جس میں خاتم النّبیّین کے الفاظ کا اقرار کیا، اسی طرح نزول مسیح وغیرہ عقائد کے الفاظ کا کسی جگہ اقرار کر لینا یا لکھ دینا بغیر تصریح مذکور کے، ہرگز مفید نہیں ہے، خواہ وہ عبارت تصنیف میں مقدم ہو یا مؤخر۔

یہ بات ثابت ہو چکی کہ مرزا صاحب اپنی آخیر عمر تک دعویٰ نبوت پر قائم رہے اور اپنے کفریہ عقائد سے کوئی توبہ نہیں کی۔ علاوہ ازیں اگر یہ ثابت بھی نہ ہو تو کلمات کفریہ اور عقائد کفریہ کہنے اور لکھنے کے بعد اس وقت تک ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک ان کی طرف سے ان عقائد سے توبہ کرنے کا اعلان نہ پایا جاوے۔ اور یہ اعلان ان کی کسی کتاب یا تحریر سے ثابت نہیں پایا گیا۔

عدالت ہٰذا کی رائے میں مرزا صاحب کے عقائد کی بابت یہ جواب بہت جامع اور مدلل ہے اور گو کہ مختار مدعیہ نے اپنی بحث میں ان کے ہر عقیدہ پر تفصیلی بحث بھی کی ہے، لیکن اس کی موجودگی میں ان عقائد پر مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ مختار مدعیہ نے بحث کی ہے کہ مرزا صاحب کا خود کلمہ طیبہ پر بھی پورا ایمان نہ تھا، کیونکہ اس کلمہ پر اس صورت میں ہی مکمل ایمان تصور ہو سکتا ہے۔ جبکہ خداوند تعالیٰ کی صفات اور رسول اللہ صلعم کی خصوصیات پر پورا ایمان ہو۔ مرزا صاحب کے بعض اقوال سے یہ پایا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے اندر الوہیت کو موجزن پایا اور اپنے آپ میں خدائی طاقتیں اور صفتیں موجود دیکھیں اور اپنے آپ کو رسول اللہ صلعم کی خصوصیات اور مدارج میں شریک بتلاتے ہیں۔ اور انہیں خاتم النّبیّین بمعنی آخری نبی تسلیم نہیں کرتے، اس لیے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کلمہ طیبہ پر انہیں لوازم کے تحت ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ دیگر مسلمان۔ اس لیے بھی انہیں مسلمان تصور نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن عدالت ہٰذا کی رائے میں ایسی تفصیلی بحث میں جانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ مرزا صاحب کی تکفیر کا سوال مقدمہ ہٰذا میں اصل سوال مابہ النزاع نہیں بلکہ ایک ضمنی سوال ہے۔ اصل سوال مدعا علیہ کے ارتداد اور تکفیر کا ہے، اس لیے مرزا صاحب کے

www.khatmenubuwwat.org

اعتقادات کے متعلق صرف اس حد تک بحث کی ضرورت ہے جس حد تک کہ مدعا علیہ کے خلاف امور مذکورہ بالا کے تصفیہ کے لیے روشنی پڑ سکتی ہے۔

علاوہ ازیں اگر اس بحث کو بفرضِ محال صحیح بھی تسلیم کر لیا جاوے تو پھر یہ دکھلانا پڑے گا کہ مدعا علیہ کا کلمہ طیبہ پر بھی ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ مرزا صاحب کا۔ اور اس کا حل مشکلات سے خالی نہیں ہوگا، کیونکہ مدعا علیہ کی نیت کا اندازہ پورے طور نہیں لگایا جا سکتا۔

مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ جن امور کی بناء پر مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو ضروریاتِ دین کا منکر قرار دیا جا کر کافر اور مرتد کہا گیا ہے۔ ان کا ضروریاتِ دین سے ہونا قرآن مجید یا احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کی طرف سے یا تو مدعیہ کی پیش کردہ شہادت اور بحث کو بغور ذہن نشین نہیں رکھا گیا، یا دیدہ دانستہ مغالطہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ گواہان مدعیہ نے بہت تکرار اور شدومد کے ساتھ اور خود مرزا صاحب کے اپنے حوالوں سے یہ دکھلایا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے خاتم النبیّین ہونے کا عقیدہ بایں معنی کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا نصِ قرآن سے اور احادیث متواترہ سے اور اجماعِ امت سے ضروریاتِ دین سے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اور اس کی تائید میں انہوں نے بہت سی آیات قرآن اور احادیث پیش کی ہیں کہ جن میں سے بعض کی صحت کے متعلق، جیسا کہ آگے دکھلایا جائے گا، خود مدعا علیہ کو بھی انکار نہیں۔ پھر سمجھ نہیں آتا کہ کیونکر یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے قرآن یا حدیث سے اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ البتہ اگر یہ کہا جاتا کہ وہ ثبوت قوی نہیں تو کچھ بات بھی تھی، لیکن یہ کہنا بالکل خلافِ واقع ہے کہ ان کی طرف سے قرآن اور احادیث سے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ مدعیہ کی طرف سے بیان کردہ وجوہات تکفیر اوپر درج کی جا چکی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کے متعلق (گو کہ ایسا نہیں ہے، جیسا کہ آگے دکھلایا جائے گا) یہ کہا جا سکتا کہ وہ ضروریاتِ دین سے نہیں ہیں۔ مگر مسئلہ ختم نبوۃ کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ضروریاتِ دین سے نہیں۔ ضروریاتِ دین کی اگرچہ ایک وسیع اصطلاح ہے اور ممکن ہے کہ بعض علماء نے اس کے تحت میں اپنی دانست کے مطابق بہت سے ایسے امور بھی داخل کر دیے ہوں کہ جو بحث طلب ہوں، تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کے اہم اور بنیادی مسائل سے ہے۔ ضروریاتِ دین کا مفہوم گواہانِ مدعیہ نے اپنے بیانات میں ظاہر کر دیا ہے، جو اوپر گزر چکا ہے۔ اگر اس اصطلاح کے لفظی معنی بھی مراد لیے جاویں تو ان الفاظ کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ وہ امور جو کسی دین میں داخل رہنے کے لیے ضروری ہوں۔ اور جن کے نہ ماننے سے وہ شخص اس دین کا پیرو نہ سمجھا جا سکے۔ ضروریاتِ دین سے ہوتے ہیں رسول اللہ صلعم کا خاتم النبیّین ماننا بایں معنی کہ آپ آخری نبی ہیں۔ مذہب اسلام میں داخل رہنے کے لیے ضروری اور لابدی ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی اور نبی مانا جائے تو مدعیہ اور اس کے گواہان کے نزدیک نہ یہ صرف نص قرآن اور احادیث متواترہ کا انکار ہوگا، بلکہ معمول بہ اس نئے نبی کی وحی ہو جائے گی، نہ کہ قرآن اور اس سے وہ شخص مذہب اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اور یہ بات کہ رسول اللہ صلعم کا آخری نبی ماننا نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک ان کے مذہب کے بنیادی مسائل میں سے ہے بلکہ اس کی نظیر دیگر مذاہب میں بھی ملتی ہے۔ مثلاً یہود اور نصاریٰ، جن کے مذاہب کی تفریق محض اس بناء پر ہے کہ وہ اپنے اپنے پیشواؤں کے بعد اور کسی نبی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس طرح مسلمانوں کا یہ عقیدہ چلا آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد اور کوئی نبی نہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان کسی اور کو نبی مانے تو وہ مذہب

www.khatmenubuwwat.org

اسلام کا پیرو نہیں سمجھا جائے گا، اس لیے ختم نبوت سے بڑھ کر اور کونسا مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے ہوسکتا ہے۔ یہ آگے دکھلایا جائے گا کہ اس بارہ میں جو اسناد پیش کی گئی ہیں وہ کس فریق کی معتبر اور زیادہ وزن دار ہیں۔

یہاں میں یہ درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ موجودہ زمانہ میں بہت سے مسلمان نبی کی حقیقت سے بھی ناآشنا ہیں، اس لیے بھی ان کے دلوں میں یہ مسئلہ گھر نہیں کرسکتا کہ مرزا صاحب کو نبی ماننے میں کیا قباحت ہوتی ہے کہ جس پر اِس قدر چیخ و پکار کی جارہی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس کی کچھ تھوڑی سی حقیقت بیان کر دی جاوے۔

مدعیہ کی طرف سے نبی کی کوئی تعریف بیان نہیں کی گئی، صرف یہ کہا گیا ہے کہ نبوت ایک عہدہ ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے برگزیدہ بندوں کو عطا کیا جاتا رہا ہے۔ اور نبی اور رسول میں فرق بیان کیا گیا ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے، اور نبی کے لیے لازمی نہیں کہ وہ رسول بھی ہو۔ فریق ثانی نے بحوالہ نبراس، صفحہ ۸۹ بیان کیا ہے کہ رسول ایک انسان ہے، جسے اللہ تعالیٰ احکامِ شریعت کی تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے۔ بخلاف نبی کے کہ وہ عام ہے۔ کتاب لائے یا نہ لائے۔ رسول کے لیے کتاب لانا شرط ہے۔ اسی طرح رسول کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے کہ جو صاحبِ کتاب ہو، یا شریعت سابقہ کے بعض احکام کو منسوخ کرے۔

یہ تعریفیں چونکہ اس حقیقت کے اظہار کے لیے کافی نہ تھیں، اس لیے میں اس جستجو میں رہا کہ نبی یا رسول کی کوئی ایسی تعریف مل جائے جو تصریحاتِ قرآن کی رُو سے تمام لوازمِ نبوت پر حاوی ہو۔ اس سلسلہ میں مجھے مولانا محمود علی صاحب پروفیسر رندھیر کالج کی کتاب ''دین و آئین'' دیکھنے کا موقعہ ملا۔ انہوں نے معترضین کے خیالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے نبوت کی حقیقت یہ بیان کی کہ جس شخص کے دل میں کوئی نیک تجویز بغیر ظاہری وسائل اور غور کے پیدا ہوں، ایسا شخص پیغمبر کہلاتا ہے اور اس کے خیالات کو وحی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ تعریف بھی مجھے دلچسپ معلوم نہ ہوئی۔ آخرکار ایک رسالہ میں ایک مضمون بعنوان ''میکائیکی اسلام'' از جناب چودھری غلام احمد صاحب[1] پرویز میری نظر سے گزرا۔ اِس میں انہوں نے مذہب اسلام کے متعلق آجکل کے روشن ضمیر طبقہ کے خیالات کی ترجمانی کی ہے اور پھر خود ہی اس کے حقائق بیان کیے ہیں۔ اس سلسلہ میں نبوت کی جو حقیقت انہوں نے بیان کی ہے، میری رائے میں اس سے بہتر اور کوئی بیان نہیں کی جاسکتی۔ اور میرے خیال میں فریقین میں سے کسی کو اس پر انکار بھی نہیں ہو سکتا، اس لیے میں ان کے الفاظ میں ہی اس حقیقت کو بیان کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں کہ آجکل کے معقولیت پسندوں کی جماعت کے نزدیک رسول کا تصور یہ ہے کہ وہ ایک سیاسی لیڈر اور ایک مصلح قوم ہوتا ہے جو اپنی قوم کی نکبت اور زبوں حالی سے متاثر ہو کر انہیں فلاح و بہبود کی طرف بلاتا ہے۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں ان کے اندر انضباط و ایثار کی روح پھونک کر زمین کے بہترین خطوں کا ان کو مالک بنا دیتا ہے۔ اس کی حقیقت قوم کے ایک امیر کے قسم کی ہوتی ہے، جن کے ہر حکم کا اتباع اس لیے لازمی ہوتا ہے کہ انحراف سے قوم کی اجتماعی قوت میں انتشار پیدا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور وہ دنیاوی نعمتیں جو اس کے حسنِ تدبیر سے حاصل ہوئی تھیں، ان کے چھن جانے کا احتمال ہوتا ہے۔

اس کا حسنِ تدبر، عقل، حکمت ذہنی انسان کے ارتقاء کی بہترین کڑی ہوتا ہے، اس لیے وہ اپنے ماحول کا بہترین مفکر شمار کیا

۱۔ یہ ایک مشہور منکر حدیث اور بے دین شخص تھا۔

www.khatmenubuwwat.org

جاتا ہے۔ کثرتِ ریاضت سے برائی کی قوتیں اس سے سلب ہو جاتی ہیں اور نیکی کی قوتیں نمایاں طور پر اُبھر آتی ہیں۔ انہیں قوتوں کا نام ان کے نزدیک ابلیس اور ملائکہ ہے۔ اس کا جواب پھر اُنہوں نے بحوالہ آیاتِ قرآنی یہ دیا ہے کہ رسول بلاشبہ مصلح اور مدبر ملت ہوتا ہے۔ لیکن اس کی حقیقت دنیاوی مصلحین اور مدبرین سے بالکل جداگانہ ہوتی ہے۔ دنیاوی مفکرین و مدبرین اپنے ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں، اور ان کا فلسفہ اصلاح و بہبود ان کی اپنی پرداز فکر کا نتیجہ ہوتا ہے، جو کبھی صحیح اور کبھی غلط ہوتا ہے۔ برعکس اس کے انبیاء کرام مامور من اللہ ہوتے ہیں اور ان کا سلسلہ اس دنیا میں خاص مشیت باری تعالیٰ کے ماتحت چلتا ہے۔ وہ نہ اپنے ماحول سے متاثر اور نہ احوال وظروف کی پیداوار ہوتے ہیں، بلکہ ان کا انتخاب مملکت ایزدی سے ہوتا ہے۔ اور ان کا سرچشمۂ علوم و ہدایت علم باری تعالیٰ سے ہوتا ہے، جس میں کسی سہو وخطا کی گنجائش نہیں۔ ان کا سینہ علم لدنی سے معمور اور ان کا قلب تجلیات نورِ ازلی سے منور ہوتا ہے۔

دنیاوی سیاست وتفکر صفت ہے جو اکتساباً حاصل ہوتی ہے اور مشق و مہارت سے یہ ملکہ بڑھتا ہے۔ لیکن نبوت ایک موہبت ربانی اور عطائے یزدانی ہے جس میں کسب و مشق کو کچھ دخل نہیں۔ قوم و امت کی ترقی ان کے بھی پیشِ نظر ہوتی ہے، لیکن سب سے مقدم اخلاق انسانی کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ اس کا پیغام زمان و مکان کی قیود سے بالا ہوتا ہے اور وہ تمام انسانوں کو راستہ دکھلانے والا اور ان کا مطاع ہوتا ہے۔ اس کی اطاعت میں خدا کی اطاعت اور اس کی معصیت خدا کی معصیت ہے۔ اور جو لائحہ حیات اس کی وساطت سے دنیا کو ملتا ہے، اس میں کوئی دنیاوی طاقت ردّو بدل نہیں کرسکتی، بلکہ دنیا بھر کی عقول میں جہاں کہیں اختلاف ہو، اس کا فیصلہ بھی اس کی مشعلِ ہدایت سے ہوسکتا ہے۔ ان کو خدائی پیغام ملائکہ کی وساطت سے ملتے ہیں، جو اگرچہ عالم امر سے تعلق ہونے کی وجہ سے سرحد ادراک انسانی سے بالاتر ہیں، لیکن ان کا وجود محض انسان کی ملکوتی قوتیں نہیں ہیں۔

اس حقیقت کو ذہن نشین رکھنے کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کسی دوسرے نبی کو تسلیم کرنے سے کیا قباحت لازم آئے گی۔ تصریحاتِ قرآنی کی رو سے نیا نبی مطاع ہو جائے گا، اس سے اختلاف نہیں کیا جا سکے گا۔ اس کی ہر بات کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ وہ جو حکم دے گا، اس کی تعمیل لازمی ہوگی، ورنہ اعمال کے خبط ہونے کا اندیشہ ہوگا۔ اس کی شان میں ذرّہ بھر گستاخی نہیں کی جا سکے گی، بلکہ اس کے سامنے اونچا بولنا بھی گناہ ہوگا۔ اس کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہوگی، اور اس سے روگردانی ایمان سے خارج ہونے کا باعث اور موجب عذابِ الٰہی ہوگی۔

اس لیے مدعیہ کی طرف سے بحوالہ آیاتِ قرآنی و احادیث یہ کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد اور کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی اور شخص کو نبی مانے تو دائرۂ اسلام میں داخل نہیں رہ سکتا۔ مدعا علیہ کی طرف سے کتب فقہ سے جن عبارات کا حوالہ دیا جا کر علماء کے طرزِ افتاء پر اعتراض کیا گیا ہے۔ ان کے متعلق ایک تو خود مدعا علیہ کے گواہان کا بیان ہے کہ فی زمانہ ان پر علماء کا عمل نہیں۔ دوسرا مدعیہ کی طرف سے ان حوالہ جات کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کلماتِ کفر ہیں، نہ کہ فتاویٰ تکفیر۔ کلمہ کفر اور چیز ہے اور فتویٰ کفر اور چیز۔ کسی شخص پر ان کلمات کی بناء پر محض ان الفاظ کے استعمال سے ہی فتویٰ نہیں لگا دیا جائے گا، بلکہ فتویٰ ان اصولوں کے تحت لگایا جائے گا جو اس غرض کے لیے مجوز ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

عدالت ہٰذا کی رائے میں مدعیہ کا یہ جواب وزن رکھا ہے۔ علاوہ ازیں علماء کے اقوال سند کے لحاظ سے وہ حیثیت نہیں رکھتے جو متواترات کی بیان کی گئی ہے۔ کلمات زیر بحث کو ریکارڈ پر لانے اور اپنے خیال کے مطابق ان کی تشریح کرنے سے گواہان مدعا علیہ کا منشاء سوائے اس کے اور کوئی معلوم نہیں ہوتا کہ مسئلہ زیر بحث کی نوعیت اور اہمیت کو خفیف کر کے دکھلایا جاوے۔ حالانکہ مسئلہ نبوت کا ان مسائل سے کوئی تعلق نہیں، جن پر اعتراض کیا گیا ہے۔

اور غالبًا وہ یہ چاہتے ہیں کہ عام لوگوں کے دلوں میں علماء کے متعلق ایک حقارت پیدا کی جائے اور ان کے طرزِ افتاء کی مذمت ظاہر کی جاوے۔ اور ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے لوگوں کے جذبات ان کے خلاف ابھارے جاویں اور موجودہ زمانہ کے روشن خیال طبقہ کی، جو اپنے آپ کو ہر اصلاح کا علمبردار سمجھتا ہے، ہمدردی حاصل کی جاوے۔

مذہب کے متعلق فی زمانہ جو بے اعتنائی برتی جا رہی ہے، وہ محتاج بیاں نہیں۔ قرآن مجید کے نزول کے زمانہ میں جو لوگ اس پر ایمان نہیں لائے تھے، وہ اسے اضغاثِ احلام اور اساطیر الاولین کہا کرتے تھے۔ موجودہ زمانہ میں جو لوگ کہ مذہب کا جوا اپنی گردن سے نہیں نکال پھینکنا چاہتے، گو وہ ان الفاظ کو اپنے منہ سے نکالنے کی تو جرأت نہیں کرتے، لیکن حقائق و معارف قرآنی پر اپنے دل میں پورا یقین نہیں رکھتے۔ اور بقول مولانا محمود علی صاحب یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ اسلام میں زمانہ کے ساتھ چلنے کی صلاحیت نہیں ہے اور انقلاب حالات سے جو جدید ضرورتیں پیدا ہوتی ہیں اور جن کی وجہ سے اقوامِ عالم کو اپنی طرز و روش میں تغیر و تبدل کرنا پڑتا ہے، اسلام ایسے انقلابوں کے اندر اپنی روش کو بدل کر دوسری روش پر چلنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اور اس کے ماننے والے اپنے حالات کے اندر کوئی اصلاح یا ترمیم نہیں کر سکتے اور کسی تہذیب جدید کا ساتھ نہیں دے سکتے۔

ان کے اس اعتراض کا جواب تو مولانا صاحب موصوف نے اپنی کتاب ''دین و آئین'' میں دے دیا ہے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ یہاں صرف یہ دکھلانا مقصود تھا کہ اس قسم کے خیالات آجکل عام ہیں۔ اور چونکہ فریق مدعا علیہ کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق اس طبقہ کے خیالات کی رُو سے اسلام میں اصلاح کرنے کی کافی وسعت ہے، اس لیے مدعا علیہ کی طرف سے علماء کے خلاف بدظنی پیدا کی جائے اور اس طبقہ کے دل میں ان کے خلاف حقارت اور نفرت پیدا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس مقدمہ میں مدعیہ کی طرف سے جو علماء پیش ہوئے ہیں انہیں دقیانوسی خیالات کا پیرو اور مرضِ تکفیر میں مبتلا دکھلایا جائے ان کی بیان کردہ وجوہاتِ تکفیر کو تمسخر میں اڑا دیا جاوے اور یہ دکھلایا جاوے کہ ان کی بیان کردہ وجوہات تکفیر کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ اور انہوں نے محض اس وجہ سے کہ جماعت احمدیہ کے اصول صلاحیت مذہبی کی طرف رجوع دلاتے ہیں۔ اپنی پرانی عادت سے مجبور ہو کر براہ بغض اور کینہ انہیں کافر کہا ہے، ورنہ دراصل ان کا کوئی عقیدہ یا عمل کفر کی حد تک نہیں پہنچتا، حالانکہ مسئلہ زیر بحث ایسا نہیں کہ اسے اس طرح مذاق میں اڑا دیا جاوے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ علماء غلطی نہیں کرتے، یا یہ کہ وہ انسانی کمزوریوں سے پاک ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی کسی رائے کو وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاوے اور ان کی کسی بات پر کان نہ دھرا جاوے۔ بلکہ چاہیے کہ ان کے اقوال پر ٹھنڈے دل سے غور کی جاوے اور یہ دیکھا جاوے کہ کہاں تک راستی پر ہیں۔ مسئلہ ختم نبوۃ کے بارہ میں انہوں نے جو کچھ کہا ہے، وہ صداقت سے خالی نہیں۔

www.khatmenubuwat.org

مدعا علیہ کی طرف سے کتب تفاسیر کے حوالوں پر جو اعتراض کیا گیا ہے، اس کے متعلق صرف یہ لکھ دینا کافی ہے کہ ان حوالوں کو نہ یہاں درج کیا گیا ہے اور نہ ہی اس فیصلہ کا انحصار اِن حوالوں پر رکھا گیا ہے اور سند کے اعتبار سے صرف قرآن مجید اور احادیث کو ہی معیار تصفیہ قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ عمل اس لیے اختیار کرنا پڑا کہ فریقین کی طرف سے اپنے اپنے ادعا کی تائید میں بیشمار کتابیں، جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے، پیش کی گئی ہیں۔ مدعا علیہ نے مدعیہ کی پیش کردہ کتب میں سے کسی کو بھی اپنے اوپر حجت تسلیم نہیں کیا، سوائے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی کتابوں کے۔ اور اسے اپنے اعتقاد کے مطابق ایسا ہی کرنا چاہیے تھا، کیونکہ جب وہ مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے تو اس کے لیے معمول بہ مرزا صاحب کی وحی کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ اس کے لیے اس کا دوسری کتابوں کو بطور حجت تسلیم نہ کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ باقی قرآن اور احادیث کے متعلق اس نے یہ رویہ اختیار کیے رکھا ہے کہ آیاتِ قرآنی کا جو مفہوم مدعیہ کی طرف سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق اس نے یا تو یہ بیان کیا ہے کہ وہ درست نہیں ہے، یا اس کی کوئی اور تاویل کر دی ہے۔ اور احادیث کے بارہ میں بھی جو حدیث اس کے مفید مطلب تھی، وہ تو لے لی، اور جو اس کے خلاف تھی، اس کی صحت کے متعلق یا تو اس نے انکار کر دیا، یا اس کی بھی کوئی تاویل کر دی۔ اور اس کا یہ عمل بھی مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جو حدیث میری وحی کے معارض ہے، وہ ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہے۔[1] اس کے علاوہ مدعا علیہ نے جن دیگر مصنّفین کی کتابوں کے حوالے پیش کیے ہیں، ان کے متعلق بھی اس کا یہ ادعا ہے کہ وہ چونکہ مدعیہ کے ہم مذہب اشخاص کی تصنیف شدہ ہیں، اس نے انہیں مدعیہ کے خلاف بھی بطور حجت پیش کیا ہے، اس کے لیے وہ کوئی حجت نہیں، اس لیے ان حوالوں پر بحث کرنی نہ صرف غیر ضروری خیال کی گئی ہے، بلکہ اسے مشکلات سے بھی خالی نہیں پایا گیا۔ کیونکہ فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف خیانت کے بھی الزام لگائے ہیں اور یہ بھی اعتراض کیے ہیں کہ بعض مصنّفین کی کتابیں انہیں مسلم نہیں ہیں، اس لیے یہ طے کرنے کے لیے کہ کہاں تک خیانت ہوئی اور کس کس مصنف کی کتاب فریقین کے عقائد کے مطابق ہے اور آیا وہ فریقین کے مسلّمات میں سے بھی ہیں یا نہ، اور کہ ان سے جو نتائج اخذ کیے گئے ہیں وہ درست ہیں یا نہ۔ اور کہ فریقین کو ان کی رائے کا پابند قرار دیا جا سکتا ہے یا نہ، بہت وقت، وسیع مطالعہ اور کافی محنت کی ضرورت ہے۔ اور پھر اس سے نتیجہ کے بھی پورے طور واضح اور عام فہم ہونے کی توقع نہیں، اس لیے ایک طرف قرآن مجید اور احادیث پر اور دوسری طرف مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی کتابوں پر حصر رکھا جا کر دیگر تمام حوالہ جات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ گواہان مدعیہ کا یہ کہنا کہ ادعا وحی کفر ہے، اور اگر کوئی شخص مطلق وحی کا دعویٰ کرے، خواہ نبوت کا مدعی نہ بھی ہو، تب بھی وہ کافر ہے۔ اور کہ بنی آدم میں وحی پیغمبروں کے ساتھ مختص ہے اور غیر کے لیے کشف، الہام یا وحی معنوی ہوسکتی ہے، درست نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی آیت: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ ... (شوریٰ، ۵۱) میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ صرف پیغمبروں کے ساتھ ہی ان تین طرق مندرجہ آیت مذکور سے کلام کرتا ہے اور غیر پیغمبروں سے نہیں کرتا۔ بلکہ اس آیت میں بشر کا لفظ رکھا ہے، جس میں نبی اور غیر نبی دونوں داخل ہیں۔

۱۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۴۰

www.khatmenubuwwat.org

سورۃ قصص، رکوع نمبرا، آیت (۷): وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى... الخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وحی صرف پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہوئی تو اُم موسیٰ پر خدا کی طرف سے یہ وحی نازل نہ ہوتی۔

اسی طرح سورۂ مریم کی آیت (۱۷): فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا... الخ سے آیت: وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ... مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (آل عمران، ۴۲-۴۳) اور سورۂ کہف، رکوع نمبر ۱۱ کی آیت (۸۶): قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ... حُسْنًا کے حوالہ جات پیش کیے جا کر یہ دکھلایا گیا ہے کہ:

۱۔ وحی انبیاء سے مخصوص نہیں، بلکہ غیر انبیاء پر بھی وحی ہوسکتی ہے، بلکہ ہوتی ہے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

۲۔ جن طریقوں سے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السّلام سے کلام کرتا ہے، انہی طریقوں سے غیر انبیاء یعنی اولیاء وغیرہ کے ساتھ بھی ہم کلام ہوتا ہے، جیسا کہ آیت نمبرا سے ظاہر ہوتا ہے۔

۳۔ فرشتوں کا نزول انبیاء علیہم السّلام سے خاص نہیں۔ بعض اوقات غیر انبیاء پر بھی ایسی وحی نازل ہو جاتی ہے جس میں امر و نہی ہوتے ہیں۔ اور کبھی غیر انبیاء کی وحی بھی غیب کی خبروں پر مشتمل ہوتی ہے۔

اس کے آگے مدعا علیہ کے گواہ کا یہ بیان ہے کہ مدعیہ کے گواہان نے جو یہ کہا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی پر وحی نہیں ہوسکتی، جو اس کا دعویٰ کرے وہ کافر۔ اس کی انہوں نے قرآن مجید یا احادیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ ہاں صرف ایک گواہ نے بحوالہ آیت: وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ... مِنْ قَبْلِكَ (البقرۃ، ۴) پیش کر کے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی کوئی وحی نازل ہوئی ہوتی تو اس آیت میں ضرور اس کا ذکر کر دیا جاتا۔ چونکہ ذکر کیا گیا اس لیے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد وحی نہیں ہوسکتی۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اس آیت میں تشریعی وحی کا ذکر ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسی وحی جو آپ کی شریعت کی ناسخ ہو، منقطع تھی، اس لیے اس کا ذکر کیا گیا۔ اس کی تائید میں پھر چند علماء کے اقوال نقل کیے جا کر یہ کہا گیا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی ایسی خبر نہیں آئی جس سے معلوم ہو کہ آنحضرت صلعم کے بعد وحی تشریعی ہوگی، بلکہ وحی الہام ہوگی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اکابر علماء لکھ چکے ہیں کہ مسیح موعود پر وحی ہوگی اور حدیث میں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود پر خدا کی طرف سے وحی ہوگی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہے اور یہ تسلیم کرتا ہے کہ مسیح موعود آئے گا تو ان پر وحی ہوگی، تو اسے خدا کی طرف سے یقین کرے گا۔ پس اس لحاظ سے یہ آیت تشریعی وحی کے انقطاع پر دلالت کرتی ہے۔ غیر تشریعی وحی کے انقطاع پر دلالت نہیں کرتی۔ اس امر کی دلیل میں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد غیر شریعت والی وحی ہوسکتی ہے۔ اور آنحضرت کے کامل متبعین پر اس کا دروازہ بند نہیں ہے۔ آیات ذیل: اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ... سَبِيْلًا (الاعراف، ۱۴۸) اور اَفَلَا يَرَوْنَ... قَوْلًا (طٰہٰ، ۸۹) کے حوالے دیا جا کر یہ کہا گیا ہے کہ ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بندوں سے خدا کا کلام کرنا ضروری ہے۔ پس کیونکر مان لیا جاوے کہ حرم کعبہ کا رَب اور قرآن کے اتارنے والا خدا جو بچھڑے کی عبودیت اور الوہیت کا ابطال اس کے عدم تکلم کی وجہ سے کرتا ہے۔ خود اپنے پیارے بندوں سے ویسا سلوک کرے۔ نیز آیت: وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ... غَافِلُوْنَ (الاحقاف، ۵) سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کی پکار سنتا اور ان کو جواب دیتا ہے۔ اور آیت: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ... الخ (آل عمران، ۳۱) سے یہ نتیجہ

www.khatmenubuwwat.org

اخذ کیا گیا ہے کہ خدا اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ محبّ اپنے محبوب سے ہم کلام ہو اور اس کی باتیں سنے اور اپنی کہے۔ ورنہ عدم کلام نقص محبت پر دلیل ہوگا۔ کیونکہ محبوب کا کلام نہ کرنا دلیل ناراضگی ہے۔ اور خدا جو اپنے بندوں پر ماں باپ سے بڑھ کر مہربان ہے، ضرور اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جب وہ اپنے پیاروں سے کلام کرتا تھا تو اب نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت جو اس کی خدائی پر ایک اعلیٰ دلیل ہے، وہ اس کا متکلم ہونا ہے۔ پس یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اب قیامت تک اس صفت کا تعطل مان لیا جاوے اور کہا جاوے کہ اس کی صفت تکلم زائل ہو چکی۔ یعنی کہ وہ اب کسی سے کلام نہ کرے گا تو اس کا سمیع ہونا کیونکر معلوم ہوگا۔ کہنے والے پھر بھی کہہ دیں گے کہ وہ پہلے سمیع تھا اور اب نہیں۔ اس کی تائید میں پھر یہ ایک دنیاوی مثال دی گئی ہے:

اگر کوئی عاشق اپنے کسی محبوب کے دروازہ پر آہ و بکا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے بیقراری کی حالت میں جائے، مگر محبوب نہ دروازہ کھولے اور نہ اندر سے کوئی آواز آوے تو یقیناً وہ عاشق ناامید ہو کر لوٹے گا۔ اور خیال کرے گا کہ یا تو میرا محبوب مر چکا، یا مجھے دھوکا دیا گیا۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ جس کا دیدار بوجہ اس کے وراء الوراء اور لطیف ہونے کے ہم نہیں کر سکتے، اگر وہ گفتار سے بھی اپنے عشاق کو تسلی نہیں دے سکتا تو آخر وہ ایک دن ناامید ہو کر اسے چھوڑ دیں گے۔ تعشق اور محبت کا مادّہ انسان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ اور وہ ایسے محبوب کو جس کے دیدار اور گفتار سے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لیے محروم سمجھے، اسے کبھی اپنے عشق کا محل نہیں ٹھہرایا۔ حقیقی عاشق اپنے محبوب سے ہم کلام ہونے کے لیے اپنے دل میں ازحد تڑپ رکھتا ہے۔ اور اس کے کلام کو اپنے لیے تریاق اور آبِ حیات سمجھتا ہے۔ پس وہ علیم خبیر ہستی جو انسانوں کے اندر احساسات جذبات کا پیدا کرنے والا ہے، کس طرح اپنے عشاق کو اپنی ہم کلامی سے محروم رکھ سکتا ہے۔ اور اس کی تائید میں آیاتِ ذیل: وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْب... الخ (البقرۃ، ۱۸۶) اور اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا... تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ (حم سجدہ، ۳۰) پیش کی گئی ہیں۔ اس کے بعد پھر آیات: رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ ذُوالْعَرْشِ... یَوْمَ التَّلَاقِ (مؤمن، ۱۵) اور یُنَزِّلُ الْمَلَائِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ... فَاتَّقُوْنِ (النحل، ۲) سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ازمنہ سابقہ میں اپنے وحی سے مشرف کرتا رہا ہے، آئندہ بھی کرے گا۔ کیونکہ آیت میں نزول وحی کا موجب اللہ تعالیٰ کا رفیع الدرجات اور ذوالعرش ہے۔ اس میں تغیر نہیں آیا، اور لوگ بھی بلحاظ روحانیت مردہ ہو گئے۔ تو پھر وحی کا انقطاع کیونکر مان لیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ... الخ (آل عمران، ۱۱۰) یعنی امت محمدیہ تمام امتوں سے بہتر ہے اور نعمت بھی اس پر پوری ہو چکی۔ اور دعا بھی خدا نے ہمیں یہ سکھلائی کہ: صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ. (فاتحہ، ۶) کہ اے خدا! تو ہمیں اپنے پیارے اور مقرب بارگاہ بندوں یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین کے راستے پر چلا۔ تو عقلِ سلیم کیونکر تسلیم کر سکتی ہے کہ امت محمدیہ، جو سب امتوں سے بہتر ہو، لیکن انعاماتِ الٰہیہ سے محروم ہو، پہلی امتوں کے مردوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی اپنے کلام سے مشرف کیا، اور ان پر فرشتے نازل ہوئے۔ لیکن امت محمدیہ کے بڑے سے بڑے درجہ کے مرد کو بھی یہ انعام نہ ملے۔ پس یہ کہنا کہ امت مرحومہ پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہے، اور خدا اس سے کلام نہیں کرتا، تو پھر یہ خیر الامم کیسے ہوئی۔ اور یہ کہنا غلطی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے

www.khatmenubuwwat.org

بعد جو تمام عالم کے لیے رحمت ہو کر آئے تھے، اس انعام کو لوگوں سے چھین لیا ہے۔ اور امت میں سے کسی ایک فرد کو بھی اپنے ہم کلام ہونے کے مبارک شرف سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا پاک رسول اور اولیاء امت یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ فیضانِ الٰہی اس امت پر بند نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ تم میں سے پہلے قوم بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ باوجودیکہ وہ نبی نہ تھے، لیکن اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرتا تھا۔ میری امت میں ایسے لوگوں میں اگر کوئی ہے تو عمر ہے۔ دوسری روایت میں محدث کا لفظ آیا ہے۔ صحابہ نے حضورؐ سے دریافت فرمایا کہ یارسول اللہ! محدث سے کیا مراد ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ فرشتے اس کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ ابن عربی، حضرت امام مجدد الف ثانی اور مولانا روم کی کتابوں کے حوالوں سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ پایا جاتا ہے کہ تمام اقسام وحی کی جو قرآن میں مذکور ہیں، خدا کے بندوں اولیاء اللہ سب میں پائی جاتی ہیں اور وحی جو نبی میں ہے وہ خاص ہے اور شریعت والی وحی ہے۔ اور کہ جو وحی انبیاء علیہم السّلام کو ہوتی ہے اور اس امت کے بعض کامل افراد کو بھی ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ مولانا روم نے کہا ہے، ہوتی تو وہ وحی حق ہے۔ لیکن صوفیاء عام لوگوں سے پردہ کرنے کی خاطر اسے وحی دل بھی کہہ دیتے ہیں۔ اور کہ جن طرق سے انبیاء علیہم السّلام کو وحی الہام ہوتا ہے، انہیں طرق سے اولیاء اللہ کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اصطلاحاً ان کا نام رکھنے میں فرق کیا گیا ہے۔ اور یہ علماء کی اپنی اصطلاح ہے۔ اور اصطلاح فرقِ مراتب کے لحاظ سے قرار پا گئی ہے کہ انبیاء کی وحی کو وحی اور اولیاء کی وحی کو الہام کہتے ہیں اور کہ ولی پر بھی وحی بواسطہ ملک ہوتی ہے۔ اور مدعیہ کے اعتقاد کے مطابق عیسیٰؑ کے نزول پر ان پر وحی نازل ہوگی۔ اور اس کے متعلق علماء کا قول ہے کہ وہ حضرت جرئیل علیہ السّلام کی زبان پر ہوگی۔ اس کے آگے یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب کی کتب سے جو یہ دکھایا گیا ہے کہ وہ بھی آنحضرت صلعم کے بعد سلسلہ وحی کو منقطع مانتے ہیں تو وہاں ان کی مراد وحی شریعت سے ہے، نہ کہ دوسری وحی سے، جسے وہ جاری سمجھتے ہیں۔ ان تصریحات سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسی وحی کہ جس میں نئے اوامر و نواہی نہ ہوں، جاری ہے۔ اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ آپ کے بعد وحی اور الہام کا سلسلہ بند ہے تو اِس سے مراد ایسی وحی ہے جو شریعت محمدیہ کے مخالف نئے اوامر و نواہی پر مشتمل ہو، نہ مطلق وحی جس کا امت محمدیہ میں باقی رہنا قرآن مجید، حدیث و بزرگانِ دین کے اقوال سے ثابت ہے۔ اس کے آگے پھر دوسرا ہیڈنگ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے تحت میں اس بحث کا جواب درج کیا جاتا ہے۔

مدعیہ کی طرف سے جس وحی کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس کا ادعا کفر ہے اس سے مراد وحی نبوت سے ہی ہے۔ فریق مدعیہ کے نزدیک وحی کا لفظ صرف انبیاء کے لیے ہی مختص ہے، اور وہ اس امر کے قائل نہیں کہ جو وحی نبی کو ہوتی ہے وہ غیر انبیاء کو بھی ہوسکتی ہے، اس لیے اب مدعا علیہ کے بحث سے ہی یہ طے کرنا ہے کہ آیا اس قسم کی وحی جو انبیاء کو ہوتی ہے، غیر انبیاء کو بھی ہوسکتی ہے یا نہ۔ اس کے متعلق جن آیاتِ قرآنی کا حوالہ مدعا علیہ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے، ان کے ظاہری الفاظ سے یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت اُم موسیٰ پر وحی ہوئی، حضرت مریم پر فرشتے اترے اور ذوالقرنین سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ لیکن اگر یہ نتیجہ محض ان الفاظ: اَوْحَیْنَا قَالَتِ الْمَلَائِکَۃِ اور قُلْنَا کے استعمال سے اخذ کیا جاتا ہے تو یہ درست نہیں، کیونکہ وحی کا لفظ قرآن مجید میں نہ صرف ذوی

www.khatmenuboowat.org

العقول کی بابت استعمال فرمایا گیا ہے۔ بلکہ غیر ذوی العقول کی بابت بھی جیسا کہ سورۂ نحل میں ہے کہ شہد کی مکھی کو وحی کی گئی۔ یہاں میرے خیال میں مدعا علیہ کے نزدیک بھی وحی سے مراد وہ وحی نہیں ہوسکتی جو انبیاء کو ہوتی ہے۔ یہاں یقیناً اس کے کوئی اور معنی بمثل فطرت میں داخل کرنا یا اسے سوجھانا کیے جائیں گے۔ اس طرح قرآن مجید میں وحی کا لفظ اور بھی کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے جس کے سیاق وسباق سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ وہاں اس لفظ سے مراد اس قسم کی وحی ہے جو انبیاء کو ہوتی ہے۔ اور غالباً اس شبہ کو زائل کرنے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے متعلق قرآن مجید میں بتصریح یہ فرمایا گیا کہ ہم نے تیری طرف اس قسم کی وحی بھیجی ہے۔ جیسا کہ حضرت نوح، ابراہیم، اسحٰق، اسمٰعیل، یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف بھیجی گئی۔ سورہ نساء، پارہ ۶، رکوع نمبر ۳، آیت (۱۶۳): اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ... زَبُوْرًا. اس لیے ان مواقعات پر جہاں کہ لفظِ وحی کے استعمال سے وحی نبوت کے معنی اخذ نہیں ہو سکتے۔ اس لفظ سے مراد جیسا کہ علماء نے لی ہے، القاء کرنا یا دل میں ڈالنا ہی لی جائے گی۔ اسی طرح قرآن مجید میں ایک اور جگہ ہے: وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیٰٓئِھِمْ. (الانعام، ۱۲۱) تو کیا یہاں بھی لفظ وحی کے استعمال سے وحی انبیاء لی جا سکے گی۔

قرآن مجید میں اس قسم کے اور بھی کئی الفاظ ہیں کہ جن کے ظاہری معنی مراد نہیں لیے گئے، مثلاً فتنہ کا لفظ، جس کے معنی عام طور پر آزمائش کے لیے گئے ہیں۔ اسی طرح اس کی سند بیان نہیں کی گئی کہ فرشتے ہر حال میں ذات باری کی طرف سے ہی بحیثیت رسول اترتے اور کلام کرتے رہے۔ ممکن ہے کہ نیک آدمیوں پر اُن کا اترنا عام انتظام کائنات کے سلسلہ میں ہو، یا روحانی ترقی کے مدارج میں داخل ہو۔ اس لیے حضرت مریم پر فرشتوں کے اترنے سے یہ نتیجہ لازمی طور پر برآمد نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ غیر انبیاء سے اس طریق پر کلام کرتا ہے جیسا کہ انبیاء کے ساتھ۔ باقی رہی وہ آیت جو ذوالقرنین کے متعلق ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ بعض کے نزدیک وہ نبی تھے۔ اگر نبی تھے تو انہیں وحی نبوت ہوئی ہوگی۔ اور اگر نبی نہ تھے تو ان کے متعلق محض لفظ قال کا استعمال عمومیت کے طور پر یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لیے کافی نہیں کہ غیر انبیاء کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ حضرت ام موسیٰ اور حضرت مریم کو ایسی ہی وحی ہوئی جیسا کہ انبیاء کو ہوتی ہے تو اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ایسی وحی ہر غیر انبیاء کو ہوسکتی ہے۔ کیونکہ یہ بیبیاں پیغمبروں کی مائیں تھیں۔ اور ان ہر دو پیغمبروں کے متعلق یہ خطرہ تھا کہ انہیں پیدا ہونے کے بعد ہلاک نہ کر دیا جاوے، اس لیے ان کی ماؤں کی تسکین دینے کے لیے اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہم کلامی سے مشرف فرما دیا ہو تو کوئی عجب نہیں۔ اس کے ساتھ ہی پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ یہ واقعات حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعثت سے قبل کے ہیں۔ ممکن ہے کہ خاص حالات کے تحت خاص خاص اشخاص کے ساتھ ہم کلام ہونا مشیت ایزدی سے ضروری سمجھا گیا ہو۔ اور اس کی تائید خود مدعا علیہ کی اپنی بحث سے ہوتی ہے، جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ باوجودیکہ وہ نبی نہ تھے، اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا تھا۔ چنانچہ ذوالقرنین بھی اسی ذیل میں داخل سمجھے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے اور کچھ باقی نہیں، تو پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ غیر انبیاء کو بھی وہی وحی ہوتی ہے جو انبیاء کو ہوتی ہے۔ اس حدیث کو فریق مدعا علیہ نے صحیح تسلیم کیا ہے، لیکن

www.khatmenubuwwat.org

اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ عام اشخاص کے متعلق ہے، خواص کے لیے نہیں۔ اگر خواص اس سے مستثنیٰ تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ رسول اللہ صلعم اس کی تصریح نہ فرما دیتے۔ یہ حدیث حضرت عائشہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

باقی رہے صوفیائے کرام کے اقوال اور تحریریں۔ ان کے متعلق ایک جواب تو اوپر سیّد انور شاہ صاحب کے بیان کے حوالہ سے دیا جا چکا ہے کہ انہوں نے ان اشخاص کو جو اُن کی اصطلاحات سے واقف نہ ہوں، اپنی کتابوں میں نظر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کا دوسرا جواب بھی شاہ صاحب مذکور کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے نبوۃ کو بمعنی لغوی لے کر مقسم بنایا اور اس کی تفسیر خدا سے اطلاع پانا، دوسرے کو اِطلاع دینا کی۔ اور اس کے نیچے انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء کرام دونوں کو داخل کیا۔ اور نبوت کو دو قسم کر دیا، نبوت شرعی اور نبوت غیر شرعی۔ نبوت شرعی کے نیچے وحی اور رُسل دونوں درج کر دیے۔ اور اب ان کے لیے نبوت غیر شرعی اولیاء کے کشف اور الہام کے لیے نکھر گیا اور مخصوص ہو گیا۔ صوفیائے کرام کی تصریح ہے کہ کشف کے ذریعہ مستحب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ صرف اسرارِ معارف، مکاشف اس کا دائرہ ہیں۔ اور تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارا کش دوسرے پر حجت نہیں۔ ہمارا کشف ہمارے لیے ہے۔ گواہ مذکور نے کشف، الہام اور وحی کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ کشف اسے کہتے ہیں کہ کوئی پیرایہ آنکھوں سے دکھلایا، جس کی مراد کشف والا خود نکالے۔ دل میں کچھ مضمون ڈال دیا اور سمجھا دیا جاوے، یہ الہام ہے۔

خدا نے پیغام بھیجا اپنے ضابطہ کا، وہ وحی ہے۔ وحی قطعی ہے اور کشف والہام ظنی ہیں۔ بنی نوع آدم میں وحی پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیروں کے لیے کشف یا الہام ہے، یا معنوی وحی ہو سکتی ہے، شرعی نہیں۔

وحی کے شرعی یا غیر شرعی ہونے کی جو فریق مدعا علیہ کی طرف سے کی گئی ہے، اس کی تائید میں اس نے سوائے اقوال بزرگان کے اور کوئی سند پیش نہیں کی۔ اور ان اقوال کی گو مدعیہ کی طرف سے توجیہ اور تشریح کی گئی ہے اور یہ دکھلایا گیا ہے کہ ان بزرگان کی ان اقوال سے کیا مراد ہے۔ اور ان کے دیگر صریح اقوال پیش کیے گئے ہیں کہ جن میں وہ رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیّین بمعنی آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا ممکن نہیں سمجھتے۔ لیکن ان پر اس لیے بحث کی ضرورت نہیں کہ وہ قرآن مجید اور احادیث کے مقابلہ میں کوئی حجت نہیں ہو سکتے۔ اور مدعا علیہ کی طرف سے جو اعتراض مدعیہ پر عائد کیا گیا تھا کہ اس نے وجوہاتِ تکفیر کے ضروریاتِ دین ہونے کے متعلق قرآن یا حدیث سے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ وہ بدرجہ اولیٰ خود مدعا علیہ پر وارد ہوتا ہے کہ اس نے شرعی اور غیر شرعی وحی کی جو تقسیم کی ہے، اُس کے متعلق کوئی ثبوت قرآن و احادیث سے پیش نہیں کیا۔ محض قیاسات سے ہی یہ کہا گیا کہ جس آیت کا حوالہ مدعیہ کی طرف سے دیا گیا ہے کہ اس میں آئندہ وحی کا ذکر نہیں، وہ شریعت والی وحی کے انقطاع پر دلالت کرتی ہے۔

مدعیہ کی طرف سے درست طور پر کہا گیا ہے کہ صوفیائے کرام نے نبوت کی جو قسمیں بیان کی ہیں وہ ان کی اپنی قائم کردہ اصطلاحات کے مطابق ہیں۔ اس لیے ان کی قائم کردہ اصطلاحات کو عام امت کے مقابلہ میں حجت قرار دینا درست نہیں ہے۔ مسیح موعود پر وحی کا ہونا مستثنیات سے ہے، جس کی استثناء خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کر دی۔ اس سے وحی نبوت کے اجراء کا

www.khatmenubuwwat.org

عمومیت کے ساتھ نتیجہ نکالنا ایک غلطی ہے۔

آیت: وَمَاكَانَ لِبَشَرٍ... الخ (شوریٰ، ۵۱) میں بشر کے لفظ کے متعلق مدعیہ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ مراد انبیاء علیہم السّلام سے ہے، لیکن اگر عام بشر بھی مراد لیے جاویں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خدا بالعموم آدمیوں سے کلام کرتا رہتا ہے۔ بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کے طریق بتلائے ہیں۔ باقی کلام کا کرنا یا نہ کرنا اُس کی اپنی مشیت پر منحصر ہے۔ لہٰذا گواہان مدعیہ نے یہ درست کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد وحی نبوت جاری ہوتی تو قرآن مجید میں ضرور اس کی صراحت فرما دی جاتی۔ کیونکہ اس پر امت کی فلاح کا دار و مدار تھا۔ باقی مولانا روم کی کتاب مثنوی کے حوالے سے جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ اولیاء کو جو وحی ہوتی ہے، وہ دراصل وحی حق ہوتی ہے۔ اور اولیاء عام لوگوں سے پردہ کرنے کی خاطر اسے وحی دل کہہ دیا کرتے ہیں۔ یہ ان کے شاعرانہ خیالات اور شاعر کی نیت میں جیسا کہ سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے کہا ہے۔ منوانا اس کا عالم کو منظور نہیں ہوتا اور پھر جہاں انہوں نے وحی حق کے الفاظ لکھے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ کا جملہ بھی موجود ہے۔ اس سے ان کے مفہوم کا خود اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ پارہ نمبر ۹، رکوع نمبر ۸ اور پارہ ۱۶، رکوع نمبر ۱۳ کی آیات محولہ بالا سے بھی یہ استدلال درست نہیں کیا گیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد غیر شریعت والی وحی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اوّل تو آیات اس زمانہ اور ان حالات سے تعلق رکھتی ہیں جو نزولِ قرآن کے وقت موجود تھے اور ان میں ان لوگوں کو خطاب ہے جو عبادت الٰہی سے ناآشنا اور غافل ہوں۔ اور اب رسول اللہ صلعم کی تعلیم کے بعد کسی ادنیٰ سے مسلمان کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا کہ خداوند تعالیٰ سمیع، بصیر اور علیم نہیں۔ باقی رہا اس کا آدمیوں سے کلام کرنا، وہ اُس کی مشیت پر منحصر ہے۔ اسے کسی کی آہ و بکا، فریاد فغاں سے کلام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ دنیاوی عاشق و معشوق کی مثال عشقِ الٰہی پر نہایت ہی نازیبا طریق پر عائد کی گئی۔ تاہم اس مثال کو بھی اگر مدّنظر رکھا جاوے تو رسول اللہ صلعم کی تعلیم ایسی ناقص نہیں کہ عاشقانِ الٰہی اگر فی الحقیقت وہ پورے معنوں میں عاشقانِ الٰہی بن چکے ہیں، خداوند تعالیٰ کے دروازہ سے نا اُمید ہو کر لوٹیں، یا نعوذ باللہ یہ تصور کریں کہ ان کا محبوب مر چکا، یا انہیں دھوکا دیا گیا۔ دنیاوی معشوق بھی اگر اپنے عاشق کی آہ و بکا سن کر اندر سے اسے کوئی تحفہ بھیج دے، یا اس کی بات کو سن کر اس کا کوئی کام سرانجام کر دے تو باوجود اُس کے کہ وہ اس سے ہم کلام نہ ہو یا اپنا دیدار نہ کرائے، اس کا عاشق ضرور سمجھ لے گا کہ اس کا معشوق زندہ ہے اور اس سے محبت کرتا ہے، دنیا میں عاشقانِ الٰہی کی تعداد حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد آج تک کوئی تھوڑی نہیں سمجھی جا سکتی۔ اور ویسے تو ایسے عشاق نہ صرف مذہب اسلام میں، بلکہ ہر مذہب میں سینکڑوں کی تعداد میں پائے جائیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا ذریعہ اس کے عشاق کے دل کی تڑپ ہی قرار دی جاوے تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عرصہ میں ہر ایک عاشق سے نہ سہی، سوویں ہزارویں سے سہی، دس پندرہ بیس سال کے بعد نہ سہی، سو ہزار سال کے بعد سہی، کسی نہ کسی ایک سے تو ہم کلامی فرمائی ہوتی، نہ یہ کہ تیرہ سو سال تک یک دم خاموشی اختیار کیے رکھنے کے بعد صرف ایک شخص سے ہم کلام ہونا منظور فرمایا گیا۔ اور وہ بھی زیادہ تر پرانی تیرہ سو سال والی زبان میں۔ گویا اب اس کے پاس الفاظ اور معانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا ہے۔ اگر نعوذ باللہ خدا کے پاس ہم کلامی کے لیے نہ کوئی اور نیا مواد ہے، اور نہ نئے الفاظ، تو پھر بچارے مولویوں کا کیا قصور ہے کہ انہیں پرانی لکیر کا فقیر قرار دیا جا

www.khatmenubuwwat.org

کرکوسا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے اس پرانے کلام کی تعبیر وہی کرنی ہے جو پہلے سے ہوتی آئی ہے۔

اگر عشاق کی تسلی محض گفتگو سے ہوتی اور وجود باری تعالیٰ کے علم کا ذریعہ بھی یہی ہوتا کہ جب کبھی اس کا کوئی عاشق بیقراری کی حالت میں آہ و بکا کرتا ہوا اُس کے دروازہ پر پہنچے تو اُس کے لیے فوراً دروازہ کھل جائے تو اسلام صفحۂ ہستی سے کبھی کا نابود ہو چکا ہوتا۔ کیونکہ تیرہ سو سال کا زمانہ ایسا نہیں کہ عشاق نعوذ باللہ خداوند تعالیٰ کی اس بے اعتنائی کو دیکھ کر اس کے دروازہ پر پڑے رہتے۔ بلکہ بقول گواہ مدعا علیہ عرصہ سے نا اُمید ہو کر لوٹ چکے ہوتے۔ اور پھر اس کی کیا گارنٹی ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ان عشاق سے ہی گفتگو کرتا ہے کہ جو مذہب اسلام سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے سے نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں عشاق کی تسلی کے لیے محض گفتگو سے نہیں ہوا کرتی، بلکہ جیسا کہ مدعا علیہ کے گواہ نے بھی ظاہر کیا ہے، دیدار یاران کا مطمع نظر ہوتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ گفتگوئے یار سے بہرہ اندوز ہوں۔ تو پھر کبھی اپنے عشق کی مستی میں قوم موسیٰ کی طرح: اَرِنَا اللّٰہِ جَھْرَۃً (النساء،۱۵۳) کی رَٹ لگانی شروع کر دیں۔ اور بجائے اس کے کہ دیدار یار سے لذت اندوز ہوں، اپنا بیڑہ بھی غرق کر بیٹھیں۔ شک نہیں کہ حقیقی عشاق کے دلوں میں ضرور اپنے محبوب کے متعلق ایک تڑپ ہوتی ہے۔ اس تڑپ کے فرد کرنے کا علاج یہ نہیں کہ محبوب سے ہم کلامی ہو۔

باری عز اسمہٗ نے اپنے عشاق کی تڑپ فرد کرنے کا علاج خود ہی اپنے زندہ کلام قرآن پاک میں یہ فرمایا ہے: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (رعد، ۲۸) یعنی خدا کی یاد سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ اور زیادہ اضطراب پیدا ہونے کی صورت میں فرمایا: وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْب... الخ (البقرۃ،۱۸۶)

گواہ مدعا علیہ نے اس آیت کو بقاء وحی پر دلیل پکڑا ہے۔ لیکن وحی سے مراد اگر اس قسم کی استجابت لی جاوے جو اس آیت میں مذکور ہے تو پھر خداوند تعالیٰ کا ہر فرد بشر کے ساتھ کلام کرنا ممکن ہو سکتا ہے اور ہر شخص محل وحی بھی بن سکتا ہے۔ اس قسم کے استدلال اختیار کرنے سے مذہب کی کوئی عظمت و وقعت ظاہر نہیں ہو سکتی اور نہ اس کی کوئی حقیقت منکشف کی جا سکتی ہے۔ گواہ مدعا علیہ نے بیان کیا ہے کہ خدا کا کلام نہ کرنا غضب اور ناراضگی کی علامت ہے۔ تو کیا اس سے سمجھا جائے گا کہ جن لوگوں سے پہلے خداوند تعالیٰ نے کلام نہیں کیا، اُن سب پر خداوند تعالیٰ ناراض رہا ہے اور وہ موردِ عتابِ الٰہی ہیں۔ استغفر اللہ!

بقاء وحی کے سلسلہ میں باقی ماندہ جن دو آیات سورۂ مومن اور پارہ ۱۴، رکوع ۷ کا حوالہ دیا گیا ہے، ان سے بھی وحی کا جاری رہنا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ آیات مدعا علیہ کی اپنی تقسیم کے مطابق وحی تشریعی ہی سے تعلق رکھتی ہیں، کیونکہ ان میں یہ مذکور ہے کہ جس شخص کو وحی کی جاتی ہے، اس کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرائے، اس لیے اس قسم کی وحی کو مدعا علیہ کی اپنی تعریف کے مطابق وحی تشریعی ہی سمجھا جائے گا اور یہ سلسلہ مدعیہ کے ادعا کے مطابق اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم پر آ کر ختم کر دیا۔ اور مدعا علیہ کے نزدیک بھی اب تشریعی نہیں آ سکتا۔ اس لیے ان آیات سے وحی مطلق کے اجراء کا استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ باقی رہی مدعا علیہ کی یہ حجت کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمیں یہ دعا سکھلائی کہ اللہ ہمیں راہ مستقیم پر چلا اور اُن لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تو نے اپنے انعام کیے ہیں۔ اور پھر دوسری سورت میں اس کی تشریح فرمائی کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر خدا کا انعام ہوا۔ اس کے متعلق فرمایا کہ وہ نبی، صدیق، شہید اور صالح ہیں۔ اس سے یہ تلقین کی گئی کہ اللہ اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلعم کی پیروی سے یہ چاروں

www.khatmenubuwwat.org

مراتب تم کو حسب حیثیت مل سکتے ہیں، لہٰذا یہ نہیں ہوسکتا کہ امت محمد یہ تین مراتب کا تو انعام پائے اور چوتھے مرتبہ یعنی نبوت کا حصول اس کے لیے ناممکن ہو۔ حالانکہ اس سے پہلی امتوں نے اس انعام کو بار بار حاصل کیا۔ پھر یہ خیرالامم کس طرح ہوئی۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ امت مرحومہ پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد جو تمام عالم کے لیے رحمت ہو کر آئے، اس انعام کو لوگوں سے چھین لیا گیا۔

اس کا جواب مدعیہ کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ آیت: مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ...وَالصَّالِحِيْنَ (النساء، ٦٩) میں الفاظ مَعَ الَّذِيْنَ سے مراد رفاقت سے ہے نہ کہ عطائے درجہ سے۔ مدعا علیہ کے اعتراض کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی کے علاوہ دیگر مدارج، جو اِس آیت میں مذکور ہیں، رسول اللہ صلعم کی پیروی سے مل سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ نبوت کا درجہ نہ مل سکے۔ اگر اِس بحث کو بفرضِ محال صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو پھر اِس سے یہ لازم آئے گا کہ نبوت ایک کسبی چیز ہے جو اتباع سنت اور ریاضت سے حاصل ہوسکتی ہے، حالانکہ قرآن شریف کی نصوص سے یہ ثابت ہے کہ نبوت کسبی نہیں۔ اور مرزا صاحب نے بھی اسے مانا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ضمیمۃ النبوۃ فی الاسلام، ص۸۴ پر لکھتے ہیں کہ نبوت ایک صفت اصلی قائم ہے۔ نبی کی ذات کے ساتھ نہ وہ کسب سے حاصل ہوا اور نہ کبھی سلب ہو۔ اگر نبوت حضور علیہ السّلام کے اتباع سے حاصل ہوسکتی تھی تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ آج تک جس قدر اولیاء، ابدال، اقطاب گزرے ہیں، ان میں سے کسی کو بھی یہ مرتبہ حاصل نہ ہوتا۔ علاوہ ازیں اگر یہ سمجھا جاوے کہ حضور کے کمال اتباع اور فیض سے یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے، اور حضور بھی اسے جائز سمجھتے تھے تو ضرور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جہاں کئی دیگر مراتب اور مدارج کے حصول کے لیے اپنی امت کو ادعیہ اور اوراد کی تلقین فرمائی ہے اور وہاں اس مرتبہ کے لیے بھی کوئی دعا وغیرہ بھی تلقین فرمائے، تاکہ امت کے افراد کو اس کے حاصل کرنے میں کوئی آسانی میسر آتی۔ کیونکہ حضور کی شفقت سے یہ بعید تھا کہ وہ امت کو اس قدر پریشانی اور محنت شاقہ میں ڈالتے کہ مدت مدید کی انتظار اور عبادات کے بعد صرف ایک ہی فرد کو جا کر یہ نعمت عطا فرمائی۔ اگر کوئی دعا وغیرہ تلقین کرنا آپ کے نزدیک مناسب نہ تھا تو کم از کم اس کی صراحت تو فرما دیتے کہ تم کو یہ درجہ مل سکتا ہے۔ تمہیں اس کے حصول کے متعلق کوشاں رہنا چاہیے۔ آپ نے نہ اس قسم کی کوئی صراحت فرمائی نہ ہی اس کے لیے کوئی راستہ بتلایا۔ بلکہ یہی فرماتے رہے کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَاَنَا آخِرُ الْاَنْبِيَآء، وغیرہ۔ گویا کہ امت کو نعوذ باللہ، دھوکے میں رکھتے رہے، تاکہ وہ کہیں یہ درجہ حاصل کر کے آپ کے مقابلہ میں نہ کھڑے ہو جاویں۔

بلکہ آپ کا رحمۃ اللعالمین ہونا اس بات کا متقاضی تھا کہ آپ سابقہ انبیاء کے مقابلہ میں اپنی امت میں سے زیادہ انبیاء پیدا کر کے اپنے افضل الانبیاء ہونے کا ایک اعلیٰ اور بیّن ثبوت بہم پہنچاتے، لہٰذا قرآن شریف کی دیگر تصریحات کو مدّنظر رکھتے ہوئے آیت محولہ بالا کا مفہوم یہی لیا جائے گا کہ وہ لوگ انبیاء کی رفاقت میں ہوں گے۔ اور چونکہ مدعا علیہ کو دنیاوی امثال کا بہت شوق ہے، اس لیے اس کی مثال یہ ہوسکتی ہے کہ جیسے حکومت کسی شخص کو اس کی ذاتی وجاہت اور مرتبہ کے لحاظ سے اپنے دربار میں اپنے کسی ممتاز عہدہ دار کے ساتھ جگہ دے دے، تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس شخص نے اس عہدہ دار کا رُتبہ حاصل کر لیا ہے یا یہ کہ وہ اس کا رُتبہ حاصل کرنے کا اہل بنا دیا گیا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وہ لوگ جن کی آیات ماسبق میں فضیلت بیان کی گئی

www.khatmenubuwwat.org

ہے، انبیاء، شہداء، صدیقین اور صلحاء کے ہمراہ ہوں گے۔ اس لیے مدعا علیہ کا یہ استدلال کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ اگر امت محمدیہ کو نبوت کا درجہ نہ ملے تو وہ خیر الامم نہیں رہتی، اس کے خیر الامم ہونے کے لیے خدا نے اسے اور کئی مدارج عطا فرمائے ہیں۔ قرآن مجید نے اسے اس بات کا محتاج نہیں رہنے دیا کہ وہ نبوت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی غلامی پر ترجیح دے، بلکہ بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء آپ کی امت میں داخل ہونے کے متمنی رہے ہیں۔ افسوس کہ قرآن کی تعلیم کو پوری طرح مدّنظر نہیں رکھا گیا، ورنہ یہ اعتراض نہ کیا جاتا۔

قرآن حکیم میں حیاتِ انسانی کی پوری انتہا واضح نہیں فرمائی گئی۔ اور جیسا کہ چودھری غلام احمد صاحب پرویز مضمون محولہ بالا میں لکھتے ہیں، جنت بھی جو بالعموم منزلِ مقصود سمجھی جاتی ہے، درحقیقت اصل منزلِ مقصود نہیں بلکہ راستہ کا ایک خوشنما منظر ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں جنتیوں کی اس دعا سے ظاہر ہوتا ہے: یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا. (تحریم، ۸) اس منتہی کو ایک راز رکھا گیا ہے۔ نہ معلوم کہ حضور کے فیض سے امت کو کیا کچھ عطا فرمایا جائے گا۔ لہٰذا مدعا علیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب نہیں رہا کہ جو وحی انبیاء علیہم السّلام کو ہوتی ہے وہ اس وقت تک جاری ہے۔ بلکہ صرف الہام اور کشف وغیرہ باقی ہیں، جیسا کہ مدعیہ کا ادعا ہے۔ اور ان کو لغوی طور وحی کہا جا سکتا ہے۔ اس مقدمہ کے فیصلہ کا دارومدار زیادہ تر رسول اللہ صلعم کے خاتم النبیّین بمعنی آخری نبی ماننے کے عقیدہ پر ہی ہے۔ مدعیہ کی طرف سے جیسا کہ اوپر درج کیا گیا، بحوالہ آیاتِ قرآنی واحادیث واجماع امت یہ دکھلایا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ بجز اِس کے کہ اس کی استثناء حضور نے خود کر دی، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام۔ اور کہ مرزا صاحب کے دعویٰ سے قبل اور اب بھی سوائے مرزا صاحب کے پیروؤں کے، دیگر جملہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام انبیاء کی تعداد اور بعثت کے لحاظ سے آخری نبی ہیں، اور آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی مسلمان کسی اور کو نبی مانے تو وہ کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے کمال اتباع اور فیض سے نبوت کا مرتبہ عطا ہوسکتا ہے اور وہ خاتم النبیّین کے معنی عام مسلمان کے اعتقاد کے خلاف یہ کرتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلعم کو صاحب خاتم النبیّین ٹھہرایا، یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے، اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور قرآن مجید کی جس آیت میں یہ الفاظ درج ہیں، اس کے معنی مدعا علیہ کی طرف سے یہ کیے گئے ہیں کہ اس آیت میں رسول اللہ کے بعد الفاظ خاتم النبیین اس لیے لائے گئے کہ ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا تھا۔ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ آپ بحیثیت رسول اپنی امت کے باپ ہیں، آپ کی دوسرے رسولوں پر کوئی فضیلت ظاہر نہ ہوتی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیّین فرما کر آپ کو دوسرے رسولوں سے ممتاز فرما دیا کہ اور نبی تو اپنی امت کے صرف مومنوں کے باپ تھے، مگر آپ ایسے عظیم الشان اور جلیل القدر نبی ہیں کہ انبیاء کے بھی باپ ہیں۔ یعنی آپ کی اتباع اور توجہ روحانی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور اگر اس کے معنی آخر کے لیے جاویں تو اس میں آپ کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔

اس تصریح سے اِس حد تک تو مدعا علیہ کی یہ توجیہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چونکہ دیگر انبیاء سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو افضل دکھلانا مقصود تھا، اس لیے الفاظ خاتم النبیّین استعمال فرمائے گئے۔ لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ محض لفظ خاتم کے استعمال سے آپ کا

www.khatmenubuwwat.org

نبی تراش ہونا کس طرح مفہوم لے لیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر خاتم کے معنی مہر بھی کیے جاویں تو اس کے یہ معنی کرنے سے بھی آپ انبیاء سابقہ پر مہر ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی فضیلت نمایاں ہوسکتی ہے اور محض یہ توجیہ بھی کہ آپ انبیاء کے باپ ہیں۔ آپ کی فضیلت ظاہر کر دینے کے لیے کافی ہے۔ پھر معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کے اس تفصیلی علاقہ ابوت سے آئندہ توالد انبیاء کا سلسلہ جاری ہونا کس طرح اخذ کیا گیا اور پھر تولد بھی صرف ایک نبی کا۔ اس میں شک نہیں کہ خاتم کے معنی مہر دیگر علماء نے بھی کیے ہیں، اور حال ہی میں قرآن جید کا جو ترجمہ مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا شائع ہوا ہے، اس میں بھی خاتم کے معنی درج ہیں۔ اور خاتم النبیّین کے معنی انہوں نے یہ لکھے ہیں کہ مہر ہیں تمام نبیوں پر۔ اور میری رائے میں سیاق سباق عبارت سے یہی معنی درست معلوم ہوتا ہے۔ اس پر مدعا علیہ کا یہ اعتراض ہوگا کہ پھر رسول اللہ صلعم کا آخری نبی ہونا کہاں سے اخذ کیا جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو رسول اللہ صلعم کا آخری نبی ہونا احادیث سے اور امت کے اجماعی عقیدہ سے اخذ کیا جائے گا، امت آج تک آپ کو آخری نبی سمجھتی آئی۔ اور جیسا کہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب گواہ مدعیہ نے بیان کیا ہے، آج تک جس قدر اولیاء، ابدال، اقطاب، مجتہدین محدد ہوتے رہے ہیں، کسی نے اس عقیدہ کی تغلیط نہیں کی۔ دوسرے مدعا علیہ کو بھی اس سے انکار نہیں کہ خاتم کے معنی آخری بھی ہیں، اور اس معنی پر اُمت کا اجماع چلا آیا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے اس اجماع کی حقیقت کو توڑنے کی کوشش کی گئی، لیکن وہ اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ مرزا صاحب کے دعویٰ سے قبل جمہور اُمت کا عقیدہ اس طرح چلا آیا ہے، اس لیے ایک امر واقع کو غلط کہنا ایک بیجا حجت ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے لغت اور عربی زبان کے محاورات سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ لفظ خاتم جب ت کی زبر سے پڑھا جاوے تو انگوٹھی یا مہر کے معنوں میں استعمال یا مہر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اگر زیر سے پڑھا جاوے تو اس کے معنی ختم کرنے والا، دوسرا مہر لگانے والا ہوتے ہیں۔ اور خاتم کا لفظ کمال کے معنوں میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔

اور کہ خاتم کے اصل معنی آخر کے نہیں ہیں۔ اگر آخر کا معنی بھی لیے جاویں تو پھر لازم معنی کہلائیں گے، نہ اصل معنی۔ اور جب اصل معنی لیے جاسکتے ہیں تو لازم معنی کیوں لیے جاویں۔ خاتم اگر کہیں آخر کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو لازم معنی لے کر کیا جاتا ہے۔ اور جبکہ قرآن مجید میں کوئی ایسا صریح قرینہ موجود نہیں جو لازم معنی لینے پر ہی دلالت کرے۔ تو اُس کے باقی سب معنی چھوڑ کر صرف آخر کے معنی میں لینا، کسی طرح صحیح نہیں۔ لیکن مقدمہ ہٰذا میں سوال زیر بحث عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ الفاظ کے معنی یا مراد سے تعلق نہیں رکھتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ عقیدہ کس معنی پر قائم ہوا۔ جب مدعا علیہ کے نزدیک خاتم کے معنی آخر کے ہوسکتے ہیں اور عقیدہ بھی تیرہ سو سال تک اس پر قائم رہا ہے تو اب ان الفاظ پر بحث کرنا کہ ان کے معنی آخر کے نہیں بلکہ مہر کے ہیں، سوائے ایک علمی دلچسپی کے اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں جو علماء اس کے معنی قبل ازیں آخر کے کرتے آئے ہیں، ان کی نسبت نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس کی لغت یا اصل سے واقف نہ تھے۔ اس لیے اس لفظ کے معنی پر بحث لاحاصل ہے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب بھی اپنے دعویٰ سے قبل خاتم النبیّین کے معنی آخری کرتے آئے ہیں، جیسا کہ مدعیہ کے گواہان کے بیانات میں دکھلایا جاچکا ہے۔ بعد کے معنی محض تاویلی ہیں اور اپنے دعویٰ کو رنگ دینے کی خاطر کیے گئے ہیں۔ اور اب مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے

www.khatmenubuwat.org

جہاں جہاں آنحضرت صلعم کے بعد سلسلہ وحی کو منقطع مانا ہے، وہاں انہوں نے اس کی تصریح نہیں کی۔ اور سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہر قسم کی وحی سے انقطاع کے متعلق کہہ رہے ہیں۔ ان کے یہ اقوال اِس قسم کے ہیں جن کے متعلق کہ مدعا علیہ کی بحث کے شروع میں فقرہ نمبر۲ میں تشریح کی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر ایک مستقل مفہوم لیے ہوئے ہیں۔ اس لیے مرزا صاحب کے دیگر اقوال ان کی توضیح یا تشریح نہیں بن سکتے۔ اس قسم کے اقوال جن سے مرزا صاحب انقطاع وحی کے قائل پائے جاتے ہیں۔ گواہانِ مدعیہ کے بیانات میں مفصل درج ہیں، جو اوپر درج کیے جا چکے ہیں۔

مدعا علیہ کی طرف سے اِس مسئلہ ختم نبوت کے متعلق پھر یہ کہا گیا ہے کہ احادیث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے آیت خاتم النبیّین سے نبوت کو بکلی مسدود نہیں سمجھا، جیسا کہ حدیث: **لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا** سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت خاتم النبیّین کے نزول سے پانچ سال کے بعد حضور نے یہ فرمایا ہے۔ لیکن اوّل تو اس حدیث کے صحیح ہونے میں شبہ ہے، جس کا اظہار خود گواہ مدعا علیہ نے کر دیا ہے۔ دوسرا اِس میں لو کا ایک شرطیہ لفظ موجود ہے۔ اور قواعد عربی کی رُو سے مدعا علیہ کی طرف سے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جہاں لو داخل ہو وہاں وقوع نہیں ہوتا۔ تیسرا اِس میں نبوت کی کوئی تفصیل نہیں کہ کیسی نبوت ہو گی۔ چوتھا نبوت کا امکان حضرت ابراہیم کی زندگی پر تھا۔ جب وہ وفات پا گئے، نبوت کا امکان بھی چلا گیا۔ اِس سے کسی طرح بھی آئندہ نبوت جاری رہنے کا نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ مدعا علیہ کی طرف سے حضرت عائشہ کا ایک قول: **قولوا خاتم النبیّین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ** نقل کیا جا کر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اس قول سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو الفاظ خاتم النبیّین اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا غلطی پر ہیں۔ اس ضمن میں پھر یہ کہا گیا ہے کہ دوسری شہادت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے، جو یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ کے صاحبزادے استاد کے پاس بیٹھے پڑھ رہے تھے، اتفاقاً حضرت علی وہاں سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو خاتم النبیّین کا لفظ ت کی زبر سے پڑھاؤ۔ اور دوسری قرأت میں خاتم ت کی زیر سے بھی آیا ہے۔ پس اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ت کی زیر سے بھی خاتم کے معنی آخری نبی کے بنتے تھے تو آپ نے زیر کے پڑھانے سے منع کیوں کیا۔ کیونکہ زیر سے ختم کرنے کے معنی زیادہ واضح ہو جاتے تھے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ دونوں میں آپ فرق سمجھتے تھے اور زیر پڑھانے سے آپ کو اس کا خطرہ تھا کہ کہیں بچوں کے ذہن میں نبوت کے متعلق خلاف عقیدہ نہ بیٹھ جائے۔

حضرت علی کے متعلق جو حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ[1] والی بیان کی گئی ہے، اور جو مولوی محمد حسین صاحب گواہ مدعیہ کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے، اسے مدعا علیہ کی طرف سے صحیح مانا گیا ہے۔ مگر اس کی تاویل یہ کی گئی ہے کہ بَعْدِیْ سے مراد یہاں موت کے بعد نہیں، جیسا کہ عام طور پر سمجھا گیا ہے، بلکہ بَعْدِیْ سے مراد جنگ تبوک کا عرصہ ہے۔ یعنی اس عرصہ میں آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ اور اس سلسلہ میں ایک اور حدیث کا حوالہ دیا جا کر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اے علی! تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے خلیفہ بنو، جیسے ہارون موسیٰ کے خلیفہ تھے، مگر ہاں تم نبی نہیں ہو گے۔ اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اس جملہ کے فرمانے کی ضرورت یہ تھی کہ جب حضرت علی کو ہارون سے مشابہت دی گئی، شبہ پڑ سکتا تھا کہ آپ حضرت ہارون کی طرح نبی بھی

۱۔ انت منی بمنزلۃ..... صحیح مسلم ۶۳۷۰، صحیح ابن حبان، رقم ۲۹۲۶، مسند احمد، رقم ۱۱۲۷۲

www.khatmenubuwwat.org

ہوں گے۔اس لیے آنحضرت صلعم نے وضاحت فرما دی کہ تم میرے بعد خلیفہ ہو گے، نبی نہیں ہو گے۔

یہ تمام دلائل محض قیاسی ہیں اور کوئی علمی حیثیت نہیں رکھتے۔ان کا جواب بھی قیاس ہوسکتا ہے۔حضرت علی کے صاحبزادوں کا جو قصہ بیان کیا گیا ہے،ممکن ہے کہ حضرت علی نے ت کی زیر سے اس لیے پڑھانا منع کیا ہو کہ زیر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی فضیلت کا پہلو پوری طرح سے ظاہر نہیں ہوتا۔اور زبر سے پڑھانے سے دونوں پہلو پوری طرح نمایاں ہو جاتے ہیں۔اور اگر یہ سمجھا جاوے کہ اس وقت حضرت علی کے ذہن میں یہ بات تھی کہ زیر سے پڑھانے سے نبوت کے منقطع ہونے کا مغالطہ پڑتا ہے۔اور کہ ان کے نزدیک حضور کے بعد نبوت جاری رہے گی تو جنگ تبوک کے موقعہ پر جب حضور نے انہیں ہارون علیہ السّلام سے تشبیہ دے کر یہ فرمایا تھا کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.تو وہ عرض کر سکتے تھے کہ حضور! جب آپ مثل موسیٰ ٹھہرے اور میں مثل ہارون علیہ السّلام،تو میں بھی آپ کا چچازاد بھائی ہوں اس لیے آپ موسیٰ علیہ السّلام کی طرح کیوں میرے حق میں دعا نہیں فرما دیتے کہ خدا مجھے بھی نبی بنا دے۔اور باہمی مماثلت کی بناء پر کوئی عجب نہ تھا کہ حضور کی دعا سے خدا انہیں بھی نبوت کا مرتبہ عطا فرما دیتا۔

یہ محض ایسے قیاسات ہیں کہ جو ظنیات کی حد تک بھی نہیں پہنچتے۔اور مذہب میں،جیسا کہ خود مدعا علیہ کی طرف سے تسلیم کیا گیا ہے،قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے،نہ ظنیات یا قیاسات کا۔باقی رہا حضرت عائشہ کا قول اس کے متعلق مدعیہ کی طرف سے تین جواب دیے گئے ہیں۔ایک تو یہ:لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے کہنے سے چونکہ یہ اندیشہ تھا کہ کہیں کوئی بدعقیدہ شخص حضرت عیسیٰ کے نزول سے انکار نہ کر دے،اس لیے آپ نے فرمایا کہ خاتم النبیّین کہو،لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ نہ کہو۔دوسرا یہ کہ خاتم النبیّین کے کہنے سے چونکہ دونوں مدعا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا آخری اور افضل ہونا ظاہر ہوتے ہیں،اس لیے آپ نے فرمایا کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ نہ کہو،بلکہ خاتم النبیّین کہو۔

تیسرا یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث خود روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ نبوۃ ختم ہو چکی ہے،سوائے اس کے اب مبشرات ہوں گے۔اور مبشرات کی تشریح آپ نے یہ فرمائی کہ اچھی خوابیں۔اس لیے مدعیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت عائشہ کو خود اس حدیث کا علم تھا تو کس طرح کہا جاتا ہے کہ انہوں نے **لانبی بعدہٗ** کہنے سے اس لیے منع کیا کہ وہ آپ کے بعد نبوت کو جاری سمجھتی تھیں۔یہ ایک بہت معقول جواب ہے۔اس کے علاوہ جن لوگوں کو آپ نے منع کیا ہوگا کہ وہ **لانبی بعدہٗ** نہ کہیں،تو انہوں نے آخر کوئی وجہ تو دریافت کی ہوگی۔کیونکہ اس سے شبہ پڑ سکتا تھا کہ کیا آپ کے بعد نبوت جاری ہے،جو وہ ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں۔ایسی کوئی تفصیل بیان نہیں کی جاتی اس لیے ان کے اس قول سے یہ کوئی دلیل نہیں پکڑی جاسکتی کہ وہ آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری سمجھتی تھیں۔

اس سلسلہ میں پھر مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید میں الفاظ خاتم النبیّین ہیں،آخر النبیّین نہیں۔آخر کچھ تو بھید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آخر النبیّین نہیں کہا،بلکہ خاتم النبیّین کہا۔

اس میں اوّل تو کوئی بھید نہیں پایا جاتا،لیکن آخر النبیّین کا لفظ خاتم النبیّین کے مقابلہ میں زیادہ فصیح معلوم نہیں ہوتا۔اور قرآن میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں ہوا جو غیر فصیح ہو۔دوسرا اللہ تعالیٰ کو چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی دونوں فضیلتیں یعنی آپ کا آخر ہونا اور افضل ہونا دکھلانا مقصود تھیں،اس لیے خاتم النبیّین کا لفظ استعمال فرمایا گیا۔

www.khatmenubuwwat.org

اور اگر اللہ تعالیٰ کو اس میں کوئی بھید رکھنا منظور تھا تو پھر اس بھید کا کیا حل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب قرآن مجید کو نور، ہدایت اور فرقان فرمایا، اور یہ بھی فرمایا کہ رسولوں پر ایمان لانے اور ان کی اطاعت کرنے میں تمہاری فلاح ہے، اور گذشتہ بہت سے انبیاء کی تفصیل بھی بیان فرما دی، لیکن آئندہ آنے والے نبیوں کے متعلق نہ کوئی صراحت فرمائی اور نہ فرمایا کہ ان پر بھی ایمان لانا فرض ہو گا، تو پھر قرآن کیونکر نور اور ہدایت ٹھہرا۔

مدعا علیہ کے ایک گواہ کا بیان ہے کہ جس حدیث میں آخر الانبیاء کا لفظ آیا ہے، وہ خبر واحد ہے، جو ظن کا مرتبہ رکھتی ہے۔ اور عقائد میں ظنیات کام نہیں دیتے۔ لیکن افسوس کہ یہ کہتے وقت اسے شاید اپنے طریق استدلال پر نظر نہیں رہی کہ وہ کہاں تک قطعیات کی رُو سے بحث کر رہا ہے۔

اسی طرح اس نے ان احادیث کی بہت سی تاویلیں کی ہیں جن میں حضور کے متعلق آخر کے الفاظ پائے جاتے ہیں، اور عربی، فارسی، اُردو شعراء اور مصنّفین کے اقوال کے حوالوں سے یہ دکھلایا ہے کہ لفظ آخر اکثر بمعنی کمال استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے، یہ تمام بحث ایک علمی دلچسپی کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ یہاں بحث عقائد سے ہے نہ کہ الفاظ کے معنی سے۔ اور چونکہ الفاظ زیر بحث سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا آخری ہونا بھی پایا جاتا ہے، اس لیے اس معنی پر ہی آج تک امت کا عقیدہ چلا آیا ہے۔ اور یہ عقیدہ، جیسا کہ اوپر دکھلایا گیا ہے، اسلام کے اہم اور بنیادی مسائل میں سے ہے۔ اس لیے اس عقیدہ کو تبدیل کرانا، کسی ادیب، عالم، مفتی یا قاضی کا کام نہیں، بلکہ یہ عقیدہ سوائے اس شخص کے جو مامور من اللہ ہو، اور کوئی تبدیل نہیں کرا سکتا۔ اس پر پیچھے کافی بحث ہو چکی ہے کہ آیا مرزا صاحب نبی اور مامور من اللہ ہیں یا نہ اور آخیر نتیجہ میں بھی اس پر بحث کی جائے گی۔

مدعا علیہ کی طرف سے شیخ محی الدین ابن عربی اور دیگر بزرگان کے اقوال نقل کیے گئے اور یہ دکھلایا گیا ہے کہ ان کے نزدیک بھی نبوت مرتفع ہونے سے یہ مراد ہے کہ شریعت والی نبوت مرتفع ہو گئی، نہ کہ مقام نبوت۔ اور کہ وہ حضور کے قول لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو گا جو آپ کی شریعت کے خلاف ہو، بلکہ جب بھی ہو گا، آپ کی شریعت کے ماتحت ہو گا۔

مدعیہ کی طرف سے ان اقوال کی توجیہیں بیان کی گئی ہیں اور ان بزرگان کے دیگر اقوال سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے آخری نبی ہونے کے قائل تھے۔ لیکن قطع نظر اس کے یہ ممکن ہے کہ یہ اقوال لکھتے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا نزول ان لوگوں کے ذہن میں ہو۔ اور اس لیے یہ کہا گیا ہو کہ آپ کے بعد جب بھی کوئی نبی ہو گا وہ آپ کی شریعت کے ماتحت ہو گا۔ اس کا فیصلہ تو ان کی کتابوں کے دیکھنے سے پوری طرح کیا جا سکتا ہے۔ ان حوالوں کو چونکہ اس فیصلہ میں بحث سے نظر انداز کر دیا گیا ہے اس لیے ان پر زیادہ رائے زنی کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ان تحریروں کا مطلب مدعا علیہ کے ادعا کے مطابق بھی صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو پھر دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ ان کی ذاتی رائے ہے یا امت کا عقیدہ۔ اگر ان تحریروں کے بعد امت نے اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا، اور ان کا عقیدہ جوں کا توں رہا ہے اور اس میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا، تو پھر یہ تحریریں ان کی ذاتی اور شخصی

www.khatmenubuwwat.org

رائے کے سوا اور کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ اور اگر ان کے یہ اقوال ان کا کشف بھی سمجھے جاویں تو بھی، جیسا کہ سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے کہا ہے۔ دین کے معاملہ میں وہ دوسروں پر کوئی حجت نہیں ہو سکتے، کیونکہ دینی معاملات میں سوائے نبی کی وحی کے، اور کوئی بات قطعی نہیں ہے۔[1]

رسول اللہ صلعم کی دوسری حدیث پر، جس میں آپ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کے متعلق کہا ہے کہ جب ان میں ایک نبی فوت ہو جاتا تھا تو فوراً اُس کا خلیفہ نبی ہوتا تھا، مدعا علیہ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ یہاں حضور کی مراد بعدیت متصلہ ہے، یعنی آپ کے فوراً بعد ایسا نہیں ہوگا اور امت محمدیہ میں فوراً نبی کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن اوّل تو اس حدیث کے یہ معنی تاویلی ہیں۔ دوسرا نہیں کہا جا سکتا کہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں ایسا کوئی زمانہ نہیں آیا کہ جس میں نبی کی ضرورت محسوس نہ کی گئی ہو۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب کے لیے مدعا علیہ جس قسم کی نبوت ثابت کرنا چاہتا ہے، اس کی اس معنی سے تائید نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کے نزدیک مرزا صاحب کو جو نبوت ملی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے کمال اتباع اور فیض سے ملی ہے۔ اور یہ پایا جاتا ہے کہ حضور کے زمانہ میں ہی حضرت عمر حضور کے ایسے متبعین میں سے تھے کہ جن کی زبان پر فرشتے کلام کرتے تھے۔ اور ان کی بابت حضور نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو حضرت عمرؓ مبعوث ہوتے۔ تو کیا حضرت عمرؓ سے بڑھ کر اُس وقت حضور کے اتباع کے لحاظ سے کوئی شخص نبوت کا مستحق ہوسکتا تھا۔ لیکن مدعا علیہ کی مذکورہ بالا صراحت کے مطابق وہ حضور کے بعد اس لیے نبی نہ بنے کہ اس وقت نبی کی ضرورت نہ تھی۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کے اتباع سے نبوت ملنے کے ساتھ مشیت میں یہ بھی مقدر ہے کہ اس قسم کی نبوت اس وقت دی جاوے جس وقت کہ اس کی ضرورت ہو۔ اور اس سے مدعا علیہ کے اس اصول کی نفی ہو جاتی ہے کہ حضور کے کمال اتباع اور فیض سے نبوت مل سکتی ہے۔ کیونکہ ایسا ہوتا تو ضرور ہے کہ حضرت عمر کو نبوت عطا ہو جاتی، کیونکہ وہ نہ صرف کامل متبعین میں سے تھے، بلکہ حضور کے خاص مورد الطاف تھے۔ اور جیسا کہ حضور کے الفاظ سے اخذ ہوتا ہے، حضور یہ چاہتے تھے کہ وہ نبی ہوں۔ لیکن چونکہ آپ کے بعد نبوت منقطع ہو چکی تھی، اس لیے آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر نبی نہیں ہو سکتے۔

مدعا علیہ کی طرف سے اس حدیث کو کہ میرے بعد اگر نبی ہوتا تو عمر ہوتے، ضعیف کہا گیا ہے۔ اور پھر اس ضمن میں لفظ کے بعد بہت سے تاویلی معنی کیے گئے ہیں۔ اور شاید اس لیے کہ یہ حدیث مدعا علیہ کے منشاء کے بالکل مخالف تھی، حدیث کے الفاظ ایسے مبہم نہیں کہ ان کے مفہوم کے لیے کسی تاویل کی ضرورت ہو۔ ان سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہاں بعد سے کیا مراد ہے۔

ختم نبوت کے بارہ میں مدعیہ کی طرف سے جو حدیث بیت النبوت والی پیش کی گئی ہے، اُس کے متعلق مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے، اس میں من قبلی کے الفاظ ہیں، اور ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مثال ان انبیاء کی نسبت سے ہے جو حضور سے پہلے ہوگزرے ہیں۔ آئندہ کسی نبی کے آنے یا نہ آنے کا اس میں ذکر نہیں۔ لیکن یہ حجت اس لیے درست نہیں کہ اس حدیث

۱۔ نوٹ: سیّد عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس مجمل قول کی تفسیر دوسری مفصل روایت میں موجود ہے جیسے یحییٰ بن سلام بن ثعلبہ انصاری نے تفسیر یحییٰ بن سلام میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ (محمد رضوان عزیز)

www.khatmenubuwwat.org

میں نبوت کو ایک گھر سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس کی تکمیل کے سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ آپ کے وجود باوجود سے قبل نامکمل تھا، آپ کے تشریف لانے پر مکمل ہوگا۔ اگر آئندہ انبیاء کا سلسلہ جاری رہنا تسلیم کیا جاوے تو پھر اس گھر کی تکمیل لازم نہیں آتی۔ یہ سمجھانے کے لیے کہ اب سلسلہ انبیاء میں سے اور کوئی باقی نہیں۔ نبوت کو ایک گھر سے تشبیہ دی گئی۔ اور جیسا کہ گھر کی چنائی اینٹوں سے کی جاتی ہے، اس بیت نبوت کی چنائی انبیاء سے ہوئی۔ اور جو ایک اینٹ اس گھر کی تکمیل کو ناقص بنائے ہوئے تھے، وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے تشریف لانے پر پوری ہوگئی۔ اس مثال سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ مشیت ایزدی میں جو تعداد انبیاء مقرر تھی، وہ آپ کے تشریف لانے سے پوری ہو چکی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا دوبارہ آنا بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ انبیاء کی تعداد میں اب کوئی عدد باقی نہیں رہا، اس لیے سابقہ اعداد میں سے ایک کو واپس لانا پڑا ہے۔ اس پر مدعا علیہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السّلام کا آنا تسلیم کیا جاوے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ مکان کی تعمیر ادھوری رہ گئی۔ لیکن یہ حجت اس لیے قائم نہیں رہ سکتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اس مکان کی تعمیر میں پہلے شامل ہو کر اسے مکمل کر چکے ہیں۔ اور نئے نبی اگر ابھی اور آنے باقی ہوں تو پھر اس عمارت کی تعمیر مکمل نہیں سمجھی جا سکتی۔ اس کی تکمیل اُس وقت سمجھی جائے گی جب تمام انبیاء ختم ہو چکیں۔ اس لیے اس وقت میں مکمل سمجھا جائے گا، جبکہ تمام انبیاء کا سلسلہ ختم نہ ہوئے۔ حضور کا اس عمارت کو اپنی تشریف آوری سے مکمل فرما دینا اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے بعد تعداد انبیاء میں سے اور کچھ باقی نہیں۔ حضرت عیسیٰ کا آنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے تکمیل شدہ مکان میں سے کچھ اینٹیں اکھاڑ کر بشرط ضرورت دوسری جگہ لگا دے۔ اس پر یہ کہا جائے گا کہ اس نے اپنے مکان کو اُکھیڑا۔ یہ نہ کہا جائے گا کہ اس نے مکان کو مکمل نہیں کہا، کیونکہ اس کی تکمیل پہلے ہو چکی تھی۔

مدعا علیہ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا نبی ہونا اس مکان کی تعمیر کا منافی نہیں، کیونکہ انہیں حضور کے فیض سے نبوت ملی ہے، اس لیے یہ نبوت اس مکان بیت النبوت کی تکمیل کا سلسلہ شمار ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایک مکمل چیز پر اگر کوئی اور زائد چیز بطور اضافہ شامل کی جاوے تو اس سے دو ہی صورتیں پیدا ہوں گی۔ یا تو وہ زائد چیز اُس کی زینت کو بڑھا دے گی، یا اُسے بدزیب کر دے گی۔ اب اگر مرزا صاحب کو بیت النبوت پر چسپاں کیا جاوے تو وہ یا تو اس کی زینت کو بڑھائیں گے، یا اسے بدزیب کریں گے۔ اگر سمجھا جاوے کہ ان سے اس کی زینت بڑے گی تو اس سے وہ افضل الانبیاء ہو جائیں گے نہ کہ حضور علیہ السّلام۔ اور یہ بات ان کے اپنے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ اب صاف ہے کہ ان کے اس بیت النبوت پر چسپاں ہونے سے دوسری ہی صورت پیدا ہو گی۔ اور اس گھر کی تکمیل میں وہ زائد از ضرورت ہی رہیں گے۔ اس لیے اس حدیث سے، جس کی صحت سے مدعا علیہ کو بھی انکار نہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا آخری نبی ہونا پوری طرح ثابت ہو جاتا ہے۔ مدعیہ کی طرف سے ایک اور حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی خیال کرے گا، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کے متعلق مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے بعد قیامت تک جو بھی دعویٰ نبوت کرے وہ ضرور جھوٹا ہے۔ کیونکر آخر زمانہ میں آنے والے مسیح موعود کو خود حضور نے بھی نبی اللہ کے لقب سے ملقب فرمایا ہے، دوسرا تیس کی تعین بھی بتلا رہی ہے کہ کوئی سچا بھی آ سکتا ہے۔ تیسرا اس حدیث کا مضمون آج سے قریباً پانچ سو برس

www.khatmenubuwwat.org

پہلے پورا ہو چکا ہے، کیونکہ ۳۰ دجال و کذاب گذر چکے ہیں۔ اس کا جواب ایک تو خود گواہ مدعا علیہ نے ہی دے دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں کہ جس میں کذابوں کی تعداد کم وبیش ۷۰ تک بیان کی گئی ہے۔ اس لیے سمجھا جائے گا کہ حضور نے ۳۰ کی کوئی متعین تعداد بیان نہیں فرمائی، بلکہ اس قسم کے اعداد بیان کرنے سے حضور کی مراد کذابوں کی کثرت بیان کرنے سے تھی، کیونکہ اگر مدعا علیہ کی بحث کی رُو سے یہ قرار دیا جاوے کہ ایسے کذابوں کی صحیح تعداد ۲۷ ثابت ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو تیس کذاب اس سے قبل گزرنے بیان کیے جاتے ہیں، ان میں سے تین ضرور سچے ہوں گے۔ لیکن ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ اور ان باقی ماندہ تین کو بھی دنیا نے جھوٹا ہی سمجھا اور انہیں بھی کذابوں کی ذیل میں داخل کیا گیا۔ دوسرا مسیح موعود کے آنے کی استثناء خود حضور نے فرما دی اور ساتھ ہی اس کا نام عیسیٰ ابن مریم بتلا کر اسے نام سے ہی مشخص فرما دیا۔ علاوہ ازیں اگر سچے نبی ہو سکتے تھے تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جہاں حضور نے جھوٹے نبیوں کی آمد اور ان کی تعداد کی اطلاع دی تھی۔ وہاں اس کی تصریح کیوں نہ فرمائی کہ اس کے بعد سچے نبی بھی آئیں گے اور اس قدر آئیں گے۔ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ امت کو ایک گمراہی سے بچا کر دوسری گمراہی میں ڈال دیا جاتا اور انہیں جھوٹے اور سچے نبی میں تمیز کرنے کے لیے کوئی معیار نہ بتلایا جاتا۔ اس لیے یہ حدیث بھی مثیت ادعا مدعیہ اور مدعا علیہ کی حجت کے منافی ہے۔

لہٰذا اِس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد اور کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کاذب مدعیان نبوت کے جو حوالے مدعیہ کی طرف سے پیش کیے گئے ہیں۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ انہیں اس بناء پر قتل کیا گیا کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے ساتھ صحابہ کا جنگ کرنا محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے بغاوت کی تھی اور اسلامی حکومت کا مقابلہ کر کے خود بادشاہ بننا چاہا تھا اور نبوت کے دعویٰ کو اس کے حصول کے لیے انہوں نے صرف ایک ذریعہ بنایا تھا۔ اگر مدعا علیہ کا یہ ادعا درست بھی سمجھ لیا جاوے تو چونکہ اس کے ساتھ ہی وہ بیان کرتا ہے کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کو حصول حکومت کے لیے ایک ذریعہ بنایا تھا تو اس سے یہ نتیجہ بھی نکالا جا سکتا ہے کہ جس بناء پر وہ اپنے آپ کو حکومت کا حقدار سمجھتے تھے۔ صحابہ نے اسے بھی نادرست سمجھا تھا۔ اگر صحابہ کے ذہن میں یہ ہوتا کہ حضور کے بعد نبوت ہو سکتی ہے تو وہ ان کی نبوت کے متعلق پورا اطمینان کرتے اور اس کے بعد ان کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کرتے۔ خلافت ارضی جلیل القدر انبیاء کی نبوت کا ایک جزو لاینفک رہی ہے۔ اور ممکن ہے کہ مذکورہ بالا مدعیان نبوت خلاف ارضی کو لوازمات نبوت میں سے سمجھتے ہوئے دعویٰ نبوت کے بعد اس کے لیے کوشاں ہوئے ہوں تو اس صورت میں صحابہ کا ان کے ساتھ جنگ کرنا دعویٰ نبوت کی بناء پر متصور ہوگا، نہ کہ بغاوت کی بناء پر۔ کیونکہ انہیں باغی، مرتد اور کافر قرار دیا اور سمجھا گیا۔

اس سلسلہ میں مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ مدعا علیہ نے اپنی بحث میں آگے یہ دکھلایا ہے کہ مرزا صاحب نے ظلی اور بروزی کی اصطلاحات یہ دکھانے کے لیے قائم کی ہیں کہ جس قسم کی نبوت کے وہ مدعی ہیں، وہ شریعت والی نبوت نہیں، اور نہ اس

www.khatmenubuwwat.org

سے قرآن مجید کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے، بلکہ آپ کا مطلب ان سے صرف یہ تھا کہ ان کو بلاواسطہ نبوت نہیں ملی۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے اتباع اور آپ میں فنا ہوکر اور آپ کی غلامی میں یہ مرتبہ نبوت ملا ہے۔ اس لیے آپ نے اپنے آپ کو ظلی نبی لکھا، تاکہ آئندہ لوگ نبی کا لفظ سن کر چونک نہ پڑیں۔ اور اس ظلی بروزی کے لفظ سے سمجھ لیں کہ آپ ویسے نبی نہیں جو معروف اصطلاح میں لیے جاتے ہیں، بلکہ یہ کہ ہر ایک کمال آپ کو آنحضرت صلعم کے اتباع اور ذریعہ سے ملا ہے۔ آپ نے صرف اپنی نبوت کی حقیقت سمجھانے کے لیے ظلی، بروزی اور اُمتی نبی کی اصطلاحیں مقرر کیں، تاکہ لوگ نبی کے لفظ سے دھوکا نہ کھا جائیں اور اصطلاحوں کا قائم کرنا، ہر ایک کے لیے جائز ہے۔ بروز وغیرہ کے الفاظ صوفیاء نے بھی قائم کیے ہیں۔ مرزا صاحب تناسخ کے اس معنی میں، جس معنی میں کہ اہلِ ہنود سمجھتے ہیں، قائل نہ تھے۔ ان کے اس قول سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی خو، طبیعت اور مشابہت کے لحاظ سے عبداللہ پسر عبدالمطلب کے گھر جنم لیا، سے یہ مراد نہیں کہ آنحضرت کی پیدائش حضرت ابراہیم ہی کی پیدائش تھی۔ چنانچہ انہوں نے تریاق القلوب، صفحہ ۳۴۹[1] پر وجود دوریہ کی تفسیر خود ہی بیان کی ہے۔ اور تناسخ کے مسئلہ کا رَد مرزا صاحب نے اپنی بہت سی کتابوں میں کیا ہے۔ مہدی معہود کی بروزی نبوت کے متعلق مولوی نجم الدین صاحب نے جو اعتراض کیا ہے، اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس نے اس حوالہ کے آگے کی عبارت نہیں پڑھی۔ اس میں خاتم الاولاد کا مطلب یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کے خاتمہ کے بعد نسلِ انسان کوئی کامل فرزند پیدا نہیں کرے گا، باستثناء اِن فرزندوں کے جو اُس کی حیات میں ہوں۔

سوائے ظلی اور بروزی اصطلاحات کے باقی تمام بحث فروعی امور کے متعلق ہے، جن کا امر ما بہ النزاع پر چنداں کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن اس سے جواب میں اگر مدعیہ کی بحث کو جو اوپر بیان کی جا چکی ہے، دیکھا جاوے تو اس سے یہ نتیجہ درست طور برآمد ہوتا ہے کہ ظلی اور بروزی اور اُمتی وغیرہ کی اصطلاحات محض الفاظ ہی الفاظ ہیں۔ دراصل مرزا صاحب کا دعویٰ حقیقی نبوت کے متعلق ہی تھا، جیسا کہ اس کی تشریح بعد میں ان کے خلیفہ ثانی کی تحریر میں، جس کا حوالہ اوپر گزر چکا، کی گئی ہے۔ خلیفہ صاحب کی اس تحریر کے متعلق مدعا علیہ نے ان کی ایک اور تحریر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے مثال کے طور پر لکھا تھا کہ اگر حقیقی نبی کے یہ معنی کیے جاویں کہ وہ بناوٹی یا نقلی نبی نہ ہو، تو ان معنوں کی رُو سے حضرت مسیح موعود کو میں حقیقی نبی مانتا ہوں، یعنی صادق اور منجانب اللہ، اور غیر تشریعی نبی مانتا ہوں۔ لیکن اس سے ان کی وہ تحریر جس کا حوالہ مدعیہ کی طرف سے دیا گیا ہے، رَد نہیں ہوئی۔ وہ تحریر بذاتہٖ ایسی ہے کہ جس سے خود ایک مستقل مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ اس میں انہوں نے مرزا صاحب کے حقیقی نبی ہونے کا ثبوت دینے کی بھی آمادگی ظاہر کی ہے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ کہا کہ انہوں نے ظلی بروزی کے الفاظ محض بطور انکسار کے استعمال فرمائے ہیں۔ اور کہ اس قسم کی فروتنی نبیوں کی شان میں داخل ہے۔ اُن کے اِن الفاظ کی مدعا علیہ کی طرف سے کوئی تردید نہیں کی گئی، اور نہ ان کی کوئی تردید ہوسکتی ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے ایک اعلان میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے مجھے آنحضرت صلعم کا وجود ہی قرار دیا۔ اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بروزات کے سلسلہ میں مرزا صاحب کے جن اقوال کا حوالہ گواہان مدعیہ کے بیانات میں دیا گیا ہے اور اُن سے جو نتائج انہوں نے برآمد کیے ہیں اور جو اُن کی بحث میں اوپر بیان کیے جا چکے ہیں، ان سے واقعی یہ اخذ ہوتا ہے کہ مرزا

۱۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۷

www.khatmenubuwat.org

صاحب اپنے ان اقوال میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اس قسم کا جنم مراد لیتے ہیں کہ جو بطریق تناسخ سمجھا جاتا ہے، نہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی خو، طبیعت اور دیگر خصائل کے ودیعت ہونے سے۔ ان سوالات پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ سوالات مرزا صاحب کی اپنی تکفیر سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ اس مقدمہ میں ایک ضمنی سوال ہے۔ اس لیے ان کے ایسے عقائد پر کہ جن پر مقدمہ ہٰذا کے تصفیہ کا زیادہ دار و مدار نہیں ہے، تفصیلی بحث بلاضرورت ہے۔

ذیل میں مدعا علیہ کی طرف سے مدعیہ کے ان اعتراضات کا جواب درج کیا جاتا ہے جو مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت تشریعہ کے متعلق عائد کیے گئے ہیں۔

اس کی طرف سے بیان کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے جہاں اپنے لیے رسول کا لفظ لکھا ہے وہاں انہوں نے اس لفظ کے ساتھ کسی جگہ شریعت کا لفظ استعمال نہیں کیا، بلکہ انہوں نے صاف لکھا ہے کہ آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید اور کوئی کتاب نہیں۔ دعویٰ نبوت کے متعلق انہوں نے صاف کہا ہے کہ میں ان معنوں سے نبی ہوں کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اور جہاں انہوں نے یہ کہا ہے کہ مجھے نبی کا خطاب دیا گیا، وہاں آگے یہ الفاظ بھی ہیں، مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔

جہاں مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی وحی پر اس طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح کہ قرآن اور دوسری وحیوں پر، اس سے ان کا صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ اخذ نہیں ہوتا، بلکہ اس قسم کے اقوال سے یہ مراد ہے کہ آپ اپنی وحی کو منجانب اللہ اور اس کے دخل شیطانی اور خطا سے پاک و منزہ ہونے پر کامل یقین رکھتے ہیں اور اس کا وہ اظہار کر رہے ہیں۔ اور یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ آپ صاحب شریعت ہونے کے مدعی ہیں۔

مرزا صاحب نے یہ نہیں کہا کہ میری وحی شرعی اور قرآن کی مثل ہے۔ مرزا صاحب کا اپنی وحی کو مدار نجات ٹھہرانا بھی ان کا مدعی نبوت تشریعہ ہونا ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ ان کی جو وحی اور تعلیم ہے، وہ وہی تعلیم ہے جو عین قرآن مجید اور اسلام کی ہے۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ اب قرآن مجید کی اس تعلیم پر کاربند ہو کر وہی نجات پا سکتا ہے جو آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہو، دوسرا نہیں۔ مرزا صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ میری وحی میں کوئی نئی شریعت ہے یا میری وحی ناسخ شریعت محمدیہ ہے، بلکہ فرمایا کہ شریعت محمدیہ کے ہی بعض ضروری احکام کی تجدید ہے۔ قرآن مجید کی بیسوں آیتیں دوبارہ امت محمدیہ کے اولیاء اللہ پر نازل ہوئیں۔ اسی طرح مرزا صاحب پر قرآن مجید کے بہت سے اوامر و نواہی نازل ہوئے اور انہی کے متعلق مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔

مرزا صاحب کے قول نمبر ٦ مذکورہ بالا کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اولیاء امت نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ شریعت محمدی کے اوامر و نواہی کا بطور تجدید کے کسی بزرگ پر نازل ہو جانا جائز ہے۔ صرف ایسے اوامر و نواہی کا، جو شریعت محمدیہ کے مخالف ہوں اور آنحضرت صلعم کی پیروی کا نتیجہ نہ ہوں، اترنا ممنوع ہے۔ اس قول میں مرزا صاحب نے شریعت کا لفظ صرف مخالفین کے مقابل پر

www.khatmenubuwwat.org

بطور الزام استعمال کیا ہے۔ اور فرضی طور پر معترضین کو ملزم کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ یہ عذر بھی مخالفین کا باطل ہے، کیونکہ شریعت اوامر ونواہی کا نام ہے اور میرے الہامات میں امر اور نہی دونوں موجود ہیں۔

قول نمبر۱۲ کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس سے جو مرزا صاحب کے صاحب شریعت نبی ہونے کا استدلال کیا گیا ہے، وہ درست نہیں، کیونکہ اس جگہ انہوں نے صرف صاحب شریعت نبی محدث اور ملہم کے انکار کا حکم بیان کیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء جو شریعت یا احکام جدیدہ نہیں لائے، ان کا حکم اس عبارت میں مذکور نہیں۔ اس سے گواہان مدعیہ نے جو نتیجہ نکالا ہے، وہ مرزا صاحب کی دوسری تحریروں کے مخالف ہیں۔ کیونکہ دوسری جگہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں آنحضرت صلعم کے مقابلہ پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں، یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے۔ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اس وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا تو اس صورت میں مَیں نہ صرف کافر، بلکہ بڑا کافر ہوا، اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا۔

مرزا صاحب کے مدعی صاحب شریعت ہونے کی بابت مدعیہ کی طرف سے جو اُن کے ماہواری چندہ دیے جانے کے حکم کا حوالہ دیا جا کر بحث کی گئی ہے، اس کے متعلق مدعا علیہ کا یہ جواب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں اور نہ اس میں تعمیل نہ کرنے والے کے متعلق کافر، مرتد یا ملعون وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، بلکہ یہ حکم قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ پر بہت زور دیا ہے۔ مرزا صاحب نے اس قرآنی تعلیم کے ماتحت فرمایا کہ ایسا شخص جو راہِ خدا پر خرچ نہیں کرتا اور باوجود مقدرت ۳، ۳ ماہ تک اس ربانی حکم سے غافل رہتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا تو اس کا سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور گواہان مدعیہ کا یہ کہنا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کے متعلق ایسا حکم نہیں ہے، درست نہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا، فرمایا کہ اللہ کی قسم کہ اگر انہوں نے ایک معمولی رسّی بھی، جس سے اونٹ باندھا جاتا ہے اور جسے وہ رسول اللہ صلعم کے وقت میں ادا کرتے تھے، روکی تو میں قتال کروں گا۔ دیکھئے کہ زکوٰۃ میں سے کچھ ادا نہ کرنے پر کتنی سخت سزا مقرر کی گئی۔ ان دلائل کے زیادہ تفصیلی جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ان کو اگر گواہان مدعیہ کی پیش کردہ دلائل کی روشنی میں دیکھا جائے گا تو ان کا ابطال خود بخود ہی ثابت ہو جائے گا، تاہم ان کے مختصراً جوابات درج کیے جاتے ہیں۔ رسول کی تعریف خود گواہ مدعا علیہ نے یہ کی ہے کہ جو صاحب کتاب ہو۔ اور نبی عام ہوتا ہے، چاہے کتاب لائے یا نہ لائے۔ اب مرزا صاحب کے اپنے آپ کو رسول کہنے سے یہی مراد لی جائے گی کہ وہ صاحب کتاب نبی ہیں۔ علاوہ ازیں جو وحی کہ دخل شیطانی سے منزہ قرار دی جاوے تو وہ منجانب اللہ ہونے کی وجہ سے اسی طرح قطعی ہوگی۔ جیسا کہ دیگر انبیاء کی وحی۔ چنانچہ مرزا صاحب خود بھی فرماتے ہیں کہ اگر ان کی وحی کو جمع کیا جاوے تو وہ کئی جزئیں بن جائے۔ اب اس قسم کی وحی اگر کتابی صورت میں نہ بھی لائی جائے تو بھی کتاب اللہ کہلائے گی، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوامر ونواہی بیان کیے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی ایسی وحی جس میں شریعت محمدیہ کے اوامر ونواہی کی تجدید ہے، بہت تھوڑی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی جو دیگر وحی ہے، اس کی

www.khatmenubuwwat.org

قطعیت کے لحاظ سے اس پر بھی اسی طرح ایمان لانا ضروری ہوگا جیسا کہ قرآن پر۔ اور وہ بھی شریعت کا جزو تصور ہوگی۔ اس لیے مرزا صاحب نے رسول کے لفظ کے ساتھ شریعت کا لفظ استعمال نہیں کیا تو بھی ان کی تصریحات سے یہی سمجھا جائے گا کہ وہ صاحب شریعت رسول ہیں، چاہے وہ صاف الفاظ میں یہ کہیں یا نہ کہیں۔ ان کے دیگر اقوال جن میں انہوں نے اپنی نبوت کی تشریح کی ہے یا یہ کہا ہے کہ جدید شریعت نہیں لائے۔ ان اقوال کا کہ جن سے مذکورہ بالا نتائج اخذ ہوتے ہیں، رَد نہیں بن سکتے۔ کیونکہ جیسا کہ شروع بحث میں دکھلایا گیا، جو اقوال کہ اپنے اندر مستقل مفہوم لیے ہوئے ہیں، ان کے مطالب وہی سمجھے جائیں گے جو اُن اقوال کی اپنی طرزِ بیان سے اخذ ہوتے ہیں۔ اور تاوقتیکہ اس بات کی صراحت نہ ہو کہ وہ اقوال واپس لیے جا چکے ہیں، دیگر اقوال نہ ان کے قائم مقام بن سکتے ہیں اور نہ ان کی تشریح۔

مرزا صاحب چاہے یہ کہیں یا نہ کہیں کہ ان کی وحی شرعی اور قرآن کی شکل ہے، وہ جب اسے دخل شیطانی سے پاک سمجھتے ہیں اور دوسروں پر حجت قرار دے کر اسے مدارِ نجات ٹھہراتے ہیں۔ اور اپنے نہ ماننے والے کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ اور بقول گواہ مدعا علیہ اب آئندہ کے لیے مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہونا بھی ضروری ہے تو پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ ان کی وحی شرعی نہیں، خصوصاً جبکہ صاحب شریعت کی تعریف بھی خود مرزا صاحب یہ کرتے ہیں کہ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ اور پھر آگے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ وہ اوامر و نواہی نئے ہوں۔ ان کی اس تعریف کی رُو سے صاف قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی وحی کو شرعی وحی سمجھتے ہیں۔ اور جب وہ شرعی وحی ہوئی تو اس پر ایمان لانا اسی طرح واجب ہوا جیسا کہ قرآن مجید پر۔ یہ ضرور ہے کہ قرآن مجید کی آیات کا نزول دیگر اولیاء اللہ پر بھی ہوتا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی نے ان کو اپنے اوپر چسپاں نہیں کیا، اور نہ ان کو دوسروں پر بطور حجت پیش کیا ہے، اس لیے دیگر اولیاء اللہ کی مثال مرزا صاحب کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

قول نمبر ۶ میں صاحبِ شریعت کے الفاظ مرزا صاحب کی طرف سے فرضی طور پر استعمال نہیں کیے گئے، جیسا کہ مدعا علیہ کا ادعا ہے، بلکہ بڑی شدومد سے صاحب شریعت کی تعریف کی جا کر اپنا صاحب شریعت ہونا دکھلایا گیا ہے۔ اس قول کی عبارت پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہاں صاحب شریعت کے الفاظ فرضی ہیں یا اصلی۔ اس قول کی مزید تائید پھر قول نمبر ۱۲ سے ہوتی ہے۔ اس قول کے مرزا صاحب کے دیگر اقوال متناقض ہونے کو خود گواہ مدعا علیہ نے بھی مانا ہے۔ اور مرزا صاحب کے دیگر اقوال سے اس نقیض کو رَفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ قول بذاتہٖ کسی شرح کا محتاج نہیں اور اپنا مفہوم آپ ہی بیان کر رہا ہے۔ اس قول میں مرزا صاحب نے اپنی عظمت اور شان دکھلا کر یہ ثابت کیا ہے کہ وہ صاحب شریعت نبی ہیں۔ اور اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والوں کو وہ اس بناء پر کافر کہتے ہیں۔ یہ ان کی طرف سے ایک دوسری توجیہ ہے کہ وہ اس شخص کو جو اُنہیں نہیں مانتا، اس بناء پر کافر کہتے ہیں کہ وہ انہیں مفتری سمجھتا ہے۔ اور چونکہ وہ مفتری نہیں ہیں اس لیے وہ کفر اس پر ٹوٹتا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو جو ماہواری چندہ دینے کا حکم دیا ہے اور اس سلسلہ میں ان کی طرف سے جو فرمان شائع ہوا ہے اور جس کا حوالہ اوپر دیا جا چکا ہے، اس کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ حکم اللہ تعالیٰ سے مطلع ہو کر دیا ہے۔ گویا یہ

www.khatmenubuwwat.org

حکم دراصل ان کا حکم نہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ چنانچہ گواہ مدعا علیہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ یہ ایک ربانی حکم ہے، اور اس ربانی حکم کی تعمیل نہ کرنے والے کو مرزا صاحب نے منافق کہا ہے۔ اب اگر مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں یہ نہیں کہا کہ وہ مرتد اور ملعون ہے تو اس سے ان کے اس حکم کے نتیجہ پر کہ وہ منافق ہے، کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ منافق کو خداوند تعالیٰ نے کافروں کی ذیل میں شامل کیا ہے، بلکہ بہت بڑا کافر کہا ہے۔ اس لیے قاصر کو سوائے اس کے کہ اسے مرتد اور ملعون سمجھا جائے اور کیا کہا جائے گا، کیونکہ اس کا بیعت سے خارج ہو جانا بھی مثل ارتداد ہے۔

اگر مرزا صاحب کے باوجود اسے منافق کہنے اور بیعت سے خارج کرنے کے گواہ مدعا علیہ کے نزدیک پھر بھی وہ مسلمان رہتا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ مرزا صاحب کو نبی اللہ نہیں مانتا۔ کیونکہ نبی کے حکم کی تعمیل عین خدا کی تعمیل ہوتی ہے۔ اور اس کی ناراضگی موجب غضب الٰہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم دیتے وقت مرزا صاحب نے بھی اپنے مرتبے کو پوری طرح مدّنظر نہیں رکھا۔ اور اپنی طاقت کے ساتھ خدا کی طاقت کو بھی شامل کرنے کے باوجود قاصر کو صرف یہی سزا دے سکتے ہیں کہ اسے سلسلہ بیعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ حالانکہ خدا نے نبی کی وہ شان بتائی ہے کہ اس کے حکم کی عدم تعمیل تو بجائے مانند اس کے آگے اونچا بولنے سے بھی تمام اعمال کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور عدم تعمیل احکام تو دین و دنیا میں کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ اس سلسلہ میں مدعیہ کی طرف سے یہ درست کہا گیا ہے کہ زکوٰۃ کے متعلق بھی اس قسم کا کوئی شرعی حکم نہیں، جس حکم کا حوالہ گواہ مدعا علیہ نے دیا ہے۔ وہ رسول اللہ صلعم کے خلیفہ اوّل کا ہے نہ کہ خدا اور اس کے رسول کا۔ گواہ مدعا علیہ کا اس بارہ میں مرزا صاحب کا حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ مقابلہ کرنا مرزا صاحب کے مرتبہ کی ایک اور تنقیص ظاہر کرتا ہے۔ ایک طرف تو وہ انہیں نبی مانتا ہے اور پھر ان کے احکام کے مقابلہ میں ایک غیر نبی کے احکام پیش کرتا ہے۔ یہ معمہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں نے مرزا صاحب کو باوجود نبی ماننے کے ان کی کیا شان سمجھ رکھی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب کا یہ حکم زکوٰۃ پر مستزاد ہونے کی وجہ سے ایک نیا حکم ہے اور اس بناء پر مرزا صاحب اپنی بیان کردہ تعریف کی رُو سے بھی شرعی نبی ہوئے ہر حکم انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں نافذ ہونا بیان کیا گیا ہے اور خود مدعا علیہ کی طرف سے اسے ایک ربانی حکم ہونا مانا گیا ہے۔ اور پھر اس کی سزا بھی محض دنیاوی مقرر نہیں، بلکہ قاصر کو منافق قرار دیا اور مرتد بنایا اور اسے عذاب آخرت کا مستوجب قرار دیا گیا ہے۔ تو ان حالت میں کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی شرعی حکم نہیں، بلکہ محض انفاق فی سبیل اللہ میں ایک ترغیب ہے۔ اگر نبیوں کے احکام کی اس طرح تعبیر کی جانی لگے۔ تو پھر نبی اور رسولوں کے احکام تو بجائے مانند احکام خداوندی کی بھی کوئی حقیقت نہیں رہتی اور نبوت کا تمام سلسلہ ہی ایک بے معنی سی چیز دکھائی دینے لگتا ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب کی ان تحریروں سے، جن کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے، یہ نتیجہ درست طور پر اخذ کیا گیا ہے کہ وہ صاحب شریعت نبی ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔ گو بعد میں انہوں نے اپنے اس دعویٰ میں کامیاب نہ ہونے کی صورت دیکھ کر اس پر زیادہ زور نہیں دیا اور اپنے ان اقوال کی، جن سے ان کے صاحب شریعت نبی ہونے کے نتائج اخذ ہوتے، مختلف توجیہیں شروع کر دیں۔

اس کے بعد مدعا علیہ کی طرف سے مرزا صاحب کے قیامت، نفخ صور اور حشر اجساد وغیرہ اعتقادات کے متعلق یہ کہا گیا

www.khatmenubuwwat.org

ہے کہ گواہان مدعیہ کی طرف سے ان عقائد کی نسبت جو اعتراضات وارد کیے گئے ہیں، وہ درست نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب نے ان عقائد کی نسبت جو کچھ بیان کیا ہے وہ قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے درست ہے۔ ان عقائد کے متعلق زیادہ تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں، صرف یہ لکھ دینا کافی ہے کہ اگر مرزا صاحب کو نبی تسلیم نہ کیا جاوے تو پھر تو ان عقائد کے متعلق ان کی رائے ایک ذاتی رائے تصور ہوگی۔ اور اس سے اختلاف کیا جانا ممکن ہوگا۔ اور اگر انہیں نبی تسلیم کر لیا جاوے تو پھر ان کی رائے تعلیم وحی کا نتیجہ شمار ہو کر قابلِ پابندی ہوگا۔ اور اس صورت میں اس سے ذرہ بھر اختلاف نہیں ہو سکے گا، بلکہ اختلاف کرنے والا عاصی سمجھا جاوے گا، ان کے نبی نہ ہونے کی صورت میں ان کے یہ عقائد امت کے خلاف ہونے کی وجہ سے تحقیق طلب ہوں گے۔ اور ممکن ہے کہ اس صورت میں ان کے خلاف فتویٰ کی صورت بھی بدل جائے۔ مگر ان کے مدعی نبوت ہونے کی حالت میں ان کے یہ عقائد جمہور امت کے عقائد کے خلاف ہونے کے باعث وجوہات تکفیر میں مزید اضافہ کا سبب بن سکیں گے۔

اب ذیل میں توہین انبیاء کے سلسلہ میں مدعیہ کی طرف سے پیش کردہ دلائل کا جو جواب مدعا علیہ کی طرف سے دیا گیا ہے، وہ درج کیا جاتا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے کسی نبی کی توہین نہیں کی، کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو جن لوگوں سے مشابہت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بھی اس پاک گروہ کا ایک فرد ہوں، پھر کیونکر ان کی توہین کر سکتا ہے، کیونکہ وہ توہین اس کی اپنی توہین ہوگی۔

اصول کے لحاظ سے تو یہ بات درست ہے لیکن اس کا فیصلہ مرزا صاحب کے اقوال سے ہوتا ہے۔ گواہان مدعیہ کے بیانات میں اس کی مفصل بحث پائی جاتی ہے اس لیے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے جن اشعار کو باعث توہین قرار دیا گیا ہے، اس سے کوئی توہین پیدا نہیں ہوتی، بلکہ مرزا صاحب کی ان اشعار سے مراد یہ ہے کہ جام عرفان الٰہی اور ایقان ہر نبی کو دیا گیا تھا۔ اور خداوند تعالیٰ نے وہ پورے کا پورا مجھے بھی دیا ہے۔ اور کہ میں اپنی معرفت اور عرفان الٰہی میں اور اپنے یقین میں کسی نبی اور رسول سے کم نہیں ہوں۔ اور یہ کمال جو مجھے حاصل ہوا ہے وہ آنحضرت صلعم کے اتباع سے بطریق وراثت ملا ہے۔

مرزا صاحب پر یہ غلط اتہام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کی بھی توہین کی ہے، بلکہ آپ کی کتب آنحضرت صلعم کی تعریف سے پُر ہیں۔ جن آیات قرآنیہ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے اوپر چسپاں کی ہیں، ان کے متعلق مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس طائفہ اہلحدیث نے یہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان آیات کا مورد نزول ومخاطب وہ ہیں، بلکہ ان کو کامل یقین اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابوں میں ان آیات میں مخاطب ومراد وہی انبیاء ہیں جن کی طرف ان میں خطاب ہے۔ اور ان کمالات کے محل وہی حضرات ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے ان کمال کا محل ٹھہرایا ہے۔

لیکن یہ جواب اس وقت کے متعلق ہے جب تک کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ مدعا علیہ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب پر یہ الزام بھی غلط لگایا گیا ہے کہ انہوں نے عینِ محمد ہونے کا دعویٰ کیا ہے، بلکہ انہوں نے اپنی کتابوں میں

www.khatmenubuwwat.org

صاف کہا ہے کہ میں ان کا خادم ہوں اور وہ میرے مخدوم ہیں۔ میں ان کا ظل ہوں اور وہ اصل ہیں۔ میں آپ کی خدمت اور آپ کی شاگردی اور آپ کے اتباع میں اس قدر فنا ہوا ہوں کہ گویا میرا وجود آپ کے وجود سے بلحاظ روحانیت علیحدہ نہیں ہے۔ اور بزرگانِ دین نے یہ لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کے کامل متبع بہ سبب کمال متابعت انہیں میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے رنگ میں ایسے رنگین ہوتے ہیں کہ تابع اور متبوع یعنی نبی اور اُمتی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ سوائے اوّل آخر ہونے کے مرزا صاحب نے یہ نہیں کہا کہ میں عین محمد ہوں بلکہ بروزی طور پر فرمایا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لیے منتخب کیا کہ جو خلق، ہمت، ہمدردی، خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور ظاہری طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا، تا یہ سمجھا جاوے گا کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلعم کا ظہور تھا۔ لیکن صوفیاء نے اس مقام کو غیبت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اس پر بھی مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس استدلال کو مدعیہ کے پیش کردہ استدلال کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے آگے یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب کے اس شعر سے کہ **لهٗ خسف القمر المنیر وان لی** سے آنحضرت کی توہین نہیں نکلتی، کیونکہ اگر مرزا صاحب کے لیے چاند اور سورج کا گرہن ہونا نشان ہوا تو وہ اس لیے کہ احادیث کی کتب میں سچے مہدی کی علامات میں سے یہ قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ نشان بھی آنحضرت صلعم کی طرف منسوب ہوگا۔ مگر مدعیہ کا استدلال اس پر نہیں کہ مرزا صاحب نے چاند گرہن کے نشان کو اپنے لیے تجویز کیا ہے، بلکہ اس کی طرف سے توہین کے موجب یہ بات سمجھی گئی ہے کہ اس شعر میں رسول اللہ صلعم کے معجزہ شق القمر کا استخفاف کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلعم کے معجزات کے متعلق مدعیہ کی طرف سے مرزا صاحب کے جن اقوال پر اعتراض کیا گیا ہے، اس کا مدعا علیہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے دوسری کتاب میں جہاں آنحضرت صلعم کے تین ہزار معجزات بتلائے ہیں، وہاں اپنی پیشگوئیاں سو کے قریب لکھی ہیں۔ اور آپ نے اپنے دس لاکھ نشانات بتلائے ہیں کہ اگر ویسے نشانات آنحضرت صلعم کے شمار کیے جاویں تو دس ارب سے بھی زیادہ ہوں۔

مدعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ معجزہ خرق عادات ہوتا ہے اور مرزا صاحب نے اپنے نشانات کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ اوّل درجہ کے خرق عادت ہیں، اس لیے ان نشانات کو بھی معجزات ہی شمار کیا جائے گا۔ ہر دو فریق کے دلائل اس بارہ میں مسل پر موجود ہیں۔ ان سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ صداقت کس میں ہے۔ میں ان سوالات پر اس لیے بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ یہ سوالات مرزا صاحب کی اپنی ذات کے متعلق ہیں۔ اور امر مابہ النزاع سے ان کا بہت تھوڑا تعلق پایا جاتا ہے۔ اس طرح مدعا علیہ کا یہ ادعا ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت یوسف اور حضرت آدم علیہ السّلام کی بھی کوئی توہین نہیں کی۔ اس کے بعد پھر اس کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کے سلسلہ میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے جہاں عیسیٰ علیہ السّلام پر اپنی فضیلت بیان کی ہے، وہ آنحضرت صلعم کے متبع اور اُمتی ہونے کی وجہ سے کی ہے۔ اور علماء خود مانتے چلے آئے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے بھی یہ خواہش کی تھی کہ وہ رسول اللہ صلعم کے متبع ہونے کے باعث حضرت عیسیٰ پر اپنی فضیلت ظاہر کرتے آئے ہیں، مگر اسے توہین نہیں سمجھا گیا اور اس ضمن میں شیخ محمود الحسن صاحب کے چند اشعار، جو انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرثیہ میں لکھے ہیں، درج کیے جا کر یہ بحث کی گئی ہے کہ ان اشعار سے انبیاء کی توہین نہیں ہوتی۔ تو پھر مرزا صاحب کے اشعار سے کیونکر توہین اخذ

www.khatmenubuwwat.org

کی جاتی ہے۔

اس کا جواب سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے دیا ہے کہ جو مدعیہ اشعار ہوں وہ تحقیقی نہیں ہوتے، بلکہ بشر کی کلام میں اٹکل کے ہوتے ہیں اور شاعرانہ محاورہ نئی نوع کلام کی تسلیم کیا گیا ہے۔ فرق اس میں یہ ہے کہ جو خدا کی کلام ہوگی تو وہ عقیدہ ہوگا۔ اور تحقیق ہوگی اور وہ کسی طرح اٹکل نہ ہوگی، حقیقت حال ہوگی نہ کم نہ بیش بشر انتہائی حقیقت کو نہیں پہنچتا، تخمینی لفظ کہتا ہے۔ اور دنیا نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ شاعرانہ نوع تعبیر عام اطلاق الفاظ نہیں اور وہ تخمینہ پر عبارت کہہ دیتے ہیں جو آس پاس ہوتی ہے۔ ٹھیک حقیقت نہیں ہوتی اور خود شاعر کی نیت میں اور ضمیر میں منوانا اُس کا عالم کو منظور نہیں ہوتا۔

جھوٹے اور شاعر میں یہ فرق ہے کہ جھوٹا کوشش کرتا ہے کہ میری کلام کو لوگ سچ مان لیں۔ اور شاعر کی اصلاً یہ کوشش نہیں ہوتی، بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ حاضرین بھی میرے اس کلام کو حقیقت پر نہیں سمجھیں گے۔ بلکہ اگر کوئی حقیقت پر سمجھے تو دوسرے وقت وہ اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے۔ اور ایسے وقائع دنیا میں بہت پیش آ چکے ہیں۔ مبالغہ شاعروں کے ہاں ہوتا ہے۔ اور یہ ایک قسم ہے کلام کی، جو فنونِ علمیہ میں درج ہے۔ اور اس مبالغہ کی حقیقت یہ ہے کہ چھوٹی چیز کو بڑا ادا کرنا اور بڑی چیز کو چھوٹا، بشرطیکہ نہ اعتقاد ہو اور نہ مخلوق کو منوانا ہو، پس اگر کوئی شخص کوئی ایسی چیز کہتا ہے کہ جس سے مغالطہ پڑتا ہے نبوت کے باب میں اور وہ ساری کوشش اس میں خرچ کرتا ہے تو وہ اور جہاں کا ہے اور حضرت شاعر اور جہان میں۔

چنانچہ مرزا صاحب اپنی کتاب دافع البلاء کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں۔[1] علاوہ ازیں سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا صاحب نے شاعری کا شیوہ کس طرح اختیار فرمایا اور کیوں انہیں اس معاملہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی صفات عالیہ سے بطور ظل کے حصہ نہ ملا۔ کیونکہ حضور کے متعلق قرآن مجید کی سورہ یٰسین میں فرمایا گیا ہے کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (یٰسین، ۶۹) اور سورۃ شعراء میں شعراء کی مذمت کی اور یہ فرمایا گیا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ... يَفْعَلُوْنَ. (الشعراء، ۲۵۵-۲۲۶) اس حکم کے تحت میں تو مرزا صاحب کے نہ صرف وہ اقوال جو اشعار میں درج ہیں، بلکہ کوئی قول بھی معتبر نہیں رہتا۔

مدعیہ کے اس اعتراض کے جواب میں کہ مرزا صاحب نے حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم کی قسم سے کہا ہے، مدعا علیہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ میں حضرت مسیح کے اعجازی خلق کو مانتا ہوں۔ ہاں اس بات کو نہیں مانتا کہ حضرت مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرح حقیقی طور پر کسی مردہ کو زندہ کیا، یا حقیقی طور پر کسی پرندہ کو پیدا کیا۔ کیونکہ اگر حقیقی طور پر حضرت مسیح علیہ السّلام کے مردہ زندہ کرنے یا پرندے پیدا کرنے کو تسلیم کیا جاوے تو اس سے خدا تعالیٰ کی خلق اور اس کا احیاء مشتبہ ہو جائے گا اور عمل ترب کے متعلق وہ اپنے ایک الہام کے حوالہ سے یہ لکھتے ہیں کہ یہ عمل الترب ہے، جس کی اصل حقیقت کی زمانہ حال کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں۔ آپ نے اس عمل کو اپنے لیے اس لیے پسند نہ کیا کہ اس علمی زمانہ میں ایسے معجزات دکھلانے کی ضرورت نہ تھی اور حضرت مسیح کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو اُن کی فطرت میں مرکوز تھے، باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا، ورنہ انہیں بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔

۱۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۴۰

www.khatmenubuwwat.org

اس جواب کے متعلق بھی مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہر دوفریق کی طرف سے اس بارہ میں جو مواد پیش کیا گیا ہے، وہ اوپر دکھلایا جا چکا ہے، اس سے ہر دو کے دلائل کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کے متعلق مرزا صاحب کے جو دیگر اقوال ان کی کتب دافع البلاء اور ضمیمہ انجام آتھم وغیرہ سے پیش کیے اور یہ دکھلایا گیا ہے کہ ان میں بہت سی سب شتم درج ہے۔ ان کی بابت مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ ان میں عیسائی مخاطب ہیں۔ اور ان اقوال میں ان لوگوں کے اعتقادات کے مطابق جو ان کی کتابوں میں درج ہیں، انہیں الزامی جواب دیے گئے ہیں اور فنِ مناظرہ میں اس قسم کی روش عام طور پر اختیار کی جاتی ہے۔ اور اس کی تائید میں مدعا علیہ کی طرف سے دیگر علماء کے اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ مرزا صاحب کے ان اقوال کو اگر سیاق سباق عبارت سے ملا کر دیکھا جاوے تو مدعا علیہ کا یہ جواب حقیقت سے خالی معلوم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں ان دشنام آمیز الفاظ کو سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے اپنی شہادت میں بسلسلہ توہین عیسیٰ علیہ السّلام بیان نہیں کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں موجب ارتداد مرزا صاحب میں اس قسم کی کوئی چیز پیش نہیں کرتا جس میں کہ مجھے نیت سے بحث کرنی پڑے۔ بلکہ میں نے اس چیز کو لیا ہے جسے انہوں نے قرآن کی تفسیر بنایا ہے اور اُسے حق کہا ہے۔ اور جن چیزوں میں مجھے نیت کی تلاش رہتی وہ میں نے اپنی بحث سے خارج کر دیے ہیں اور انہیں موجب ارتداد قرار نہیں دیا۔

میں نے مرزا صاحب کی نیت پر گرفت نہیں کی، زبان پر کی ہے۔ اور نہ ہی وجہ ارتداد میں تعریض کو لیا ہے، بلکہ جس ہجو کو انہوں نے قرآن مجید سے مستند کیا اور اُسے قرآن مجید کی تفسیر گردانا اور جس ہجو کو اپنی جانب سے حق کہا، وہ اسے وجہ ارتداد سمجھتے ہیں۔ اور اس ضمن میں انہوں نے مرزا صاحب کے حسب ذیل اقوال داخل کیے ہیں۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ اور کہا ہے کہ اس سے تعریض اور تصریح دونوں قسم کی توہین ہوتی ہے۔ اور یہ کہ عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے معجزہ نہیں ہوا۔ اس سے صریح عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین ٹپکتی ہے۔ کیونکہ حق کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کے اپنے فیصلہ کے الفاظ ہیں۔ شاہ صاحب کی یہ رائے عین حق شناسی پر مبنی ہے۔ اور جن اقوال سے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کا نتیجہ نکالا ہے، ان سے واقعی ان کی توہین اخذ ہوتی ہے۔ باقی رہا کسی نبی کا دوسرے نبی سے افضل ہونے کا سوال، اس کے متعلق شاہ صاحب کے بیان کا حوالہ سے اوپر جواب دیا جا چکا ہے۔

چھٹی وجہ تکفیر بیان کردہ گواہان مدعیہ کا مدعا علیہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ تمام امت محمدیہ مشرک ہے، بلکہ جس عبارت کا حوالہ گواہان مدعیہ کی طرف سے دیا جا کر ہی نتیجہ نکالا گیا ہے، اس کے ساتھ ہی مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ پہلے مسلمانوں سے یہ قول غلطی سے صادر ہوا ہے، اور وہ لوگ خدا کے نزدیک معذور ہیں، کیونکہ انہوں نے عمداً غلطی نہیں کی۔ اور انہوں نے حیات مسیح کے عقیدہ کو مبداء شرک یا منجر الی الشرک قرار دیا ہے۔ اور اس کو شرک عظیم کہنا باعتبار مایول الیہ کے ہے، اور اس امر کو حق بلاغت میں مجاز مرسل سے شمار کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں، صرف یہ درج کیا جاتا ہے کہ حیات عیسیٰ کے مسئلہ پر فریقین کو بحث کرنے سے روک دیا گیا ہے، کیونکہ ان کی جس قسم کی حیات کے تمام

www.khatmenubuwat.org

مسلمان قائل ہیں، وہ ادراکِ انسانی سے باہر ہے۔ اس لیے اسے امر واقع کے طور پر ثابت کرنا ایک لاحاصل سعی ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ قرآن مجید کی رُو سے اس ظاہر زندگی کے علاوہ ایک اور قسم کی زندگی بھی ہے جس کو انسانی فہم اور عقل احاطہ نہیں کر سکتے، جیسا کہ شہداء کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور اس کے ہاں انہیں رزق ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو آیت: **لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا... مِنْ فَضْلِهٖ.** (آل عمران، ۱۶۹-۱۷۰) مدعیہ کی طرف سے یہ بھی کہا گیا کہ مرزا صاحب نے ایک لفظ ذریۃ البغایا استعمال کر کے تمام مسلمانوں کو ولد الزنا قرار دیا ہے۔ اس کا جواب مدعا علیہ کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ ذریۃ البغایا کے معنی وہ نہیں جو فریق مخالف نے لیے ہیں، کیونکہ ان معنوں کے لیے کوئی قرینہ موجود نہیں۔ ظاہر میں اس کے معنی ایک تو یہ ہیں کہ ہدایت سے دور ناشائستہ آدمی، جن کی حالت یہ ہے کہ ان کے دلوں پر مہریں ہیں، وہ انہیں قبول نہ کریں گے، یا یہ کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو لوگوں کا پیشوا اور امام سمجھتے ہیں، یعنی مولوی لوگ جو کفر کے فتوے لے کر شہر بشہر پھرتے ہیں، یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، کیونکہ بغایا کے معنی ہر اول کے ہوتے ہیں۔ نیز بغایا مطلق عورتوں کو بھی کہتے ہیں، چاہے وہ فاجرہ ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اس پر بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ اس لفظ کے استعمال اور طرزِ خطاب سے سمجھا جا سکتا ہے کہ وہاں اس لفظ سے کیا مراد ہے۔

مرزا صاحب اپنے مکذبین اور منکرین کو کافر کہنے سے مدعیہ کی طرف سے جو انہیں کافر کہا گیا ہے، اس کے متعلق مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب اپنے نہ ماننے والوں کو اس لیے کافر کہتے ہیں کہ جو شخص انہیں نہیں مانتا وہ انہیں مفتری قرار دے کر نہیں مانتا، اس لیے ان کی تکفیر کی وجہ سے وہ خود کافر بنتا ہے۔ لیکن یہ کو معقول جواب نہیں، کیونکہ ایک شخص اگر واقعہ میں کافر ہو تو اُسے کیوں کافر نہ کہا جاوے۔ اس طرح تو کسی پر بھی کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا، کیونکہ اسے کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ مرزا صاحب کے سچے یا جھوٹے نبی ہونے کے متعلق اوپر بحث کی جا چکی ہے، لہٰذا اِن دلائل کی رُو سے اگر کوئی شخص ان کو کافر کہتا ہے تو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خود پھر کیونکر کافر ہو جائے گا۔ اور اگر بالفرض محال یہ رائے درست بھی ہو تو پھر صرف ان لوگوں کو کافر کہنا چاہیے جو مرزا صاحب کو کاذب یا کافر کہیں جو اُن کی نہ تکذیب کرتے ہیں اور نہ تکفیر، انہیں کیوں کافر کہا جاتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہو کہ انہیں کافر کہنے کی یہ وجہ نہیں کہ وہ مرزا صاحب کو مفتری جان کر کافر کہتے ہیں، بلکہ اُس کی وجہ خود مرزا صاحب نے اپنی کتاب فتاویٰ احمدیہ، جلد اوّل، ص ۲۷۰ پر یہ بیان کی ہے کہ کسی کا کوئی عمل میرے دعویٰ اور دلیلوں اور میرے پہچاننے کے بغیر مفید نہیں ہو سکتا۔ پھر آگے اس کتاب کے صفحہ ۳۰۸ پر لکھتے ہیں کہ بہر حال حکم خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک شخص کو جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابلِ مواخذہ ہے۔[1] ان عبارات سے صاف اخذ ہوتا ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کو نہیں مانتا، خواہ ان کو کافر کہے یا نہ کہے، وہ مسلمان نہیں اور اس کا کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہے۔ مدعا علیہ کے گواہان نے ریاست ہٰذا کے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے اور یہ دکھلانے کے لیے کہ گواہان مدعیہ نے مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے خلاف فتویٰ تکفیر محض اپنے بغض اور عناد کی بناء پر اور اپنے بزرگان کے اقتدار کا خوگر ہونے کی وجہ سے دیا ہے، ورنہ دراصل مرزا صاحب ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہیں ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ، کہ

۱۔ تذکرہ، ص ۲۸۰، طبع چہارم

www.khatmenubuwwat.org

جن کا نہ صرف ریاست بہاولپور کا ایک حصہ معتقد اور مرید ہے بلکہ جن کے سندھ، بلوچستان اور پنجاب میں بھی بکثرت مرید پائے جاتے ہیں، کی ایک کتاب ''اشارات فریدی'' سے یہ دکھلایا ہے کہ ان کے نزدیک مرزا صاحب کسی عقیدہ اہل سنت والجماعت اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہیں پائے جاتے، بلکہ آپ ان کے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ وہ اپنے تمام اوقات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں اور حمایت دین پر کمر بستہ ہیں۔ اور کہ علمائے وقت تمام مذاہب باطلہ کو چھوڑ اِس نیک آدمی کے پیچھے پڑ گئے ہیں جو اہل سنت والجماعت میں سے ہے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔

اور خواجہ صاحب کی اس تحریر پر بڑی شرح اور بسط سے بحث کی جا کر یہ دکھلایا گیا ہے کہ یہ الفاظ خواجہ صاحب کے اپنے ہی ہیں اور انہوں نے مرزا صاحب کی کتابیں دیکھنے کے بعد یہ رائے قائم کی تھی۔ مدعیہ کی طرف سے بھی اس کا مفصل جواب دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب کی جو کتابیں خواجہ صاحب نے اس وقت تک دیکھیں تھیں، ان میں مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت درج نہ تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب کی ایک تحریر سے، جو آپ کی کتاب ''انجام آتھم''، صفحہ ۲۰ پر درج ہے، پایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب بھی بعد میں مرزا صاحب کے مکفر اور مکذب ہو گئے تھے۔ مرزا صاحب اس تحریر میں لکھتے ہیں کہ اب ہم ان مولوی صاحبان کے نام ذیل میں لکھتے ہیں کہ جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی، اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں مگر مفتری اور کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لیے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفر اور مکذب ہیں۔ اور اس کے ساتھ مرزا صاحب نے ہر دو گروہوں کی فہرستیں دی ہیں۔ اس فہرست میں میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور کا نام بھی درج ہے۔[1]

فریقین کی ان بحث ہائے کو مدنظر رکھتے ہوئے حسب ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے ایک مقدس اور نیک لوگوں کے گروہ کا نام صوفیاء ہے۔ ان صوفیائے کرام کو ذکر الٰہی، عبادت اور ریاضت سے جو ذوق اور حظ حاصل ہوتا ہے، اس میں ان پر تجلیات الٰہی وارد ہوتی ہیں اور ان کے قلب کی کچھ اس قسم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس سے وہ کچھ غیب کی خبروں پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ اس کو وہ الہام یا کشف کہتے ہیں اور بعض صوفیاء کرام نے اسے مجازی طور پر وحی سے بھی تعبیر کیا ہے۔ یہ لوگ اپنے نبی کی تعلیم کے تحت عمل پیرا ہوتے ہیں۔ نبی مامور من اللہ ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے براہِ راست غیب کی خبروں کی اطلاع دی جاتی رہتی ہے اور اُسے حکم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں تک پہنچائے، انہیں قیام کے دن سے ڈرائے اور آئندہ زندگی کے حالات سے مطلع کرے۔ اور جس ذریعہ سے انہیں یہ اطلاع ہوتی ہے، اسے وحی کہا جاتا ہے۔ اور وحی کی یہ اصطلاح انبیاء کے لیے ہی مختص ہے۔ دوسری جگہ اگر یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مجازی یا لغوی معنی لیے جاتے ہیں۔ انبیاء کو یہ وحی تین طریق پر ہوتی ہے یا تو اللہ تعالیٰ کوئی بات کسی نبی کے دل میں ڈال دیتا ہے، یا فرشتوں میں سے کوئی قاصد بھیج کر اس کے ذریعہ سے مطلع فرماتا ہے، یا پس پردہ خود کلام فرماتا ہے۔ یہ وحی چونکہ دخل شیطانی سے منزہ ہوتی ہے اس لیے قطعی سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا نہ ماننا کفر ہے۔ اولیاء کا الہام یا کشف گو دخل شیطانی سے پاک بھی ہو، تاہم نہ وہ قطعی ہوتا ہے اور نہ ہی دوسروں پر کوئی

۱۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۶۹-۷۲

www.khatmenubuwwat.org

حجت ہوتا ہے۔ بلکہ الہام اور کشف کے ذریعہ قرآن مجید کے معاف اور اسرار سمجھائے جاتے ہیں اور اس سلسلہ میں بعض اکابر صوفیائے کرام پر آیات قرآنی کا نزول بھی ہوتا ہے۔ ان آیات کو وہ اپنے اوپر چسپاں نہیں کرتے، بلکہ جیسے کسی سیاح کو دورانِ سیاحت میں اعلیٰ مقامات دکھلائے جاویں، اس طرح ان کو اعلیٰ مراتب روحانی کی سیر کرائی جاتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب جب اس میدان میں گامزن ہوئے اور اُن پر مکاشفات کا سلسلہ جاری ہونے لگا تو وہ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے اور صوفیائے کرام کی کتابوں میں وحی اور نبوت کے الفاظ موجود پا کر انہوں نے سابقہ اولیاء اللہ سے اپنا مرتبہ بلند دکھلانے کی خاطر اپنے لیے نبوت کی ایک اصطلاح تجویز فرمائی۔ جب لوگ یہ لفظ سن کر چونکنے لگے تو انہوں نے یہ کہہ کر انہیں خاموش کرنا چاہا کہ تم گھبراتے کیوں ہو، آنحضرت صلعم کے اتباع سے جس مکالمہ اور مخاطبہ کے تم لوگ قائل ہو، میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ یہ صرف لفظی نزاع ہے۔ سو ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ کوئی اصطلاح مقرر کرے۔ گویا انہوں نے نبی کے لفظ کو برعکس اس کی اصل اور عام فہم مراد کے یہاں اصطلاحی طور پر کثرت مکالمہ اور مخاطبہ پر حاوی کیا۔ اور یہ اصطلاح بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کی۔ اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اس لفظ کا استعمال کثرت سے اپنے متعلق کرنے لگے تو لوگ پھر چونکے۔ اس پر انہوں نے پھر یہ کہہ کر انہیں خاموش کیا کہ میں کوئی اصلی نبی تو نہیں بلکہ اس معنی میں کہ میں نے تمام کمال آنحضرت صلعم کے اتباع اور فیض سے حاصل کیا ہے، ظلی اور بروزی نبی ہوں۔ اور اس کے بعد انہوں نے ان آیات قرآنی کو، جو شاید کسی اچھے وقت میں ان پر نازل ہوئی تھیں، اپنے اوپر چسپاں کرنا شروع کر دیا۔ اور شدہ شدہ تشریعی نبوت کے دعویٰ کا اظہار کر دیا۔ لیکن صریح آیات قرآنی اور احادیث اور اقوال بزرگان سے جب انہیں اس میں کامیاب نظر نہ آئی تو انہوں نے اس دعویٰ کو ترک کر کے اپنے مفر نزول عیسیٰ علیہ السّلام کی احادیث میں جا تلاش کیا اور عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات کے بعد وحی ثابت کر کے یہ دکھلایا کہ ان احادیث کا اصل مفہوم یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی امت میں کسی شخص کو نبوت کا درجہ عطا کیا جائے گا، نہ یہ کہ حضرت مسیح ناصری واپس آئیں گے۔ مدعا علیہ کے ایک گواہ کے بیان سے یہ اخذ ہوتا ہے اور نامعلوم اس نے بطور خود یا مرزا صاحب کی کسی تجویز کی رُو سے یہ بیان دیا ہے کہ احادیث میں جو عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر آئی ہے، اس میں رسول اللہ صلعم سے ایک اجتہادی غلطی ہوگئی ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوئی ہیں جو آئندہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن حقیقت ان کے ظہور کے وقت نمایاں ہوتی ہیں اور اجتہادی غلطی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں یعنی کیفیت تحقق وقوع کے لحاظ سے ہر نبی سے ممکن ہے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلعم سے بھی۔ اس کی مثال اُس نے بخاری کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر یہ دی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک رویا کی بناء پر یہ سمجھا کہ وہ حجر یمامہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ لیکن آپ جس وقت مدینہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ پر اس پیشگوئی کی حقیقت کھلی کہ اس سے مراد مدینہ تھا۔ اور کہ جب نبی سے اجتہادی غلطی ممکن ہوئی تو پیشگوئی کے پورا ہونے کے وقت اصل حقیقت پیشگوئی کی منکشف ہو جائے گی۔ اور کہ امتی کو پیشگوئی کے تحقق وقوع کا علم ہو جاتا ہے۔ غرض مرزا صاحب نے سابقہ مراحل سے گزرنے کے بعد بڑھ چڑھ کر اپنے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ کا اظہار شروع کر دیا اور نبوت کو پھر ایک ایسا گورکھ دھندہ بنا دیا کہ جو نہ تو لوگوں کی سمجھ میں آ سکا ہے اور نہ ہی ان کے اپنے متبعین، جیسا کہ اوپر دکھلایا جا

www.khatmenubuwwat.org

چکا ہے، ان کے مرتبہ کو بخوبی سمجھ سکے ہیں، بلکہ خود خدا کو بھی نعوذ باللہ ان کے نبی بنانے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ جب خداوند تعالیٰ نے یہ محسوس فرمایا کہ نعوذ باللہ اس کے حبیب سے ایک اجتہادی غلطی ہوگئی ہے۔ اب ان کی آن رکھنے کے لیے اور مرزا صاحب کو نبوت کا مرتبہ عطا فرمانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بقول مرزا صاحب پہلے تو ان تمام پیشگوئیوں کو، جو قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق تھیں، مرزا صاحب کی طرف پھیر دیا۔ اور پھر انہیں کبھی مریمؑ بنایا اور کبھی عیسیٰؑ۔ اور اس کے بعد بارش کی طرح وحی کر کے یہ جتلایا کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو چکے ہیں، اب تم بلاخوف وخطر نبی ہونے کا دعویٰ کر دو۔ اور جہاں پہلے وہ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى (طٰہٰ، ۱۳) اور يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَاَنْذِرْ (المدثر، ۱-۲) کی تحکمانہ وحی کے ذریعہ سے نبیوں کو چوکنا کر کے اپنی طرف سے مامور فرمایا کرتا تھا، وہاں مرزا صاحب کے لیے اسے نعوذ باللہ مختلف حیل اختیار کرنے پڑے۔ مرزا صاحب کے اس طرزِ عمل سے نبی بننے سے یہ بات خود واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نبوت کے عہدے ختم ہو چکے تھے، کیونکہ اس نے پہلے تو مرزا صاحب کے لیے نبوت کی اصطلاح تجویز فرمائی، پھر وہ جب اس سے خوش نہ ہوئے تو اُن کو نبی کا خطاب عطا فرما دیا، جیسا کہ نواب اور راجہ کے خطابات گورنمنٹ سے ان لوگوں کو بھی عطا فرمائے جاتے ہیں جو صاحب ریاست نہ ہوں۔ لیکن جب مرزا صاحب کی اس سے بھی تشفی نہ ہوئی، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یا ولدی بھی فرما چکا تھا اور اس خیال سے کہ رسول اللہ صلعم کو چونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خاتم النبیّین کر چکا تھا، وہ بھی کسی دوسرے نبی کے بننے سے خفا نہ ہوں، مرزا صاحب کو آپ کا ظل بنا دیا گیا اور آ کر کار جب ان کی خوشی نبی بننے میں ہی دیکھی اور یہ بھی خیال آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو آخر زمانہ میں بھجوانے کا وعدہ ہو چکا ہے تو انہیں مار کر مرزا صاحب کو نبی بنا دیا گیا۔ استغفر اللہ!

گواہ مدعا علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی سے بھی اجتہادی غلطی ہوسکتی ہے تو پھر اس کا کیا اعتبار ہے کہ مرزا صاحب سے یہ غلطی نہ ہوئی ہوگی، خصوصاً جبکہ مرزا صاحب رسول اللہ صلعم کے ظل بھی ہیں۔ غیر اغلب ہے کہ اصل کی فطرت ظل کی فطرت پر اثر انداز نہ ہوئی ہو۔ اور علاوہ ازیں مرزا صاحب اپنے اقرار کے مطابق آنحضرت صلعم سے زیادہ ذکی بھی نہیں پائے جاتے، کیونکہ خداوند تعالیٰ کی کئی سال کے متواتر وحی کے بعد انہوں نے یہ جا کر سمجھا کہ وہ نبی ہو چکے، اس لیے ممکن ہے کہ انہوں نے وحی الٰہی کا مفہوم غلط سمجھ کر دعویٰ نبوت کر دیا ہو۔ مرزا صاحب کی اپنی تصریحات سے یہ پایا جاتا ہے کہ انہیں امتی ہونے کے وقت نزولِ مسیح کے متعلق وقوع کا علم نہیں ہوا، بلکہ جب ان کو نبوت کا خطاب مل چکا اُس کے بعد انہیں یہ جتلایا گیا کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں۔ اس لیے مدعا علیہ کے گواہ کا یہ کہنا کہ امتی کو وقوع کے وقت تحقق وقوع کا علم ہو جاتا ہے۔ مرزا صاحب کی اپنی تصریحات سے باطل ہو جاتا ہے۔ گواہ مذکور نے رسول اللہ صلعم کی جس حدیث کا حوالہ دے کر یہ کہا ہے، آپ سے اجتہادی غلطی کا وقوع ممکن ہے، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے ہجرت کے وقت کوئی غلطی فرمائی۔ گواہ مذکور کی یہ حجت اس وقت صحیح ہوتی کہ جب آپ بجائے مدینہ کے حجر یمامہ کی طرف تشریف لے جاتے اور پھر وہاں سے مدینہ عالیہ کی طرف لوٹتے، وہاں جانے کے متعلق آپ کا صرف ایک خیال تھا جو وقوع میں نہ آیا۔ اور اس رویا پر عمل اس طرح ہوا جس طرح مشیت ایزدی میں مقدر تھا۔ خود اس مثال سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر نبی کو کسی طرح غلط فہمی ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے فوراً رَفع کر دیا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ صدیوں

www.khatmenubuwwat.org

تک وہ غلطی چلی جائے اور نہ خود نبی پر اور نہ اس کے کامل متبعین پر اس کا افشاء ہو، اس لیے یہ کہنا بڑی دیدہ دلیری ہے کہ رسول اللہ صلعم سے نزول عیسیٰ علیہ السّلام کی پیشگوئی بیان کرنے میں اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے پھر اخیر عمر میں جا کر اپنے دعویٰ کی غلطی کو محسوس کیا اور پھر اصطلاحی نبوت کو ہی جا کر قائم کیا، جس سے انہوں نے اپنے دعویٰ کی ابتداء شروع کی تھی۔ جیسا کہ ان کے اس خط سے جو انہوں نے وفات سے دو تین یوم قبل اخبار عام کے ایڈیٹر کے نام لکھا تھا، ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں درج ہے کہ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ ان تمام واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے بجا طور یہ کہا ہے کہ مرزا صاحب کی کتابیں دیکھنے سے یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ ان کی ساری تصانیف میں صرف چند ہی مسائل کا تکرار اور دور ہے۔ ایک ہی مسئلہ اور ایک ہی مضمون کو بیسوں کتابوں میں مختلف عنوانوں سے ذکر کیا ہے۔ اور پھر سب اقوال میں اس قدر تفاوت اور تعارض پایا جاتا ہے اور خود مرزا صاحب کی ایسی پریشان خیالی ہے اور بالقصد ایسی روش اختیار کی ہے کہ جس سے نتیجہ گڑبڑ ہے اور ان کو بوقت ضرور مخلصی اور مفر باقی رہے۔ چنانچہ کہیں تو وہ ختم نبوت کے عقیدہ کو اپنے مشہور اور اجماعی معنی کے ساتھ قطعی اور اجماعی عقیدہ کہتے ہیں اور کہیں ایسے عقیدہ بتلانے والے مذہب کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دیتے ہیں۔ کہیں عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کو تمام امت محمدیہ کے عقیدہ کے موافق متواترات دین میں داخل کرتے ہیں اور اس پر اجماع ہونا نقل کرتے ہیں، اور کہیں اس عقیدہ کو مشرکانہ عقیدہ بتلاتے ہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، اسلام کے اہم اور بنیادی مسائل میں سے ہے اور خاتم النبیّین کے جو معنی مدعا علیہ کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں، آیات قرآنی اور احادیث صحیح سے اس کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ اس کے صحیح معنی وہی ہیں جو گواہانِ مدعیہ نے بیان کیے ہیں۔ مدعا علیہ کی طرف سے اس ضمن میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ حدیث ہے کہ قرآن شریف کی ہر آیت کے ایک ظاہری معنی ہیں اور ایک باطنی، اور کہ تاویل کرنے والے کو کافر نہیں سمجھا گیا۔ اس کا جواب سیّد انور شاہ صاحب گواہِ مدعیہ نے یہ دیا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں۔ اور باوجود قوی نہ ہونے کے اس کی مراد میرے نزدیک صحیح ہے۔ اس حدیث میں لفظ بطن سے تو جو کچھ رسول اللہ صلعم کے دل میں تھا، وہ سب منکشف نہیں ہے۔ مجملاً ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن کی مراد وہ ہے کہ قواعد لغت اور عربیت سے اور ادلہ شریعت سے علماء شریعت سمجھ لیں۔ اور اس کے تحت میں قسمیں ہیں۔ اور بطن سے یہ مراد ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ممتاز بندوں کو ان حقائق سے سرفراز کر دے اور بہتوں سے وہ خفی رہ جائیں، لیکن ایسا کوئی بطن جو مخالف ظاہر کے ہو، اور قواعد شریعت رد کرتے ہوں، مقبول نہ ہوگا اور رَد کیا جائے گا۔ اور بعض اوقات باطنیت اور الحاد کی حد تک پہنچا دے گا۔ حاصل یہ ہے کہ ہم مکلّف فرمانبردار بندے اپنے مقدور کے موافق ظاہر کی خدمت کریں اور بطن کو سپرد کریں۔ خدا کے تاویل کے متعلق ان کا یہ جواب ہے کہ اخبار احاد کی تاویل اگر کوئی شخص قواعد کے مطابق کرے تو اس کے قائل کو بدعتی نہیں کہیں گے۔ اگر قواعد کی رُو سے صحیح نہیں تو وہ خاطی ہے۔ آیات قرآنی متواتر ہیں اور قرآن و حدیث جو نبی کریم سے ہم تک پہنچا، اس کی دو جانبیں ہیں، ایک ثبوت کی، دوسری دلالت کی۔ ثبوت قرآن کا متواتر ہے۔ اس تواتر کا اگر کوئی انکار کرے تو پھر قرآن کے ثبوت کی اس کے پاس کوئی صورت نہیں۔ اور

www.khatmenubuwwat.org

ایسا ہی جو شخص تواتر کی صحت کا انکار کرے، اس نے دین ڈھا دیا۔ دوسری جانب دلالت ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ مطلب پر رہنمائی کرنا، دلالت قرآن کی کبھی قطعی ہوتی ہے اور کبھی ظنی۔ اگر اجماع ہو جائے صحابہ کا اس کی دلالت پر یا کوئی اور دلیل عقلی یا نقلی قائم ہو جائے کہ مدلول یہی ہے تو پھر وہ دلالت بھی قطعی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن سارا بسم اللہ سے لے کر والناس تک قطعی الثبوت ہے۔ دلالت میں کہیں ظنیت ہے اور کہیں قطعیت۔ لیکن قرآئن کے معنی سے دلالت بھی قطعی ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں تاویل اوامر و نواہی میں ہوسکتی ہے، اخبار میں نہیں ہوسکتی، جیسا کہ مدعیہ کے گواہ مولوی نجم الدین صاحب نے بیان کی ہے۔ اس بحث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ آیت خاتم النبیّین قطعی الدلالت ہے اور اس کے بطن کے معنی ایسے نہیں ہو سکتے کہ جو رسول اللہ صلعم کے خاتم النبیّین بمعنی آخری نبی سمجھنے کے منافی ہوں، اور چونکہ یہ اجماعی عقیدہ ہے اس لیے مذکور بالا معنی سے انکار کفر ہے مدعا علیہ کی طرف سے جو یہ کہا گیا ہے کہ تاویل کرنے والے کو کافر نہیں سمجھا گیا اور جن مسائل کی بناء پر اس نے ایسا کہا ہے، وہ اس قبیل کے نہیں جیسا کہ مسئلہ ختم نبوت۔ لہٰذا یہ قرار دیا جاتا ہے کہ خاتم النبیّین کے جو معنی مدعیہ کی طرف سے کیے گئے ہیں اور اس معنی کے تحت جو عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے، اس عقیدہ سے انحراف و ارتداد کی حد تک پہنچا ہے اور کہ آنحضرت کے بعد عہدہ نبوت اور وحی نبوت منقطع ہو چکے ہیں۔ مرزا صاحب صحیح اسلامی عقائد کی رُو سے نبی نہیں ہو سکتے اور اُن کے نبی نہ ہونے کی تائید میں ایک یہ امر بھی ہے کہ اُن کے متبعین میں سے ایک گروہ جو لاہوری کہلاتے ہیں، انہیں نبی تسلیم نہیں کرتے۔ لہٰذا اُن کے مخالف جملہ فرقوں کے نزدیک اور ان کے ایک موافق فرقہ کی رائے میں رسول اللہ صلعم کا خاتم النبیّین بمعنی آخری نبی ہونا ثابت ہے۔ اس لیے مرزا صاحب کی نبوت کا دعویٰ کسی حالت میں بھی درست نہیں۔ ظلی اور بروزی نبی اگر آنحضرت صلعم کے کمال اتباع سے ہونے ممکن ہوتے تو اس قسم کے نبی مرزا صاحب کے آنے سے قبل کئی آ چکے ہوتے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب کو درجہ کمال بھی اُس وقت حاصل ہوسکتا تھا کہ اس قسم کے اور کئی نبی پیدا ہو چکے ہوتے۔ کیونکہ ہر جنس کا کمال اس بات کو مستلزم ہے کہ اس کے اور ناقص افراد موجود ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلعم بھی اسی لیے افضل الانبیاء ہیں کہ سلسلہ رسالت اور نبوت میں دیگر انبیاء منسلک ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خاتم الاولیاء ظاہر کر کے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ولایت ختم کر چکے، لیکن اس سے وہ ولی ہی شمار ہوں گے، نبی نہیں سمجھے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے افاضہ روحانی سے اگر نبوت مل سکتی ہے تو ضرور ہے کہ ان سے قبل ایسے نبی آتے کہ جن کے بعد انہیں درجۂ کمال حاصل ہوتا۔ مدعیہ کی طرف سے یہ درست کہا گیا ہے کہ ظلی اور بروزی کی اصطلاحیں دراصل الفاظ ہیں، ورنہ دراصل مرزا صاحب کی مراد اس سے اصل نبوت سے ہے۔ جیسا کہ اُس کی تشریح بعد میں ان کے خلیفہ ثانی نے کی کچھ شک نہیں کہ یہ الفاظ مغالطہ پیدا کرنے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ ورنہ ان کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی شرع میں اس قسم کے الفاظ پر کسی عقیدہ کا حصر ہے۔ مرزا صاحب نے یہ بیان کر کے کہ اس قسم کی نبوت قیامت تک جاری ہے، اسلام میں ایک فتنہ کی بناء ڈالی ہے۔ اور ناممکن نہیں کہ ان کے بعد کوئی اور شخص دعویٰ نبوت کرے۔ ان کی کارگزاری کو بھی ملیا میٹ کر دے۔ اس طرح مذہب سے امان اٹھ جائے گی، اس لیے بھی رسول اللہ صلعم کا آخری نبی ماننا علاوہ عقائد صحیح میں سے ہونے کے از بس ضروری ہے۔ مرزا صاحب رسول اللہ صلعم کو آخری نبی نہیں مانتے اس لیے ان کا اسلام کے اس بنیادی مسئلہ سے انکار کفر کی حد تک پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے دیگر عقائد بھی ان عقائد کے مطابق نہیں

www.khatmenubuwwat.org

پائے جاتے جس کی آج تک امت مرحومہ پابند چلی آئی ہے۔ خدا کا تصور اس نے تیندوے سے تشبیہ دے کر ایسا پیش کیا ہے کہ جو سراسر نص قرآنی کے خلاف ہے۔ اور اس طرح یہ بیان کر کے کہ خدا خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی، اور روزے رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے، انہوں نے ایک ایسے عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ جو سراسر نصوص قرآنی کے خلاف ہے۔ انہوں نے آیات قرآنی کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ جیسا کہ ایک آیت: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی (توبہ،۳۳) کے متعلق انہوں نے یہ کہا کہ اس میں میرا ذکر ہے۔ اور دوسرے الہام بالفاظ محمد رسول اللہ بیان کر کے یہ کہا کہ اس میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔ اس طرح اور کئی ایسی صریح عبارات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ آیات قرآنی کو اپنے اوپر چسپاں کرتے تھے، اس سے بھی رسول اللہ صلعم کی توہین کا نتیجہ درست اخذ کیا گیا، اس طرح ان کے بعض اقوال سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بھی توہین ظاہر ہوتی ہے اور حضرت مریم کی شان میں مرزا صاحب نے جو کچھ کہا ہے اور جس کا حوالہ شیخ الجامعہ صاحب گواہ مدعیہ کے بیان میں ہے اور جس کا مدعا علیہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا، اس سے قرآن شریف کی صریح آیات کی تکذیب ہوتی ہے۔ یہ تمام امور ایسے ہیں کہ جن سے سوائے مرزا صاحب کو کافر قرار دینے کے اور کوئی نتیجہ اخذ نہیں ہوتا۔ مدعا علیہ کی طرف سے مرزا صاحب کی بعض کتب کے حوالے دیے جا کر یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ اس کا جواب سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے خوب دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ایک جگہ کلمات توہین ثابت ہو گئے تو اگر ہزار جگہ کلمات مدحیہ لکھے ہوں اور ثناء خوانی بھی کی ہو تو وہ کفر سے نجات نہیں دلا سکتے، جیسا کہ تمام دنیا اور دین کے قواعد مسلمہ اس پر شاہد ہیں کہ اگر ایک شخص تمام عمر کسی کا اتباع اور اطاعت گزاری کرے اور مدح وثناء کرتا رہے، لیکن کبھی کبھی اس کی سخت ترین توہین بھی کر دے تو کوئی انسان اس کو مطیع اور معتقد واقعی نہیں کہہ سکتا۔

مدعا علیہ کی طرف سے دیگر صوفیائے کرام کے بعض ایسے اقوال جو مرزا صاحب کے بعض اقوال کے مشابہ ہیں، بیان کیے اور یہ کہا گیا ہے کہ ان اقوال کی بناء پر پھر ان بزرگان کو کیونکر مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ اس کا جواب بالفاظ سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ درج کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اولیاء اللہ کو اُن کی طہارت، تقویٰ اور تقدس کی خبریں سن کر اور ان کے شواہد افعال و اعمال اور اخلاق سے تائید پا کر ولی مقبول تسلیم کر لیا ہے۔ اور قرائن اور نشانیوں سے جو خارج معبوث عنہ سے ہوں، یعنی انہی شطحیات سے ان کی ولایت ثابت نہ کرتی ہو، بلکہ ولایت ان کی خارج سے پایۂ ثبوت کو پہنچی ہو، جو طریقہ ثبوت کا ہے، اس کے بعد کہ ہم نے کسی کی ولایت تسلیم کی اور ہم اس تسلیم میں صواب پر تھے تو اس کے بعد اگر کوئی کلمہ مغائر یا موہم ہمارے سامنے پڑتا ہے تو ہم اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کی توجیہ کریں اور محل نکالیں، اور یہ کہ اس کا ٹھکانہ کیا ہے۔ شطحیات کو ہی پہلے پیش کرنا اور اس پر ولایت کا جمگھٹ جمانا، نافہم اور جاہل کا کام ہے۔ کسی شخص کی راست بازی اگر جداگانہ تجارب سے اور جو طریقہ راست بازی ثابت کرنے کا ہے، ثابت ہوئی ہو، تو پھر اگر کوئی کلمہ موہم اور مغالطہ میں ڈالنے والا اس کا سامنے آ گیا تو منصف طبیعتوں کے ذہن اُس کی توضیح کریں گے اور عمل نکالیں گے۔ یہ عاقل کا کام نہیں ہے کہ راست بازی کسی کی ثابت ہونے سے پیشتر وہی کلمات مغالطہ پیش کر کے مسلمہ الثبوت مقبولوں پر قیاس کرے اور کہے کہ فلاں نے ایسا کیا، فلاں نے ایسا کیا۔ اس کا جواب مختصر یہ ہوگا کہ فلاں کی راست بازی جداگانہ اگر ہمیں کسی طریقہ اور دلیل سے معلوم ہے تو ہم محتاج توجیہ ہوں گے۔ اور اگر زیر بحث یہی کلمات ہیں اور اس

www.khatmenubuwwat.org

سے پیشتر کچھ سامان خیر کا ہے ہی نہیں تو ہم یہ کھوٹی پونجی اُس کے منہ پر ماریں گے۔

مدعا علیہ کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ علماء نے یہ کہا ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ اور کہ جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہے، اس کو بھی کافر کہنا درست نہیں، وغیرہ وغیرہ۔ ان شبہات کا جواب بھی شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے خود دیا ہے، جو انہیں کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بات کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، بے علمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے، کیونکہ حسب تصریح واتفاق علماء اہلِ قبلہ کے یہ معنی نہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کرے، وہ مسلمان ہے، چاہے سارے عقائد اسلام کا انکار ہی کرے۔ قرآن مجید میں منافقین کو عام کفار سے زیادہ کافر ٹھہرایا گیا ہے۔ حالانکہ وہ فقط قبلہ ہی کی طرف منہ ہی نہیں کرتے تھے، بلکہ تمام ظاہری احکام اسلام ادا کرتے تھے۔ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہ اتفاق کیا ضروریات دین پر۔ اور یہ جو مسئلہ ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں، اس کی مراد یہ ہے کہ کافر نہیں ہوگا جب تک کہ نشانی کفر کی اور علامتیں کفر کی اور کوئی چیز موجبات کفر میں سے نہ پائی گئی ہو۔

دوسرا شبہ یہ کہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام ارکانِ اسلام کے پابند اور تبلیغ اسلام میں کوشش کرنے والے ہیں، پھر ان کو کیسے کافر کہا جائے۔

اس کے جواب میں انہوں نے ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ یہ قوم جس کے متعلق آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ دینِ اسلام سے صاف نکل جائے گی اور ان کے قتل کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ یہ لوگ نماز روزے کے پابند ہوں گے، بلکہ ظاہری خشوع اور خضوع کی کیفیات بھی ایسی ہوں گی کہ ان کے نماز روزے کے مقابلے میں مسلمان اپنے روزے کو بھی ہیچ سمجھیں گے، لیکن اس کے باوجود جبکہ بعض ضروریات دین کا انکار اُن سے ثابت ہوا تو اُن کی نماز، روزہ وغیرہ ان کو حکم کفر سے رہا نہ کرسکی۔

تیسرا شبہ یہ ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ فقہاء نے ایسے شخص کو مسلمان ہی کہا ہے جس کی کلام میں ۹۹ وجہ کفر کی موجود ہو اور صرف ایک وجہ اسلام کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ:

اس کا منشاء بھی یہی ہے کہ بعض فقہاء کے الفاظ دیکھ لیے گئے اور اس کے معنی سمجھنے کی کوشش نہ کی گئی، اور ان کے وہ اقوال دیکھے جن میں صراحتاً بیان کیا گیا ہے کہ یہ حکم اپنے عموم پر نہیں ہے بلکہ اس وقت ہے جبکہ قائل کا صرف ایک کلام میں مفتی کے سامنے آوے۔ اور قائل کا کوئی دوسرا حال معلوم نہ ہو اور نہ اس کے کلام میں کوئی ایسی تصریح ہو جس سے معنی کفر متعین ہو جائے تو ایسی حالت میں مفتی کا فرض ہے کہ معاملہ تکفیر میں احتیاط برتے۔ اور اگر کوئی خفیف سے خفیف احتمال ایسا نکل سکے جس کی بناء پر یہ کلام کلمہ کفر سے بچ جائے تو اس احتمال کو اختیار کر لے۔ اور اس شخص کو کافر نہ کہے، لیکن اگر ایک شخص کا یہی کلمہ کفر اس کی سینکڑوں تحریرات میں بعنوانات و الفاظ مختلف موجود ہو، جس کو دیکھ کر یہ یقین ہو جائے کہ یہی معنی، معنی کفری مراد لیتا ہے یا خود اپنے کلام میں معنی کفری کی تصریح کر دے تو باجماع فقہاء اس کو ہرگز مسلمان نہیں کہہ سکتے، بلکہ قطعی طور پر ایسے شخص پر کفر لگایا جائے گا۔

چوتھا شبہ یہ ہے کہ اگر کوئی کلمۂ کفر کسی تاویل کے ساتھ کہا جاوے تو کفر کا حکم نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی

www.khatmenubuwat.org

تصریحات فقہاء سے ناواقفیت کا رُکن ہے۔حضرات فقہاء اور متکلمین کی تصریحات موجود ہیں کہ تاویل اس کلام اور اس چیز میں مانع تکفیر ہوتی ہے جو ضروریات دین میں سے نہ ہو۔لیکن ضروریات دین میں اگر کوئی تاویل کرے اور اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی نیا معنی تراشے تو بلاشبہ اس کو کافر کہا جائے گا۔اسے قرآن مجید نے الحاد اور حدیث نے اس کا نام زندیقی رکھا ہے۔زندیق اُسے کہتے ہیں جو مذہبی لٹریچر بدلے، یعنی الفاظ کی حقیقت بدل دے۔مرزا صاحب نے جیسا کہ اوپر دکھلایا جا چکا ہے، بہت سے اسلامی عقائد کے حقائق بدل دیے ہیں، گو اُن کے الفاظ وہی رہنے دیے ہیں۔اس لیے ان کو حسب تصریحات مذکورہ بالا کافر ہی قرار دینا پڑے گا۔اور ان عقائد کے تحت ان کا اتباع کرنے والا بھی اس طرح ہی کافر سمجھا جائے گا۔

مدعا علیہ کی طرف سے گواہان مدعیہ پر ایک یہ اعتراض بھی وارد کیا گیا ہے کہ وہ دیوبندی عقائد سے تعلق رکھنے والے ہیں اور علمائے دیوبند کے خلاف فتویٰ تکفیر شائع ہو چکا ہے، اس لیے ایک شخص جو خود کافر ہو، وہ کس طرح دوسرے کے متعلق کفر کا فتویٰ دے سکتا ہے۔اس کا جواب مدعیہ کی طرف سے ایک تو یہ دیا گیا ہے کہ اس کے تمام گواہان دیوبندی صاحبان نہیں ہیں، مثلاً شیخ الجامعہ صاحب، مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی نجم الدین صاحب۔دوسرا دیوبندی صاحبان کے خلاف فتویٰ تکفیر ایک غلط فہمی کی بناء پر دیا گیا تھا، جو بعد میں واپس لیا جا چکا ہے۔اگر یہ صحیح نہ بھی ہو تو بھی مدعا علیہ کی حجت اس بناء پر صحیح نہیں کہ ان کی رائے کو بطور فتویٰ قبول نہیں کیا گیا، بلکہ ان کی پیش کردہ دلائل پر مدعا علیہ کے پیش کردہ دلائل کے مقابلہ میں تنقید کی جائز رائے قائم کی گئی ہے، اس لیے چاہیے کہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہوں، ان کی ذاتی رائے پر کوئی عمل نہیں کیا گیا، بلکہ دیکھا گیا ہے کہ قرآن شریف اور احادیث کی رُو سے کس فریق کے دلائل صحیح ہیں اور کس کے غلط۔اس لیے ان کے خلاف اگر کوئی فتویٰ تکفیر ہو بھی تو اس معاملہ پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

اس کے علاوہ مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ مدراس ہائی کورٹ نے اپنے فیصلہ میں یہ قرار دیا تھا کہ اس سوال کو عقائد قادیانی سے ارتداد واقع ہوتا ہے یا نہ۔علماء السّلام ہی بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں، لہٰذا علمائے اسلام کی تحقیق کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جن لوگوں نے اس مقدمہ میں شہادتیں دی ہیں اور اس پر فتویٰ کفر لگایا ہے، وہ خود بھی مسلمان ہیں یا نہ۔اور اس طرح فیصلہ کرنے والے کا مسلمان ثابت ہونا بھی ضروری ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ ہر دو فریق کا ادعا ہے کہ وہ مذہب اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔لیکن چند اہم اور بنیادی مسائل کے متعلق ہر دو کا اختلاف ہے اور وہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، لہٰذا اس بارہ میں عام دنیاوی اصول کے مطابق رائے اس فرقہ کی غالب سمجھی جائے گی، جس میں اکثریت ہو۔یہ اکثریت جحت مدعیہ پائی جاتی ہے اس لیے فریق مدعیہ کی رائے ہی غالب رہے گی۔اور اسے مسلمان اور اقلیت کو کافر سمجھا جاوے گا۔لہٰذا اس قرارداد کے تحت مدعیہ کے کسی گواہ کے خارجی طور پر مسلمان ثابت کیے جانے کی ضرورت نہیں اور فیصلہ کنندہ بھی اس ذیل میں مسلمان شمار ہوگا۔علاوہ ازیں مدعا علیہ نے اپنی بحث میں جب مدراس ہائی کورٹ کے فیصلہ کو شرعاً درست تسلیم کر کے اپنے اوپر حجت مان لیا ہے تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ شرعاً عدالت ہٰذا کا فیصلہ اس پر حجت نہ ہو سکے۔

گواہانِ مدعیہ پر مدعا علیہ کی طرف سے کنایتہً اور بھی کئی ذاتی حملے کیے گئے ہیں، مثلاً انہیں علماء سوء کہا گیا اور یہ کہا گیا ہے

www.khatmenubuwwat.org

کہ رسول اللہ صلعم نے خود ہی ایسے مولویوں کو جو ذریۃ البغایا میں مخاطب ہیں، بندر اور سور کا لقب دیا ہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ وہ آسمان کے نیچے سب سے بدتر مخلوق ہوں گے، لیکن ملاحظہ مثل سے ہر عقلمند آدمی اندازہ لگا سکتا ہے کہ طرفین کے علماء میں سے ان احادیث کا صحیح مصداق کون ہے۔

مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں ایک اور مسئلہ پر بھی مختصر بحث کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو اس لیے بھی نبی سمجھتے ہیں کہ انہیں مسیح موعود ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ اور مسیح موعود کو چونکہ احادیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے، اس لیے مرزا صاحب نبی اللہ ہوئے، اس کے متعلق جیسا کہ اوپر دکھلایا گیا ہے، مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں اور آخر زمانہ میں وہی آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اور وہ چونکہ پہلے سے نبی اللہ ہیں، اس لیے پھر بھی نبی اللہ ہوں گے، مگر وہ عمل شریعت محمدیہ پر کریں گے، اپنی شریعت پر نہیں چلیں گے۔ اس کی مثال مدعیہ کی طرف سے یہ دی گئی ہے کہ جیسے کسی دوسرے علاقہ کا گورنر، کسی دوسرے گورنر کے علاقہ میں چلا جائے تو وہاں اپنے عہدہ کے لحاظ سے گو وہ گورنر شمار ہوگا، لیکن دوسرے گورنر کے علاقہ میں وہ اس گورنر کی حکومت کے تابع ہو کر رہے گا، اپنے علاقہ کے قوانین یا آئین پر عمل پیرا نہیں ہو سکے گا، اس لیے رسول اللہ صلعم چونکہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے مبعوث ہوئے ہیں، اس لیے قیامت تک آپ کی شریعت ہی نافذ رہے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اس شریعت کے تحت عمل پیرا ہوں گے۔

اس مثال سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا امتی ہونا تو واضح ہو جاتا ہے لیکن آجکل کے تعلیم یافتہ لوگوں کو نزول مسیح کا عقیدہ بہت عجب معلوم ہوتا ہے اور اُن کے ذہن میں اس بات کو قبول نہیں کرتے کہ کس طرح ایک شخص کئی ہزار سال کے بعد دنیا میں واپس آ سکتا ہے۔ شک نہیں کہ علوم جدیدہ کی روشنی میں یہ مسئلہ بہت کچھ قابلِ اعتراض معلوم ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ مولانا محمود علی صاحب اپنی کتاب ''دین و آئین'' میں لکھتے ہیں، اس قسم کے اعتراضات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جواب دینے والے بالعموم یہ روش اختیار کرتے ہیں کہ جن قباحتوں کے چہرہ پر موجودہ مسلمات کا روغن قازمل دیا جاتا ہے، ان کو قباحت سمجھنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں دیکھتے اور جس جملہ کے ساتھ فلسفہ اور سائنس کا نقارہ بجتا ہوا سن پاتے ہیں، اپنے ہوش و حواس کو اس کے مقابلہ پر قائم رکھنے کی جرأت نہیں کرتے اور ایک مجرم کی طرح اپنی بریت کی یہی صورت دیکھتے ہیں کہ اپنے فعل کو دلیری کے ساتھ حق بجانب ثابت کرنے کی بجائے ہاتھ جوڑ کر اس کے ارتکاب سے انکار کریں اور مذہب کی حمایت میں صرف یہ کہہ کر دامن چھڑائیں کہ جس مسئلہ پر اعتراض ہے، وہ اسلامی اصول میں داخل نہیں۔ مولانا موصوف آگے لکھتے ہیں، ایسے اعتراضوں کے ایسے جواب آجکل فیشن میں داخل ہیں اور جواب دینے والے گویا یقین کر لیتے ہیں کہ تہذیب جدید جس امر پر قبیح ہونے کا فتویٰ صادر کرتی ہے، اس میں کوئی حسن باقی نہ رہا ہوگا۔ ان کا بس چلتا ہے تو قرآن و حدیث پر ان دونوں سے جس طرح بن پڑتا ہے، رہائی پانے کی سبیل نکال لیتے ہیں۔ اپنے ذاتی خیالات کو اسلام اور ایسے اسلام کو سب اعتراضوں سے پاک تصور کر لیتے ہیں۔

مسئلہ نزول مسیح بھی اسی قبیل کا ہے کہ جس پر اس قسم کے اعتراض وارد کیے جاتے ہیں، لیکن جو شخص قرآن پر اعتقاد رکھتا ہے، اسے اس پر یقین رکھنے میں کوئی تردد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں ایک شخص کو سو سال کے بعد زندہ کرنے کا واقعہ موجود

www.khatmenubuwwat.org

ہے۔ اسی طرح اصحابِ کہف تین سو سال سے زائد عرصہ تک غار میں بحالت خواب پڑے رہے، اس لیے وہ امور اگر ذات باری کے لیے ناممکنات میں سے نہ تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا دوبارہ دنیا میں بھیجنا بھی اس کے آگے کوئی مشکل نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش جس طرح غیر معمولی طریق پر ہوئی، اس طرح ان کے نزول کو بھی غیر معمولی طریق پر وقوع میں آنا تصور کیا جا سکتا ہے۔ باقی رہا اس پیشگوئی کی صداقت کا سوال، سو اُس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ ہوتی تو مرزا صاحب نے جہاں کئی دیگر متواترات کا انکار کیا تھا، وہاں اس کا بھی انکار فرما دیتے۔ لیکن وہ بھی اس کی صحت سے انکار کر سکے اور اس کی ممکن سے ممکن جو بھی تاویل ہو سکتی تھی، وہ بیان کرنے میں انہوں نے کوئی دریغ نہیں کیا۔ لیکن اوپر کی بحث سے پایا جاتا ہے کہ قرآن و احادیث کی رُو سے وہ تاویل درست ثابت نہیں ہوئی اور سوائے اس کے کہ یہی عقیدہ رکھا جائے کہ اس پیشگوئی کی رُو سے حضرت عیسیٰ ابن مریم ہی دنیا میں واپس تشریف لاویں گے، اس کا اور کوئی حل نہیں ہو سکتا، کیونکہ ان کے سوا آنحضرت صلعم کے بعد اور کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا اس لیے اس عقیدہ کو اگر قائم رکھا جاوے تو جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کے وقت زندہ ہوں گے، انہیں خود اس پیشگوئی کی تصدیق ہو جائے گی۔ اور جو اس سے قبل فوت ہوں گے، خداوند تعالیٰ ان کے ساتھ وہی معاملہ فرمائے گا کہ جو ان سے قبل اس عقیدہ پر وفات پاتے رہے، البتہ اس عقیدہ کو چھوڑنے والا ضرور گنہگار ہوگا، کیونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے فرمان کا مکذب سمجھا جائے گا۔

باقی رہا یہ سوال کہ آیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے یہ فرمایا بھی ہے یا نہ، کیونکہ شکی طبعیتیں یہ کہہ سکتی ہیں کہ احادیث کی تدوین چونکہ بہت مدت کے بعد ہوئی اس لیے کیونکر پورے اطمینان سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ راویوں کو احادیث کے پورے الفاظ یاد رہے ہیں، یا یہ کہ ان الفاظ سے رسول اللہ صلعم کی مراد وہی تھی جو کہ ان راویوں نے سمجھی۔ اس کا جواب تو علماء ہی بہتر دے سکتے ہیں۔ میرے نزدیک اس کا موٹا جواب یہ ہے کہ اگر یہ حدیث ہو صحیح، اور ہم نے اس کا عقیدہ دیا چھوڑ، تو قیامت کے دن ہم جوابدہ ہوں گے۔ اور اگر یہ حدیث صحیح نہ بھی ہو تو اس پر محض ایک عقیدہ رکھنے سے جو قرآن کے کسی صورت میں بھی مخالف نہیں پایا جاتا، ہمارا کیا بگڑتا ہے، لہٰذا بہر حال ہمیں اس پر عقیدہ رکھنا لازمی ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے ایک یہ مغالطہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا نزول مانا جاوے تو اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ رسول اللہ صلعم کی امت میں سے ایسا کوئی شخص اہلیت نہ رکھتا تھا کہ اسے لوگوں کی اصلاح کے لیے مامور فرمایا جاتا اور اس سے امت کی توہین لازم آئے گی۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے کسی شخص کا مامور ہونا اس کے کسی استحقاق کی بناء پر نہیں ہوتا۔ دوسرا احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت امت کی حالت بہت ابتر ہوگی، اس لیے ممکن ہے کہ اس وقت تک کوئی بھی اس فرض کے سرانجام دینے کا اہل نہ پایا جاوے، اس لیے مخلوق کی اصلاح کے لیے سابقہ انبیاء میں سے ہی ایک کو واپس لایا جانا ضروری سمجھا گیا ہو۔ یہ باتیں مشیت ایزدی سے تعلق رکھتی ہیں اس لیے ان میں کوئی رائے زنی نہیں کی جا سکتی۔

ہمارے دلوں میں شکوک دراصل اس لیے پیدا ہوتے ہیں کہ ہم ہدایت قرآنی پر پوری طرح پابند نہیں ہیں۔ اگر ہم تمام

www.khatmenuuwwat.org

احکام ربانی پر عمل کریں تو اس حالت کے نتائج ہی اعتراض کرنے والوں کو خاموش کر دیتے ہیں۔ اور جیسا کہ مولانا محمود علی صاحب نے اپنے ایک اور مضمون میں تحریر فرمایا ہے، جب تک مسلمان لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب، ۲۱) پر عمل عامل رہے، انہیں نہ خود کوئی تکلیف پیش آئی اور نہ دوسروں پر اثر ڈالنے کے لیے کسی دشواری کا سامنا ہوا۔ اور جب قوم کی قوم ہی ایک رنگ میں رنگین ہو تو ایسا منظر شکوک کو غبار بنا کر اُڑا دیتا ہے اور اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مگر افسوس، جیسا کہ مولانا اپنی کتاب محولہ بالا میں تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے بڑی ضرورت، بلکہ زندگی کا واحد مقصد آجکل یہ قرار پا گیا ہے کہ انسانی زندگی کی ہر ساعت اور ہر ثانیہ کے اندر تمام تر توجہ اس مادی سامان کے مہیا کرنے، اس کو کام میں لانے اور اس کے نتائج سے لطف اٹھانے پر مبذول رہے۔ اور موجودہ زندگی کے بعد کوئی خیال اور اس کے لیے کسی عمل اور کسب کا کوئی ارادہ اور اس دنیا سے باہر کی ہستی کے ساتھ تعلق رکھنے کا کوئی وہم بھی دل میں نہ آئے، پاوے اور اپنی تمام کوششوں کا محور اس دنیا کو اور یہاں کی چند روزہ زندگی کو سمجھنا صحیح اصول کار ہے۔ یہ حالت کیوں پیش آئی؟

اس کا جواب بھی مولانا محمود علی صاحب کی ایک تحریر سے دیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قرآن کے پیش کرنے والے جو زبان سے کہتے ہیں وہ کر کے نہیں دکھلاتے، اور وعظ و نصیحت میں فصاحت قرآنیہ پر انسانی طرز کلام کو ترجیح دے کر منطقی موشگافیوں اور شاعرانہ مبالغوں سے کام لیے ہیں اور رہنمائی سے زیادہ اپنے فضل و کمال کی نمائش چاہتے ہیں۔ حالانکہ اہلِ ایمان پر نہ بحث نہ مناظرہ فرض ہے، نہ منطقیانہ موشگافیوں اور فلسفیانہ معرکہ آرائیوں کی ضرورت۔ وہی روشنی ہدایت جو کلام الٰہی نے پیش کی ہے، اسی طرز ادا سے جو اس ہادیٔ برحق نے اختیار کی ہے، ہر عالم و جاہل تک پہنچا دینے کی ضرورت ہے۔ سب کا ہدایت پانا اور تمام مخلوق کا ایک راہ اختیار کرنا ممکن نہیں، ورنہ کلامِ الٰہی میں اب بھی وہی کشش ہے۔ اور قرآن کریم کے اندر جذبِ قلوب کا وہی اثر غافل انسانوں کو خواب غفلت سے جگانے والا اور تشنگانِ ہدایت کو شراب معرفت سے سیراب کرنے والا اگر ہے تو صرف قرآن کریم۔

اور اس کلام مبارک کا ایک ایک لفظ چشم بینا کو محو حیرت کرنے اور دل دانا کا دامن کھینچنے میں وہ تاثیر دکھاتا ہے جو آئینہ پر جمال یار اور پرکاہ پر کہربا۔

مدعا علیہ کی طرف سے اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ علماء وائمہ کی اندھی تقلید درست نہیں۔ یہ ٹھیک ہے۔ قرآن مجید میں ہر شخص کو خود بھی تدبر کرنا چاہیے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام قواعد و دیگر لوازمات کو، جو معنی اخذ کرنے کے لیے ضروری ہیں، پس پشت ڈال کر اپنی سمجھ پر چلنا شروع کر دیا جاوے، جیسا کہ خود مدعا علیہ کے اپنے گواہان کے طرزِ عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک تو آیت: وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (البقرۃ،۴) کے یہ معنی کرتا ہے کہ یوم آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اور دوسرا آخرت کے معنی زمانہ آخر کی وحی بتلاتا ہے۔ ذرا احمدی صاحبان خود بھی سوچیں کہ انہوں نے دین کو کیا مذاق بنا رکھا ہے۔ اس بحث کے بعد اب اصل معاملہ متنازعہ کو طے کرنے کے لیے یہ بتلانا ہے کہ اسلام کے وہ کون سے بنیادی اصول ہیں کہ جن سے اختلاف کرنے سے ارتداد واقع ہو جاتا ہے، یا یہ کہ کن اسلامی عقائد کی پیروی نہ کرنے سے ایک شخص مرتد سمجھا جا سکتا ہے، اور کہ عقائد قادیانی سے ارتداد واقع ہوتا ہے یا نہ۔

www.khatmenubuwwat.org

اوپر کی تمام بحث سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اور کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین بایں معنی نہ ماننے سے کہ آپ آخری نبی ہیں، ارتداد واقع ہو جاتا ہے۔ اور کہ عقائد اسلامی کی رُو سے ایک شخص کلمہ کفر کہہ کر بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

مدعا علیہ مرزا غلام احمد صاحب کو عقائد قادیانی کی رُو سے نبی مانتا ہے اور ان کی تعلیم کے مطابق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امت محمدیہ میں قیامت تک سلسلہ نبوت جاری ہے۔ یعنی کہ وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خاتم النبیّین بمعنی آخری نبی تسلیم نہیں کرتا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی دوسرے شخص کو نیا نبی تسلیم کرنے سے جو قباحتیں لازم آتی ہیں، ان کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے، اس لیے مدعا علیہ اس اجماعی عقیدہ امت سے منحرف ہونے کی وجہ سے مرتد سمجھا جاوے گا۔ اور اگر ارتداد کے معنی کسی مذہب کے اصولوں سے بکلی انحراف کے لیے جاویں تو بھی مدعا علیہ مرزا صاحب کو نبی ماننے سے ایک نئے مذہب کا پیرو سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں اُس کے لیے قرآن کی تفسیر اور معمول بہ مرزا صاحب کی وحی ہوگی، نہ کہ احادیث واقوال فقہاء، جن پر کہ اس وقت تک مذہب اسلام قائم چلا آیا ہے، اور جن میں سے بعض کے مستند ہونے کو خود مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔

علاوہ ازیں احمدی مذہب میں بعض احکام ایسے ہیں کہ جو شرع محمدی پر مستزاد ہیں اور بعض اس کے خلاف ہیں۔ مثلاً چندہ ماہواری کا دینا، جیسا کہ اوپر دکھلایا گیا ہے، زکوٰۃ پر ایک زائد حکم ہے۔ اس طرح غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا، کسی احمدی کی لڑکی غیر احمدی کو نکاح میں نہ دینا، کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، شرع محمدی کے خلاف اعمال ہیں۔

مدعا علیہ کی طرف سے ان امور کی توجیہیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ کیوں غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے، کیوں ان کو نکاح میں لڑکی نہیں دیتے، اور کیوں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ لیکن یہ توجیہیں اس لیے کارآمد نہیں کہ یہ امور ان کے پیشواؤں کے احکام میں مذکور ہیں، اس لیے وہ ان کے نقطۂ نگاہ سے شریعت کا جزو سمجھے جائیں گے، جو کسی صورت میں بھی شرع محمدی کے موافق تصور نہیں ہو سکتے۔ اس کے ساتھ جب یہ دیکھا جاوے کہ وہ تمام غیر احمدی کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے مذہب کو مذہب اسلام سے ایک جدا مذہب قرار دینے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں مدعا علیہ کے گواہ مولوی جلال الدین شمس نے اپنے بیان میں مسیلمہ وغیرہ کاذب مدعیان نبوت کے سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے، اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ گواہ مذکور کے نزدیک دعویٰ نبوت کاذبہ ارتداد ہے، اور کاذب مدعی نبوت کو جو مان لے وہ مرتد سمجھا جاتا ہے۔

مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کاذب مدعی نبوت ہیں، اس لیے مدعا علیہ بھی مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جائے گا، لہٰذا ابتدائی تنقیحات، جو ۴؍نومبر ۱۹۲۶ عیسوی کو عدالت منصفی احمد پور شرقیہ سے وضع کی گئی تھیں، بحق مدعیہ ثابت قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے، لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے فسخ ہو چکا ہے اور اگر مدعا علیہ کے عقائد کو بحث مذکورہ بالا کی روشنی میں دیکھا جاوے تو بھی مدعا علیہ کے ادعا کے مطابق مدعیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور کہ اس کے علاوہ جو دیگر عقائد مدعا علیہ نے اپنی طرف منسوب کیے ہیں، وہ گو عام اسلامی عقائد کے مطابق ہیں، لیکن ان عقائد پر وہ

www.khatmenabuwat.org

انہی معنوں میں عمل پیرا سمجھا جاوے گا جو معنی مرزا صاحب نے بیان کیے ہیں۔ اور یہ معنی چونکہ ان معنوں کے مغائر ہیں جو جمہور اُمت آج تک لیتی آئی اس لیے بھی وہ مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا ہے، اور ہر دوصورتوں میں وہ مرتد ہی ہے۔ اور مرتد کا نکاح چونکہ ارتداد سے فسخ ہو جاتا ہے، لہٰذا ڈگری بدیں مضمون بحق مدعیہ صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے اُس کی زوجہ نہیں رہتی۔ مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی ازاں مدعا علیہ لینے کی حقدار ہوگی۔

اس ضمن میں مدعا علیہ کی طرف سے ایک سوال یہ پیدا کیا گیا ہے کہ ہر دوفریق چونکہ قرآن مجید کو کتاب اللہ سمجھتے ہیں اور اہلِ کتاب کا نکاح جائز ہے، اس لیے بھی مدعیہ کا نکاح فسخ قرار نہیں دینا چاہیے۔ اس کے متعلق مدعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ جب دونوں فریق ایک دوسرے کو مرتد سمجھتے ہیں تو ان کو اپنے اپنے عقائد کی رُو سے بھی ان کا باہمی نکاح قائم نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے، نہ کہ مردوں سے بھی۔ مدعیہ کے دعویٰ کی رُو سے، چونکہ مدعا علیہ مرتد ہو چکا ہے، اس لیے اہلِ کتاب ہونے کی حیثیت سے بھی اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح قائم نہیں رہ سکتا۔ مدعیہ کی یہ حجت وزن دار پائی جاتی ہے، لہٰذا اس بناء پر بھی وہ ڈگری پانے کی مستحق ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے اپنے حق میں چند نظائر قانونی کا بھی حوالہ دیا گیا تھا، ان میں سے پٹنہ اور پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ جات کو عدالت عالیہ چیف کورٹ نے پہلے واقعاتِ مقدمہ ہٰذا پر حاوی نہیں سمجھا اور مدراس ہائی کورٹ کے فیصلہ کو عدالت معلّٰی اجلاس خاص نے قابل پیروی قرار نہیں دیا۔ باقی رہا عدالتِ عالیہ چیف کورٹ بہاولپور کا فیصلہ بمقدمہ مسمات جندوڈی بنام کریم بخش، اس کی کیفیت یہ ہے کہ یہ فیصلہ جناب مہتہ اودھو داس صاحب جج چیف کورٹ کے اجلاس سے صادر ہوا تھا۔ اور اس مقدمہ کا صاحب موصوف نے مدراس ہائی کورٹ کے فیصلہ پر ہی انحصار رکھتے ہوئے فیصلہ فرمایا تھا اور خود اُن اختلافی مسائل پر، جو فیصلہ مذکور میں درج تھے، کوئی محاکمہ نہیں فرمایا تھا۔ مقدمہ چونکہ بہت عرصہ سے دائر تھا، اس لیے صاحب موصوف نے اسے زیادہ عرصہ معرض تعویق میں رکھنا پسند نہ فرما کر باتباع فیصلہ مذکور اسے طے فرما دیا۔ دربار مسل نے چونکہ اس فیصلہ کو قابل پابندی قرار نہیں دیا، جس فیصلہ کی بناء پر کہ وہ فیصلہ صادر ہوا اس لیے فیصلہ زیر بحث بھی قابل پابندی نہیں رہتا۔

فریقین میں سے مختار مدعیہ حاضر ہے، اسے حکم سنایا گیا۔ مدعا علیہ کارروائی مقدمہ ہٰذا ختم ہونے کے بعد، جبکہ مقدمہ زیرغور تھا، فوت ہو گیا ہے۔

اس کے خلاف یہ حکم زیر آرڈر ۲۲- رول ۶ ضابطہ دیوانی تصور ہوگا۔ پرچہ ڈگری مرتب کیا جاوے اور مسل داخل دفتر ہو۔

۷/فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۳/ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ

بمقام بہاولپور

دستخط

محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج

ضلع بہاولنگر

ریاست بہاولپور

(بحروف انگریزی)

www.khatmenubuwwat.org

عرضی دعویٰ مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش

مؤرخہ ۲۴؍جولائی ۱۹۲۶ء

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

بعدالت دیوانی منصفی احمد پور شرقیہ

مسمات غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش ذات ملانہ عمر ۱۸/ ۱۹ سال سکنہ احمد پور شرقیہ

بہ مختاری الٰہی بخش ولد محمود ذات ملانہ سکنہ حال احمد پور شرقیہ، معلم مدرسہ عربیہ

بنام

عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد ذات باجہ عمر ۲۳ سال سکنہ موضع مہند علاقہ تحصیل احمد پور شرقیہ

حال مقیم میلسی نہر گیج ریڈرسب ڈویژن انہار میلسی

دعویٰ دلا پانے ڈگری استقراریہ مشعر تنسیخ نکاح فریقین بوجہ ارتداد شوہرم مدعا علیہ

جناب عالی!

مدعیہ حسب ذیل عرض پرداز ہے:

۱۔ یہ کہ مدعیہ کی ایام صغیر سنی نابالغی میں والدم نے بمقام ڈیرہ غازی خاں ہمراہ مدعا علیہ نکاح بموجب احکام شریعت پڑھ دیا، جس کو ۱۴، ۱۵ سال ہوئے ہوں گے۔ حق المہر شرعی تھا۔

۲۔ یہ کہ مدعیہ اب تک نابالغہ رہی۔ اب عرصہ دو سال سے بلوغ شرعی بہ نموداری ایام حیض ہوا ہے۔ اِلا مدعا علیہ ناکح مدعیہ مذہب اہلِ سنت والجماعت نے بمصاحبت مرزائی قادیانی رفقاء کی بہ تبدیل مذہب قادیانی مرزائی ہو گیا ہے۔ اگرچہ فریقین بالغ اور محل زفاف ہیں اِلا بوجہ مرتد ہو جانے مدعا علیہ کی مدعیہ منکوحہ مدعا علیہ نہیں رہی۔ مدعا علیہ شرعاً کافر ہو گیا ہے اور بموجب احکام شرع شریف بابت ارتداد مدعا علیہ مستحق انفراق زوجیت ہے۔

۳۔ یہ کہ مدعا علیہ اب تک مسکن مدعیہ پر متدارک سرمیل وشادی عمل زفاف مدعیہ رہا۔ اِلا مدعیہ کو بباعث ارتداد مدعا علیہ انکار ہے۔ ہر چند بطور خود مدعا علیہ کہا گیا ہے کہ اس کے مرتد ہونے پر مدعیہ زوجہ جائز مدعا علیہ نہیں رہی، لیکن وہ اس بات پر اِلتفات نہیں کرتا۔

۴۔ بنائے دعویٰ بمقام مہند جہاں مدعا علیہ اور مدعیہ کی سکونت رہی ہے اور جہاں سرمیل کی تحریک مدعا علیہ کرتا رہا، پیدا ہوئی

www.khatmenubuwwat.org

ہے۔ اختیار سماعت نمائش عدالت ہٰذا کو حاصل ہے۔ بنائے دعویٰ عرصہ پانچ ماہ سے آخری اصرار مرتدی پر قائم ہوئی ہے۔

۵۔ مالیت نالش ہٰذا بغرض اختیار سماع مبلغ ۱۰۰۰، اور بغرض ادائیگی کورٹ فیس مبلغ ۲۰۰ ہے، اس لیے ۵-۸-۲۲ کا اسٹام شامل کیا جاتا ہے۔

۶۔ لہٰذا من مدعی مستدعی ہے کہ ڈگری تنسیخ نکاح انفراق زوجیت برخلاف مدعا علیہ بوجہ مرتد ہو جانے مدعا علیہ کی اور مذہب مرزائی کا پیروکار ہونے سے بموجب احکام شرع شریف مدعیہ مسلمہ حنفیہ کا بنا بر ارتداد مدعا علیہ بحق مدعیہ علاوہ ہرجہ خرچہ برخلاف مدعا علیہ صادر فرما کر دادرسی من مدعیہ فرمائی جاوے۔ اور قرار دیا جائے کہ مدعیہ بوجہ مرزائی ہو جانے مدعا علیہ کے اس کی منکوحہ جائز نہیں رہی اور نکاح بباعث ارتداد مدعا علیہ نہیں رہا۔ اگر کسی دوسری یا متبادل دادرسی کا عدالت من مدعی کو مستحق قرار دیوے تو عطا ہووے۔ تحریر ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء/ ۱۳/ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ

عرضے

واقعات مندرجہ بالا تا حد علم و یقین میرے فقرہ نمبر ۱ تا ۴ صحیح درست ہیں۔ فقرہ نمبر ۵ کی نسبت رسوم عدالت سے ہے۔ تصدیق کرتا ہوں۔ بمقام احمد پور شرقیہ ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء دستخط بحروف اُردو الٰہی بخش مختار مدعیہ

مسماۃ غلام عائشہ بمختیاری الٰہی بخش مدعیہ مختار خاص
دستخط بحروف اُردو
الٰہی بخش بقلم خود

www.khatmenubuwwat.org

جواب دعویٰ مسمّی عبدالرزاق

مؤرخہ ۲۱؍اکتوبر ۱۹۲۶ء

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

بعدالت منصفی احمد پور شرقیہ

مسمات عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش صاحب مدعیہ

بنام

عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد مدعا علیہ

دعویٰ استقراریہ تنسیخ نکاح فریقین بوجہ ارتداد مدعا علیہ

www.khatmenubuwwat.org

جناب عالی!

کمترین حسب ذیل جواب دعویٰ عرض کرتا ہے:

۱۔ یہ کہ فقرہ نمبر ا عرضی دعویٰ درست ہے۔

۲۔ یہ کہ مدعیہ مکمل بلوغ کو پہنچ چکی ہے اور اُس کی عمر اِس وقت ۱۸ سال ہے۔ یہ غلط ہے کہ مدعا علیہ نے مذہب تبدیل کر لیا ہے، یا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ مدعا علیہ بدستور مسلمان اور احکامِ شرعی کا پورا پابند ہے۔ احمدی کوئی علیحدہ مذہب نہیں، نہ میں مرزائی نہ قادیانی ہوں۔ یہ محض غلط ہے کہ اگر عقائد احمدیہ کی وجہ سے جو صلاحیت مذہب کی طرف رجوع دلاتے ہیں تو مدعا علیہ مرتد ہو گیا ہے، یہ ایک ناجائز حملہ مدعیہ کی طرف سے ہے جو کہ والد مدعیہ نے کرایا ہے۔

۳۔ یہ درست ہے کہ مدعا علیہ سرمیل کا تقاضا کرتا رہا اور مدعیہ کا والد انکار کرتا رہا۔ اُس کا انکار مطلقاً قانون اور شرع کے خلاف ہے۔ نکاح ہر صورت میں جائز اور قابلِ تمیل ہے۔ شرعاً والد کی طرف سے دختر کا نکاح کسی طریق سے قابل انفساخ نہیں اور نہ ہی وجہ مندرجہ مدعیہ انکار سرمیل کے لیے کوئی کافی وجہ ہے۔ محض بہانہ اور بدنیتی والد کا ثبوت ہے۔

۴۔ غلط ہے بنائے دعویٰ بمقام مہند ریاست بہاولپور ہرگز قائم نہیں ہوسکتی، نہ کبھی فریقین کی وہاں سکونت رہی، نہ مدعا علیہ نے وہاں سرمیل کی تحریک کی۔ قانوناً سرمیل کی تحریک کس جگہ کیا جانا، بنائے دعویٰ کا مقام تصور نہیں ہوسکتا، بلکہ حسب دفعہ نمبر ۱۵ ضابطہ دیوانی جہاں مدعا علیہ کی مستقل سکونت ہو بنائے دعویٰ پیدا ہوتی ہے اس علاقہ عدالت حدود کے اندر دعویٰ سماعت ہوسکتا ہے۔ مدعا علیہ کی سکونت موضع جنگل شیخ واہ علاقہ ضلع ملتان میں اور نکاح بمقام براگی علاقہ ڈیرہ غازی خان میں ہوا تھا، اس لیے دعویٰ ریاست عالیہ میں نہیں ہوسکتا، بلکہ ضلع ملتان میں ہونا چاہیے۔

۵۔ غلط ہے۔

۶۔ مدعیہ کسی دادرسی کی مستحق نہیں، دعویٰ مدعیہ قابلِ اخراج ہے۔

عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور سے باختیار کامل بمقدمہ کریم بخش بنام مسماۃ جندوڈی اور ہائی کورٹ مدراس اور دیگر ہائی کورٹوں سے یہ امر صریحاً فیصلہ پا چکا ہے کہ جماعت احمدیہ کے مسلمان اصلاح یافتہ فرقہ میں سے ہیں۔ مرتد یا کافر نہیں کہے جا سکتے۔ بنا براں دعویٰ مدعیہ خارج فرمایا جا کر ہرجہ دلایا جائے۔ والد مدعیہ نے محض سرمیل سے بچنے کی خاطر یہ ناجائز دعویٰ مدعیہ سے دائر کرایا ہے، تا کہ مدعا علیہ دباؤ میں آ کر دستبردار ہو جائے۔ ورنہ مدعا علیہ کی سخت تذلیل کی گئی ہے۔

۱۳/ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ بمطابق ۲۱/اکتوبر ۱۹۲۶ء

عرضے

دستخط بحروف اُردو
عبدالرزاق مدعا علیہ

تا حد علم یہ میرا بیان صحیح اور درست ہے۔
دستخط بحروف اُردو
عبدالرزاق بقلم خود

www.khatmenubuwwat.org

مختصر بیانات فریقین وتنقیحات وضع کردہ عدالت

مؤرخہ ۲۴؍نومبر ۱۹۲۶ء

www.khatmenubuwwat.org

بیان مولوی الٰہی بخش ولد محمود ذات ملانہ ساکن احمد پور شرقیہ۔ مختار مدعیہ
باقرار صالح

مسمات غلام عائشہ میری دختر ہے، ایام نابالغی میں اس کا نکاح میں نے مدعا علیہ سے بمقام ڈیرہ غازی خان کیا تھا۔ اب لڑکی عرصہ دو سال سے بالغ ہو چکی ہے۔ لیکن مدعا علیہ مذہب قادیانی اختیار کر چکا ہے اور مرزائی ہو گیا ہے۔ اور شرعاً مرتد اور کافر ہو چکا ہے۔ بموجب احکام شرع شریف بوجہ ارتداد مدعا علیہ نکاح قابل فسخ ہے۔ لہٰذا ڈگری انفساخ نکاح صادر فرمائی جائے۔

دستخط منصف صاحب

۴؍نومبر ۱۹۲۶ء

بیان عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد ذات باجہ عمر ۲۳ ساکن موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور۔ مدعا علیہ
باقرار صالح

نکاح مسمات عائشہ مسلمہ ہے۔ اسے افتخار مدعیہ کو انکار نہیں۔ میں نے مذہب قادیانی اختیار نہیں کیا۔ نہ ہی میں مرزائی ہوں۔ اگر مختار مدعیہ یہ ثابت بھی کر دے کہ میں فرقہ قادیانی یعنی مرزائی سے تعلق رکھتا ہوں تو بھی اس حالت میں نکاح قابل تنسیخ نہیں ہے۔ کوئی مرزائی دائرۂ اسلام سے خارج نہیں۔

عبدالرزاق سن کر تسلیم کیا۔ دستخط منصف صاحب

از عدالت

۱۔ کیا مدعا علیہ مذہب قادیانی یا مرزائیت اختیار کر چکا ہے۔ اور اس لیے ارتداد لازم آتا ہے۔ بذمہ مدعیہ

۲۔ اگر تنقیح بالا بحق مدعیہ ثابت ہو تو کیا نکاح فی مابین فریقین قابل انفساخ ہے۔ بذمہ مدعیہ

مدعا علیہ تردید پیش کرے گا۔ مسل ہٰذا مؤرخہ ۵؍دسمبر ۱۹۲۶ء کو پیش ہوا۔

۴؍نومبر ۱۹۲۶ء

دستخط منصف صاحب

www.khatmenubuwwat.org

بیان عبدالرزاق مدعا علیہ

مؤرخہ ۵؍دسمبر ۱۹۲۶ء

www.khatmenubuwwat.org

باقرار صالح

مولوی عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد ذات باجہ سکنہ ضلع ڈیرہ غازی خان عمر ۲۳ سال

یہ درست ہے کہ میں مرزا غلام احمد کو مسیح موعود تسلیم کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی نبی بھی مانتا ہوں۔ یعنی اس معنی میں کہ آپ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تابع دار ہیں اور آپ کے شریعت پیرو ہیں۔ اور آپ ظلی نبی کی وجہ سے آپ نبوت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اور اس وقت تک میرا یہ اعتقاد ہے۔ گویا میں سلسلہ احمدیت میں منسلک ہو چکا ہوں۔ میں مرزا صاحب کو اس معنی میں نبی کہتا ہوں جس معنی میں قرآن کریم ثبوت کو پیش فرماتا ہے۔ جیسا دیگر انبیاء علیہ السّلام ہیں کہ ان پر وحی اور الہام وارد ہوتے تھے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی تسلیم کرتا ہوں اس لیے یہ بھی مانتا ہوں کہ ان پر بمثل دیگر انبیاء علیہ السّلام نزول ملائکہ و جبریل علیہ السّلام ہوتا تھا۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

دستخط صاحب جلیس

۵/دسمبر ۱۹۲۶ء

www.khatmenubuwwat.org

درمیانی حکم عدالت

مؤرخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۲۷ء

www.khatmenubuwwat.org

از عدالت۔

آج مسل روبروفریقین پیش ہوئی۔مولوی عبدالرزاق مدعا علیہ کا بیان بغور ملاحظہ ہوا۔اس کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو وہ نبی تسلیم کرتا ہے۔اس معنی میں کہ یہ مثل دیگر انبیاء علیہ السّلام مرزا صاحب پر وحی اور الہام وارد ہوتے تھے۔پس یہ ایک سوال ہے کہ اس اعتقاد کے ہوتے ہوئے کوئی شخص مذہب اسلام میں شامل رہ سکتا ہے، جس کا ثبوت مدعا علیہ کو پیش کرنا چاہیے۔

مدعیہ تردید کرے گی۔ مدعا علیہ نے آج فیصلہ جات کے نقول پیش کیے ہیں۔ وہ شامل مسل رہیں۔مثل ہٰذا بقرار ۲۰/ فروری ۱۹۲۷ء پیش ہوئے۔ ۲۰/۱/۲۷

دستخط منصف صاحب

www.khatmenubuwwat.org

درخواست عبدالرزاق مدعا علیہ

مؤرخہ ۱۹؍فروری ۱۹۲۷ء

www.khatmenubuwwat.org

بعدالت دیوانی

مسماۃ عائشہ زوجہ عبدالرزاق مدعیہ بنام عبدالرزاق مدعا علیہ

دعویٰ تنسیخ نکاح

جناب عالی!

بمقدمہ صدر تاریخ پیشی گزشتہ مؤرخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۲۶ء کو مدعا علیہ کے بیانات نسبت اعتقاد دینی کے لیے جا کر ایک تنقیح ذیل وضع فرمایا گیا اور جس کا ثبوت بذمہ مدعا علیہ رکھا گیا۔

''آج مثل روبرو فریقین پیش ہوئی۔ مولوی عبدالرزاق مدعا علیہ کا بیان بغور ملاحظہ ہوا۔ اُس کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو وہ نبی تسلیم کرتا ہے۔ اس معنی میں کہ بمثل دیگر انبیاء علیہ السّلام مرزا صاحب پر وحی اور الہام وارد ہوتے تھے۔ پس یہ ایک سوال ہے کہ کیا اس اعتقاد کے ہوتے ہوئے کوئی شخص مذہب اسلام میں شامل رہ سکتا ہے۔ جس کا ثبوت مدعا علیہ کو پیش کرنا چاہیے۔ مدعیہ تردید کرے گی۔''

جو بیان کہ مدعا علیہ نے تاریخ پیشی مذکورہ بالا پر دیا، اس میں مدعا علیہ نے اپنے اعتقاد مذہبی کو بخوبی واضح کر دیا تھا مگر عدالت موصوف نے میرے اعتقاد مذہبی کا جو خلاصہ اخذ فرمایا ہے، وہ میرے اصلی اعتقاد مذہبی سے مغائر ہے۔ چونکہ یہ ایک اہم مذہبی مسئلہ ہے، اعتقاد مذہبی کی غلط تعبیر سے مقدمہ پر کافی اثر پڑتا ہے، اس لیے اپنے اعتقاد مذہبی کو مدعا علیہ ذیل میں پیش کرتا ہے، تا کہ غلط فہمی نہ رہے۔

''میں خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ مانتا ہوں۔ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین تسلیم کرتا ہوں۔ قرآن کریم کو کامل الہامی کتاب مانتا ہوں۔ کلمہ طیبہ پر میرا ایمان ہے۔ اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی برکت و آپ کے توسط سے اور آپ کی شریعت مقدسہ کی اطاعت سے حضرت مرزا صاحب کو اُمتی نبی تسلیم کرتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کوئی نئی شریعت نہیں لائے، بلکہ شریعت محمدی کے تابع اور اشاعت کرنے والے ہیں۔ ان پر وحی اور الہام بابرکت حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم وارد ہوتے تھے۔''

نیز مدعا علیہ عرض کرتا ہے کہ تنقیح مذکورۃ الصدر غلط وضع فرمایا گیا ہے۔ دعویٰ مدعیہ کا ہے اور اسی بنا پر ہے کہ مدعا علیہ بوجہ ہونے احمدی کے مرتد ہو گیا ہے اور اس لیے اس کا نکاح ہمراہ مدعا علیہ قابل تنسیخ ہے۔ اپنے دعویٰ کی تائید مدعیہ پر فرض ہے اور اس کی تردید مدعا علیہ پر۔ اس لیے بجائے تنقیح مذکورۃ الصدر کے تنقیح ذیل وضع فرمایا جاوے۔ ''آیا مدعا علیہ جس کا مذہبی اعتقاد یہ ہو جو کہ مدعا علیہ نے اوپر بیان کیا ہے، مرتد ہے اور مسلمان نہیں۔'' ثبوت بذمہ مدعیہ اور تردید بذمہ مدعا علیہ۔ براہِ مہربانی تنقیح موضوعہ کو تبدیل فرمایا جائے۔

۱۶؍شعبان ۱۳۴۵ھ/ ۱۹؍فروری ۱۹۲۷ء

فدوی عبدالرزاق مدعا علیہ

www.khatmenubuwwat.org

حکم چیف کورٹ بہاولپور

مؤرخہ ۷؍مئی ۱۹۲۷ء

بابت منتقلی مقدمہ از عدالتِ منصفی احمد پور

www.khatmenubuwwat.org

تجویز آخر بلاجلاس عالی جناب مہتہ اودھوداس صاحب جج چیف کورٹ بہاولپور

مسماۃ غلام عائشہ بنت الٰہی بخش قوم ملانہ سکنہ تحصیل احمد پور شرقیہ

بنام

عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد ذات باجہ سکنہ لودھراں ضلع ملتان

دعویٰ تنسیخ نکاح

درخواست انتقال

مثل کو دیکھا گیا ہے۔ منصف صاحب احمد پور شرقیہ نے شرعی سوالات کے لیے دو مولوی صاحب کو کمیشن مقرر کیا ہوا ہے۔ اُدھر مثل پر کئی فیصلہ جات اور سرٹیفکیٹ پیش کیے گئے ہیں۔ بلحاظ نوعیت مقدمہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ مقدمہ صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کی عدالت سے تجویز جاوے۔ چناچہ وہاں منتقل کرتا ہوں۔ عبدالرزاق سائل حاضر ہے۔ ۴/ ذیقعد ۱۳۴۵ھ بمطابق ۷/ مئی ۱۹۲۷ء

دستخط

اودھوداس

www.khatmenubuwwat.org

درخواست عبدالرزاق مدعا علیہ

مؤرخہ ۱۷؍دسمبر ۱۹۲۷ء

www.khatmenubuwwat.org

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم.

احمدی عقائد

میں صدقِ دل سے شہادت دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ واحد لاشریک لہٗ ہے اور حضرت سیّدنا محمد ابن عبداللہ اللہ تعالیٰ کا سچا رسولؐ اور سیّد الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ہے۔

میں خدا تعالیٰ کی توفیق سے حسب قانون شرع محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ نماز روزہ حج زکوٰۃ کو فرض جانتا ہوں۔ میں نماز کا پابند ہوں۔ ماہِ رمضان مبارک کے روزے رکھتا ہوں۔ میں صاحب نصاب نہیں، لہٰذا زکوٰۃ مجھ پر واجب نہیں۔ حج کی استطاعت نہیں رکھتا، ورنہ ادا کرتا۔ ارشادِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ اللہ العلی کہ "**ان تشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ وان تقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ وتحج البیت**" پر ایمان و یقین رکھنے والا مسلمان ہوں۔

میں خدا تعالیٰ پر اس کے تمام صفات سلبی ثبوتی کے ساتھ ایمان لایا ہوں۔ اس کے فرشتوں اور اس کی تمام کتابوں اور اس کے سب کے سب پاک رسولوں پر ایمان لایا ہوں۔ یوم الآخر کو مانتا ہوں۔ قدر خیر و شر اللہ تعالیٰ سے ہے۔ موت کے بعد زندگی اور حساب کتاب سزا و جزاء دوزخ و بہشت کا قائل ہوں۔

اٰمنت باللّٰہ وملئکۃ وکتبہٖ ورسلہٖ والیوم الاٰخر والقدر خیرہٖ وشرہٖ من اللّٰہ تعالٰی والبعث بعد الموت.

یہی اعتقاد تمام احمدی مسلمانوں کا ہے اور یہی اعتقاد ذیل میں حضرت مرزا صاحب غلام احمد مسیح موعود قادیانی نے سکھایا ہے: **وانا اشرح فی المقصود+ وھا انا اشھد بالرب العظیم. واحلف باللّٰہ الکریم. علی اننی مسلم مومن موحد متبع لاحکام اللّٰہ وسنن رسلوہٗ. وبرئ مما تظنون ومن سمِّ الکفر وحلولہ والی لاری یغیر الشرع عزّۃً. واٰمنت بکتاب اللّٰہ واھد ان خلافہٖ زندقۃٌ. ومن تفوہ بکلمۃ لیس لہٗ اصل صحیحٌ فی الشرع ملھمًا کان او مجتھدًا فیہ الشیاطین متلا عبہ. واٰمنت بان نبیا محمد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء. وان کتابناالقراٰن کریم وسیلۃ الابتداء. لا نبی لنا نقتدی بہٖ الا المصطفٰی ولا کتاب لنا الا القراٰن. المھیمن علی الصٰحت الاولٰی. واٰمنت بان رسولنا سیّد ولد اٰدم وسیّد المرسلین وبان اللّٰہ تعالٰی ختم بہ النبیّین. وبان القراٰن المجید بعد رسول اللّٰہ محفوظ من تحریف المحرّقین وخطاء المخطین. ولا ینسخ ولا یزید ولا ینقص بعد رسول اللّٰہ ولا یخالفہٗ ..... الصادقین. یشکل ما فبمت من عریضات القراٰن او الھمت من اللّٰہ الرحمٰن فقبائد علٰی شریطۃ الصحۃ والصحۃ والصراب والسمّت. وقد کشف علیّ انہٗ صحیح خالص یوافق الشریعۃ لاریب فیہ. ولا لبس ولا شک ولا**

www.khatmenubuwat.org

شبهة. وان كان الامر خلاف ذٰلک علی فرض المحال. فتبدنا مكّةُ من ايدينا كالمتاع الودّیّ ومادة السّعال. واٰمنّا بمعانی ارادها اللّٰه ورسوله الكريم. وان لم نعلهما ولم يكشف علينا حقيقتًا من اللّٰه العليم.

(ملاحظہ ہو کتاب آئینہ کمالات اسلام مؤلفہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

یہی میرے عقائد ہیں جن پر اب تک علیٰ وجہ البصیرت بفضلہٖ تعالیٰ قائم ہوں۔ **اكفى باللّٰه شهيدا بينى وبينكم ومن عندهٗ علم الكتاب.**

۱۷/دسمبر ۱۹۲۷ء رقمہٗ

۲۲/جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ عبدالرزاق احمدی سکنہ لودہراں

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

بیان حضرت علامہ غلام محمد صاحب گھوٹویؒ

مؤرخہ ۱۸؍جنوری ۱۹۲۷ء

www.khatmenubuwwat.org

علامۃ العصر بیکرِ علم وفضل حضرت غلام محمد صاحب گھوٹویؒ شیخ الجامعہ العباسیہ بہاولپور اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم تھے۔ ان کا چشمۂ فیض ہندوستان تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ ممالک غیر سے بھی اکثر تشنگانِ علم اس چشمہ سے سیراب ہونے کے لیے شمالی پنجاب کی اس عظیم درسگاہ جامعہ العباسیہ بہاولپور حاضر ہوتے رہے۔

۱۹۲۶ء میں جب مسماۃ غلام عائشہ کی جانب سے تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر ہوا تو جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور نے شرعی امور پر عدالت کی رہبری کے لیے حضرت شیخ الجامعہ کو بطور عدالتی گواہ طلب فرمایا۔ حضرت ممدوح کا یہ بیان ۱۸؍جنوری ۱۹۲۷ء کو قلمبند ہوا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں اور ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، جس کا انکار کفر ہے۔ اگر کوئی شخص ظلی یا بروزی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اور اس کے متبعین کافر اور خارج از اسلام ہیں اور ایسے عقائد رکھنے والے شخص کا سُنّیہ عورت کے ساتھ نکاح قائم نہیں رہتا۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

۱۸؍جنوری ۱۹۲۸ء/۲۴؍رجب ۱۳۲۶ھ

بیان مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ العباسیہ بہاولپور۔ باقرار صالح

میں نے عقائد احمدی مدخلہ مدعا علیہ مشمولہ مسل ہٰذا کو دیکھا ہے۔ یہ عقائد عام مسلمانوں کے ہیں۔ احمدیہ جماعت کے یہ اعتقادات مخصوص نہیں ہیں۔ میں نے اس کا بیان مؤرخہ ۵؍دسمبر ۱۹۲۶ء سنا ہے۔ ان بیانات میں جو یہ الفاظ ہیں کہ میں مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرتا ہوں اور اس لیے یہ بھی مانتا ہوں کہ ان پر بمثل دیگر انبیاء علیہ السّلام نزول ملائکہ و جبرئیل علیہ السّلام ہوتا تھا۔

یہ خاص اعتقاد جماعت احمدیہ کا ہے اور اسی اعتقاد کی وجہ سے وہ غیر مسلم ہیں۔ اس واسطے کہ تمام فرقے اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ جو شخص آنحضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی شخص پر نزول جبرئیل کا عقیدہ رکھے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

اس اعتقاد والے شخص کا میرے نزدیک سُنیہ عورت کے ساتھ نکاح قائم نہیں رہتا۔ چنانچہ اس کے متعلق کل علماء ہندوستان کا فتویٰ ہے۔ مسل کے ساتھ جو فتاویٰ مولوی عبداللہ صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند اور مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری کے شامل ہیں، وہ مستند ہیں۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری ایک مستند اہلِ حدیث عالم ہے۔ مرد کے مرتد ہونے سے اس کا نکاح شرعاً فسخ ہو جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ تحریر کیا ہے کہ میں تشریعی نبی ہوں۔ یعنی نئی شریعت لایا ہوں۔ ان کی کتاب اربعین، نمبر۲ میں یہ عقیدہ موجود ہے جو شخص ایسے شخص کو نبی اور رسول مانے وہ میرے عقیدہ میں مرتد ہے۔ اور چونکہ مولوی عبدالرزاق مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے اور اُن پر نزول جبرائیل کا قائل ہے، لہٰذا بوجہ ارتداد اس کا نکاح مدعیہ کے ساتھ فسخ ہو چکا ہے اور یہی مذہب یعنی عقیدہ عام علماء ہندوستان کا ہے۔ چونکہ یہ مذہب قادیان ہندوستان میں ہی رائج ہے اس لیے دیگر ممالک کے علماء کی آراء اور خیالات یہاں تک نہیں پہنچے۔ مگر اب جہاں جہاں یہ مذہب ہندوستان سے باہر پھیل رہا ہے وہاں کے علماء ان کے ارتداد کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ چنانچہ کابل میں امیر صاحب نے علماء کابل کے حکم سے ایک احمدی کو سنگسار کیا۔ اسی طرح دمشق میں ایک احمدی حال ہی میں قتل کیا گیا ہے۔

سن کر تسلیم کیا۔

محمد اکبر

www.khatmenubuwat.org

مرتد کے لفظ کے معنی شرع میں یہ ہیں کہ کسی بنیادی مسئلہ اسلام سے انکار کیا جائے۔ مثلاً توحید نبوت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم وختم نبوت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام مرزائی رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ختم نبوت کے قائل نہیں، اس لیے وہ مرتد ہیں۔ ختم نبوت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام مذہب اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔

سن کر تسلیم کیا۔

محمد اکبر

www.khatmenubuwwat.org

درخواست عبدالرزاق مدعا علیہ بجواب بیان

جناب حضرت شیخ الجامعہ صاحبؒ بہاولپور

مؤرخہ ۲۹/ مارچ ۱۹۲۸ء

www.khatmenubuwwat.org

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم.

تردید بیان مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامع عباسیہ بہاولپور از عبدالرزاق احمدی ساکن لودھراں ضلع ملتان

غلام عائشہ بنت الٰہی بخش — بنام — عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد

مدعیہ — مدعا علیہ

دعویٰ استقرار حق

جناب عالی! مدعا علیہ بجواب بیان مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ جو اُس نے برخلاف مدعا علیہ دیا ہے کہ تردید ذیل عرض کرتا ہے:

(۱) گواہ اپنے بیان میں تسلیم کرتا ہے کہ یہ عقائد جو مدعا علیہ نے شامل مسل کیے ہیں، عام مسلمانوں کے ہیں، صرف احمدیوں کے مخصوص نہیں۔ جیسا کہ ان عقائد سے ایک مسلمان مسلمان کہلاتا ہے اور کوئی مسلمان ہوسکتا ہے تو کسی خصوصیت کی طرف گواہ کا الجھنا بے سود ہے۔ اسلام کے اندر بہتر (۷۲) فرقے کے خصوصی عقائد الگ الگ ہیں۔ کسی کے مسلمان ہونے کے لیے صرف وہی عقائد زیرغور آتے ہیں جو اسلام کی تعریف کے اندر داخل ہوں۔ گواہ نے میرے عقائد مشمولہ مسل پر جو میں نے اپنے رہنما کی شائع شدہ کتاب کے حوالے سے لکھے ہیں، جمع کرنے کی نہ جرأت کی اور نہ کرسکتا ہے، بلکہ اس نے تسلیم کیا ہے کہ یہ عقائد عام مسلمانوں کے ہیں۔ کسی خصوصیت کی وجہ سے کوئی فرقہ جو اسلام کے اندر آچکا ہے، ہرگز ہرگز خارج نہیں ہوسکتا۔ گواہ نے کوئی دلیل کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہیں دی اور نہ وہ دے سکتا تھا جو میری مسلم ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ گواہ نے میرے عقائد پر جرح کرنے سے عاجز ہوکر اِدھر اُدھر نکلنے کی سعی کی ہے۔ ۲۶/۱۲/۵ء کے بیان کا جو حوالہ گواہ نے دیا ہے، اس کی اصلیت یہ ہے کہ جو لفظ مجسٹریٹ کی قلم سے نکلے تھے وہ میرے منہ کے نہ تھے۔ اس لیے بیان پڑھنے کے بعد میں نے تحریری تشریح نمبر ۲۶۱۷ شامل مسل کر دی۔ ملاحظہ فرمایا جائے۔ ہر شخص کو اِختیار ہے کہ وہ اپنے متعلق منسوبہ مشتبہ امر کو مشرح کرے۔ اسی اصول پر میں نے تشریح کر دی تھی۔ اب بھی میں ایک کتاب موسومہ ''عقائد احمدیہ'' پیش کرتا ہوں جس میں تمام ''عقائد احمدیہ'' بحوالہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام درج ہیں۔ یہی میرے عقائد ہیں اور ان عقائد پر کوئی جرح دیانۃً نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی بات زیر بحث ہو تو وہ فروعی اختلاف ہوگا نہ اصولی، چہ جائیکہ موجب خروج از اسلام ہو۔

(۳) گواہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جو شخص نزول جبرئیل کا عقیدہ رکھے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ خود گواہ کی تقریر سے ثابت ہے کہ کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دلیل پر نہیں کہا گیا۔ تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ظاہر کرنا اور عدلین کی کوئی دلیل بیان نہ کرنا کافی ثبوت ہے کہ گواہ کا بیان غلط ہے۔ قرآن کریم، پارہ ۲۴، سورہ حم السجدہ، رکوع ۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ.** (حم السجدہ، ۳۰) ترجمہ: تحقیق ان لوگوں نے کہا کہ پروردگار ہمارا اللہ ہے۔ پھر ثابت

www.khatmenubuwwat.org

رہے کہ اوپر اسی کے اترتے ہیں اوپر ان کے فرشتے یہ کہ مت ڈرو اور مت غم کھاؤ اور خوشخبری پاؤ اس حیثیت کی جو تھے تم وعدہ دیے جاتے۔ (ترجمہ: شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ)

اسی طرح پارہ ۳۰، سورۃ القدر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِم مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. (القدر،۴) اترتے ہیں فرشتے اور روح پاک بیچ اس کے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے واسطے ہر کام کے سلامتی۔ الخ (ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ)

ان ہر دو آیات بالا اللہ تعالیٰ نے نزول ملائکہ کو مذکور فرمایا ہے۔ اور اسے بطور رحمت مسلم مومن کے لیے ضروری بصراحۃً قرار فرمایا ہے۔ اور صاف ثابت ہے کہ نزول جبرئیل تسلیم فرمایا ہے۔ جب قرآن کریم پکار پکار کر فرماتا ہے کہ ملائکہ اترتے ہیں اور مذکورہ بالا آیت میں نزول ملائکہ اور روح امین (جبرئیل) صاف صاف لفظوں میں بیان فرمایا گیا ہے تو کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے بقول گواہ مسئلہ خروج از اسلام کو جزو اسلام قرار دیا ہے۔ قرآن کریم ایک رحمت ہے۔ اس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ اور ایک ایک شوشہ سراسر برکت ہے۔ اور بموجب عظمت الٰہی اور ہدایت عامۃ الناس ہے۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس میں ایسے مسئلہ کا ذکر غیر معمولی زوردار بلاغت اور پرمعارف الفاظ میں بطور صداقت کیا جائے۔ جو بزعم گواہ موجب خروج از اسلام ہو۔ حاشا وکلا۔ پس گواہ کا نزول ملائکہ کو موجب خروج از اسلام بنانا اسلامی عظمت کو مٹانے کے مترادف ہے۔ اور برکات ذات مصطفویؐ پر حملہ من مدعا علیہ کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل نزول ملائکہ میں اسلام کی عظمت و زندگی ہے۔ پچھلے ماہ میں فضائل رمضان شریف پر صادق الاخبار، نمبر ۱۰، جلد ۶۲، مؤرخہ ۱۵/ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ مطابق ۸/۳/ ۱۹۲۸ء، ص ۴، کالم ۱ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمایا جائے:

> ''اترتے ہیں زمین پر جبرئیل اور ان کے ساتھ فرشتے ہزار جو سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ نوری جھنڈے ہوتے ہیں، گاڑتے ہیں اپنے جھنڈوں کو چار مقام پر کعبہ شریف کے نزدیک قبر شریف نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک مسجد بیت المقدس کے نزدیک طور سینا کی مسجد کے نزدیک تا پھر کوئی مکان اور حجرہ اور کوئی گھر اور کوئی کشتی ایسی باقی نہیں رہتی جس میں مومن مرد ہو یا عورت مومنہ ہو، مگر فرشتے اس میں جاتے ہیں۔ تا۔ شب قدر میں جاگتا ہے، اس کے پاس آتے ہیں فرشتے اور مصافحہ کرتے ہیں اور وقت دعا کے آمین کہتے ہیں۔''

پرچہ اخبار مذکورہ بالا شامل ہے، ملاحظہ فرمایا جاوے۔ جس کی گواہ نے آج تک تردید نہیں کی اور نہ کرسکتا ہے۔ یہ ایک زبردست شہادت ہے۔ مسلمانوں کی ریاست کے مسلمان اخبار میں ایسے مضمون کا شائع ہونا اور بلاتردید قبول کیا جانا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ گواہ کا بیان غلط ہے۔ کیونکہ گواہ نے باوجود علم کے اس کی تردید کے لیے قلم نہ اٹھایا۔ گواہ کا بحیثیت شیخ الجامعہ ہونے کے فرض تھا کہ وہ جس مسئلہ کو موجب ارتداد عن الاسلام گمان کرتا ہے اور پھر وہی مسئلہ ایک مسلمان کے قلم سے نکل کر بذریعہ مسلم اخبار مسلم ریاست میں شائع ہوتا ہے۔ اور پھر بغیر تأمل کے مقبول مسلمانان ہوتا ہے۔ اور بقول گواہ ''نزول جبرئیل بعد آنحضرت

www.khatmenubuwwat.org

صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قائل دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہے اور ان کا نکاح فسخ ہوتا ہے۔'' تو ایسے مسئلہ کے برخلاف اسی اخبار بالا میں اعلان کرتا۔ اور ''ارتدادی رو'' کو روکتا، مگر شیخ الجامعہ نے ایسا نہیں کیا اور مضمون بلاتردید مسلم اخبار میں نکل کر اس امر کا بیّن ثبوت ہوا کہ یہ مسئلہ شیخ الجامعہ کے نزدیک درست اور صحیح ہے۔ نہ بموجب خروج از اسلام ورنہ شیخ الجامعہ نے اپنا فرض کیوں بھلا دیا؟ باقی رہا اتفاق کا مسئلہ، جو طویل البحث ہے۔ اگر عدالت موقعہ دے تو میں اس کا بطلان ثابت کرسکتا ہوں۔ اہلِ اسلام کے اکثر فرقوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام، جو اللہ کا سچا رسول اور نبی تھا اور ازیں وجہ آپ کی نبوت کا منصب سلب نہیں ہوا۔ آخر زمانہ میں اصلاح امت کے واسطے نزول کریں گے۔ اور یہی عقیدہ گواہ کا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ ایسے فرقوں کا اعتقاد ہے کہ بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نہ نبوت بند ہے نہ نزول جبرئیل، ورنہ ہزاروں برس کے بعد بغیر نبوت روحی اور نزول جبرئیل کے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا تشریف لے آنا عبث ہوگا، جو منافی شانِ نبوت ہے۔

(۴) گواہ کا بیان کرنا کہ ایسے اعتقاد والے شخص کا میرے نزدیک سُنیہ عورت کے ساتھ نکاح نہیں رہتا۔ بالکل غلط اور بیہودہ بات ہے۔ فتویٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ہونا چاہیے نہ کسی کی شخصی و ذاتی رائے پر اور شخص بھی ایسا جو فتویٰ دینے میں عدلین کے بجائے اپنی رائے اور خیال کو مستند و تمسک کرے۔ کوئی شخص جو حسب مفہوم میرے عقائد ماخوذہ از قرآن کریم و سنت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے توحید اور نبوت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اقرار کر کے مسلمان ہو چکا ہے، وہ بغیر انکار ان ہر دو اصولوں کے غیر مسلم نہیں ہوسکتا۔ یہ گواہ کا بے دلیل تحکم ہے۔

(۵) علمائے ہندوستان کے دامن میں گواہ کا ہاتھ ڈالنا اور عدلین کا مطلقاً نام نہ لینا ثابت کرتا ہے کہ گواہ کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی دلیل نہیں جو میرے برخلاف ہو۔ علماء کے ایک فرقہ کے دوسرے فرقہ پر فتاویٰ کفر شائع شدہ دائر و سائر ہیں۔ کتابیں چھپی ہوئی ہیں۔ اگر ان فتوؤں پر اعتماد کیا جائے یا ان کی کوئی وقعت ہو تو ہندوستان میں کوئی نکاح نادر ہوگا جو بحال رہا ہو۔ شیعوں کے سنیوں کے خلاف سنیوں کے شیعوں کے برخلاف فتویٰ کفر شائع شدہ ہیں مگر نکاح بدستور بحال ہیں اور باہم ہو رہے ہیں۔ بریلویوں کے دیوبندیوں کے برخلاف، دیوبندیوں کے بریلویوں کے برخلاف فتویٰ کفر صادر ہیں اور مطبوعہ موجود ہیں۔ مگر ان فتوؤں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور نکاح بھی کسی کے فسخ نہیں ہو۔ علماء کا ایک دوسرے کو کافر کہنا معمولی بات ہے۔ ایسی باتوں پر اعتماد کرنا بعید از دانشمندی ہے۔ مولوی عزیز الرحمٰن صاحب اور مولوی خلیل احمد صاحب کے بجائے اگر سارا دیوبند اور سہارنپور، جو امکان کذب باری تعالیٰ جیسے اسلام مسئلہ کے قائلوں کے مرکز ہیں، اکٹھے ہو کر کسی مسلم پر فتویٰ ارتداد بغیر انکار توحید الٰہی اور رسالت عظمیٰ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صادر کریں تو اس کی قدر و قیمت وہی ہوگی جو ان کے عقیدہ کتب باری تعالیٰ کی اور دیگر فتوؤں کی ہے۔

(۶) یہ درست ہے کہ ارتداد سے شرعی نکاح نہیں رہتا۔ مگر مرتد وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت اور قرآن مجید کے کلام ہونے اور نماز روزہ حج زکوٰۃ کی فرضیت کے اقرار کے بعد منکر ہو جاوے۔ میرا عقیدہ اس کے برخلاف شاملِ مسل ہے جس پر گواہ کو کلام کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کو اسلامی صحیح عقیدہ تسلیم کیا ہے۔ میرے صریح شائع

www.khatmenubuwwat.org

شدہ وپیش کردہ عقیدہ کے برخلاف گواہ کا مجھے مرتد قرار دینا خلاف واقع اور غلط ہے۔تعصب نے اس کو ایسے غلط بیان دینے پر مجبور کیا ہے۔ ورنہ ہم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایسا نبی مانتے ہیں کہ آپؐ کی امت مرحومہ کو آپؐ کے اتباع اور آپؐ کے طفیل ایسی شان مل سکتی ہے جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی وجہ سے نبیوں کی شان ہے۔ یہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نہ ختم ہونے والے کمالات نبوت کا اظہار ہے اور آپؐ کی عظمت کا اقرار۔

(۷) گواہ کا بیان کرنا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ درج کیا ہے کہ میں تشریعی نبی ہوں۔ بالکل غلط ہے۔خود حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں: ''ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ اسے دعویٰ کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔'' بدر، جلد ۷، نمبر ۹، صفحہ ۲، ۸/۳/۸۔ علاوہ بریں کتاب عقائد احمدیہ، مطبوعہ بار دوم، ۲۰/۱۰/۲۷، صفحہ ۵۷ تا ۷۴ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے گواہ کے بیان کے برخلاف صریح اور صاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ آپ تشریعی نبی نہیں بلکہ آپؐ کی مراد ''ختم نبوت سے یہ ہے کہ تمام کمالات نبوت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہیں۔ جو کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں اور تمام نبیوں سے اکمل اور ہمارا اعتقاد ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں، لیکن وہی شخص جو آپ کا اُمتی ہو اور آپ کی روحانیت سے فیض یافتہ، کیونکہ آپؐ خاتم النبیّین ہیں۔'' عقائد احمدیہ، صفحہ ۶۵-۶۶۔ میرا بھی وہی عقیدہ ہے جو اس کتاب میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمایا جاوے۔ کسی احمدی کا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے متعلق تشریعی نبی ہونے کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ گواہ کا غلط استنباط ہے۔خود حضرت مسیح علیہ السّلام اور آپ کے جانشین اور تمام احمدی جماعت اور من مدعا علیہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نئی شریعت لانے کا عقیدہ ہرگز نہیں رکھتے۔ بلکہ ایسا دعویٰ کرنے والے کو اور شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نبوت سے ہماری مراد یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلعم کے طفیل شرع محمدیؐ کے اتباع کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ سے ہم کلام ہوا اور اظہار علی الغیب کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اور یہ سب کچھ باتباع شرع محمدی کے طفیل اور بتوسط ارتباط آنحضرت صلعم حاصل ہوا تو ایسے عقیدہ سے آنحضرت صلعم نبوت کاملہ تامہ کی عظمت و برتری ثابت ہوتی ہے، نہ کہ منقصت شان مصطفوی علیہ الصلوٰۃ العلی۔

(۸) گواہ کا علماء کی رائے کو بار بار ظاہر کرنا جن کے ایک دوسرے کے برخلاف فتوئی کفر کے لگ چکے ہیں اور شائع شدہ ہیں، سراسر تحکم ہے اور صداقت پر مبنی نہیں قرار دیے جا سکتے۔

(۹) گواہ کا کابل میں احمدی کی سنگساری کو اپنے بیان میں سند گردانا بھی ایسا ہی بے وقعت ہے جیسا بعض ہندوستان کے علماء کے فتوئی کو سند بنانا۔ کابل کے علماء کے متعلق خود امیر صاحب کابل کی تقریر بمقام کراچی ان کی قدر و قیمت کو ظاہر کرنے کے واسطے کافی ہے۔ ملاحظہ ہو: اخبار الفضل، نمبر ۵۱، جلد ۷، صفحہ ۳، کالم ۳، ۲۳/۱۲/۲۷ء، ''اگر کوئی برا نہ مانے تو میں ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں جس کی نسبت میں نے کابل اور قندھار میں بھی لوگوں کو سمجھایا تھا۔ اور وہ بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں نادان اور ناسمجھ ملاؤں نے ایک نہایت افسوسناک حالت پیدا کر دی ہے۔ ان ملاؤں نے لوگوں کو کسی قسم کا فائدہ پہنچائے بغیر ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔ نیز فرمایا کہ میں اس قسم کی ملائیت سے بیزار رہوں۔ ان لوگوں کا یہ فرض ہے کہ اپنی ملک اور قوم کی ترقی کے لیے کوشاں ہوں

www.khatmenubuwat.org

اور جو ملا صرف اپنی اغراض پوری کرنے کا آرزومند ہو وہ کبھی اپنے ملک کی اصل خدمت انجام نہیں دے سکتا۔''

(۱۰) گواہ کا بیان کرنا کہ دمشق میں ایک احمدی حال میں قتل کیا گیا ہے، سراسر افترا ہے۔ کوئی احمدی دمشق میں قتل نہیں کیا گیا۔ ہمارا احمدی مبلغ بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ برٹش قونصل مقیم دمشق عدالت کے دریافت کرنے پر گواہ کے بیان کے خلاف اطلاع دے سکتا ہے۔ گواہ نے ہماری دل آزاری کی غرض سے بغیر تحقیق ایک خلاف واقع امر کا بیان کیا ہے۔

(۱۱) گواہ کا بیان کرنا کہ من مدعا علیہ ختم نبوت آنحضرت صلعم کا منکر ہے۔ سراسر غلط ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو صریح الفاظ میں خاتم النبیّین کر کے پکارا ہے۔ احادیث نبویہ صلعم میں خود حضور انورؐ کی زبان مبارک سے آپ نے اپنے متعلق یہ لفظ اطلاق فرمایا ہے۔ صحابہ کرام علمائے سلف آپ کو خاتم النبیّین کے لفظ مبارک یاد فرماتے تھے۔ تو پھر اتنے دلائل کے ہوتے ہوئے گواہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ خاتم النبیّین تسلیم نہیں کرتا۔ حالانکہ گواہ نے خود تسلیم کیا ہے کہ میرے عقائد عام مسلمانوں کے ہیں۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں آنحضرت صلعم کو سیّد الرسل فخر الانبیاء خاتم النبیّین یقین کرتا ہوں اور یہی میرا ایمان ہے..... میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے، یہ ہے کہ ''عقیدہ کے رو سے جو خدا تعالیٰ تم سے چاہتا ہے وہ ہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں، مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنے بیج سے جدا ہے۔''[1] پھر ہمارے امام موجودہ جانشین حضرت مسیح موعود حضرت بشیر الدین مرزا محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بایں الفاظ ہم سے بیعت لیتے ہیں:

''آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین یقین کروں گا۔''[2]

جب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر آنحضرت صلعم کو خاتم النبیّین پکارا اور آپ نے اپنے آپ کو خاتم النبیّین سے موسوم فرمایا اور صحابہ کرام آپ کو خاتم النبیّین کہتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہم سے عہد لیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء کہا جائے۔ اور پھر آپ کے بعد آپ کے جانشین ہم سے بیعت لیتے ہیں۔ اور اس امر پر سخت تاکید کرتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین یقین کیا جائے تو پھر من مدعا علیہ کے لیے ضرور نہیں، بلکہ قطعی طور پر فرض ہے کہ میں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیّین یقین کروں کیونکہ من مدعا علیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور آپ کے جانشینوں سے اس شرط پر بیعت کی ہے کہ میں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیّین یقین کروں گا اور میں تا دم آخر اس پر قائم رہوں گا۔ اور اب بھی قائم ہوں۔ فالحمدللہ۔ کیونکہ صرف یہی خاتم النبیّین ہی ایک ایسا پاک اسم ہے جو مخصوص طور پر آنحضرت صلعم کو عطا فرمایا گیا ہے جو آپ کے کمالات مستمرہ کا آئینہ ہے۔ ہاں معنوی طور پر نہ لفظی طور سے من مدعا علیہ گواہ سے مختلف ہے نہ اصلی معنی کے لحاظ سے بلکہ گواہ کے مخترع معنی ہے اور وہ اس طرح پر کہ خاتم النبیّین کا لفظ نہ کلام تام ہے، نہ پورا جملہ، بلکہ اپنے معطوف علیہ لفظ رسول اللہ سے مرتبط ہو کر جملہ بنتا ہے۔ اور لکن حرف استدراک کے بعد واقع ہے جو پہلی کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرتا ہے۔ یعنی مَا کَانَ

۱۔ کشتی نوح، ص ۱۶ ۲۔ عقائد احمدیہ، ص ۸۶-۸۷

www.khatmenubuwwat.org

مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (احزاب، ۴۰) سے یہ وہم پیدا ہوتا تھا کہ امت مرحومہ کو آنحضرت صلعم کے ساتھ کسی قسم کی ابوت و نبوت کا تعلق نہیں ہے۔ لکن نے اس وہم کا تدارک کیا کہ ایسی ابوت کا تعلق باقی ہے جو امت کے رسول کے ساتھ ہے۔ اور رسول بھی ایسا جس پر تمام کمالات نبوت ختم ہو چکے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ لفظ خاتم النبیّین میں دو لفظ ملائے گئے ہیں: (۱) خَاتَمَ، (۲) النَّبِیّنَ، جس کے معنی مہر کے ہیں نہ کچھ اور۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم پیکر انسان تھے نہ خود بہ مشکل مہر۔ تو مہر کا مطلب ہونے سے آپ کا مہریّت ہونا از قبیل تشبیہ ہوگا۔ تشبیہ میں عینیت مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اظہار صفت مخصوصہ ہوتا ہے۔ تشبیہ میں وہی تاویل درست ہوتی ہے جو ماحول سے مطابق ہو۔ پس آنحضرت صلعم کا مہر ہونا باایں معنی ہوا کہ آپ مصدق ہیں نہ مانع۔ کیونکہ مہر کی غرض تصدیق ہوتی ہے نہ منع۔ علاوہ ازیں آپؐ نبیوں کی مہر ہیں، یعنی آپؐ نے انبیاء کی تصدیق فرمائی، نہ منع۔ یعنی آپ نے نبیوں کو آنے سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ ان کی نبوت کی تصدیق فرمائی ہے۔ صَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ (صافات، ۳۷) نہ منع۔ انبیاء کا کام تصدیق کرنا ہوتا ہے نہ منع، بموجب آیۃ: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران، ۸۱) ختم نبوت کے متعلق قائلین منع نبوت غلطی خوردہ ہیں۔ ازیں وجہ گواہ نے غلط بیان دیا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ خاتم النبیّین بفتح تاء آیا ہے، جو بمعنی مہر ہے۔ یعنی آپ مصدق ہیں۔ نبیوں کی تصدیق کی نہ منع۔ اور النبیّین سے مراد کل یا بعض نبی دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ پس خاتم النبیّین کے معنی ہوئے کہ آپ نے تصدیق کی۔ کل یا بعض نبیوں کی یا مصدق ہیں گذشتہ بعض نبیوں کی سب کے یا مصدق ہیں آنے والے معہود نبیوں کے یا مصدق ہیں سب کے سب نبیوں کے اولین و آخرین کے اور یہی معنی مقصود بالذات ہیں اور سب سے ارجح ہیں۔ کیونکہ آپ کی صفت تصدیقیہ سے علیٰ وجہ الاتم مطابقت کاملہ رکھتی ہیں۔ اگر وہ معنی لیے جاویں جو گواہ نے لیے ہیں تو یہ معنی خاتم کے ہوں گے۔ (۱) منع کیا آپ نے سب کے سب نبیوں کو۔ یہ صَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ (صافات، ۳۷) کے برخلاف ہے۔ (۲) منع کیا آپ نے بعض نبیوں کو یہ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ (اعراف، ۳۵) ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اگر آویں تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے الخ کے مخالف ہے تو اگر ہم مصدق سے روگردانی کر کے مانع والے معنی مراد لیویں تو آپ کی صفت تصدیقیہ سے انکار کرنا پڑتا ہے جو موجب ضلالت ہے۔ قرآن کریم پر ادنیٰ تامل سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ آپ مصدق ہیں، مانع نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہو: (۱) مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ (آل عمران، ۸۱)، (۲) مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ (احقاف، ۳۰) اور یہ صفت قرآن کریم میں بکثرت وارد ہے۔ مگر صفت مانع یا صراحۃً یا دلالۃً یا درایۃً یا اشارۃً یا کنایۃً کہیں بھی مذکور نہیں، کیونکہ یہ آپ کی صفت تصدیقیہ کے برخلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خاتم النبیّین کے معنی منع انبیاء لینا قرآن کریم اور خاتم النبیّین کی صفت تصدیقیہ کے برخلاف ہے اور آپ کی تکذیب کرنا ہے، جو غلط ہے۔ اور گواہ کا منع انبیاء کے معنی لینا جو غیر مذکور فی القرآن ہیں اور من مدعا علیہ پر حملہ کرنا اور فتویٰ ارتداد لگانا نہ صرف غلط بلکہ قرآن کریم اور خاتم النبیّین کے سخت مخالف ہے اور اسلام سوز ہے۔ گواہ نے جو معنی خاتم النبیّین کے لے کر من مدعا علیہ پر فتویٰ ارتداد لگانا چاہا ہے اس کا ثبوت قرآن کریم میں ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ اس لیے گواہ نے کوئی آیت پیش کرنے کی بجائے صرف اپنی رائے کو پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے اختراعی اور خلاف قرآن کریم معنی غلط اور بودے ہیں۔ کتاب اللہ میں یہ معنی ہرگز نہیں ملتی۔

www.khatmenubuwat.org

برخلاف معنی منع انبیاء کے وہ معنی جوصفت تصدیقیہ آنحضرت صلعم کے ماتحت ہیں اوراس کے مطابق قرآن کریم میں کئی مقام پر مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم مرسل اور منذر قرآن کریم میں مذکور ہے اورصفت اراسل رسل بھی موجود ہے۔ بلکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت صادقہ کی تصدیق و اثبات کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے انہیں اسماء وصفات کا ذکر فرمایا ہے، جن سے ثبوت کو انعام الٰہی یقین کیا جاتا ہے، جوکہیں بھی منقطع نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہوں آیاتِ ذیل:

۱۔ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ . (قصص،۴۵)

۲۔ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ. (دخان،۵)

۳۔ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ. (حج،۷۵)

۴۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. (آل عمران،۱۷۹)

۵۔ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا. (فاطر،۱)

۶۔ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآئَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ. (ص،۴)

۷۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ. (دخان،۳)

۸۔ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ. (اعراف،۶۳)

۹۔ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ (ق،۲)

۱۰۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ. (نحل،۲)

۱۱۔ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. (بقرۃ،۱۰۵)

۱۲۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (فاطر،۴۳)

ان آیات سے بالوضاحت یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خاتم النّبیّین بمعنی منع نبوت انبیاء نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آیات روکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں مرسل ومنذر صفاتی نام شامل ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان اسماء کو معطل قرار دے کر لم یزل لایزال کی ارفع شان پر حملہ کریں اور اپنا عقیدہ گھڑیں۔ ان آیات سے صرف اور صرف یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرسل اور منذر ہے اور یہ صفات مستمرہ ہیں۔ ان میں تعطیل وتعطل اور نخول ہرگز ہرگز ممکن نہیں ہے تو آیات بالا سے منہ پھیرنا خدا تعالیٰ کی صفت ارسال رُسل کو غلط ٹھہرانے کے مترادف ہے۔ جوکبھی بھی انقطاع پذیر نہیں ہوسکتی۔ خدا کی صفات ہمیشہ ہمیش چلی آئی ہیں اور چلی جائیں گی۔ پس ثابت ہوا کہ ہرقسم کی نبوت کو بند کرنا خدا تعالیٰ کا اور اس کے کلام کا اور اس کی صفات کا مقابلہ کرنا اور ان کو غلط ٹھہرانا ہے۔

احمدیوں کا اعتقاد ہے کہ شریعت والی نبوت جو کامل شریعت اور منسوخ ہونے سے پاک اور جس میں تغیر تبدل ناممکن ہو وہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیہ ہے۔ اور جو قرآن کریم کی صورت میں ہمارے سامنے ہے، ایسی شریعت کا دروازہ قطعاً مطلقاً بند ہے۔ اب نہ کوئی شریعت نئی آسکتی ہے، نہ آئے گی۔ ناسخ شریعت کا دروازہ آنحضرت صلعم کے بعد قطعاً بند ہے۔ ہاں آپ کی اطاعت میں

www.khatmenubuwat.org

اور اتباع میں بباعث کمال علاقہ مؤدت وفنا فی الرسول کی وجہ سے سیرت صدیقیہ کا دروازہ جس کے ذریعہ مکالمہ مخاطبہ الہیّہ واظہار علی الغیب اُمت محمدیہ کے کامل فرد پر ہمیشہ ہمیشہ کھلا رہے گا۔ تا ثابت ہو کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے، قرآن کریم زندہ کتاب ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم زندہ رسول ہے اور خاتم النبیّین ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوۃ ان پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا نبی ہے کہ جو ان کی امت سے باہر ہو، بلکہ وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔[1]

گواہ نے جو حوالہ اربعین نمبر۲ کا حوالہ دیا ہے، وہ غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا اور کسی احمدی کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی تشریعی نبی آ سکتا ہے۔ بلکہ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ بعد آنحضرت صلعم نہ کوئی ایسا نبی آ سکتا ہے جو شریعت لائے، نہ ایسا نبی آ سکتا ہے جو شریعت محمدیہ میں ایذا دکرے۔ نہ ایسا نبی آ سکتا ہے جو اس میں کمی کرے۔ نہ ایسا نبی آ سکتا ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تابع اور اُمتی نہ ہو۔ نہ ایسا نبی آ سکتا ہے جو آنحضرت صلعم کے وسیلے اور فیض کے سوا وحی کا درجہ پایا ہو۔ پس بایں معنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایسی نبوت کا دروازہ جو ہمارے عقیدہ کے برخلاف ہو، بند ہے۔ اور انہیں معنی سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں اور سیّد الانبیاء ہیں صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

خاکسار: عبدالرزاق احمدی مدعا علیہ سکنہ لودہراں ضلع ملتان

۲۹/ مارچ ۱۹۲۸ء

www.khatmenubuwwat.org

۱۔ چشمہ معرفت، ص۹

www.khatmenubuwwat.org

فیصلہ جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور

مؤرخہ ۲۱/نومبر ۱۹۲۸ء

جس کی رُو سے باتباع فیصلہ چیف کورٹ بہاولپور مؤرخہ ۷/ مارچ ۱۹۲۳ء
بعنوان مقدمہ جندوڈی بنام کریم بخش مقدمہ مسماۃ غلام عائشہ بنت الٰہی بخش خارج کیا گیا۔

www.khatmenubuwat.org

تجویز آخر باجلاس جناب منشی محمد اکبر خان صاحب بی.اے، ایل.ایل. بی
ڈسٹرکٹ جج بہاولپور
بمقدمہ مسمات غلام عائشہ
بنام
عبدالرزاق
دعویٰ: تنسیخ نکاح

فیصلہ:

یہ مقدمہ منجانب مسمات غلام عائشہ اپنے خاوند عبدالرزاق کے خلاف برائے تنسیخ نکاح بدین بیان دائر کیا ہے کہ مدعیہ کے ایام صغرسنی میں اُس کے والد نے اس کا نکاح مدعا علیہ کے ساتھ بموجب احکام شرع شریف کرایا جس کو عرصہ چودہ پندرہ سال کا ہو گیا ہوگا۔

مدعیہ اب تک نابالغ رہی۔ عرصہ دو سال سے بالغ ہوئی ہے۔ لیکن اس کے خاوند نے مذہب اہل سنت والجماعت ترک کر کے قادیانی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ اس مذہب اختیار کرنے سے وہ مرتد ہو گیا ہے اور بوجہ ارتداد مدعا علیہ مدعیہ کا نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ اس لیے مستحق انفراق زوجیت ہے۔ اس لیے یہ قرار دیا جائے کہ مدعیہ بوجہ مدعا علیہ کہ مرزائی ہو جانے کے وہ اس کی منکوحہ جائز نہیں رہی۔ اور مدعا علیہ کے ساتھ اس کا نکاح بوجہ ارتداد مدعا علیہ نہیں رہا۔

مدعا علیہ نے اوّل تو اپنے مرزائی ہونے سے انکار کیا۔ دوسرا یہ کہا، اگر مدعیہ یہ ثابت کر بھی دے کہ وہ یعنی مدعا علیہ فرقہ قادیانی سے تعلق رکھتا ہے تو بھی اس حالت میں نکاح قابل تنسیخ نہیں ہے۔

یہ مقدمہ پہلے عدالت منصفی احمد پور شرقیہ میں دائر تھا۔ بحکم ۷ رمئی ۱۹۲۷ء عدالت عالیہ چیف کورٹ عدالت ہذا میں منتقل ہو کر آیا۔ منصف صاحب احمد پور شرقیہ نے حسب ذیل امور تنقیح طلب قرار دیے۔

۱۔ کیا مدعا علیہ مذہب قادیانی یا مرزائی اختیار کر چکا ہے اور اس لیے ارتداد لازم آتا ہے۔

۲۔ اگر تنقیح بالا مدعیہ ثابت ہو تو کیا نکاح فی مابین فریقین قابل انفساخ ہے۔

تنقیح اوّل کے ثبوت میں مدعیہ کی طرف سے مدعا علیہ کی شہادت بطور گواہ قلمبند کی گئی۔ اس میں مدعا علیہ نے تسلیم کیا کہ وہ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود تسلیم کرتا ہے اور ساتھ ہی نبی بھی مانتا ہے۔ اور بیان کیا کہ وہ سلسلہ احمدیت میں منسلک ہو چکا ہے۔ اور مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے۔ اسی معنی میں جیسا کہ دیگر انبیاء علیہ السّلام ہیں کہ اُن پر وحی اور الہام ورود ہوتے تھے۔ گویا اس بیان سے اُس نے یہ تسلیم کر لیا کہ وہ مذہب قادیانی یا مرزائیت اختیار کر چکا ہے۔ مدعا علیہ کی اس تسلیم کے بعد باقی دو سوال قابلِ بحث رہ جاتے ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

ایک یہ کہ کیا مذہب مرزائیت اختیار کرنے سے ارتداد واقع ہو جاتا ہے۔ دوسرا کہ اگر یہ پایا جائے کہ اس مذہب کے قبول کرنے سے اس کا پیرو مرتد ہو جاتا ہے تو کیا اس صورت میں اس کا نکاح اہل سنت والجماعت عورت کے ساتھ فسخ ہو جاتا ہے۔

یہ ہر دو سوالات پہلے ریاست ہٰذا میں بمقدمہ مسماۃ جندوڈی بنام کریم بخش زیر بحث آ کر عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور سے آخری طور پر طے ہو چکے ہیں۔ ملاحظ ہو: فیصلہ ۷/ مارچ ۱۹۲۳ء عدالت عالیہ چیف کورٹ بمقدمہ اپیل مسماۃ جندوڈی بنام کریم بخش بناراضی حکم ۲۲/ اگست ۱۹۱۷ء عدالت ہٰذا۔

اس فیصلہ میں ہر دو سوالات پر مکمل بحث کی جا کر یہ قرار دیا گیا ہے کہ احمدی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے نہ کہ اسلام سے باہر۔ اور کہ مرزائی مذہب اختیار کرنے سے سُنی عورت کا نکاح فسخ نہیں ہو جاتا۔ اس قرار داد کی تائید میں عدالت عالیہ نے مدراس، پٹنہ اور پنجاب ہائی کورٹوں کے فیصلہ جات کے حوالے دیے ہیں۔

مدعیہ کی طرف سے ان فیصلہ جات کی کوئی تردید پیش نہیں کی گئی۔ اس کا زیادہ تر انحصار علماء ہند کے فتاویٰ پر ہے، جن میں مرزائی مذہب کے پیرو مرتد اور کافر قرار دیے گئے ہیں۔ اور یہ قرار دیا گیا ہے کہ اس مذہب کے اختیار کرنے سے سُنی عورت کا نکاح خاوند کے ساتھ نہیں رہتا، فسخ ہو جاتا ہے۔

ان فیصلہ جات کے موجودگی میں تو یہ مقدمہ روز اوّل ڈسمس کیے جانے کے قابل تھا، لیکن میں نے اس خیال سے کہ شاید ان فیصلہ جات کی تردید میں کوئی نیا فیصلہ صادر ہوا ہو، مدعیہ کو کافی عرصہ مہلت دی کہ وہ ان فیصلہ جات کے خلاف کوئی سند پیش کرے۔ لیکن اُس نے بجز فتویٰ پر اسرار کرنے کے کوئی تردیدی فیصلہ پیش نہیں کیا۔ عدالت ہٰذا سے بھی ہندوستان کے مستند دارالعلوم سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ اس مذہب مرزائیت کے متعلق علماء بیرونِ ہند کی کیا رائے ہے اور کہ اُن کے نزدیک اس مذہب کے اختیار کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ اور اس ارتداد کی وجہ سے اس کا نکاح سُنی عورت کے ساتھ فسخ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس قسم کا فتویٰ کہیں سے دستیاب نہیں ہوا۔

ذاتی طور پر تو میری رائے یہ ہے کہ یہ ریاست چونکہ ایک اسلامی ریاست ہے اور سوال زیر بحث ایک حل اور حرمت کا سوال ہے اس لیے اس کا تصفیہ بہ پابندی باحکام شرعی ہونا چاہیے، نہ کہ اتباع انگلو انڈین محمڈن لاء کے جس پر کہ فیصلہ جات محمولا بالا معنی ہیں۔

لیکن میری یہ رائے بمقابلہ فیصلہ جات عدالت ہائے اعلیٰ کوئی وقعت نہیں رکھتی اور میں مجبور ہوں کہ اس بارے میں مَیں عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب و عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور کی تقلید کروں، اس لیے باتباع فیصلہ جات محمولا بالا مدعیہ کی حجت پر کوئی التفات نہیں کر سکتا۔ اور اس سوال کو عدالت ہائے اعلیٰ کے لیے کھلا چھوڑتے ہوئے دعویٰ مدعیہ ڈسمس کرتا ہوں۔ نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ فریقین اپنا اپنا خرچہ برداشت کریں۔ مختار مدعیہ حاضر ہے۔ اُسے حکم سنایا گیا۔

مسل داخل دفتر ہو۔ ۲۱/ نومبر ۱۹۲۸ء/ ۷/ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ

دستخط محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج بہاولپور

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

فیصلہ مسماۃ جندوڈی بنام کریم بخش

مصدرہ ۷/ مارچ ۱۹۲۳ء

چیف کورٹ بہاولپور

www.khatmenubuwwat.org

تجویز آخیر باجلاس عالی جناب مہتہ اُودھوداس صاحب بہادر جج چیف کورٹ بہاولپور

مثل نمبری۔۴۷ تاریخ مرجوعہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۱۷ء تاریخ فیصلہ ۷ر مارچ ۱۹۲۳ء

مسماۃ جندوڈی زوجہ کریم بخش و دوست محمد ولد محمد بخش اقوام پونگر سکنہائے اوچ متبرکہ مدعا علیہم۔ اپیلانٹ

بنام

کریم بخش ولد حیات ذات پونگر سکنہ اوچ متبرکہ مدعی۔ رسپانڈنٹ

(اپیل بنا رافعی حکم ۲۲ر اگست ۱۹۱۷ء صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور)

(جس کی رُو سے بمنظوری اپیل دعویٰ بمعہ خرچہ ڈگری کیا گیا بمراد منسوخی او سکے)

فیصلہ:

منشی محمد اکبر خان صاحب منصف درجہ اوّل بہاولپور نے بحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۱۷ء دعوئے خارج کیا۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے بحکم ۲۲ر اگست ۱۹۱۷ء دعویٰ ڈگری کیا۔ عدالت ہٰذا میں اپیل ہوئی، جو ستمبر ۱۹۱۷ء سے دائر ہے۔ مفصل واقعات عدالت ابتدائی کے فیصلہ میں درج ہیں۔ اہم سوال یہ تھا کہ مدعی احمدی ہو جانے سے مسلمان نہیں رہا۔ اور اس لیے اس کا نکاح مسماۃ جندوڈی مدعا علیہ سے جو بموجب شرع شریف ہوا، فسخ ہو گیا ہے۔ عدالت ابتدای نے قرار دیا کہ تقریباً تمام ہندوستان کے اکثر علماء متفق الرائے ہیں کہ مرزائیوں (مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروں کو کہیں احمدی، کہیں مرزائی کہا جاتا ہے) کے بعض اعتقادات ایسے ہیں جو کفر اور الحاد کی حد تک پہنچتے ہیں۔ ان علماء میں سے اکثر مدرسۂ عربیہ دیوبند کے تعلیم یافتہ ہیں اور آجکل ہندوستان میں دیوبند علم فقہ کا مستند دارالعلوم خیال کیا جاتا ہے، اس لیے احمدی کو مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے قرار دیا کہ پٹنہ اور پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ جات کی رُو سے احمدیوں کو مسلمان سمجھا گیا ہے۔ اپیل میں اصرار کیا گیا ہے کہ علمائے دین ملک ہند، عرب، عجم کی رُو سے احمدی مسلمان سمجھے گئے ہیں۔

عدالت ہٰذا میں اپیل کی مثل باقاعدہ پیش نہیں ہوتی رہی۔ ۱۵ر اگست ۱۹۱۸ء کو پیش ہونی تھی۔ اس کے بجائے ۲۵ر اکتوبر ۱۹۱۸ء کو پیش ہوئی۔ تاریخ مذکور پر جناب میر صاحب بہادر کے اجلاس سے ایک حکم لکھا گیا کہ ہر دو فریق کے مستند علماء کو طلب کیا جاوے۔ ایک فریق سے پوچھا جاوے کہ مرزا صاحب کے کون سے ایسے اعتقاد ہیں جو اِن کو دائرۂ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ دوسرے فریق سے پوچھا جاوے کہ وہ ان اعتقادات کو مرزا صاحب سے منسوب کرتے ہیں یا نہ۔ نیز ایک تنقیح اس بارہ میں قائم ہو کہ گو مدعی مرزا صاحب کے ان معتقدات کا، جو اصلی حنفی مذہب کے مغائر ہیں، قائل ہیں۔ تاہم چونکہ وہ اپنے آپ کو مرزا صاحب کا لفظاً مرید کہتا ہے، آیا وہ دادرسی متدعویہ حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ بھی نوٹ کیا گیا کہ پٹنہ اور پنجاب کے فیصلہ جات ہائی کورٹ کا، جو حوالہ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے دیا ہے، وہ کافی نہیں۔ فریقین کو اس تاریخ پیشی کا علم نہ تھا وہ بلائے گئے۔

☆ جناب میر سراج الدین صاحب بہادر رحمت اللہ علیہ چیف جج سابق ریاست بہاولپور

www.khatmenubuwat.org

کریم بخش مدعی رسپانڈنٹ نے ۲۸؍فروری ۱۹۲۰ء کو عدالت ہٰذا میں یہ بیان دیا کہ مرزائی نہیں۔ مجھے توبہ کرائی جاوے۔ ۲۲؍جولائی ۱۹۲۰ء کو یہ بیان دیا کہ میں مرزا صاحب کی بیعت ہوں، جونہیں چھوڑوں گا۔ جس کو اس کے عقیدہ کی خبر نہیں۔ انہوں نے کوئی بات خلاف شریعت مجھ کو نہیں سکھلائی۔ اس کے عقیدہ کی ایک کتاب پیش کرتا ہوں، وہ دیکھی جائے (کتاب قسم الوکیل مؤلفہ مولوی فضل الدین پلیڈر احمدی دسمبر ۱۹۱۹ء) تب مثل بلا تاریخ ملتوی ہوئی۔ اور ۹؍جنوری ۱۹۲۱ء کو پیش ہوئی۔ اس تاریخ فریقین کو طلب کیا گیا اور مثل وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی رہی۔ آخر ۹؍مئی ۱۹۲۱ء کو اجلاس جناب میر صاحب بہادر سے حکم ہوا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب اور مولوی سلطان احمدی صاحب سے دریافت کیا جاوے، اس کے بعد مثل ایک دفعہ ۱۸؍جون ۱۹۲۱ء کو پیش ہوئی۔ جس پر لکھا گیا کہ مولوی سلطان احمد صاحب واپس نہیں آئے۔ ۱۶؍جولائی ۱۹۲۱ء کو پیش ہو۔

اس کے بعد مثل عرصہ دراز تک پیش نہ ہوئی، نہ کوئی فتویٰ مولوی صاحبان کا شامل ہوا۔ ۱۱؍فروری ۱۹۲۳ء کو..... نے اس مثل کو میرے پاس پیش کیا۔ اور کہا کہ مثل جناب میر صاحب بہادر کی خاص غور میں رہی ہے۔ جواب رخصت پر تشریف لے گئے ہیں اس لیے پیش کی جاتی ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ مثل عرصہ دراز سے دائر ہے اور بلاوجہ معرض تعریق میں آ رہی ہے۔ فریقین نے اس مقدمہ میں بہت مستند علماء کے فتاویٰ پیش کیے ہیں جو مطبوعہ کتب یا رسالہ کی صورت میں ہے۔ اگر اس کے ساتھ ان مولوی صاحبان کے فتویٰ، جن کا ذکر حکم ۹؍جولائی ۱۹۲۱ء میں زائد ہو جاوے، اس سے بھی کسی بڑی روشنی پڑنے کا احتمال نہیں، بالخصوص حکم ۹؍مئی ۱۹۲۱ء کی اس وقت تک کوئی تعمیل نہیں ہوئی۔

برعکس اس کے مدراس ہائی کورٹ کا ایک تازہ فیصلہ نکلا ہے جو معاملہ ہٰذا کے بالکل مطابق ہے۔ اور اس مقدمہ کے فیصلہ کرنے میں بہت مدد دیتا ہے۔ اس میں ایک مسلمان شوہر احمدی ہوا تھا۔ اس کی بیوی نے نکاح ثانی کر لیا۔ جس پر جرم دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند چلا کر اس کو سزا دی گئی۔ سوال یہ اٹھایا گیا تھا کہ شوہر کے احمدی ہو جانے سے وہ کافر ہو گیا اور اس لیے اس کا نکاح اپنی بیوی سے ٹوٹ گیا۔

مقدمہ مذکور میں پہلا سوال یہ تھا کہ آیا کسی مذہب کے عقائد معلوم کرنے کے لیے اس مذہب کے کسی خاص پیرو کی رائے پر حصر نہ کرنا چاہیے، بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ مجموعی طور پر اس مذہب کے لوگ بالعموم کیا مانتے ہیں۔ اس پر عدالت ہائی کورٹ کی رائے یہ تھی کہ مسئلہ اجماع (جس کے رُو سے کثرت رائی سے کسی مسئلہ کو ثابت قرار دیا جاتا ہے) مسلمانوں میں پورے طور نہیں مانا جاتا۔ لیکن اگر ہم مسئلہ اجماع کو تسلیم بھی کر لیں، تاہم ابھی تک مسلمانوں میں احمدیوں کی نسبت کوئی متحدہ رائے قائم نہیں ہوئی۔ اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں میں عام طور یا ہندوستان میں کوئی ایسا فیصلہ احمدیوں کے مسلمان یا غیر مسلمان ہونے کی نسبت ہوا ہے، جن کو قطعی کہا جا سکے۔ یہ ان حالات میں جہاں کوئی ایسا سوال پیدا ہو تو عدالتوں کو خود اپنی رائے سے اس کو طے کرنا چاہیے۔

اس اصول کو سامنے رکھ کر صاحبان جج ہائی کورٹ نے اپنے طور اس امر کو دیکھا کہ احمدیوں کے اعتقاد کیا ہے۔ اور کہ ان سے احمدیوں کو مسلمان کہنا چاہیے یا نہ احمدیوں کے اعتقاد اس کی اپنی تصانیف سے معلوم کرنے چاہئیں، نہ کہ ان لوگوں کی تالیف اور

www.khatmenubuwwat.org

تحریروں سے، جواس کومسلمان نہیں مانتے، یہ امرتسلیم کیا جائے کہ احمدیوں کے عقائد صحیح طور ایک رسالہ مؤلفہ مسٹر شبیر علی بی.اے میں درج ہیں۔ جس کو صدر انجمن احمدیہ قادیاں پنجاب نے شائع کیا تھا، اس کتاب میں درج ہے۔ ہم (احمدی) خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ حضرت مصطفیٰ صلعم پیغمبر اسلام ہمارا پیشوا اور رہنما ہے۔ ہمارے روحانی علم کا شراب خدا کی کتاب سے ہے، جس کو قرآن شریف کہتے ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدی کلمہ کے قائل ہیں جس کے رُو سے صرف ایک خدا واحد لاشریک ہے۔ اور حضرت محمد صاحب صلعم اس کے پیغمبر ہیں اور وہ ان کی پیغمبری اور قرآن شریف کی سند کو بالکل تسلیم کرتے ہیں۔ وہ متقدمین مسلمانوں سے صرف چند اُمور میں اختلاف کرتے ہیں، جس کا ذکر اِس رسالہ میں ہے۔ وہ چند امور ذیل ہیں:

(۱) مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت محمد صاحب صلعم آخری پیغمبر تھے جن سے خدا نے گفتگو کی۔ اور کہ اس کے بعد وہ کسی سے گفتگو نہ کرے گا۔ احمدی کہتے ہیں کہ خدا بموجب گذشتہ کے اب بھی اپنے پاک خادموں سے گفتگو کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔

(۲) دونوں فریق مانتے ہیں کہ حضرت محمد صاحب صلعم خاتم النبیّین تھے اور کہ اس کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں ہوسکتا۔ احمدی کہتے ہیں کہ نیا پیغمبر ہوسکتا ہے۔ مگر وہ حضرت محمد صاحب صلعم کا پیرو ہوگا اور اس کے پاس حضرت ممدوح کی مہر ہوگی۔

(۳) احمدی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمدی بھی پیغمبر تھے، مگر اس کو پیغمبری حضرت محمد صاحب صلعم سے ملی۔ جن کو خدا نے پیغمبر بنانے والا مقرر کیا تھا۔ احمدی مانتے ہیں کہ زرتشت، بدھا، کرشن، رام چند پیغمبران تھے اور یہ بات قرآن شریف کے مطابق ہے۔

(۴) مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بمعہ جسم کے صلیب پر چڑھنے سے پہلے خدا نے جنت میں بھیج دیا۔ احمدی کہتے ہیں کہ حضرت ممدوح صلیب پر چڑھائے گئے۔ لیکن وہ صلیب پر نہ چڑھے، وہ زندہ رہے، کشمیر میں آ کر مرے اور وہاں دفنائے گئے۔ احمدی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کی جو پیشگوئی ہے وہ اس طرح پوری ہوگئی کہ حضرت ممدوح بذاتہٖ نہ آئیں گے، بلکہ ان کی روح دوسرے میں داخل ہوگی۔ اور کہ ان کی روح مرزا صاحب میں داخل ہوگئی ہے اور اس طرح پیشگوئی پوری ہوچکی ہے۔

(۵) مسلمان کہتے ہیں کہ مہدی معہود جہاد کر کے اسلام کو تلوار سے پھیلائے گا۔ احمدی اس مسئلہ کو نہیں مانتے۔ اور کہتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی ہیں اور کہ وہ اسلام کو بحث مباحثہ اور آسمانی علامات سے نہ کہ سختی سے پھیلائے گا۔

(۶) احمدی سلطان ترکی کو خلیفہ نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان اس گورنمنٹ کا وفادار رہے، جس کے تحت وہ رہتا ہے اور جو اس کی حفاظت کرتی ہے۔

ہائی کورٹ مدراس نے ان چند کا ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ اختلاف ایسے نہیں جس کی بنا پر احمدیوں کو مسلمان نہ کہا جاوے۔ بلکہ مرتد خیال کیا جاوے۔ وہ کلمہ کو مانتے ہیں۔ حضرت محمد صاحب صلعم کی پیغمبری اور قرآن کے حکم کو مانتے ہیں۔ بلاشبہ مسلمان ہونے کے لیے یہی ضروری شرائط ہیں، جیسا کہ جسٹس امیر علی اور عبدالرحیم نے اپنی اپنی کتب میں لکھا ہے جو چند اُمور اختلاف کے ہیں وہ بنیادی امور نہیں۔ اختلاف امور (۵)، (۶) ایسی باتوں پر ہیں جس کو کسی صورت میں بنیادی نہیں کہا جا سکتا۔ حالات زمانہ

www.khatmenubuwwat.org

کے مطابق اسلام کی اشاعت کے مختلف طریق یا مختلف حکومتوں کے ماتحت رہنے کی ضرورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اختلاف (۴) سے بھی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس سے اسلام کی کسی بنیادی بات سے انکار ہو جاتا ہے۔ اختلاف نمبر (۳) کے متعلق جہاں یہ کہا گیا ہے کہ کرشن اور رام چندر پیغمبر ہے۔ وہاں دوسری جگہ اس کو اس طرح نرم کیا گیا ہے کہ خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ کرشن اور رام بھی خدا کے نیک خادم تھے۔ اسی طرح جہاں یہ کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں، وہاں دوسری جگہ یہ بھی کہتا ہے کہ خدا کے الہام کو ماننے والا پورا پیغمبر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ یہ کہنا حضرت محمد صاحب صلعم کی بے ادبی ہے۔ اور کہ حضرت محمد صاحب صلعم کے بعد کوئی ایسا پیغمبر نہیں ہوسکتا، جو کہ شرع کے دینے والا ہو۔ اس کے واسطے دروازہ مکمل طور بند ہو چکا ہے۔ صرف اس امر کا ماننا کہ مرزا صاحب مسیح موعود تھے۔ قرآن شریف کے کسی بنیادی مسئلہ سے انکار یا معتقدین کے اعتقاد کے برخلاف نہیں خیال کیا جا سکتا، تاوقتیکہ قرآن شریف کی کسی متذکرہ پیشگوئی کی بابت کسی قسم کا محاکمہ کرنا بھی ناجائز نہ خیال کیا جاوے۔ اختلاف (۱) و (۲) میں مرزا صاحب اسلام کے بنیادی اصولوں کو پیشِ نظر رکھتے ہیں اور خدا کو وحدانیت اور حضرت محمد صاحب صلعم کی برتری کو قائم رکھتے ہیں۔ اس طرح ہائی کورٹ مدراس نے قرار دیا ہے کہ احمدی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے نہ کہ اسلام سے باہر ہے۔ پنجاب اور پٹنہ ہائی کورٹوں کے فیصلہ جات پہلے اس کے مطابق ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں اس مقدمہ کو اب معرض تعویق میں رکھنا غیرضروری خیال کر کے میں صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور جو ڈگری صاحب موصوف نے عطا کی ہے اس کو بحال رکھتا ہوں۔ اپیل نامنظور کی جاتی ہے۔ نظر بحالات مقدمہ خرچہ فریقین بذمہ فریقین ہوگا۔

فریقین مدت سے غیر حاضر ہو رہے ہیں۔ حکم سرا جلاس صادر کیا گیا۔ فریقین کو فیصلہ کی اطلاع بذریعہ ڈاک دی جاوے۔

اختیار باجلاس کامل۔ ۷/ مارچ ۱۹۲۴ء

دستخط اودھوداس بحرف اُردو

www.khatmenubuwat.org

www.khatmenubuwwat.org

فیصلہ مؤرخہ ۱۰/ مارچ ۱۹۱۷ء عدالت ابتدائی

بعنوان مسماۃ جندوڈی بنام کریم بخش

www.khatmenubuwwat.org

تجویز آخیر باجلاس منشی محمد اکبر صاحب منصف درجہ اوّل بہاولپور

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
مقدمہ نمبر	نام مدعی	نام مدعا علیہ	دعویٰ	نتیجہ مقدمہ	تاریخ فیصلہ	نام حاکم فیصلہ کنندہ
۹۲۵	کریم بخش ولد حیات ذات پونگر (سکنہ) اوچ متبرکہ	۱۔ مسمات جندوڈی ۲۔ زوجہ کریم بخش ومسمات ۳۔ شرم خاتون بیوہ نبی بخش ۴۔ دوست محمد ولد محمد بخش سکنہ احمد پور شرقیہ	دعویٰ حقوق زنا شوئی مدعا علیہا	دعویٰ مدعی خارج ہوا	۱۰/ مارچ ۱۹۱۷ء	منشی محمد اکبر صاحب، منصف درجہ اوّل

فیصلہ

دعویٰ یہ ہے کہ عرصہ ۲۵ سال سے مدعا علیہا مسماۃ جندوڈی مدعی کی منکوحہ ہے، بعد نکاح مدعی باقرار خانہ دامادی اپنے خسر کے ساتھ مقیم ہوا۔ مدعا علیہ (۳) جو مدعی کا ہم زلف ہے، ۸/اپریل ۱۹۱۴ء کو مدعی کے گھر آیا۔ اور مدعا علیہ (۱) زوجہ مدعی و مدعا علیہا، (۲) ساس مدعی کو ورغلا کر مدعی کو اِس گھر سے نکال دیا۔ مدعا علیہا (۱) اب مدعی کے پاس ہے۔ بغرض اعادہ حقوق زنا شوئی رہنے سے انکاری ہے اور مدعا علیہ (۲) و مدعا علیہ، (۳) اس کو مدعی کے ساتھ آباد ہونے سے روکتے ہیں۔ برآں مدعی مستدعی ہے کہ ڈگری باز ومسمات جندوڈی بحق مدعی دی جاوے۔

مدعا علیہم کو جواب دعویٰ میں نکاح سے اقبال ہے مگر وہ اپنے ڈیفنس میں دو باتیں پیش کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ مدعی مدعا علیہ (۱) کو زبانی طلاق دے چکا ہے۔ دوسرا یہ کہ مدعی مرزائی مذہب رکھتا ہے اور مرزائیوں پر علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اس لحاظ سے بھی مدعا علیہا (۱) کا نکاح اس کے ساتھ جائز نہ رہا۔ کیونکہ بروئے شرع شریف مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔

www.khatmenubuwwat.org

امر اوّل چونکہ زیادہ تر تصفیہ طلب تھا، اس لیے ابتداء میں یہ تنقیح وضع کی گئی کہ کیا مدعی نے مسمات جندوڈی کو زبانی طلاق دی۔ اس تنقیح کا ثبوت گزر رہا تھا کہ دورانِ شہادت ایک دوسری تنقیح کہ آیا مرزائی مذہب کے اختیار کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے، وضع کی گئی۔ ان ہر دو اُمور پر مختلف اوقات اور مختلف حکام کے روبرو بحث ہوتی رہی۔ آخر کار ۶/ مارچ ۱۹۱۶ء کو مولوی فیض محمد صاحب کے نام کمیشن جاری کیا گیا۔ اور انہوں نے موقع پر جا کر تحقیقات کی۔ اپنی رپورٹ افتتاحی میں انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہر دو تنقیحات مدعا علیہم کے برخلاف ثابت ہوتی ہیں۔ مذہب اسلام میں نکاح اور طلاق کے مسئلوں کو نہایت ہی نازک اور اہم مسائل خیال کرتا ہوں۔ اور میری یہ رائے ہے کہ ان امور کے تصفیہ کے واسطے پورے ثبوت کا بہم پہنچنا نہایت مشکل ہے طلاق کی صورت میں چونکہ اس کا لگاؤ زیادہ تر دو شخصوں کے ساتھ ہے، اس لیے جب تک وہ خود نہ کہیں کہ ہم میں کوئی ایسی بات واقع ہوئی جس سے طلاق عائد ہو سکتی ہو تو بیرونی شہادت کے ذریعہ سے فیصلہ کرنے میں دشواری لاحق ہوتی ہے۔ طلاق میں رجوع جائز رکھا گیا ہے اور رُجوع کا علم سوائے فریقین کے اور کسی کو پوری طرح نہیں ہو سکتا۔ دوسرا اِس امر کا ثبوت بھی پورے طور نہیں مل سکتا کہ آیا طلاق طہر کے دنوں میں دی گئی یا ایامِ حیض میں۔ موجودہ صورت میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مدعی نے اپنی عورت کے ساتھ عرصہ دو سال سے جھگڑا شروع کیا ہوا تھا کہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت اختیار کر، ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ وہ متواتر اِنکار کرتی رہی۔ آخر مدعی نے ایک دن اس سے کہا کہ تو میرے نفس پر حرام ہے کیونکہ تو نے میری نافرمانی کی ہے۔ یہ کہہ کر مدعی وہاں سے چلا گیا اور عرصہ سال ڈیڑھ سال کا ہوا ہے کہ پھر اپنی بیوی کے نزدیک نہیں گیا۔ اس پر بیان کی تائید میں غلام حسین حجام، جمعہ حجام، محمود ملان، اللہ یار بلوچ، شیر محمد اور غلام نبی دونوں بھائی ہیں، الٰہی بخش داماد مدعی اور عظیم خاتون دختر مدعی شہادت دیتے ہیں، شیر محمد اور غلام نبی دونوں بھائی ہیں اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدعی کے مکان کے ساتھ دیوار بہ دیوار رہتے ہیں اور ہم نے ایک دن سنا تھا کہ مدعی اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑ رہا تھا اور اُس کو کہہ رہا تھا کہ تو میرے نفس پر حرام، کیونکہ تو میرا مذہب نہیں اختیار کرتی۔ علاوہ ان دو (۲) ہمسایوں کے اور کوئی محلّہ دار یا ہمسایہ بیان نہیں کرتا کہ اس نے سنا ہو کہ مدعی نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ علاوہ ان دو شخصوں کے اور بھی آدمی مدعی کے ساتھ دیوار بہ دیوار رہنے والے ہیں۔ مگر علاوہ ان دو کے اور کوئی ہمسایہ ان کے بیان کی تائید نہیں کرتا۔ رپورٹ کمیشن سے یہ بات واضح ہے۔ نمبردار محلّہ بھی، جس کو محلے کی نسبت تمام حالات کی واقفیت ہونی چاہیے بیان نہیں کرتا کہ اس نے سنا ہو کہ مدعی نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔ اس لیے ان دونوں کی شہادت قابل اعتبار نہیں۔ دختر مدعی اور اللہ یار کے بیان میں اختلاف ہے۔ اللہ یار کہتا ہے کہ جس وقت مدعی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی، اُس وقت میں، دختر مدعی، زوجہ مدعی اور مسماۃ شرم خاتون موجود تھے۔ دختر مدعی کہتی ہے کہ اس وقت سوائے میرے اور کوئی مرد یا عورت وہاں موجود نہیں تھا، اس لیے ان دونوں کا بیان قابل پذیرائی ہیں۔ الٰہی بخش داماد مدعی کی شہادت دو دفعہ قلمبند کی گئی ہے۔ ایک دفعہ عدالت میں اور ایک دفعہ صاحب کمیشن کے روبرو عدالت میں جو شہادت قلمبند کی گئی تھی، اس میں اس نے طلاق کے متعلق کچھ نہیں کہا اور صاحب کمیشن نے جب اسے طلب کیا تو اس نے طلاق کے متعلق شہادت دی اور کہا کہ پہلے طلاق کے متعلق کچھ نہیں پوچھا گیا۔ اس لیے میں نے کچھ نہ بتلایا۔ مگر جب پہلی دفعہ اس کی شہادت قلمبند کی گئی ہے، اس سے پہلے ہر دو تنقیحات دوبارہ وضع کی گئی تھیں۔ اور فریقین کو ثبوت اور

www.khatmenubuwwat.org

تردید پیش کرنے کا ایک اور موقع دیا گیا تھا۔ اس وقت اس گواہ نے طلاق کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ دوسری دفعہ جو اس نے شہادت دی ہے، وہ بناوٹی ہے۔ علاوہ اس کے مدعی کے ساتھ اس کا تنازعہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ غلام حسین اور جمعہ معمولی حیثیت کے آدمی ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدعی ایک دن بازار میں سے ہماری دکان کے آگے سے گزرا ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے گھر میں کیسا جھگڑا برپا کیا ہوا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میری بیوی میرے مرشد کو نہیں مانتی، اس لیے میں نے اُس کو اپنے نفس پر حرام کر دیا ہے۔ علاوہ کم حیثیت ہونے کے یہ دونوں شخص باپ بیٹا ہیں اس لیے ان کی شہادت میں مَیں تصنع خیال کرتا ہوں۔ باقی تنقیح اوّل میں صرف محمود ملان کی شہادت ہے۔ مگر وہ بیان کرتا ہے کہ میں دوست محمد مدعا علیہ کی طرف سے مدعی کے پاس پیغام لایا تھا اور اِس پیغام کے جواب میں مدعی نے کہا تھا کہ میں اپنی عورت کو ترک کر چکا ہوں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ دوست محمد کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے۔ اور اس لیے میں اس کی شہادت کو بالواسطہ قرار دیتا ہوں۔ لہٰذا تنقیح اوّل کے ثبوت میں جو شہادت گزری ہے وہ بالواسطہ اور غیر معتبر معلوم ہوتی ہے، اس لیے میں اس کا فیصلہ مدعا علیہم کے برخلاف کرتا ہوں۔

تنقیح دوم

تنقیح دوم کی نسبت مدعی کا خود اقبال ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کا مرید ہے اور اس امر کی شہادت ہی کافی طور بہم پہنچائی گئی ہے کہ مدعی مرزائی مذہب کا پابند ہے۔ مدعی کا اعتراض یہ ہے کہ وہ ان عقائد کا جو مرزائی مذہب والے رکھتے ہیں۔ اور جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان پر ایمان لانے سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، پابند نہیں۔ چنانچہ ان اعتقادات کی نسبت تنقیحات وضع کی گئی۔ اور فریقین سے اپنا اپنا ثبوت طلب کیا گیا۔ میری رائے میں ان تنقیحات کے وضع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ جب ایک شخص جس نے مذہب اختیار کر لیا تو سمجھا جائے گا کہ وہ اس مذہب کے تمام اصولوں کا پابند ہے۔ چاہے وہ ان کو سمجھ سکتا ہے، یا نہیں سمجھ سکتا۔ اعتقادات کا کسی بیرونی شہادت سے ثابت ہونا میری رائے میں سخت مشکل ہے۔ علاوہ اس کے شرح ظاہر کو دیکھتی ہے نہ باطن کو، اگر ایک شخص ظاہرہ ہندو ہو اور اس کے اعتقادات مسلمانوں جیسے ہوں تو نہیں کہا جائے گا کہ وہ مسلمان ہے۔ اسی طرح اگر ایک مسلمان عیسائی مذہب اختیار کرے۔ اور یہ کہے کہ میرے اعتقادات میں فرق نہیں۔ میں باطن میں مسلمان ہوں تو کوئی شخص اس پر یقین لانے کے لیے تیار نہیں ہوگا، جب تک وہ ظاہراً عیسائیت کو ترک نہ کرے۔

موجودہ صورت میں مشکل یہ ہے کہ مدعی نے ظاہراً مسلمانی سے کوئی مختلف مذہب تو اِختیار نہیں کیا۔ مگر اس نے اسی مذہب کے ایک ایسے فرقہ میں شمولیت حاصل کی ہے کہ وہ چند ایک ایسے خیالات کا پابند ہے جو کفر و الحاد کی حد تک پہنچتے ہیں۔ مدعا علیہم نے علماء کے فتوے بہم پہنچائے ہیں، جن سے پایا جاتا ہے کہ تقریباً تمام ہندوستان کے اکثر علماء متفق الرائے ہیں کہ مرزائیوں کے بعض اعتقادات ایسے ہیں جو کفر و الحاد کی حد تک پہنچتے ہیں اور اُنہوں نے اس بات کا فتویٰ دے دیا ہے کہ مرزائی مذہب والے کے ساتھ سُنیہ عورت کا نکاح جائز نہیں۔ ان علماء میں سے اکثر مدرسہ عربیہ دیوبند کے تعلیم یافتہ ہیں۔ اور چونکہ آجکل ہندوستان میں دیوبند علم

www.khatmenubuwwat.org

فقہ کا مستند دارالعلوم خیال کیا جاتا ہے، اس لیے میں ان کی رائے کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ انہوں نے یہ بھی فتویٰ دے دیا ہے کہ اگر ایک سُنی عورت کا خاوند مرزائی ہو جائے تو اُس عورت کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ موجودہ صورت میں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مدعی عرصہ چار سال سے مرزائی ہو گیا اور اس کی مذہب اہل سنت والجماعت کی پابند ہے، لہٰذا میں بروئے فتویٰ علماء مشمولہ مسل مدعی کی بیوی کا نکاح فسخ قرار دیتا ہوں۔

اور اگر مدعی کی طرف سے یہ کہا جائے کہ وہ ان اعتقادات کا پابند نہیں جن کی وجہ سے مرزائیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے اور اس کا نکاح اس وقت فسخ سمجھنا چاہیے جب وہ ان اعتقادات پر ایمان لاوے، تو میں اس کے ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ کیونکہ چاہے وہ درحقیقت ان پر ایمان لایا ہوا ہے یا نہ۔ جب وہ دوسرے مذہب میں داخل ہو گیا تو سمجھا جائے گا کہ وہ ان تمام اصولوں کا پابند ہے جو وہ مذہب سکھاتا ہے اور اس امر کا ثبوت طلب کرنا کہ وہ ان اصولوں کا کب اور کس طرح پابند ہوا۔ میں مناسب خیال نہیں کرتا۔ بوجوہات بالا میں دعویٰ مدعی خارج کرتا ہوں۔ فریقین حاضر ہیں۔ ان کو حکم سنایا گیا۔ خرچہ بذمہ مدعی ۱۰/ مارچ ۱۹۱۷ء

دستخط

محمد اکبر منصف درجہ اوّل

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

اقتباسات تصانیف مرزا قادیاں

www.khatmenubuwwat.org

تفصیل کتب

۱۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱
۲۔ ازالۃ الاوہام، روحانی خزائن، جلد ۳
۳۔ حقیقت الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲
۴۔ ضمیمہ حقیقت النبوۃ، انوار العلوم، جلد ۲
۵۔ اربعین، روحانی خزائن، جلد ۱۷
۶۔ براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد ۲۱
۷۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، جلد ۱۸
۸۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، جلد ۱۹
۹۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵
۱۰۔ انوار الخلافت، انوار العلوم، جلد ۳
۱۱۔ مجموعہ اشتہارات، جلد ۳
۱۲۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، جلد ۷
۱۳۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، جلد ۳
۱۴۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد ۱۹
۱۵۔ ست بچن، روحانی خزائن، جلد ۱۰
۱۶۔ چشمۂ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳
۱۷۔ تحفۂ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد ۱۷
۱۸۔ خطبۂ الہامیہ، روحانی خزائن، جلد ۱۶
۱۹۔ آئینۂ کمالات، روحانی خزائن، جلد ۵
۲۰۔ کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد ۱۳
۲۱۔ البشریٰ
۲۲۔ فتاویٰ احمدیہ

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

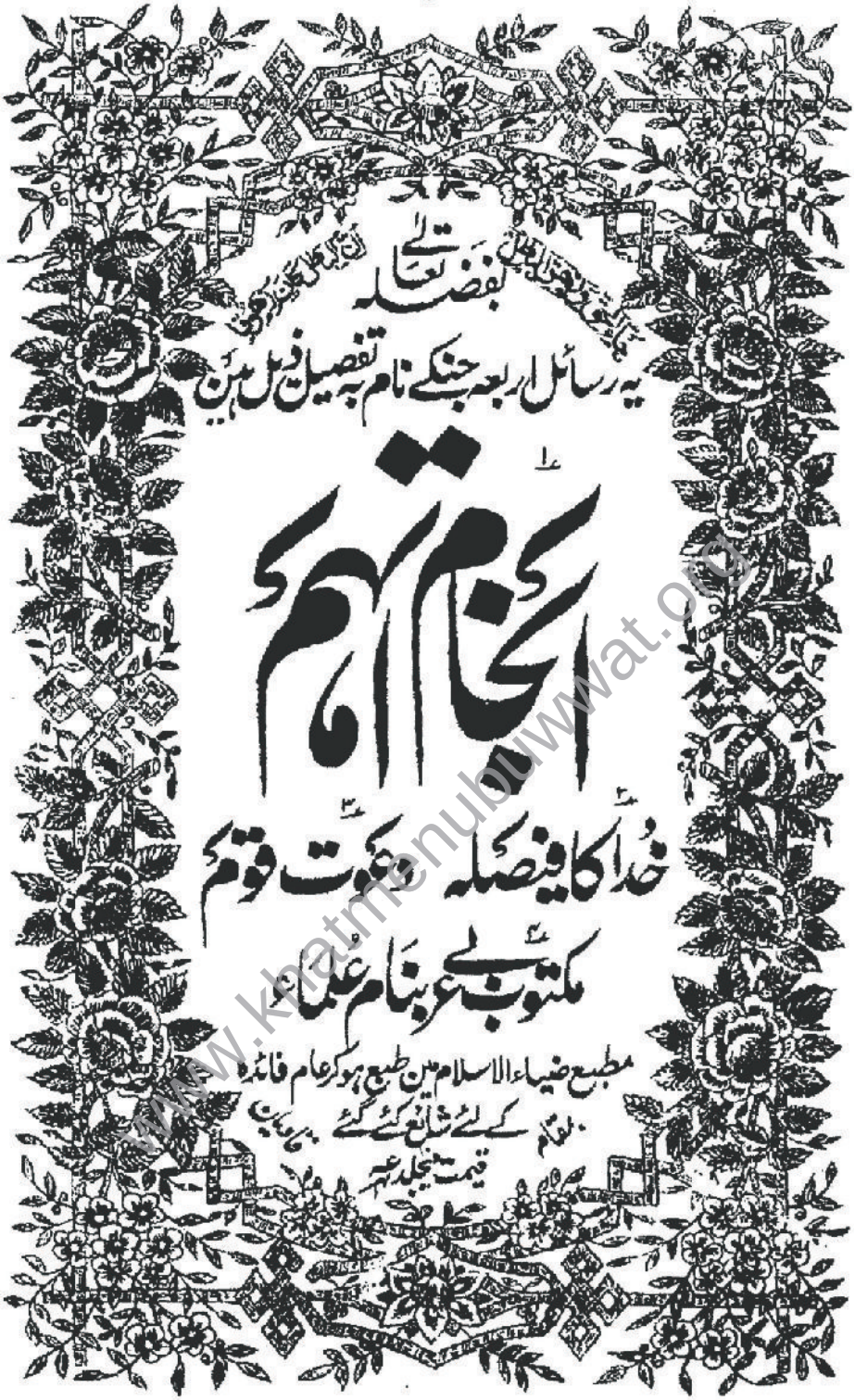

www.khatmenubuwwat.org

﴿۴﴾ ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخری زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا۔ عیسائی کہیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہیں گے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اس وقت عیسائیوں کے لئے شیطان آواز دے گا کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتھم کے قصہ کے متعلق ہے کیونکہ زمین کے شیطانوں نے آتھم کے مقدمہ میں عیسائیوں کا ساتھ کیا اور یہ کہا کہ عیسائی فتح پا گئے چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخباروں والے انہیں شیطانوں میں سے تھے جنہوں نے حق اور سچائی اور دین کا پاس نہ کیا اور آسمان کی آواز جو خدا تعالیٰ کا پاک الہام تھا جو اس عاجز پر نازل ہوا اس الہام نے بار بار گواہی دی کہ اسلام کی فتح ہے۔ آخر زمین کے شیطانوں نے شکست کھائی اور آسمان کی آواز کی سچائی ثابت ہوئی۔ یہ ایسی کھلی سچائی ہے جو کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا یہ کیسی نابینائی تھی کہ پلید دل لوگوں نے شرطی پیشگوئی کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں

ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں اور اب بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی بنیاد نہ آج سے بلکہ پندرہ برس پہلے سے ڈالی گئی تھی۔ جس کا مفصل ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں موجود ہے۔ سو ایسے انتظام کے ساتھ پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔

یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلّہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو طیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں

www.khatmenubuwwat.org

﴿۵﴾ یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق بیبا کی کے بعد بلاتوقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤیّد تھے۔ پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چپ ہوئے کہ گویا **مر گئے**۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کرے گا

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی نسبت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر **ہتھیار بھی خریدے**۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جنّ کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا

www.khatmenubuwat.org

﴿۶﴾ مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے **یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک**۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

www.khatmenubuwat.org

﴿۷﴾ ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرّحمٰن عَلّم القُرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور سے

کی اولاد بنیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ نکلا**۔ کیونکہ آج کل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری گو کیسا ہی موٹا ہو تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک **الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے**۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

www.khatmenbuwwat.org

﴿۸﴾ پورا کیا کہ اب کسی کو معارف قرآنی میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر

آپ وہی حضرت ہیں جنہوں نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ ابھی یہ تمام لوگ زندہ ہوں گے کہ میں پھر واپس آجاؤں گا۔ حالانکہ نہ صرف وہ لوگ بلکہ انیس[۱۹] نسلیں ان کے بعد بھی انیس[۱۹] صدیوں میں مرچکیں۔ مگر آپ اب تک تشریف نہ لائے۔ خود تو وفات پاچکے مگر اس جھوٹی پیشگوئی کا کلنک اب تک پادریوں کی پیشانی پر باقی ہے۔

سو عیسائیوں کی یہ حماقت ہے کہ ایسی پیشگوئیوں پر تو ایمان لاویں۔ مگر آتھم کی پیشگوئی کی نسبت جو صاف اور صریح طور پر پوری ہوگئی اب تک انہیں شک ہو۔ سوچنا چاہئے کہ یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی پندرہ سال پہلے خبر دی گئی ہے۔ اور جو اپنی شرط کے موافق اور اپنے آخری الہاموں کے موافق پوری ہوگئی۔ اس سے انکار کرنا کیا صریح خباثت ہے یا نہیں۔ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ ایک مخفی امر کی پندرہ[۱۵] سال پہلے خبر دے اور پھر شرط کے موافق نہ خلاف شرط پیشگوئی کو انجام تک پہنچاوے۔

یہ مردہ پرست لوگ کیسے جاہل اور خبیث طینت ہیں کہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔ فتح مسیح کو یاد رکھنا چاہئے کہ آتھم تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر میں داخل ہو چکا ہے۔ اب یہ کالک کا ٹیکہ عیسائیوں کی پیشانی سے کسی طرح اتر نہیں سکتا۔ اگر وہ قسم کھالیتا اور پھر ایک برس تک نہ مرتا تو عیسائیوں کو اس کی زندگی مفید ہوتی۔ مگر اس نے نہ قسم کھائی نہ نالش کی نہ اپنے جھوٹے تین الزاموں کا ثبوت دیا۔ پس اس نے اپنی عملی کارروائیوں سے ثابت کر دیا کہ وہ ضرور ڈرتا رہا۔ پھر جب بیباکی کی طرف رخ کیا تو حسب منشاء الہام الٰہی آخری اشتہار سے سات مہینے تک واصل جہنم ہوگیا۔ اور جیسا کہ خدا کے پاک الہام نے خبر دی تھی ویسا ہی ہوا۔ پس کیا ایسی پیشگوئی جو ایسی صراحت کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی جس کا تمام نقشہ خدائے عالم الغیب نے پندرہ برس پہلے اپنے پاک الہام کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا تھا وہ جھوٹ ٹھہر سکتی ہے۔ بلکہ وہی لعنتی فرقہ جھوٹا ہے جو ایسے کھلے کھلے نشان کی تکذیب کرتا ہے۔

بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ☆ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

☆ اگر پادری اب بھی اپنی پالسی بدل دیں اور عہد کرلیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سنیں گے۔

www.khatmenubuwwat.org

﴿۹﴾ میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے مگر ان کے لئے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔

اور ایک نشان خدا کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ میرے دعویٰ سے تیس ۳۰ برس پہلے ایک بندہ صالح نے میری نسبت پیشگوئی کی اور اس پیشگوئی میں میرا نام اور میرے گاؤں کا نام لے کر کہا کہ وہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا اور مولوی لوگ جہالت اور حماقت سے اس کا انکار کریں گے چنانچہ اس نے اس تمام پیشگوئی سے کریم بخش نامی ایک نیک بخت مسلمان کو جو لودیانہ کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والا تھا اطلاع دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود لدھیانہ میں آئے گا اور نصیحت کی کہ مولویوں کے شور کی کچھ پروا نہ کرنا کہ مولوی اس مخالفت میں جھوٹے ہوں گے۔ چنانچہ سب میں اس دعویٰ کے بعد لدھیانہ میں گیا تو کریم بخش میرے پاس آیا اور صدہا لوگوں کے روبرو بار بار یہ گواہی دی۔ چنانچہ اُس کی طرف سے ایک رسالہ بھی شائع ہو چکا۔ سو یہ بھی ایک نشان الٰہی ہے۔

اور منجملہ نشانوں کے ایک نشان خسوف وکسوف رمضان میں ہے۔ کیونکہ دار قطنی میں صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود کی تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشان ہوگا کہ رمضان میں چاند

کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقہ نے جو مردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ نادان پادریوں کو چاہئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں۔ ورنہ نہ معلوم خدا کی غیرت کیا کیا ان کو دکھلائے گی۔ اور ہم اس جگہ فتح مسیح کی سفارش کرتے ہیں کہ بزرگ پادری

www.khatmenubuwwat.org

﴿۶۲﴾

یَفرح المؤمنون. ثلۃٌ من الاولین وثلۃٌ من الاٰخرین. وھٰذا تذکرۃ فَمن شاء

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس جو چاہے

اتخذ الٰی ربّہٖ سبیلا. اِنّ النّصاریٰ حَوّلوا الامر. سنردّھا علی النّصَاریٰ.

خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلت اور شکست کو نصاریٰ پر واپس پھینک دیں

لیُنبذن فی الحطمۃ. انا نبشّرک بغلام حلیم مظھر الحق والعلاء

گے۔ اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور

کَاَنّ اللّٰہ نزل من السّماء. اسمُہ عمانوایل. یُولد لک الولد. ویُدنیٰ منک

بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا عمّانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے

الفضل. اِنّ نوری قریب قل اعوذ بربّ الفلق من شر ما خلق.

لڑکا دیا جائے گا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے کہہ میں شریر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

عجل جسد لہ خوار. فلہٗ نصبٌ وّ عذاب.

یہ بیجان گوسالہ ہے اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں۔

(فارسی واردو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

www.khatmenubuwwat.org

﴿۶۹﴾ کرتا ہوں جن کو میں نے مباہلہ کیلئے بلایا ہے اور میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہٗ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کیلئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آویں اور اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔

اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی۔ اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں۔ مگر مفتری اور کذّاب اور دجّال نام رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ تمام مکفّرین اور مکذّبین مباہلہ کیلئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفّر یا مکذّب ہیں اور درحقیقت ہر یک شخص جو باخدا اور صوفی کہلاتا ہے اور اس عاجز کی طرف رجوع کرنے سے کراہت رکھتا ہے وہ مکذّبین میں داخل ہے۔ کیونکہ اگر مکذّب نہ ہوتا تو ایسے شخص کے ظہور کے وقت جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ اس کی مدد کرو اور اس کو میرا اسلام پہنچاؤ اور اس کے مخلصین میں داخل ہو جاؤ تو ضرور اس کی جماعت میں داخل ہو جاتا۔ اور صاف باطن فقراء کیلئے یہ موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر اور ہر یک کدورت سے الگ ہو کر اور کمال تضرع اور ابتہال سے اس پاک جناب میں توجہ کر کے اس راز سربستہ کا اسی کے کشف اور الہام سے انکشاف چاہیں۔ اور جب خدا کے فضل سے انہیں معلوم کرایا جائے تو پھر جیسا کہ ان کی اتقاء کی شان کے لائق ہے محبت اور اخلاص اور کامل رجوع سے ثواب آخرت حاصل کریں اور سچائی کی گواہی کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ مولویان خشک بہت سے حجابوں میں ہیں کیونکہ ان کے اندر کوئی سماوی روشنی نہیں۔ لیکن جو لوگ حضرت احدیت سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں اور تزکیہ نفس سے انانیّت کی تاریکیوں سے الگ ہو گئے ہیں۔ وہ خدا کے فضل سے قریب ہیں۔ اگرچہ بہت تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں مگر یہ امت مرحومہ ان سے خالی نہیں۔

وہ لوگ جو مباہلہ کیلئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں:۔

مولوی نذیر حسین دہلوی	شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ	مولوی عبدالحمید دہلوی مہتمم مطبع انصاری
مولوی رشید احمد گنگوہی		مولوی عبدالحق دہلوی مؤلف تفسیر حقّانی
مولوی عبدالعزیز لدھیانوی	مولوی محمد لدھیانوی	مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ

www.khatmenubuwwat.org

﴿۷۰﴾

سعداللہ نومسلم مدرس لدھیانہ	مولوی احمداللہ امرتسری	مولوی ثناءاللہ امرتسری
مولوی غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری	مولوی عبدالجبار غزنوی	مولوی عبدالواحد غزنوی
مولوی عبدالحق غزنوی	محمد علی بھوپڑی واعظ	مولوی غلام دستگیر قصوری ضلع لاہور
مولوی عبداللہ ٹونکی	مولوی اصغرعلی لاہور	حافظ عبدالمنان وزیرآباد	مولوی محمد بشیر بھوپالی
شیخ حسین عرب یمانی	مولوی محمد ابراہیم آرہ	مولوی محمد حسن مولف تفسیر امروہہ
مولوی احتشام الدین مرادآباد	مولوی محمد اسحٰق اجراوری	مولوی عین القضاۃ صاحب لکھنو فرنگی محل
مولوی محمد فاروق کانپور	مولوی عبدالوہاب کانپور	مولوی سعید الدین کانپور رامپوری
مولوی حافظ محمد رمضان پشوری	مولوی دلدار علی الور مسجد دائرہ	مولوی محمد رحیم اللہ مدرس مدرسہ اکبرآباد
مولوی ابوالانوار نواب محمد رستم علی خاں چشتی	مولوی ابوالمویّد امروہی مالک رسالہ مظہرالاسلام اجمیر
مولوی محمد حسین کوئلہ والا دہلی	مولوی احمد حسن صاحب شوکت مالک اخبار شحنہ ہند میرٹھ
مولوی نذیر حسین ولد امیر علی انبیٹھہ ضلع سہارنپور	مولوی احمد علی صاحب سہارنپور
مولوی عبدالعزیز دینانگر ضلع گورداسپور	قاضی عبدالاحد خان پور ضلع راولپنڈی
مولوی احمد رامپور ضلع سہارنپور محلّہ محل	مولوی محمد شفیع رامپور ضلع سہارنپور
مولوی فقیراللہ مدرس مدرسہ نصرت الاسلام واقع لال مسجد بنگلور	مولوی محمد امین صاحب بنگلور
مولوی قاضی حاجی شاہ عبدالقدوس صاحب پیش امام جامع مسجد بنگلور
مولوی عبدالغفار صاحب فرزند قاضی عبدالقدوس صاحب بنگلور	مولوی محمد ابراہیم صاحب ویلوری حال مقیم بنگلور
مولوی عبدالقادر صاحب پیارم پیٹی ساکن پیارم پیت علاقہ بنگلور
مولوی محمد عباس صاحب ساکن دانمباری علاقہ بنگلور	مولوی گل حسن شاہ صاحب میرٹھ
مولوی امیر علی شاہ صاحب اجمیر	مولوی احمد حسن صاحب کنجپوری حال دہلی خاص جامع مسجد

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۷﴾

مولوی محمد علی صاحب دہلی فراشخانہ | مولوی مستعان شاہ صاحب سانبھر علاقہ جے پور

مولوی حفیظ الدین صاحب دوجانہ ضلع رہتک | مولوی فضل کریم صاحب نیازی غازی پور زمینا

مولوی حاجی عابد حسین صاحب دیوبند

اور سجادہ نشینوں کے نام یہ ہیں

غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین نیاز احمد صاحب بریلی

میاں اللہ بخش صاحب سجادہ نشین سلیمان صاحب تونسوی سنگھڑی | سجادہ نشین صاحب شیخ نور احمد صاحب مہارانوالہ

میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور | التفات احمد شاہ صاحب سجادہ نشین ردولے

مستان شاہ صاحب کابلی | محمد قاسم صاحب سجادہ نشین شاہ معین الدین شاہ خاموش حیدرآباد دکن

محمد حسین صاحب گدی نشین شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی | گدی نشین اوچہ شاہ جلال الدین صاحب بخاری

ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ ضلع گورداسپور | صادق علی شاہ صاحب گدی نشین رتر چھتر ضلع گورداسپور

سید صوفی جان صاحب مرادآبادی صابری چشتی | مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ضلع راولپنڈی

مولوی قاضی سلطان محمود صاحب آئی اعوان والہ پنجاب | حیدر شاہ صاحب جلال پور کنکیاں والہ

توکل شاہ صاحب انبالہ | مولوی عبداللہ صاحب تلونڈی والہ | محراب دین صاحب چکوتری علاقہ گجرات پنجاب

مولوی عبدالغنی صاحب جانشین قاضی اسمٰعیل صاحب مرحوم بنگلور

مولوی ولی النبی شاہ صاحب نقشبند رامپور دارالریاست | حاجی وارث علی شاہ صاحب مقام دیوا ضلع لکھنؤ

میر امداد علی شاہ صاحب سجادہ نشین شاہ ابو العلا نقشبند | سید حسین شاہ صاحب مودودی دہلی

عبداللطیف شاہ صاحب خلف حاجی نجم الدین شاہ صاحب چشتی جودھپور | قطب علی شاہ صاحب دیوگڈھ

علاقہ اودے پور میواڑ | میرزا بادل شاہ صاحب بدایونی | مولوی عبدالوہاب صاحب

جانشین عبدالرزاق صاحب لکھنؤ فرنگی محل | علی حسین صاحب کچھوچھا ضلع فقیرآباد

www.khatmenubuwwat.org

﴿۷۲﴾

شیخ غلام محی الدین صوفی وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور	حافظ صابر علی صاحب رامپور ضلع سہارنپور
امیر حسن صاحب خلف پیر عبداللہ صاحب دہلی	منور شاہ صاحب فاضل پور ضلع گوڑگانواں قریب دہلی
محمد معصوم شاہ صاحب نبیرہ شاہ ابوسعید صاحب رام پور دارالریاست	بدرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ
شاہ اشرف صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ	مظہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا ضلع پٹنہ
لطافت حسین شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا	نثار علی شاہ صاحب الور دارالریاست
وزیرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین مخدوم صاحب الور	مولوی سلام الدین شاہ صاحب مہم ضلع رہتک
غلام حسین خاں شاہ صاحب ٹھانوی ضلع حصار	سید اصغر علی شاہ صاحب نیازی اکبرآباد
واجد علی شاہ صاحب فیروزآباد ضلع اکبرآباد	سید احمد شاہ صاحب ہردوئی ضلع لکھنؤ
مقصود علی شاہ صاحب شاہجہان پور	مولوی نظام الدین چشتی صابری جھجر
مولوی محمد کامل شاہ اعظم گڈھ ضلع خاص	محمود شاہ صاحب سجادہ نشین بہار ضلع خاص

ان تمام حضرات کی خدمت میں یہ رسالہ پیکٹ کر کے بھیجا جاتا ہے لیکن اگر اتفاقاً کسی صاحب

کو نہ پہنچا ہو تو وہ اطلاع دیں تا کہ دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائے

راقم میرزا غلام احمد از قادیان

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اوّل

حصّہ اول

[illegible] قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کریگا

ازالۂ اوہام

فیہ سبّ باشدید و منافع للناس

الحمد والمنت کہ بماہ مبارک ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۸ کتاب جامع معارف قرآنی و شارح اسرار کلام ربانی از تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

باہتمام و سعی شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند مطبوع گردید

تعداد ۷۰۰

قیمت فی جلد عہ ۸/

www.khatmenubuwwat.org

باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھالیا سو شکر کرو اور خوشی سے اُچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آ گیا۔ خدائے تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی ﴿۵﴾ ایک پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجودہ برکت کچھ بھی نہ ہو وہ ظلمت کے کامل غلبہ کے وقت اپنی طرف سے نور پہنچاتا ہے کیا اندھیری رات کے بعد نئے چاند کے چڑھنے کے انتظار نہیں ہوتے کیا تم سلخ کی رات کو جو ظلمت کی آخری رات ہے دیکھ کر حکم نہیں کرتے کہ کل نیا چاند نکلنے والا ہے۔ افسوس کہ تم اس دنیا کے ظاہری قانون قدرت کو تو خوب سمجھتے ہو مگر اس روحانی قانون فطرت سے جو اُسی کا ہم شکل ہے بکلّی بے خبر ہو۔

اے نفسانی مولویو! اور خشک زاہدو! تم پر افسوس کہ تم آسمانی دروازوں کا کھلنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ بند ہی رہیں اور تم پیر مغاں بنے رہو اپنے دلوں پر نظر ڈالو اور اپنے اندر کو ٹٹولو کیا تمہاری زندگی دنیا پرستی سے منزّہ ہے کیا تمہارے دلوں پر وہ زنگار نہیں جس کی وجہ سے تم ایک تاریکی میں پڑے ہو کیا تم ان فقیہوں اور فریسیوں سے کچھ کم ہو جو حضرت مسیح کے وقت میں دن رات نفس پرستی میں لگے ہوئے تھے پھر کیا یہ سچ نہیں کہ تم مثیل مسیح کے لئے مسیحی ﴿۶﴾ مشابہت کا ایک گونہ سامان اپنے ہاتھ سے ہی پیش کر رہے ہو تا خدائے تعالیٰ کی حجت ہر یک طور سے تم پر وارد ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک کافر کا مومن ہو جانا تمہارے ایمان لانے سے زیادہ تر آسان ہے بہت سے لوگ مشرق اور مغرب سے آئیں گے اور اس خوانِ نعمت سے حِصّہ لیں گے لیکن تم اسی زنگ کی حالت میں ہی مرو گے کاش تم نے کچھ سوچا ہوتا۔

اور مشابہت کے لئے مسیح کی پہلی زندگی کے معجزات جو طلب کئے جاتے ہیں اس بارے میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں احیاء روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے اور اُس کا ظہور ہو گا ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افترا کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر

www.khatmenubuwwat.org

نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں
﴿۷﴾ نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا
تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر
ابتر ہے کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے مری پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط
پڑیں گے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط
نکلیں اِس قدر صحیح نکل نہیں سکیں۔ اُنہوں نے یہودا اسکریوطی کو بہشت کے بارہ۱۲ تختوں میں سے
ایک تخت دیا تھا جس سے آخر وہ محروم رہ گیا اور پطرس کو نہ صرف تخت بلکہ آسمان کی کُنجیاں بھی
دیدی تھیں اور بہشت کے دروازے کسی پر بند ہونے یا کھلنے اُسی کے اختیار میں رکھے تھے مگر
پطرس جس آخری کلمہ کے ساتھ حضرت مسیح سے الوداع ہوا وہ یہ تھا کہ اس نے مسیح کے روبرو مسیح
پر لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی پیشگوئیاں
﴿۸﴾ ہیں جو صحیح نہیں نکلیں مگر یہ بات الزام کے لائق نہیں کیونکہ امور اخباریہ کشفیہ میں اجتہادی غلطی
انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی بعض پیشگوئیاں بھی اُس صورت پر ظہور پذیر نہیں
ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھ لی تھی غایت مافی الباب یہ ہے
کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اَوروں سے زیادہ غلط نکلیں مگر یہ غلطی نفس الہام میں نہیں بلکہ سمجھ
اور اجتہاد کی غلطی ہے چونکہ انسان تھے اور انسان کی رائے خطا اور صواب دونوں کی طرف
جاسکتی ہے اس لئے اجتہادی طور پر یہ لغزشیں پیش آگئیں۔

اِس مقام میں زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے
ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی
طرف منسوب کر رہے ہیں۔ نہیں دیکھتے کہ وہ تو کھلے کھلے انکار کئے جاتے ہیں چنانچہ
ھیرودیس کے سامنے حضرت مسیح جب پیش کئے گئے تو ہیرودیس مسیح کو دیکھ کر بہت خوش ہوا
﴿۹﴾ کیونکہ اسے اس کی کوئی کرامت دیکھنے کی اُمید تھی پر ہیرودیس نے ہر چند اِس بارہ میں مسیح سے

www.khatmenubuwwat.org

مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ
﴿۱۵۶﴾ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذُرّیّت سے ایک شخص
پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی
راہ سیدھی کر دے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقیّد
ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی وارجمند **مظهر الحق والعلاء كانّ اللّٰه نزل من السماء** لیکن یہ عاجز ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدائے تعالیٰ کی مقدس
کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے۔ **واللّٰه اعلم و علمه احكم.**

جائیکہ از مسیح و نزولش سخن رود	گویم سخن اگرچہ ندارند باورم
﴿۱۵۷﴾ کآندر دلم دمید خداوند کردگار	کاں برگزیدہ را ز رہ صدق مظہرم
موعودم و بِحلیۂ ماثور آمدم	حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بیّن ست	زِ انساں کہ آمد است در اخبار سرورم
﴿۱۵۸﴾ ایں مقدمم نہ جائے شکوک ست والتباس	سیّدؐ جدا کند نہ مسیحائے احمرم
از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار	چوں خود زِ مشرق است تجلّیِ نیّرم
اِینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بہ منبرم

www.khatmenubuwwat.org

آنرا کہ حق بجنّت خُلدش مقام داد☆ ﴿۱۵۹﴾
چُوں برخلاف وعدہ بروں آرد،از ارم

چوں کافر از ستم پرستد مسیح را
غیّوریٔ خدا بسَرش کرد، ہمسرم

رَوْ، یک نظر بجانب فرقاں زِغور کُن
تابر تو منکشف شود ایں رازِ مُضمرم☆☆

یارَبّ کجاست محرم رازِ مکاشفات ﴿۱۶۰﴾
تا نور باطنش خبر آرد ز مُخبرم

آں قبلہ رو نمود بگیتی بچار دہم
بعد از ہزار وسہ[۳] کہ بُت افگند درحرم
یعنی سہ صد

جوشید آں چناں کرَمِ منبع فیوض
کآمدندائے یار زِ ہرکوئے و معبرم

اَے معترض بخوفِ الٰہی صبور باش ﴿۱۶۱﴾
تاخود خدا ،عیاں کُنَد، آں نور اخترم

آخر نخواندۂ، کہ گمانِ نکو کُنید
چوں میروی برون زِ حدودش برادرم

برمن چرا کشی تو چنیں خنجر زباں
از خود نیم زِ قادرِ ذوالمجد اکبرم

مامورم ومراچہ دریں کار اِختیار ﴿۱۶۲﴾
رَو،ایں سخن بگوبہ خداوندِ آمرم

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
ازباغبان بترَس کہ من شاخِ مثمرم

حکم است زآسمان بزمیں مے رسانمش
گر بشنوم نگویمش آن را کجا برم

☆: دیکھو انجیل متی

☆☆: أأنت قلت للناس الخ

www.khatmenubuwwat.org

﴿۳۰۱﴾ اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنے کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں الحاد ہے جیسے مولوی عبدالرحمان صاحبزادہ مولوی محمد لکھووالہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنے نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ ﴿۳۰۲﴾ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہوا کثر صحابہ مسیح کا فوت ہوجانا مانتے رہے، دجّال معہود کا فوت ہوجانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کہاں سے ثابت ہو قرآن شریف میں تیس کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت بیّن کر رہی ہیں غرض یہ ﴿۳۰۳﴾ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اُترے گا نہایت لغو

جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ [1] ہے جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور طیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدائے تعالےٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کَل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس کی مدّت تک

[1] النمل: ۴۵

www.khatmenubuwwat.org

اور بے اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سراسر غلطی ہے کہ قرآن کریم کے معانی کو بزمانہ گذشتہ محدود و مقید سمجھتے ہیں۔ اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جاوے تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا اور اگر ہو بھی تو شاید ان عربیوں کے لئے جو بلاغت شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔ ﴿۳۰۴﴾

جاننا چاہیئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر یک اہل زبان پر روشن ﴿۳۰۵﴾

نجّاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قوی موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی قویٰ جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے سو انہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنّاع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سُنا ہے کہ بعض چڑیاں کَل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یوروپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا اور اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح اُن میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔

ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق **عمل التّرب** یعنی مسمریزمی طریق ﴿۳۰۴﴾

www.khatmenubuwwat.org

ہوسکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر یک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یوروپین یا
﴿۳۰۶﴾ امریکن یا کسی اَور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و
حقائق وعلوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے
ہیں اور ہر یک زمانہ کے خیالات کو مقابلہ کرنے کے لئے مُسلّح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں
﴿۳۰۷﴾ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامّہ
نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت وفصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر یک خواندہ
ناخواندہ کو معلوم ہو جائے کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق

سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ **عمل التّرب** میں جس کو زمانہ حال میں
مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی
گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں کچھ
ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہے ڈال سکتی ہے۔ تب جماد
سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔ راقم رسالہ ہذا نے اس علم کے
﴿۳۰۶﴾ بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے جو انہوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھ کر ایسا اپنی حیوانی روح
سے اُسے گرم کیا کہ اس نے چار پایوں کی طرح حرکت کرنا شروع کر دیا اور کتنے آدمی گھوڑے کی
طرح اس پر سوار ہوئے اور اسکی تیزی اور حرکت میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ
اگر ایک شخص اس فن میں کامل مشق رکھنے والا مٹی کا ایک پرند بنا کر اس کو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو
کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہاء ہے۔ اور جبکہ ہم بچشم
خود دیکھتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانداروں کی
طرح چلنے لگتا ہے تو پھر اگر اس میں پرواز بھی ہو تو بعید کیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا جانور جو مٹی
﴿۳۰۷﴾ یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور **عمل التّرب** سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جائے وہ درحقیقت
زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کے روح کی گرمی بارُوت[1] کی طرح
اُس کو جنبش میں لاتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے

[1] اسے آجکل ''بارود'' لکھا جاتا ہے (ناشر)

www.khatmenubuwwat.org

اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علمِ قرآن سے سخت بے نصیب ہے **ومن لم یؤمن بذالک الاعجاز فو اللہ ما قدر القرآن حق قدرہ وما عرف اللّٰہ حق معرفتہ وما وقر الرسول حق توقیرہ۔**

اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص

ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔ اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ سلبِ امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب **عمل التّرب** کی شاخیں ہیں۔ ہر یک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلبِ امراض کرتے رہے ہیں اور مفلوج، مبروص، مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقراء نقشبندی وسُہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گذرے ہیں کہ صدہا بیماروں کو اپنے یمین ویسار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان مشغلوں میں مبتلا ہوگئے تھے۔ اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی **الیسع** نبی کی طرح اس **عمل التّرب** میں کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔ کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہوگیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہوسکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ

www.khatmenubuwwat.org

برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال
﴿۳۱۱﴾ نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی
ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ
تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحفِ مطہرّہ
کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو اور میں اس سے پہلے لکھ
﴿۳۱۲﴾ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور
اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں اُن کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ جو اس
عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقتِ آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل
وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ
﴿۳۱۰﴾ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیح نے بھی اس
عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے
باذن وحکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک
نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع
کرنے کے لئے اپنی دلی ودماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی اُن روحانی تاثیروں میں جو روح پر
اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ
نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح
جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں
﴿۳۱۱﴾ کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب
قریب ناکام کے رہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں فرمائی
اور تمام زور اپنی روح کا دلوں میں ہدایت پیدا ہونے کیلئے ڈالا اسی وجہ سے تکمیل نفوس میں سب سے بڑھ کر
رہے اور ہزارہا بندگانِ خدا کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا اور اصلاح خلق اور اندرونی تبدیلیوں میں وہ یدِ بیضا
دکھلایا کہ جس کی ابتدائے دنیا سے آج تک نظیر نہیں پائی جاتی۔ حضرت مسیح کے **عمل التّرب** سے وہ
مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب المرگ آدمی جو گویا نئے سرے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلا توقف

www.khatmenubuwwat.org

دوسرے مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے اور یہ صرف امامین موصوفین کا ہی مذہب نہیں۔ بلکہ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ **لامھدی الّا عیسیٰ** یعنی بجز عیسیٰ کے اُس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا۔ اور یوں تو ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہوں اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آویں اور ممکن ہے کہ امام محمدؐ کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو لیکن جس طرز سے عوام کے خیال میں ہے اس کا ثبوت پایا نہیں جاتا۔ چنانچہ یہ صرف ہماری ہی رائے نہیں اکثر محقق یہی رائے ظاہر کرتے آئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اچھا مہدی کا قصّہ جانے دو۔ لیکن یہ جو بار بار حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ آئے گا۔ مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ اِن صریح لفظوں کی کیوں تاویل کی جائے۔ اگر اللہ جلَّ شَانُہٗ کے علم اور ارادہ میں ابن مریم سے مراد ابن مریم نہیں تھا تو اس نے لوگوں کو دانستہ اِن مشکلات میں کیوں ڈالا اور سیدھا کیوں یہ نہ کہہ دیا کہ کوئی مثیل مسیح آئے گا۔ بلکہ ﴿۵۲۰﴾
کون سی ضرورت اس بات کی طرف داعی تھی جو ضرور مثیل مسیح آتا کوئی اور نہ آتا۔ اب کھلے کھلے لفظوں سے کیوں کر انکار کریں یہ انکار تو دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اور در پردہ اس انکار کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی غلط ہے۔

لیکن واضح ہو کہ یہ تمام اوہام باطلہ ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث میں بغرض آزمائش خلق اللہ ایسے ایسے استعارات کا مستعمل ہونا کوئی انوکھی اور بے اصل بات نہیں۔ اور پہلی کتابوں میں ایسے استعارات کی نظیر موجود ہے فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1] ایلیا کے قصہ کو دیکھو جس کو یوحنا کہا گیا ہے۔ جبکہ قرآن شریف نے قطعی اور یقینی طور پر ظاہر کر دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں تو اب اس سے بڑھ کر ضرورتِ تاویل کے لئے اور کیا قرینہ ہوگا۔ مثلاً فرض کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ایک مستند خط کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کلکتہ میں رہنے والا عبدالرحمٰن نام جس کی شہادت کسی مقدمہ کے لئے مؤثر تھی فوت ہو گیا ہے۔ پھر بعد اس کے ہم نے ایک ایسا کاغذ تمسّک دیکھا جس پر

[1] النحل: ٤٤

www.khatmenubuwwat.org

﴿۵۲۱﴾ ایک شخص عبدالرحمٰن نام کلکتہ کے رہنے والے کی گواہی تاریخ وفات کے بعد میں درج تھی تو کیا ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہی عبدالرحمٰن جوفوت ہو چکا تھا زندہ ہوکر اپنی گواہی لکھ گیا ہے پس چونکہ اس عبدالرحمٰن کے زندہ ہوجانے کا ہمارے پاس کوئی بھی ثبوت نہیں تو کیا صرف خدائے تعالیٰ کی قدرت کے حوالہ سے ہم کسی ایسی صورت کے مقدمہ میں جوعدالت میں پیش ہے بغیر اس بات کے ثبوت دینے کے کہ درحقیقت وہی عبدالرحمٰن زندہ ہوکر اپنی گواہی لکھ گیا ہے ڈگری کے پانے کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔

اور یہ دغدغہ کہ کیوں مسیح ابن مریم کے لفظ کو اختیار کیا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُسی طرز کا محاورہ ہے جیسے یحییٰ بن زکریا کے لئے ایلیا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ آخری زمانہ میں کوئی شخص مسیح کی قوت اور طبع میں پیدا ہو اور وُہ اس گروہ کذّاب کا مقابلہ کرے جن کی طبیعت اس طبیعت کے مغائر و مخالف واقع ہے۔ سو گروہ کذّاب کا نام اُس نے مسیح دجّال رکھا اور حامی حق کا نام مسیح ابن مریم قرار دیا اور اس کو بھی ایک گروہ بنایا جو مسیح ابن مریم کے نام سے سچائی کی فتح کے لئے دنیا کے اخیر تک کوشش کرتا رہے گا۔ سو ضرور تھا کہ یہ ﴿۵۲۲﴾ آنے والا مسیح ابن مریم کے نام سے ہی آتا۔ کیونکہ جس تاثیر اماتت احیاء کو مسیح دجّال نے پھیلانا چاہا ہے اس تاثیر کے مخالف مسیح ابن مریم کو تاثیر دی گئی ہے جو روح القدس کے ذریعہ سے اس کو ملی ہے سو جو شخص مسیح کے قدم پر وہ تاثیر لے کر آیا اور زہرناک ہوا کے مقابل پر جو ہلاک کرتی ہے یا ہلاکت تک پہنچاتی ہے ایک تریاقی نفس اس کو عطا ہوا۔ اس وجہ سے وہ مسیح ابن مریم کہلایا کیونکہ وہ روحانی طور پر مسیح کے رنگ میں ہوکر آیا۔ مسیح کیوں کر آسکتا۔ وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار روئیں اس کو آنے سے روکتی ہے۔ سو اس کا ہمرنگ آیا وہ رسول نہیں مگر رسولوں کے مشابہ ہے اور امثل ہے۔ کیا عام لفظوں میں کسی حدیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بعض گزشتہ رسولوں میں سے پھر اس امت میں آئیں گے جیسا کہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُن کے مثیل آئیں گے اور امثل آئیں گے

www.khatmenubuwwat.org

کے سامنے حدیثوں کا ذکر کرنا ایسا ہے کہ جیسا آفتاب کے مقابل پر کرم شب تاب کو پیش
﴿۵۳۲﴾ کیا جائے۔ مگر پھر بھی ہمارے مخالفین کی سخت بے نصیبی ہے کہ اس قسم کی حدیثیں بھی تو نہیں ملتیں
جن سے یہ ثابت ہو کہ مسیح ابن مریم سچ مچ اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان کی طرف زندہ
اٹھایا گیا۔ ہاں اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں کہ ابن مریم آئے گا مگر یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ وہی ابن
مریم اسرائیلی نبی جس پر انجیل نازل ہوئی تھی جس کو قرآن شریف مار چکا ہے وہی زندہ ہو کر پھر
آجائے گا۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو اُمّتی کر
کے بھی تو بیان کیا گیا ہے بلکہ خبر دی گئی کہ اے اُمّتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا
اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا کہ وہ امتی لوگوں کے
موافق صرف قال اللہ وقال الرسول کا پیرو ہوگا اور حل مغلقات ومعضلات دین نبوت سے
نہیں بلکہ اجتہاد سے کرے گا اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا۔ اب اِن تمام اشارات سے
صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت
ناقصہ اُس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامّہ کی
﴿۵۳۳﴾ شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اس کو اُمّتی بھی کہا اور نبی
بھی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی اُس میں پائی
جائیں گی جیسا کہ محدّث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامّہ
تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اِسی
لئے خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ اور یہ
بھی سوچنا چاہیئے کہ جب اسرائیلی نبی مسیح ابن مریم فوت ہو چکا اور پھر اس کے زندہ ہو جانے کا
کہیں قرآن شریف میں ذکر نہیں تو بجز اس کے اور کیا سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہ آنے والا ابن مریم
اَور ہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کیا خدائے تعالیٰ قادر نہیں کہ مسیح ابن مریم کو زندہ کر کے

www.khatmenubuwwat.org

بھیج دے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر صرف قدرت کو دیکھنا ہے اور نصوص قرآنیہ سے کچھ غرض نہیں تو ظاہر ہے کہ قدرت خدائے تعالیٰ کی دونوں طور سے متعلق ہے چاہے تو زندہ کر کے بھیج دے اور چاہے تو ہرگز زندہ نہ کرے اور نہ دنیا میں بھیجے۔ اور دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ اِن دونوں طور کی قدرتوں میں سے اُس کے منشاء کے موافق کونسی قدرت ہے۔ سوادنیٰ سوچ سے ظاہر ہوگا کہ یہ قدرت کہ جس کو ایک دفعہ مار دیا پھر خواہ نخواہ دوموتوں کا عذاب اس پر نازل کرے ہرگز اس کے منشاء کے موافق نہیں جیسا کہ وہ خود اس بارہ میں فرماتا ہے۔ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ[1] ۔یعنی جس کو ایک دفعہ مار دیا پھر اُس کو دنیا میں نہیں بھیجے گا اور جیسا کہ صرف ایک موت کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى[2] سو یہ بات اس کے سچے وعدہ کے برخلاف ہے کہ مُردوں کو پھر دنیا میں بھیجنا شروع کر دیوے۔ اور کیوں کر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامّہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہیئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اُسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اُس وقت ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر کہو کہ مسیح ابن مریم نبوت تامہ سے معزول کر کے بھیجا جائے گا تو اس سزا کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بے استحقاق معبود قرار دیا گیا تھا سو خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی سزا میں نبوت سے اس کو الگ کر دیا جائے اور وہ زمین پر آ کر دوسروں کے پیرو بنیں اَوروں کے پیچھے نماز پڑھیں اور امام اعظم کی طرح صرف اجتہاد سے کام لیں۔ اور حنفی الطریق ہو کر حنفی مذہب کی تائید کریں۔ لیکن یہ جواب معقول نہیں ہے خدائے تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس الزام سے اُن کو بری کر دیا ہے اور ان کی نبوت کو ایک دائمی نبوت قرار دیا ہے۔

﴿۵۳۴﴾

﴿۵۳۵﴾

[1] الزمر:۴۳ [2] الدخان:۵۷

www.khatmenubuwwat.org

کے لفظ کو جو محل متنازعہ فیہ میں یعنی مسیح کی وفات کے متعلق ہے تیئیس جگہ ایک ہی معنوں پر اطلاق کر کے ایسا کھول دیا ہے کہ اب اس کے ان معنوں میں کہ روح قبض کرنا اور جسم کو چھوڑ دینا ہے ایک ذرہ شک وشبہ کی جگہ نہیں رہی۔ بلکہ یہ اول درجہ کے بیّنات اور مطالب صریحہ ظاہرہ بدیہہ میں سے ہوگیا جس کو قطع اور یقین کا اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے جس سے انکار کرنا بھی اول درجہ کی نادانی ہے۔

اب قرآن کریم میں اس لفظ کی تشریح کرنے میں صرف دو سبیل ہیں تیسرا کوئی سبیل نہیں۔

(۱) دائمی طور پر روح کو قبض کر کے جسم کو بیکار چھوڑ دینا۔ جس کا دوسرے لفظوں میں اِمَاتَت نام ہے یعنی مار دینا۔

(۲) دوسرے کچھ تھوڑی مدّت کے لئے روح کا قبض کرنا اور جسم کو بیکار چھوڑ دینا۔ جس کا دوسرے لفظوں میں اِنَـامَـت نام ہے۔ یعنی سُلا دینا۔ لیکن ظاہر ہے کہ محل متنازعہ فیہ سے دوسرے قسم کے معنے کو کچھ تعلق نہیں۔ کیونکہ سونا اور پھر جاگ اُٹھنا ایک معمولی بات ہے۔ جب تک انسان سویا رہا روح اس کی خدائے تعالیٰ کے قبضہ میں رہی اور جب جاگ اُٹھا تو پھر روح اس جسم میں آ گئی جو بطور بیکار چھوڑا گیا تھا۔ یہ بات صفائی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ﴿۵۴۲﴾ جبکہ تـوفّـی کے لفظ سے صرف روح کا قبضہ میں کر لینا مراد ہے بغیر اس کے جو جسم سے کچھ سروکار ہو بلکہ جسم کا بیکار چھوڑ دینا توفی کے مفہوم میں داخل ہے تو اس صورت میں اس سے بڑھ کر اَور کوئی حماقت نہیں کہ توفی کے یہ معنے کئے جائیں کہ خدائے تعالیٰ جسم کو اپنے قبضہ میں کر لیوے کیونکہ اگر یہ معنے صحیح ہیں تو نمونہ کے طور پر قرآن کریم کے کسی اور مقام میں بھی ایسے معنے ہونے چاہئیں مگر ابھی ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ قرآن کریم اول سے آخر تک صرف یہی معنے ہر یک جگہ مراد لیتا ہے کہ روح کو قبض کر لینا اور جسم سے کچھ تعلق نہ رکھنا بلکہ اِس کو بیکار چھوڑ دینا۔ مگر فرض کے طور پر اگر مسیح ابن مریم کے محل وفات میں دوسرے معنے مراد لیں تو اُن کا ماحصل یہ ہوگا کہ مسیح کچھ مدّت تک سویا رہا اور پھر جاگ اُٹھا۔ پس اس سے تو

www.khatmenubuwwat.org

ثابت نہ ہوسکا کہ جسم آسمان پر چلا گیا۔ کیا جولوگ رات کو یا دن کوسوتے ہیں تو اُن کا جسم آسمان پر چلا جایا کرتا ہے۔ سونے کی حالت میں جیسا کہ ابھی میں بیان کر چکا ہوں صرف تھوڑی مدّت تک روح قبض کرلی جاتی ہے جسم کے اٹھائے جانے سے اس کو علاقہ ہی کیا ہے۔ ابھی ﴿۵۴۳﴾
میں بیان کر چکا ہوں کہ نصوص ظاہرہ متواترہ صریحہ قرآن کریم نے توفّی کے لفظ کو صرف روح تک محدود رکھا ہے یعنی روح کو اپنے قبضہ میں کرلینا اور جسم کو بیکار چھوڑ دینا۔ اور جبکہ یہ حال ہے تو پھر توفّی کے لفظ سے یہ نکالنا کہ گویا خدائے تعالیٰ نے نہ صرف مسیح ابن مریم کی روح کو اپنی طرف اٹھایا بلکہ اس کے جسم عنصری کو بھی ساتھ ہی اٹھالیا۔ یہ کیسا سخت جہالت سے بھرا ہوا خیال ہے جو صریح اور بدیہی طور پر نصوص بیّنہ قرآن کریم کے مخالف ہے۔ قرآن کریم نے نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ پچیس بار فرمادیا کہ توفّی کے لفظ سے صرف قبض روح مراد ہے جسم سے کچھ غرض نہیں۔ پھر اگر اب بھی کوئی نہ مانے تو اس کو قرآن کریم سے کیا غرض۔ اس کو تو صاف یہ کہنا چاہیئے کہ میں اپنے چند موہومی بزرگوں کی لکیر کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔

پھر قرآن کریم کے بعد حدیثوں کا مرتبہ ہے سو تقریبًا تمام حدیثیں تصریح کے ساتھ قرآن کریم کے بیان کے موافق ہیں اور ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ وہی مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جس کو قرآن شریف مار چکا ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی پھر ﴿۵۴۴﴾
دنیا میں آئے گا۔ ہاں بار بار لکھا ہے کہ ان اسرائیلی نبیوں کے ہم نام آئیں گے۔ سچ ہے کہ حدیثوں میں درج ہے کہ ابن مریم آئے گا لیکن انہیں حدیثوں نے حلیہ میں اختلاف ڈال کر اور آنے والے ابن مریم کو اُمتی ٹھہرا کر صاف بتلا دیا ہے کہ یہ ابن مریم اَور ہے۔ اور پھر اگر اس قسم کی حدیثوں کی تشریح کے لئے جو متنازعہ فیہ ہیں دوسری حدیثوں سے مدد لینا چاہیں تو پھر کوئی ایسی حدیث نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہو کہ گذشتہ نبیوں میں سے کبھی کوئی نبی بھی دنیا میں آئے گا۔ ہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے مثیل آئیں گے اور

www.khatmenubuwwat.org

انہیں کے اسم سے موسوم ہوں گے۔

اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیّین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا اور یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدائے تعالیٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور محض ایک اُمّتی بنا کر بھیجے گا اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔

﴿۵۴۵﴾ اس جگہ یہ بیان کرنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ جس حالت میں تقریباً کل حدیثیں قرآن شریف کے مطابق اور ہمارے بیان کی مؤید ہیں۔ پھر اگر بطور شاذ و نادر کوئی ایسی حدیث بھی ہو جو اس مجموعہ یقینیہ کے مخالف ہو تو ہم ایسی حدیث کو یا تو نصوص میں سے خارج کریں گے اور یا اس کی تاویل کرنی پڑے گی۔ کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ ایک ضعیف اور شاذ حدیث سے وہ مستحکم عمارت گرادی جائے جس کو نصوص بیّنہ فرقانیہ و حدیثیہ نے طیار کیا ہے بلکہ ایسی حدیث اُن کے معارض ہو کر خود ہی گرے گی یا قابل تاویل ٹھہرے گی۔ ہر یک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ ایک خبر واحد غایت کار مفید ظن ہے۔ سو وہ یقینی اور قطعی ثبوت کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بہت سی حدیثیں مسلم اور بخاری کی ہیں جو امام اعظم صاحب نے جو رئیس الائمہ ہیں قبول نہیں کیں۔ بعض حدیثوں کو شافعی نے نہیں لیا۔ بعض حدیثوں کو جو نہایت صحیح سمجھی جاتی ہیں امام مالک نے چھوڑ دیا۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ مسیح موعود جب دنیا میں آئے گا تو اکثر استدلال اس کا قرآن شریف سے ہوگا اور بعض ایسی حدیثوں کو چھوڑ دے گا جن پر علماءِ وقت کا پختہ یقین ہوگا اور **مجدّد الف ثانی** صاحب اپنے مکتوبات کی مجلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم میں لکھتے ہیں کہ مسیح موعود جب دنیا میں آئے گا تو علماءِ وقت کے بمقابل اس کے ﴿۵۴۶﴾ آمادہ مخالفت کے ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو باتیں بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کرے گا وہ اکثر دقیق اور غامض ہوں گی اور بوجہ دِقّت اور غموض ماخذ کے ان سب مولویوں کی نگاہ میں کتاب اور سُنت کے برخلاف نظر آئیں گی حالانکہ درحقیقت برخلاف

www.khatmenubuwwat.org

﴿۵۵۳﴾ شامل حال ہرگز نہ ہوتے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر ہم قبول بھی کرلیں کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوگیا ہے تو اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ تم ہی ہو جو اس کے قائم مقام بھیجے گئے ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر یک انسان اپنے کاموں سے شناخت کیا جاتا ہے۔ ہر چند عوام کی نظر میں یہ دقیق اور غامض بات ہے لیکن زیرک لوگ اس کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے مامور من اللہ کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اَور کوئی ثبوت ممکن نہیں کہ جس خدمت کے لئے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے بجالانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اگر وہ اس خدمت کو ایسی طرز پسندیدہ اور طریق برگزیدہ سے ادا کردیوے جو دوسرے اس کے شریک نہ ہوسکیں تو یقیناً سمجھا جائے گا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا تھا کیونکہ ہر یک چیز اپنی علّت غائی سے شناخت کی جاتی ہے۔ اور یہ خیال بالکل فضول ہے کہ جو مثیل مسیح کہلاتا ہے وہ مسیح کی طرح مُردوں کو زندہ کر کے دکھلاوے یا بیماروں کو اچھا کر کے دکھلاوے کیونکہ مماثلت علّت غائی میں ہوتی ہے۔ درمیانی افعال کی مماثلت معتبر نہیں ہوتی۔ ﴿۵۵۴﴾ بائبل کی کتابوں کو پڑھنے والے جانتے ہیں کہ جو خوارق مسیح کی طرف منسوب کئے گئے ہیں یعنی مردوں کا زندہ کرنا یا بیماروں کو اچھا کرنا یہ مسیح سے مخصوص نہیں ہے بلکہ بعض بنی اسرائیلی ایسے بھی گذرے ہیں کہ اِن سب کاموں میں نہ صرف مسیح ابن مریم کے برابر بلکہ اس سے بھی آگے بڑھے ہوئے تھے لیکن پھر بھی ان کو مثیل مسیح نہیں کہا جاتا نہ مسیح کو اُنکا مثیل ٹھہرایا جاتا ہے۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ قرار دئے گئے ہیں۔ قرآن کریم اس پر ناطق ہے لیکن کبھی کسی نے نہیں سُنا ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوٹے سے حضرت موسیٰ کی طرح سانپ بنایا ہو یا آسمان سے خون اور جوئیں اور مینڈکیں برسائی ہوں بلکہ اس جگہ بھی علّت غائی میں مشابہت مراد ہے چونکہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی رہائی دلانے کے لئے مامور کئے گئے تھے سو یہی خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوئی تا اس وقت کے فرعونوں سے زبردست ہاتھ کے ساتھ مومنوں کو رہائی دلاویں اور جیسا کہ نصرت الٰہی ایک خاص رنگ میں حضرت موسیٰ کے

www.khatmenubuwwat.org

شامل حال ہوئی۔ ایسا ہی نصرت الٰہی ایک دوسرے رنگ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل حال ہوگئی اور درحقیقت وہی نصرت ہے جو اپنے اپنے محل پر رنگا رنگ کے معجزات کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ سو میں خوب جانتا ہوں کہ جیسا کہ نصرت الٰہی حضرت مسیح کے شامل حال ہوئی تھی میں بھی اس نصرت سے بے نصیب نہیں رہوں گا لیکن یہ ضرور نہیں کہ وہ نصرت جسمانی بیماروں کے اچھا کرنے سے ظاہر ہو بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک الہام میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ خلق اللہ کی روحانی بیماریوں اور شکوک اور شبہات کو وہ نصرت دُور کرے گی۔ جیسا کہ میں پہلے اس سے لکھ چکا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ مستعد دلوں پر اثر پڑتا جاتا ہے اور پرانی بیماریاں دور ہوتی جاتی ہیں اور نصرت الٰہی اندر ہی اندر کام کر رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص کلام سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ نبی ناصری کے نمونہ پر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ روحانی بیماریوں کو بہت صاف کر رہا ہے اس سے زیادہ کہ کبھی جسمانی بیماریوں کو صاف کیا گیا ہو۔ ﴿۵۵۵﴾

حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں ہی غلط ہیں۔ شاید اُن کا ایسی باتوں سے مطلب یہ ہے کہ تا اس عاجز کے اس دعوے کی تحقیر کر کے کسی طرح اس کو باطل ٹھہرایا جاوے لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کے رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں رام چندر اور کرشن وغیرہ کا وجود تواتر کے ذریعہ سے ہی ہم نے قبول کیا ہے۔ گو تحقیق و تفتیش تاریخی واقعات میں ہندو لوگ بہت کچے ہیں مگر باوجود اس قدر تواتر کے جو اُن کی مسلسل تحریروں سے پایا جاتا ہے ہرگز یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ راجہ رام چندر اور راجہ کرشن یہ فرضی ہی نام ہیں۔ ﴿۵۵۶﴾

www.khatmenubuwat.org

اب سمجھنا چاہیئے کہ گو اجمالی طور پر قرآن شریف اکمل واتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے اور اگر احادیث کو ہم بکلّی ساقط الاعتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل ہوگا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما وعثمان ذوالنورینؓ اور جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور امیر المؤمنین تھے اور وجود رکھتے تھے صرف فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف کی کسی آیت سے صریح مخالف ومغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلّمات میں سے سمجھی گئی تھیں بمد موضوعات داخل کردیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنیکی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدّق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت اُن لوگوں کا کام ہے جن کو خدائے تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ اُن لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات اُن کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں۔ ﴿۵۵۷﴾ ﴿۵۵۸﴾

www.khatmenubuwwat.org

﴿۵۷۴﴾ ذریعہ سے قرآن کریم کی تفسیر اُن پر نازل ہو جائے گی جو حدیث سے مستغنی کر دے گی۔
پھر لکھتے ہیں کہ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ عیسیٰ ابن مریم جب نازل ہوگا تو محض اُمتی ہوگا ایک ذرّہ اس میں نبوت یا رسالت نہیں ہوگی۔ پھر لکھتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ وہ اُمّتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔ اور عام اُمتی لوگوں کی طرح متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس پر واجب کی جائیگی۔ اور جن باتوں پر اجماع اُمّت ہو چکا ہے وہ سب باتیں اُسے ماننی پڑیں گی۔ اور چونکہ معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ دیکھ چکا ہے اس لئے وہ صحابہ میں بھی داخل ہے اور ایک صحابی ہے۔ مگر باتفاق سنت و جماعت تمام صحابہ سے ابوبکر درجہ و مرتبہ میں افضل ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ وہ باوجود نبی ہونے کے اُمتی کیوں بن گئے۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ خداوندا مجھے نبی آخرالزمان کی اُمّت میں داخل کر۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے انہیں باوجود نبوت کے اُمّتی بھی بنا دیا۔ اور پھر صفحہ ۴۲۷ میں لکھتے ہیں کہ وہ وقت کے مجدّد ہوں گے اور اس اُمّت کے مجدّدوں میں سے شمار کئے جائیں گے۔ لیکن ﴿۵۷۵﴾ وہ امیر المومنین نہیں ہوں گے کیونکہ خلیفہ تو قریش میں سے ہونا چاہیئے مسیح ابن مریم کیوں کر اُن کا حق لے سکتا ہے۔ اس لئے وہ خلافت کا کوئی بھی کام نہیں کرے گا نہ جدال نہ قتال نہ سیاست بلکہ خلیفۂ وقت کا تابع اور محکوموں کی طرح رہے گا۔

اس جگہ بڑے شبہات یہ پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمّتی ہوگا تو پھر وہ باوجود اُمّتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدؐیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدّث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول

www.khatmenubuwwat.org

ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جُزؔ کُل میں داخل ہوتی ہے لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرائیلؑ کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے کسی طرح اُمّتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اُس پر اُس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے اور جب کہ وہ اپنی ہی وحی کا متبع ہوا اور ﴿۵۷۶﴾
جو نئی کتاب اس پر نازل ہوگی اُسی کی اُس نے پیروی کی تو پھر وہ اُمّتی کیوں کر کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہو کہ جو احکام اُس پر نازل ہوں گے وہ احکام قرآنیہ کے مخالف نہیں ہوں گے تو میں کہتا ہوں کہ محض اس توارد کی وجہ سے وہ اُمّتی نہیں ٹھہر سکتا۔ صاف ظاہر ہے کہ بہت سا حصہ توریت کا قرآن کریم سے بکلّی مطابق ہے تو کیا نعوذ باللہ اس توارد کی وجہ سے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کی اُمّت میں سے شمار کئے جائیں گے۔ توارد اور چیز ہے اور محکوم بن کر تابعدار ہو جانا اور چیز ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ خدائے تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے اب یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرائیل لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعہ سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے۔ تو پھر بہر حال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے ﴿۵۷۷﴾
گا۔ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تُو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرئیل اُن پر نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ بکلّی مسلوب النبوت ہو کر اُمتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چُپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مُہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت

www.khatmenubuwwat.org

یہی ہے کہ وہ بھی موت کے بعد ہی اُٹھایا گیا تھا۔ پھر لکھتے ہیں کہ شیعہ کا یہ بھی قول ہے کہ آسمان سے آنیوالا عیسیٰ کوئی بھی نہیں درحقیقت مہدی کا نام ہی عیسیٰ ہے پھر بعد اس کے تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صوفیوں نے اپنے کشف سے اسی کے مطابق اِس حدیث کے معنے کہ **لَا مَھْدِی اِلَّا عِیْسٰی** یہ کئے ہیں کہ مہدی جو آنے والا ہے درحقیقت عیسیٰ ہی ہے کسی اَور عیسیٰ کی حاجت نہیں جو آسمان سے نازل ہو۔ اور صوفیوں نے اس طرح آخرالزمان کے مہدی کو عیسیٰ ٹھہرایا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کی خدمت کے لئے اُسی طرز اور طریق سے آئے گا جیسے عیسیٰ شریعت موسویہ کی خدمت اور اتباع کے لئے آیا تھا۔ ﴿۵۸۲﴾

پھر صفحہ ۴۳۱ میں لکھتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ پر اس کے نزول کے بعد رسولوں کی طرح وحی نبوت نازل ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ مسلم کے نزدیک نواس بن سمعان کی حدیث میں ہے کہ **یقتل عیسی الدجال عند باب لد الشرقی فبینھما ھم کذالک اذ اوحی اللہ تعالٰی الی عیسی بن مریم** یعنی جب عیسیٰ دجّال کو قتل کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرے گا۔ پھر لکھتے ہیں کہ وحی کا لانیوالا جبرائیل ہوگا کیونکہ جبرائیل ہی پیغمبروں پر وحی لاتا ہے۔

اس تمام تقریر سے معلوم ہوا کہ چالیس سال تک برابر جو مدّت توقف حضرت مسیح کی دنیا میں بعد دوبارہ آنے کے لئے قرار دی گئی ہے حضرت جبرائیل وحی الٰہی لے کر نازل ہوتے رہیں گے۔ اب ہر یک دانشمند اندازہ کرسکتا ہے کہ جس حالت میں تیئیس برس میں تیس جزو قرآن شریف کی نازل ہوگئی تھیں تو بہت ضروری ہے کہ اس چالیس برس میں کم سے کم پچاس جزو کی کتاب اللہ حضرت مسیح پر نازل ہوجائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہوجائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہوجائے۔ اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے **فتدبّر**۔ ﴿۵۸۳﴾

www.khatmenubuwwat.org

اوراس انقلاب عظیم پر خوب غور سے نظر دوڑانی چاہیئے کہ چونکہ حضرت مسیح (اگر اُنکا نزول فرض کیا جائے) ایسی حالت میں آئیں گے کہ اُن کو شریعت محمدیہ سے جو غیر زبان میں ہے کچھ بھی خبر نہیں ہوگی اور وہ اس بات کے محتاج ہوں گے کہ قرآنی تعلیم پر اُن کو اطلاع ہو اور ان تفصیلات احکام دین پر بھی مطلع ہو جائیں جو احادیث کی رو سے معلوم ہوتے ہیں غرض شریعت محمدیہ کے تمام اجزاء پر خواہ وہ از قبیل عقائد ہیں یا از قسم عبادات یا از نوع معاملات یا از قبیل قوانین قضاء وفصل مقدمات اطلاع پانا اُن کے لئے ضروری ہوگا اور یہ تو ممکن ہی نہیں کہ معمّر ہونے کی حالت میں ایک عمر خرچ کر کے دوسروں کی شاگردی کریں لہٰذا اُن کے لئے ﴿۵۸۴﴾ یہی لابُدی اور ضروری ہے کہ جمیع اجزاء شریعت کے نئے سرے اُن پر نازل ہوں کیونکہ بجُز اس طریق کے استعلام مجہولات کے لئے اَور کوئی اُن کے لئے راہ نہیں۔ اور رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سُنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو وہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربّانی اور کلام رحمانی کے سکھلائی جاتی ہیں اور جبکہ تمام قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ نئے سرے معرفت جبرائیل علیہ السلام کے حضرت مسیح کی زبان میں ہی اُن پر نازل ہو جائے گی اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جِزیہ وغیرہ کے متعلق بعض بعض احکام قرآن شریف کے منسوخ بھی ہو جائیں گے۔ تو ظاہر ہے کہ اس نئی کتاب کے اُترنے سے قرآن شریف توریت وانجیل کی طرح منسوخ ہو جائے گا اور مسیح کا نیا قرآن جو قرآن کریم سے کسی قدر مختلف بھی ہوگا اجرا اور نفاذ پائے گا اور حضرت مسیح نماز میں اپنا قرآن ہی پڑھیں گے اور وہی قرآن جبرًا قہرًا دوسروں کو بھی سکھلایا جائے گا۔ اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ کلمہ بھی کہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کسی ﴿۵۸۵﴾ قدر ترمیم وتنسیخ کے لائق ٹھہرے گا۔ کیونکہ جبکہ کل شریعت محمدؐیہ کی نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نباشد) بیخ کنی ہوگئی اور ایک اَور ہی قرآن گو وہ ہمارے قرآن کریم سے کسی قدر مطابق ہی سہی آسمان سے نازل ہوگیا تو پھر کلمہ بھی ضرور واجب التبدیل ہوگا۔ بعض بہت

www.khatmenubuwwat.org

منفعل ہوکر جواب دیتے ہیں کہ اگرچہ درحقیقت یہ صریح خرابیاں ہیں جن سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا کریں درحقیقت اِسی بات پر اجماع ہوگیا ہے کہ حضرت مسیح رسول اللہ ہونے کی حالت میں نزول فرمائیں گے اور چالیس برس حضرت جبرائیل علیہ السلام ان پر نازل ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ یہی مضمون حدیثوں سے بھی نکلتا ہے اس کے جواب میں مَیں کہتا ہوں کہ اس قدر تو بالکل سچ ہے کہ اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحبِ کتاب آجائیں گے جن پر جبرائیل نازل ہوا کرتا تھا تو وہ شریعت محمدیہ کے قوانین دریافت کرنے کے لئے ہرگز کسی کی شاگردی اختیار نہیں کریں گے بلکہ سُنّت اللہ کے موافق جبرائیل کی معرفت وحی الٰہی اُن پر نازل ہوگی اور شریعت محمدیہ کے تمام قوانین اور احکام نئے سرے اور نئے لباس اور نئے پیرایہ اور نئی زبان ﴿۵۸۶﴾ میں اُن پر نازل ہوجائیں گے اور اس تازہ کتاب کے مقابل پر جو آسمان سے نازل ہوئی ہے قرآن کریم منسوخ ہوجائیگا۔ لیکن خدائے تعالیٰ ایسی ذلّت اور رسوائی اِس اُمّت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی اُلٹا دیوے حالانکہ وہ وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔ اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ صرف عیسیٰ یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھ کر اس بات کو یقین کرلیا ہے کہ سچ مچ وہی ابن مریم آسمان سے نازل ہوجائے گا جو رسول اللہ تھا۔ اور اس طرف خیال نہیں کیا کہ اُس کا آنا گویا دین اسلام کا دنیا سے رخصت ہونا ہے یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا۔ اور مسلم میں اِس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئے گا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی اُمّتی ﴿۵۸۷﴾ شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدّث من وجہٍ نبی بھی ہوتا ہے مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

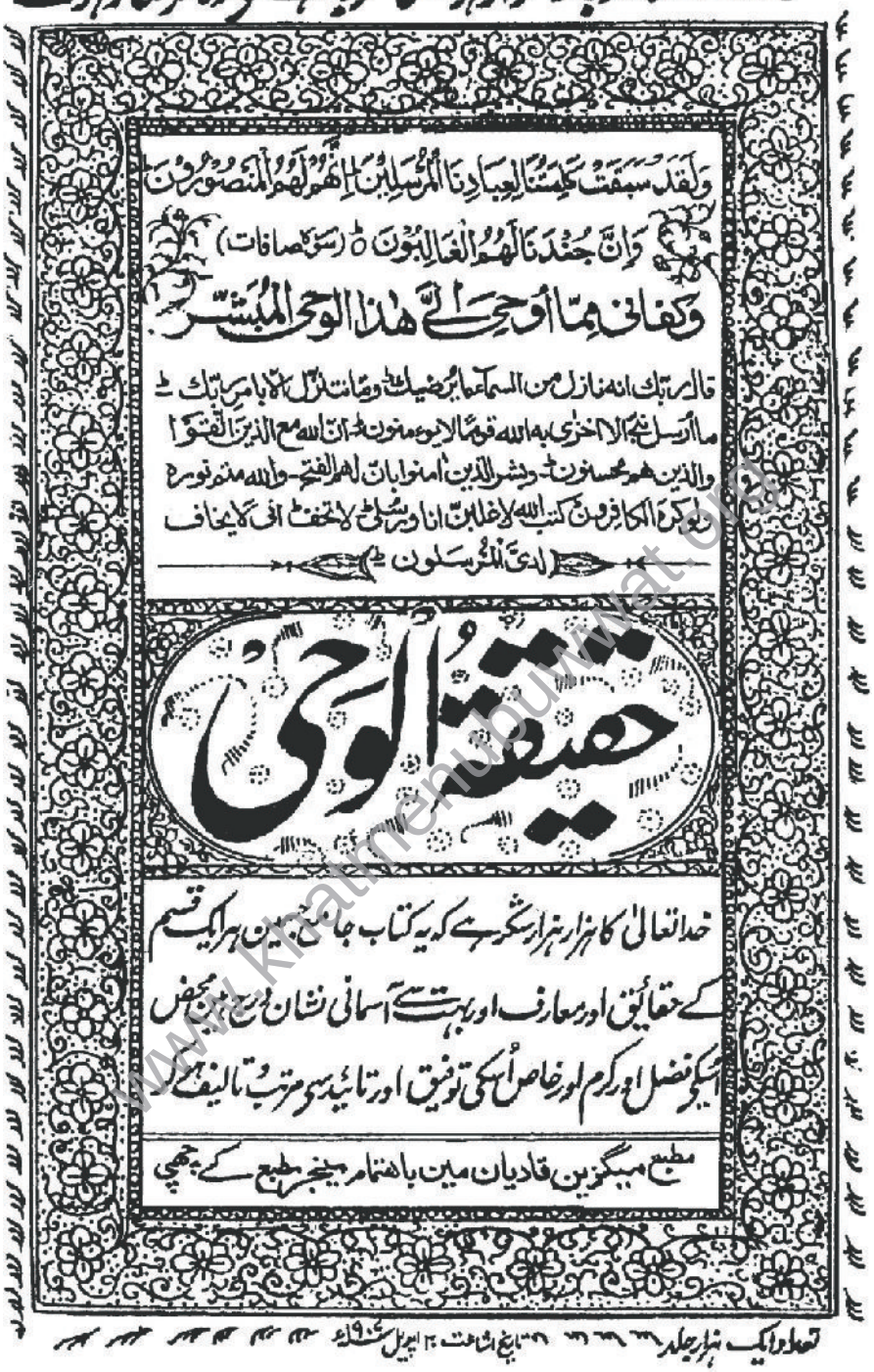

﴿۲۸﴾ اور اس کی اُمّت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجُز اُس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمّت اور ہمدردی نے اُمّت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔☆ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمّتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے اِن معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمّتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے مگر ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفتِ الٰہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

کسی حدیث صحیح سے اِس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو اُمّتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیض یاب نہیں اور اسی جگہ سے اُن

☆ اِس جگہ یہ سوال طبعًا ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمّت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اِس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چُن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اِس اُمّت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمّتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اِس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمّت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر اُمّتِ محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

وكلّ واحدٍ منهم استفاض من النبيّ وتعلّمَ، وانعقد إجماعهم على موت عيسٰى، وهو الإجماع الأوّل بعد رسول الله ويعلمه العالمون. أنسيتم قول الله: قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1] أو أنتم للكفر متعمّدون؟ وقد مات على هٰذا الإجماع من كان من الصّحابة، ثم صرتم شيعًا، وهبّتْ فيكم ريح التفرقة، وما أوتيتم سلطانًا على حياته، وإن أنتم إلّا تظنّون. وقد قال الله حكايةً عن عيسٰى: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ فلا تفكّرون في قول الله ولا تتوجّهون. ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ[2] أو تقولون ما لا تعلمون؟

ثم اعلموا أنّ حقّ اللفظ الموضوع لمعنى أن يوجد المعنى الموضوع له في جُمْعِ أفراده من غير تخصيص وتعيين، ولٰكنّكم تخصّصون عيسٰى في المعنى الموضوع للتوفّي عندكم، وتقولون لا شريك له في ذالك المعنى في العالمين، كأنّ هٰذا المعنى تولّد عند تولّد ابن مريم، وما كان وجوده قبله ولا يكون بعده إلى يوم الدين! وهَبْ، يا فتٰى، أن عيسٰى لم يتولّدْ ولم يُرزَق الوجود من الحضرة، فبقي هٰذا اللفظ كعاطلٍ محرومة من الحلية. فتفكّرْ ولا تُرِنا الأنياب، واتّق الله التوّاب. أ تزعم أنّ هٰذا المعنٰى بساطٌ ما وطّأه إلّا ابن مريم، أو سِماطٌ ما أَمَّهم إلّا هٰذا الملك المكرّم؟ ولو فرضْنا أنّ معنى التوفّي في آية: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ ليس إلّا الرفع مع الجسم العنصريّ إلى السماء، ثم مع فرض هٰذا المعنى يكذّب هٰذه الآية نزول عيسٰى إلى الغبراء، ولا يحصل مقصود الأعداء، بل يبقى أمر عدم النزول على حاله كما لا يخفى على العقلاء. فإن عيسٰى يجيب بهٰذا الجواب يوم الحساب يعني يقول: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ في يوم يبعث الخلق ويحضرون، كما تقرؤون في القرآن أيها العاقلون. وخلاصة جوابه أنّه يقول إني تركتُ أمّتي على التوحيد والإيمان بالله الغيور، ثم فارقتهم إلٰى يوم القيامة وما رجعتُ إلى الدنيا إلى يوم البعث والنشور، فلذالك لا أعلم ما صنعوا بعدي من ﴿۴۴﴾

[1] آل عمران : ۱۴۵ [2] البقرة : ۱۴۱

الشرک والفجور، ولستُ من الملومین. فلو کان رجوعه إلی الدنیا أمرًا حقًّا قبل یوم القیامة فیلزم منه أنه یکذب کذبًا شنیعًا عند سؤال حضرة العزّة. وهٰذا باطلٌ بالبداهة. فالنزول باطلٌ من غیر الشکّ والشبهة. **فاستیقظوا یا فتیان!** أین أنتم من تعلیم القرآن؟ بل مات عیسٰی کما ماتت إخوانه من النبیّین، ولحق بهم کما تقرؤون فی أخبار خیر المرسلین. أقرأتم فی حدیث سیّد الکائنات أنّه فی السماء فی حجرة عَلٰی حِدَةٍ من الأموات؟ کلّا بل هو میّت، ولا یعود إلی الدنیا إلی یوم یبعثون. ومن قال متعمّدا خلاف ذالک فهو من الذین هم بالقرآن یکفرون. إلّا الذین خلوا مِن قَبْلی فهم عند ربّهم معذورون. ویشهد القرآن أنه یقول یوم القیامة إنّی ما کنت مطّلعًا علی ارتداد الأمّة، ولا أعلم أنهم اتّخذونی إلٰـهًا من دون ربّ البریّة. وکذالک یبرّء نفسه من علم فساد النصاری ووقوعهم فی الضلالة. فلو کان نازلًا قبل القیامة لکان من شأنه أن یصدق بحضرة اللّٰه کما هو طریق البررة، بل هو من حُلل الرسالة والإمامة. فکیف یُظَنّ أنه یختار الکذب ویرتکب جُرم إخفاء الشهادة، ویقول: یا ربّ، ما عُدتُ إلی الدنیا، ولیس لی علم بأحوال أُمّتی، ولا أعلم ما صنعوا بعدی. فإنّ هٰذا کذب شنیع تقشعرّ منه الجلدة، وتأخذ منه الرعدة☆. ولو فرضنا أنه یقول کمثل هذه الأقوال، ویُخفی متعمّدًا زمن عوده إلی الدنیا عند سؤال اللّٰه ذی الجلال

☆ روی الإمام البخاری عن المغیرة بن النعمان قال، قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إنه یجاء برجالٍ من أمّتی (یعنی یوم القیامة)، فیؤخذ بهم ذات الشمال، فأقول: یا ربّ أصیحابی، فیقال: إنک لا تدری ما أحدثوا بعدک. فأقول کما قال العبد الصالح (یعنی عیسٰی) وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وکذالک روی البخاریّ فی معنی التوفّی عن ابن عباس قال: متوفّیک: ممیتک. منه

ترجمہ: کہ جو شخص بالقصد اس کا خلاف کرے اور یہ کہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہے، پس ان لوگوں میں سے ہے کہ جو قرآن کے کافر ہیں۔ ہاں جو لوگ مجھ سے پہلے گزر گئے وہ اپنے اللہ کے نزدیک معذور ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

لخلق اللّٰہ ولا تسئم من النّاس ۔ ووسّع مکانک ۔
کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے۔ اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکان کو وسیع کرے تا لوگ جو کثرت سے آئیں گے
وبشّر الّذین اٰمنوا انّ لھم قدم صدق عند ربّھم ۔
انکو اُترنے کیلئے کافی گنجائش ہو اور ایمان والوں کو خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں اُنکا قدم صدق پر
وَاتْلُ علیھم مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ من رَبّکَ ۔ اصحاب الصّفّة ۔
ہے اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سُنا جو تیری جماعت میں داخل ہونگے
وَ ما ادراک ما اصحاب الصفّة ۔ تریٰ اعینھم تفیض ﴿۷۵﴾
صفہ کے رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ اُنکی آنکھوں سے آنسو
من الدَّمْعِ ۔ یُصلّون علیک ۔ ربّنا انّنا سمعنا منادیًا
جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے
ینادی للایمان ۔ وداعیًا الی اللّٰہ وسراجًا منیرًا. یا اَحْمَدُ
کی آواز سُنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔ اے احمد تیرے
فاضت الرّحمة علیٰ شفتیک ۔ انّک باعیننا ۔ سمّیتک
لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔ تُو میری آنکھوں کے سامنے ہے مَیں نے تیرا نام
المتوکّل ۔ یرفع اللّٰہ ذکرک ویتمّ نعمتہٗ علیک فی الدنیا
متوکّل رکھا ہے۔ خدا تیرا ذکر بلند کرے گا۔ اور اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تیرے پر
والاٰخرة ۔ بورکت یا احمد وکان مبارک اللّٰہ فیک
پوری کرے گا۔ اے احمد تُو برکت دیا گیا اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی
حقّا فیک ۔ شانک عجیب ۔ واجرک قریب ۔ الارض والسّماء
حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے۔ اور تیرا اجر قریب ہے۔ آسمان اور زمین
معک کما ھو معی ۔ انت وجیہ فِی حضرتی اخترتک
تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے مَیں نے تجھے

www.khatmenubuwwat.org

لنفسی ۔ سُبحان اللّٰہ تبارک وتعالٰی زاد مَجْدک

اپنے لئے چُنا۔ خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔

﴿۷۶﴾ ینقطع اٰبائک و یبدء منک☆

تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔

وما کان اللّٰہ لیترکک حتّٰی یمیز الخبیث من الطیّب ۔

اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے۔

اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح وتمّت کلمۃ ربّک ۔ ھٰذا

اور جب خدا تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی اور خدا کا وعدہ پُورا ہوگا تب کہا جائے گا کہ یہ

الّذی کنتم بہٖ تستعجلون ۔ اَرَدتُ ان استخلف فخلقتُ

وہی امر ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو مَیں نے

اٰدم ۔ دَنٰی فَتَدَلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی۔

اس آدم کو پَیدا کیا۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا پھر مخلوق کی طرف جھکا اور خدا اور مخلوق کے درمیان ایسا

یُحْیِی الدّین ویقیم الشریعۃ ۔ یا اٰدم اسکن انت

ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں کے درمیان کا خط ہوتا ہے دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا اے آدم

وزوجک الجنۃ ۔ یامریم اسکن انت وزوجک الجنۃ

تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ اے مریم تُو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔

☆ حاشیہ: یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا بلکہ اس زمانہ تک بھی کہ اس خاندان کی دنیوی شوکت زوال کے قریب قریب تھی۔ میرے دادا صاحب کے اِس نواح میں بیاسی[۸۲] گاؤں اپنی ملکیت کے تھے اور پہلے اِس سے وہ والیانِ ملک کے رنگ میں بسر کرتے تھے اور کسی سلطنت کے ماتحت نہ تھے۔ اور پھر رفتہ رفتہ حکمت اور مشیت ایزدی سے سکھوں کے زمانہ میں چند لڑائیوں کے بعد سب کچھ کھو بیٹھے اور صرف چھ[۶] گاؤں اُن کے قبضہ میں رہے اور پھر دو گاؤں اور ہاتھ سے جاتے رہے اور صرف چار گاؤں رہ گئے

www.khatmenubuwwat.org

﴿۸۳﴾ الّذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔ قل ان افتریتہٗ
جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور انکے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ کہہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے تو میری
فعلیّ اجرامی ۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ۔
گردن پر میرا گناہ ہے اور میں پہلے اس سے ایک مدّت تک تم ہی میں رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں۔
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ ۔ ولنجعلہ اٰیۃ للنّاس ورحمۃ
کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان اور ایک نمونہ
منّا وکان امرًا مقضیّا ۔ قول الحق الذی فیہ تمترون ۔
رحمت بنائیں گے اور یہ ابتدا سے مقدر تھا۔ یہ وہی امر ہے جس میں تم شک کرتے تھے۔
سلام علیک جُعلت مبارکًا ۔ انت مبارک فی الدنیا
تیرے پر سلام تُو مبارک کیا گیا۔ تُو دنیا اور آخرت میں مبارک
و الاٰخرۃ ۔ امراض الناس و برکاتہٗ ۔ بخرام کہ وقتِ تو ☆
ہے۔ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔

نزدیک رسید وپائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا۔

☆ حاشیہ ﴿۸۳﴾ یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی رُوحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ رُوحانی طور پر اس لئے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزارہا لوگ بیعت کرنیوالے ایسے ہیں کہ پہلے اُنکی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد اُنکے عملی حالات درست ہوگئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور مَیں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذباتِ نفسانیہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت مَیں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا

www.khatmenabuwwat.org

﴿۸۴﴾ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رَبُّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا

اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں

یا عیسٰی انّی متوفّیک ورافعک الیّ وجاعل الّذین اتبعوک فوق الّذین کفروا الٰی یوم القیامۃ ۔

اے عیسیٰ مَیں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور مَیں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں میرا لڑکا **مبارک احمد** قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ حالتِ یاس ظاہر ہوگئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہوگیا ہے یعنی اب بس کرو دعا کا وقت نہیں مگر مَیں نے دعا کرنا بس نہ کیا اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اُس کا دم آنا محسوس ہوا اور ابھی میں نے ہاتھ اس سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آکر بیٹھ گیا۔

اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا **شریف احمد** بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بیہوش ہوگیا اور بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا اِن دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہوگیا تو تمام دشمن اِس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اُس نے فرمایا ہے انّی احافظ کلّ من فی الدار یعنی مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اِس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ مَیں بیان نہیں کرسکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوئی اور دل میں ﴿۸۵﴾ خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائے گا۔ اسی حالت میں مَیں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسّر آگئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور مَیں اُس خدا کی

www.khatmenubuwwat.org

﴿۸۵﴾ ثلّة من الاوّلین وثلّة من الاٰخرین ۔مَیں اپنی چمکار ان میں سے ایک پہلا گروہ ہوا ور ایک پچھلا ۔

دکھلاؤں گا۔اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے ﴿۸۶﴾

حاشیہ

قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی مَیں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور مَیں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام ونشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اُس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا۔

پھر ایک مدت کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ نواب سردار **محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ** کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہوگیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہوئے انہوں نے میری طرف دعا کیلئے التجا کی۔ مَیں نے اپنے بیت الدعا میں جا کر اُن کیلئے دعا کی اور دعا کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اس وقت دعا کرنا عبث ہے تب میں نے کہا کہ یا الٰہی اگر دعا قبول نہیں ہوتی تو میں شفاعت کرتا ہوں ﴿۸۶﴾ کہ میرے لئے اس کو اچھا کر دے یہ لفظ میرے مُنہ سے نکل گئے مگر بعد میں مَیں بہت نادم ہوا کہ ایسا مَیں نے کیوں کہا۔ اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی **من ذاالذی یشفع عندہٗ الّا باذنہٖ** یعنی کس کو مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ مَیں اس وحی کو سُن کر چُپ ہوگیا اور ابھی ایک منٹ نہیں گذرا ہوگا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ **انک انت المجاز** یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ بعد میں پھر مَیں نے دعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعا

www.khatmenubuwwat.org

اُس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ انت منّی بمنزلۃ توحیدی

تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید

وتفریدی. فحان ان تُعَان وتعرف بین الناس ۔

اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔

انت منّی بمنزلۃ عرشی. انت منّی بمنزلۃ ولدی☆

تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

انت منّی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق. نحن اولیآء کم

تو مجھے سے بمنزلہ اس انتہائی قُرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔ ہم تمہارے متولّی اور

خالی نہیں جائے گی۔ چنانچہ اُسی دن بلکہ اُسی وقت لڑکے کی حالت روبہ صحت ہوگئی گویا وہ قبر میں سے نکلا۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ معجزات احیائے موتٰی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِس سے زیادہ نہ تھے۔ مَیں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اِس قسم کے احیائے موتٰی بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آچکے ہیں۔ اور ایک دفعہ **بشیر احمد** میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہوگیا اور مدّت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اُس کی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا **برّق طفلی بشیر** یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں تب اُسی دِن خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اُس کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ اور ایک مرتبہ مَیں خود بیمار ہوگیا یہاں تک کہ قُربِ اجل مجھ کو تین مرتبہ مجھے سورۃ یٰسٓ

☆ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے اسلئے مصلحتِ الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کیلئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو وہ خدا بناتے ہیں اس اُمّت میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

﴿۸۹﴾ ابن مریم ۔ لا یسئل عمّا یفعل وھم یسئلون ۔اثرک
ابن مریم بنایا ہے وہ اپنے کاموں سے پُوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہیں خدا نے تجھے
اللّٰہ علٰی کلِّ شیءٍ ۔ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا
ہر ایک چیز میں سے چُن لیا۔ دنیا میں کئی تخت اُترے پر تیرا
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ یریدون اَن یطفئُوْا
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نُور کو
نور اللّٰہ ۔ الا انّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون ۔ لا تخف ط
بُجھا دیں خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی۔ کچھ خوف مت کر
انّک انت الاعلٰی ۔ لا تخف ط انّی لا یخاف لدیّ
تُو ہی غالب ہوگا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی سے
المرسلون ۔ یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم ۔
نہیں ڈرتے۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے مُنہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں۔
واللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکٰفرون ۔ نُنَزِّلُ علیک
اور خدا اپنے نُور کو پورا کریگا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔ ہم آسمان سے تیرے پر کئی
اسرارا من السَّمآءِ ۔ ونمزق الاعدآء کل ممزق ۔
پوشیدہ باتیں نازل کریں گے۔ اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔
ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون ۔
اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو وہ ہاتھ دکھاویں گے جس سے وہ ڈرتے ہیں۔
فلا تحزن علی الذی قالوا ۔ ان ربّک لبالمرصاد ۔
پس اُن کی باتوں سے کچھ غم مت کر کہ تیرا خدا اُن کی تاک میں ہے۔
﴿۹۰﴾ ما اُرسل نبیّ اِلّا اَخْزٰی بہِ اللّٰہ قومًا لا یؤمنون ۔
کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کے آنے کے ساتھ خدا نے اُن لوگوں کو رُسوا نہیں کیا جو اُس پر ایمان نہیں لائے تھے۔

www.khatmenubuwwat.org

من لّدن ربّ کریم ۔ درکلام تو چیزے ست کہ شعرا را دران
فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو
دخلے نیست۔ رب عَلّمنی ماھو خیر عندک ۔ یعصمک اللّٰہ من ﴿۱۰۳﴾
دخل نہیں۔ اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے
العدا و یسطو بکلّ من سطا ۔ برزما عندھم من الرّماح ۔ انی
بچائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کردیگا۔ انہوں نے جو کچھ اُن کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کردئے
سأخبرہ فی اٰخر الوقت ۔ انک لست علی الحق۔ ان اللّٰہ رء وف
مَیں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدونگا کہ تُو حق پر نہیں ہے۔ خدا رؤف و
رحیم ۔ انّا النّا لک الحدید ۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ ۔
رحیم ہے۔ ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔
انی مع الرسول اُجیب اُخطی و اُصیب☆ ۔ وقالوا انّی لک
مَیں رسول کے ساتھ ہوکر جواب دُونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں
ھذا ۔ قل ھو اللّٰہ عجبا ۔ جآء نی اٰیل❁ واختار ۔ وادار اصبعہٗ
سے حاصل ہوا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ میرے پاس آیل آیا اور اُس نے مجھے چُن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی
و اشار. ان وعد اللّٰہ اتی. فطوبٰی لمن وجد و رأی. الامراض
اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں

☆ اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی جو مَیں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ مَیں مومن کی قبض رُوح کے وقت تردّد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردّد سے پاک ہے اسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منہ

❁ اِس جگہ آیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

تشاع والنفوس تضاع ـــــــ انی مع الرسول اقوم

پھیلائی جائیں گی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا۔ مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

﴿۱۰۴﴾ وَ اُفطر واصوم.☆ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔

مَیں افطار کرونگا اور روزہ بھی رکھونگا اور ایک وقت مقرر تک میں اس زمین سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔

واجعل لک انوار القدوم ۔ واقصدک واروم ۔ واعطیک

اور تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا۔ اور تیری طرف قصد کروں گا۔ اور وہ چیز تجھے دونگا جو

مایدوم ۔ انا نرث الارض ناکلها من اطرافها۔ نقلوا الی

تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی۔ ہم زمین کے وارث ہونگے اور اطراف سے اسکو کھاتے آئیں گے۔ کئی لوگ قبروں کی طرف

المقابر۔ ظفر من اللّٰہ وفتح مبین ۔ ان ربّی قویّ قدیر ۔

نقل کریں گے۔ اُس دن خدا کی طرف سے کُھلی کُھلی فتح ہوگی۔ میرا ربّ زبردست قدرت والا ہے۔

انہ قویّ عزیز۔ حلّ غضبہ علی الارض ۔ اِنی صادق

اور وہ قوی اور غالب ہے۔ اُس کا غضب زمین پر نازل ہوگا۔ میں صادق ہوں

انی صادق و یشهد اللّٰہ لی. اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو

میں صادق ہوں اور خدا میری گواہی دے گا۔ اے ازلی ابدی خدا میری

پکڑ کے آ. ضاقت الارض بمارحبت. ربّ انّی مغلوب فانتصر

مدد کے لئے آ۔ زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے، اے میرے خدا میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے

فسحقهم تسحیقا ۔ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔

لے۔ پس اُن کو پیس ڈال۔ کہ وہ زندگی کی وضع سے دُور جا پڑے ہیں۔

☆ ظاہر ہے کہ خدا روزہ رکھنے اور افطار سے پاک ہے اور یہ الفاظ اپنے اصلی معنوں کی رُو سے اُس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ پس یہ صرف ایک استعارہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی مَیں اپنا قہر نازل کروں گا اور کبھی کچھ مہلت دُوں گا۔ اُس شخص کی مانند جو کبھی کھاتا ہے اور کبھی روزہ رکھ لیتا ہے اور اپنے تئیں کھانے سے روکتا ہے۔ اور اس قسم کے استعارات خدا کی کتابوں میں بہت ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا کہے گا کہ مَیں بیمار تھا۔ مَیں بھوکا تھا۔ مَیں ننگا تھا۔ الخ۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۰۵﴾ انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول له کن فیکون ۔تو درمنزل ماچو بار بار آئی

تُو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔اے میرے بندے چونکہ تو میری فرودگاہ میں

خدا ابر رحمت ببارید یانے ۔انا امتنا اربعة عشر دوابا

بار بار آتا ہے اس لئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ۔ہم نے چودہ چار پایوں کو ہلاک کر دیا۔

ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون ۔سرانجام جاہل جہنم بود

کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گذر گئے تھے۔ جاہل کا انجام جہنم ہے۔

کہ جاہل نکوعاقبت کم بود۔ میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔

جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا

انّی اُمِرتُ من الرحمٰن فأتونی ۔ انی حمی الرحمٰن ۔ انی لاجد

میں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آجاؤ۔ میں خدا کا چراگاہ ہوں۔اور مجھے گم گشتہ

ریح یوسف لولا ان تفنّدون ۔ الم ترکیف فعل

یوسف کی خوشبو لائی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے

ربّک باصحاب الفیل ۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ۔

ربّ نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اُس نے اُن کے مکر کو اُلٹا کر انہیں پر نہیں مارا۔

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔☆

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔

انا عفونا عنک ۔ لقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلّة ۔

ہم نے تجھے معاف کیا۔خدا نے بدر میں یعنی اس چودھویں صدی میں تمہیں ذلّت میں پا کر تمہاری مدد کی۔

وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق ۔ قل لو کان من عند غیر اللّٰہ

اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے۔ ان کو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

☆ اس کی تصریح نہیں کی گئی۔ وَاللّٰہ اعلم.منہ

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۳۶﴾ ہے۔ خدا کے سچے نبی مسیلمہ کذّاب یا دیگر جھوٹے مدعیان سے صرف اجتہادی غلطی سے جوان کی کسی پیشگوئی میں ہومشابہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان میں سچائی کے انوار اور برکات اور معجزات اور الٰہی تائیدات اِس قدر ہوتی ہیں جو ان کی سچائی کی تیز دھار مخالف کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے اور اُن کے ہزار ہا نشان ایک پُر زور دریا کی طرح موجزن ہوتے ہیں۔

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اِس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اُس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اِس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس نے اِس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

یہ تو وہ اعتراض مخالف لوگوں کے ہیں جن کو بابو الٰہی بخش صاحب نے بار بار اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھ کر اپنی دانست میں بڑا ثواب حاصل کر لیا ہے جس کی حقیقت مرنے کے بعد اُن پر کھل گئی ہوگی۔

لیکن عام فائدہ کے لئے میں اس جگہ بیان کرتا ہوں کہ ان مخالفوں کے اعتراض میرے نشانوں کے بارے میں تین قسم سے باہر نہیں ہیں۔

(۱) اوّل محض افترا اور تہمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کے قہر سے بے خوف ہو کر میرے پر کی ہیں اور نہایت درجہ کی شرارت اور بے باکی سے شہرت دیدی ہے کہ فلاں پیشگوئی جو فلاں شخص کی نسبت تھی پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ جس پیشگوئی کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں ہرگز اس کی نسبت وہ پیشگوئی نہیں کی گئی تھی جیسا کہ پیشگوئی کلب یموت علیٰ کلب جو مولوی محمد حسین صاحب کی طرف خود بخود منسوب کر دیتے ہیں پس اِس کا جواب

www.khatmenubuwwat.org

میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح ﴿۱۴۹﴾
میں ہی ہوں اِس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا
اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا
اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اِس
لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو
عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح
وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں
آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان
میرے پر جبر کر کے مجھے اِس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا
اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی
کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت
ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اِسی اُمّت میں سے آئے گا۔ اور جیسا کہ جب دن چڑھ
جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی
قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے
تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اِس بات کی ہرگز تمنا
نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حُجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے
شناخت کرے۔ اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور
پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دنیا میں عزّت کے ساتھ شہرت دُوں گا۔ پس یہ اُس خدا
سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا
کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر
کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو ﴿۱۵۰﴾
خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

www.khatmenubuwwat.org

صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اِس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی☆۔ اور جیسا کہ مَیں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اِس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تیئیس۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر ردّ کرسکتا ہوں۔ میں اُس کی اِس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اِس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہوں گے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے مگر میں اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی سے جو مجھے دی گئی تاریکی میں آسکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا اور جب مجھ کو اُس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اُسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا۔ ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ اُن سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے

☆ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اِسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ وغضب ہوا اُس کو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مرجائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔

﴿۱۵۱﴾ اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اِس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اُس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اُٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا۔ مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے ☆ کیونکہ اُس وقت اُن کی ضرورت نہ تھی اِس لئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اِسی وجہ سے انجیل میں اُن کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اُس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے کافی تھیں تو بلاشبہ اُن کے کمالات بھی اُسی پیمانہ کے لحاظ سے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ [1] یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت

☆ اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردے زندہ کرتے تھے یہ کتنا بڑا نشان اُن کو دیا گیا۔ اس کا یہ جواب ہے کہ واقعی طور پر مُردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مُردہ کے طور پر بیمار تھے اگر اُن کو زندہ کیا تو اس جگہ بھی ایسے مُردے زندہ ہو چکے ہیں اور پہلے نبی بھی کرتے رہے ہیں جیسے الیاس نبی۔ مگر عظیم الشان نشان اور ہیں جن کو خدا دکھلا رہا ہے اور دِکھلائے گا۔ منہ

[1] الحجر: ۲۲

﴿۱۵۵﴾ بہرحال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنے والا مسیح جو آخری زمانہ میں آئے گا اپنے جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حَکَم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنے والا اور محض اپنے دم سے کفار کو مارنے والا قرار دیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اُس کے ساتھ ہوگا اور اُس کی توجہ اور دعا بجلی کا کام کرے گی اور وہ ایسی اتمام حجت کرے گا کہ گویا ہلاک کر دے گا۔ غرض نہ اہل کتاب نہ اہل اسلام اِس بات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آنے والے مسیح سے افضل ہے۔ یہود تو دو مسیح قرار دے کر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی غلط فہمی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ بھی دوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے۔ پھر جبکہ خدا نے اور اُس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آنے والا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اُس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکَم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیج دیا اب خدا سے لڑو۔ ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قُدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو۔

سوال (۲)

حضور عالی نے سکیڑوں بلکہ ہزاروں جگہ لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی مگر عبدالحکیم کو جو خط تحریر فرمایا ہے اس میں یہ فقرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں اِس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب۔ مَیں اب بھی کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو جبراً نہیں پھیلایا اور جو تلوار اُٹھائی گئی وہ اِس لئے نہیں تھی کہ دھمکی دے کر اسلام قبول کرایا جائے بلکہ اِس میں دو امر

www.khatmenubuwwat.org

پہنانا دوسری دلیل ہے اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی پھر کیوں اسلام کی ترقی کے لئے جان توڑ کر کوشش کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ مؤلفة القلوب کے لئے کئی لاکھ روپیہ دیا گیا اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کے لئے اصل تحریک خود احمد بیگ کی طرف سے تھی۔

پھر سوچنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو یہ دو تین پیشگوئیاں ہیں جو ہمارے مخالف اپنی نابینائی کی وجہ سے بار بار پیش کرتے ہیں جن کا پلید پَس خوردہ عبدالحکیم کو بھی کھانا پڑا اور دوسری طرف میری تائید میں خدا تعالیٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بے خبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاذ و نادر ایسا گذرتا ہوگا جس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا۔ نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے۔ ایک طرف طاعون بزبانِ حال کہہ رہی ہے کہ قیامت کے دن نزدیک ہیں اور دوسری طرف خارق عادت زلزلے جو کبھی اس طور سے ﴿۱۹۲﴾ اِس ملک میں نہیں آتے تھے خبر دے رہے ہیں کہ خدا کا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے اور آئے دن ایسی نئی نئی آفات نازل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے طور بدل گئے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی بڑی آفت دکھلانی چاہتا ہے اور ہر ایک آفت جو ظاہر ہوتی ہے پہلے سے اس کی مجھے خبر دیجاتی ہے اور میں بذریعہ اخبار یا رسائل یا اشتہار کے اس کو شائع کر دیتا ہوں۔ چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دِکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ [1] خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اِس الہام کے ہیں کہ **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے**

[1] یونس: ۹۱

www.Khatmenubuwwat.org

اُس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ یہ پچیس[۲۵] برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور ان دنوں میں پورا ہوگا۔ جس کے کان سُننے کے ہیں وہ سنے☆۔

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبدالحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کے لئے کسی قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی ان کی گنجائش نہیں ہوسکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں۔ اور بعض اس اُمت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدّم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی اُنہیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبروار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں۔ ﴿۱۹۳﴾

۱۔ پہلا نشان۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انّ اللّٰہ یبعث لھذہ الامة علٰی رأس کُلّ مائة سنة من یجدّد لھا دینھا** ۔رواہ ابو داؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمّت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

☆ خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہے اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

اشعار حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

آنچہ داد است ہر نبی را جام		داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے	نزول المسیح ص: ۹ و ۱۰	من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین		ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کتاب

حقیقۃ النّبوّۃ

مارچ ۱۹۱۵ء

حصّہ اوّل

از افادات حضرت صاحبزادہ مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر خلیفۃ المسیح والمہدی خلیفۂ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جس میں اصولی طور پر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نبوت و رسالت براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کی گئی ہے اور ہر پہلو سے اس پر مفصّل بحث کی گئی ہے۔ بیس روز کے اندر تصنیف اور طبع ہو کر انجمن ترقی اسلام کی طرف سے شائع ہوئی۔

۵ مارچ ۱۹۱۵ء

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان

www.khatmenubuwat.org

ضمیمہ نمبر ا

نقل مطابق اصل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہُوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہؤا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ[1] اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں[2]

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قراءت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا

[1] براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن جلد نمبر ۱ حاشیہ صفحہ ۵۹۳ [2] ایضاً صفحہ ۶۰۱

www.khatmenubuwwat.org

گیا سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔ اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی گو بروزی طور پر۔ مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب: ۴۱) اس کے معنی یہ ہیں کہ لَيْسَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِ الدُّنْيَا وَلٰكِنْ هُوَ اَبٌ لِرِجَالِ الْاٰخِرَةِ لِاَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ وَلَا سَبِيْلَ اِلٰى فُيُوْضِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ تَوَسُّطِهٖ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے۔ نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن عیسیٰ کے اترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی۔ اور یہ آیت روکتی ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (الجن: ۲۷) اب اگر

حاشیہ: یعنی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی، اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لایظھر علی غیبہ کے مطابق ہے محروم رہے۔ مگر حضرت عیسیٰؑ کو دوبارہ اتارنے سے، جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے، اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون منہ.

(نوٹ: اصل کتاب میں حاشیہ موجود نہیں، ہم نے سابقہ ایڈیشن سے نقل کر لیا ہے۔)

www.khatmenubuwwat.org

آنحضرت ﷺ کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجاب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجنابؐ اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے وَمَنِ ادَّعٰى فَقَدْ كَفَرَ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیّن کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا۔ تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیّن پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیّنؐ میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدیؐ چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلّی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا محمدؐ خاتم النبیّن ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمدؐ ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس طرح سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نبا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے

www.khatmenubuwwat.org

ہیں تو میں کیونکر رد کردوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس پر افتراء کرنا لعنتوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی۔ اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا۔ اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی۔ کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی

www.khatmenubuwwat.org

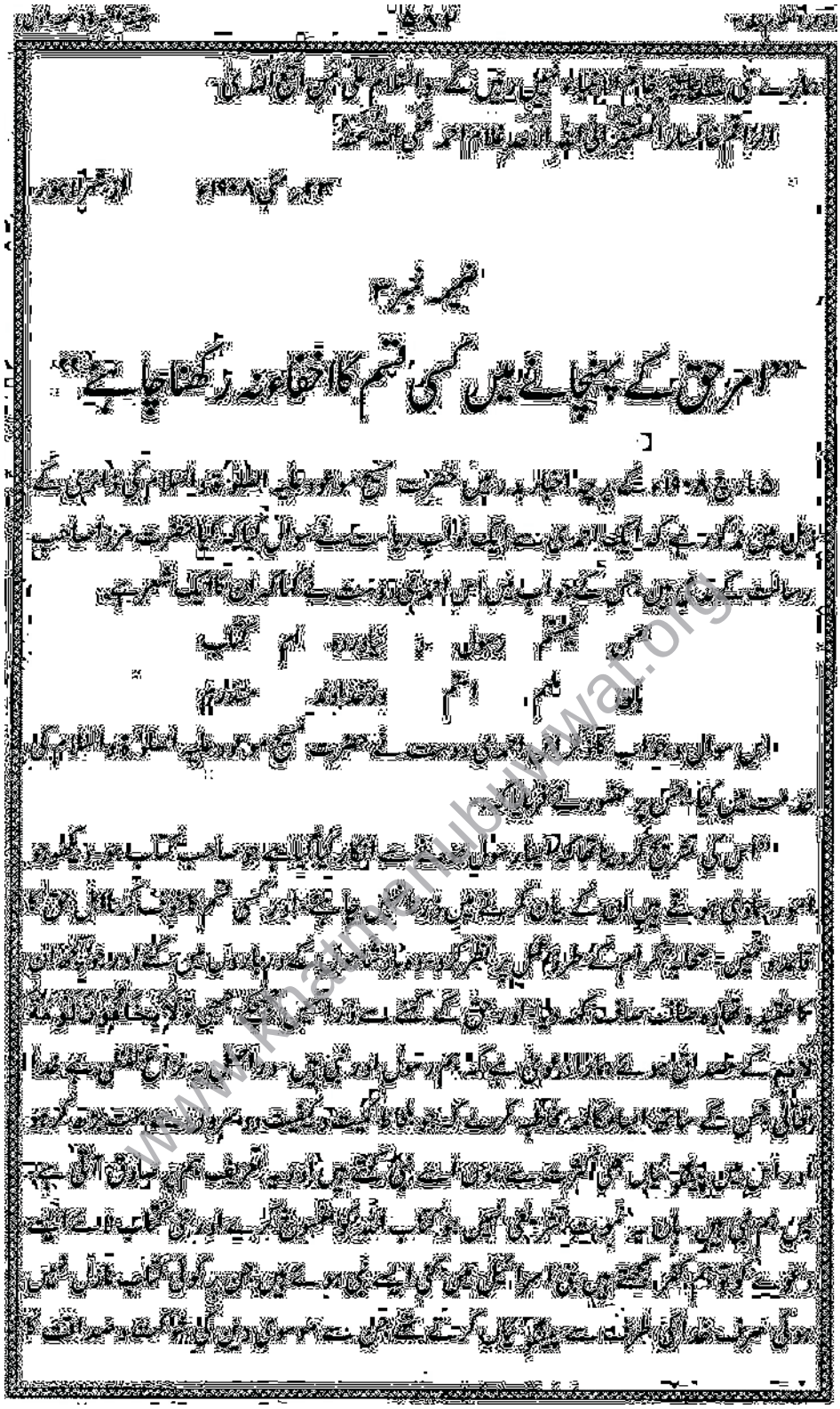

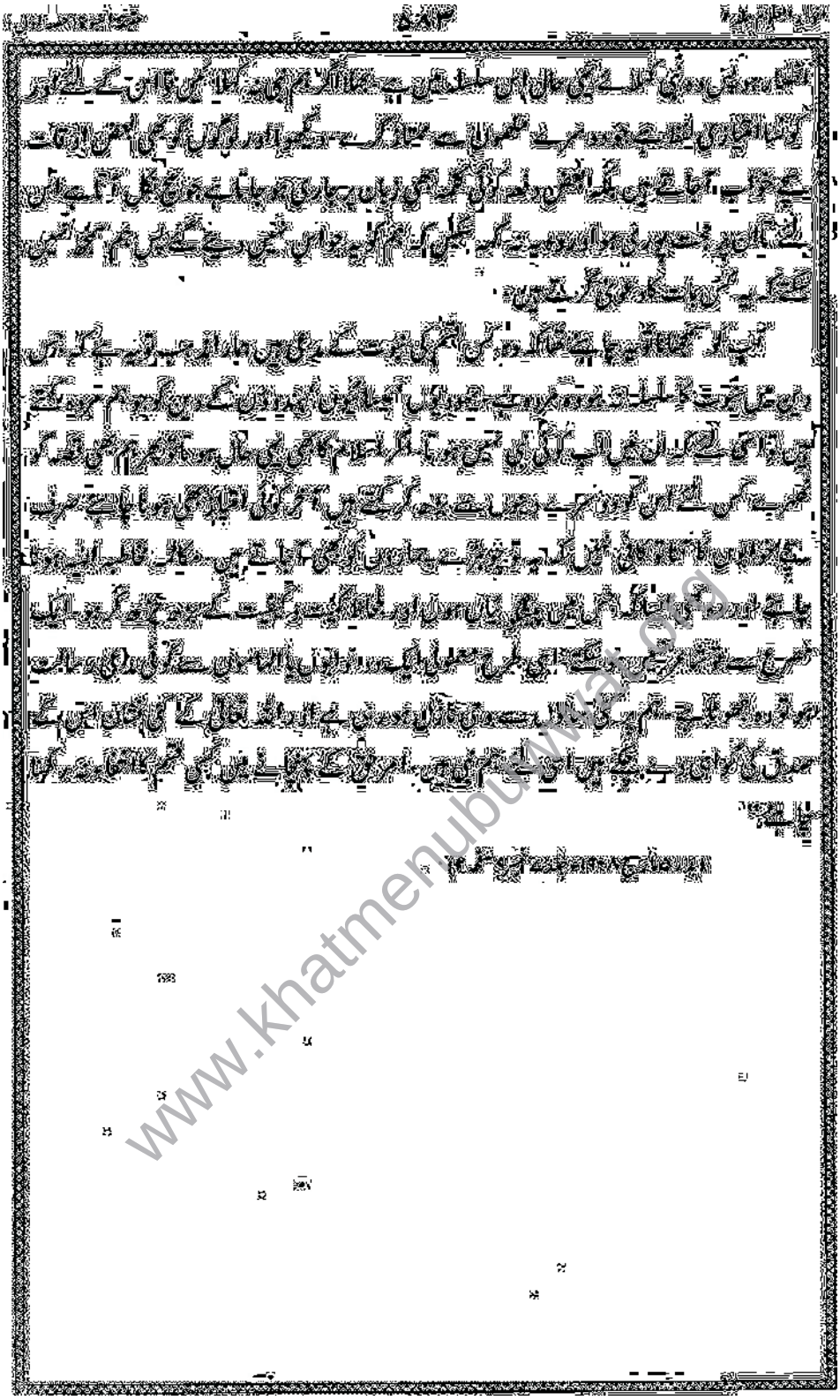

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ والمنہ

کہ تمام مخالفوں پر الٰہی حجت پوری کرنے کے لئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

البعین

لاتمام الحجۃ علی المخالفین

بمقام قادیاں مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب
مالک مطبع چھپکر شایع
ہوا
جلد ۷۰۰ قیمت ۵ر
۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

www.khatmenubuwwat.org

افترا کرتا ہے جس کا نام اس آیت میں پہلے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے وہ کیونکر بچ سکتا ہے کیا خدا کا صادقوں اور کاذبوں سے معاملہ ایک ہوسکتا ہے اور کیا افترا کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا میں کوئی سزا نہیں مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ [1] اور پھر ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَ اِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ [2] یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائے گا اور اگر سچا ہے تو ضرور ہے کہ کچھ عذاب تم بھی چکھو کیونکہ زیادتی کرنے والے خواہ افترا کریں خواہ تکذیب کریں خدا سے مدد نہیں پائیں گے۔ اب دیکھو اس سے زیادہ تصریح کیا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہوگا بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور مامورین کے لئے سب سے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔ اور ان کو اشاعت دین کے لئے مہلت دی جاتی ہے اور انسان کی اس مختصر زندگی میں بڑی سے بڑی مہلت تیئیس ۲۳ برس ہیں کیونکہ اکثر نبوت کا ابتدا چالیس برس پر ہوتا ہے اور تیئیس برس تک اگر اور عمر ملی تو گویا عمدہ زمانہ زندگی کا یہی ہے۔ اسی وجہ سے مَیں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس ۲۳ برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔ اس بارے میں میرے ایک دوست نے اپنی نیک نیتی سے یہ عذر پیش کیا تھا کہ آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا [3] میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں۔ اس سے کیونکر سمجھا جائے کہ اگر کوئی دوسرا شخص افترا کرے تو وہ بھی ہلاک کیا جائے گا۔ مَیں نے اس کا یہی جواب دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کا یہ قول محلِ استدلال پر ہے اور منجملہ دلائل صدق نبوت کے یہ بھی ﴿۵﴾

[1] الصافات: ۱۵۵ [2] المؤمن: ۲۹ [3] الحاقة: ۴۵

www.khatmenubuwwat.org

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئیس[۲۳] برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افترا کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی ﴿۶﴾ کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس[۲۳] برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین ☆

☆ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خُدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکٰی لھم ۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۔ صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی [1]۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربّانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ خورد ہوگئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو وہ تیئیس ۲۳ برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمام باتیں بیہودہ اور قابل شرم ہیں۔ جس رات میں نے اپنے اس دوست کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور پھر الہام ہوا قل انّ ھدی اللہ ھو الھدٰی یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت لو تقوّل علینا کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنے صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد مَیں نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام بائبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔ سو مَیں

[1] الاعلٰی : ۱۹،۲۰

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

(حقوق محفوظ)

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آنانکہ بردعاوی ما حملہ کنند | وزراہِ جہل عربدہ ہا بر ملا کنند
گر یک نظر کنند درین نسخہ کتاب | ہست این یقین کہ ترکِ عنا دو ا کنند
باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ | ویں امرِ دیگر است کہ ترکِ حیا کنند

براہین احمدیہ

حصہ پنجم

(۵)

لمقب

بالبراہین الاحمدیۃ علی حقیۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیۃ

از تازہ تفضلات حضرت معبود و باقیات الصالحات حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تاجر پرنٹر
کے اہتمام سے چھپکر ۱۵- اکتوبر ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی۔

تعداد جلد ۱۶۰۰ | قیمت فی جلد ۱۲ر

www.khatmenubuwwat.org

مجھے عیسیٰ کر کے پکارا گیا۔ کیونکہ بعد نفخ ربانی مریمی حالت عیسیٰ بننے کیلئے مستعد ہوئی جس کو استعارہ کے رنگ میں حمل قرار دیا گیا۔ پھر آخر اُسی مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہوگیا۔ اسی رمز کیلئے کتاب کے آخر میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور کتاب کے اوّل میں مریم نام رکھا گیا۔ اب شرم اور حیا اور انصاف اور تقویٰ کی آنکھ سے اوّل سورۂ تحریم میں اس آیت پر غور کرو جس میں بعض افراد اس امت کو مریم سے نسبت دی گئی ہے اور پھر مریم میں نفخ روح کا ذکر کیا گیا ہے جو اس حمل کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے عیسیٰ پیدا ہونے والا ہے۔ پھر بعد اس کے براہین احمدیہ حصص سابقہ کے یہ تمام مقامات پڑھو اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خوف کرو کہ کس طرح اُس نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر مریم میں نفخِ رُوح کا ذکر کیا اور آخر کتاب میں اسی مریم کے رُوحانی حمل سے مجھے عیسیٰ بنا دیا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ہرگز انسان کی قدرت نہ تھی کہ دعوے سے ایک ﴿۸۵﴾ زمانہ دراز پہلے یہ لطیف معارف پیش بندی کے طور پر اپنی کتاب میں داخل کر دیتا۔ تم خود گواہ ہو کہ اُس وقت اور اُس زمانہ میں مجھے اس آیت پر اطلاع بھی نہ تھی کہ میں اس طرح پر عیسیٰ مسیح بنایا جاؤں گا بلکہ میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں مَیں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور میری آنکھیں اُس وقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئے گا اس زمانہ اور اس امت کے لئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ یہ میری غلط رائے جو براہین احمدیہ حصص سابقہ میں درج ہوگئی یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان تھا اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ تھا

www.khatmenubuwwat.org

مگر اب میں اس سخت دل قوم کا کیا علاج کروں کہ نہ قسم کو مانتے ہیں نہ نشانوں پر ایمان لاتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی ہدایتوں پر غور کرتے ہیں۔ آسمان نے بھی نشان دکھلائے اور زمین نے بھی۔ مگر ان کی آنکھیں بند ہیں اب نہ معلوم خدا انہیں کیا دکھلائے گا۔

اِس جگہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ہی نہیں رکھا بلکہ ابتدا سے انتہا تک جس قدر انبیاء علیھم السّلام کے نام تھے وہ سب میرے نام رکھ دیئے ہیں۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام آدم رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اردتُ اَن استخلف فخلقتُ اٰدم دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ ۴۹۲۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلًا خلق اٰدم فاکرمہ۔ دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ ۵۰۴ دونوں فقروں کے معنے یہ ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے آدم کو پیدا کیا یعنی اس عاجز کو۔ پھر فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو ایک ہی رات میں تمام سیر کرا دیا۔ پیدا کیا اِس آدم کو۔ پھر اس کو بزرگی دی۔ ایک ہی رات میں سیر کرانے سے مقصد یہ ہے کہ اس کی تمام تکمیل ایک ہی رات میں کر دی اور صرف چار پہر میں اس کے سلوک کو کمال تک پہنچایا اور خدا نے جو میرا نام آدم رکھا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں عام طور پر بنی آدم کی روحانیت پر موت آ گئی تھی پس خدا نے نئی زندگی کے سلسلہ کا مجھے آدم ٹھہرایا اور اس مختصر فقرہ میں یہ پیشگوئی پوشیدہ ہے کہ جیسا کہ آدم کی نسل تمام دنیا میں پھیل گئی ایسا ہی میری یہ روحانی نسل اور نیز ظاہری نسل بھی تمام دنیا میں پھیلے گی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کیا اور خدا تعالیٰ نے اس اعتراض کو رد کر کے کہا کہ آدم کے حالات جو مجھے معلوم ہیں وہ تمہیں معلوم نہیں یہی واقعہ میرے پر صادق آتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ وحی الٰہی درج ہے کہ لوگ میری نسبت ایسے ہی اعتراض کریں گے جیسے کہ آدم علیہ السلام پر کئے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان یتخذونک اِلا ھزوًا أھٰذا الذی بعث اللّٰہ. جاھل اومجنون. یعنی تجھے لوگ ہنسی کی جگہ بنا لیں گے اور کہیں گے کہ کیا یہی شخص خدا نے مبعوث فرمایا ہے

﴿۸۶﴾

www.khatmenubuwwat.org

ہیں اُن کو وہ ماننی پڑتی ہیں اور جو پیشگوئیاں کسی قدر دقّتِ نظر کی محتاج ہیں وہ اُن کے نزدیک گویا پوری نہیں ہوئیں لیکن ایسی پیشگوئی شاید دس ہزار میں سے ایک ہو۔ پس کس قدر لعنت کا داغ اس دل پر ہے کہ دس ہزار پیشگوئی سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اور بار بار ایک کُتّے کی طرح عَوعَو کرتا ہے کہ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور نہ صرف اسی قدر بلکہ سخت بے حیائی سے ساتھ اس کے گالیاں بھی دیتا ہے۔ ایسا انسان اگر کسی پہلے نبی کے وقت میں بھی ہوتا تو کیا اس کو قبول کر لیتا ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر ایک نبی کی کوئی نہ کوئی پیشگوئی کافروں پر مشتبہ رہی ہے۔

اے نادان! اوّل تعصّب کا پردہ اپنی آنکھ پر سے اُٹھا۔ تب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ سب پیشگوئیاں پوری ہوگئیں۔ خدا تعالیٰ کی نصرت ایک تُند اور تیز دریا کی طرح مخالفوں پر حملہ کر رہی ہے پر افسوس کہ ان لوگوں کو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ زمین نے نشان دکھلائے اور آسمان نے بھی۔ اور دوستوں میں بھی نشان ظاہر ہوئے ہیں اور دشمنوں میں بھی۔ مگر اندھے لوگوں کے نزدیک ابھی کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ لیکن خدا اس کام کو ناتمام نہیں چھوڑے گا جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے۔ ﴿۱۳۸﴾

مخالف چاہتے ہیں کہ میں نابود ہو جاؤں اور ان کا کوئی ایسا داؤ چل جائے کہ میرا نام ونشان نہ رہے مگر وہ ان خواہشوں میں نامراد رہیں گے اور نامرادی سے مریں گے اور بہتیرے اُن میں سے ہمارے دیکھتے دیکھتے مر گئے اور قبروں میں حسرتیں لے گئے مگر خدا تمام میری مرادیں پوری کرے گا۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ جب میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس جنگ میں مشغول ہوں تو میں کیوں ضائع ہونے لگا اور کون ہے جو مجھے نقصان پہنچا سکے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی کا ہو جاتا ہے تو اُس کو بھی اُس کا ہونا ہی پڑتا ہے۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں یہ لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ

www.khatmenubuwwat.org

اِسی امت میں سے ہوگا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اِسی امت میں سے ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امّتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امّتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس اُمت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک مکالماتِ الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین۔ دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی، نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف ہوسکے۔ وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحیِ الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حیّ و قیّوم کی آواز سُننے اور اُس کے مکالمات سے قطعی نومیدی ہے اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اُس کو رحمانی کہیں۔ شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے اور انسان کی خداشناسی کو صرف قصوں تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ایک معرفت کی روشنی اس کو عطا کرتا ہے۔ سو سچے دین کا متبع اگر خود نفسِ امّارہ کے حجاب میں نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے کلام کو سُن سکتا ہے۔ سو ایک امّتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔ ﴿۱۳۹﴾

اور اگر نبی کے یہ معنے ہیں کہ اُس پر شریعت نازل ہو یعنی وہ نئی شریعت لانے والا ہو

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمِعْيَارُ اَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰۰ اپریل ۱۹۰۲ء

www.khatmenubuwat.org

تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اِسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اِسی طرح میاں شمس الدین اور اُن کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دِلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔ ﴿۱۱﴾

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جُھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیاں سُورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ[1] لکھی ہے اور اس سے قبولیّت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

[1] النمل:۶۳

www.khatmenubuwwat.org

اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب حال کون سی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ مَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ.[1]

﴿۱۲﴾ اور چونکہ احتمال ہے کہ بعض غبی الطبع اِس اشتہار کا اصل منشاء سمجھنے میں غلطی کھائیں اس لئے ہم مکرّرًا اپنے فرض دعوت کا اظہار کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ طاعون جو مُلک میں پھیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہیں بلکہ ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کے ماننے سے انکار کیا ہے جو تمام نبیوں کی پیشگوئی کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا ہے اور لوگوں نے نہ صرف انکار بلکہ خدا کے اِس مسیح کو گالیاں دیں کافر کہا اور قتل کرنا چاہا اور جو کچھ چاہا اُس سے کیا۔ اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ اُن کی اِس شوخی اور بے ادبی پر اُن پر تنبیہ نازل کرے اور خدا نے پہلے پاک نوشتوں میں خبر دی تھی کہ لوگوں کے انکار کی وجہ سے اُن دنوں میں جب مسیح ظاہر ہوگا مُلک میں سخت طاعون پڑے گی۔ سو ضرور تھا کہ طاعون پڑتی۔ اور طاعون کا نام طاعون اس لئے رکھا گیا کہ یہ طعن کرنے والوں کا جواب ہے۔ اور بنی اسرائیل میں ہمیشہ طعن کے وقت میں ہی پڑا کرتی تھی اور طاعون کے لغت عرب میں معنے ہیں بہت طعن کرنے والا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ طاعون طعن تشنیع کی ابتدائی حالت میں نہیں پڑتی بلکہ جب خدا کے مامور اور مرسل کو حد سے زیادہ ستایا جاتا ہے اور توہین کی جاتی ہے تو اُس وقت پڑتی ہے۔ سوائے عزیزو اس کا بجز اس کے کوئی بھی علاج نہیں کہ اِس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کر لیا جاوے۔ یہ تو یقینی علاج ہے اور اس سے کمتر درجہ کا یہ علاج ہے کہ اس کے انکار سے منہ بند کر لیا جائے اور زبان کو بدگوئی سے روکا جائے۔ اور دل میں اس کی عظمت بٹھائی جائے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ لوگ یہ کہتے ہوئے کہ یا مسیح الخلق عدوانا میری طرف دوڑیں گے۔ یہ جو مَیں نے ذِکر کیا ہے۔

[1] المؤمن:۵۱

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۳﴾ یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے ہماری اس مہلک بیماری کے لئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المَسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اس وقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سیّد و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ﴿۱۴﴾ ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

www.khatmenubuwwat.org

مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔اے عزیزو! یہ بات غصہ کرنے کی نہیں۔اگر اس احمد کے غلام کو جو مسیح موعود کر کے بھیجا گیا ہے تم اس پہلے مسیح سے بزرگتر نہیں سمجھتے اور اسی کو شفیع اور منجی قرار دیتے ہو تو اب اپنے اس دعویٰ کا ثبوت دو۔اور جیسا کہ اس احمد کے غلام کی نسبت خدا نے فرمایا **انہ اوی القریۃ لو لا الاکرام لھلک المقام**۔جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اس شفیع کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اس گاؤں قادیاں کو طاعون سے محفوظ رکھا جیسا کہ دیکھتے ہو کہ وہ پانچ چھ برس سے محفوظ چلی آتی ہے اور نیز فرمایا کہ اگر میں اس احمد کے غلام کی بزرگی اور عزت ظاہر نہ کرنا چاہتا تو آج قادیاں میں بھی تباہی ڈال دیتا۔ایسا ہی آپ بھی اگر مسیح ابن مریم کو درحقیقت سچا شفیع اور منجی قرار دیتے ہیں تو قادیاں کے مقابل پر آپ بھی کسی اور شہر کا پنجاب کے شہروں میں سے☆ نام لے دیں کہ فلاں شہر ہمارے خداوند مسیح کی برکت اور شفاعت سے طاعون سے پاک رہے گا اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر آپ سوچ لیں کہ جس شخص کی اسی دنیا میں شفاعت ثابت نہیں وہ دوسرے جہان میں کیونکر شفاعت کرے گا۔اور میاں شمس الدین صاحب یاد رکھیں کہ ان کا اشتہار محض بے سود ہے اور کوئی فائدہ اس پر مرتب نہیں ہوگا۔اور علاج یہی ہے جو ہم نے لکھا ہے۔وہ یاد کریں کہ پہلے اس سے انسانی گورنمنٹ میں وہ اور ان کی انجمن میرا مقابلہ کر کے ذلت اٹھا چکی ہے کہ انہوں نے مؤلف اُمّہات المؤمنین کی نسبت گورنمنٹ سے سزا طلب کی اور میں نے اس سے منع کیا۔آخر میری رائے ہی صحیح ہوئی۔اسی طرح اب بھی جو کچھ انہوں نے آسمانی گورنمنٹ میں میموریل بھیجنا چاہا ہے وہ بھی محض بے سود اور لغو اور بے اثر ہے جیسا کہ پہلا میموریل تھا۔سچا میموریل یہی ہے جو میں نے مرتب کیا ہے آخر آپ کو یہی ماننا پڑے گا۔

ہر چہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از کمال رسوائی ﴿۱۵﴾

☆ مثلاً نارووال یا بٹالہ کا نام لے دیں۔منہ

www.khatmenubuwwat.org

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنادیں بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور ان کو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشاء کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث اِمَامکم مِنکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث اَمَّکُم مِنکم کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا وے بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریبًا پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملادے کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں نہ مے پرند مریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کے ساتھ اترتے دیکھے گی اور پادری لوگ آ کر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دنیا میں ہوگا؟ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلّہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گزرا ہے اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ [1]۔ اب آسمان کی طرف ﴿۱۶﴾

[1] المائدۃ:۱۱۷

سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے:۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا لہ بنین و بنات بغیر علم قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد. و یمکرون و یمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین. الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم و قل رب ادخلنی مدخل صدق.

یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہوں گے۔ (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے — کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا — میرا بستاں کلام احمد ہے
اِبن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلامِ احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے

www.khatmenubuwwat.org

﴿۲۱﴾ بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہوتو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لئے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہوں گے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ اب تک میں سمجھتا ہوں اس کے معنے یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی۔ اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کس قدر بُعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں۔ لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائے گا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کریں گے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ[1] پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات منہ پر لاوے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں۔ لعنة اللّٰه على الكافرين۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے۔ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ کیا اس سے صلح؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے

[1] الکافرون:۲،۳

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

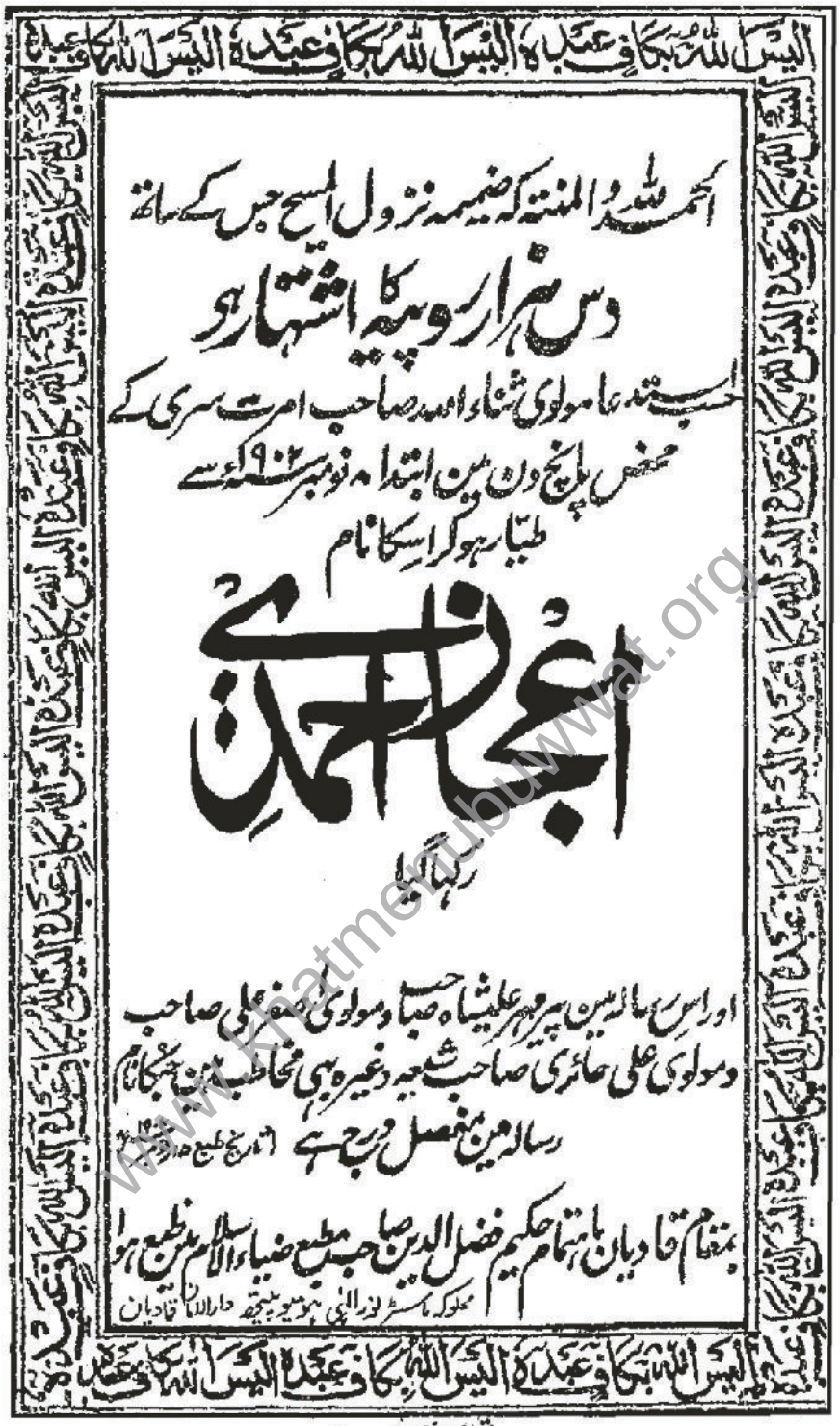
الیس اللہ بکاف عبدہ الیس اللہ بکاف عبدہ الیس اللہ بکاف عبدہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ضمیمہ نزول المسیح جس کے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری کے

محض پانچ دن میں ابتداء نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اسکا نام

اعجاز احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی محمد علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جنکا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

مملوکہ ماسٹر لوز الٰہی ہومیو پیتھ دارالامان قادیان

الیس اللہ بکاف عبدہ الیس اللہ بکاف عبدہ الیس اللہ بکاف عبدہ

تعداد اشاعت ۳۵۰۰

www.khatmenubuwwat.org

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اِس بات کا دعویٰ ہے کہ مَیں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہوگیا ہے تب تک مَیں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اِسی وجہ سے کمال سادگی سے مَیں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو مَیں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ مَیں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دِل پر محیط ہوگیا اور مجھے نُور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تُو ہی کسر صلیب کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اِس آیت کا مصداق ہے کہ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ [1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ مَیں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی مَیں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر مَیں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ مَیں خود تعجب کرتا ہوں کہ مَیں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر مَیں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ و مدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور مَیں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اِس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ **تو ہی مسیح موعود ہے۔**

پس جب اِس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سُنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روزِ روشن

[1] الصّف: ۱۰

www.khatmenubuwat.org

کی طرح یقین بٹھا دیا گیا تب مَیں نے یہ پیغام لوگوں کو سُنا دیا یہ خدا کی حکمت عملی میری سچائی کی ایک دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور انسانی منصوبہ اس کی جڑ ہوتی تو مَیں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرتا کہ مَیں مسیح موعود ہوں مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ مَیں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتلاویں کہ مَیں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔ کیا یہ امر قابلِ غور نہیں جو ظہور میں آیا۔ کیا یہ طریق بے ایمانی نہیں کہ براہین احمدیہ کی اس عبارت کو تو پیش کرتے ہیں جہاں مَیں نے معمولی اور رسمی عقیدہ کی رُو سے مسیح کی آمد ثانی کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ پیش نہیں کرتے کہ اسی براہین احمدیہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ یہ ایک لطیف استدلال ہے جو خدا نے میرے لئے براہین احمدیہ میں پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ ایک دشمن بھی گواہی دے سکتا ہے کہ براہین احمدیہ کے وقت میں مَیں اس سے بیخبر تھا کہ مَیں مسیح موعود ہوں تبھی تو میں نے اس وقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ پس وہ الہامات جو میری بیخبری کے زمانہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیتے ہیں ان کی نسبت کیونکر شک ہوسکتا ہے کہ وہ انسان کا افترا ہیں کیونکہ اگر وہ میرا افترا ہوتے تو مَیں اسی براہین میں اُن سے فائدہ اُٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا اور کیونکر ممکن تھا کہ مَیں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اُس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے کہ درحقیقت میرے دِل کو اس وحی الٰہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی اِس لئے مَیں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔ ﴿۸﴾

اگر براہین احمدیہ میں فقط یہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ

www.khatmenubuwwat.org

صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ [1] (الجزو ۶ سورہ نساء) اس آیت میں دونوں جملوں کا جواب ہے اور خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ نہ تو عیسیٰ کی ناجائز ولادت ہے اور نہ وہ صلیب پر مرا بلکہ دھوکے سے سمجھ لیا گیا کہ مر گیا ہے۔ اِس لئے وہ مقبول ہے اور اس کا اور نبیوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہو گیا ہے۔ اب کہاں ہیں وہ مولوی جو آسمان پر حضرت عیسیٰ کا جسم پہنچاتے ہیں یہاں تو سب جھگڑا اُن کی رُوح کے متعلق تھا جسم سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دِل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اِس عُقدہ کو حل کر سکے ان لوگوں پر واویلا ہے جو میرے معاملہ میں سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہے کبھی وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوگا جو اس نبی مقبول کا سچا تابع ہے۔ مَیں اُن نادانوں کو کیا کہوں اور کیونکر اُن کے دِل میں سچائی کی محبت ڈال دوں جو نقالوں کی طرح پھرتے ہیں اور ٹھٹھا اور ہنسی اُن کا کام ہے اور مسخری اُن کا شیوا ہے۔ صدہا نشان آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں مگر اُن کے نزدیک اب تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ مَیں نے سُنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر مَیں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ مَیں اِس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی مَیں اور وہ یہ دُعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مَر جائے اور نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ اعجاز المسیح کی مانند کتاب تیار کرے جو ایسی ہی فصیح بلیغ ہو اور انہیں مقاصد پر مشتمل ہو۔ سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے ﴿۱۴﴾

[1] النساء : ۱۵۷،۱۵۸

www.khatmenubuwwat.org

یہ خواہشیں دل سے ظاہر کی ہیں نفاق کے طور پر نہیں تو اس سے بہتر کیا ہے اور وہ اس اُمّت پر اِس تفرقہ کے زمانہ میں بہت ہی احسان کریں گے کہ مردِ میدان بن کر ان دونوں ذریعوں سے حق و باطل کا فیصلہ کرلیں گے۔ یہ تو انہوں نے اچھی تجویز نکالی اب اس پر قائم رہیں تو بات ہے۔

اگر ایک کذّاب دنیا سے کوچ کر جائے اور باقی لوگوں کو ہدایت ہو جائے تو ایسے مقابلہ والا نبی کا اجر پائے گا۔ لیکن ہم موت کے مباہلہ میں اپنی طرف سے کوئی چیلنج نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے چیلنج سے ہمیں مانع ہے۔ ہاں مولوی ثناءاللہ صاحب اور دوسرے مخالفوں کو منع نہیں کہ ایسے چیلنج سے ہمیں جواب دینے کے لئے مجبور کریں خواہ وہ مولوی ثناءاللہ ہوں یا اور کوئی ایسا مولوی ہو جو مشاہیر میں سے اور اپنی جماعت میں عزّت رکھتا ہو جس کے بارے میں کم سے کم پچاس معزز آدمی اس کے اشتہار پر تصدیقی شہادت ثبت کر دیں۔ اور چونکہ مولوی ثناءاللہ صاحب اپنی تحریر کے رُو سے ایسے چیلنج کے لئے طیار بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ پس ہمیں اس سے کوئی انکار نہیں کہ وہ ایسا چیلنج دیں بلکہ ہماری طرف سے اُن کو اجازت ہے کیونکہ اُن کا چیلنج ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے مگر شرط یہ ہوگی کہ کوئی موت قتل کے رُو سے واقع نہ ہو بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔ مثلاً طاعون سے یا ہیضہ سے یا اور کسی بیماری سے تا ایسی کارروائی حکّام کے لئے تشویش کا موجب نہ ٹھہرے۔ اور ہم یہ بھی دُعا کرتے رہیں گے کہ ایسی ﴿۱۵﴾
موتوں سے فریقین محفوظ رہیں۔ صرف وہ موت کاذب کو آوے جو بیماری کی موت ہوتی ہے اور یہی مسلک فریق ثانی کو اختیار کرنا ہوگا۔ اور یاد رہے کہ ہماری قتل کی پیشگوئی ایک خاص پیشگوئی تھی۔ جو لیکھرام کے متعلق تھی۔ اس میں خدا نے یہی ظاہر کیا تھا کہ وہ قتل کے ذریعہ سے مرے گا اور ایسا ہی شائع کیا گیا۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ اُس کے قتل کئے جانے کا بھید یہ تھا کہ اُس نے سخت زبان درازی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں کی نسبت اختیار کی۔ اور خدا نے دیکھا کہ اُس کی زبان درازی انتہا تک پہنچ گئی ہے اور اُس نے گالیاں دینے

www.khatmenubuwwat.org

اَتَزْعَمُ اَنَّ رُسُوْلَنَا سَیِّدَ الْوَرٰی عَلٰی زَعْمِ شَانِیْهِ تُوُفِّیَ اَبْتَرُ

کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ دشمن بدگو کا خیال ہے

فَلَا وَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاءَ لِأَجْلِهٖ لَهٗ مِثْلُنَا وُلْدٌ اِلٰی یَوْمِ یُحْشَرُ

مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہوں گے

وَاِنَّا وَرِثْنَا مِثْلَ وُلْدٍ مَتَاعَهٗ فَاَیُّ ثُبُوْتٍ بَعْدَ ذٰلِکَ یُحْضَرُ

اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔ پس اس سے بڑھ کر اور کون سا ثبوت ہے جو پیش کیا جائے؟

﴿۱۷﴾ لَهٗ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُنِیْرُ وَاِنَّ لِیْ غَسَا الْقَمَرَانِ الْمُشْرِقَانِ أَتُنْکِرُ

اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟

وَکَانَ کَلَامٌ مُعْجِزٌ آیَةً لَّهٗ کَذٰلِکَ لِیْ قَوْلِیْ عَلَی الْکُلِّ یَبْهَرُ

اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے

اِذَا الْقَوْمُ قَالُوْا یَدَّعِی الْوَحْیَ عَامِدًا عَجِبْتُ فَاِنِّیْ ظِلُّ بَدْرٍ یُنَوِّرُ

جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمداً وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں

وَ اَنِّیْ لِظِلٍّ اَنْ یُّخَالِفَ اَصْلَهٗ فَمَا فِیْهِ فِیْ وَجْهِیْ یَلُوْحُ وَیَزْهَرُ

اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے۔ پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

وَاِنِّیْ لَذُوْنَسَبٍ کَاَصْلٍ اُطِیْعُهٗ وَمِنْ طِیْنِهِ الْمَعْصُوْمِ طِیْنِیْ مُعَطَّرُ

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذونسب ہوں۔ اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے

کَفَی الْعَبْدَ تَقْوَی الْقَلْبِ عِنْدَ حَسِیْبِنَا وَلَیْسَ لِنَسْبٍ ذُوْصَلَاحٍ مُعَیِّرُ

اور بندہ کو دل کا تقویٰ کافی ہے اور ایک صالح کو اس لئے سرزنش نہیں کر سکتے کہ اس کی نسب اعلیٰ نہیں

وَلٰکِنْ قَضٰی رَبُّ السَّمَا لِاَئِمَّةٍ لَهُمْ نَسَبٌ کَیْلَا یَهِیْجَ التَّنَفُّرُ

مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذونسب ہوں تا کہ لوگوں کو ان کی کمی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو

وَمَنْ کَانَ ذَا نَسَبٍ کَرِیْمٍ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ حَسَبٌ فَهُوَ الدَّنِیُّ الْمُحَقَّرُ

اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے مگر اس میں ذاتی صفات کچھ نہیں تو وہ کمینہ اور حقیر ہے

www.khatmenubuwwat.org

وَلِلّٰہِ حَمْدٌ ثُمَّ حَمْدٌ فَاِنَّنَا جَمَعْنَاھُمَا حَقًّا فَلِلّٰہِ نَشْکُرُ

اور خدا کو حمد ہے اور پھر حمد ہے کہ ہم نے اپنے اندر حسب اور نسب دونوں کو جمع کیا ہے پس ہم خدا کا شکر کرتے ہیں

کَذٰلِکَ سُنَّۃُ اللّٰہِ فِیْ اَنْبِیَائِہٖ جَرَتْ مِنْ قَدِیْمِ الدَّھْرِ فَاخْشَوْا وَ اَبْصِرُوْا

اسی طرح خدا کی سنّت اس کے نبیوں میں ہے جو قدیم زمانہ سے جاری ہے۔ پس ڈرو اور دیکھو

وَاَمَّا الَّذِیْ مَاجَاءَ مِثْلَ اَئِمَّۃٍ فَلَیْسَ لِذَالِکَ شَرْطُ نَسْبٍ فَاَبْشِرُوْا

مگر جو شخص اماموں میں سے نہیں ہے۔ اس کے لئے نسب کی ضرورت نہیں۔ پس خوشی کرو

وَمَاجِئْتُ اِلَّا مِثْلَ مَطْرٍ وَّ دِیْمَۃٍ دَرُوْرٍ وَّ اَرْوَیْتُ الْبِلَادَ وَاَعْمُرُ ﴿۷۲﴾

اور میں مثل بارش کے آیا ہوں جو زور سے اور آہستگی سے برستی ہے۔ اور اس کا پانی جاری رہتا ہے اور میں نے شہروں کو سیراب کر دیا اور آباد کر رہا ہوں

وَکَمْ مِّنْ اُنَاسٍ بَایَعُوْنِیْ بِصِدْقِھِمْ وَمَا خَالَفُوْا قَوْلِیْ وَمَا ھُمْ تَذَمَّرُوْا

اور بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے مجھ سے بیعت کی۔ اور نہ انہوں نے میری بات کی مخالفت کی اور نہ وہ خبیث النفس ہو گئے

فَقَرَّبْتُ قُرْبَانًا تُنَجِّیْ رِقَابَھُمْ وَ یَعْلَمُ رَبِّیْ مَانَحَرْتُ وَاَنْحَرُ

پس میں نے ایسی قربانی کی جس سے ان کی گردنوں کو میں نے چھڑا دیا۔ اور میرا خدا جانتا ہے کہ میں نے کیا قربانی کی اور کیا کر رہا ہوں

وَلِیْ عِزَّۃٌ فِیْ حَضْرَۃِ اللّٰہِ خَالِقِیْ فَطُوْبٰی لِقَوْمٍ طَاوَعُوْنِیْ وَاثَرُوْا

اور مجھے جناب الٰہی میں جو میرا خالق ہے ایک عزت ہے۔ پس خوشی ہو اس قوم کے لئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھے اختیار کیا

اَتَی الْعِلْمُ بِالْمُتَقَدِّمِیْنَ وَبَعْدَھُمْ تَلَافٰی جَمِیْعَ الْفَائِتَاتِ مُؤَخَّرُ

علم متقدّمین کے ذریعہ سے آیا اور بعد ان کے جو کچھ ان کے زمانوں میں رہ گیا تھا اس کے پیچھے آنے والے نے تلافی کی

وَمَا اَنَا اِلَّا مِثْلَ مَالِ تِجَارَۃٍ فَمَنْ رَدَّنِیْ کِبْرًا اُبِیْدُوْا وَ خُسِّرُوْا

اور میں ایک مال تجارت کے مانند ہوں۔ پس جن لوگوں نے مجھے ردّ کیا وہ تباہی اور خسارہ میں رہے

وَمَا ھَلَکَ الْاَشْرَارُ اِلَّا لِبُخْلِھِمْ وَمَا فَھِمُوْا اَقْوَالَنَا وَتَنَمَّرُوْا

اور شریر لوگ تو محض اپنے بخل سے ہلاک ہوئے۔ اور ہماری باتوں کو انہوں نے نہ سمجھا اور پلنگی ظاہر کی

قُلُوْبٌ تُضَاھِیْ اَجْمَۃً مَوْحُوْشَۃً فَمِنْ شَکْلِ اِنْسٍ وَحْشُھَا تَتَنَفَّرُ

بعض دل ایسے ہیں کہ اُس بَن سے مشابہ ہیں جس میں جنگلی جانور رہتے ہیں۔ پس انسانوں کی شکل دیکھ کر اس کے وحشی متنفّر ہوتے ہیں

www.khatmenubuwat.org

ٹائیٹل بار اول

ان ھذا الکتاب یدفع وساوس الخناس۔ وفیہ شفاءٌ للناس۔
وھو یھب السکینۃ ویجلو الکروبؔ۔ وسمیتہ

تریاق القلوب

۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں
باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع چھپی

قیمت ۱۲ر وی پی ۱ر محصول ڈاک ۲ر کل ۱۵ر تعداد اشاعت ۷۰۰

www.khatmenubuwwat.org

کیا اُس کے لئے یہ ذلّت نہیں ہے کہ اب تک اُس کو یہ خبر ہی نہیں کہ عجب کا صِلہ لام بھی آیا کرتا ہے۔ کیا اِس قدر جہالت کہ مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی حدیث کی بھی خبر نہیں۔ کیا یہ عزت کا موجب ہے اور اس سے مولویّت کے دامن کو کوئی ذلّت کا دھبہ نہیں لگتا؟ پھر جبکہ یہ امر پبلک پر عام طور پر کھل گیا اور ہزار ہا اہل علم کو معلوم ہو گیا کہ محمد حسین نہ صرف علم صرف ونحو سے ناواقف ہے بلکہ جو کچھ احادیث کے الفاظ ہیں اُن سے بھی بے خبر ہے تو کیا یہ شہرت اُس کی عزت کا موجب ہوئی یا اُس کی ذلّت کا؟۔ ﴿۱۳۰﴾

پھر تیسرا پہلو ۲۱ رنومبر ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہ ہے کہ مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم ۲۴ رفروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے اِس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آیندہ مجھے دجال اور کافر اور کاذب نہیں کہے گا۔ اور قادیاں کو چھوٹے کاف سے نہیں لکھے گا اور اُس نے عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ آیندہ وہ مجھے کسی مجلس میں کافر نہیں کہے گا اور نہ میرا نام دجّال رکھے گا اور نہ لوگوں میں مجھے جھوٹا اور کاذب کر کے مشہور کرے گا۔ اب دیکھو کہ اِس اقرار کے بعد وہ استفتاء اُس کا کہاں گیا جس کو اُس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے طیار کیا تھا اگر وہ اُس فتویٰ دینے میں راستی پر ہوتا تو اُس کو حاکم کے رُوبرو ئے یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں اور دجّال بھی ہے اِس لئے میں اس کا نام دجّال رکھتا ہوں اور یہ شخص واقعی جھوٹا ہے۔ اِس لئے میں اس کو جھوٹا کہتا ہوں بالخصوص جس حالت میں خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میں اب تک اور اخیر زندگی تک اُنہی عقائد پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلماتِ کفر قرار دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اُس نے

www.khatmenubuwwat.org

حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کرلیا اور حُکّام کے سامنے اقرار کردیا کہ میں آیندہ اِن کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ اِن کا نام دجال اور کاذب رکھوں گا۔ پس سوچنے کے لائق ہے کہ اِس سے زیادہ اور کیا ذلّت ہوگی کہ اُس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔ اگر اُس عمارت کی تقویٰ پر بنیاد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ محمد حسین اپنی قدیم عادت سے باز آجاتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلّت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے اِنکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں☆ ہوسکتا۔ ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق وصواب سے دور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔ میں

☆ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جنابِ الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں اور خلعتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ ہاں بدقسمت منکر جو ان مقربانِ الٰہی کا انکار کرتا ہے وہ اپنے انکار کی شامت سے دن بدن سخت دِل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نورِ ایمان اُس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے اور یہی احادیث نبویہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ انکار اولیاء اور اُن سے دشمنی رکھنا اوّل انسان کو غفلت اور دُنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمالِ حسنہ اور افعالِ صدق اور اخلاص کی اُن سے توفیق چھین لیتا ہے اور پھر آخر سلبِ ایمان کا موجب ہوکر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے اُن کو بے نصیب اور بے بہرہ کردیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ من عادا ﴿۱۳۱﴾

www.khatmenubuwwat.org

بلاشبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی سے منحرف ہے لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنالیوے۔ سو اِس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھ کو کافر کہا۔ میرے لئے فتویٰ طیار کیا۔ میں نے سبقت کر کے اُن کے لئے کوئی فتویٰ طیار نہیں کیا اور اس بات کا وہ خود اقرار کر سکتے ہیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہوں تو مجھ کو کافر بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿۱۳۱﴾ کا فتویٰ اُن پر یہی ہے کہ وہ خود کافر ہیں۔ سو میں اُن کو کافر نہیں کہتا بلکہ وہ مجھ کو کافر کہہ کر خود فتویٰ نبوی کے نیچے آتے ہیں۔ سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب کے روبرو میں نے اِس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اُن کو کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے

بقیہ حاشیہ

ولیًّالی فقد اذنتہ للحرب۔ یعنی جو میرے ولی کا دشمن بنتا ہے تو میں اُس کو کہتا ہوں کہ بس اب میری لڑائی کے لئے طیار ہو جا۔ اگرچہ اوائل عداوت میں خداوند کریم ورحیم کے آگے ایسے لوگوں کی طرف سے کسی قدر عدم معرفت کا عذر ہوسکتا ہے لیکن جب اس ولی اللہ کی تائید میں چاروں طرف سے نشان ظاہر ہونے شروع ہوجاتے ہیں اور نورِ قلب اس کو شناخت کر لیتا ہے اور اس کی قبولیت کی شہادت آسمان اور زمین دونوں کی طرف سے بہ آواز بلند کانوں کو سنائی دیتی ہے تو نعوذ باللہ اس حالت میں جو شخص عداوت اور عناد سے باز نہیں آتا اور طریق تقویٰ کو بکلی الوداع کہہ کر دِل کو سخت کر لیتا ہے اور عناد اور دشمنی سے ہر وقت درپئے ایذاء رہتا ہے تو اس حالت میں وہ حدیث مذکورہ بالا کے ماتحت آجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ورحیم ہے وہ انسان کو جلد نہیں پکڑتا لیکن جب انسان ناانصافی اور ظلم کرتا کرتا حد سے گذر جاتا اور بہرحال اس عمارت کو گرانا چاہتا ہے اور اس باغ کو جلانا چاہتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار کیا ہے تو اس صورت میں قدیم سے اور جب سے کہ سلسلہ نبوت کی بنیاد پڑی ہے عادۃ اللہ یہی ہے کہ وہ ایسے مفسد کا دشمن

www.khatmenubuwwat.org

دوری زمانہ کے انتہا پر ختم ہوتی۔ سو یہ زمانہ جو آخر الزمان ہے۔ اِس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے اور اس کا نام بھی آدم رکھا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا الہامات سے ظاہر ہے اور پہلے آدم کی طرح خدا نے اِس آدم کو بھی زمین کے حقیقی انسانوں سے خالی ہونے کے وقت میں اپنے دونوں ہاتھوں جلالی اور جمالی سے پیدا

حاشیہ: شعبہ قرابت نہ تھا۔ مگر خالص خدا کی طرف بلانے سے سب کے سب دشمن ہو گئے اور بجز خدا کے ایک بھی ساتھ نہ رہا۔ پھر خدا نے جس طرح ابرہیم کو اکیلا پا کر اس قدر اولاد دی جو آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہو گئی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا پا کر بے شمار عنایت کی اور وہ صحابہ آپ کی رفاقت میں دیئے جو نجوم السماء کی طرح نہ صرف کثیر تھے بلکہ ان کے دل توحید کی روشنی سے چمک اٹھے تھے۔ غرض جیسا کہ صوفیوں کے نزدیک مانا گیا ہے کہ مراتب وجود دوریہ ہیں اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنی خُو اور طبیعت اور دلی مشابہت کے لحاظ سے قریباً اڑھائی ہزار برس اپنی وفات کے بعد پھر عبداللہ پسر عبدالمطلب کے گھر میں جنم لیا اور محمد کے نام سے پکارا گیا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور مراتب وجود کا دوریہ ہونا قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی سنت اللہ میں داخل ہے۔ نوع انسان میں خواہ نیک ہوں یا بد ہوں یہی عادت اللہ ہے کہ ان کا وجود خُو اور طبیعت اور تشابہ قلوب کے لحاظ سے بار بار آتا ہے جیسا کہ آیت تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ[1] اس کی مصدق ہے اور تمام صوفیوں کا یہ خیال ہے کہ اگرچہ مراتب وجود دوری ہیں مگر مہدی معہود بروزات کے لحاظ سے پھر دنیا میں نہیں آئے گا کیونکہ وہ خاتم الاولاد ہے اور اس کے خاتمہ کے بعد نسل انسانی کوئی کامل فرزند پیدا نہیں کرے گی باستثناء ان فرزندوں کے جو اس کی حیات میں ہوں کیونکہ بعد میں بہائم سیرت لوگوں کا غلبہ ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی محبت بالکل دلوں سے جاتی رہے گی اور نفس پرست اور شکم پرست بن جائیں گے۔ یہ بعض اکابر اولیاء کے مکاشفات ہیں اور اگر احادیث ﴿۱۵۶﴾

[1] البقرۃ: ۱۱۹

www.khatmenubuwwat.org

کر کے اس میں اپنی روح پھونکی کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی تولّد پاتا۔ اس لئے خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدایش کے رُو سے اسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا تھا یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا جیسا کہ الہام **یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ** میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انتہائی آدم جو مہدی کامل اور خاتم ولایت عامہ ہے اپنی جسمانی خِلقت کے رُو سے جوڑا پیدا ہوگا یعنی آدم صفی اللہ کی طرح مذکر اور مؤنث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم الاولاد ہوگا کیونکہ آدم نوع انسان میں سے پہلا مولود تھا۔ سو ضرور ہوا کہ وہ شخص

بقیہ حاشیہ

نبویہ کو بنظر غور دیکھا جائے تو بہت کچھ ان سے ان مکاشفات کو مدد ملتی ہے۔ لیکن یہ قول اسی حالت میں صحیح ٹھہرتا ہے جبکہ مہدی معہود اور مسیح موعود کو ایک ہی شخص مان لیا جائے اور یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی دو حدیں مقرر کر دی ہیں اور فرما دیا ہے کہ وہ امت ضلالت سے محفوظ ہے جس کے اول میں میرا وجود اور آخر میں مسیح موعود ہے۔ یعنی ایک طرف وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوار روئیں ہے اور دوسری طرف وجود بابرکت مسیح موعود کی دیوار دشمن کش ہے۔ اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو اپنی امت میں داخل نہیں سمجھا جو مسیح موعود کے زمانہ کے بعد ہوں گے اور مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے جس حد تک اس کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والے اور یا پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں پائے جائیں گے اور اس کی تعلیم پر قائم ہوں گے۔ غرض قرون ثلاثہ کا ہونا برعایت منہاج نبوت ضروری ہے اور پھر نیکی اور پاکیزگی کا خاتمہ ہے اور بعد میں اس گھڑی اور اس ساعت الفناء کی انتظار ہے جس کا علم بجز خدا تعالیٰ کے فرشتوں کو بھی نہیں۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

جس پر بکمال وتمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندۂ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی مَیں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی کہ جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنّت تھا اور یہ لڑکی صرف ﴿۱۵۷﴾
سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس قانونِ قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے مجھے آدم کی خو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے منجملہ اُن کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں اُن کے لئے خاتم الاولاد تھا اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہلِ کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا خدا سے براہِ راست

www.khatmenubuwwat.org

میلان طبعًا اِس طرف ہوگیا ہے اور سلاطین کی اِس قسم کی تفتیش بھی لوازم سلطنت میں سے شمار کی گئی ہے اِس لئے مناسب نہیں ہے کہ ہماری یہ اعلیٰ درجہ کی گورنمنٹ دوسروں سے پیچھے رہے اور تمہید اِس کارروائی کی اِس طرح پر ہوسکتی ہے کہ ہماری عالی ہمت گورنمنٹ ایک مذہبی جلسہ کا اعلان کرکے اِس زیر تجویز جلسہ کی ایسی تاریخ مقرر کرے جو دو سال سے زیادہ نہ ہو اور تمام قوموں کے سرگروہ علماء اور فقراء اور ملہموں کو اِس غرض سے بلایا جائے کہ وہ جلسہ کی تاریخ پر حاضر ہوکر اپنے مذہب کی سچائی کے دو ثبوت دیں۔ (۱) اوّل ایسی تعلیم پیش کریں جو دوسری تعلیموں سے اعلیٰ ہو جو انسانی درخت کی تمام شاخوں کی آبپاشی کرسکتی ہو۔ ﴿س﴾ (۲) دُوسرے یہ ثبوت دیں کہ اُن کے مذہب میں رُوحانیت اور طاقت بالا ویسی ہی موجود ہے جیسا کہ ابتدا میں دعویٰ کیا گیا تھا اور وہ اعلان جو جلسہ سے پہلے شائع کیا جائے اُس میں بتصریح یہ ہدایت ہو کہ قوموں کے سرگروہ اِن دو ثبوتوں کے لئے تیار ہوکر جلسہ کے میدان میں قدم رکھیں اور تعلیم کی خوبیاں بیان کرنے کے بعد ایسی اعلیٰ پیشگوئیاں پیش کریں جو محض خدا کے علم سے مخصوص ہوں اور نیز ایک سال کے اندر پوری بھی ہوجائیں۔ غرض ایسے نشان ہوں جن سے مذہب کی روحانیت ثابت ہو اور پھر ایک سال تک انتظار کرکے غالب مغلوب کے حالات شائع کردیئے جائیں۔ میرے خیال میں ہے کہ اگر ہماری دانا گورنمنٹ اِس طریق پر کاربند ہو اور آزماوے کہ کس مذہب اور کس شخص میں رُوحانیت اور خدا کی طاقت پائی جاتی ہے تو یہ گورنمنٹ دُنیا کی تمام قوموں پر احسان کرے گی۔ اور اِس طرح سے ایک سچے مذہب کو اُس کے تمام روحانی زندگی کے ساتھ دنیا پر پیش کرکے تمام دنیا کو راہ راست پر لے آئے گی۔ کیونکہ وہ تمام شوروغوغا جو کسی ایسے مذہب کے لئے کیا جاتا ہے جس کے ساتھ فوق العادت زندہ نشان نہیں اور محض روایات پر مدار ہے وہ سب ہیچ ہے

www.khatmenubuwwat.org

کیونکہ کوئی مذہب بغیر نشان کے انسان کو خدا سے نزدیک نہیں کرسکتا اور نہ گناہ سے نفرت دلاسکتا ہے۔ مذہب مذہب پکارنے میں ہر ایک کی بلند آواز ہے۔لیکن کبھی ممکن نہیں کہ فی الحقیقت پاک زندگی اور پاک دلی اور خداترسی میسّر آسکے جب تک کہ انسان مذہب کے آئینہ میں کوئی فوق العادۃ نظارہ مشاہدہ نہ کرے۔نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہوسکتا جب تک موسیٰ اور مسیح اور ابراہیم اور یعقوب اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔نئی زندگی اُنہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو یقین نیا ہو نشان نئے ہوں اور دوسرے تمام لوگ قصّوں کہانیوں کے جال میں گرفتار ہیں دل غافل ہیں اور زبانوں پر خدا کا نام ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین کے شور وغوغا تمام قصّے اور کہانیاں ہیں اور ہر ایک شخص جو اس وقت کئی سو برس کے بعد اپنے کسی پیغمبر یا اوتار کے ہزارہا معجزات سناتا ہے وہ خود اپنے دِل میں جانتا ہے کہ وہ ایک قصّہ بیان کررہا ہے جس کو نہ اُس نے اور نہ اُس کے باپ نے دیکھا ہے اور نہ اُس کے دادے کو اس کی خبر ہے۔ وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں تک اس کا یہ بیان صحیح اور درست ہے کیونکہ یہ دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ ایک تنکے کا پہاڑ بنادیا کرتے ہیں۔اس لئے یہ تمام قصے جو معجزات کے رنگ میں پیش کئے جاتے ہیں ان کا پیش کرنے والا خواہ کوئی مسلمان ہو یا عیسائی ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے یا کوئی ہندو ہو جو اپنے اوتاروں کے کرشمے کتابیں اور پستک کھول کر سناتا ہے یہ سب کچھ ہیچ اور لاشے ہیں اور ایک کوڑی ان کی قیمت نہیں ہوسکتی جب تک کہ کوئی زندہ نمونہ اُن کے ساتھ نہ ہو اور سچا مذہب وہی ہے جس کے ساتھ زندہ نمونہ ہے۔کیا کوئی دِل اور کوئی کانشنس اِس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اس کی سچائی کی چمکیں اور سچائی کے

www.khatmenubuwwat.org

نشان آ گئے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور اُن ہدایتوں کے بھیجنے والے کے مُنہ پر ہمیشہ کے لئے مہر لگ گئی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہر ایک انسان جو سچی بھوک اور پیاس خدا تعالیٰ کی طلب میں رکھتا ہے وہ ایسا خیال ہرگز نہیں کرے گا۔ اِس لئے ضروری ہے کہ سچے مذہب کی یہی نشانی ہو کہ زندہ خدا کے زندہ نمونے اور اُس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور اُس مذہب ﴿ش﴾ میں تازہ بتازہ موجود ہوں۔ اگر ہماری گورنمنٹ عالیہ ایسا جلسہ کرے تو یہ نہایت مبارک ارادہ ہے اور اِس سے ثابت ہوگا کہ یہ گورنمنٹ سچائی کی حامی ہے۔ اور اگر ایسا جلسہ ہو تو ہر ایک شخص اپنے اختیار سے اور ہنسی خوشی سے اس جلسہ میں داخل ہوسکتا ہے۔ قوموں کے پیشوا جنہوں نے مقدس کہلا کر کروڑ ہا روپیہ قوموں کا کھالیا ہے ان کے تقدّس کو آزمانے کے لئے اِس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ طریق نہیں کہ جو اُن کا یا اُن کے مذہب کا خدا کے ساتھ رشتہ ہے اس رشتہ کا زندہ ثبوت مانگا جائے۔ یہ عاجز اپنے دلی جوش سے جو ایک پاک جوش ہے یہی چاہتا ہے کہ ہماری محسن گورنمنٹ کے ہاتھ سے یہ فیصلہ ہو۔ خدایا اِس عالی مرتبہ گورنمنٹ کو یہ الہام کر۔ تا وہ اس قسم کے جلسوں میں سب سے پیچھے آ کر سب سے پہلے ہو جائے۔ اور میں چونکہ مسیح موعود ہوں اِس لئے حضرت مسیح کی عادت کا رنگ مجھ میں پایا جانا ضروری ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام وہ انسان تھے جو مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب پر چڑھے گو خدا کے رحم نے اُن کو بچا لیا۔ اور مرہم عیسیٰ ☆ نے اُن کے زخموں کو اچھا کر کے آخر

☆ مرہم عیسیٰ ایک نہایت مبارک مرہم ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخم اچھے ہوئے تھے جبکہ آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے سولی سے نجات پائی تو صلیب کی کیلوں کے جو زخم تھے جن کو آپ نے حواریوں کو بھی دکھلایا تھا وہ اسی مرہم سے اچھے ہوئے تھے۔ یہ مرہم طب کی ہزار کتاب میں درج ہے اور قانون بوعلی سینا میں بھی مندرج ہے اور رومیوں اور یونانیوں اور عیسائیوں اور یہودیوں اور مسلمانوں غرض تمام فرقوں کے طبیبوں نے اِس مرہم کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

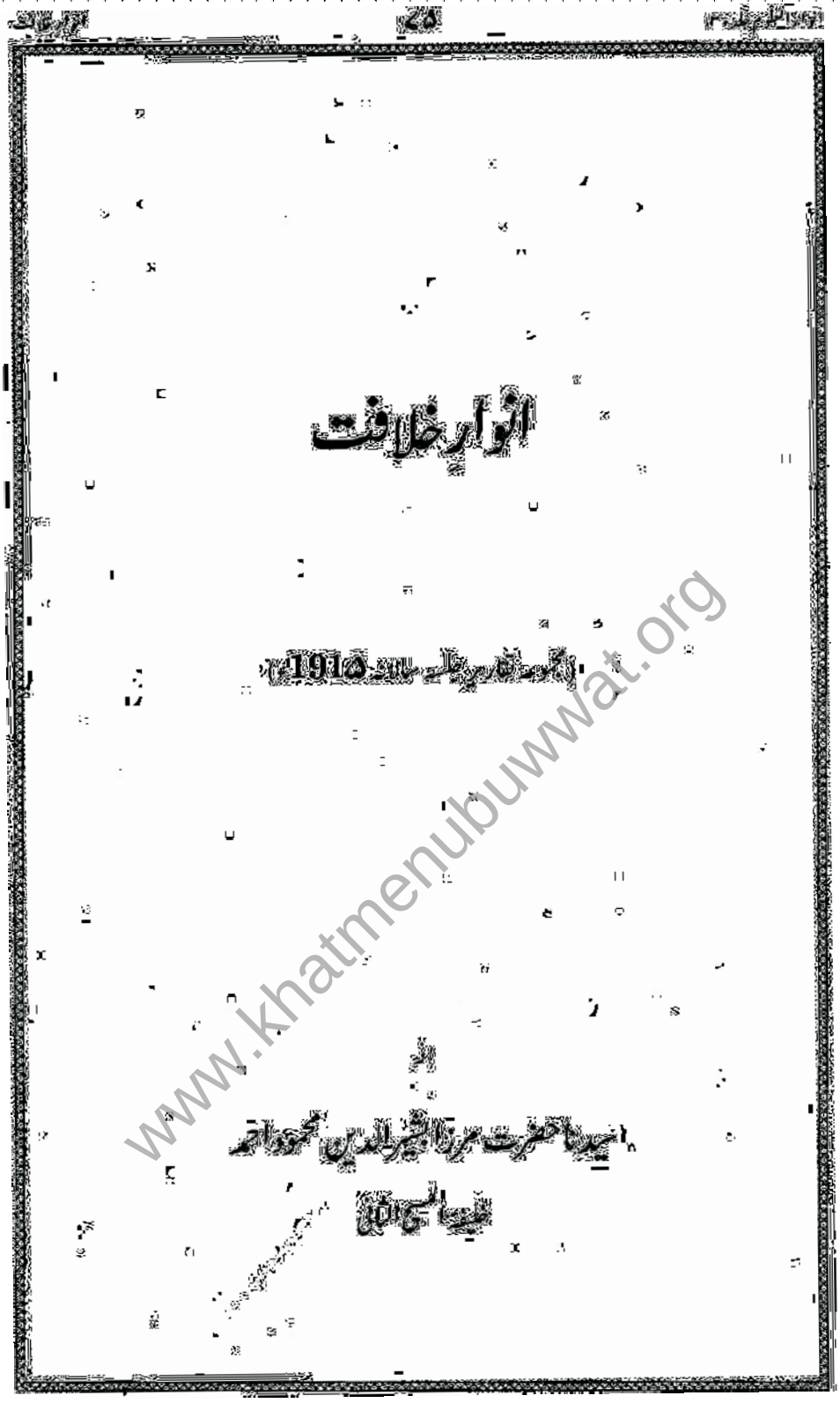

انوارِ خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 1915ء)

از
سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

www.khatmenubuwwat.org

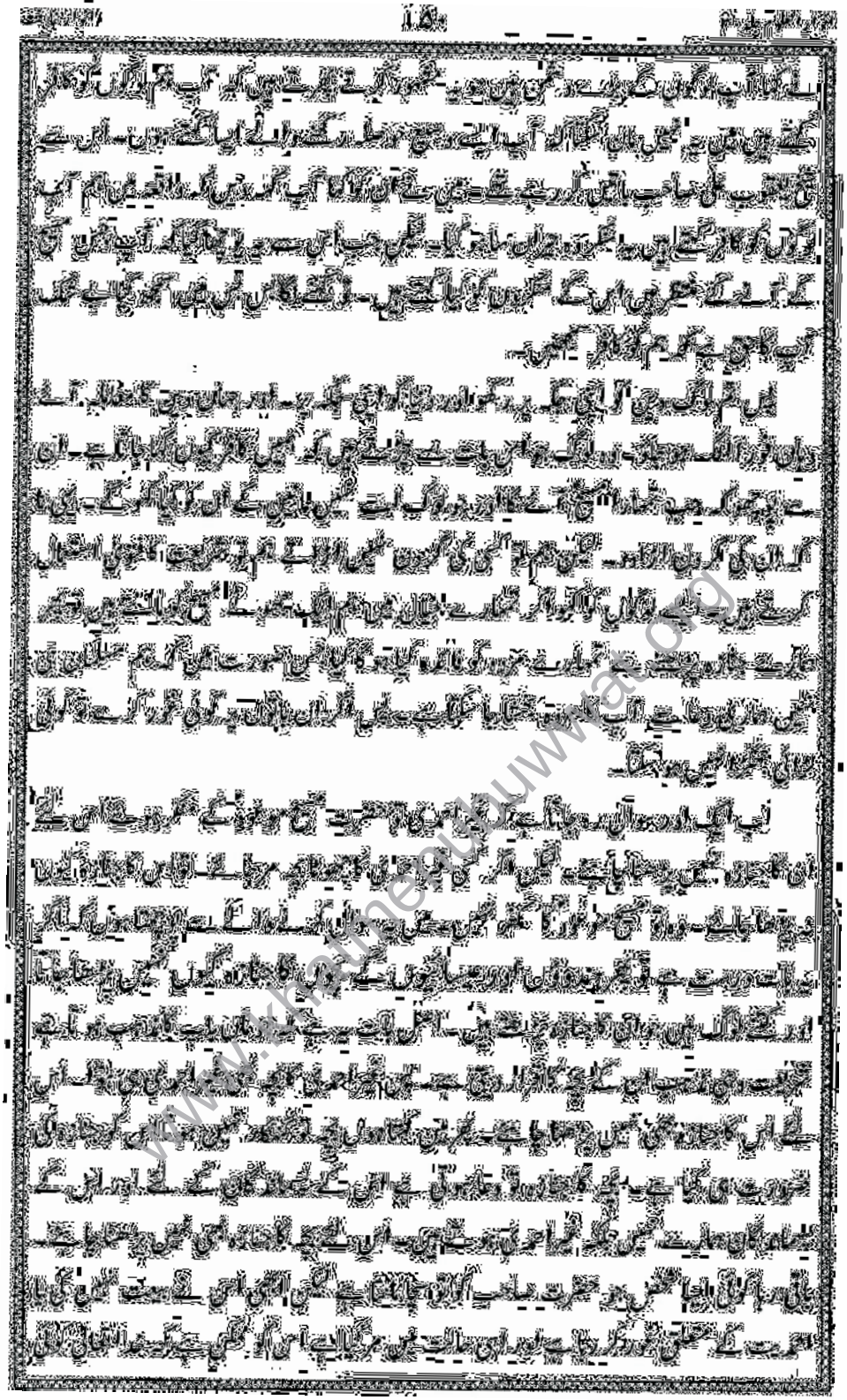

اگر کسی کی بیعت لے بھی لوں تو کیا اس وقت تک وہ احمدی ہو سکتا ہے جب تک کہ خدا کی نظر میں احمدی نہ ہو۔ احمدی اصل میں وہی ہے جو خدا کی نظر میں احمدی ہے۔ میرے احمدی کر لینے سے کوئی احمدی نہیں بن جاتا۔ پس تم خدا تعالیٰ کی نظر میں احمدی بنو۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعودؑ کے تمام احکام کو پوری پوری طرح بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔

گورنمنٹ کی وفاداری

ایک اور خاص بات ہے جس کا بیان کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی حضرت صاحب نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ میں نے پچھلے جلسہ پر اس کے متعلق بیان کیا تھا اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری ہے۔ اس گورنمنٹ کے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مونہہ سے بارہا سنا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ اگر ہم اس کی وفاداری نہ کریں اور اسے مدد نہ دیں تو ہم بڑے ہی بے وفا ہوں گے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری ہمیں دل و جان سے کرنی چاہئے۔ میں اگر کسی سے کوئی ایسی بات سنتا ہوں جو گورنمنٹ کے خلاف ہوتی ہے تو کانپ جاتا ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی بات کرنا بہت ہی بُرا حرامی ہے یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہوتی تو نہ معلوم ہمارے لئے کیا کیا مشکلات ہوتیں۔ ابھی چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالابار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دیئے گئے چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ تجارت کو بند کر دیا لیکن اس گورنمنٹ نے ایسی مدد کی ہے کہ اگر ہماری اپنی سلطنت بھی ہوتی تو بھی ہم اس سے زیادہ نہ کر سکتے۔ اور وہ یہ کہ گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو۔ لیکن وہاں کا راجہ اس پر بھی باز نہیں آیا اور اس نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ زمین تو میری ہے میں نہیں دیتا۔ اور یہ بھی لکھا کہ خبردار اگر تم نے اس پر کوئی عمارت بنائی تو سزا پاؤ گے۔ اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ حاضر ہو کر بتاؤ کہ کیوں تمہارا بائیکاٹ نہ کر دیا جائے کیونکہ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ اس پر احمدیوں نے گورنمنٹ کی خدمت میں

www.khatmenubuwwat.org

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۸۸ء تا ۱۸۹۸ء)

www.khatmenubuwwat.org

الناشر
الشركة الإسلامية ربوه

۴۶۸

کی راہ سیکھیں گے۔ لیکن ان میں اور ہم میں بڑے پہاڑ اور کانٹے اور شور دریا ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو اُن سب کو چیر کر ہم تک پہونچ سکتے ہیں۔ ورنہ عموماً سب پڑھنے والے اپنی دُنیا کے لئے مَر رہے ہیں اور اس کُتّا کی مانند ہیں جو ایک دفن کئے ہوئے مُردار کی مٹی اپنے پیروں سے کھودتا ہے اور جب وہ مُردار ننگا ہو جاتا ہے تو اُسے کھاتا ہے۔ اسی طرح ان پڑھنے والوں میں بڑا گروہ تو ایسا ہی ہے کہ اس مُردار کی تلاش میں ہیں اور جب وہ مُردار انہیں مل گیا تو پھر ہم کہاں اور وہ کہاں۔ آخر انہیں باپوں کے وہ فرزند ہیں جنہوں نے دُنیا کو قبول کر رکھا ہے۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دُنیا کو تین طلاق بھیج کر ہماری راہ پر چلیں گے اور ہمارے سلسلہ کے لئے اپنی عمریں وقف کر دیں گے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا بلکہ اکثر لوگ اپنی دُنیا کے لئے ہی مرتے ہیں اور جب اس قدر کوئی ڈگری حاصل کر لیں گے کہ جس سے وہ نوکر ہو سکیں تب وہ فی الفور روحانی تناسخ کو قبول کر کے ایک اور جُون میں آجائیں گے بھلا جوشِ جوانی کی ہزاروں ظلمتوں اور جذبات سے باہر آنا سہل بات ہے یا ہر ایک کا کام ہے نہیں بلکہ نہایت ہی مشکل ہے۔ لیکن میری اُمیدیں ان غریبوں پر بہت ہیں جو نہ بی۔ اے بننا چاہتے ہیں اور نہ ایم۔ اے بلکہ بقدر کفایت معاش دنیا اختیار کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں ہر دم یہ خلش ہے کہ کسی طرح ہم نیک انسان بن جائیں اور خدا ہم سے راضی ہو۔ سو وہ ہدایت پانے سے بہت قریب ہیں کیونکہ ان کے خیالات میں تفرقہ نہیں ہے۔ وہ میرے پاس رہ کر ہر روز تازہ بتازہ ہدایت پا سکتے ہیں۔ سو انہیں کا سب سے زیادہ مجھے فکر ہے کیونکہ ہم عمر کا بہت سلسلہ طے کر چکے ہیں اور تھوڑا باقی ہے۔ اسی اطمینان کے حاصل کرنے کے لئے میں یہ اشتہار شائع کرتا ہوں۔ یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں، یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مُرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالےٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے

۴۶۹

اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو اُنہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیئے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے، وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان - ضلع گورداسپور - ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء

---

* تقسیم اشتہارات کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک شہر میں چند اشتہار ایک آدمی کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ پس ہر ایک شخص کو جس کے پاس ان اشتہارات کا پیکٹ پہنچے، لازم ہے کہ وہ اپنے شہر اور اپنے ارد گرد کے لوگوں کو جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر از سر نو اس سے عہد اس چندہ کا لے۔ پھر ان تمام لوگوں کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کر کے بھیجے۔ اگر وہ لوگ خواندہ ہوں تو ان کے دستخط بھی کروا دے۔ منہ

۴۷۰

تتمہ

یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقا بھی چونکہ بہت سے مصالح پر مبنی ہے۔ لہٰذا از بس ضروری ہے کہ حسب استطاعت ہر شخص اس کے لئے بھی ایک ماہوار رقم اپنے اوپر لازم کرلے۔ اور یہ بات میں پھر دوبارہ یاد دلا دیتا ہوں کہ ہر شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھ کر چندہ مقرر کرے۔ ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے بعد اُسے فوق الطاقت بوجھ سمجھ کر ملول ہو جائے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گنہ گار ٹھیرے گا۔ اور اس تجدید اور تعیین چندہ کی سب درخواستیں اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس آنی چاہئیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح کی ہر ماہ کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے۔

(یہ اشتہار $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ کے چار صفحات پر ہے)

(۲۲/۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک شخص ساکن جمّوں چراغ دین نام کی نسبت

اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سُنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سُنا نہیں گیا تھا اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض خطرناک

www.khuddamulbuwwat.org

ٹائیٹل بار اوّل

الرسالة اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه
المسماة
حمامة البشرى
إلى
أهل مكة وصلحاء أم القرى
قد طبعت في مطبع المنشي غلام القادر
الفصيح البيالكوتي في الشهر المبارك
الرجب سنة ١٣١١ الهجرية
المقدسة

www.khatmenubuwwat.org

فی حدیثٍ ذُکِرَ رفع المسیح حیًّا بجسمه العنصری، بل نجد ذکر وفاة المسیح فی البخاری والطبرانی وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع إلی تلک الکتب من کان من المرتابین.

وأما ذکرُ نزول عیسٰی ابن مریم فما کان لمؤمن أن یحمل هذا الاسم المذکور فی الأحادیث علٰی ظاهرِ معناه، لأنه یخالف قول اللّٰه عزوجل ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾[1] ألا تعلم أن الربّ الرحیم المتفضّل سمّی نبیَّنا صلی اللّٰه علیه وسلم خاتَمَ الأنبیاء بغیر استثناء، وفسّره نبیُّنا فی قوله لَا نَبِیَّ بَعْدِی ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوّزْنا ظهورَ نبی بعد نبیّنا لجوّزْنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها، وهذا خُلْفٌ کما لا یخفی علی المسلمین. وکیف یجیء نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم اللّٰه به النبیّین ـ أنعتقد ﴿۲۰﴾

بقیۃ الحاشیۃ

کثیرًا من الجاهلین.

وأما الاختلافات التی توجد فی هذه الأحادیث فلا یخفی علی مهرة الفن تفصیلها، وقد ذکرنا شطرًا منها فی رسالتنا "الإزالة"، فلیرجع الطالب إلیها. وقد جاء فی حدیث أن المسیح والمهدی یجیئان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر أنه لا مهدی إلا عیسٰی، وجاء فی حدیث أن المسیح والمهدی یتلاقیان ویُشاور المهدی المسیح فی مهمات الخلافة، ویکون زمانهما زمانًا واحدًا. وفی حدیث آخر أن المهدی یُبعث فی وسط قرون هذه الأمة والمسیح ینزل فی آخرها، وفی حدیث من البخاری أن المسیح یجیء حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب.. یعنی یجیء فی وقت غلبة عبدة الصلیب فیکسر شوکة الصلیب ویقتل خنازیر النصاری. وفی حدیث آخر أنه یجیء فی وقت غلبة الدجّال علی وجه الأرض فیقتله بحربته. فاعلم أن هذا المقام مقام حیرة وتعجُّب للناظرین. وتفصیله أن مجیء المسیح لکسر صلیب النصاری وقتلَ خنازیرهم یشهد بصوت عال علی أن المسیح الموعود لا یجیء إلا فی وقت غلبة النصاری ﴿۲۱﴾

[1] الاحزاب: ۴۱

www.khatmenubuwwat.org

ترجمہ:

عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اس کلام کو جو احادیث میں آیا ہے ظاہری معنیٰ میں حمل کرے۔ اس واسطے کہ یہ آیت **ما کان محمد ابا احد .... الخ** خاتم النبیین کے مخالف ہے۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور اس میں کسی کی استثنا نہیں کی اور پھر اس خاتم الانبیاء کی خود اپنے کلام میں تفصیل بیان فرمائی لانبی بعدی سے جو سمجھنے والوں کے لیے بیان واضح ہے اور اگر ہم یہ جائز رکھیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے تو لازم آتا ہے کہ دروازہ وحی منقطع ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اوّل

حصہ دوم رسالہ فتح اسلام از تالیفات مجدد دوران
و مسیح الزمان مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان جسکا نام میں
الہامی
توضیح مرام
الہامی
الہامی
www.khatmenubuwwat.org

قیمت فی جلد ۸ر

چاہیں گے. پس مدعی ہوکر مقابل پر کھڑے ہو جانا اُن کے لیے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی مشہور کردہ رائے سے رجوع کرنا ان کے لیے مشکل بلکہ محال ہوگا کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رُؤسِ الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اُس کو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اس کو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے. لہٰذا میں نے ترحماً للہ یہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آ کر ہٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جائیں آپ ہی اُن کو ایسے صاف اور مدلّل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف اور طالبِ حق کی تسلی کے لیے کافی ہو اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شائد ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غائت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات ودقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہیں اور **لَا یَمَسُّہٗ** کی نمی کے نیچے داخل ہیں۔ ﴿۳﴾

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ **بائیبل** اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجودِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصوّر کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک **یوحنا** جس کا نام **ایلیا** اور **ادریس**[1] بھی ہے۔ دوسرے **مسیح بن مریم** جن کو **عیسیٰ** اور **یسوع** بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اُٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اُتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جُلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریس[2] کی نسبت جو بائیبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پُکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے اُن کا آسمان سے اُترنا وقوع میں آ گیا ہے چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ''یوحنّا جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو''۔ سو ایک نبی کے محکمہ سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اُترنے والے یعنی یوحنّا کا مقدمہ ﴿۴﴾

[1] [2] الیاس پڑھا جائے۔ شمس

تو انفصال پا گیا اور دوبارہ اُترنے کی حقیقت اور کیفیت معلوم ہوگئی چنانچہ تمام عیسائیوں کا متفق علیہ عقیدہ جو انجیل کے رو سے ہونا چاہیئے یہی ہے کہ یوحنّا جس کے آسمان سے اُترنے کا انتظار تھا وہ حضرت مسیح کے وقت میں آسمان سے اِس طرح پر اتر آیا کہ زکریا کے گھر میں اُسی طبع اور خاصیّت کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا۔ البتہ یہودی اُس کے اُترنے کے اب تک منتظر ہیں اُن کا بیان ہے کہ وہ سچ مچ آسمان سے اترے گا۔ اوّل بیت المقدس کے مناروں پر اس کا نزول ہوگا پھر وہاں سے یہودی لوگ اکٹھے ہوکر اس کو کسی نردبان وغیرہ کے ذریعہ سے نیچے اتار لیں گے اور جب یہودیوں کے سامنے وہ تاویل پیش کی جائے جو حضرت مسیح علیہ السلام نے یوحنا کے اترنے کے بارہ میں کی ہے تو وہ فی الفور غصّہ سے بھر کر حضرت مسیح اور ایسے ہی حضرت یحییٰ کے حق میں ناگفتنی باتیں سناتے ہیں اور اس نبی کے فرمودہ کو ایک ملحدانہ خیال تصور کرتے ہیں بہرحال آسمان سے اترنے کا لفظ جو تاویل رکھتا ہے مسیح کے بیان سے اس کی حقیقت ظاہر ہوئی اور انہی کے بیان سے یوحنا کے آسمان سے اُترنے کا جھگڑا طے ہوا اور یہ بات کھل گئی کہ آخر اترے تو کس طرح اترے مگر مسیح کے اترنے کے بارہ میں اب تک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور شاہانہ پوشاک قیمتی پارچات کی پہنے ہوئے ☆فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔ مگر ان دو قوموں کا اس پر اتفاق نہیں کہ کہاں اتریں گے۔ آیا مکّہ معظمہ میں یا لنڈن کے کسی گرجا میں یا ماسکو کے شاہی کلیسیا میں۔ اگر عیسائیوں کو پرانے خیالات کی تقلید سے ننگ نہ ہو تو وہ مسلمانوں کی نسبت بہت جلد سمجھ سکتے ہیں کہ مسیح کا اترنا اُسی تشریح کے موافق چاہیئے جو خود حضرت مسیح کے بیان سے صاف لفظوں میں معلوم ہو چکی ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ

﴿۵﴾

﴿۶﴾

حاشیہ: یہ پارچات از قسم پشمینہ یا ابریشم ہوں گے؟ جیسے چوڑیا۔ گلبدن۔ اطلس۔ کمخواب۔ زربفت۔ زری۔ لاہی یا معمولی سوتی کپڑے جیسے نین سوکھ۔ تن زیب۔ اینگ۔ چکن۔ گلشن۔ ململ۔ جالی۔ خاصہ ڈوریا چارخانہ اور کس نے آسمان میں بُنے اور کس نے سیئے ہونگے۔ ابتک کسی نے مسلمانوں یا عیسائیوں میں سے اس کا کچھ پتہ نہیں دیا۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

اکمل طور پر ہو تو جمیع موجودات کی حرکت کو مستلزم ہوتی ہے اور اگر بعض شیون کے لحاظ سے یعنے جزئی حرکت ہو تو اسی کے موافق عالم کے بعض اجزاء میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ خدائے عزّ وجلّ کے ساتھ اس کی تمام مخلوقات اور جمیع عالموں کا جو علاقہ ہے وہ اس علاقہ سے مشابہ ہے جو جسم کو جان سے ہوتا ہے اور جیسے جسم کے تمام اعضاء روح کے ارادوں کے تابع ہوتے ہیں اور جس طرف روح جھکتی ہے اسی طرف وہ جھک جاتے ہیں یہی نسبت خدائے تعالیٰ اور اس کی مخلوقات میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ میں صاحب فصوص کی طرح حضرت واجب الوجود کی نسبت یہ تو نہیں کہتا کہ **خلق الاشیاء وھو عینھا** مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ **خلق الاشیاء و ھو کعینھا۔ھذا العالم کصرح ممرّد من قواریر و ماء الطاقت العظمٰی یجری تحتھا و یفعل ما یرید یخیّل فی عیون قاصرۃ کانھا ھو یحسبون الشمس والقمر والنجوم مؤثراتٍ بذاتھاولا مؤثر الّا ھو۔** ﴿۷۴﴾

حکیم مطلق نے میرے پر یہ راز سربستہ کھول دیا ہے کہ یہ تمام عالم معہ اپنے جمیع اجزاء کے اس علت العلل کے کاموں اور ارادوں کی انجام دہی کے لئے سچ مچ اس کے اعضاء کی طرح واقع ہے جو خود بخود قائم نہیں بلکہ ہر وقت اس روح اعظم سے قوت پاتا ہے۔ جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کی طفیل سے ہی ہوتی ہیں اور یہ عالم جو اس وجود اعظم کے لئے قائم مقام اعضاء کا ہے بعض چیزیں اُس میں ایسی ہیں کہ گویا اُس کے چہرہ کا نور ہیں جو ظاہری یا باطنی طور پر اس کے ارادوں کے موافق روشنی کا کام دیتی ہیں اور بعض ایسی چیزیں ہیں کہ گویا اس کے ہاتھ ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ گویا اس کے پیر ہیں اور بعض اس کے سانس کی طرح ہیں۔ غرض یہ مجموعہ عالم خدائے تعالیٰ کے لئے بطور ایک اندام کے واقعہ ہے اور تمام آب و تاب اس اندام کی اور ساری زندگی اس کی اُسی روح اعظم سے ہے جو اُس کی قیّوم ہے اور جو کچھ اس قیوم کی ذات میں ارادی حرکت ﴿۷۵﴾

www.khatmenubuwwat.org

پیدا ہوتی ہے وہی حرکت اس اندام کے کل اعضا یا بعض میں جیسا کہ اس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیّلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر یک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلّی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضا میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضا کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے پس یہی ایک عام فہم مثال اس روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات ﴿۷۶﴾
کی ہر یک جزو خدائے تعالےٰ کے ارادوں کی تابع اور اس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ میں ظاہر کر رہی ہے اور کمال درجہ کی اطاعت سے اس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے اور یہ اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں ہے جس کی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو بلکہ ہر یک چیز کو خدائے تعالےٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر یک ذرّہ ایسا بالطبع اس کی طرف جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضا اس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ تمام عالم اس وجود اعظم کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور اسی وجہ سے وہ **قیوم العالمین** کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔

ہر یک ارادہ اس قیوم کا خواہ وہ ظاہری ہے یا باطنی دینی ہے یا دنیوی اسی

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے اس کو ہمیشہ کے لئے اس لئے زندہ رہنے دیا کہ تا لوگ مشرک اور بے دین ہو جائیں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔ خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اُس کو مُردوں میں دیکھ لیا اب بھی تم ماننے میں نہیں آتے۔ یہ کیسا ایمان ہے کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کی کلام پر مقدم رکھتے ہو یہ کیا دین ہے ☆ اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ میں نے مُردہ ﴿۱۶﴾
روحوں میں عیسیٰ کو دیکھا بلکہ خود مر کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنّت کو بھی چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنّت ہے اگر عیسیٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی سو تم نہ اہلسنّت ہو نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں مَیں مسیح موعود ہوں سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہم نام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے

☆ نوٹ۔ قرآن شریف میں ایک آیت میں صریح کشمیر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسیح اور اس کی والدہ صلیب کے واقعہ کے بعد کشمیر کی طرف چلے گئے جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ [1] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی والدہ کو ایک ایسے ٹیلے پر جگہ دی جو آرام کی جگہ تھی اور پانی صاف یعنی چشموں کا پانی وہاں تھا سو اس میں خدا تعالیٰ نے کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور اوی کا لفظ لغت عرب میں کسی مصیبت یا تکلیف سے پناہ دینے کے لئے آتا ہے اور صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اُس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گزرا جس سے پناہ دی جاتی پس متعین ہوا کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ اور اُس کی والدہ کو واقعہ صلیب کے بعد اُس ٹیلے پر پہنچایا تھا۔ منہ

[1] المومنون: ۵۱

www.khatmenubuwat.org

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح مَیں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں☆ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہائت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گولوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔

﴿۱۷﴾ اَن سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے

☆ حاشیہ: یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہوداؔ، یعقوبؔ، شمعونؔ، یوزسؔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے۔ آسیاؔ، لیدیاؔ۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائیلز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

(۴) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(۵) پھر جب کہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظلّ ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء وقدر تمہارے لئے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔ ﴿۶۵﴾

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجا، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ

www.khatmenubuwwat.org

کے لئے عادت کرلیا جاتا ہے وہ دماغ کوخراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سوتم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں☆ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلّی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیبا کی ﴿۶۶﴾ سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکی سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اَور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

☆ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے **پاک** اور **معصوم** تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو **حلال** ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اوّل

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت فی جلد

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۶۷﴾ میری اطلاع نہ دینا کسی اور بہانہ سے مانگ لینا قصہ کوتاہ یہ کہ آخر زیور لے کر اپنی راہ لیتے ہیں اور وہ دیوانے دہ۱ چند کی خواہش کرنے والے اپنی جان کو روتے رہ جاتے ہیں یہ اس طمع کی شامت ہوتی ہے جو قانون قدرت سے غفلت کر کے انتہا تک پہنچائی جاتی ہے مگر میں نے سنا ہے کہ ایسے ٹھگوں کو یہ ضرور ہی کہنا پڑتا ہے کہ جس قدر ہم سے پہلے آئے یا بعد میں آویں گے یقیناً سمجھو کہ وہ سب فریبی اور بٹ مار اور ناپاک اور جھوٹے اور اس نسخہ سے بیخبر ہیں۔ ایسا ہی عیسائیوں کی پٹری بھی جم نہیں سکتی جب تک کہ حضرت آدم سے لے کر اخیر تک تمام مقدس نبیوں کو پاپی اور بدکار نہ بنالیں۔☆

(۲) دوسری صورت اس قابل رحم بیٹے کے مصلوب ہونے کی یہ ہے کہ اس کے سولی ملنے کی یہ علّت غائی قرار دی جائے کہ اس کی سولی پر ایمان لانے والے ہر یک قسم کے گناہ اور بدکاریوں سے بچ جائیں گے اور ان کے نفسانی جذبات ظہور میں نہ آنے پائیں گے مگر افسوس کہ جیسا کہ پہلی صورت خلاف تہذیب اور بدیہی البطلان ثابت ہوئی تھی ایسا ہی یہ صورت بھی کھلے کھلے طور پر باطل ہی ثابت ہوئی ہے کیونکہ اگر فرض کیا جائے کہ یسوع کا کفارہ ماننے میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ اس پر سچا ایمان لانے والا فرشتہ سیرت بن جاتا ہے اور پھر بعد ازاں اس کے دل میں گناہ کا خیال ہی نہیں آتا تو تمام گذشتہ نبیوں کی نسبت کہنا پڑے گا کہ وہ یسوع کی سولی اور کفارہ پر سچا ایمان نہیں لائے تھے کیونکہ انہوں نے تو بقول عیسائیاں بدکاریوں میں حد ہی کر دی کسی نے ان میں سے بت پرستی کی اور کسی نے ناحق کا خون کیا اور کسی نے اپنی بیٹیوں سے بدکاری کی اور بالخصوص یسوع کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے بُرے کام کئے ایک بیگناہ کو اپنی شہوت رانی کیلئے فریب سے قتل کرایا اور دلالہ عورتوں کو بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا اور اس کو شراب پلائی اور اس سے زنا کیا اور بہت سا مال حرام کاری میں ضائع کیا اور تمام عمر سَو۱۰۰ تک بیوی رکھی۔ اور یہ حرکت بھی بقول عیسائیاں زنا میں داخل تھی اور عجیب تر یہ کہ روح القدس بھی ہر روز اس پر نازل ہوتا تھا اور زبور بڑی سرگرمی سے اتر رہی تھی مگر افسوس کہ نہ تو روح القدس نے اور

☆نوٹ: عیسائیوں کی عقل اور سمجھ پر افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے یسوع کو خدا بنا کر اس کی ذات کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ راستبازوں کے سامنے اس کو شرمندہ کیا بہتر تھا کہ اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ دیتے اس کے لئے دعائیں کرتے تا اس کی عاقبت کے لئے بھلائی ہوتی مشتِ خاک کو خدا بنانے میں کیا حاصل تھا۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۶۸﴾ نہ یسوع کے کفارہ پر ایمان لانے نے بدکاریوں سے اس کو روکا آخر انہی بدعملیوں میں جان دی اور اس سے عجیب تر یہ کہ یہ کفارہ یسوع کی دادیوں اور نانیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا حالانکہ ان کی بدکاریوں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا۔ اور یہ دادیاں نانیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تین ہیں۔ چنانچہ یسوع کی ایک بزرگ نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی یعنی راحاب کسبی یعنی کنجری تھی دیکھو یشوع ۲۔۱) اور دوسری نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی اس کا نام تمر ہے یہ خانگی بدکار عورتوں کی طرح حرامکار تھی دیکھو پیدائش ۳۸۔۱۶ سے ۳۰ اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی بنت سبع کے نام سے موسوم ہے یہ وہی پاکدامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا☆ دیکھو۲ سموئیل ۱۱۔۲

اب ظاہر ہے کہ ان دادیوں اور نانیوں کو یسوع کے کفارہ کی ضرور اطلاع دی گئی ہوگی اور اس پر ایمان لائی ہوں گی کیونکہ یہ تو عیسائیوں کا اصول ہے کہ پہلے نبیوں اور ان کی امت کو بھی یہی تعلیم کفارہ کی دی گئی تھی اور اسی پر ایمان لا کر ان کی نجات ہوئی پس اگر یسوع کے مصلوب ہونے کا یہ اثر سمجھا جائے کہ اس کی مصلوبیت پر ایمان لا کر گناہ سے انسان بچ جاتا ہے تو چاہئے تھا کہ یسوع کی دادیاں اور نانیاں زناکاریوں اور حرامکاریوں سے بچائی جاتیں مگر جس حالت تمام پیغمبر باوجودیکہ بقول عیسائیاں یسوع کی خودکشی پر ایمان لاتے تھے۔ بدکاریوں سے نہ بچ سکے اور نہ یسوع کی دادیاں نانیاں بچ سکیں تو اس سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ یہ جھوٹا کفارہ کسی کو نفسانی جذبات سے بچا نہیں سکتا اور خود مسیح کو بھی بچا نہ سکا۔

☆ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری والدہ سے لیکر حوّا تک میری ماؤں کے سلسلہ میں کوئی عورت بدکار اور زانیہ نہیں اور نہ مرد زانی اور بدکار ہے لیکن بقول عیسائیوں کے ان کے خدا صاحب کی پیدائش میں تین زناکار عورتوں کا خون ملا ہوا ہے حالانکہ توریت میں جو کچھ زانیہ عورتوں کی اولاد کی نسبت لکھا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ منہ

نوٹ

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۶۹﴾ دیکھو وہ کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے ☆ چلا گیا حالانکہ اس کو جانا مناسب نہ تھا اور غالباً یہی حرکت تھی جس کی وجہ سے وہ ایسا نادم ہوا کہ جب ایک شخص نے نیک کہا تو اس نے روکا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے حقیقت میں ایسا شخص جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا کیونکر جرأت کرسکتا ہے کہ اپنے تئیں نیک کہے یہ بات یقینی ہے کہ یسوع نے اپنے خیال سے اور بعض اور باتوں کی وجہ سے

☆ نوٹ

آجکل کے یورپین فلاسفر باوجود عیسائی ہونے کے اس بات کو نہیں مانتے کہ درحقیقت یسوع کو شیطان پھسلا کر ایک پہاڑی پر لے گیا تھا کیونکہ وہ لوگ شیطان کے تجسم کے قائل نہیں بلکہ خود شیطان کے وجود سے ہی منکر ہیں لیکن درحقیقت علاوہ خیالات ان فلاسفروں کے ایک اعتراض تو ضرور ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ شیطان کی رفاقت کا یہودیوں کے پہاڑوں اور گذرگاہوں میں ہوتا تو ضرور تھا کہ نہ صرف یسوع بلکہ کئی یہودی بھی اس شیطان کو دیکھتے اور کچھ شک نہیں کہ شیطان معمولی انسانوں کی طرح نہیں ہوگا بلکہ ایک عجیب وغریب صورت کا جاندار ہوگا جو دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہوگا۔ پس اگر درحقیقت شیطان یسوع کو بیداری میں دکھائی دیا تھا تو چاہئے تھا کہ اس کو دیکھ کر ہزارہا یہودی وغیرہ اس جگہ جمع ہو جاتے اور ایک مجمع اکٹھا ہو جاتا لیکن ایسا وقوع میں نہیں آیا۔ اسلئے یورپین محقق اس کو کوئی خارجی واقع قبول نہیں کرسکتے بلکہ وہ ایسے ہی بیہودہ تخیلات کی وجہ سے جن میں سے خدائی کا دعویٰ بھی ہے انجیل کو دور سے سلام کرتے ہیں چنانچہ حال میں ایک یورپین عالم نے عیسائیوں کی انجیل مقدس کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے کہ میری رائے میں کسی دانشمند آدمی کو اس بات کے یقین دلانے کو کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے صرف اسی قدر ضرورت ہے کہ وہ انجیل کو پڑھے پھر صاحب بہادر یہ فرماتے ہیں کہ تم انجیل کو اس طرح پڑھو جیسے کہ تم کسی اور کتاب کو پڑھتے ہو اور اس کی نسبت ایسے خیالات کرو جیسے کہ اور کتابوں کی نسبت کرتے ہو اپنی آنکھوں سے تعظیم کی پٹی نکال دو اور اپنے دل سے خوف کے بھوت کو بھگا دو اور دماغ اوہام سے خالی کرو تب انجیل مقدس کو پڑھو تو تم کو تعجب ہوگا کہ تم نے ایک لحظہ کیلئے بھی کیونکر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا ایسا ہی اور بہت سے فلاسفر سائنس کے جاننے والے جو انجیل کو نہایت ہی کراہت سے دیکھتے ہیں وہ انہیں ناپاک تعلیموں کی وجہ سے متنفر ہوگئے۔ جن کو ماننا ایک عقلمند کیلئے درحقیقت نہایت درجہ جائے عار ہے مثلاً یہ ایک جھوٹا قصہ کہ ایک باپ ہے جو سخت مغلوب الغضب اور سب کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ایک بیٹا ہے جو نہایت رحیم ہے جس کے باپ کے مجنونانہ

* نوٹ۔ عیسائیوں میں جس قدر کوئی فلسفہ کے مینار پر پہنچتا ہے اسی قدر انجیل اور عیسائی مذہب سے بیزار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ان دنوں میں ایک میم صاحبہ نے بھی عیسائی عقیدہ کے رد میں ایک رسالہ شائع کیا ہے مگر اسلامی فلاسفروں کا اس کے برعکس حال ہے بوعلی سینا جو رئیس فلاسفر اور بدمذہب اور ملحد کر کے مشہور ہے وہ اپنی کتاب اشارات کے اخیر میں لکھتا ہے کہ اگرچہ حشر جسمانی پر دلائل فلسفیہ قائم نہیں بلکہ اس کے عکس پر قائم ہوتے ہیں مگر چونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسلئے ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۷۰﴾ بھی اپنے تئیں نیک کہلانے سے کنارہ کشی ظاہر کی مگر افسوس کہ اب عیسائیوں نے نہ صرف نیک قرار دے دیا بلکہ خدا بنا رکھا ہے غرض کفارہ مسیح کی ذات کو بھی کچھ فائدہ نہ پہنچا سکا اور تکبر اور خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے وہ تو یسوع صاحب کے ہی حصہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہزن اور بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے حالانکہ یہ اقرار بھی اس کی کلام سے نکلتا ہے

بقیہ حاشیہ

غضب کو اس طرح لوگوں سے ٹال دیا ہے کہ آپ سولی پر چڑھ گیا۔ اب بیچارے محقق یورپین ایسی بے ہودہ باتوں کو کیونکر مان لیں ایسا ہی عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی کے خیال کہ خدا کو تین جسم پر منقسم کر دیا۔ ایک وہ جسم جو آدمی کی شکل میں ہمیشہ رہے گا جس کا نام ابن اللہ ہے دوسرے وہ جسم جو کبوتر کی طرح ہمیشہ رہیگا جس کا نام روح القدس ہے تیسرے وہ جسم جس کے دہنے ہاتھ بیٹا جا بیٹھا ہے۔ اب کوئی عقلمند ان اجسام ثلاثہ کو کیونکر قبول کرے لیکن شیطان کی ہمراہی کا الزام یوروپین فلاسفروں کے نزدیک کچھ کم ہنسی کا باعث نہیں بہت کوششوں کے بعد یہ تاویلیں پیش ہوتی ہیں کہ یہ حالات یسوع کے دماغی قویٰ کے اپنے ہی تخیلات تھے اور اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ تندرستی اور صحت کی حالت میں ایسے مکروہ تخیلات پیدا نہیں ہو سکتے بہتوں کو اس بات کی ذاتی تحقیقات ہے کہ مرگی کی بیماری کے مبتلا اکثر شیاطین کو اسی طرح دیکھا کرتے ہیں وہ بعینہٖ ایسا ہی بیان کیا کرتے ہیں کہ ہمیں شیطان فلاں فلاں جگہ لے گیا اور یہ یہ عجائبات دکھلائے اور مجھے یاد ہے کہ شاید چوبیس برس کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ شیطان سیاہ رنگ اور بدصورت کھڑا ہے اول اس نے میری طرف توجہ کی اور میں نے اس کو منہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ دور ہو اے شیطان تیرا مجھ میں حصہ نہیں اور پھر وہ ایک دوسرے کی طرف گیا اور اس کو اپنے ساتھ کر لیا اور جس کو ساتھ کر لیا اس کو میں جانتا تھا اتنے میں آنکھ کھل گئی اسی دن یا اس کے بعد اس شخص کو مرگی پڑی جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ شیطان نے اس کو ساتھ کر لیا تھا اور صرع کی بیماری میں گرفتار ہو گیا اس سے مجھے یقین ہوا کہ شیطان کی ہمراہی کی تعبیر مرگی ہے پس یہ نہایت لطیف نکتہ اور بہت صاف اور عاقلانہ رائے ہے کہ یسوع دراصل مرگی کی بیماری میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے ایسی خوابیں بھی دیکھا کرتا تھا۔ اور یہودیوں کا یہ الزام کہ تو بعل زبول کی مدد سے ایسے کام کرتا ہے اس رائے کا موید اور بہت تسکین بخش ہے۔ کیونکہ بعل زبول بھی شیطان کا نام ہے اور یہودیوں کی بات اس وجہ سے بھی درست اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے

www.khatmenubuwwat.org

﴿۱۷۱﴾

کہ وہ خود بھی نیک نہیں ہے مگر افسوس کہ تکبر کا سیلاب اس کی تمام حالت کو برباد کر گیا ہے کوئی بھلا آدمی گذشتہ بزرگوں کی مذمت نہیں کرتا لیکن اس نے پاک نبیوں کو رہزنوں اور بٹماروں کے نام سے موسوم کیا ہے اس کی زبان پر دوسروں کیلئے ہر وقت بے ایمان حرام کار کا لفظ چڑھا ہوا ہے کسی کی نسبت ادب کا لفظ استعمال نہیں کیا کیوں نہ ہو **خدا کا فرزند جو ہوا۔** اور پھر جب دیکھتے ہیں کہ یسوع کے کفارہ نے حواریوں کے دلوں پر کیا اثر کیا کیا وہ اس پر ایمان لا کر گناہ سے باز آ گئے تو اس جگہ بھی سچی پاکیزگی کا خانہ خالی ہی معلوم ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ وہ لوگ سولی ملنے کی خبر کو سن کر ایمان لا چکے تھے لیکن پھر بھی نتیجہ یہ ہوا کہ یسوع کی گرفتاری پر پطرس نے سامنے کھڑے ہو کر **اس پر لعنت بھیجی** باقی سب بھاگ گئے اور کسی کے دل میں اعتقاد کا نور باقی نہ رہا۔ پھر بعد اس کے گناہ سے رکنے کا اب تک یہ حال ہے کہ خاص یورپ کے محققین کے اقراروں سے یہ بات ثابت ہے کہ یورپ میں حرام کاری کا اس قدر زور ہے کہ خاص لنڈن میں ہر سال ہزاروں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں اور اس قدر گندے واقعات یورپ کے شائع ہوئے ہیں کہ کہنے اور سننے کے لائق نہیں **شراب خوری** کا اس قدر زور ہے کہ اگر ان دوکانوں

بقیہ حاشیہ۔ کہ جن لوگوں کو شیطان کا سخت آسیب ہو جاتا ہے اور شیطان ان سے محبت کرنے لگتا ہے تو گو ان کی اپنی مرگی وغیرہ اچھی نہیں ہوتی مگر دوسروں کو اچھا کر سکتے ہیں کیونکہ شیطان ان سے محبت کرتا ہے اور ان سے جدا ہونا نہیں چاہتا مگر نہایت محبت کی وجہ سے ان کی باتیں مان لیتا ہے اور دوسروں کو ان کی خاطر سے شیطانی مرضوں سے نجات دیتا ہے اور ایسے عامل ہمیشہ شراب اور پلید چیزیں استعمال کرتے رہتے ہیں اور اول درجہ کے شرابی اور دھاگا پیو ہوتے ہیں چنانچہ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک شخص اسی طرح مرض بیہوشی میں گرفتار تھا اور کہتے ہیں کہ وہ دوسرے لوگوں کے جناّت کو نکال دیا کرتا تھا غرض یسوع کا یہ واقعہ شیطان کے ہمراہ کا مرض صرع پر صاف دلیل ہے اور ہمارے پاس کئی وجوہ ہیں جن کے مفصل لکھنے کی ابھی ضرورت نہیں اور یقین ہے کہ محقق عیسائی جو پہلے ہی ہماری اس رائے سے اتفاق رکھتے ہیں انکار نہیں کریں گے اور جو نادان بادی انکار کریں تو ان کو اس بات کا ثبوت دینا چاہئے کہ یسوع کا شیطان کے ہمراہ جانا درحقیقت بیداری کا ایک واقعہ ہے۔☆ اور صرع وغیرہ کے لحوق کا نتیجہ نہیں مگر ثبوت میں معتبر گواہ پیش کرنے چاہئیں جو رویت کی گواہی دیتے ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ کبوتر کا اترنا اور یہ کہنا کہ یہ میرا بیٹا ہے درحقیقت یہ بھی ایک مرگی کا ایک دورہ تھا جس کے ساتھ ایسے تخیلات پیدا ہوئے بات یہ ہے کہ کبوتر کا رنگ سفید ہوتا ہے اور بلغم کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے اور مرگی کا مادہ بلغم ہی ہوتا ہے سو وہ بلغم کبوتر کی شکل پر نظر آ گئی اور یہ جو کہا کہ تو میرا بیٹا ہے اس میں بھید یہ ہے کہ درحقیقت مصروع مرگی کا بیٹا ہی ہوتا ہے اسی لئے مرگی کو فن طبابت میں ام الصبیان کہتے ہیں یعنی بچوں کی ماں۔ اور ایک مرتبہ یسوع کے چاروں حقیقی بھائیوں نے اس وقت کی گورنمنٹ میں درخواست بھی دی تھی کہ یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے اس کا کوئی بندوبست کیا جاوے یعنی عدالت کے جیل خانہ میں داخل کیا جاوے تا کہ وہاں کے دستور کے موافق اس کا علاج ہو تو یہ درخواست بھی صریح اس بات پر دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔ منہ

☆ سوال یہ ہے کہ شیطان کو کس کس نے یسوع کے ساتھ دیکھا۔

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

قد فرغنا من الرد علی قوم یسمون آریۃ فالحمد للہ رب العلمین
انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین ۔

ہم آریون کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اُس خدا کو سب تعریف ہی جو تمام جہانون کا ہے
ہم جب ایک قوم پر چڑہائی کرتے ہین اور اُن کے صحن مین اُترتے ہین تو وہ صبح اُنکی ایک بُری
صبح ہوتی ہی جو تباہی کی خبر دیتی ہے ۔

یہ کتاب آریہ صاحبون کے اُس مضمون کے جواب مین ہی جسکو اُنہون نے اپنے مذہبی جلسہ مین دسمبر ۱۹۰۷ء
مین بھوا جہاں سو معزز ہماری جماعت مسلمانون کے خود اُنکو اپنے گھر مین بلا کر سنایا تہا جو ہمارے سید و مولے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پُر تہا جس مین دین اسلام پر جا بجا توہین
اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تہا اور نہایت شوخی سے گندی گالیان دیکر اور بیجا تہمتین ہمارے
مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدہا مسلمانون کو خود مدعو کر کے نہایت دُکھ
دیا تہا اور اس کتاب کا نام ہی

چشمۂ معرفت

از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود
جو ۸ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور مین طبع ہوئی
باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مینجر

دو ہزار جلد قیمت فی جلد عہ تاریخ اشاعت ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء اور قیمت مجلد تین روپے

جس قدر انجیل میں ہے وہ سب صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے دوسروں سے کچھ غرض نہیں ایسا ہی بجز قرآن شریف کے ہر ایک قوم کی الہامی کتاب جو کچھ احسان اور مروّت اور درگذر کی تعلیم دیتی ہے وہ اُسی قوم تک محدود ہے اور ہر ایک پہلی قوموں کی الہامی کتابیں بجز اپنی قوم کے دوسرے لوگوں کی ہمدردی سے واسطہ نہیں رکھتیں جیسا کہ انجیل شریف کی بھی ساری ہمدردی ساری درگذر سارے احسان کی تعلیم محض بنی اسرائیل کے لئے ہے دوسروں سے کچھ بھی غرض نہیں اور ہمارے پیارے ہموطن آریہ صاحبان اس کلمہ حق سے ناراض نہ ہوں کہ وید مقدس کی تعلیم سے یہ بات موزوں ہی نہیں کہ اس میں یہ حکم دیا جاتا کہ لوگ اپنے اپنے قصوروا روں کے گناہ بخشا کریں کیونکہ جس حالت میں خود پرمیشر ایک گنہ پر ﴿۱۸﴾ کروڑہا جونوں میں ڈالتا رہتا ہے تو پھر کس منہ سے وہ لوگوں کو یہ نصیحت دے سکتا ہے کہ تم اپنے قصوروا روں کے گنہ بخش دیا کرو۔ اور وید کے رُو سے دوسرے نبیوں کی توہین بھی کرنا شاید ثواب میں داخل ہے۔ شاید کسی صاحب کے دل میں یہ بھی خیال آوے کہ مسلمان بھی مباحثہ کے وقت نامناسب الفاظ دوسری قوموں کے بزرگوں کی نسبت استعمال کرتے ہیں پس یاد رہے کہ وہ قرآنی تعلیم سے باہر چلے جاتے ہیں اور بسا اوقات اُن کی اس بدتہذیبی کا موجب وہی لوگ ہو جاتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتے ہیں مثلاً ظاہر ہے کہ مسلمان لوگ کس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عزت اور تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اُن کو خدا کا پیارا رسول اور برگزیدہ یقین رکھتے ہیں لیکن جب ایک متعصب پادری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی سے باز نہیں آتا اور زبان درازی میں حد سے بڑھ جاتا ہے تو الزامی طور پر ایک مسلمان جس کو اس پادری کے کلمات سے کچھ درد پہنچا ہے ایسا جواب دیتا ہے کہ اس پادری کو بُرا معلوم ہو مگر پھر بھی وہ طریق ادب سے باہر نہیں جاتا

www.khatmenubuwwat.org

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف اُن کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہرحال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو پھر کیونکر اسلام صلحکاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ ﴿۱۹﴾ دین اسلام میں جبرًا دین پھیلانے کے لئے حکم دیا گیا تھا کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ معظّمہ میں تیرہ[۱۳] برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اٹھائیں اور وہ دُکھ دیکھے کہ بجز اُن برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص اُن دکھوں کی برداشت نہیں کرسکتا اور اس مدت میں کئی عزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زدوکوب کرکے موت کے قریب کردیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہوگئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرکے اس مذہب کا فیصلہ ہی کردیں۔ تب اس نیّت سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابوبکرؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ صدہا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آگئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہوکر مکہ کو مخاطب کرکے کہا کہ ’’اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن

www.khatmenubuwat.org

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ والمنہ

کہ یہہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی اور انکے مریدوں اور ہم خیال لوگونپر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً للہ شائع کیا گیا ہے اور غرض اس سے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور یہہ

رسالہ موسوم بہ

تحفۂ گولڑویہ

ہو کر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپکر

یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شایع ہوا۔

جلد ۷۰۰

قیمت ۱؎ محصول ۱؎ وی پی ۱؎ کل ۱۳؎

www.khatmenubuwwat.org

مسیح کو مع جسم کے آسمان پر اُٹھالیا بھلا اس کارروائی سے حاصل کیا ہوا اور اس سے کونسا الزام یہودیوں پر آیا اور آسمان پر مع جسم کیوں پہنچایا گیا۔ کس ضرورت نے حکیم مطلق سے یہ فعل کرایا؟ اگر قتل سے بچانا تھا تو خدا تعالیٰ زمین پر بھی بچا سکتا تھا۔☆ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غارِ ثور میں کفار کے قتل سے بچالیا۔ اب اگر آہستگی اور تحمل سے سنو تو ہم بتلاتے ہیں کہ اس تمام جھگڑے کی اصلیت کیا ہے؟ بزرگو! خدا تم پر رحم کرے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کو غور سے دیکھنے اور اُن کے تاریخی واقعات پر نظر ڈالنے سے جو تواتر کے اعلیٰ درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جن سے کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا یہ حال معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اوائل حال میں تو بے شک یہودی ایک مسیح کے منتظر تھے تا وہ ان کو غیر قوموں کی حکومت سے نجات بخشے اور جیسا کہ ان کی کتابوں کی پیشگوئیوں کے ظاہر الفاظ سے سمجھا جاتا ہے داؤد کے تخت کو اپنی بادشاہی سے پھر قائم کرے چنانچہ اس انتظار کے زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے دعویٰ کیا

☆ اگر آسمان پر پہنچانے سے یہ غرض تھی کہ وہ بہشت میں پہنچ جائیں اور لذّات اُخروی سے حظ اُٹھاویں تو وہ غرض بھی تو پوری نہیں ہوئی کیونکہ اُخروی لذّات سے حظ اٹھانے کے لئے اول مرنا ضروری ہے تو گویا اس جہان کے اغراض سے بھی جس کے لئے بھیجے گئے تھے ناکام رہے۔ اور وہ اصلاح جو اصل مقصود تھی وہ نہ کر سکے اور قوم ضلالت سے بھر گئی اور آسمان پر جا کر بھی کچھ لذّت اور راحت نہ اٹھائی۔ آپ آسمان پر بے فائدہ بیٹھے ہیں نہ اُس مقام پر ڈیرہ لگانے سے اپنے نفس کو کچھ فائدہ اور نہ امت کو کچھ نفع۔ کیا انبیاء علیہم السلام کی طرف جو دنیا کی اصلاح کر کے پھر خدا کو جا ملتے ہیں ایسے امور منسوب ہو سکتے ہیں؟ اوّل یہ تو سوچنا چاہئے کہ رفع الی اللّٰہ جو جامع لذاتِ اُخروی ہے بغیر موت کے کب ممکن ہے۔ یہ تخلف وعدہ کیسا ہوا؟ کہ رفع الی اللّٰہ کا وعدہ کیا گیا اور پھر بٹھایا گیا دوسرے آسمان پر۔ کیا خدا دوسرے آسمان پر ہے؟ اور کیا حضرت ابراہیم اور موسیٰ خدا سے اوپر رہتے ہیں؟ منہ

www.khatmenubuwwat.org

کہ وہ مسیح میں ہوں اور میں ہی داؤد کے تخت کو دوبارہ قائم کروں گا۔ سو یہودی اس کلمہ سے اوائل حال میں بہت خوش ہوئے اور صدہا عوام الناس بادشاہت کی اُمید سے آپ کے معتقد ہو گئے اور بڑے بڑے تاجر اور رئیس بیعت میں داخل ہوئے لیکن کچھ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہر کر دیا کہ میری بادشاہت اِس دنیا کی نہیں ہے اور میری بادشاہت آسمان کی ہے۔ تب اُن کی وہ سب اُمیدیں خاک میں مل گئیں اور ان کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص دوبارہ تخت داؤد کو قائم نہیں کرے گا بلکہ وہ کوئی اور ہوگا۔ پس اسی دن سے بغض اور کینہ ترقی ہونا شروع ہوا اور ایک جماعت کثیر مرتد ہوگئی پس ایک تو یہی وجہ یہودیوں کے ہاتھ میں تھی کہ یہ شخص نبیوں کی پیشگوئی کے موافق بادشاہ ہو کر نہیں آیا۔ پھر کتابوں پر غور کرنے سے ایک اور وجہ یہ بھی پیدا ہوئی کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا تھا کہ مسیح بادشاہ جس کی یہودیوں کو انتظار تھی وہ نہیں آئے گا جب تک ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آئے چنانچہ انہوں نے یہ عذر حضرت مسیح کے سامنے پیش بھی کیا لیکن آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس جگہ ایلیا سے مراد مثیل ایلیا ہے یعنی یحییٰ۔ افسوس کہ اگر جیسا کہ اُن کی نسبت احیاءِ موتیٰ کا گمان باطل کیا جاتا ہے وہ حضرت ایلیا کو زندہ کر کے دکھلا دیتے تو اس قدر جھگڑا نہ پڑتا اور نص کے ظاہری الفاظ کی رُو سے حجت پوری ہو جاتی۔ غرض یہودی ان کے بادشاہ نہ ہونے کی وجہ سے اُن کی نسبت شک میں پڑ گئے تھے اور ملاکی نبی کی کتاب کی رو سے یہ دوسرا شک پیدا ہوا پھر کیا تھا سب کے سب تکفیر اور گالیوں پر آ گئے اور یہودیوں کے علماء نے اُن کے لئے ایک کُفر کا فتویٰ طیّار کیا اور ملک کے تمام علماءِ کرام اور صوفیہ عظام نے اس فتوے پر اتفاق کر لیا اور مہریں لگا دیں مگر پھر بھی بعض عوام الناس میں سے جو تھوڑے ہی آدمی تھے حضرت مسیح کے ساتھ رہ گئے۔ اُن میں سے بھی یہودیوں نے ایک کو کچھ رشوت دے کر اپنی طرف پھیر لیا اور دن رات یہ مشورے ہونے لگے کہ توریت کے نصوصِ صریحہ سے اس شخص کو کافر ٹھہرانا چاہئے تا عوام بھی یکدفعہ بیزار ہو جائیں اور اس کے بعض نشانوں کو دیکھ کر دھوکا نہ کھاویں۔ چنانچہ ﴿۱۲﴾

www.khatmenubuwwat.org

فھل انتم مسلمون ۔اس میں ایک شہادت سے مراد کسوف شمس ہے اور دوسری شہادت سے مراد خسوف قمر ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا نے قدیم سے لکھ رکھا ہے یعنی مقرر کر رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے۔ یعنی گو کسی قسم کا مقابلہ آپڑے جو لوگ خدا کی طرف سے ہیں وہ مغلوب نہیں ہوں گے اور خدا اپنے ارادوں پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو بدل دے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان کو ہر ایک بلا سے امن ہے اور وہی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ کلام نہ کرو وہ تو ایک غرق شدہ قوم ہے اور تجھے ان لوگوں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ کیا یہی ہے جو خدا نے مبعوث فرمایا اور تیری طرف دیکھتے ہیں اور تُو انہیں نظر نہیں آتا۔ اور یاد کرو وہ وقت جب تیرے پر ایک شخص

☆ اِس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بلکہ ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں پتہ نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حَکَم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

اس کی گواہی دے گا۔☆ مگر چونکہ نشانوں کے نیچے ہمیشہ ایک اشارہ ہوتا ہے گویا ان کے اندر ایک تصویری تفہیم منقوش ہوتی ہے اس لئے خدا نے اس کسوف خسوف کے نشان میں اِس بات کی طرف اشارہ کیا کہ علمائے محمدی جو چاند اور سورج کے مشابہ ہونے چاہئیے تھے اس وقت اُن کا نور فراست جاتا رہے گا۔ اور مہدی کو شناخت نہیں کریں گے اور تعصب کے گرہن نے ان کے دل کو سیاہ کر دیا ہوگا۔ اس لئے اس امر کے اظہار کے لئے ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ پھر اسی نشان پر خدا نے بس نہیں کی بڑی بڑی فوق العادت پیشگوئیاں ظہور میں آئیں جیسا کہ لیکھرام والی پیشگوئی جس کی ساری برٹش انڈیا گواہ ہے کیسے شان اور شوکت سے ظہور میں آگئی اور باوجود ہزاروں طرح کی حفاظتوں اور ہشیاریوں کے کس طرح خدا کے ارادہ نے روز روشن میں اپنا کام کر دیا۔ ایسا ہی رسالہ انجام آتھم کی یہ پیشگوئی کہ عبدالحق غزنوی نہیں مرے گا جب تک کہ اِس عاجز کا پسر چہارم پیدا نہ ہو لے کس صفائی اور روشنی سے عبدالحق کی زندگی میں پوری ہوگئی اور ایسا ہی یہ پیشگوئی کہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا بعد ان لڑکوں کے جو سب مر گئے اور اس لڑکے کا تمام بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا ہوگا چنانچہ ان پیشگوئیوں میں ایسا ہی ظہور میں آیا۔ جس طور سے

﴿۳۹﴾ ☆ حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ مسیح اپنے دعاوی اور معارف کو قرآن سے استنباط کرے گا یعنی قرآن اس کی سچائی کی گواہی دے گا اور علماءِ وقت بعض حدیثوں کو پیش نظر رکھ کر اُس کی تکذیب کریں گے۔ اور مکتوبات امام ربانی میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب دنیا میں آئے گا تو علماءِ وقت بمقابلہ اس کے آمادۂ مخالفت ہو جائیں گے کیونکہ جو باتیں بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کرے گا وہ اکثر دقیق اور غامض ہوں گی اور بوجہ دقّت اور غموض ماخذ کے ان سب مولویوں کی نگاہ میں کتاب اور سنّت کے برخلاف نظر آئیں گی حالانکہ حقیقت میں برخلاف نہیں ہوں گی۔ دیکھو صفحہ ۱۰۷ مکتوبات امام ربانی مطبع احمدی دہلی۔ منہ

www.khatmenubuwwat.org

اور جس تاریخ میں لیکھرام کا قتل ہونا بیان کیا گیا تھا اسی طرح سے لیکھرام قتل ہوا اور کئی سو لوگوں نے گواہی دی کہ وہ پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی چنانچہ اب تک وہ محضر نامہ میرے پاس موجود ہے جس پر ہندوؤں کی گواہیاں بھی ثبت ہیں۔ ایسا ہی پیشگوئی کے مطابق میرے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوئے اور پسر چہارم کی پیدائش تک پیشگوئی کے مطابق عبدالحق غزنوی زندہ رہا اِس میں کیسی قدرت الٰہی پائی جاتی ہے۔ ایسا ہی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا تھا اور وہ پھوڑے ایک سال سے بھی کچھ زیادہ دنوں تک اس لڑکے کے بدن پر رہے جو بڑے بڑے اور خطرناک اور بدنما اور موٹے اور ناقابلِ علاج معلوم ہوتے تھے جن کے اب تک داغ موجود ہیں۔ کیا یہ طاقتیں بجز خدا کے کسی اور میں بھی پائی جاتی ہیں؟ پھر یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں بلکہ اِسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریرالنفس ﴿۴۰﴾
اُن تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے اور بار بار نسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحب کیا وہ وعدہ پورا ہوگیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہوں گے جو میں پھر واپس آؤں گا۔ یا مثلاً شرارت کے طور پر داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کی پیشگوئی کو بیان کر کے پھر ٹھٹھے سے کہے کہ کیوں صاحب کیا یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح بادشاہ بھی ہو گئے تھے اور داؤد کا تخت اُن کو مل گیا تھا۔ شیخ سعدی بخیل کی نسبت

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

هذا هو الكتاب الذى الهمت حصة منه من رب العباد - فى يوم عيد من الاعياد - فقرءته على الحاضرين - بانطاق الروح الامين - من غير مدد الترقيم والتدوين - فلا شك انه اية من الايات - وما كان لبشر ان ينطق كمثلى مرتجلا مستحضرا فى مثل هذه العبارات - وكان الناس يرقبون طبعه رقبة يوم العيد - ويستطلعون بعيون المشتاق المريد - فالحمد لله الذى اراهم مقصودهم بعد الانتظار - ووجدوا مطلوبهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار - وانه صنيعة احسان الحضرة - ومطية تبليغ الناس الى السعادة وانه غيث من الله بعد ما امحلت البلاد وعم الفساد - ولن تجد هذه المعارف فى الآثار المنتقاة المدونة من الثقات - بل هى حقايق اوحيت الىّ من رب الكائنات - وانه اظهار تام وهل بعد المسيح كتم - وهل بعد خاتم الخلفاء على السر ختم - وليس من العجب ان تسمع من خاتم الائمة - نكاتا ما سمعت من قبل من علماء الملة بل العجب كل العجب ان ياتى المسيح الموعود والامام المنتظر وحكم الناس وخاتم الخلفاء - ثم لا ياتى بمعرفة جديدة من حضرة الكبرياء - ويتكلم كتكلم العامة من العلماء - ولا يفرق فرقا بينا بين الظلمة والضياء - وانى سميت هذه الرسالة

خُطْبَةً اِلْهَامِيَّةً

وَاِنِّى عَلَّمْتُهَا اِلْهَامًا مِّنْ رَّبِّى وَكَانَتْ اٰيَةً

تعداد الاشاعة ٣١٠٠

ثمن نسخة واحدة عـ ٨

وانها طبع فى مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام الحكيم فضل الدين البهيروى فى سنة ١٣١٩ من الهجرة المقدسة

www.khatmenubuwwat.org

قد وعد اللّٰہ أنہ یُمسِک النفسَ التی قضی علیھا الموت، واللّٰہ لا یخلف وعدہ ولکنکم قوم تجھلون .أ تزعمون أنہ یُرسِل عیسی إلی الدنیا، ویوحی إلیہ إلی أربعین سنۃ، ویجعلہ خاتم الأنبیاء وینسی قولہ" وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ"[1] سبحانہ وتعالی عمّا تصِفون !إنْ تتّبعون إلا ألفاظا لا تعلمون حقیقتھا، ولو رددتموھا إلی حَکَمٍ من اللّٰہ الذی أُرسِلَ إلیکم لکان خیرا لکم إن کنتم تعلمون .یا حسرۃ علیکم ! إنکم جعلتم عِلم الدین سَمْرًا، وتجادلون علیہ بُخْلًا وحَسَدًا، وطبع اللّٰہ علی قلوبکم فلا تبصرون .ألا ترون إلی السلسلتین المتقابلتین، أو غلبتُکم شِقوتکم فلا توانسون؟ وتقولون لیس ذکر المسیح الموعود فی القرآن، وقد مُلِأَ القرآن من ذکرہ ولکن لا یراہ العمون .ألا إن لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین الذین یکذّبون کتاب اللّٰہ ویحرّفونہ ولا یخافون .وإذا قیل لھم تعالوا نبیّن لکم حُجج اللّٰہ قالوا إنّا نحن المھتدون .وما فی أیدیھم إلا قصص باطلۃ ولا یتّقون .ویسخرون من الذین آمنوا وھم یعلمون .وما کان مجیئی فی آخر السلسلۃ المحمدیۃ إلّا لإکمال المماثلۃ ولتوفیۃ وزن المقابلۃ، ولیرُدَّ الکَرّۃ لآدم بعد الکَرّۃ الشیطانیۃ ☆، فما لھم لا یتفکّرون ! أکان عسیرا علی اللّٰہ أن یخلق کعیسی ابن مریم عیسٰی آخرَ، سبحانہ، إذا قضی أمرًا فإنما یقول لہ کن فیکون .ھو اللّٰہ الذی بعث مثیلَ موسٰی فی أوّل السلسلۃ المحمّدیۃ، فظھر منہ أنہ کان یرید أن یخلق مثلَ عیسٰی فی آخرھا لیتشابہ السلسلتان بالمشابھۃ التامۃ، فما لکم لا تؤمنون؟أیھا الناس!آمِنوا أو لا تؤمنوا إن اللّٰہ لن یترک ھذہ السلسلۃ حتی یُتمّھا ولن یترک حیّۃَ آدم حتی یقتلھا، فرُدُّوا ما أراد اللّٰہ إن کنتم تقدرون.أترُدّون

☆ الحاشیۃ: ان اللّٰہ خلق آدم وجعلہ سیدا وحاکما وامیرا علی کل ذی روح من الانس والجان. کمایفھم من آیۃ اسجدوا لآدم ثم ازلّہ الشیطان وأخرجہ من الجنان. وردالحکومۃ الی ھذاالثعبان. ومس آدم ذلۃ وخزی فی ھذہ الحرب والھوان. وان الحرب سجال. والاتقیاء مال عندالرحمٰن. فخلق اللہ المسیح الموعود لیجعل الھزیمۃ علی الشیطان فی اٰخرالزمان. وکان وعدًا مکتوبا فی القرآن. منہ

[1] الاحزاب:۴۱

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کو سید اور حاکم اور امیر بنایا ہر ذی روح پر انسانوں اور جنوں میں سے جیسا کہ سمجھا جاتا ہے اس آیت سے (سجدہ کرو آدم کو) پھر شیطان نے آپ کو ذلیل کر دیا اور آپ کو جنت سے نکال دیا اور حکومت واپس لوٹا دی گئی۔ ان اژدھا کی طرف اور آدم کو چھوا رسوائی نے اس لڑائی میں اور ذلت نے۔ اور بے شک لڑائی ڈھول ہے اور پرہیزگاروں کے لیے وبال ہے اللہ کے نزدیک۔ پس پیدا کیا اللہ نے مسیح موعود کو اور تاکہ ڈالے شکست شیطان پر آخر زمانے میں۔ یہ وعدہ لکھا ہوا تھا قرآن میں۔

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اوّل

الحمد للہ والمنت کہ بتائید وتوفیق آن نعم المولی ونعم النصیر وعنایات

آن ذات جلیل وعظیم وکبیر حصہ اولی کتاب لاجواب موسوم بہ

آئینہ کمالات اسلام

جسکا دوسرا نام دافع الوساوس بھی ھے

بمقام قادیان فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ھند قادیان مین باہتمام شیخ نور احمد مہتمم

ومالک مطبع طبع ہوکر شایع ہوا

www.khatmenubuwwat.org

﴿۵۶۴﴾ فانهم لا يقبلون الاصلاح فصرف الوقت فى نصحهم فى حكم إضاعة الوقت و طمع قبول الحق منهم كطمع العطاء من الضنين. و رأيت انه يحبّنى و يصدّقنى و يرحم علىّ و يشير الى أن عُكّازته معى و هو من الناصرين. **ورأيتنى** فى المنام عين اللّٰه و تيقنت أننى هو ولم يبق لى ارادة و لا خطرة و لا عمل من جهة نفسى و صِرت كاناء منثلم بل كشيءٍ تَأَبَّطه شيءٌ آخر و أخفاه فى نفسه حتى ما بقى منه اثر و لا رائحة و صار كالمفقودين. و أعنى بعين اللّٰه رجوع الظل إلى أصله و غيبوبته فيه كما يجرى مثل هذه الحالات فى بعض الاوقات على المحبين. و تفصيل ذالك أن اللّٰه إذا أراد شيئًا من نظام الخير جعلنى من تجلّياته الذاتية بمنزلة مشيّته وعلمه و جوارحه و توحيده و تفريده لإتمام مراده و تكميل مواعيده كماجرت عادته بالأبدال والأقطاب والصديقين. فرأيت أن روحه احاط علىَّ و استوى على جسمى و كنتُ فى ضمن وجوده حتى ما بقى منى ذرة وكنت من الغائبين. و نظرت الى جسدى فاذا جوارحى جوارحه و عينى عينه و أذنى أذنه و لسانى لسانه. أخذنى ربى و استوفانى و أكدالاستيفاء حتى كنت من الفانين. ووجدت قدرته و قوته تفور فى نفسى وألوهيته تتموج فى روحى و ضُربت حول قلبى سرادقات الحضرة و دقّ نفسى سلطان الجبروت، فما بقيت وما بقى إرادتى ولامناى. و انهدمت عمارة نفسى كلها و تراء ت عمارات رب العالمين. وانمحت أطلال وجودى و عفت بقايا أنانيتى و ما بقيت ذرة من هويتى، والألوهية غلبت علىّ غلبة شديدةً تامةً

www.khatmenubuwwat.org

اُردو ترجمہ کے لیے: روحانی خزائن، ج۱۳، ص۱۰۳-۱۰۵ ملاحظہ ہوں۔

﴿۵۶۵﴾

وجُذِبتُ اليها من شعر رأسي الى أظفار أرجلي، فكنت لُبًّا بلا قشور ودُهنًا بغير ثُفلٍ و بذور و بُوعِدَ بيني و بين نفسي فكنت كشيء لا يُرى أو كقطرة رجعت الى البحر فستره البحر برداء ه و كان تحت امواج اليم كالمستورين. فكنت في هذه الحالة لا ادري ما كنت من قبل و ما كان وجودي. و كانت الالوهية نفذت في عروقي و أوتاري و أجزاء أعصابي و رأيت وجودي كالمنهوبين. و كان اللّٰه استخدم جميع جوارحي وملكها بقوة لا يمكن زيادة عليها فكنت من اخذه و تناوله كاني لم اكن من الكائنين. و كنت أتيقن أن جوارحي ليست جوارحي بل جوارح اللّٰه تعالى و كنت أتخيل أني انعدمت بكل وجودي وانسخلت من كل هويتي والآن لا منازع و لا شريك و لا قابض يزاحم. دخل ربي على وجودي وكان كل غضبي و حلمي و حلوي و مري و حركتي و سكوني له و منه و صرت من نفسي كالخالين. و بينما انا في هذه الحالة كنت اقول انا نريد نظامًا جديدًا و سماءً جديدةً و أرضا جديدة. فخلقت السماوات والأرض أولًا بصورة إجمالية لا تفريق فيها ولا ترتيب، ثم فرقتها ورتّبتها بوضع هو مراد الحق و كنت أجد نفسي على خلقها كالقادرين. ثم خلقت السماء الدنيا و قلت انا زيّنّا السماء الدنيا بمصابيح ثم قلت: الآن نخلق الانسان من سلالة من طين. ثم انحدرت من الكشف الى الالهام فجرى على لساني: "اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان في احسن تقويم. و كنا كذالك خالقين". و ألقى في قلبي

www.khatmenubuwwat.org

ٹائیٹل بار اول

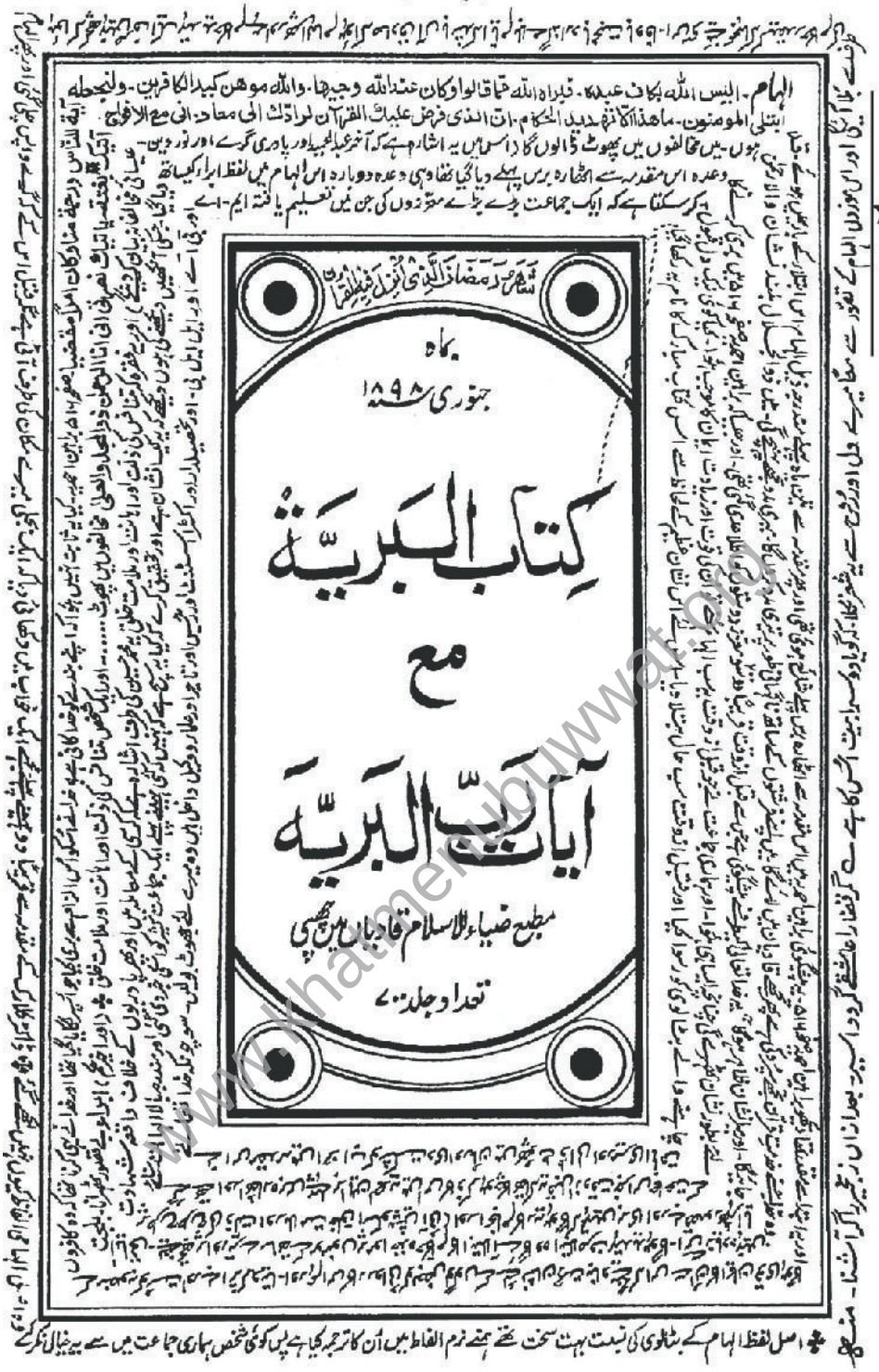

☆ اندرائن الفاظ روحانی خزائن کے ایڈیشن کے مطابق ہیں (ناشر)

خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمّدیاں برمنار بلند ترمحکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ اس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا پس تم منکر مت ہو''۔

وغیرہ الخ۔ اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو ان کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں مَیں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اس کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہوسکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور پھر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدّت سے چھپ چکا ہے اس کو بعینہٖ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ:۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں ﴿۷۸﴾

www.khatmenubuwwat.org

یا اس شَے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبالیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کرلیا ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اِس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہوکر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کرلیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضا اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے ربّ نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہوگیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو مَیں مَیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور ربّ العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہوگیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی مَیل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ بس میں اس شے کی طرح ہوگیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپالے۔ اس حالت میں مَیں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے مَیں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کرگئی۔ اور مَیں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کرلیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہوگیا۔ اور میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور مناع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہوگیا۔ اور اس حالت میں مَیں یوں کہہ رہا تھا کہ **ہم ایک نیا نظام** ﴿۷۹﴾

www.khatmenubuwwat.org

اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا **انّا زیّنا السّماء الدّنیا بمصابیح**۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا **أردتُ ان استخلف فخلقت آدم . انّا خلقنا الانسان فی احسن تقویم**۔

یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن کو میں قریباً پچیس برس سے شائع کر رہا ہوں اور بہت سے ان میں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھ کر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی اور سب سے بڑھ کر ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے۔ اور یہ کہہ کر کہ **وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی** [1] آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا **قُلْ یٰعِبَادِیَ** [2]۔ یعنی کہہ کہ اے میرے بندو۔ پس ظاہر ہے کہ جس قدر صراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ﴿۸۰﴾

[1] النجم: ۴،۵ [2] الزمر: ۵۴

www.khamenuiuwat.org

مرا قسم بخداوند خویش و عظمت او
کہ ہست این ہمہ از وحی پاک گفتارم (مسیح موعود)

البشریٰ

جلد اوّل

یعنی

الہامات، مکاشفات و رویا مورد برکات رحمانی مصدر انوار قرآنی حضرت مسیح موعود
و امام مہدی معہود حجۃ اللہ فی الارض جری اللہ حلل الانبیاء حضرت سیدنا و مرشدنا
حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام و علیٰ آلہ و اصحابہ

جن کو

حضور مغفور کے ایک ناچیز خادم ابوالفضل محمد منظور الٰہی احمدی جنجوعہ سوہدروی ثم القادیانی ولد میاں محمد خان صاحب مرحوم مغفور

نے

بعہد خلیفۃ المومنین صدیق ثانی علامہ دوران حامی دین متین سیدنا و مولانا حاجی الحرمین الشریفین
حضرت حکیم مولانا مولوی نور الدین صاحب بھیروی ثم القادیانی
ربیع الاول ۱۳۳۱ھ المقدس مطابق ماہ فروری ۱۹۱۳ء و سنہ ۲۵ احمدی میں
جمع و مرتب کر کے

باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب مینیجر
اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپ کر شائع ہوا
تعداد جلد ۱۰۰۰ ---- قیمت فی جلد ۴ر

www.khatmenubuwwat.org

قبول کی گئی میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہونگا۔ اور نماز پڑھونگا۔ اور روزہ رکھونگا۔ اور وہ چیز تجھے دونگا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگی (الحکم جلد، نمبر ۵ صفحہ ۱۶)

(۲۳۵) ۳ر فروری ۱۹۰۳ء۔ اُصَلِّی وَاَصُوْمُ اَسْهَرُ وَاَنَامُ وَاَجْعَلُ لَكَ اَنْوَارَ الْقُدُوْمِ وَاُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (ترجمہ) میں نماز پڑھونگا۔ اور روزہ رکھونگا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ اور تیرے لیے اپنے آنے کے نور عطا کرونگا۔ اور وہ چیز تجھے دونگا۔ جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی خدا ان کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں (الحکم جلد، نمبر ۵ صفحہ ۱۶ کالم)

(۲۴۰) ۳ فروری ۱۹۰۳ء۔ بَرَزَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الرِّمَاحِ (ترجمہ) انہوں نے جو کچھ ان کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دیئے (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۱ کالم ۱)

(۲۴۱) ۴ فروری ۱۹۰۳ء۔ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (ترجمہ) کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گزر گئے تھے (الحکم جلد، نمبر ۵ صفحہ ۱۶ کالم)

(۲۴۲) ۸ر فروری ۱۹۰۳ء صبح حَرْبٌ يَهِجُّهٗ (ترجمہ) جوش سے بھری ہوئی لڑائی (نوٹ) اس الہام کے مطابق اسی دن شام دیانندی آریوں کی طرف سے ایک گندی گالیوں سے بھرا ہوا اشتہار بجواب اشتہار مسلمان شائع ہوا۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اس الہام کو اس واقعہ پر چسپاں فرمایا (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۱ کالم ۲)

(۲۴۳) ۹ فروری ۱۹۰۳ء۔ اِنِّیْ مَعَ الْاَسْبَابِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اُجِيْبُ اُخْطِیْ وَاُصِيْبُ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ مُحِيْطٌ (ترجمہ) میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔ خطا کرونگا اور بھلائی کرونگا میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۱ کالم)

(۲۴۴) ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ اِلَى الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (ترجمہ) میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور ایک وقت مقرر تک میں اس زمین سے علیحدہ نہیں ہونگا۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ کالم ۲)

(۲۴۵) ۱۳ر فروری ۱۹۰۳ء۔ اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ (مفہوم از حضرت اقدس) اے ازلی ابدی خدا میری مدد کے لیے آ (البدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۹ کالم ۳)

(۲۴۶) ۱۷ر فروری ۱۹۰۳ء۔ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَفَتْحَ الْحُنَيْنِ (البدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۹ کالم ۳)

www.khatmenubuwwat.org

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

کشفی وحی: میں نے دیکھا کہ ایک کتاب ہے گویا وہ میری کتاب ہے اس کا نام:۔
اس کتاب کا یہ نام خود اللہ تعالےٰ نے رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا
دیکھو اخبار بدر ۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء

نہج المصلّی

کتاب الطہارۃ جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ

مجموعہ فتاوٰے احمدیہ

از انفاس قدسیہ امام تمام صاحب وحی جلی و خفی مسیح موعود مہدی مسعود نبی ربانی و مرسل یزدانی حضرت سید میرزا غلام احمد قادیانی دہر دو جلیل القدر خلفائے اور حضرت السید نور الدین اعظم خلیفۂ اول و حضرت السید محمود احمد اولوالعزم فضل عمر خلیفہ ثانی علیہم الصلوٰۃ والسلام

ہدیہ ایں لآلی منظمہ بحضور جملہ خاندان نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام امانت، باہل امانت، ناظم خاکسار محمد فضل چنگوی

اسرار شریعت عربی جلد اوّل

کتاب الطہارۃ و کتاب الصلوٰۃ

مؤلفہ تراب اقدام علمائے ربانی محمد فضل احمدی قادیانی وارد چنگا بنگیال

۱۳۴۵ھ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی ۱۹۴۳ء

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

فائدۃ لک فی الحج قبل تصحیح الایمان وانی ارسل اربعۃ روبیۃ فاتفق فیما حدث لک من الضرورۃ فان شئت فالبث واقمکث وان شئت فاذھب بھذا الزاد منا ولیس لک فی ذھاب خیر بل خسران مبین ولکن کیف اتمھاک ولا تغنی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور والسلام علی من اتبع الھدیٰ

الواقم المتوکل علی اللہ الاحد احمد عفی اللہ عنہ

ترجمہ: السلام علیکم۔ تمہارا خط ہم کو ملا۔ بڑا افسوس ہے کہ تم نہیں سمجھتے ہو اس ارادہ کو جو ہم نے تمہارے لیے کیا تھا۔ تم اسلام کا چھلکا طلب کرتے ہو اور ہم نے ارادہ کیا تھا کہ تم کو اسلام کا مغز اور اس کا روح دیا جائے۔ اگر تم خدا تعالےٰ سے ڈرتے تو جس بارے میں خدا نے مجھے بھیجا ہے اس میں فکر کرتے۔ جان لو کہ کیکو کوئی عمل بغیر میری شناخت اور میرے اور میری دلائل کی واقفیت کے فائدہ نہیں دیتا۔ تمہارے لیے بہتر ہے کہ عید کے بعد جانیکے خیال سے توبہ کرو اور کچھ مدت ہمارے پاس رہو اور وہ علم حاصل کرو جو خدا تعالےٰ نے ہم کو دیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تمکو صحت ایمان کے بغیر حج کرنے میں کیا فائدہ ہوگا۔ میں تم کو روپیہ بھیجتا ہوں جو ضرورت ہو۔

اسرار شریعت عربی۔ جلد اول۔ کتاب الصلوۃ

۱ ان الامامۃ وضعت لربط کلمۃ الاتحاد والاتفاق المسلمین علی طاعۃ اللہ تعالیٰ فمن ارتکب فعلا قبیحاً وکان مصراً علی خلاف الشریعۃ خرج عن طاعۃ اللہ تعالیٰ فلن یربط کلمۃ اتحاد المسلمین علی یدیہ لانہ ناسق فلا یجوز ان یولی فی الامامۃ بالناس من یفعل فعلاً من المنکرات المحرمۃ مع امکان تولیۃ من ھو خیر منہ کیف وفی الحدیث من ولی رجلاً عملا علی عصابۃ وھو یجد فی تلک العصابۃ من ھو ارضی اللہ منہ فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المومنین وفی حدیث اخر اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین اللہ وفی حدیث اخر اذا ام الرجال القوم وفیھم من ھو خیر منہ لم یبرحوا فی سفال۔

۲ وفی سنن ابی داؤد وغیرہ ان رجلاً من الانصار کان یصلی بقوم اماماً فتبصق فی القبلۃ فامرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یعزلوہ عن الامامۃ ولا یصلی لھم فجاء الی النبی صلی اللہ

www.khatmenubuwwat.org

جس نے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں

(خط بنام عبدالحکیم مرتد و تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۴ صفحہ ۱۳۵)

از حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام۔ آپ کا یہ خیال ہے کہ ہزارہا آدمی جو میرے جماعت میں شامل نہیں کیا راستبازوں سے خالی ہیں۔ تو ایسا ہی آپ کو یہ خیال بھی کر لینا چاہیئے کہ وہ ہزارہا یہود و نصاریٰ جو اسلام نہیں لائے۔ کیا وہ راستبازوں سے خالی تھے۔ بہرحال جبکہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔

اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۷۸ میں فرمایا۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کا فر کہنے والے اور نہ ہی ماننے والے کو۔

اسرار شریعت عربی۔ جلد اول۔ کتاب الصلوٰۃ

چوں گہر در رشتۂ او سفتہ شو — ورنہ مانند غبار آشفتہ شو
مردماں خوگر بیک دیگر شوند — شفتہ در یک رشتہ جوہر شوند
محفل انجم ز جذب باہم است — ہستیٔ کوکب ز کوکب محکم است

۶ - ان اللہ ربط جمیع اشیاء العالم برابطۃ الاتحاد والوحدۃ وانہ ارانا تلک الصورۃ لعالم التشریعی فی الجماعۃ والامامۃ وبناہا علےٰ ذالک انہ لا تنتظم امور قوم و لا تتکون صورۃ الوحدۃ الا باطاعۃ شخصیۃ للا یقض نظام الاتفاق۔

۷ - انظروا الی نظام وحدۃ لاول کیف تربط جمیع ارکانہا بحبل الوحدۃ السلطانیہ من ادنی ملازم الےٰ اعلےٰ قائد العساکر والضابط وہذا رالہام والوزیر والسلطان فانہم ان لا یعملوا بعضہم تحت بعض ولو ینتکوبسبک اطاعۃ بعضہم لبعض لانقضت نظام السلطنۃ بلمح البصر

۸ - انظروا الی نظام الشمس ان اللہ تعالےٰ جعلہا اماماً لجمیع سلسلۃ الکائنات و

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

درخواست جلال الدین صاحب شمس مختار مدعا علیہ

مؤرخہ ۴؍دسمبر ۱۹۳۴ء

جس میں تحریر کیا گیا کہ عبدالرزاق فوت ہو گیا ہے،
لہٰذا اب مقدمہ ہٰذا میں کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

بعدالت ڈسٹرکٹ جج بہادر بہاولپور
بمقدمہ غلام عائشہ بنام عبدالرزاق
زیرآرڈر۲۲ رول-۱ ضابطہ دیوانی

جناب عالی!

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہ مؤرخہ ۱۰؍نومبر ۱۹۳۴ء کو رحلت فرما گئے ہیں اور ان حالات میں مقدمہ مندرجہ عنوان میں کسی تجویز کی ضرورت نہیں رہتی۔ مدعیہ آزاد ہے کہ جہاں چاہے شادی کرے۔ اور چونکہ مدعا علیہ کو کبھی خلوت صحیحہ حاصل نہیں ہوئی، اس لیے عدت وغیرہ کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی مقدمہ ہٰذا کی اغراض کے لیے مدعا علیہ کا کوئی قائم مقام قانون کی نگاہ میں مقرر ہوسکتا ہے اور ان حالات میں یہ بے معنی ہوگا کہ کوئی فیصلہ بحق مدعا علیہ یا برخلاف مدعا علیہ صادر کیا جائے اور یہ قرین انصاف ہوگا کہ مثل مقدمہ داخل دفتر فرمائی جائے۔

خاکسار
جلال الدین شمس
۴؍دسمبر ۱۹۳۴ء

www.khatmenubuwwat.org

درخواست ہائے مسماۃ غلام عائشہ

مؤرخہ ۲۰؍دسمبر ۱۹۳۴ء و ۱۲؍جنوری ۱۹۳۵ء

جس میں قانونی حوالہ جات پیش کیے جا کر ثابت کیا گیا کہ
بروئے قانون عدالت فیصلہ سنانے کی مجاز ہی نہیں، بلکہ پابند ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

بعدالت عالیہ ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر
مسماۃ عائشہ مدعیہ بنام عبدالرزاق مدعا علیہ
دعویٰ تنسیخ نکاح از یوم ارتداد

جناب عالیٰ!

۱۔ منجانب مختار مدعا علیہ ایک درخواست پیش ہوئی ہے کہ مدعا علیہ فوت ہو چکا ہے، جس پر عدالت نے مدعیہ کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ قانون پیش کرے کہ اس مرحلہ پر عدالت فیصلہ نہیں سنا سکتی، یا سنا سکتی ہے۔

۲۔ مختار مدعیہ نہایت ادب سے التماس کرتا ہے کہ عدالت زیر قاعدہ ۶ آرڈر ۲۲ ضابطہ دیوانی فیصلہ سنا سکتی ہے۔ خواہ بنائے دعویٰ رہے یا نہ رہے۔ اور استحقاق نالش قائم رہے یا نہ۔ گو یہاں اس مقدمہ میں استحقاق نالش قائم ہے۔ دفعہ ماسبق آرڈر (۲) میں قائم مقام کی ضرورت ہے لیکن اس قاعدہ ۶ میں قائم مقام کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو فیصلہ جات ۱۰۶، ۱۹۱۵ء پنجاب ریکارڈ ۲۶ جلد مدراس صفحہ ۱۰۱۔ اللہ آباد سال ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۱۱۔ لاہور سال ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۰۷ و آرڈر ۶ رول ۲۲ ضابطہ دیوانی۔

۳۔ اس مقدمہ میں فیصلہ سنانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ مقدمہ ایک دفعہ ہر عدالت ہائے ریاست ہٰذا سے مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ ہو چکا تھا، لیکن انتہائی عدالت نے وہ تمام فیصلہ جات اس لیے منسوخ کر دیے کہ یہ ایک شرعی معاملہ ہے۔ ریاست ہٰذا میں اسلامی ضابطہ کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے تھا، لہٰذا اب بموجب ضابطہ اسلامی مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے۔

۴۔ اگر عدالت عالیہ مدعا علیہ کو فوت تسلیم کرنے کی بنا پر فیصلہ ملتوی کر دے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ عدالت مدعیہ کے حقوق دادرسی عطائے خرچہ سے بھی انکار کرتی ہے۔

لہٰذا التماس ہے کہ بوجوہات بالا اس مقدمہ کا لازماً فیصلہ سنایا جائے اور مدعیہ کی دادرسی فرمائی جاوے۔

مؤرخہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۳۴ء

عرضے
مسماۃ عائشہ بذریعہ حاجی محمود مختار خاص

www.khatmenubuwwat.org

نقل درخواست مختار مدعیہ مؤرخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۴ء
بہ محکمہ ڈسٹرکٹ ججی بہاولنگر
مسمات عائشہ
بنام
عبدالرزاق مدعا علیہ
دعویٰ دلا پانے ڈگری استقراریہ فسخ نکاح فریقین
بوجہ
ارتداد شوہرم مدعا علیہ از یوم ارتداد

جناب عالی!

بمقدمہ صدر قانون بحث طلب یہ ہے۔ بغرض تسلیم موت مدعا علیہ فیصلہ عدالت سنا سکتی ہے یا نہ۔ مختار مدعیہ حسبِ ذیل عرض کرتا ہے:

۱۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ موت احد الفریقین بعد سماعت مقدمہ قبل از اجراء فیصلہ وقوع میں آئی ہے۔

اس کے متعلق قاعدہ نمبر ۶ آرڈر نمبر ۲۲ ضابطہ دیوانی اس مرحلہ مقدمہ کیے خاص وضع کی گئی چنانچہ رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی جو مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ترمیمات پر غور کرنے کے لیے مقرر ہوئی تھی وہ تشریح کرتی ہے کہ واقعہ موت کو مقدمہ کے تصفیہ سے کچھ سروکار نہیں ہے، اس لیے اس آرڈر نمبر ۲۲ کے متعلق جو رپورٹ کمیٹی نے کی ہے وہ درخواست میں بعینہٖ حرف بحرف نقل کی جاتی ہے:

''جو دفعات کہ قانون موجود میں مقدمہ کی سماعت کی نسبت ہیں ان میں ہمارے نزدیک اہم تغیر کی ضرورت نہیں۔ مگر ہم نے اس صورت خاص کا بصراحت لکھ دینا ضروری سمجھا جبکہ کوئی فریق بعد سماعت مقدمہ مگر قبل اجراء فیصلہ کے فوت ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ اس واقعہ کو مقدمہ کے تصفیہ سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیے۔ پس اسی غرض سے ہم نے اس مضمون کی دفعہ داخل کر دی کہ فیصلہ باوصف وفات فریقی کے بھی سنایا جا سکے۔''

(ملاحظہ ہو رپورٹ)

۲۔ آرڈر نمبر ۲۲ کے متعلق ضابطہ دیوانی میں صاف درج ہے کہ آرڈر ہذا تغیرات بدوران دعویٰ سے متعلق ہے۔

استحقاق نالش یا عدم استحقاق نالش کی شرط دوران مقدمہ میں ہے اس لیے اگر استحقاق نالش قائم ہے تو بذریعہ قائم مقام کے مقدمہ کی سماعت جاری رہے۔ اگر استحقاق نالش قائم ہی نہیں، مقدمہ ختم ہو جاتا ہے اور قائم مقام کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ آرڈر نمبر ۲۲ میں جس قدر رول بجز رول نمبر ۶ کے ہیں، متعلق دوران مقدمہ کے ہیں اور قاعدہ نمبر ۶ میں صاف تحریر کیا گیا ہے، یہ قاعدہ جدید ہے جیسا کہ رپورٹ کمیٹی سلیکٹ نے ظاہر کیا ہے (پس اس غرض سے ہم نے اس مضمون کی دفعہ داخل کر دی) کہ وہ

www.khatmenabuwwat.org

دفعہ نمبر ۶ اور نمبر ۲۲ کی ہیں۔ اس رول نمبر ۶ میں استحقاق نالش کی شرط کا نہیں ہے۔

۳۔ جو مقدمہ ہٰذا میں جبکہ موت مدعا علیہ بعد سماعت مقدمہ قبل اصدار فیصلہ وقوع میں آئی ہے، استحقاق نالش کے قائم یا نا قائم رہنے کا تعلق نہیں ہے۔ بوجوہات ذیل:

(الف) دعویٰ مدعیہ یہ ہے کہ مدعا علیہ سال ۱۹۲۶ء میں مرتد ہو چکا ہے۔ یوم ارتداد سے مدعیہ اس کی منکوحہ نہیں رہی۔ ڈگری استقراریہ عدالت سے بھی طلب کرتی ہے کہ بباعث ارتداد مدعیہ اس کی منکوحہ نہیں رہی۔ ملاحظہ فقرہ نمبر ۳، نمبر ۴، نمبر ۵ عرضی دعویٰ۔

(ب) شرعاً ارتداد طلاق فسخ نکاح وحرمت مصاہرہ وحرمت ظہار و رضا وغیرہ کے متعلق مختلف نہیں۔ ارتداد کا یہ حکم ہے۔ ارتداد کے وقت نکاح بلاحکم قاضی خود بخود فسخ ہو جاتا ہے۔ اور دعویٰ فسخ نکاح خیار البلوغ وغیرہ میں فسخ نکاح حکم قاضیِ وقت سے ہوگی، ارتداد میں عدت نہیں ہوا کرتی۔ صرف ایک حیض استبراء ہوا کرتا ہے اور موت میں عدت ہے۔ مقدمہ ہٰذا میں اگر مدعا علیہ دوران مقدمہ میں مر جاتا، تاہم بھی مدعیہ کا استحقاق نالش قائم رہتا۔ کیونکہ مدعیہ کی دادرسی یہ ہے کہ وہ یوم ارتداد سے فیصلہ صادر فرمایا جاوے۔ اور اگر ان نظائر سے تشفی نہ ہو تو مزید بحث کے لیے مسٹر خالد لطیف گابہ صاحب بیرسٹر ایٹ لاء پیش کیے جا سکتے ہیں، جو آج چند مجبوریوں کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے۔

تحریر ۶ر شوال المعظم ۱۳۰۳ھ/ ۱۲ر جنوری ۱۹۳۵ء

عرضے

محمود مختار خاص مدعیہ

محمود بقلم خود

عدالت:

میں نے نظائر پیش کردہ کو دیکھا۔ ان میں سے نظیر آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۷ء اودھ صفحہ ۵۶۱ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قرار پایا جا سکتا ہے کہ صورت موجودہ میں واقعات پر فیصلہ صادر کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مختار مدعیہ کو مزید بحث کے لیے کسی قانون پیشہ ور شخص کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اصل ہذا شامل مسل ہو۔ مختار مدعیہ کو تاریخ فیصلہ سے بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

۱۲ر جنوری ۱۹۳۵ء

دستخط جج صاحب

عدالت:

مختار مدعیہ کو مطلع کیا جاوے کہ وہ بقرار ۷ر فروری ۱۹۳۵ء فیصلہ مقدمہ سننے کے لیے عدالت ہذا میں بمقام بہاولپور حاضر ہو۔

یکم فروری ۱۹۳۵ء

محمد اکبر، ڈسٹرکٹ جج

www.khatmenubuwwat.org

حکم جوڈیشل کونسل ریاست بہاولپور

مؤرخہ ۲۵؍جنوری ۱۹۳۲ء

جس کی رُو سے مقدمہ مسماۃ غلام عائشہ بنت الٰہی بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کی عدالت میں واپس بھیج کر ازسرِ نو تحقیقات کا حکم ہوا۔

www.khatmenubuwwat.org

نقل حکم اخیر باجلاس حکام عالی مقام منسٹر صاحبان بہادر اجلاس خاص گورنمنٹ بہاولپور

مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش ذات ملانہ سکنہ احمد پور شرقیہ مدعیہ۔ اپیلانٹ

بنام

عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد سکنہ موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ مدعا علیہ۔ رسپانڈنٹ

اپیل ثانی بناراضی حکم فاضل ججان چیف کورٹ مؤرخہ ۱۰؍جون ۱۹۳۱ء جس کی رُو سے اپیل مدعیہ خارج کی گئی اور فیصلہ عدالت ڈسٹرکٹ جج بحال رکھا گیا

از اجلاس خاص:

مقدمہ کے واقعات حسب ذیل ہیں:

مسماۃ غلام عائشہ مدعیہ نابالغہ کا نکاح اس کے باپ مولوی الٰہی بخش نے عبدالرزاق رسپانڈنٹ سے کیا تھا۔ مسماۃ مذکورہ نے بالغ ہوکر نالش بایں بیان کی ہے کہ بوقت نکاح فریقین کا مذہب اہل سنت والجماعت تھا۔ لیکن بعد ازاں عبدالرزاق مدعا علیہ نے مذہب قادیانی اختیار کیا اس لیے وہ مرتد ہو چکا ہے۔ نکاح فسخ فرمایا جائے۔ مدعا علیہ کا بیان تھا کہ مرزائی دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہیں اس لیے نکاح فسخ نہیں ہوسکتا۔ مدعیہ کی طرف سے اپنے بیان کی تائید میں فتویٰ دارالعلوم دیوبند و مولوی خلیل احمد صاحب وعقائد مرزایاں و رسالہ فسخ نکاح پیش ہوئے ہیں اور مدعا علیہ کی طرف سے رسالہ عقائد احمدیہ و فیصلہ جات کریم بخش بنام جندوڈی و فیصلہ جات ہائی کورٹ مدراس، پٹنہ و پنجاب پیش ہوئے۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے فریقین کی اسناد پر بحث کے بغیر دعویٰ مدعیہ خارج کیا۔ اس حکم کے خلاف مدعیہ نے چیف کورٹ میں اپیل کی۔ فاضل ججان چیف کورٹ اپنے فیصلہ میں تسلیم کرتے ہیں کہ پٹنہ و پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ جات مقدمہ ہذا میں حاوی نہیں ہو سکتے، کیونکہ ان میں غیر متعلق سوالات زیر بحث رہے ہیں۔ البتہ چونکہ ہائی کورٹ مدراس کے فیصلہ ۷۱ انڈین کیس ۶۶ میں سوال زیر بحث بجنسہٖ یہی تھا (آیا احمدی ہو جانے سے ارتداد واقع ہوتا ہے یا نہیں) اس لیے زیادہ تر اسی فیصلہ پر اِنحصار کرتے ہوئے اپیل کو خارج فرمایا ہے۔ مدعیہ نے اب اپیل ثانی بناراضی حکم چیف کورٹ عدالت ہذا میں دائر کی ہے۔ موجبات اپیل تقریباً وہی ہیں جو کہ اپیل اوّل میں تھے۔ ہم نے فیصلہ مدراس ہائی کورٹ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ہم فاضل ججان چیف کورٹ کی اس رائے سے اختلاف کرتے ہیں کہ فیصلہ مذکورہ بالا مکمل چھان بین سے طے پایا تھا، کیونکہ فاضل ججان مدراس ہائی کورٹ خود فیصلہ میں تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی خاص سند اِس بات کی پیش نہیں کی گئی کہ فلاں فلاں اسلام کے بنیادی اصول ہیں اور ان سے اس حد یا اس درجہ تک اختلاف کرنے سے ارتداد واقع ہوتا ہے، یا کن اسلامی عقائد کی پیروی یا کن عقائد کے نہ ماننے سے ارتداد واقع ہوتا ہے۔ اسی فیصلہ میں پھر فاضل ججان تسلیم کرتے ہیں کہ اس سوال کو کہ آیا عقائد قادیانی سے ارتداد واقع ہوتا ہے یا نہیں، علمائے اسلام بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں، اس لیے ہماری رائے میں فاضل ججان مدراس ہائی کورٹ کا فیصلہ سوال زیر بحث پر قطعی نہیں ہے اور ہمیں مقدمہ ہذا میں اس کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ کو بطور گواہ عدالت طلب کیا گیا تھا، تاکہ وہ سوال زیر بحث کی تشریح اور وضاحت کریں۔ ان کا بیان ہے کہ اگر کسی شخص کا قادیانی عقائد کے مطابق یہ ایمان ہو کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی اور نبی آیا ہے اور اس پر وحی نازل ہوئی ہے تو ایسا شخص چونکہ ختم النبوۃ حضرت رسول کریم کا منکر ہے اور ختم النبوۃ اسلام کی ضروریات میں سے ہے، لہٰذا وہ کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے بطور دلائل کئی ایک آیات قرآن شریف پیش کیں، جن میں اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مگر ہم اس مقدمہ کو فیصلہ کرنے کے لیے صرف شیخ الجامعہ صاحب کی رائے کو کافی نہیں سمجھتے، جب تک کہ دیگر ہندوستان کے بڑے بڑے علمائے دین بھی اس رائے سے اتفاق نہ رکھتے ہوں۔ اس لیے ہمارے خیال میں یہ مقدمہ مزید تحقیقات کا محتاج ہے اور مدعا علیہ کو بھی موقع دینا چاہیے کہ شیخ الجامعہ صاحب کے بالمقابل اپنے دلائل پیش کرے۔ اس لیے ہم مزید تحقیقات کے لیے یہ مقدمہ پھر عدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور میں بھیجتے ہیں اور ہدایت کرتے ہیں کہ یہ مقدمہ بروئے شرع شریف فیصلہ کیا جائے۔

تجویز بالا بمراد منظور بحضور والا شان سرکار عالی دام اقبالہٗ وملکہٗ پیش ہو۔ ۳۱؍دسمبر ۱۹۳۱ء

دستخط منسٹر صاحبان بہادر اجلاس صاص

از پیش گاہ سرکار عالی

تجویز منظور ہے۔ ۲۵؍جنوری ۱۹۳۲ء

دستخط مبارک حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ وملکہٗ

بمراد عملدرآمد حوالہ اہلمد ہو۔ اور فریقین کو ۱۳؍مارچ ۱۹۳۲ء طلب کیا جاوے۔

۱۸؍فروری ۱۹۳۲ء/ ۱۰؍شوال ۱۳۵۵ھ

محمد اکبر

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

بیان حضرت علامہ غلام محمد صاحب گھوٹویؒ

شیخ الجامعہ العباسیہ بہاولپور گواہ مدعیہ

www.khatmenubuwwat.org

علامۃ العصر حضرت غلام محمد صاحب گھوٹویؒ کا ذکرِ خیر اِس سے قبل صفحہ نمبر۱۳۲ پر آ چکا ہے۔

ناظرینِ گرامی کی بہرہ اندوزی کے لیے عرض ہے کہ جب مسماۃ غلام عائشہ کی اپیل ثانی عدالتِ عظمیٰ ریاست بہاولپور میں زیر سماعت تھی تو فاضل ججان نے مقدمہ کے شرعی پہلو پر راہنمائی حاصل کرنے کے لیے حضرت گھوٹویؒ کو ہی طلب فرمایا تھا۔ آپ نے قرآن پاک اور احادیث نبوی سے ثابت کیا تھا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں اور آنحضرت کے بعد جو مدعی نبوت ہو وہ اور اس کے متبعین کافر اور مرتد ہیں اور ان کا نکاح بلا قضا قاضی فسخ ہیں اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ کے اس بصیرت افروز تاریخی بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی عدالتِ عظمیٰ نے جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور کا فیصلہ مؤرخہ ۲۱؍نومبر ۱۹۲۸ء کالعدم قرار دے کر مقدمہ ہذا عدالت ڈسٹرکٹ ججی بہاولپور میں بدیں ہدایت واپس فرمایا کہ مقدمہ مزید شرعی تحقیق و تدقیق کا محتاج ہے، لہٰذا ہندوستان کے دیگر مستند علماء، اکابرین کی شہادت لے کر بروئے احکام شرعی فیصلہ صادر کیا جائے۔

عدالتِ عظمیٰ سے مثل کی واپسی پر ۲۱؍جون ۱۹۳۲ء کو سب سے پہلے آپ کا بیان ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پھر قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور اجماعِ امت سے مرزائیت کے کفر و ارتداد اور ایک سُنیہ عورت کا عبدالرزاق مرزائی سے انفساخِ نکاح کو ثابت فرمایا۔ مدعا علیہ اگرچہ اِصالتاً عدالت میں موجود تھا لیکن اس نے آپ کے اس بصیرت افروز بیان پر جرح کرنے سے اجتناب و احتراز کیا۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

بیان گواہ باقرار صالح
۲۱/ جون ۱۹۳۲ء

مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی

اسلام کے بنیادی اصول بہت سے ہیں، لیکن ان میں اہم توحید باری عز اسمہٗ اور ایمان بالملائکہ ایمان بالانبیاء ایمان بالکتب المنز لہ اور ایمان بالبعث اور حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو آخری نبی یقین کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

جو شخص پہلے اہل سنت والجماعت ہو اور پھر وہ مرزائی بن جائے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی مانے، وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ حضرت نبی علیہ السّلام کو قرآن نے آخری نبی قرار دیا ہے۔ اور جو شخص اس قرآنی حکم کو نہ مانے اور اس کا انکار کرے وہ قرآن کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔

۱۔ قرآن شریف میں سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی کا انزال دو قسموں پر ہے: (۱) جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ہوا۔ (۲) جو آپ سے پہلے ہوا۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ. (بقرۃ،۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۲۔ دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے کہ تمام انبیاء علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا جب تم لوگوں کو کتاب دوں اور حکمت اور تم نبوت کے منصب پر فائز ہو جاؤ تو اس کے بعد ایک نبی آئے گا جو تمام پہلی چیزوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ تم لوگ اس کو ماننا اور اُس پر ایمان لانا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ. (آل عمران،۸۱)

اس آیت میں دو لفظ قابلِ غور ہیں۔ ایک ''مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یہ خطاب ہے۔ اور دوسرا لفظ ثُمَّ جَآءَ کُمْ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم سب کے بعد ایک نبی آئے گا اور وہ تمام پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ اور وہ بالاتفاق سیّدنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ محمد مصطفیٰ علیہ السّلام سب نبیوں کے بعد آئے ہیں۔ پس اگر مرزا صاحب بھی نبی ہوں تو پھر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم سب نبیوں کے بعد نہ آئے اور قرآن کی تکذیب لازم آئے گی۔ چنانچہ امام ابن کثیر نے جلد اوّل، صفحہ ۲۴۵ میں اور مولوی محمد علی مرزائی لاہوری نے ترجمہ قرآن، جلد اوّل، صفحہ ۳۵۲ میں یہی معنی بیان کیے ہیں۔

۳۔ تیسری آیت۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب اکرم! فرما دیجیے کہ اے لوگو! میں تم تمام کا رُسول ہوں، آج سے قیامت تک جس قدر لوگ ہوں گے سب کا میں پیغمبر ہوں۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا. (اعراف،۱۵۸)

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعثت سے قیامت تک تمام لوگوں کا رُسول من اللہ وہ ہے جس کا نام محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

www.khatmenubuwat.org

پس جو شخص حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت اور قیامت کے درمیان کسی دوسرے کو نبی تسلیم کرے وہ اس آیت کو جھٹلاتا ہے، لہٰذا مرتد ہو جاتا ہے۔ اس آیت کے یہی معنی امام ابن کثیر نے جلد رابع، صفحہ ۲۵۳ میں ذکر فرمائے ہیں اور اس طرح دوسرے مفسرین نے بھی یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔

۴۔ حضرتِ حق پاک فرماتے ہیں کہ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم میں اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے اسلام کو میں نے پسند کیا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. (مائدہ،۳)

اس آیت میں حق پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ دین کامل ہو گیا۔ پس نہ کسی دوسرے دین کی حاجت ہے نہ کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہے۔ اب اگر حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی دوسرے کو نبی تسلیم کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ دین کامل نہیں ہوا۔ اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ پس قرآن کریم کی تکذیب لازم آئے گی۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی دوسرے کو نبی مانتا ہے، وہ اس آیت کو جھٹلاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔

۵۔ حضرت حق پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ اے وہ لوگو کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے لے کر قیامت تک ہونے والے ہو، تم تین چیزوں کی اطاعت کرو؛ اللہ کی، اس کے رسول کی اور اولی الامر کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ اگر تمہارا اُن سے جھگڑا ہو جائے، کبھی تم میں اور اولی الامر میں اختلاف ہو جائے تو اس وقت فقط اللہ اور رسول ہی قابلِ اطاعت ہیں۔

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌوَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا. (نساء، ۵۹)

اس آیت نے ظاہر کر دیا کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد یہی ایک جماعت قابلِ اطاعت ہو گی اور ان کی حیثیت یہ بتلائی کہ وہ نبی نہیں ہوں گے۔ کیونکہ نبی کے ساتھ امتی اختلاف نہیں کر سکتا۔ اس واسطے ارشاد ہے کہ نبی محض مخدوم اور مطاع ہے، اس کے ساتھ جھگڑا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اس آیت کی رُو سے جو لوگ اولی الامر ہوں گے، نبی نہیں ہوں گے اور ان سے اختلاف ہو سکے گا، چاہے وہ صدیق ہوں، شہید ہوں، صالح ہوں، امام ہوں، غوث ہوں، قطب ہوں، کچھ ہوں۔ اس موقع پر میں مولوی محمد علی لاہوری کی تفسیر کے چند جملے بیان کرتا ہوں۔ مولوی محمد علی اپنی تفسیر جلداوّل، صفحہ ۵۲۶ پر فرماتے ہیں کہ چونکہ قرآن نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے اندر ہمیشہ کے لیے حقیقی مطاع ایک مطاع محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم موجود ہوں گے اس لیے آپ کے بعد اس امت کے اندر کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی رسول ہو گا تو وہ مطاع ہو گا، پھر محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم مطاع نہیں رہیں گے۔ اور یہ خلافِ قرآن ہے۔ پس ختم نبوت پر یہ آیت فیصلہ کن ہے۔ جب اس کو فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ اور اب تا قیامت کوئی رسول قطعاً نہیں ہو سکتا۔

۶۔ حضرت حق پاک فرماتے ہیں کہ فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جن اس کتاب (قرآن) کی مثل لانا چاہیں تو ہرگز نہیں لا سکیں گے۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَاالْقُرْاٰنِ لَایَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْکَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا. (بنی اسرائیل، ۸۸)

www.khatmenubuwwat.org

اس آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ قرآن شریف تمام ہدایات سے بڑھ کر ہے اور اس کے بعد کسی ہدایت کی، کسی نبی کی، کسی کتاب کی کوئی ضرورت نہیں۔

۷۔ حضرت حق پاک نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سراجاً منیراً فرمایا ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا. وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. (احزاب، ۴۵-۴۶)

اور قرآن پاک نے سورج کو سراج کہا ہے، اس سے ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ جیسے سورج کی روشنی کے بعد کسی ستارہ یا کسی اور منیر کی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی اور اس طرح حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ مقدس ایسی ہے کہ اس کے بعد اور کسی نبی یا ہادی کی ضرورت نہیں رہتی اور رسالت ان پر ختم ہو جاتی ہے، جیسے سورج پر روشنی ختم ہو جاتی ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ سب قوموں کے منذر اور ہادی ہیں۔ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام قوموں کے لیے ہادی ہیں اور دوسرا اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ. (رعد، ۷)

۹۔ حق پاک ارشاد فرماتے ہیں، کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کر دی۔ اس میں ظاہر فرمایا ہے کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جو کتاب نازل فرمائی گئی، یہ کافی اور بس ہے۔ اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْھِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَۃً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ. (عنکبوت، ۵۱)

۱۰۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَاالذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ. (حجر، ۹)

اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن کریم ایک محفوظ اور غیر متغیر کتاب ہے جو کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔ پس اگر کوئی دوسرا نبی اور دوسری وحی آ سکتی ہے تو ممکن ہو جائے گا کہ قرآن شریف کا کوئی حکم منسوخ ہو جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے امتی قرآن کے بہت سے حکموں کو منسوخ مانتے ہیں۔ مثلاً وہ مانتے ہیں کہ جہاد بالسیف منسوخ ہوگئی ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ جو محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آخری نبی مانے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جو مجھے نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ جس کے صاف معنی یہی ہیں کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آخری نبی ماننے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ احمدیہ، جلداوّل، صفحہ ۳۰۸، کتاب الصلوٰۃ وفتاویٰ احمدیہ، جلداوّل، صفحہ ۲۶۹۔ اس آخری حوالہ میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ کسی شخص کو کوئی عمل کوئی فائدہ نہیں دے سکتا، جب تک کہ میرے دعویٰ کو نہ مانے۔ تو یہ حکم مرزا صاحب کا ماننا نہ کہیں قرآن میں ہے اور نہ کہیں حدیث میں۔ بلکہ قرآن اور حدیث میں پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبی نہ مانا جاوے۔ مرزا صاحب کو نبی ماننے سے قرآن کا یہ حکم منسوخ ہو جائے گا۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ میں منسوخ نہیں ہوں۔

۱۱۔ قرآن مجید میں ہے: وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ. (احزاب، ۴۰) اس آیت کی تفسیر میں مولوی محمد علی لاہوری نے جلد سوم، صفحہ ۵۱۵ میں لکھا ہے کہ خاتم النبیّین کے معنی لغت سے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ انبیاء علیہم السّلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے، یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ پس نبیوں کے خاتم ہونے کے

www.khatmenubuwwat.org

معنی نبیوں کی مہر نہیں، جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں، بلکہ آخری نبی ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کی اور بھی بہت سی آیات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا آخری نبی ہونا ثابت ہے۔ خاتم کے معنی آخری نبی کے تمام مفسرین اور اہلِ لغت نے کیے ہیں۔ تفسیر ابن جریر، جلد۲۲، صفحہ۱۳ میں خاتم النبیّین کے معنی آخری نبی ہیں۔
تفسیر ابن کثیر، جلد ۸، صفحہ۱۶۴ اور تفسیر ابوسعود حاشیہ کبیر، جلد ۷، صفحہ ۴۴۹ میں بھی خاتم النبیّین کے معنی آخری نبی کیے گئے ہیں۔ تفسیر روح المعانی، پارہ۲۲، صفحہ۲۲ میں خاتم النبیّین کے معنی آخری نبی لکھے ہیں۔ لغت کی کتاب قاموس میں لکھا ہے **خاتم الانبیاء آخرھم**. لسان العرب میں ہے: **خاتمھم، اخرھم**. بحر المحیط میں لکھا ہے کہ خاتم کے معنی آخری۔ مجمع البحار، جلداوّل، صفحہ۳۲۹ میں ہے کہ خاتم کے معنی ہیں کہ **لانبی بعدہٗ**. تاج العروس شرح قاموس میں ہے، حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اسم مبارک خاتم اس واسطے ہے کہ آپ کے آنے سے نبوت ختم ہوگئی۔ کلیات ابوالبقاء میں ہے کہ ہمارے پیغمبر کا نام جو خاتم الانبیاء ہے، اس واسطے ہے کہ خاتم کے معنی ہیں آخری۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱۹ کتاب مذکور صحاح میں لکھا ہے کہ **خاتم الشی آخرہ**. اور منتی الارب میں ہے، خاتم چیز پایاں آں و آخر قوم۔ صراح میں ہے کہ خاتم شے کا آخر شے کا ہوتا ہے اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں، یعنی آخری نبی۔

اب کچھ حدیثیں بیان کرتا ہوں۔

۱۔ پہلی حدیث جس کے معنی ہی ہیں کہ اے علی! تو مجھے بمثل ہارون کے ہے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔[۱]

۲۔ دوسری حدیث ہے کہ میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب یعنی لوح محفوظ میں خاتم النبیّین ہوں۔[۲]

۳۔ تیسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے میں سب سے آخر ہوں۔[۳]

۴۔ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ میں سب پیغمبروں کا سردار ہوں۔ اور یہ فخراً نہیں کہہ رہا اور سب نبیوں کا آخری ہوں اور یہ فخر یہ نہیں۔[۴]

۵۔ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ رسالت اور نبوت ختم ہوگئی ہے۔ میرے بعد نہ کوئی رسول اور نہ نبی ہوگا۔[۵]
(ملاحظہ ہو: ترمذی شریف، ج ۲، ص ۵۱، رقم الحدیث ۳۷۲۴)

۱۔ صحیح بخاری، رقم ۴۴۱۶، مسلم، رقم ۲۴۰۴، مسند احمد، رقم ۱۱۲۹۰، ابن حبان، رقم ۶۹۲۶
۲۔ مسند الشامیین ۱۴۵۵، کنز العمال، رقم ۳۲۱۱۴، تفسیر طبری، ۳/۸۳، رقم ۲۰۷۱، تاریخ دمشق، رقم ۲۴۸۸
۳۔ کنت اول الناس فی الخلق الخ / طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۱۹، الفردوس عاثور الخطاب ۴۸۵۰، مسند الشاہین للطبرانی رقم ۲۶۶۲، الاعاد الیٰ زوائد الامالی والاجزاء، ج ۶، ص ۴۷۹، کنز العمال، رقم ۳۱۹۱۶، جامع الاحادیث، رقم ۱۵۸۳۱، فیض القدیر، رقم ۶۴۲۳
۴۔ کنز العمال، رقم ۳۲۰۵۵، معجم الاوسط طبرانی، رقم ۱۷۲، مجمع الزوائد، رقم ۱۳۹۲۴، سنن دارمی، رقم ۴۹، الاعتقاد للبیہقی، رقم ۱۵۱
۵۔ مسند احمد، رقم ۱۳۸۲۴، مستدرک حاکم، رقم ۸۱۷۸، سنن ترمذی، رقم ۲۲۷۲

www.khatmenubuwwat.org

۶۔ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ مجھے نبیوں پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ مجھ پر نبیوں کا خاتمہ کیا گیا ہے۔[1] (صحیح مسلم رقم الحدیث ۵۲۳، سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۵۵۳، مسند احمد بن حنبل رقم الحدیث ۹۳۳۷)

۷۔ اور حدیث ہے کہ میں آیا اور میں نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔[2] (ملاحظہ ہو: مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۴۸، اور مسلم شریف کی جلد۲، صفحہ ۱۹۹ میں اس مضمون کی دوسری حدیث ہے۔)

۸۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میری مثال نبیوں میں ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص نے ایک کوٹھا بنایا اور اُس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔بس میں نبیوں میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۵۳۴، ۳۵۳۵، صحیح مسلم ۲۲۸۶، سنن ترمذی ۲۸۶۲، مسند احمد ۷۴۸۵)

۹۔ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ آوے۔ (صحیح مسلم رقم ۲۳۵۴، سنن دارمی رقم ۲۸۱۷، بلفظ لیس بعدہٗ احد، مسند احمد رقم ۱۶۷۳۴، اسنادہٗ صحیح علی شرط الشیخین)

اسی طرح اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جنہیں بخوفِ طوالت بیان نہیں کیا جاتا۔

اب میں مذہب اسلام کے عقائد اور سلف صالحین کے اقوال نقل کرتا ہوں کہ نبی علیہ السّلام آخری نبی تھے۔آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

شرح عقائد میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ پس ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ آخر الانبیاء ہیں۔مواہب لدنیہ میں ہے کہ اختلاف ہے کہ نبی اور پیغمبر کتنے ہوئے ہیں۔مگر اوّل سب نبیوں کا آدم ہے اور آخر سب کے حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔(جلداوّل)

صبح الاعشی، جلد۱۳، صفحہ ۳۰۵ پر ہے کہ یہ دو کلام ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے فلاسفہ کو کافر کہا گیا ہے۔ایک یہ کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی دوسرے نبی کا آنا ممکن سمجھتے ہیں اور جائز سمجھتے ہیں۔عقیدہ امام طحاوی، صفحہ ۱۴ اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ گمراہی اور ضلالت اور ہوائے نفسانی ہے۔

حضرت جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۱۸۳ پر فرماتے ہیں کہ سب اہلِ اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم آخری نبی ہیں۔مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی غنیۃ الطالبین کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ ''اعتقاد کنند اہل اسلام ہمہ کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پیغمبر خداست سالار ہمہ پیغمبران است وتمام کردہ شدہ است باو پیغمبران را۔''

پہلی صدی کے مجدد حضرت خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو کہ قرآن کے بعد کوئی کتاب نہ آئے گی اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔[3]

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت کرنا اتفاق اہلِ اسلام

۱۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۳۱۳، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم ۴۰۶۳، مسند ابی یعلیٰ، رقم ۶۴۹۱

۲۔ مسند احمد، رقم ۱۴۹۳۱، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم ۱۷۴۹۷، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۱۷۷۰

۳۔ ملاحظہ ہو: تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۷

www.khatmenubuwwat.org

سے کہ کفر ہے۔[1]

الاشباہ والنظائر میں ہے کہ جب کسی شخص کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔[2]

اس کتاب کی شرح میں ہے کہ ضروریاتِ دین میں جہل کوئی عذر نہیں ہے۔

کتاب الفصل، جلد۳، صفحہ ۲۴۹ میں ہے کہ جو شخص محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد بغیر عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام کسی اور شخص کو نبی کہے گا تو اُس کے کافر ہونے میں دو مسلمان بھی مختلف نہیں ہوں گے۔

اسی کتاب کی جلد۴، صفحہ ۱۸۰ میں ہے کہ کس طرح کوئی مسلم جائز سمجھتا ہے کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد دنیا میں کوئی نبی آوے۔ بجز اِس کے جس کو حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود مستثنیٰ فرمایا، یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام اس کتاب کی جلد۳، صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶ پر ہے کہ جو شخص نبی علیہ السّلام کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی کہے وہ کافر ہے۔

نسیم الریاض، جلد۴، صفحہ ۵۰۶ میں ہے کہ جو شخص آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ دوسرے کو نبی مانے، چاہے حضرت کے زمانہ میں یا ان کے بعد کسی کو نبی مانے تو اُس نے اللہ و رسول کی تکذیب کی۔

الصارم المسلول، صفحہ ۶۸ میں ہے، جس شخص نے حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد یہ کہا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، وہ کافر ہے اور اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ حضرت کے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ طحاوی نے مشکل الآثار، جلد۴، صفحہ ۱۰۴، حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کے قریب ''دجال اور کذاب'' پیدا ہوں گے اور نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ جن میں سے چار عورتیں ہوں گی۔ اور میں خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق اور بھی وجوہ کفر ہیں۔ اور چونکہ عبدالرزاق ان کو نبی مانتا ہے اس لیے وہ بھی ان کے عقائد کا پابند سمجھا جائے گا۔ مثلاً مرزا صاحب اپنی کتاب آئینہ کمالات، صفحہ ۵۶۴، ۵۶۵ میں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو اللہ کا عین دیکھا اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں اور خدائی اور الوہیت میرے رگ و ریشہ اور پٹھوں میں گھس گئی اور میں نے اس حالت میں دیکھا کہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ ہم نیا نظام بنانا چاہتے ہیں، نئی زمین، نیا آسمان۔ پس پہلے میں نے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کچھ تفریق و ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان کو مرتب کیا۔ اور میں اپنے دل سے جانتا تھا کہ میں ان کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہوں، پھر میں نے سب سے قریبی آسمان کو پیدا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ. (حم السجدۃ، ۱۲) پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو کیچڑ سے پیدا کریں گے۔[3] اس سے مرزا صاحب نے الوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو خالق جانا۔ اور کئی شخص جب خدائی کا دعویٰ کرے یا اپنے آپ کو خالق جانے وہ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔

مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۶ پر فرمایا کہ اے مرزا! تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔[4] اس سے مرزا صاحب نے خدا کے لیے بیٹا ثابت کیا ہے۔

۱۔ ملاحظہ ہو، ص۲۰۲، کتاب مذکور
۲۔ ملاحظہ ہو: ص ۲۶۷
۳۔ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج ۵، ص ۵۶۴، ج ۱۳، ص ۱۰۳
۴۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۹

www.khatmenubuwwat.org

مرزا صاحب، حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۰۲ پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا، کبھی خطا کروں گا، کبھی صواب کو پہنچوں گا۔[۱] اس سے مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کو غلطی کرنے والا قرار دیا ہے۔

حقیقۃ الوحی، صفحہ ۷۵ پر فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان جیسے ہمارے ساتھ ہے۔ ویسے ہی مرزا صاحب کے ساتھ[۲] اس سے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر ناظر ظاہر کیا ہے۔

حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۰۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو جس چیز کو بنانا چاہے، بس کن کہہ دے، ہو جائے گی۔[۳]

البشریٰ، جلد دوم، صفحہ ۷۹ پر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں، جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور جس طرح میں قدیم اور ازلی ہوں، تیرے لیے میں نے ازلیت کے انوار کر دیے۔ اور تو پس ازلی ہے۔

توضیح المرام، صفحہ ۷۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے کہ جس کے بیشمار ہاتھ اور بیشمار پیر ہیں۔ اور ہر ایک عضو اِس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض وطول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحۂ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔[۴] اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب خدا کو تیندوے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔

کتاب ضمیمہ تریاق، نمبر ۳، صفحہ ۳۹ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی، جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو۔ اور نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا جب تک موسیٰ اور مسیح اور یعقوب اور محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔ نئی زندگی انہیں کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہے۔[۵] اس سے مرزا صاحب نے خدا کو حادث بنایا ہے۔ یہ عقائد ہیں جو مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھے ہیں اور اس سے یقیناً ایک مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔

قرآن شریف کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے:

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۴ پر فرماتے ہیں کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔[۶]

خطبہ الہامیہ، صفحہ اوّل، ٹائٹل پیج پر فرماتے ہیں کہ بے شک یہ خدا کی آیت ہے اور کوئی انسان اُس کی مثل نہیں بول سکتا،[۷] یعنی اس خطبہ کی مثل کوئی نہیں لا سکتا۔

ازالہ، جلد اوّل، صفحہ ۱۴ پر قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں کہ پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ مبادا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے۔[۸]

عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے:

ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں کہ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۶
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۷۸
۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۸
۴۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۹۰
۵۔ ضمیمہ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۳۵، ص ۴۹۷
۶۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۷
۷۔ خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن، ج ۱۶، ص ۱
۸۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۰۹

www.khatmenubuwwat.org

زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جس کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہو گی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور اپنی کمائی کا پلید عطر اُس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا انسان ہے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے، چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔[1]

اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی نبوت کا صاف انکار ہے جو تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے متعلق مرزا صاحب حسب ذیل عقیدہ رکھتے ہیں:

تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۱۷۷ حضرت موسیٰ کی توریت میں یہ پیشگوئی نہیں کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں، پہنچائیں گے۔ مگر یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔[2]

بی بی مریم کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے:

کشتی نوح، صفحہ ۱۶ مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں توڑا گیا۔ اور تعدادِ ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے، نا قابلِ اعتراض۔[3] حضرت سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کے متعلق مرزا صاحب کا یہ قول کہ میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ نے میرا سر اپنی ران پر رکھا۔[4]

حضرت حسنین شریفین کے متعلق جو مرزا صاحب کا عقیدہ ہے، وہ حسب ذیل ہے:

اعجاز احمدی، صفحہ ۶۹ پر لکھتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ حسین پر تم اپنے آپ کو فضیلت دے رہے ہو۔ ہاں میں کہتا ہوں کہ میں افضل ہوں اُن سے اور عنقریب ظاہر ہو جائے گا۔[5] اور آخر میں کہتے ہیں کہ میں تو عشق الٰہی کا مقتول ہوں اور تمہارے حسین کو تمہارے دشمن نے قتل کیا۔ پس کس قدر ظاہر اور کھلا ہوا فرق ہے۔[6] ان عقائد کے ہوتے ہوئے ایک شخص صراحۃً مرتد ہو جاتا ہے۔ جرح نہ کی گئی۔

دستخط جج صاحب

محمد اکبر
ڈسٹرکٹ جج بہاولپور
۲۱/جون ۱۹۳۲ء

۱۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۱
۲۔ تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۸۳
۳۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۸
۴۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۳
۵۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۶۴
۶۔ ضمیمہ نزول المسیح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۹۳

www.khatmenubuwwat.org

بیان حضرت علامہ محمد حسین صاحب

گواہ مدعیہ

www.khatmenubuwwat.org

حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ کولوتاڑو جامع پنجاب کے مولوی فاضل تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی دینِ اسلام کی خدمت اور تردید فتنۂ مرزائیت میں گزاری۔ پنجاب کے ہر علاقے میں آپ نے مرزائی مبلغین کے ساتھ بیشمار مناظرے کیے۔ آپ کو مرزا قادیان اور اس کے متبعین کی تصانیف پر ایسا کامل عبور حاصل تھا کہ ہر مناظرہ میں انہیں کی کتب کے حوالہ جات پیش کر کے مرزائی کذب وفریب کو بے نقاب فرما دیتے تھے۔

۱۴/ جولائی ۱۹۳۲ء کو آپ بھی بطور خاص گوجرانوالہ سے بہاولپور تشریف لائے اور بطور گواہ مدعیہ اپنا بیان قلمبند کرایا۔ ختم نبوت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ایسی بصیرت افروز شہادت دی کہ مرزائیت کے کفر ارتداد کے ہر پردے کو چاک کر دیا۔ مدعا علیہ اگرچہ اصالتاً عدالت میں موجود تھا، لیکن اس نے آپ پر جرح کرنے کی جرأت نہ کی۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

بیان گواہ
باقرار صالح

مولوی محمد حسین صاحب کولوتارڑوی

مرزا غلام احمد کے عقائد اور اقوالِ شریعت اسلامیہ کے سراسر خلاف ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک دعویٰ نبوت ہے جو انہوں نے کیا۔ یہ دعویٰ قرآن شریف واحادیث نبویہ اور اجماعِ امت کے سراسر مخالف ہے۔ کیونکہ ان تمام دلائل شرعیہ سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین بمعنی آخر النبیّین ثابت ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا قرآن شریف، احادیث نبویہ اور اجماعِ امت کی رُو سے کافر خارج از اسلام ہے۔ قرآن شریف نے ختم النبوۃ کو قطعاً اور یقیناً مختلف طریقوں سے ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد ایک شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھنے والا ہو، دل میں اس بات کا شک وشبہ بھی نہیں لا سکتا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد کسی شخص کا نبوت حاصل کرنا ممکن ہوسکتا ہے۔

منجملہ ان دلائل قرآنیہ کے جو ختم نبوت پر قطعی ثبوت ہیں، پہلی دلیل یہ آیۃ کریمہ ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب،۴۰)

اس آیت کے متعلق ضروری گذارشات یہ ہیں کہ خاتم النبیّین کا معنی تمام محدثین علمائے لغت نے آخر النبیّین لکھے ہیں۔ اور کتب لغات میں سے کوئی حوالہ ایسا نہیں کہ جس سے قطعاً اور یقیناً یہ ثابت ہو کہ اس کے معنی اور بھی ہو سکتے ہیں۔ پس لغت اور قواعد عربیہ کے لحاظ سے اس کے معنی آخر النبیّین کے ہی ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی مختلف آیات میں اسی آیت کی تفسیر کو اس مضمون کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَاالنَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا. (اعراف،۱۵۸)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ. (سبا،۲۸)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. (انبیاء،۱۰۷)

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا. (فرقان،۱)

ان تمام آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم جملہ بنی آدم کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ اور یہ بات ختم النبوۃ کے لیے ایک صاف اور صریح دلالت کرنے والی ہے۔ دوسری دلیل جو ختم النبوت پر صاف دلالت کرتی ہے، یہ آیت ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ. (آل عمران،۸۱)

اس آیۃ کریمہ میں خداوند تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السّلام سے ایک ایسے رسول کے متعلق عہد لیا ہے جو سب کا مصدق ہے اور سب کے بعد ہی آنے والا ہے۔ کیونکہ لفظ ثم عربی نحو کے لحاظ سے بعدیت اور قبلیت پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ رسول مصدق جس کی نسبت تمام انبیاء سے عہد لیا گیا ہے، وہ سب کے بعد آنے والا ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

تیسری دلیل

ہر ایک نبی جو دنیا میں بھیجا گیا ہے، خدا کی طرف سے اُس کو وحی ہوتی رہی۔ گویا وحی نبوت کے لیے ایک لازمی چیز ہے۔ اور یہ بات بالکل ظاہر ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہوسکتا۔ نبی بغیر وحی الٰہی کے نہیں ہوسکتا۔ اب قرآن کریم کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السّلام جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی، سب آنحضرت علیہ السّلام سے پہلے ہو چکے ہیں۔ اور قرآن کریم نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر حکم وحی کے ساتھ لفظ قبل کو ملایا ہے، تاکہ یہ بات ثابت ہو کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے ہی وحی نبوت اور انبیاء علیہم السّلام آئے ہیں۔ آپ کے بعد نہ کسی کو وحی نبوت ہوگی اور نہ نبی ہوگا۔ نمونہ کے طور پر چند آیات پیش کرتا ہوں:

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ص لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ز وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. (آل عمران،۸۴)

اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ جو کچھ انبیاء علیہم السّلام پر وحی نازل کی گئی ہے وہ زمانہ ماضی میں ہو چکی ہے۔ اور اللہ سبحانہٗ نے ہمیں اپنے انبیاء پر ایمان لانے کی ترغیب دی ہے، جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ اور کسی نبی کے لیے ایمان کی تاکید نہیں کی جو آپ کے بعد ہو، حالانکہ یہ ضروری تھا کہ اگر کوئی نبی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آنے والا ہوتا اور سلسلہ نبوت جاری رہنے والا ہوتا تو ضرور اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ایمان لانے کی تاکید فرماتا۔ لیکن اس کے برخلاف قرآن مجید کے تمام مقامات پر وحی انبیاء علیہم السّلام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ماقبل مخصوص کیا گیا ہے۔ اور یہ قطعی اور یقینی دلیل اس امر کی ہے کہ قرآن حکیم آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز نہیں رکھتا۔ دوسری آیت اس مضمون کی جو ابتداء قرآن کریم، سورۃ بقرہ کے شروع میں ہے: وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ. (بقرۃ،۴)

اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے انہی کو ہدایت پر قائم رہنے والے اور مُفْلِحُوْن فرمایا ہے۔ جو آنحضرت کی وحی پر اور آپ سے پہلے انبیاء علیہم السّلام کی وحی پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (نساء،۱۶۲) نے انہی لوگوں کو راسخ فی العلم قرار دیا ہے جو آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی وحی پر اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ. (نساء،۱۳۶)

اس آیت کریمہ میں خداوند تعالیٰ نے مومنوں کو ایمان کی کیفیت کی تعلیم فرمائی ہے۔ اور یہ تلقین کی ہے کہ تمام ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل ہوئی۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور ان کتب پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں۔ اگر کوئی نبی آپ کے بعد میں آنے والا ہوتا تو اس کے متعلق خداوند تعالیٰ ضرور تعلیم دیتا کہ اس پر بھی ایمان لاؤ۔

www.khatmenubuwwat.org

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّھُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ. (فرقان،۲۰)

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ. (زمر،۶۵)

کَذٰلِکَ یُوْحِیْ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ. (شوریٰ،۷)

ان تمام آیات میں اللہ سبحانہٗ نے وحی نبوت کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ماقبل کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وحی اور آپ سے ماقبل انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ جس سے قطعاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ وحی نبوت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہو چکی ہے اور بابِ نبوت بند ہو چکا ہے۔

قرآن شریف پر مجموعی طور پر نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے وحی نبوت کے جاری ہونے کے سلسلہ کی خبر دی ہے۔ چنانچہ فرمایا، جبکہ آدم علیہ السّلام معہ اپنی ذریت کے اس دنیا پر لائے گئے تو خداوند تعالیٰ نے اطلاع دی۔ سلسلہ نبوت و ہدایت جاری کیا جاوے گا۔ پس جو شخص ہماری ہدایت کی تابعداری کرے گا، اس پر کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا۔ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. (بقرۃ، ۳۸) یہ ابتدا اور آغاز وحی ہے۔ اس کے بعد نوح علیہ السّلام کے زمانہ تک پہنچتے ہیں۔ اور قرآن شریف سے پوچھتے ہیں کہ سلسلہ نبوت جاری ہے یا نہیں۔ جواب ملتا ہے کہ ہاں جاری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰھِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِھِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ. (حدید،۲۶)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السّلام کی ذریت میں سلسلہ نبوۃ جاری ہے۔ انبیاء عظام میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہیں۔ ان کے زمانہ میں اگر قرآن سے پوچھا جائے کہ سلسلہ نبوت جاری ہے، یا نہیں، تو جواب ملتا ہے کہ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِھِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ. (حدید، ۲۶) یعنی ہم نے اُس کی اولاد میں نبوۃ اور کتاب کو یعنی وحی نبوت کو مقرر فرما دیا ہے۔ یہاں سے یہ پتہ چلا کہ ذریت ابراہیم میں ابھی سلسلہ نبوۃ جاری رہا ہے۔

دوسری بات اس آیت سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ نبوت کا ظرف اور محل آلِ ابراہیم ہیں، جس کا عملی ثبوت یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد کے دو شعبے قرار دیے، ایک بنی اسحاق، جن میں پہلے سلسلہ نبوۃ جاری ہوا اور بہت انبیاء علیہم السّلام ان میں آئے جن کا خاتمہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر ہوا۔

دوسرے بنی اسمٰعیل، جس میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تک کوئی نبی نہیں آیا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السّلام کے زمانہ کی طرف نگاہ کی جائے تو قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْ م بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ. (بقرۃ، ۸۷)

تو اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السّلام کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے۔ اور کئی رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے، جیسا کہ لفظ رسل سے ظاہر ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا وقت آتا ہے تو قرآن کریم سے سوال ہوتا ہے کہ آیا بکثرت

www.khatmenubuwwat.org

انبیاء ابھی آئیں گے یا کیا ہوگا۔ تو خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ. (صف،٦)

خداوند سبحانہٗ نے یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی زبان پر اُسلوب جواب کو بالکل بدل دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں۔ اور مجھ سے پہلے موسیٰ علیہ السّلام کو کتاب توراۃ جو خدا کی طرف سے ان کو عطا ہوئی ہے، اس کی تصدیق کرتا ہوں، اور خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، نام اُس کا احمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) ہوگا۔

قرآن کریم نے پہلے اس کے فقط عام طور پر رسولوں کے آنے کی خبر دی تھی۔ اور یہاں ایک خاص رسول کی خبر دے کر اُس کو نام سے مشخص اور متعین فرما دیا۔

یہ اسلوب صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ احمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نبوت کو ختم کر رہا ہے۔ اور عام طور پر جو رسولوں کے آنے کا اسلوب تھا، اس کو بدل کر ایک خاص معین شخص کے آنے کی اطلاع دیتا ہے۔

اس کے بعد آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا زمانہ آتا ہے تو قرآن حکیم سے پوچھتے ہیں کہ آنحضرت علیہ السّلام کے آنے کے بعد سلسلہ نبوۃ جاری ہے یا بند ہو جاتا ہے؟ قرآن کریم فرماتا ہے کہ **مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا** (احزاب،٤٠) کہ نہیں ہیں محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ میرے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں (یعنی آخر النبیین)۔ آپ کے بعد جملہ بنی آدم جو آپ پر ایمان لائیں گے، وہ آپ کی روحانی ذرّیت اور اولاد کہلائیں گے۔ اور دنیا میں وہ آخری روحانی باپ ہوگا، جس کی اولاد بکثرت ہو گی۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مختلف انبیاء ہونے کے زمانہ میں سلسلہ نبوۃ کے جاری رہنے اور رُسل کے آنے کی اطلاع دی۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر آ کر اِس اطلاع کے برخلاف جو بصورت اجراء نبوۃ بمثل سابق ایسی اطلاع دی جانی لازمی تھی، جیسا کہ پہلے دی گئی، اس کے بعد ختم نبوت کا اعلان کر دیا، جس سے قطعاً اور یقیناً یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن کریم مجموعی طور پر ختم نبوۃ کا اعلان کر رہا ہے اور فرداً فرداً آیات بھی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اب میں چند احادیث بیان کرتا ہوں جو ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں:

١۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے ایک گھر بنایا، جس کو بہت خوبصورت بنایا۔ مگر اس کے کنارہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کو پھر پھر کر دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑی گئی، پس میں ہی وہ اینٹ ہوں اور خاتم النبیّین ہوں۔ (بخاری، کتاب الانبیاء)

ترمذی کے الفاظ میں ہے کہ میرے ساتھ ہی یہ عمارت ختم کر دی گئی ہے۔ اور میرے ساتھ رسول ختم کر دیے گئے ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

اس تمثیل سے جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنی نسبت اور انبیاء کی نسبت ارشاد فرمائی، قطعی دلالت اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم قصرِ نبوت کے متمم اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔[1]

۲۔ آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں انبیاء آتے رہے۔ ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی آ جاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور خلیفہ ہوں گے، پس بہت ہوں گے۔ الحدیث[2]

اس حدیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے مقابل پر یہاں سلسلہ خلافت قائم ہوگا۔ جس کی وجہ آنحضرت علیہ السّلام نے یہ فرما دی ہے کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں ہے۔

۳۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو فرمایا، جبکہ آپ نے جنگ تبوک کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل بیت میں نگراں چھوڑا۔ حضرت علی نے یہ عرض کی کہ کیا آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ تو آپ نے یہ فرمایا کہ تو مجھ سے وہی نسبت رکھتا ہے جس طرح کہ ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السّلام سے تھی۔ لیکن چونکہ ہارون اور موسیٰ علیہما السّلام کے درمیان ایک اور بھی مشترک وصف پایا جاتا تھا، (یعنی نبوۃ کا) اس لیے آنحضرت علیہ السّلام نے یہ فرما کر کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اس مماثلت کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دور فرما دیا۔ اگر نبوت آنحضرت علیہ السّلام کے بعد تشریعی یا غیر تشریعی جاری ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** کہہ کر اس وصف سے محروم نہ کرتے۔[3]

۴۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس (۳۰) کذاب و دجال ہوں گے، ہر ایک ان میں سے کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ پھر حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ **انا خاتم النبیّین ولانبی بعدی.** کہ میں خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔[4]

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جھوٹے نبیوں کے ذکر کے بعد جو اس امت میں ہونے والے تھے، از روئے شفقت یہ فرما دینا کہ میں خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ صاف اس بات کی دلیل ہے کہ محض دعویٰ نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد امت محمدیہ میں قابلِ سماعت نہیں ہے۔

۵۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ **لو کان بعدی نبی لکان عمر.**[5] اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو حضرت عمر ابن الخطاب ہوتے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اگر کوئی نبی تشریعی یا غیر تشریعی آنحضرت کے بعد ہونے والا ہوتا تو

۱۔ صحیح بخاری، ۱/ ۵۰۱، باب خاتم النبیّین، رقم ۳۵۳۵، صحیح مسلم، ۲/ ۲۴۸، رقم ۶۱۰۳

۲۔ صحیح بخاری، ۱/ ۴۹۱، باب ذکر عن بنی اسرائیل، رقم ۳۴۵۵

۳۔ صحیح مسلم ۲/ ۲۷۸، رعقم ۶۳۷۰، باب من فضاء علی، صحیح بخاری، ۲/ ۶۳۳، باب غزوہ تبوک)

۴۔ ترمذی، ۲/ ۱۱۲، رقم ۲۲۱۹، بخاری، ۲/ ۱۰۵۴، کتاب الفتن، رقم ۳۴۱۳

۵۔ سنن ترمذی رقم ۳۶۸۶، مسند احمد بن حنبل رقم ۱۷۴۰۵

www.khatmenubuwwat.org

حضرت عمر ہوتے۔

۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے: انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔[۱] میں آخری نبی ہوں، تم آخری امت ہو۔

ان احادیث سے قطعاً اور یقیناً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام آخری نبی ہیں اور سلسلہ نبوت آپ کے بعد بند ہے۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد مدعی نبوت کذاب ہے۔

مرزا صاحب کے عقائد کے مخالف اسلام ہونے کے اور بھی اشباہ و نظائر ہیں۔ مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ ملائکہ ستاروں کے ارواح ہیں اور ان کے لیے جان کا حکم رکھتے ہیں۔[۲] جبرئیلؑ کا تعلق سورج سے ہے، وہ بذاتِ خود حقیقۃً زمین پر نہیں اترتا۔[۳] اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جبرائیل علیہ السّلام کا نزول، جو شرع میں وارد ہے، اس سے اس کی تاثیر کا نزول مراد ہے اور جو صورت جبرئیل کی انبیاء دیکھتے تھے، وہ جبرئیل کی عکسی تصویر ہوتی تھی جو انبیاء کے خیال میں متمثل ہو جاتی تھی۔ ملک الموت بھی بذاتِ خود زمین پر اُتر کر قبض ارواح نہیں کرتا، بلکہ اُس کی تاثیر سے قبض ارواح ہوتا ہے۔[۴] دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، نجوم کی تاثیر سے ہو رہا ہے۔ روح القدس اور روح الامین، شدید القوی جو جبرئیل کے نام ہیں، ان کی نسبت مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ سب انسان کی صفتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی محبت اور انسان کی محبت کے ملنے سے بطور نتیجہ کے پیدا ہوتی ہیں، اور یہی پاک تثلیث ہے۔[۵]

مرزا صاحب کا خارج از اسلام ہونا ایک اور طریقہ سے بھی ثابت ہے۔ مرزا صاحب نے جن الہاموں کو خدا تعالیٰ کا کلام ظاہر کیا ہے۔ اور ان میں سے اکثر وعدہ کے رنگ میں ہیں۔ اور واقعات نے ان کو غلط ثابت کیا ہے، جس سے یقیناً یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اور اُس کا کلام نہ تھا، کیونکہ اگر وہ خدا تعالیٰ کا کلام اور اس کا وعدہ ہوتا تو واقعات اس کی تکذیب نہ کر سکتے۔

مِن جملہ اُن کے محمدی بیگم کی پیشگوئی ہے، جس کو مرزا صاحب نے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا، چنانچہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۳ پر، جو مرزا صاحب کی مصنفہ ہے، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی کا معاملہ طے ہو گیا اور آخری نتیجہ ظاہر ہو گیا۔ بلکہ بات ویسی کی ویسی قائم ہے اور کوئی بھی اپنے حیلوں سے اس کو ٹال نہیں سکتا۔ اور تقدیر مبرم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس کا وقت آوے گا۔ پس قسم ہے اُس ذات کی جس نے ہمارے لیے محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو بھیجا۔ یہ بات حق ہے اور جلد ہی دیکھے گا تُو۔ اور میں اس پیشگوئی کو اپنے سچ اور جھوٹ کا معیار قرار دیتا ہوں اور میں اپنی طرف سے

۱۔ ابن ماجہ، ص ۳۰۷، باب فتنۃ الدجال، سنن ابن ماجہ رقم ۴۰۷۷، سندہٗ جید

۲۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۷۰، ومابعدہ

۳۔ ملاحظہ ہو: توضیح المرام، ص ۸

۴۔ ملاحظہ ہو: توضیح المرام، ص ۳۲ و ۱۰، مصنفہ غلام احمد صاحب

۵۔ ملاحظہ ہو: کتاب توضیح المرام، ص ۸

www.khatmenubuwwat.org

نہیں کہتا، مگر جو کچھ میرے رب نے کہا ہے۔[1]

اسی کتاب کے صفحہ ۳۱ پر کہتے ہیں کہ میں تم سے بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی احمد بیگ کے داماد کی تقدیر مبرم ہے، اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔[2]

اب یہ ظاہر ہے کہ احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کی زندگی میں نہیں مرا۔ اور مرزا صاحب کی موت آ گئی۔ جس سے صاف ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اپنے قول کے مطابق دعویٰ الہام میں جھوٹے تھے۔

مرزا صاحب کے من جملہ وجوہ کفر میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی سخت توہین کی ہے اور ان کے معجزات کو مسمریزم قرار دیا ہے۔ اور مسمریزم کو خود مرزا صاحب نے قابلِ نفرت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام، صفحہ ۳۰۵ میں لکھتے ہیں کہ ماسوائے اس کے یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزم طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکتیں، کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ظہور میں آتے رہتے ہیں۔[3] پھر صفحہ ۳۰۹ میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

اب اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ایک مکروہ اور قابلِ نفرت عمل کے ذریعہ سے لہو ولعب کے طریقہ پر اعجوبہ نمایاں کیا کرتے تھے۔ اعجاز ان کو حاصل نہ تھا۔[4]

اب دیکھئے کہ کس قدر معجزات عیسویہ کی توہین ہے جس کو قرآن عظیم نے بڑے اہتمام سے بیان فرمایا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے معجزات بڑی اہمیت سے قرآن شریف میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے کہ ان کی والدہ مقدسہ کو بطور بشارت اِن معجزات کی خبر دی گئی۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰکِ وَطَهَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ. یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ. ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ وَمَاکُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ. اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ. وَ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَکَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ. قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَایَشَآءُ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ. وَیُعَلِّمُهُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ. وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ

۱۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۲۳

۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۳۱

۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۵۶-۲۵۵

۴۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۵۸-۲۵۷

www.khatmenubuwat.org

مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ. (آل عمران،۴۲-۴۹)

پھر آخرت میں جہاں اولین اورآخرین جمع ہوں گے، اللہ تعالیٰ تحدیث نعمت کے طور پر معجزات کی بابت ذکر فرماتا ہے، جس کا مفصل ذکر سورہ مائدہ میں ہے۔ اوراس جگہ سورہ مائدہ میں آپ کے معزات کے منکرین پر جوفتویٰ ہے، وہ یہ ہے:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَ عَلٰی وَ الِدَتِكَ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلاً ج وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِ نْجِیْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ عَنْكَ اِذْجِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ. (مائدہ،۱۱۰)

یعنی جب تو اُن کے پاس معجزات لے کر گیا تو کافروں نے کہا کہ یہ کھلم کھلا جادو ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے معجزات کا انکار واستحقاق کرنا کافروں کا کام ہے، جو کفر کی حد تک پہنچتا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے۔

اس کے علاوہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے حق میں سب وشتم کا استعمال بھی کیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب عقائد اسلام کے برخلاف کفر کا ارتکاب کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے تھے۔

یہ نمونہ ان عقائد کا ہے جو مرزا صاحب کی کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں، جس سے قطعاً اور یقیناً یہ ثابت ہوا کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

جو شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے، مگر ضروریات دین کا انکار کرے تو اُس کو مرتد قرار دیا جائے گا۔ میں مرزا صاحب کو مرتد سمجھتا ہوں، جو مرتد ہے وہ کافر ہوگا اس لیے مرزا صاحب کے اصولوں کو ماننے والے بھی مرتد اور کافر ہیں۔

مؤرخہ ۱۴/ جولائی ۱۹۳۲ء
سن کر درست تسلیم کیا

دستخط محمد اکبر
ڈسٹرکٹ جج بہاولپور

بحث نہ کی گئی
دستخط جج صاحب
۱۴/ جولائی ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

بیان حضرت علامہ محمد شفیع صاحبؒ

گواہ مدعیہ

www.khatmenubuwwat.org

علامۃ العصر فاضل اجل حضرت محمد شفیع صاحبؒ سابق مفتی دیوبند ومفتیِ اعظم پاکستان کی ذاتِ گرامی کسی تعارف وتوصیف کی محتاج نہیں۔ ربع صدی سے زائد عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں علم وفضل کے دریا بہائے۔ تقسیم ملک کے بعد شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی دعوت پر ۱۹۴۸ء میں پاکستان تشریف لے آئے۔ آپ کے علمی شغف کا یہ حال تھا کہ آپ کی تمام عمر کا ذخیرہ ہزارہا کتب منتخبہ کی صورت میں موجود ہے، جن میں شہرۂ آفاق تفسیر معارف القرآن اور فتنہ مرزائیت پر ختم النبوۃ فی القرآن، ختم النبوۃ فی الحدیث، ختم النبوۃ فی الآثار جیسی نادر تصانیف شامل ہیں۔

دیگر اکابرین کے ہمراہ آپ بھی مقدمہ ہٰذا میں شہادت دینے کے لیے بطورِ خاص بحیثیت مفتیِ اعظم ہندوستان دیوبند سے بہاولپور تشریف لائے۔ ۲۰/ اگست ۱۹۳۲ء کو آپ کا بصیرت افروز بیان قلمبند ہوا، جو دوسرے دن صبح دس بجے تک جاری رہا۔ ازاں بعد فریقینِ مخالف کی جرح کے ایسے محققانہ جوابات دیے کہ فرقہ مرزائیہ کا کفر وارتداد حقیقت بن کر عدالت پر واضح ہوگیا۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

۲۰/اگست ۱۹۳۲ء

فریقین حاضر ہیں

بیان گواہ مدعیہ باقرار صالح

محمد شفیع ولد مولانا محمد یٰسین ذات شیخ پیشہ مفتی دارالعلوم دیوبند سکنہ دیوبند عمر ۳۲ سال

میرے نزدیک اور تمام علمائے امت کے نزدیک یہ متفقہ بات ہے کہ جو شخص نبی کریم صلعم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے، یا ختم النبوۃ کا انکار کرے وہ کافر اور مرتد ہے۔ اس کا نکاح کسی مسلمان عورت کے ساتھ جائز نہیں۔ اور اگر نکاح کے بعد وہ یہ عقیدہ اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ بغیر حکم قاضی اور بغیر عدت کے اس کو دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ ایک مسلمان کو کس وقت کافر کہا جا سکتا ہے۔ یعنی کن اقوال یا افعال کی وجہ سے ایک مسلمان کو کافر کہا جا سکتا ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ خداوند عالم کا انکار یا اس کے رسول کا انکار کفر ہے۔ لیکن یہ بات توضیح طلب ہے کہ رسول کے انکار کے پیشِ نظر اس کے متعلق قرآن کی ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔ ارشاد ہے کہ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُونَ. (نساء، ۶۵) اس آیت میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جو رسول اللہ صلعم کو اپنے تمام معاملات میں حکم نہ مانے اور آپ کے فیصلہ کو ٹھنڈے دل سے قبول نہ کرے۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت صادق فرماتے ہیں: لَوْ اَنَّ قَوْمًا اعبُدوا اللّٰہ تَعَالٰی الّا... الخ[1] جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی قوم خداوند عالم کی عبادت کرے اور نماز پوری طرح ادا کرے، زکوٰۃ دے، روزے رکھے، حج کرے، سارے کام اسلامی ادا کرے، لیکن رسول صلعم کے کسی فعل پر حرف گیری کرے، وہ مشرک ہے۔ اس بناء پر تمام علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول کا انکار کفر ہے، اس طرح اس کے کسی ایک حکم کا نہ ماننا بھی کفر ہے۔ دنیائے عالم میں سب سے پہلا کافر شیطان اور ابلیس مانا جاتا ہے۔ اس کا کفر بھی اسی نوع کا ہے۔ وہ خدا کا منکر نہیں، اس کی صفات کا منکر نہیں، صرف ایک حکم کے نہ ماننے کی وجہ سے کافر مانا گیا۔ اس سے میں چند علماء کی عبارتیں اس کی تصریح میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ شرح مقاصد بحث ہفتم **فی حکم مخالف الحق فی اھل القبلہ** کے تحت اس کتاب میں ہے: **فلا نزاع فی کفر امثلا لقبلۃ المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم و نفی الشر... الخ**[2] اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اہلِ قبلہ میں سے جو شخص ساری عمر اطاعت پر مداومت کرنے والا ہو، جب وہ قدم عالم کا قائل ہو جائے یا حشر کا انکار کرے یا اس کے امثال کا تو وہ کافر ہے۔ یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ موجبات کفر سے اس سے صادر ہو۔ اور حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں: **اعلم انّ السواد من اھل القبلہ الذین اتفقوا من ماھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللّٰہ تعالٰی بالکلیات والجزئیات وما اشبہ من ذٰلک... وغیرہ.** جس کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ قبلہ جن

۱۔ تفسیر روح المعانی، ۵/ ۶۵

۲۔ شرح المقاصد فی علم الکلام للتفتازانی ۲/ ۲۶۹

www.khatmenabuowat.org

کی تکفیر نہیں کی جاتی وہ لوگ ہیں جو ضروریاتِ دین پر متفق ہوں۔ تو جو شخص ساری عمر اطاعت اور عبادات پر مداومت کرے، مگر قدم عالم یا نفی قیامت کا قائل ہو، وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں ہے اور اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی چیز علامات کفر میں سے اس پر نہ پائی جائے، اس وقت تک تکفیر نہ کی جاوے۔ علامہ شامی رد المحتار، جلد اوّل، صفحہ ۴۷۷ میں فرماتے ہیں:

لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھلا القبلة المواظب طول عمرہ علی الطاعات.

جس کا مطلب بھی یہی ہے کہ امت میں سے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو شخص ضروریات اسلام کا مخالف ہو، وہ کافر ہے۔ اگرچہ اہلِ قبلہ میں سے ہو اور ساری عمر عبادات پر مداومت کرتا ہو، یہی مضمون بحر الرائق اور شرح کنز الدقائق میں باب المرتدین اور غایۃ التحقیق شرح حسامی میں اور کشف الاصول میں ہے۔ شرح عقائد نسفی کی شرح نبراس، صفحہ ۵۷۳ میں علمائے محققین کی تحقیق اس طرح نقل فرمائی ہے: **اھل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین وغیرہ.** جس کا مطلب یہ ہے کہ محققین اسلام کی تحقیق یہ واقع ہوئی ہے کہ متکلمین کی اصطلاح میں اہلِ قبلہ وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کریں۔ یعنی ان امور کی تصدیق کریں جس کا ثبوت شریعت میں مشہور اور معلوم ہے۔ پس جو شخص ضروریات میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرے وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں۔ اگرچہ اطاعت میں انتہائی کوشش کرنے والا ہو۔ ایسے ہی وہ شخص جو کسی ایسے کام کا مرتکب ہو جو تکذیب رسول کی علامت ہے، جیسے توہین کسی امر شرعی کی، یا کسی امر شرعی کا استہزاء کرنا۔ یہاں تک کہ یہ چند شہادات علمائے محققین کی اس بات پر پیش کی ہیں کہ جس طرح رسول صلعم کا سرے سے انکار کرنا کفر ہے اسی طرح آپ کے احکام میں سے جو حکم قطعی الثبوت ہو اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ قطعی الثبوت سے میرا مطلب یہ ہے کہ وہ احکام جو اسلام میں اس طرح مشہور اور معروف ہیں کہ امت قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک ان کو ایسا ہی سمجھتی رہی ہے قطعی الثبوت اور ضروریات دین میں یہ فرق ہے کہ ضروریات دین ان چیزوں کو کہا جاتا ہے کہ جن کا ثبوت درجہ تواتر کو پہنچ کر ایسا واضح ہو گیا ہے کہ تمام امت اس کو ہمیشہ جانتی رہی ہے اور قطعی الثبوت وہ چیز ہے کہ جس کا ثبوت نبی کریم صلعم سے علمی قواعد کی بنا پر قطعی ہو۔ خواہ امت کا کوئی فرد اس کو نہ جانتا ہو اس لیے قطعی الثبوت کے انکار کو اس وقت کفر کہا جائے گا، جبکہ اس کی تبلیغ اس شخص کو کر دی جائے۔ اور ضروریاتِ دین کا منکر مطلقاً کافر ہے۔ اس میں تبلیغ کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اور یہ بات جو میں نے علمائے امت کی تحقیق سے پیش کی ہے، خود مرزا صاحب اور ان کے متبعین کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۷۹ میں کہتے ہیں، کافر کا لفظ مومن کے مقابلہ پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے؛ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلعم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کے باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔[1] اور اس کتاب کے صفحہ ۱۶۳ پر کہتے ہیں، جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔[2] نیز مسٹر محمد علی صاحب تفسیر بیان القرآن، صفحہ ۵۷۴ میں آیت کریم: اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۸۵
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۶۸

www.khatmenubuwwat.org

(نساء،۱۵۰) کے تحت میں کہتے ہیں، اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق سے مراد صرف یہی نہیں کہ اللہ کو مان لیا اور رسولوں کا انکار کر دیا، جیسے برہمن ہیں، بلکہ یہ بھی کہ بعض رسولوں کو مان لیا اور بعض کا انکار کر دیا۔ جیسے تمام اہلِ کتاب کی حالت ہے۔ اور یہ اس لیے کہ اللہ کے کسی رسول کا انکار گویا اللہ ہی کا انکار ہے۔

نیز انجام آتھم، صفحہ ۱۴۴ میں فرماتے ہیں کہ **اشھدوا انا نتمسک بکتاب اللّٰہ وغیرہ**. مطلب اس کا یہ ہے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ گواہ رہو کہ ہم اللہ کی کتاب قرآن کے ساتھ تمسک کرتے ہیں۔ اور رسول اللہ کے اقوال کا اتباع کرتے ہیں جو چشمہ حق اور عرفان کا ہے۔ اور ہم قبول کرتے ہیں اس چیز کو جس پر اجماع اس زمانہ میں منعقد ہوا ہے نہ ہم اس پر زیادتی کرتے ہیں، اور نہ اس سے کمی کرتے ہیں۔ اس پر زندہ رہیں گے اور اس پر مریں گے۔ اور جو شخص اس شریعت پر مقدار ایک ذرّہ کی زیادتی کرے یا اس میں سے کمی کرے یا کسی عقیدہ اجماعیہ کا انکار کرے، اس پر اللہ کی لعنت اور ملائکہ کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ یہ میرا اعتقاد ہے، تمسک کے معنی استدلال کے ہوں یا نہیں ان تمام عبارات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ علمائے اسلام کے نزدیک اتفاقی طور پر اور خود مرزا صاحب کے نزدیک بھی جس طرح رسول کا انکار کفر ہے۔ اس طرح اسلام کے کسی اجماعی عقیدہ کا یا ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کفر ہے۔ اس کے بعد میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے ضروریات دین میں سے بہت سی چیزوں کا انکار کیا۔ اور اس بناء پر وہ باجماع امت کافر و مرتد ہیں۔ اس وقت ان ضروریات میں سے پہلی چیز ختم النبوت کا انکار ہے اور نبوت کا دعویٰ اور وحی اور شریعت مستقلہ کا دعویٰ ہے۔ نبوت کے دعویٰ کا خود مدعا علیہ کو اپنے بیان میں اقرار ہے، اس لیے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ وحی اور شریعت مستقلہ کا دعویٰ، اس کے ثبوت میں مرزا صاحب کے اقوال ذیل پیش کرتا ہوں۔

دافع البلاء، صفحہ ۱۱ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔[۲] اسی طرح اپنی کتاب براہین احمدیہ، صفحہ ۴۹۸ میں لکھتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔[۳] یہی مضمون اور دعویٰ اربعین، جلد۴، صفحہ ۶ میں بھی ہے۔ مضمون یہ ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افتراء کر کے آنحضرت صلعم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی ۲۳ برس تک مہلت پا سکے۔ ضرور ہلاک ہوگا۔[۴] کتاب ضمیمہ حقیقت النبوت میں مرزا محمود صاحب مرزا غلام احمد صاحب کا قول نقل کرتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کو وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ اس کے اوپر کے الفاظ یہ ہیں کہ چند روز ہوئے کہ ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے، وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے۔ الخ۔ حقیقۃ الوحی، ص ۱۴۹، ۱۵۰ میں ہے، اس طرح اوائل میں میرا ابھی یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح

۱۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۱۴۴

۲۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۱

۳۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۰۶

۴۔ اربعین، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۴

www.khatmenubuwwat.org

مریم سے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی حیثیت ظاہر ہوتا، تو اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی، اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔[1] انجام آتھم، صفحہ ۶۲ پر فرماتے ہیں، الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ ہے۔ خدا کا مامور۔ خدا کا دین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ۔ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔[2] اور مرزا صاحب اربعین نمبر ۴، صفحہ ۱۹ میں فرماتے ہیں، مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ تو کیا اب مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات، بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں گا۔[3] اس طرح حقیقت الوحی، صفحہ ۱۵۰ میں ہے۔ میں اس کی پاک وحی پر ایسا ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں۔[4] مرزا صاحب کے اقوال اس بارہ میں اگر جمع کیے جاویں تو اور بھی بہت سے ہیں۔ لیکن ان سے بقدر ضرورت یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرزا صاحب وحی اور رسالت کے دعویدار ہیں اور اپنی وحی کو بالکل قرآن کے برابر سمجھتے ہیں۔ اس کے منکر کو جہنمی کہتے ہیں۔ میں امت محمدیہ کا ساڑھے تیرہ سو برس کا عقیدہ اس بارہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جو شخص وحی اور نبوت کا دعویٰ کرے، یا آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کا آنا کسی کو نبوت دیا جانا تجویز کرے، اس کے متعلق علمائے امت کی مسلمہ رائے کیا ہے۔ اور ائمہ اسلام نے کیا کچھ فرمایا ہے۔ علامہ خفاجی شفاء قاضی عیاض کی شرح میں فرماتے ہیں۔[5]

ان اقوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی ابن قاسم نے اس شخص کے متعلق کہا ہے۔ جو دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، یہ سحنون کا بیان ہے اور ابن قاسم مدعی نبوت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ وہ مثل مرتد کے ہے۔ برابر ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی نبوت کے اتباع کی دعوت دے یا نہ دے۔ اور پھر یہ دعوت خفیہ ہو یا علانیہ جیسے مسیلمہ کذاب لعنۃ اللہ علیہ اصبغ ابن فرزج فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے۔ وہ احکام میں مثل مرتد کے ہے۔ اس لیے کہ وہ قرآن کا منکر ہوگیا اور اس نے آنحضرت صلعم کو اس قول میں جھٹلایا کہ آپ خاتم النبیّین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افتراء بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اسی طرح شرح شفاء میں ہے:

وکذٰلک فکر فمن ادعٰی نبوۃ احد نبینا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی او ادعی نبوۃ نبوۃ احدٍ بعد انہ خاتم النبیّین بنص القرآن والحدیث وھٰذا تکذیب اللّٰہ ورسولہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم...

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی ہم اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی کی بھی نبوت کا دعویٰ کرے۔ یعنی آپ کے زمانہ مبارک میں دعویٰ کرے۔ جیسے مسیلمہ اور اسود عنسی نے کیا۔ یا آپ کے بعد کرے اس لیے کہ آپ خاتم النبیّین ہیں۔ بتصریح قرآن و حدیث، پس دعویٰ نبوت اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے۔ مثل عیسویہ کے الاشباہ والنظائر، صفحہ ۲۹۶ کتاب السیر و والردۃ میں ہے کہ جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلعم تمام انبیاؤں سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۴-۱۵۳

۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۶۲

۳۔ اربعین، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۵۴

۴۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۴

۵۔ مکمل عبارت ص ۱، کے تحت صفحہ کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

www.khatmenubuwwat.org

نہیں، اس لیے کہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔ نیز فقہ حنفی کی مشہور اور معتبر کتاب بحر الرائق، جلد ۵، صفحہ ۱۳۰ میں ہے کہ اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح اور سچ ہو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اس طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ فتاویٰ عالمگیر، جلد ۲، صفحہ ۲۶۳ میں ہے کہ جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلعم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں، تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔ جس کا منشاء یہ ہے کہ ایسے الفاظ ہوں جو دعویٰ نبوۃ کے لیے موہم ہوں، وہ بھی کفر ہے۔ علامہ ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص محمد صلعم کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے، باجماع مسلمین کافر ہو گیا۔ حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر، صفحہ ۲۰۲ میں فرماتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلعم کے بعد باجماع کفر ہے۔ علامہ سید محمود مفتی بغداد اپنی تفسیر کے صفحہ ۶۵، جلد ۷ میں لکھتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول صلعم کا آخری نبی ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں۔ اور جن کو احادیث نبویہ نے نہایت وضاحت سے بیان کر دیا ہے اور جن پر امت نے اجماع کیا ہے۔ اس لیے اس کے خلاف کا مدعی کافر سمجھا جائے گا۔ اور اگر اصرار کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ حافظ ابن حزم اندلسی اپنی کتاب الملل والنحل، جلد ۳، صفحہ ۲۴۹ میں فرماتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے: اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی محمد صلعم کے بعد سوائے عیسیٰ ابن مریم علیہما السّلام کے اور کوئی نبی ہے۔ تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہیں۔ لعنت کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق ان پر قیامت تک اور برباد کرے ان کے کھیتوں کو اور نہ چھوڑے ان میں کوئی گھر میں بسنے والا اس لیے کہ انہوں نے اپنے غلو میں مبالغہ سے کام لیا ہے اور کفر میں جمع ہو گئے اور اسلام و ایمان کو چھوڑ دیا۔ اور انبیاء اور قرآن کا انکار کیا۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں اس شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا۔ ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ امت محمدیہ قرنِ اوّل سے لے کر آج تک اس پر متفق ہے کہ جو شخص آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا یا وحی کا دعویٰ کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے وہ کافر و مرتد ہے۔ اس کی تائید میں مَیں مرزا صاحب کے بعض اقوال پیش کرتا ہوں۔ حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۹۶ میں لکھتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں نبوۃ کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور قوم کافرین کے ساتھ مل جاؤں۔[1] اس سے معلوم ہوا کہ خود مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے کہ جو تمام امت کا عقیدہ تھا۔ اس کے بعد چند فیصلہ جات بیان کرتا ہوں جو اس بارہ میں اسلامی درباروں سے ہوتے رہے، یعنی مدعیان نبوۃ کے بارہ میں اسلامی درباروں نے صادر کیے ہیں۔ سب سے پہلے مدعی نبوت اسلام میں آنحضرت کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہیں۔ اسود عنسی کو آنحضرت کے حکم سے قتل کیا گیا۔ اور کسی نے نہ پوچھا کہ تیری نبوت کے کیا دلائل ہیں اور تیرے صدق کا کیا معیار ہے۔ ملاحظہ ہو: کتاب فتح الباری شرح بخاری، جلد ۶، صفحہ ۴۵۵۔ اس کے بعد مسیلمہ کذاب کو نبی کریم صلعم کے بعد باجماع صحابہ قتل کیا گیا اور اس پر جہاد کیا گیا۔ سب سے پہلے اجماع جو اسلام میں منعقد ہوا، وہ مسیلمہ کے جہاد پر تھا۔ جس میں کسی نے یہ بحث نہ ڈالی کہ مسیلمہ اپنی نبوت کے کیا دلائل رکھتا ہے، کیا معجزات دکھلاتا ہے، بلکہ اس

۱۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۹۷

www.khatmenubuwwat.org

بناء پر کہ آنحضرت صلعم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے سے کذب وافتراء مان لیا گیا ہے، اس لیے باجماع صحابہ اس پر جہاد کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر کے عہد خلافت میں طلیحہ نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولید کو اس کے قتل کے لیے بھیجا۔ یہ واقعہ فتوح البلدان، صفحہ ۱۰۲ پر ہے۔ اس کے بعد حارث نامی ایک شخص نے خلیفہ عبدالملک کے زمانے میں دعویٰ نبوت کیا۔ خلیفہ نے علمائے وقت سے، جو کہ صحابہ اور تابعین تھے، فتویٰ لیا۔ متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کیا گیا اور سولی پر چڑھایا گیا۔ کسی نے اس بحث کو روا نہ رکھا کہ اس کی صداقت کا معیار دیکھیں، اس سے معجزات اور دلائل طلب کریں۔ قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء میں اس واقعہ کو نقل کر کے فرمایا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے اور ایسا ہی کیا ہے۔ بہت سے خلفاء اور بادشاہوں نے ان کے مشابہ لوگوں کے ساتھ اور اس زمانہ کے علماء نے اجماع کیا ہے کہ ان کی یہ کارروائی صحیح اور درست تھی اور جو شخص ان کے کفر کا منکر ہو، وہ خود کافر ہے۔ ہارون رشید کے عہد میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا، خلیفہ وقت نے علماء کے متفقہ فیصلہ سے اس کو قتل کیا۔ یہ واقع کتاب المحاسن والمادی امام بیہقی کے صفحہ ۶، جلداوّل پر ہے، تمام امت محمد یہ اس پر متفق ہے کہ جو شخص نبی کریم صلعم کے بعد نبوت یا وحی کا دعویٰ کرے یا ختم النبوۃ کا انکار کرے، وہ کافر اور مرتد ہے۔ اور اسی فیصلہ کو قرونِ اولیٰ سے لے کر ہمیشہ تمام اسلامی عدالتوں اور اسلامی درباروں نے نافذ کیا ہے۔ مدعی نبوت اور اس کو ماننے والا دونوں مرتد ہیں۔ ان تمام اقوال ائمہ کے اندر یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جو کچھ ختم النبوت کا عقیدہ پیش کیا گیا ہے، وہ قرآن مجید کی صریح آیت کا حکم ہے: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (احزاب، ۴۰) اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اس آیت کا مطلب سوائے اس کے نہیں ہوسکتا جو صحابہ اور تابعین نے باجماع بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ جائز نہیں۔ تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۷۹، جلد ۸، آیت خاتم النبیّین کی تفسیر میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ آیت اس بات کی نص صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔ کیونکہ مرتبہ رسالت کا بہ نسبت مرتبہ نبوت کے خاص ہے۔ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلعم سے احادیث متواتر وارد ہوئی ہیں، جن کو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے نقل کیا ہے۔ ابن کثیر کی اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ختم النبوۃ کی نسبت احادیث متواتر وارد ہوئی ہیں۔ ابن کثیر کی اس کتاب محولہ بالا کے صفحہ ۹۱، جلد ۸ میں ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بندوں پر بس خدا کی رحمت یہی ہے کہ محمد صلعم کا ان کی طرف بھیجنا، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنحضرت صلعم کی تعظیم وتکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تمام انبیاء اور رُسل علیہم السّلام کو ختم کر دیا اور دین حنیف کو آپ پر کامل کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، تاکہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ کے بعد اس مقام نبوۃ کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افتراء پرداز، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ اگرچہ شعبدہ بازی کرے اور قسم قسم کے جادو طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے۔ اس لیے کہ یہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے اور ایسے ہی قیامت تک خداوند تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت پر یہاں تک کہ وہ مسیح الدجال پر ختم کر دیے جائیں گے، اس بارہ میں بھی احادیث متواتر کا دعویٰ علامہ ابن کثیر نے کیا ہے۔ وہ سب رسالہ ختم النبوۃ میں طبع شدہ ہیں۔ حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ بہت سے دجال اور جھوٹے لوگ نہ اٹھائے جاویں، جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہوگا، وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں تو خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد

www.khatmenubuwwat.org

کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ (ابو داؤد اور ترمذی) دوسری حدیث میں ہے کہ میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اس کو آراستہ پیراستہ کیا ہو، مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ اور لوگ اس کے پاس چکر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں، اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی ایسی کیوں نہ رکھ دی گئی تا کہ تعمیر مکمل ہو جاتی؟ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ پس وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی خاتم النبیّین ہوں۔ (بخاری اور مسلم) بخاری اور مسلم میں اور حدیث ہے کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ چھٹی یہ کہ میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کیا گیا ہے۔) مسلم، کتاب الفضائل) اور حدیث ہے کہ میں سب انبیاء میں آخری ہوں اور تم سب امتوں کی بلا استثناء امتوں میں آخری۔ (ابن ماجہ، باب فتنۃ الدجال) میرے اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ضروریات دین کا انکار باجماع امت کفر ہے اور ختم النبوۃ کا عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اسی طرح مدعی نبوت کا مرتد ہونا بھی ضروریات دین میں ہے۔ مرزا صاحب نے ان تمام ضروریات دین کا کھلے طور پر انکار کیا۔ اس لیے وہ باجماع امت کافر اور مرتد ہیں۔ اس کے بعد دوسری چیز تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام پر ایمان لانا اور ان کو بلا استثناء تعظیم و توقیر کرنا۔ قرآن اور حدیث کا کھلا ہوا فیصلہ اور اجماعی فیصلہ ہے۔ قرآن کا ارشاد اس بارہ میں ہے کہ: اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ وَّیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا. اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا. (نساء، ۱۵۰-۱۵۱) اس آیت سے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام پر بلا استثناء ایمان لانا ضروری ہے۔ اور مرزا صاحب نے اپنی متعدد کتابوں میں متعدد مواقع پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی توہین کی خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اس قدر اہانت اس کی کتابوں میں صراحتاً موجود ہے کہ کوئی بھلا آدمی کسی ادنیٰ آدمی کو بھی نہیں کہہ سکتا۔ مرزا صاحب کی کتاب دافع البلاء کے آخری صفحہ میں ہے کہ لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں یا سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ علیہ السّلام کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔[1] اس عبارت نے یہ بات بھی صاف کر دی کہ اس میں جو کچھ حضرت مسیح علیہ السّلام کے متعلق کہا گیا ہے، وہ مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ ہے، جس کو بحوالہ قرآن بیان کرتے ہیں۔ وہ کسی عیسائی کا قول نقل نہیں کیا جاتا، اسی طرح مرزا صاحب اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۴ میں فرماتے ہیں کہ بس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی نام کیوں رکھا۔[2] اس کتاب کے حاشیہ، صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں کہ ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ اسی کتاب اور اسی صفحہ میں فرماتے ہیں، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ اسی کتاب اور اسی صفحہ میں ہے کہ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔[3] ضمیمہ انجام آتھم،

۱۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۰
۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۸
۳۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۹

www.khatmenbuwwat.org

صفحہ ۷ کے حاشیہ میں ہے کہ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا جود ظہور پذیر ہوا۔ اسی کتاب اور اسی صفحہ میں ہے کہ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہو، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے۔ اس کتاب اور اس صفحہ میں ہے کہ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔[1] مرزا صاحب نے یہ تمام گالیاں یسوع کا نام لے کر ضمیمہ انجام آتھم میں دی ہیں۔ اور خود مرزا صاحب اپنی کتاب توضیح المرام، صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں کہ مسیح ابن مریم، جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔[2] اس طرح مرزا صاحب اپنی کتاب کشتی نوح، صفحہ ۱۶ میں فرماتے ہیں کہ مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا، بلکہ مسیح تو مسیح، میں تو اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ پھر اس کے حاشیہ پر نقل کرتے ہیں کہ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔[3] مرزا صاحب کی ان عبارتوں سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ جس کو یسوع کہتے ہیں، وہی عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام ہیں، اس لیے اب یہ بات نا قابلِ التفات ہے کہ مرزا صاحب نے گالیاں یسوع کو دی ہیں، مسیح علیہ السّلام کو نہیں۔ نیز کشتی نوح، صفحہ ۶۵ کے حاشیہ پر خود مرزا صاحب بجائے یسوع کے لفظ عیسیٰ علیہ السّلام لکھ کر کہتے ہیں کہ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السّلام شراب پیا کرتے تھے۔[4] ان عبارتوں سے مرزا صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا توہین کرنا اور مغلظات گالیاں دینا صاف ثابت ہوگیا۔ اب میں علمائے امت کا متفقہ فتویٰ اس بارہ میں پیش کرتا ہوں کہ جو شخص خدا کے کسی نبی کی ادنیٰ توہین کرے، وہ شخص باجماع امت کافر ہے۔ اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ درالمختار، باب المرتدین، حاشیہ شامی، صفحہ ۲۹۰، جلد ۳، مطبوعہ مصر میں ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ شخص جو کسی نبی کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہوا، وہ قتل کیا جائے گا۔ اور اس کی توبہ قطعاً قبول نہ ہوگی۔ اور شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ یہی مضمون در فصل جزیہ اور فتاویٰ بزازیہ میں بھی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نبی کو کوئی دل سے مبغوض رکھے، اس کا یہی حکم ہے۔ اسی طرح شامی، صفحہ ۲۹۰، جلد ۳ میں ہے کہ ابن سحنون مالکی فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ رسول کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہی عبارت بعینہٖ شفاء قاضی عیاض میں بھی موجود ہے۔ کتاب الخراج میں ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلعم کو گالی دے، یا آپ کی تکذیب کرے، یا آپ پر کوئی عیب لگائے وہ کافر ہوگیا اور اس کی عورت اس سے بائنہ ہوگئی۔ تحفہ شرح منہاج باب المرتدین میں ہے، جو شخص کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے، یا اس میں کوئی نقصان عائد کرے۔ یا کسی شخص کی نبوت کو بعد نبی صلعم کے جائز رکھے، وہ بھی کافر ہے۔ یہ دوسری وجہ مرزا صاحب کے کفر وارتداد کی امت کے اجماعی فیصلوں سے معلوم ہوئی۔ ان تمام وجوہ سے ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین باجماع امت کافر ومرتد ہیں۔ اور اس کے بعد یہ معلوم

۱۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۱
۲۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۵۲
۳۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۸
۴۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۷۱

www.khatmenubuwwat.org

ہونا چاہیے کہ کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر کے ساتھ ہرگز کبھی کسی قرن میں جائز نہیں رکھا گیا۔ اور اگر بعد نکاح کرنے کے خاوند نے کفر اختیار کر لیا تو اس کے نکاح کو ہمیشہ فسخ مانا گیا۔ قرآن کا ارشاد ہے: لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ. (ممتحنہ، ۱۰) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمان عورت کفار کے لیے حلال نہیں اور نہ کفار مسلمان عورتوں کے لیے حلال۔ یہ عقیدہ اور حکم قرآن کا کھلا ہوا فیصلہ ہے۔ خود مرزا صاحب اور ان کے متبعین بھی اس کے قائل ہیں۔ فتویٰ احمدیہ، صفحہ ۷، جلد ۲ تاکید کی جاتی ہے کہ کوئی احمدی اپنی لڑکی غیر احمدی کے نکاح میں نہ دے۔ اس طرح انوار خلافت، صفحہ ۹۳-۹۴ میں ہے۔ ایک اور بھی سوال کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضی کا اظہار کیا ہے۔ جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے، آپؑ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا تھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار کرتا رہا۔ اب میں نے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے۔ کتاب انوار خلافت مصنفہ مرزا محمود صاحب (ص ۹۳-۹۴) میں اپنے بیان کو اس پر ختم کرتا ہوں کہ باجماع امت اور بہ تصریح قرآن وحدیث کوئی مسلمان عورت کسی قادیانی مذہب کے نکاح میں ہرگز شرعاً نہیں رہ سکتی اور اگر بعد نکاح کے وہ یہ مذہب اختیار کرے گا تو شرعاً نکاح فسخ ہو جائے گا۔ قضائے قاضی اور عدت کی بھی حاجت نہ ہوگی۔

دستخط محمد اکبر
ڈسٹرکٹ جج
۲۰/اگست ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

جرح بر بیان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ گواہ مدعیہ

مؤرخہ ۲۱؍اگست ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

بیان بجرح مولوی محمد شفیع صاحب گواہ مدعیہ

خاتم النبیّین کے معنی یہ کہ تمام انبیاء علیہم السّلام کو ختم کرنے والا، یا آخری نبی۔ اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اس معنی میں خاتم النبی نہ مانے وہ کافر اور مرتد ہوگا۔ ملا علی قاری عالم مسلمان ہیں۔ ملا علی قاری نے اپنی کتاب ''موضوعات کبیر'' میں صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں اور اس کے باوجود اگر ابراہیم ابن رسول اللہ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اس طرح پر اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ آپؐ کے پیروؤں میں رہتے۔ یہ بات ابراہیم رضی اللہ عنہ اگر زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے تو یہ قول خدا تعالیٰ کے قول خاتم النبیّین کے منافی نہیں ہے۔ چونکہ معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو آپ کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔ اور اس بات کو مضبوط کرتی ہے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیث کہ اگر موسیٰ علیہ السّلام زندہ ہوتے تو اُن کو میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ امام محمد طاہر کے متعلق بھی میرا عقیدہ ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ وہ اپنی کتاب تکملہ مجمع البحار میں لکھتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگو! یہ تو کہو کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں، لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ اس لیے کہ وہ نظر کرتی ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف اور یہ قول اس بات کے منافی نہیں ہے، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. اس لیے کہ آپ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کوئی نبی نہیں جو منسوخ کرے آپ کی شریعت کو، مگر ایک مصنف کے قول کے ماقبل و مابعد جب تک معلوم نہ ہو۔ اور اس کی دوسری تصانیف سے اس کا صحیح عقیدہ معلوم نہ کیا جاوے، اس وقت تک کوئی ایک جملہ کسی کتاب کا پیش کر دینا عقیدہ ثابت کر دینے کے لیے کافی نہیں۔ ملا علی قاری کے متعلق جو سوال دریافت کیا گیا، اس کے متعلق ملا علی قاری نے ایک حدیث کے متعلق بحث کی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر (ابراہیم صاحبزادہ نبی کریم صلعم) زندہ رہتے تو البتہ نبی ہوتے۔ امام نووی اپنی کتاب تہذیب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے اور جسارت ہے غائب کی باتوں پر کلام کرنے میں اور اٹکل پچو ہے اور ایک بڑے جرم کا ارتکاب ہے۔ ملا علی قاری کا جو قول اوپر بیان کیا گیا ہے اس کی ماقبل اور مابعد کی عبارت کو پڑھنے سے یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ وہ صرف حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول صلعم اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کے متعلق یہ چیز بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اگر حضرت ابراہیم صاحبزادہ زندہ رہتے اور نبی ہوتے تو کس شان کے نبی ہوتے۔ ملا علی قاری نے اس قول کے ماقبل ایسے اقوال نقل کیے ہیں جن سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث کہ اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی ہوتے، اس حدیث کو گرایا ہے۔ اور امام نووی اور امام عبداللہ کے اقوال نقل کیے کہ یہ حدیث ثابت نہیں اور اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض اس حدیث کو تسلیم کر لیا جاوے کہ اگر حضرت ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہوتے تو اس شان کے نبی ہوتے کہ نسخ شریعت نہ کرتے۔ اس بیان سے صاف معلوم ہوا کہ ملا علی قاری صرف یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہی ہوسکتا۔ ابراہیم نبی اگر ہوتے تو اس شان کے ساتھ ہوتے کہ نسخ شریعت نہ کرتے۔ لیکن یہ چیز صرف ابراہیم علیہ السّلام کے حال کو بیان کر رہی ہے۔ عام قاعدہ نہیں۔ ملا علی قاری نے چند اقوال

www.khatmenubuwwat.org

حدیث مذکورہ بالا کوضعیف ثابت کرنے کے بعد خود اس حدیث کو اس لیے صحیح تسلیم کیا ہے کہ باقی دوطریق سے یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ تین طریقے ہیں جن سے قوی ہو جاتے ہیں۔ بعض طریقے بعض بعض سے باوجود اس کے میں کہتا ہوں کہ اگر زندہ رہتے ابراہیم اور ہو جاتے نبی اور ایسے ہی اگر ہو جاتے، عمر نبی البتہ ہوتے وہ دونوں نبی کریم صلعم کے اتباع میں سے مثل عیسیٰ اور خضر علیہما الصلوٰۃ والسّلام کے پس نہیں منافی ہے قول اللہ تعالیٰ کے خاتم النبیّین کے اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں آئے گا کوئی نبی آپ کے بعد جو منسوخ کرے آپ کی ملت کو۔ اور ہو آپ کی امت میں سے اور تقویت کرتی ہے اس کی ہ حدیث کہ اگر ہوتے موسیٰ علیہ السّلام زندہ رہتے، نہ گنجائش ہوتی ان کو مگر میرے اتباع کی۔ یہ ترجمہ صحیح ہے۔ بسوال عدالت کہا کہ امام ابوطاہر کا جو قول اوپر بیان کیا گیا ہے، اس کی ماقبل کی عبارت میں وہ ایک حدیث کی شرح کرتے ہیں، جس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور حلال میں زیادتی کریں گے۔ یعنی اپنے نفس کے لیے حلال میں اس طرح زیادتی کریں گے، یعنی نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی اور جیسے عیسیٰ علیہ السّلام کہ نہیں نکاح کیا تھا آپ نے قبل آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے پس بعد نازل ہونے کے حلال میں زیادتی کی۔ اور اس وقت میں ایمان لے آئے گا ہر ایک اہل کتاب میں سے بوجہ اس یقین کے کہ وہ بشر ہے اور حضرت عائشہ سے ہے کہ کہو تم خاتم الانبیاء اور نہ کہو کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور یہ اس لیے بنا پر نظر کرنے کے عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کی طرف اور یہ پس منافی نہیں ہے۔ حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے اس لیے کہ ارادہ کیا ہے کہ نہیں کوئی نبی جو منسوخ کرے آپ کی شریعت کو اور یہ حدیث اس لیے نقل کی گئی کہ خاتم النبیّین کی آیت اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی حدیث کی وجہ سے کوئی شخص عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کا انکار نہ کر سکے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آئندہ کو کسی نبوت کا دروازہ کھول رہے ہیں۔ امام محمد طاہر نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنی یہ لیے ہیں کہ لانبی ینسخ شریعته. یعنی ایسے کوئی نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شرع کو منسوخ کرے۔

شیخ محی الدین ابن عربی مسلمان ہیں۔ ان کی کتاب فتوحات مکیہ، جلد دوء، صفحہ ۳ پر جو عبارت مختار مدعا علیہ نے پڑھی ہے۔ اس کا ترجمہ میری رائے میں حسب ذیل ہے۔ وہ نبوت جو ختم ہوئی ہے وہ نبوت تشریعی ہے، نہ مقام نبوت۔ پس کوئی شریعت نہیں ہے جو ناسخ ہو آپ کی شریعت کی اور نہیں زیادہ کر سکتی آپ کی شریعت میں کوئی دوسرا حکم اور یہی معنی ہیں آنحضرت صلعم کے قول کے کہ رسالت اور نبوت ختم ہوگئی پس نہ کوئی رسول میرے بعد اور نہ کوئی نبی یعنی ایسا نبی جو اس شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ بلکہ جب ہوگا، میری شریعت کے تحت ہوگا۔ بہ سوال عدالت کہا کہ اس مصنف فتوحات مکیہ نے باب ۳۵۳ میں بحوالہ کتاب الیواقیت والجواہر، صفحہ ۲۳۲ میں لکھا ہے کہ نہیں آئی ہمارے لیے کوئی خبر ایسی کہ بعد رسول اللہ صلعم کے وحی تشریعی ہے کبھی بلکہ اس کے سوا نہیں کہ ہمارے لیے وحی الہام ہے۔ جس سے انکار مقصود یہ ہے کہ وحی تشریعی نبی پر ہوتی ہے اور الہام اولیاء پر ہوتا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند مسلمان ہیں۔ ان کی کتاب تحذیر الناس، صفحہ ۳ پر یہ عبارت ہے۔ اوّل معنی خاتم النبیّین معلوم کرنے چاہئیں، تاکہ فہم جواب میں کوئی دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت

www.khatmenubuwwat.org

نہیں۔ پھر مقام مدح: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب،۴۰) فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۸ پر حسب ذیل عبارت ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جاوے۔

سوال عدالت: اس مصنف نے اس کتاب کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرمایا ہے کہ سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے، ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل: **انت منی بمنزلته هارون من موسٰی الا انهٗ لانبی بعدی**[1] **او کما قال.** جو بظاہر بطرز مذکورہ اس لفظ خاتم النبیّین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا، جیسا تواتر تعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ خاتم النبیّین کے لغت میں سوائے ان معنوں کے جو میں نے کیے ہیں، نہیں آتے۔ عربی زبان میں کوئی حقیقی معنی بھی اس کے سوا نہیں ہوتا۔

نوٹ: مختار مدعا علیہ ایک شعر میں خاتم کے لفظ کے معنی پوچھنا چاہتا ہے، لیکن چونکہ یہ بحث لغوی ہے۔ جس کا مقدمہ ہٰذا سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ سوال نہیں پوچھا جاتا۔ یہ ایک عربی شاعر کے قول میں خاتم الشعراء کے لفظ کا معنی پوچھے گئے لیکن اس کا کوئی تعلق مقدمہ ہٰذا سے نہیں سمجھا گیا۔

قرآن مجید میں سورۃ اعراف میں جو یہ آیت ہے: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ. (اعراف، ۳۵) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اولاد آدم کی کبھی پہنچیں تم پاس رسول تم میں سے سناویں تم کو آیتیں میری سو جس نے تقویٰ اختیار کیا اور سنوار پکڑی نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غم کھاویں۔ بنی آدم سے وہ بنی آدم مراد ہیں جب تک کہ سلسلہ نبوت منقطع نہیں ہوا۔ قرآن مجید میں بنی آدم سے مخاطب کل بنی آدم ہیں۔ لیکن اس آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جو سلسلہ نبوت کے منقطع ہونے سے قبل کے ہیں۔ اس سے قبل کی آیت میں جو بنی آدم کا لفظ ہے۔ اس سے مراد جملہ بنی آدم ہیں۔ چونکہ آگے دوسرا کوئی تعارض موجود نہیں ہے۔ دوسری آیات: اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا. (حج، ۷۵) الآیہ سورہ حج کے معنی یہ ہیں کہ اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں۔ اللہ سنتا ہے، دیکھتا ہے۔ لفظ يَصْطَفِيْ میں آئندہ زمانہ مراد نہیں ہے۔ اس لفظ کے معنی استقبال کے بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس آیت میں ہرگز استقبال کے معنی نہیں ہو سکتے۔ رسول صلعم کے بعد وحی تشریعی کا دروازہ بالکل منقطع ہے۔ وحی تشریعی کسی قسم کی نہیں ہوگی کوئی الہام کا نام وحی رکھ دے وہ دوسری چیز ہے۔ الہام سے مراد یہ ہے کہ کسی کے دل میں خدا کی طرف سے کوئی بات واقع ہو جائے اور امر و نہی کے متعلق نہ ہو، وحی بواسطہ فرشتہ وحی نہیں ہوسکتی۔ یعنی جو فرشتہ وحی لانے والا ہے، اس کے ذریعہ وحی نہیں ہوسکتی۔ قرآن مجید میں آیت ذیل: مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ. (شوریٰ، ۵۱) الآیۃ میں جو خداوند تعالیٰ سے کلام کرنے کے طریق بیان کیے گئے ہیں، وہ امت محمدیہ پر بند ہیں۔ یہ طریق وحی جو بواسطہ ملک آئے، یا پس پردہ کوئی آواز آئے، یا کوئی رسول پہنچے یا اور وحی کرے اللہ کے اِذن سے۔ آیت میں صاف ذکر ہے کہ کون وحی کرے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی پیغام لانے والا وحی

۱۔ صحیح مسلم ۶۳۷۰، مسند احمد، رقم ۱۱۲۷۲، صحیح ابن حبان ۶۹۲۶

www.khatmenubuwwat.org

کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پہلے نبی ہیں۔ ان کے احکام باقی امت کے احکام کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ وہ اس وقت امت محمدیہ کے زمرہ میں ہوکر آئیں گے۔ جبرئیل علیہ السّلام ان پر نازل ہوں یا نہ ہوں، اس بحث سے تعلق نہیں ہے۔ ان پر اگر کوئی جبرئیل علیہ السّلام کے نازل ہونے کا قائل ہوتو اس کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ وہ پہلے انبیاء سے ہیں جن کی خبر سے قرآن بھرا ہوا ہے۔ مجھے کوئی حدیث یاد نہیں جس میں یہ ہو کہ رسول صلعم کے بعد کوئی وحی نہ آئے گی۔ میں نواب صدیق حسن صاحب کو مسلمان سمجھتا ہوں، ان کی کتاب حجج الکرامہ ظاہر آن است کہ آرندہ وحی بسوئے او جبرئیل علیہ السّلام باشد بلکہ ہمیں تفسیر داریم و دران تردد نے کینم چہ جبرئیل سفیر خدا است در بیان انبیاء علیہ السّلام وفرشتہ دیگر برائے زمین کار مصروف ہست... وآنکہ برالسنۂ عامہ مشہور شدہ کہ نزول جبرئیل بسوئے ارض بعد موت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نشنو و بے اصل محض است۔ شیخ محی الدین بن عربی کی کتاب الستہ فتوحات مکیہ، جلد۲، صفحہ ۴۱۷ پر جو عبارت میں نے اب پڑھی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وحی رسول اللہ صلعم پر نازل ہوتی تھیں اور وحی کبھی نازل ہوتی ہے آپ علیہ السّلام کے قلب پر تو آپ پر ایک شدت حرارت پیدا ہوتی ہے، جس کو حال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ طبیعت اس کے مناسب نہیں اس لیے اس پر سخت ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے مزاج شخص غرق ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس چیز کو ادا کر دیتے ہیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی۔ پھر آپ سے یہ حالت کھل جاتی ہے پھر آپ خبر دیتے ہیں اس چیز کی جو آپ سے کہی گئی۔ اور یہ موجود ہے اللہ کے بندوں میں، اولیاء میں سے اور جو وہ مختص ہے نبی کے ساتھ، اس میں سے نہ ولی کے ساتھ وہ وحی باتشریع ہے۔ بس نہیں تشریع کرسکتا۔ مگر رسول خاص کر۔ پس حلال کرے، حرام کرے اور مباح کرے، جس وحی کا ذکر امام ابن عربی نے مذکور بالا عبارت میں کیا ہے، وہ وحی ہے۔ اس کتاب کے باب ۳۱۰ میں ابن عربی صاحب کہتے ہیں جو وحی شرع لانے والا ہے وہ کسی غیر نبی پر ہرگز نہ آئے گا اس کے سوا نہیں کہ اولیاء کے واسطے مبشرات کی وحی ہے۔ یعنی نیک خوابیں۔ یہ حوالہ کتاب الیواقیت والجواہر، صفحہ ۲۳۳ پر ہے۔ منقول از فتوحات باب ۳۱۰۔ شیخ محی الدین بن عربی نے ملک وحی کے کسی غیر نبی پر آنے کو نہیں مانا، بلکہ کتاب الیواقیت والجواہر، صفحہ ۹۵ پر عبارت، جو الفاظ ذیل سے شروع ہوتی ہے۔ **والحق ان الکلام فی الفرق بینھما ان ما ھو فی کیفیۃ ما نزل اللّٰہ الملک فی نزول الملک.** اس کا مطلب میں یہ سمجھتا ہوں کہ امام یہ فرق بتلانا چاہتے ہیں کہ نبی اور ولی کے الہام میں فرق نزول الملک کے اعتبار سے نہیں، بلکہ کیفیت کے اعتبار سے ہے، اس لیے جو ملک رسول اور نبی پر نازل ہوتا ہے، خلاف اس کے ہے جو ولی تابع پر نازل ہوتا ہے۔ اس لیے ولی تابع پر ملک نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے نبی کے اتباع کے لیے۔ نماز ضروریات دین سے ہے۔ نماز کے عمل کا اعتقاد رکھنا ضروریات دین نہیں ہے۔ لیکن نماز کی فرضیت کا اعتقاد رکھنا ضروریات دین میں سے ہے، عمل کرنا عقیدہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ ضروریات دین کا تعلق عقائد سے ہے، اعمال سے نہیں ہے۔ اس قسم کی حدیث ہے کہ **من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر.** اس حدیث کے معنی میں جمہور امت یہ سمجھتی ہے کہ اس شخص نے کفر کا سا فعل کیا، جس نے نماز کو عمداً چھوڑ دیا۔ بعض ائمہ نے ایسے شخص کو کافر بھی کہا ہے۔ جن لوگوں نے ایسے اشخاص کو کافر کہا ہے، وہ امام حق ہیں اور مسلمان ہیں۔ جن ائمہ نے اس حدیث کی بنا پر کسی مسلمان کو کافر کہا ہو، ان لوگوں کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ اور جن لوگوں کو یہ ائمہ اس حدیث کی بنا پر کافر کہتے ہیں، ان لوگوں کی رائے ان کے متعلق بھی یہی ہوگی کہ ان کے

www.khatmenubuwwat.org

ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ کسی نبی کے دل میں زنا کا خیال آیا، وہ کافر نہیں۔ قصد سے اگر یہ مراد لے کہ پختہ عزم کیا تو وہ شخص جو کسی نبی کے متعلق یہ کہے کہ اس نے زنا کا قصد کیا، وہ بھی کافر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی مسلمان ہے۔ مولانا جلال الدین نے اپنی تفسیر جلالین میں سورہ یوسف کی آیت (۲۴): وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا کے تحت میں یہ ترجمہ کیا ہے کہ زلیخا نے یوسف علیہ السّلام سے جماع کا قصد کیا اور یوسف علیہ السّلام نے اس سے اس کا قصد کیا۔ اس سے قصد سے مراد عزم نہیں ہے، بلکہ تیاری ہے۔ جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اور فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہے، وہ مسلمان ہے۔ اور جو شخص فرضیت کا اعتقاد نہیں رکھتا، اگرچہ ساری عمر ادا کرے، وہ کافر ہے۔ اگر کسی شخص کو کہا جائے کہ تم زکوٰۃ دو اور وہ نہ دے تو وہ میرے نزدیک کافر نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام حنبل، شیخ محی الدین ابن عربی امام مالک پر علماء نے کفر کے فتوے لگائے ہیں یا نہ۔ مجھے معلوم نہیں کہ امام ابن جوزی نے سیّد عبدالقادر جیلانی اور شیخ محی الدین ابن عربی پر کفری کا فتویٰ لگایا ہے یا نہ۔ یہ سب ائمہ ضروریات دین کے قائل تھے۔ اگر کسی شخص کو کسی مسلمان کے متعلق یہ خبر معلوم ہو یا اس کی کسی عبارت سے یہ سمجھے کہ وہ بعض ضروریات دین کا انکار کر رہا ہے تو اس کو کافر کہنے والا معذور سمجھا جائے گا۔ اور اگر وہ شخص فی الواقعی ضروریات دین کا منکر نہیں تو وہ اپنی جگہ پر مسلمان رہے گا۔ جن لوگوں نے اس خبر کی بناء پر کہ وہ ضروریات دین کا منکر ہے، کسی کو کافر ٹھہرایا، یہ لوگ مسلمان رہیں گے۔ گو یہ خبر فی نفسہٖ غلط ہو، بغیر تحقیقات کے کسی کی ذات پر فتویٰ کفر لگانا جائز نہیں۔ لیکن تحقیقات میں غلطی ممکن ہے۔ بلکہ کثرت سے واقع ہے۔ سیّد عبدالقادر جیلانی نے فرقہ حنفیہ کو، جو امام ابوحنیفہ کا متبع ہے، اسے گمراہ فرقہ میں شمار نہیں کیا۔[1] احمد رضا خاں بریلوی نے دیوبندیوں پر فتویٰ کفر کا دیا ہے۔ اس پر بعض علماء دین کی مہریں بھی ثبت ہیں۔ ہم احمد رضا خاں بریلوی کے فرقہ کو کافر نہیں کہتے۔ احمد رضا خاں کو بھی ہم کافر نہیں کہتے۔ اس کے اقوال کی تاویل کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ احمد رضا خاں نے دیوبندیوں کو کافر کہتے وقت کوئی تحقیقات کی ہو۔ ان کا فتویٰ اس خبر کی بناء پر یا اس تحقیق کی بناء پر واقع ہوا کہ دیوبندیوں نے کسی ضرورت دین کا انکار کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان کا فرض تھا بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے شخص کو کافر کہے جو کسی ضرورت دین کا منکر ہو۔ اس لیے ان کا فتویٰ اپنی تحقیق کی بناء پر تھا۔ گو وہ تحقیق درحقیقت غلط ہے اور دیوبندیوں کے سر ضروریات دین کا انکار لگانا، محض جھوٹ اور افترا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ دیوبندیوں نے بھی کسی کو احمدیوں کے سوا کافر کہا ہے یا نہیں۔ شیعوں کے بعض فرقے جو ضروریات دین کے منکر ہوں، وہ کافر سمجھے جائیں گے۔

نوٹ: جرح میں بہت طوالت کی جا رہی ہے۔ آٹھ بجے سے شروع ہوئی ہے اور اب ساڑھے دس بج چکے ہیں۔ اس لیے مزید جرح کے لیے گیارہ بجے تک وقت دیا جاتا ہے۔

دستخط جج صاحب بحروف انگریزی
(محمد اکبر)

۱۔ یہ عجیب لطیفہ ہے کہ جو غنیۃ الطالبین پاک و ہند میں چھپی ہے اس میں حنفیہ کو گمراہ کہا گیا ہے، مگر جو اصل عربی نسخہ ہے اس میں ایسی کوئی عبارت نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ بعد میں کسی کی تحریف ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

مسیلمہ کذاب کی نبوۃ کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ مدعی تھا کہ میں نبی کریم صلعم کے ساتھ نبوۃ میں شریک ہوں۔ نبوۃ مستقلہ کا مدعی نہیں تھا۔ اس نے اسلامی شریعت کے خلاف کوئی شریعت قائم نہیں کی۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں کوئی آیات قائم کی تھیں یا نہ، مجھے علم نہیں۔ وہ شریعت قرآن شریف کا متبع تھا یا نہ، مجھے معلوم نہیں۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف قتال کیا تھا، ادعا نبوت کی بناء پر وہ قتال تھا۔ وہ رسول صلعم کی نبوۃ کا قائل تھا۔ لیکن اپنے کو بھی اس میں شریک سمجھتا تھا۔ اسود عنسی مدعی نبوۃ تھا، آیا مسیلمہ کی قسم کا یا دوسری قسم کا۔ اس کے متعلق کوئی تفصیل مذکور نہیں ہے۔ مرزا صاحب نبوت اور رسالت دونوں کے مدعی ہیں۔ میں نے نبوت اور رسالت میں جو فرق بیان کیا ہے، وہ ایک امام کے قول سے نقل کیا ہے۔ اور یہ فرق درست ہے۔ اس قول کو میں صحیح تسلیم کرتا ہوں۔ بخاری کی حدیث سے جو مجھے دکھلائی گئی ہے، یہ مطلب نکلتا ہے کہ مسیلمہ کذاب کہتا ہے کہ اگر رسول صلعم آپ کے بعد نبی قرار دیں تو آپ کا اتباع کلی اختیار کرے۔ مرزا صاحب کی کتاب ایک غلطی کا ازالہ میں جہاں نبوۃ اور رسالت کا دعویٰ کیا گیا ہے، اس کے بعد اس دعویٰ کی تردید نہیں ہے۔ صفحہ ۸ پر حسب ذیل عبارت ہے۔ جس جس جگہ میں نے نبوۃ اور رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں میں کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غائب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ حقیقت الوحی میں سے میں نے جو حوالہ دیا ہے، اس کے آگے یہ الفاظ ہیں کہ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں۔ تفسیر جلالین، صفحہ ۳۵۲، پارہ ۲۲، آیات ماکان لمؤمن کی تفسیر میں یہ عبارت ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی کریم صلعم کی ان پر (زینب پر) نظر پڑی اور آپ کے دل میں ان کی محبت پیدا ہوگئی۔ اور زید کے نفس میں ان کی کراہت پیدا ہوگئی۔ ان الفاظ میں کوئی توہین نہیں ہے اور نہ آگے کے الفاظ میں کوئی توہین ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ، صفحہ ۸ پر آگے عیسائیوں کی بدگوئی کے تحت حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ذکر ہے۔ میں نے کتاب ایام الصلح، صفحہ ۲ کی عبارت بعض دوسری کتابوں میں دیکھی ہے۔ مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی اور مولوی آل حسن صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حق میں اس طرز پر کوئی گفتگو نہیں کی، جس طرز پر کہ مرزا صاحب نے کی ہے۔ اگر کہی ہوتو وہ کافر ہوگا۔ میں نے جو یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کے بعد مرزائی ہو جائے تو اس کا نکاح بغیر حکم قاضی وعدت کے فسخ ہو جائے گا۔ یہ شرعی مسئلہ ہے۔ اگر یہ معاملہ قاضی کے سپرد کیا جاوے تو شریعت کے خلاف نہیں ہوگا۔ اگر قاضی کے سپرد کرے تو اور اچھا ہے۔

سوال مکرر: جو عبارت ملا علی قاری کی کل پیش کی گئی تھی، اس سے ان کا پورا عقیدہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اور نہ صاحب مجمع البحار کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس عبارت میں جو ملا علی قاری کی کل بیان کی گئی ہے، کسی نئے آنے والے نبی کے متعلق عیسیٰ علیہ السّلام کے علاوہ کوئی پیشگوئی نہیں ہے۔ اگر ملا علی قاری کا یہ قول قرآن، حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہو تو کوئی وقعت نہیں رکھ سکتا۔ میں نے جو کل یہ بات کہی تھی کہ ایک مصنف کے دوسرے اقوال بھی دیکھنے چاہئیں، اس کا یہ مطلب تھا کہ اگر ایک مصنف کے ایک ہی مسئلہ میں مختلف اقوال مذکور ہوں، ان میں سے ایک قول مبہم ہو تو اس مبہم قول کو مفصل اقوال کی طرف راجع کیا جائے گا۔ فتوحات مکیہ کی جو عبارت فریق ثانی کی طرف سے پیش کی گئی ہے، وہ قرآن، حدیث اور اجماع امت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اگر

www.khatmenubuwat.org

بالفرض وہ ان کے خلاف ہوتو اس کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا۔قرآن شریف کی آیت: **امایاتینکم**. اس میں زمان مستقبل بعد نزولِ قرآن داخل نہیں۔سورۂ یوسف کی تفسیر میں جلالین میں جولفظ جماع کا استعمال کیا گیا ہے، جومحاورات میں جائز طور پر جائز فعل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے،اس تفسیر میں زنا کا یا زنا کے قصد کرنے کا ذکر نہیں ہے،تحقیقات کفر میں جوغلطیاں واقع ہوئی ہیں، وہ انفرادی طور پر ہوئی ہیں اور اس قسم کی بھی غلطیاں کثرت سے ہیں۔لیکن جوتمام امت مسلمہ کے فرقہ اور جماعتیں کسی شخص کے متعلق مکمل تحقیق کر کے کافر کہہ چکی ہو،اس کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔دیوبندیوں کی تکفیر کا مسئلہ اس بنیاد پر ہے کہ تکفیر کرنے والوں کو ان کے متعلق بعض غلط خیالات ایسے پیدا ہو گئے جن سے یہ سمجھا گیا کہ دیوبندی بعض ضروریات اسلام کے منکر ہیں، حالانکہ دیوبندی ان چیزوں سے اپنی برأت تحریروں میں تقریروں میں پوری طرح واضح کر چکے ہیں۔اور وہ چیزیں ایسی ہیں کہ خود ہم دیوبندیوں سے پوچھا جاوے کہ ان کا کہنے والا کافر ہے یانہیں تو ہم خود اقرار کریں گے۔بلاشبہ جوشخص ایسا خیال رکھے وہ قطعاً کافر ہے۔میں مرزا صاحب کو اِس بنا پر کافر کہتا ہوں کہ انہوں نے ادعا نبوت کیا اور مدعا علیہ بھی اس کا انکار نہیں کرتا۔کسی مسلمان نے مسیلمہ کومسلمان نہیں کہا۔باجماع صحابہ اسے دعویٰ نبوت کی وجہ سے کافر کہا گیا ہے۔بخاری کی جوحدیث مسیلمہ کے متعلق پیش کی گئی ہے،اس میں مسیلمہ کے قول کا یہ مطلب ہے کہ اگر مجھے اپنے بعد نبی کریم نبی قرار دیں تو میں آپ کا اتباع کروں گا۔میں نے جو یہ بیان کیا ہے کہ مرزا صاحب کے اتباع کرنے سے نکاح فسخ بغیر قضائے قاضی کے فسخ ہو جاتا ہے اور حکم قاضی کی ضرورت نہیں۔اس کا یہ مطلب ہے،عنداللہ نکاح فسخ ہو گیا۔قاضی طرف مرافعہ کی ضرورت نہیں،لیکن اگر کسی گورنمنٹ کے قانون میں ہمیں مرافعہ پر مجبور کیا جائے تو وہ اس کے منافی بھی نہیں۔ملاعلی قاری اور شیخ محمد طاہر کے اقوال جوکل پیش کیے گئے ان میں سے اجماع امت کے خلاف کوئی بات پیدانہیں ہوتی۔

دستخط جج صاحب بحروف اُردو

www.khatmenubuwwat.org

بیان حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ

گواہ مدعیہ

www.khatmenubuwwat.org

حضرت مولانا مرتضٰی حسن صاحبؒ چاندپوری جو اپنے دور کے مشہور ومقبول مقرر ہی نہ تھے بلکہ ایک بلند پایہ عالمِ دین بھی تھے، آپ نے متعدد دینی مدارس بشمول دارالعلوم دیوبند میں عرصۂ دراز تک دینی خدمات انجام دیں۔ ہندوستان کا کوئی کونہ ایسا نہ تھا جو آپ کے مواعظِ حسنہ سے مستفیض نہ ہوا ہو۔ آپ کو فنِ مناظرہ میں ملکۂ تامہ حاصل تھا۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار آریہ سماج کے مشہور مقرر پنڈت رام چندر جی دہلوی نے آپ کو مناظرہ کی دعوت دی، جسے آپ نے بغیر توقف کے منظور فرمایا۔ امروہہ (ہندوستان) میں ہزارہا افراد جن میں ہندو، مسلمان، عیسائی شامل تھے، کی موجودگی میں یہ معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا۔ حضرت مولاناؒ کے محققانہ اور دانشمندانہ دلائل اور حاضر جوابی سے پنڈت جی ایسے لاجواب اور مبہوت ہوئے کہ میدان چھوڑ کر سیدھے دہلی فرار ہوئے۔

حضرت ممدوحؒ ضلع بجنور، ہندوستان سے بطورِ خاص برائے شہادت بہاولپور تشریف لائے۔ آپ کا یہ ایمان افروز بیان ۲۱، ۲۳/ اگست ۱۹۳۳ء کو قلمبند کیا گیا، جبکہ ۲۴ و ۲۵/ اگست ۱۹۳۳ء کو فریق ثانی نے آپ پر جرح کی۔ آپ کا بیان اور فریق ثانی کی جرح پر آپ کے جوابات تردید مرزائیت پر ایسی لاثانی دستاویز ہے جس نے فرقۂ مرزائیہ ضالہ کے ہر پہلو کو ایسا اُجاگر کیا کہ پورے عالم میں مرزا قادیان کے ارتداد کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

گواہ مدعیہ
باقرار صالح

مولانا مرتضٰی حسن صاحب ولد حکیم سیّد شجاعت علی صاحب قوم سیّد سکنہ کرتپور، ضلع بجنور، عمر ۶۴ سال

مرزا صاحب کافر، مرتد اور قطعی کافر ہیں۔ اور ایسے کافر ہیں کہ مرزا صاحب کے عقائد معلوم ہونے کے بعد جو اُن کے کفر میں اور ارتداد میں شک وشبہ کرے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

مرزا صاحب اور اُن کے متبعین اور دوسرے جتنے مرتد ہیں، ان کا شرعی حکم یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد یا عورت کا ان کے کسی مرد یا عورت سے نکاح ناجائز اور اگر نکاح ہو گیا ہے اور نکاح ہونے کے بعد کوئی شخص مرزائی ہو جائے تو اس کا نکاح بالفعل فوراً فسخ ہو جاتا ہے۔ اس عورت کو اس کی بھی ضرورت نہیں کہ قاضی سے فسخ کرائے، بلکہ اس کو اختیار ہے کہ وہ خود کسی شخص سے نکاح کرے۔ یہ مسئلہ اس قسم کا ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ کوئی معتد بہ مذہب رکھنے والے ہیں، ان سب کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب والے کا نکاح دوسرے مذہب والے سے جائز نہیں، حتیٰ کہ بعض قوموں کے اندر یہ بات بھی ہے کہ باوجود یہ کہ وہ ایک مذہب کے ہیں، مگر پھر بھی دوسری قوم میں نکاح جائز نہیں سمجھتے، شریعت مطہرہ نے کفو کا اعتبار کیا ہے۔ اگر کوئی لڑکی بالغ ہو اور وہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو ولی کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ قاضی کے ہاں اس نکاح کو فسخ کرا سکے۔ اگر کسی نیک بخت، متقی، پرہیزگار کی لڑکی جوان ہو اور کسی بدمعاش، فاسق سے نکاح کر لے، اگرچہ وہ اس کا ہم عقیدہ ہو اور اس کا ہم قوم اور اس کی برادری کا ہو، اپنی لڑکی بیاہ دے، مگر پھر بھی ولی کو اختیار ہے کہ اس کے نکاح کو فسخ کرا سکے۔ یہ چیز ایسی ہے کہ انسانوں سے بڑھ کر جانوروں کو بھی اس کا احساس ہے، وہ جانور کہ جن کے جوڑے ہیں، سوائے سؤر اور ریچھ کے، دوسرا نر جفتی نہیں کر سکتے۔

مرزا محمود اپنی کتاب انوار خلافت، صفحہ ۹۳-۹۴ پر لکھتے ہیں کہ اور بھی سوال کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں، حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بارہا پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اُس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے فارغ کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی، باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ اب میں نے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے۔ اس عبارت سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرزا صاحب کی شریعت کے مطابق چونکہ تمام غیر احمدی مسلمان نہیں ہیں اور کافر ہیں اور مرتد ہیں۔ لہٰذا ان کے مذہب کی عورت کا کسی غیر مذہب والے سے نکاح جائز نہیں ہے۔ اور جب یہ بھی ملا لیا جاوے کہ جس کو یہ لوگ اپنی جماعت سے نکال دیں تو وہ مسلمان بھی نہیں رہتا اور اس کی نجات بھی نہیں، کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق نجات کا انحصار اس پر ہے کہ ان کی جماعت میں داخل رہے۔

جب خلیفہ اوّل صاحب نے اس شخص کو جس نے اپنی لڑکی غیر احمدی کو دی تھی، اپنی جماعت سے بھی خارج کر دیا تو معلوم ہوا کہ مرزائی مذہب میں اگر کوئی احمدی شخص کسی مسلمان سے اپنی لڑکی بیاہ دے تو یہی نہیں کہ اس کا نکاح نہیں ہوا، بلکہ وہ کافر بھی ہو

www.khatmenubuwwat.org

گیا۔جس جماعت کا یہ خیال ہو کہ ان کی عورت اگر غیر احمدیوں سے نکاح کرے تو وہ کافر ہو جائے، وہی نہیں، بلکہ اس کا باپ بھی کافر ہو جائے، پھر وہ ہم سے یہ امید کریں کہ غیر احمدیوں کی عورتیں ان کے نکاح میں رہیں اور اس پر وہ مقدمہ دائر کریں۔

مرزا صاحب اور قادیانی جماعت اور ہم مسلمانوں میں اس وقت تک اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ جو شخص دعویٰ نبوت تشریعی کرے، وہ کافر ہے۔ چنانچہ شیخ محمد عمر وکیل چیف کورٹ پنجاب نے اپنی کتاب قول فیصل، صفحہ ۴۱ پر یہ لکھا ہے کہ ہمارا ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۹۶، طبع ثانی میں لکھتے ہیں کہ: **وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم الکافرین.** جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہیں جائز ہے میرے لیے یہ امر کہ میں دعویٰ نبوۃ کا کروں اور اسلام سے خارج ہو کر کفار میں مل جاؤں۔[1]

اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں: **الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا علیہ السّلام خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بقولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جاوزنا ظھور نبی بعد نبینا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لجوزنا انفتاح باب النبوۃ بعد تغلیقھا وھٰذا خلف کما لایخفی علی المسلمین.** جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا تو نہیں جانتا اس بات کو تیرے رب رحیم نے جو احسان کرنے والا ہے، ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم الانبیاء بغیر استثناء کے کیا اور تفسیر کی اس کی ہمارے نبی نے اپنے قول لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں ساتھ بیان واضح کے واسطے طالبین کے اور اگر جائز رکھیں ہم ظہور کسی نبی کا بعد نبی ہمارے صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تو البتہ جائز رکھیں گے ہم کھلنا دروازہ وحی نبوت کا، بعد بند ہونے اس کے اور یہ خلاف ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور کیسے آ سکتا ہے کوئی نبی بعد ہمارے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالانکہ وحی آپ کے بعد منقطع ہو گئی۔[2] کتاب حقیقت النبوۃ، صفحہ ۲۴۳ میں مرزا بشیر احمد خلیفہ دوم مرزا صاحب کا کلام بحوالہ کتاب چشمہ معرفت، صفحہ ۹ سے نقل کرتے ہیں کہ ''مگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوۃ ان پر ختم ہیں اور دوسرا یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔''[3]

ضمیمہ حقیقت نبوۃ، صفحہ ۲۷۲ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ہاں یہ نبوۃ تشریعی نہیں، جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ کتاب حق الیقین، صفحہ ۱۰۳، مصنفہ حکیم عبداللہ صاحب بسم احمدی پر مرزا صاحب کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ علماء کو نبوۃ کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں جو خاتم النّبیّین کا لفظ آیا ہے جس پر الف لام پڑے ہیں، اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانے والی نبوت بند ہو چکی ہے۔ پس اگر کوئی نئی شریعت کا مدعی ہو گیا، وہ کافر ہے۔

ان حوالہ جات سے یہ دکھلانا مقصود ہے کہ جناب مرزا صاحب اور مرزا محمود صاحب اور ان کے تمام متبعین ان سب کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوۃ شریعی کا دروازہ بند ہے۔ آپ کے بعد جو نبوت تشریعی کا دعویٰ کرے، وہ کافر

۱۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۹۷
۲۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۰۰
۳۔ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۳۸۰

www.khatmenubuwwat.org

اور اسلام سے خارج ہے۔ اس کے بعد یہ عرض کیا جاتا ہے کہ جناب مرزا صاحب اپنی تحریر اور اپنے ہی اقرار سے کافر بھی ہیں، مرتد بھی ہیں اور اسلام سے خارج بھی ہیں۔ ان کی جماعت کے ساتھ کسی مسلمان مرد عورت کا نکاح ناجائز ہے اور مرزا صاحب کے ہی فتویٰ کے مطابق اور خلیفہ صاحب ثانی کے مطابق اور خلیفہ اوّل کے مطابق اگر ایسا نکاح ہو گیا ہوگا تو فسخ اور باطل ہو جائے گا۔

مرزا صاحب اپنی تشریعی نبوت کا دعویٰ اربعین نمبر۴، صفحہ ۶ میں ان کھلے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

کہ اگر کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہو جاتا ہے، نہ ہر ایک مفتری، تو اوّل تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: **الھام قل للمومنین یغضوا ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکٰی لھم.** یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر ۳۲ برس کی مدت بھی گزر گئی ہے اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور کہو کہ شریعت سے مراد وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی. صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی.** (اعلیٰ، ۱۸-۱۹) یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر تورات یا قرآن شریف میں باستیفاء (پورا پورا) احکامِ شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔[1]

اس کتاب کے حاشیہ صفحہ ۷ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں، کیونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا، جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے: **وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا.** (ہود، ۳۷) **اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ.** (فتح، ۱۰) یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی، اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔[2]

محمد اکبر

۱۲/اگست ۱۹۳۲ء/ ۱۷/ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ

۱۔ اربعین نمبر۴، روحانی خزائن، ج ۴۳۶-۴۳۵ ۲۔ اربعین نمبر۷، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۵

www.khatmenubuwwat.org

۲۳/اگست ۱۹۳۲ء

فریقین حاضر ہیں

تتمہ بیان مولانا مرتضیٰ حسن صاحب
باقرار صالح

میں نے کل مرزا صاحب کے جو اقوال اربعین سے نقل کیے تھے، اس میں مرزا صاحب نے چند باتوں کی تصریح خود فرمائی ہے۔ ایک یہ کہ شریعت کیا چیز ہے جس کی وحی میں امر یا نہی ہو، جس نے اپنی امت کے لیے کوئی قانون مقرر کیا ہو، وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ یہ تعریف کر کے مرزا صاحب اپنا صاحب شریعت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے اقرار سے خود کافر اور مرتد ہو گئے۔ کیونکہ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بایں معنی خاتم النبیّین ہونا کہ آپ کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت نہیں آئے گا۔ اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ کافر ہے، یہ ثابت ہو گیا۔ مرزا صاحب نے یہ بھی صاف فرما دیا کہ وحی میں جو حکم یا نہی ہو، یہ ضروری نہیں کہ وہ حکم نیا ہو۔ بلکہ اگر پہلی شریعت کا ہی حکم اس کے پاس بذریعہ وحی کے آئے تو بھی یہ صاحب شریعت ہونے کے لیے کافی ہے۔ اب مرزا صاحب نے جو اپنی بہت سی وحی ہے، وہ بیان کی ہیں کہ جو آیات قرآنی ہیں، وہ بھی مرزا صاحب ہی کی شریعت ہو گئی۔ مرزا صاحب نے اس شبہ کا بھی جواب دے دیا کہ صاحب شریعت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کی شریعت میں نئے احکام ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی نسبت یہ فرماتا ہے کہ یہ قرآن پہلی کتابوں میں بھی ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کے صحیفوں میں بھی ہے (یہ مرزا صاحب کا اپنا قول ہے)۔ اب اگر شریعت جدید کے لیے یہ ضروری ہو کہ اس نبی کی شریعت اور وحی اور کتاب میں سب احکام نئے ہوں تو لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی صاحب شریعت نہ ہوں۔ کیونکہ قرآن میں سارے احکام نئے نہیں۔ اس کلام کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صاحب شریعت نبی ہیں، ویسے ہی مرزا صاحب بھی صاحب شریعت نبی ہیں۔ مرزا صاحب نے یہ بھی صاف کہہ دیا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ شریعت کے لیے یہ ضروری ہے کہ تمام اوامر اور نواہی اس شریعت اور کتاب اور وحی میں پورے پورے بیان ہونے چاہئیں، تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ تمام احکام توریت اور قرآن مجید میں بھی مذکور نہیں۔ اگر تمام احکام قرآن مجید میں مذکور ہوتے تو پھر اجتہاد کی گنجائش باقی نہ رہتی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی مدعی نبوت ایک امر اور نہی کا بھی دعویٰ کرے، اگرچہ وہ امر اور نہی پرانی ہو، تو وہ نبی صاحب شریعت کہلایا جائے گا اور اس میں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں بایں معنی کچھ فرق نہیں کہ یہ دونوں صاحب شریعت ہیں۔

اب میں اس مسئلہ کی تشریح کرنا چاہتا ہوں جو یہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی تشریعی یعنی صاحب شریعت نہیں آئے گا اور امتی، بروزی، ظلی آ سکتے ہیں، بلکہ آنا چاہیے اور ضرور آنا چاہیے۔ اور جس دین و مذہب میں ایسے نبی نہ آئیں، مرزا صاحب فرماتے کہ وہ مذہب لعنتی مذہب ہے اور اس مذہب کو شیطانی مذہب کہا جائے تو مناسب ہے۔ چنانچہ اُس کا حوالہ آئندہ پیش کروں گا۔[1]

تو اب یہ بات ثابت ہو گئی، اگر کسی نبی کو خدا کا یہی حکم آئے کہ تجھ کو ہم نے نبی کر کے بھیجا اور تو لوگوں پر اس حکم کی تبلیغ کر

۱۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۳۰۶

www.khatmenubuwwat.org

اور جو کوئی اس حکم کو نہ مانے گا وہ کافر ہے۔ تو یہ بھی نبی صاحب شریعت اور نبی تشریعی ہو گیا۔ تو اس سے ثابت ہو گیا کہ جو نبی حقیقی ہے اور جو نبی شرعی ہے، اس کے لیے نبی تشریعی ہونا ضروری ہے۔ مرزا صاحب کی تصریح کے مطابق یہ ناممکن ہوگا کہ کوئی نبی سچا اور حقیقی نبی ہو اور صاحب شریعت اور تشریعی نبی نہ ہو۔ چنانچہ خود مرزا صاحب بھی بیان فرماتے ہیں کہ جو نبی ہے وہ امتی نہیں ہوسکتا۔ حوالہ اس کا یہ ہے۔[1]

(خاتم النبیّین کے بارے میں) دوسری طرف سے یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ ملا علی قاری یا کسی دوسرے بزرگ نے یہ کہا کہ خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد صاحب شریعت نبی نہیں آنے کا۔ یعنی نبی تشریعی نہیں آئے گا۔ ان کا مطلب اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس میں ذرا فرق نہیں۔ کیونکہ جو نبی حقیقی ہوگا، وہ صاحب شریعت ضرور ہو گا۔ اس عبارت میں جناب مرزا صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری کشتی کو کشتی نوح قرار دیا گیا ہے، جو اس میں ہوگا وہ نجات پائے گا۔ اور جو اس میں نہ ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرزا صاحب کی شریعت کا نیا حکم ہے جس نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کیا۔ علاوہ اس کے مرزا صاحب نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کا بھی دعویٰ کیا کہ ان کی شریعت قرآن مجید اور احکامِ اسلامی کی ناسخ بھی ہے۔ اگر کوئی شخص سارے قرآن کے ایک ایک حرف پر عمل کرے، لیکن مرزا صاحب کو نبی نہ مانے تو ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ یہود، نصاریٰ اور دیگر کفار۔

مرزا صاحب صاحبِ شریعت بھی ہوئے اور ان کی شریعت نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکام کو منسوخ بھی کیا۔ اب یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ خاتم النبیّین کے کیا معنی ہیں۔ مرزا صاحب نے نیا حکم یہ بھی دیا، جس کی کل عبارت بیان کی گئی ہے کہ ان کی عورتوں کا نکاح، غیر احمدیوں سے جائز نہیں۔ یہ بھی حکم شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ قیامت کے معنی جو مسلمان اب تک سمجھتے تھے، اس معنی پر قیامت نہیں ہونے کی۔

قرآن پاک میں جو نفخ صور آیا ہے نہ اس سے یہ مراد ہے کہ واقعی کوئی نفخ صور ہے اور نہ یہ مراد ہے کہ قیامت قائم ہوگی، بلکہ اس سے خود مرزا صاحب کا تشریف لانا منظور ہے۔ قیامت کے متعلق جتنی آیات قرآن مجید میں ہیں اور جتنی احادیث آئی ہیں، ان تمام امور کا انکار ہے۔ ہاں لفظوں کا انکار نہیں، مگر جن معنی سے قرآن اور حدیث قیامت کو بیان کرتے ہیں، ان چیزوں کا انکار ہے مردوں کا قبروں سے اٹھنا جو بہت سی آیات میں صاف مذکور ہے، اس کا بھی انکار ہے۔ مرزا صاحب کی شریعت جدیدہ میں ایک اور نیا حکم بھی ہے، جو تمام اسلام کے خلاف ہے، وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے مریدوں سے چندہ کی تحریک فرما کر یہ حکم فرماتے ہیں کہ جو کوئی چندہ تین ماہ تک ادا نہ کرے گا، وہ میری بیعت سے خارج ہے اور بیعت سے خارج ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام سے خارج ہے اور کافر ہے اور مرتد ہے، ملعون ہے، جہنمی ہے، زکوٰۃ کے لیے بھی خدا نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ اگر تین ماہ تک کوئی زکوٰۃ نہ دے تو وہ اسلام ہی سے خارج ہو جائے گا۔ یہ فرمان لوح الہدیٰ جو ناظر بیت المال قادیاں نے دسمبر ۱۸۸۲ء میں شائع کیا ہے، میں درج ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۰۷

www.khatmenubuwwat.org

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا نہایت ضروری فرمان:

یہ اشتہار، کوئی معمولی تحریر نہیں، بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں، یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں، مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میری انہی سے پیوند ہے۔ یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ تو ہر شخص کو چاہیے کہ اس نئے نظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیے کہ فضول گوئی اور دروغ کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر کچھ ماہوار مقرر کر دے، خواہ ایک پیسہ ہو، خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلے کے لیے کچھ مدد دے سکتا ہے، وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلے میں نہیں رہ سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے لیے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیے قبول کرتا ہے۔ اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ چندہ کے بھیجنے سے لاپروائی کی، اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا، جو انصار میں داخل نہیں، اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیاں

تتمہ یہ بات بھی پھر دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ ہر شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھ کر چندہ مقرر کرے، ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے بعد اسے فوق الطاعۃ بوجھ سمجھ کر ملول ہو جائے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گنہگار ٹھہرے گا۔[1]

ضمیمہ براہین احمدیہ، صفحہ ۱۳۸ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں:

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہو کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لیے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو (یہ کہنا پہلے قول کے خلاف ہے) بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بےنصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین دین ہی نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی۔[2]

۱۔ مجموعہ اشتہارات، ج ۳، ص ۴۶۸-۴۶۹
۲۔ براہین احمدیہ، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۳۰۶

www.khatmenubuwwat.org

اس کے چند سطور کے بعد کہتے ہیں کہ اگر کوئی آواز ہی غیب سے کسی کے کان تک پہنچی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی، سوایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔

قیامت کے متعلق مرزا صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ بہشتی پہلے بہشت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں ہوں گے، قبروں سے نکل کر نہیں آئیں گے۔ میں نے ان کے عقیدہ کا خلاصہ بیان کیا ہے، پورے الفاظ ان کی تحریر کے ازالۃ الاوہام، صفحہ ۳۵۴ پر درج ہیں۔[1]

کتاب شہادت القرآن، صفحہ ۶۰ پر لکھتے ہیں کہ نفخ صور کی خوشخبری دی گئی ہے اور نفخ صور سے مراد قیامت نہیں ہے، کیونکہ عیسائیوں کے امواج فتن کے پیدا ہونے پر تو سو برس سے زیادہ گزر گیا ہے، مگر کوئی قیامت برپا نہیں ہوئی۔[2]

آگے چل کر کہتے ہیں کہ روحانی احیاء اور اماتت بھی ہمیشہ نفخ صورت کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے اور جیسا قرآن میں نفخ صور سے کسی مجدد کا بھیجنا مراد ہے، تا عیسائی مذہب کے غلبہ کو توڑے۔ ایسے ہی امواج فتن سے وہ دجالیت مراد ہے۔ صفحہ ۶۱، شہادت القرآن پر مرزا صاحب نے پہلے یہ اقرار کیا کہ دعویٰ نبوت تشریعی کفر ہے اور پھر خود دعویٰ نبوۃ تشریعی کیا۔ اور بہت سے احکام میں تغیر و تبدل بھی کیا۔ لہٰذا مرزا صاحب کافر ہیں، مرتد ہیں اور جو اُن کے متبع ہیں وہ بھی ایسے ہی ہیں۔ ان کا نکاح کسی مسلمان سے جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو جائے اور پھر خاوند مرزائی ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (احزاب، ۴۰)

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر جلد ۸، صفحہ ۷۹ میں تحریر فرماتے ہیں:

وهذا الأيت نص... رضى الله عنهم

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ آیت تصریح ہے کہ کوئی نبی آپ کے بعد نہیں، اور جب کوئی نبی آپ کے بعد نہیں تو کوئی رسول بھی آپ کے بعد بطریق اولیٰ نہیں۔ اس واسطے کہ مقام رسالت خاص ہے مقام نبوۃ سے کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو نبی ہو وہ رسول بھی ہو۔ اور سب اسی کے ساتھ وارد ہوئی ہیں احادیث متواترہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہ جن کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

حدیث متواترہ وہ ہوتی ہے کہ اتنے لوگوں نے اسے روایت کیا ہو کہ جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو اور ایسی حدیث کا انکار کرنے والا ویسا ہی کافر ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کا انکار کرنے والا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو ختم نبوت کا انکار کرتا ہے وہ قرآن کا قائل ہو کر بھی کافر ہوا اور احادیث متواترہ کا قائل ہو کر بھی کافر ہوا۔

اب اس نبوت میں کوئی بروزی، ظلی نبوۃ کی قید نہیں، بلکہ مطلق نبوۃ کا انکار ہے۔ یہی ابن کثیر، جلد ۸، صفحہ ۹۱ پر لکھتے ہیں:

فمن رحمة الله تعالىٰ... يكذب من جاء بها. اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کی رحمت ہے اپنے بندوں پر بھیجنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ان کے۔ پھر خدا کی بزرگی واسطے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ ہے کہ تمام نبیوں اور رسولوں کو آپ کے ساتھ ختم کر دیا

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۸۰ ۲۔ شہادت القرآن، روحانی خزائن، ج ۶، ص ۳۶۰

www.khatmenubuwat.org

اور دین حنیف کو آپ کے لیے کامل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، تاکہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ کے بعد اس مقام نبوۃ کا دعویٰ کرے، وہ بڑا جھوٹا، افتراء پرداز، دجال اور گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

اگرچہ شعبدہ بازی کرے اور قسم قسم کا جادو اور طلسم اور نیرنگیاں دکھائے، اس لیے یہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے۔

کتاب ختم النبوت فی القرآن مولفہ مولانا محمد شفیع صاحب، صفحہ ۳۷ پر مفصل ترجمہ درج ہے۔

روح المعانی، جلد۲۲، صفحہ ۳۹، **وکونہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجتمعت الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر.** یعنی رسول اللہ کا خاتم النبیّین ہونا اسی قبیل سے ہے کہ قرآن میں مذکور اور سنت میں مذکور یعنی احادیث میں مذکور ہے اور امت نے اس پر اجماع کر لیا۔ جو کوئی اس کے خلاف دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا اور قتل کیا جائے گا اگر اصرار کرے گا۔

شرح شفاء قاضی عیاض، ملا علی قاری (رحمہما اللہ تعالیٰ)، صفحہ ۵۱۸، جلد دوم پر لکھتے ہیں: **وکذٰلک من ادعی بنبوۃ احد مع نبینا علیہ السّلام... بتواتر الرسل.** جس کا ترجمہ یہ ہے جیسے پچھلے لوگوں کا ہم نے بیان کیا کہ کافر ہیں۔ اس طرح وہ شخص بھی کافر ہے جو دعویٰ کرے نبوت کا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ جیسا کہ مسیلمہ اور اسود عنسی نے یا آپ کے بعد جیسا کہ عیسویہ یہود سے اور جو اس کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت عرب کے ساتھ مخصوص تھی۔ اور جیسا کہ کرامیہ ہے۔ وہ قائل ہیں کہ رسول برابر آتے رہیں گے۔ جب تک کہ دنیا قائم رہے گی۔ یہ سب لوگ کافر ہیں۔

اسی کتاب کے صفحہ ۵۱۹ پر ہے: **وکذلک... تا... بلامریۃ.** جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ میں خود نبی ہوں یا بوجہ ریاضت کے یا بوجہ صفائی قلب کے، اس مرتبہ کو آدمی حاصل کر سکتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ اگر کوئی شخص دعویٰ نبوت نہ کرے، بلکہ یوں کہے کہ میری طرف وحی ہوتی ہے، یعنی وحی جلی نہ الہام، یا یہ دعویٰ کرے کہ وہ جنت میں چلا جاتا ہے، حوروں سے ملتا ہے، جنت کے پھل کھاتا ہے، یہ تمام جماعتیں سب کی سب کافر ہیں۔ اس واسطے کہ یہ تکذیب کرتے ہیں، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس واسطے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیّین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا۔ اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السّلام نبی بنے ہیں آپ سے پہلے اور خبر دی ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ خاتم النبیّین ہیں۔ اور یہ بڑی قوی دلیل ہے۔ اور آپ نے خبر دی ہے اللہ کی جانب سے اس طرح کہ تمام آدمیوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس واسطے کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ **وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ.** (سبا، ۲۸) اور تمام امت نے اس پر اجماع کیا کہ یہ کلام، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی (ذات کے بارے میں) اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے۔ اور جو اس کا لفظی ترجمہ ہے وہی مراد ہے۔ یعنی حضور رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات مبارک اس کی ظاہر میں کوئی تاویل نہیں۔ اس کے عموم میں کوئی تخصیص نہیں۔ پس جتنے طائفے بیان کیے گئے ہیں، ان کے کفر میں کوئی شک نہیں، سب کے

www.khatmenabuwat.org

سب کافر ہیں۔اس واسطے کہ جھٹلاتے ہیں یہ لوگ اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ان کا کافر ہونا قطعی اور یقینی ہے، اس میں شبہ نہیں ہے اور ان کا کافر ہونا اجماعی ہے۔کوئی بھی اس کا مخالف نہیں ہے اور ان کا کافر سماعی ہے، یعنی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔(یہ ملا علیؒ قاری کا قول ہے جو کتاب شرح شفاء قاضی عیاض میں انہوں نے لکھا ہے)۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ عقیدہ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں، یقینی ہے، اجماعی ہے، کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔کتاب اور سنت سے ثابت ہے اور قرآن پاک میں جو یہ آیا ہے۔وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (احزاب،۴۰) اس میں مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی قسم کی نبوۃ میں نبی نہ بنے گا، عیسیٰ علیہ السّلام کا آنا اس میں منافی نہیں کہ وہ پہلے نبی بن چکے ہیں، لہٰذا مرزا صاحب چونکہ مدعی نبوت ہیں اور نبوۃ بھی تشریعی اور نبوۃ بھی حقیقی اور صاحب کتاب ہونے کے بھی مدعی ہیں اور اپنی وحی کو متلو بھی قرار دیتے ہیں، لہٰذا وہ کافر ہیں، مرتد ہیں۔ان کی جماعت کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔اگر کوئی نکاح کرے گا تو زنا محض ہوگا۔اولاد ولد الزنا اور حرامی ہوگی۔

وحی کو متلو قرار دینا مرزا صاحب کے اپنے اقوال سے سمجھا جا سکتا ہے۔کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۵۶۴ پر ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: **فی المعنی انه لا یحدث... لکان نبیا.** اس کا مطلب یہ ہے کہ اے علی! تیرا مرتبہ میرے پاس ایسا ہے جیسا کہ ہارون علیہ السّلام کا موسیٰ کے ساتھ تھا۔لیکن ہارون علیہ السّلام نبی تھے۔تم نبی نہیں ہو سکتے، اس واسطے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہونے کا۔اس پر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی بننے کا نہیں، کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اس واسطے کہ آپ خاتم النبیّین ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہونے کا، اس واسطے کہ جو نبی مجھ سے پہلے گزرے ہیں، میں ان سب کا ختم کرنے والا ہوں، ان سب کے بعد میں آیا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا۔اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو علی ہوتے، لیکن چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اس لیے علی رضی اللہ عنہ نبی نہیں ہوں گے۔اور یہ حدیث نہیں منافی ہے اس کے جو وارد ہوا ہے حق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صریحاً۔اس واسطے کہ یہ حکم فرضی اور تقدیری ہے۔بس گویا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اگر فرض کیے جاتے بعد میرے نبی تو میرے صحابہ کی ایک جماعت ہوتی۔لیکن میرے بعد نبی ہی نہیں ہیں۔اور یہی معنی ہیں رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے کہ اگر ابراہیم علیہ السّلام زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔حدیث میں یہ آیا ہے کہ **لو کان بعدی نبیا لکان عمر**[1] جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتے، لیکن عمر نبی نہ ہوئے، اس واسطے کہ میرے بعد نبی ہی نہیں۔ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث: **انه لا نبی بعدی**[2] میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتے تو علیؓ ہوتے، تو بظاہر ملا علی قاری کا کلام حدیث کے معارض ہو گیا۔اس کا جواب دیتے ہیں کہ وہ حدیث اس اشارہ کے منافی نہیں۔کیونکہ وہاں بھی اور یہاں بھی حکم تو تقدیری اور فرضی ہے کہ بطریق فرض محال اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے اور اگر بطریق فرض محال اگر نبی ہوتے میرے بعد تو علی ہوتے۔اسی طرح آپ نے فرمایا کہ اگر ابراہیم علیہ السّلام زندہ رہتے تو میرے بعد وہ نبی ہوتے۔یہ کلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بطریق فرض کے ہے۔اور مطلب اس کا یہ ہے کہ دنیا میں اگر میرے بعد نبوت واقعی ہوتی تو میرے صحابہ کی جماعت کو نبوت ملتی، لیکن چونکہ

۱۔ سنن ترمذی، رقم ۳۶۸۶، المستدرک، رقم ۴۴۹۵ ۲۔ مسند احمد، ۲/۱۱۲۷، صحیح ابن حبان ۶۹۲۶، صحیح مسلم، ۶۳۷۰

www.khatmenubuwwat.org

میرے بعد نبوۃ نہیں، اس واسطے میرے صحابہ کو نبوت نہ ملی۔

تفسیر ابن کثیر اِس آیت: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ. (سبا، ۲۸) کے تحت میں صفحہ ۳۷۹، جلد ۳ پر لکھتے ہیں:

وھذا اکبر نعم اللّٰہ تعالٰی... الانس والجن. جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اس امت پر سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لیے دین کو کامل فرما دیا۔ لہٰذا نہ وہ کسی دوسرے دین کے محتاج ہیں اور نہ کسی اور نبی کے جو سوا ہو، رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اور اسی واسطے بنایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء۔ اور بھیجا آپ کو طرف انسان اور جنات کے، اس آیت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خاتم الانبیاء کے معنی یہی ہیں کہ اپنے عموم سے کسی نبی کو نبوت آپ کے بعد نہیں مل سکتی۔ اور جو اس کا منکر ہو، وہ کافر مطلق ہے۔ اس کے بعد دوسری آیت پیش کی جاتی ہے۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا. (مائدہ، ۳) اس آیت میں خدائے قدوس نے دین کے کامل کرنے کا اور نعمت کے تمام کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور سب نعمتوں میں بڑی نعمت نبوۃ اور دین ہیں۔ جب دین بھی کامل ہو چکا اور نعمت بھی کامل ہو چکی تو اب یہ کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی شریعت آ سکتی ہے۔ اس واسطے کہ کمال کے بعد اس چیز کے اندر کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی۔

کتاب الانسان الکامل، جلداوّل، صفحہ ۷۹، باب ۴۶ میں لکھا ہے:

فانہ ما ترک شیئا... لم یحی احدًا بذٰلک. جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز سرور عالم نے ایسی نہیں چھوڑی کہ جس کو ہماری طرف پہنچایا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے کتاب میں کوئی کمی نہیں کی اور فرمایا کہ ہر چیز کی ہم نے تفصیل کامل بیان کی ہے اور اسی واسطے آپ کا دین تمام ادیان میں بہتر ہے اور آپ کے دین سے تمام ادیان منسوخ ہو گئے، اس واسطے کہ جو اور لوگوں نے بیان کیا تھا وہ سب آپ نے بیان کیا اور اس پر اور زیادتی بھی بیان فرمائی، جس کو کوئی نہیں لا سکا اسی واسطے اوروں کے دین آپ کے دین کے سامنے منسوخ ہو گئے، کیونکہ وہ ناقص تھے اور یہ کامل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا۔ اور نہیں نازل ہوئی یہ آیت کسی نبی پر اور اگر کسی نبی پر سوائے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نازل ہوتی تو وہی خاتم النبیّین ہوتا اور چیز کسی کے لائق نہ تھی۔ مگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی کے لیے۔ بس آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اسی واسطے آپ خاتم النبیّین ہوئے۔ اس واسطے کہ آپ نے کوئی حکمت اور کوئی ہدایت کی بات اور کوئی بھید ایسا نہیں چھوڑا، جس کو آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ اور اس کی طرف اشارہ نہ فرمایا ہو۔ جس قدر کہ اس چیز کا بیان کرنا مناسب تھا، یا تصریحاً، یا اشارۃً، یا کنایۃً، یا استعارۃً، یا مختصر، یا مفصل، یا مؤول، یا متشابہ۔ اس کے سوا کمال بیان کی جتنی قسمیں تھیں وہ سب پوری کر دیں۔ آپ کے غیر کے لیے کوئی راستہ ہی باقی نہ رہا۔ پس آپ امر نبوت کے ساتھ مستقل ہو گئے اور نبوت ختم ہو گئی۔ اسی واسطے کہ کوئی چیز آپ نے نہیں چھوڑی کہ جس کی حاجت ہو اور آپ نے بیان نہ فرمائی ہو۔ اب آپ کے بعد اگر کوئی کامل آوے تو کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس پر لوگوں کو خبردار کرے۔ مگر اس چیز کو پہلے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرما دیا ہے پس تابع ہو گا وہ کامل جیسا کہ تنبیہ کی ہے، اس کے اوپر اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور ہو جائے گا وہ تابع۔ بس منقطع ہو گیا حکم نبوت تشریعی کا بعد آپ کے اور ہوئے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین اس واسطے کہ لائے ہیں آپ کمال کو اس عبارت میں

www.khatmenubuwat.org

بھی تشریعی کا لفظ آیا ہے اس کے معنی بھی وہی ہیں کہ کوئی نبی حقیقی طور پر کہ جو صاحب شریعت ہو، نہیں آ سکتا اور صاحب شریعت وہی ہے کہ جس کی وحی میں امر یا نہی ہو تو کوئی نبی حقیقی یا نبی تشریعی ایسا نہیں ہے کہ جس کی وحی میں کم از کم اتنا حکم نہ ہو کہ وہ اپنی نبوت کی دوسروں کی تبلیغ کرے اور دوسروں کو اس کا ماننا فرض نہ ہو، لہٰذا تشریعی کے لفظ سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا کہ نبی حقیقی تو ہو سکتا ہے لیکن نبی تشریعی نہیں ہو سکتا۔

اس آیت میں بھی یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی حقیقی چاہے اس کا نام شرعی رکھا جاوے یا اس کو تشریعی کہا جائے یا بروزی اور ظلی کہا جاوے حقیقی معنی سے اس کی گنجائش باقی نہیں ہے کہ کسی کو نبوت مل سکے۔

اس آیت کا بھی وہی نتیجہ نکلا کہ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جو کوئی شخص دعویٰ نبوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا اور اپنی اطاعت فرض کہے گا، وہ کافر ہے، مرتد ہے۔

اس کا حکم وہی مرتد کا حکم ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اب تیسری آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ. (سبا، ۲۸) میں خداوند کریم جل شانہٗ نے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ہم نے تم کو تمام آدمیوں کی طرف بھیجا ہے۔ اب کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو آپ کی بعثت سے خالی ہو اور دوسرا نبی آ سکے۔

شفاء قاضی عیاض شرح ملا علی قاری کی، جو بھی عبارت صفحہ ۵۱۹ کی پیش کی جا چکی ہے، اس میں اس کا مطلب یہی لکھا ہے کہ آپ خاتم النبیّین ہیں۔ اس میں تصریح کر دی گئی ہے کہ آپ خاتم النبیّین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اس کے معنی پر تمام امت کا اجماع اور اتفاق ہے، بیان کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس آیت میں کوئی تاویل، کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اور جو لوگ ختم نبوت کا کسی طرح بھی انکار کرتے ہیں، ان کا کفر اجماعی قطعی، سماعی ہے۔

اس کی تائید میں ایک حوالہ ابن کثیر کا اور پیش کرتا ہوں۔

ختم النبوۃ فی القرآن، صفحہ ۱۱۹ سے شرح ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۲۵۳ کا پیش ہے۔

وھٰذا من شرفه صلّى اللّٰه عليه وسلّم... الى الناس كلهم.

مطلب یہ ہے کہ یہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت اور شرافت میں سے ہے کہ آپ خاتم النبیّین ہیں اور آپ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہیں۔ اس بارہ میں بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں جیسا کہ احادیث اس بارے میں احاطہ سے باہر ہیں اور یہ بات اسلام میں بداہتہ اور ضرورتاً معلوم ہے کہ آپ تمام انسانوں کی طرف مرسل ہیں۔ اس میں سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ اس آیت کا حاصل بھی وہی ہوا کہ آپ خاتم النبیّین ہیں، جو کچھ اوپر بیان کیا گیا اس سے یہ ثابت ہے کہ قرآن شریف نے یہ ثابت کر دیا کہ انکار ختم النبوت کفر ہے اور ادعاء نبوت بھی کفر ہے۔ ادعاء وحی بھی کفر ہے۔ یہ تینوں مضمون جداگانہ ہیں اور مرزا صاحب میں یہ تینوں باتیں جمع ہیں، لہٰذا مرزا صاحب کے کفر کی یہ تین نوعیں ہیں کہ جس کے نیچے بہت سی جزئیات داخل ہیں اور مرزا صاحب بہت سی وجوہ سے کافر اور مرتد ہیں۔ آیات بہت ہیں۔ لیکن ان تین پر اِکتفاء کر کے میں مختصر طور پر دو ایک حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں۔

www.khatmenubuwwat.org

بخاری شریف، جلد اوّل، صفحہ ۴۹۱، جزو ۱۳/ میں حدیث ہے کہ **قال سمعت ابا حازم قال قاعدت خسمة سنين... استوعاهم.**

جن کا مطلب یہ ہے کہ پہلے بنی اسرائیل کے اندر ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔ ان کو ہدایت اور تلقین کرتا تھا۔ یہ بات یقینی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، ہاں البتہ خلفاء ہوں گے، بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاوے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس کسی خلیفہ کی بیعت پہلے کر چکے ہو، اس کو پورا کرو۔ تم پر جو اُن کا حق ہے، اس کو ادا کرو۔ ان پر جو تمہارا حق ہے، اگر اس میں کوتاہی کریں گے تو اللہ ان سے پوچھ لے گا۔[1]

یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔ بعض ایسی احادیث کہ جو باعتبار لفظ کے اور سند کے متواتر نہیں ہیں وہ باعتبار معنی کے متواتر ہو جاتی ہیں۔ اگر ان معنوں کو اتنی سندوں سے اور اتنے راویوں نے بیان کیا ہو جو تواتر کی حد کو پہنچ جاوے، جیسا تعداد رکعت نماز اور یہ حدیث ختم النبوت کی اسی قبیل سے ہے۔ اس بنا پر محدثین اور مفسرین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں، جن کا منکر کافر ہے۔ بعض اوقات اگر کسی حدیث کا راوی صرف ایک ہو، مگر وہ مضمون بالکل قرآن کا ہو، مثلاً کسی حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کی نماز فرض ہے یا سچ بولنا فرض ہے، یا شراب پینا حرام ہے، یا زنا کرنا حرام ہے تو حدیث کے مضمون کا انکار کرنا بوجہ اس کے کہ قرآن کا انکار ہے۔ کفر ہو جائے گا نہ اس وجہ سے کہ وہ خبر واحد کا انکار ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے انکار سے قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔ حدیث مذکورہ بالا میں حضور سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ صاف بیان فرما دیا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔

مسلم شریف، جلد ثانی، صفحہ ۲۴۸، **باب الذكر كونه عليه السّلام خاتم النبيّين** (جس کے حاشیہ میں نووی کی شرح ہے) میں یہ حدیث ہے: **عن ابی هريرة قال قال عليه السّلام مثلی ومثل الانبياء... وانا خاتم النبيّين.** جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری مثال اور ان انبیاء کی مثال جو مجھ سے پہلے تھے، اس شخص کی ہی ہے کہ جس نے ایک مکان تعمیر کیا اور بہت اچھا اور بہت خوبصورت اس کو بنایا۔ مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہی۔ لوگ اس مکان کو دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اینٹ کی جگہ جو خالی رہ گئی ہے، اس کو کیوں پُر نہ کر دیا گیا، میں ہوں وہ اینٹ اور میں ہوں خاتم النبیّین۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تعمیر بیت النبوۃ جو ابتداء آفرینش سے ہوئی تھی، وہ بدوں سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ناقص تھی۔ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وجود باوجود سے وہ مکمل ہوگئی اور بیت نبوت میں کوئی جگہ باقی نہ رہی۔ اب اگر کوئی اینٹ ہوگی تو وہ بیت نبوۃ سے نہیں ہوسکتی۔

اس واسطے کہ آپ فرماتے ہیں کہ انہوں نے سب نبیوں کو ختم کر دیا۔ ان کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ اگر کوئی شخص مدعی نبوت ہو تو خدا نے جو نبوت کا گھر تعمیر کیا تھا، وہ اس کا جزو نہیں ہوسکتا۔

ابوداؤد شریف، جلد ثانی، صفحہ ۲۴۷، **باب خبر ابن صياد قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم... ثلاثون**

۱۔ صحیح بخاری ۳۴۵۵، صحیح ابن حبان، رقم ۴۵۵۵، صحیح مسلم، رقم ۴۸۷۹

www.khatmenubuwwat.org

کذابون انه رسول اللّٰه تعالٰی.[1] جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، قیامت نہیں ہونے کی جب تک تیس دجال نہ آئیں اور ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے۔ اس حدیث میں حضرت سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو آپ کے بعد مدعی نبوت ہو۔ اس کو دجال فرمایا اور امت کے لیے یہ ہدایت کی جس کسی شخص کی زبان سے سنو کہ **انا رسول اللّٰه.** آنکھ بند کر کے کہہ دو کہ تو دجال ہے اور تو جھوٹا ہے۔ اگر کسی قسم کی نبوت آپ کے بعد باقی رہتی تو ہدایت مجسم اور رہنمائے عالم ایسا ارشاد نہ فرماتے کہ جس کی وجہ سے امت بے دھڑک ہر مدعی نبوت کو دجال کہہ دے۔ بلکہ فرض تھا کہ آپ فرماتے کہ میرے بعد دجال بھی آئیں گے اور نبی بھی آئیں گے۔ دیکھو نبیوں کی اطاعت کرنا، ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ آپ کا یہ ارشاد فرمانا صریح دلیل ہے کہ اب کوئی قسم نبوت شریعہ کی باقی نہیں رہی اور اگر بفرض محال درمحال درمحال واقعی کوئی نبی ہو اور اس پر وحی کی بارش بھی ہوئی ہو، مگر اسے یہ کہا جائے گا کہ وہ دجال ہے، کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہی فرمایا ہے۔

ختم النبوۃ فی الاحادیث، صفحہ ۱۱ پر کنز العمال کی ایک حدیث بالفاظ ذیل ہے: **عن عائشة عن النبی علیه السّلام انه قال لایبقی بعده**[2]**... له** جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہیں، مگر مبشرات۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے خواب جس کو مسلمان دیکھے یا اس کے لیے کوئی دوسرا مسلمان دیکھے۔ اس حدیث میں آپ نے حصر کے ساتھ فرمایا کہ اب نبوت کے حصص میں سے کوئی حصہ دنیا میں باقی نہیں، فقط اچھے خواب۔ معلوم ہو گیا کہ اگر اس کے بعد کوئی دعویٰ وحی کرے تو اس حدیث کے مخالف ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ **قولوا خاتم النبیّین ولا تقولوا لا نبی بعده.**[3] حضرت عائشہ صدیقہ کے اس قول کا یہ مطلب ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ خاتم النبیّین کی منکر تھیں، یا آپ کے بعد کسی قسم کے نبوت کو جائز رکھتی تھیں، بلکہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا مفہوم چونکہ عام تھا اور ممکن تھا کہ کوئی اس سے یہ استدلال کرے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد نہ کسی کو نبوت ملے گی نہ کوئی پہلا نبی آ سکے گا۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السّلام کا تشریف لانا، احادیث سے ثابت ہے، اس واسطے یہ فرمایا کہ ایسا لفظ ہی نہ ہو کہ جس سے کوئی اہلِ باطل استدلال کر سکے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ خود نہ روایت کرتیں، جو اوپر بیان ہوئی، تو ممکن تھا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بھی حدیث کی خبر نہ ہوگی۔ مگر جب وہ خود روایت کرتی ہیں کہ نبوت میں سے کوئی وجہ باقی نہ رہی سوائے مبشرات کے، تو یہ مضمون ان کی طرف کہ وہ آپ کے بعد نبوت شرعیہ کو جائز کرتی ہو، منسوب کرنا، باطل اور ناجائز ہے۔ نمونہ کے طور پر میں نے اوپر چند آیتیں اور احادیث پیش کی ہیں اور پہلے مفسرین اور محدثین ظاہر فرما چکے ہیں کہ احادیث اس بارے میں حد تواتر کو پہنچ گئی ہے۔

۱۔ **لا تقوم الساعة حتّٰی،** صحیح البخاری، رقم ۳۴۱۳، سنن ابی داؤد، رقم ۴۲۵۲، سنن ترمذی، رقم ۲۲۱۹

۲۔ **لم یبق من النبوة.....،** صحیح البخاری، رقم ۶۵۸۹، سنن ترمذی، رقم ۲۲۷۲

۳۔ **قولوا خاتم النبیّین.....** مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۶۶۵۳

www.khatmenubuwwat.org

اورمرزا صاحب بھی اس مضمون کواسی طرح سمجھتے رہے ہیں۔

اس کے بعد چند اقوال اکابر دین کے بیان کیے جاتے ہیں۔

کتاب الاشباہ والنظائر، صفحہ ۲۶۷ میں ماتن کہتا ہے:

اذا لم یعرف ان محمدا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات. اس کی شرح یہ کی گئی ہے: **قولہ اذا لم یعرف... لا یکون عذرا.** شارح حموی ہے، جو کہتا ہے کہ جب کوئی شخص اس بات کو نہ جانے اور نہ پہچانے کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں، اس واسطے کہ آپ کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں جہل عذر نہیں۔ تکفیر کے باب میں عذر نہیں ہوسکتا۔

فقہ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو آخر الانبیاء، جو شخص نہ جانے وہ ایسا ہی کافر ہے جو رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نبی نہ جانے۔

کتاب شرح عقائد نسفی، مطبع یوسفی، صفحہ ۱۰۱ پر ہے کہ **واذا ثبت نبوتہ... انہ اٰخر الانبیاء.** یعنی جب نبوت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ثابت ہوگئی اور آپ کے کلام میں اور قرآن مجید نے اس پر دلالت کی کہ آپ خاتم النبیّین ہیں اور آپ آدمیوں کی طرف مبعوث ہیں بلکہ جنات اور انسانوں کی طرف، تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آپ آخر الانبیاء ہیں، اس کتاب کے صفحہ ۹۹ پر ہے: **واول الانبیاء اٰدم وآخرھم محمد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم.** کتاب شرح عقائد مسلمانوں کے عقیدہ کی کتاب ہے، اس میں یہ عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ اوّل الانبیاء آدم علیہ السّلام ہیں اور آخر ان کے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، جو مصنف ہیں موضوعات کبیر کے اور کتاب فقہ اکبر امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے، اس کے صفحہ ۱۹۱ پر درج ہے: **ودعویٰ النبوۃ بعد نبینا علیہ السّلام کفر بالاجماع.** یعنی ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا، کفر بالاجماع ہے۔

ناممکن اور محال ہے کہ عقائد اور علم کلام میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جس بات کو کفر بالاجماع کہیں، پھر موضوعات کبیر میں اس کے خلاف کریں۔

کتاب بحر الرائق، جلد ۵، صفحہ ۱۳۰ پر ہے: **ویکفر بقولہ... ادعی رجل برسالتہ** جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ نبیوں نے جو کہا، اگر یہ سچ ہو یا حق ہو تو یہ شخص کافر ہوگیا۔ یا کسی نے یوں کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، یا کسی شخص نے رسالت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے کہا کہ اگر تو رسول ہے تو معجزہ دکھلا۔ تو فرماتے ہیں کہ سب صورتوں میں یہ کہنے والا کافر ہوگیا۔

کتاب عالمگیری، جلد ۲، صفحہ ۴۱۱، جو فقہ حنفیہ کے فتویٰ کی کتاب ہے، جو معتبر کتابوں میں سے ہے، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس میں کوئی روایت ضعیف نہیں ہے۔ اس میں درج ہے کہ **اذالم یعرف الرجل ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم.** یعنی جب کوئی شخص اس کا اعتقاد نہ رکھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آخر انبیاء ہیں تو وہ

www.khatmenubuwwat.org

شخص مسلمان نہیں ہے۔ اس سے بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ ختم النبوت کے معاملہ میں کوئی گنجائش نہیں۔ کتاب الملل والنحل، جلد۴، صفحہ۱۸۰ پر ہے: **ھٰذا مع سماعھم قول اللّٰہ... اٰخر الزمان.** جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات کہ جب انہوں نے سن لیا اللہ کا کلام: **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ** (احزاب،۴۰) اور قول رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ**، کیونکر جائز ہے کسی مسلمان کے لیے یہ کہ ثابت کرے آپ کے بعد کسی نبی کو زمین میں سوا اِس کے کہ استثناء کیا ہے اس کا رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آثار مستندہ ثابتہ میں عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کے بارہ میں اخیر زمانہ میں۔

اسی کتاب الملل والنحل کی جلد اوّل، صفحہ ۷۷ پر ہے: **وقد صح... ذلک ابدا.** جس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح ہو چکی ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ بات ان جماعتوں کی نقل سے کہ جس جماعت نے آپ کی نبوۃ کو نقل کیا، آپ کے علم دین کو نقل کیا، آپ کے قرآن کو نقل کیا، ان کی نقلوں سے یہ بات صحت کو پہنچ گئی ہے کہ خبر دی ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس بات کی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہ جو کہ آیا ہے اخبار صحاح میں نزول عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے اور وہ جن کے متعلق دعویٰ کیا یہود نے، ان کے صلب کا اور قتل کا، پس واجب ہے اقرار اُن تمام باتوں کا اور صحیح ہوگئی یہ بات کہ وجود نبوت بعد آپ (علیہ السّلام) کے باطل ہے، نہیں ہو سکا یقیناً شک کی بات نہیں ہے اور اس سے یہ قول بھی باطل ہو گیا۔ جو کہتا ہے کہ پے در پے آنے رسولوں کے اور واجب ہونے اس کے ہمیشہ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جن لوگوں نے قرآن، حدیث کو نقل کیا ہے، انہوں نے بھی اس بات کو نقل کیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، مگر ایک جو عیسیٰ علیہ السّلام ہوں گے۔

شامی، جلد اوّل، صفحہ ۲۲۷۔ **وصرح... منکرہ.**

مطلب یہ ہے کہ جو چیز ضروریات دین سے ہو۔ اور وہ وہ ہے کہ جس کو خواص اور عام جانتے ہوں کہ یہ دین سے ہے جیسا کہ وجوب اعتقاد توحید کا اور رسالت کا اور پانچوں نمازوں کا اور بھی اس کے مثل احکام ہیں، ان کا منکر کافر ہے۔

اس وقت تک میں نے یہ بیان کیا ہے کہ مرزا صاحب کی تکفیر کی تین نوعیں ہیں:

اوّل، انکار ختم نبوت، (۲) ادعائے نبوت، (۳) ادعائے وحی۔ اس کے علاوہ ایک اور چوتھی وجہ ہے جس کی بنا پر مرزا صاحب اور ان کے مرید کافر اور مرتد ہیں۔ وہ یہ کہ ضروریات دین میں سے یہ بات بھی ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کی توقیر اور تعظیم کی جاوے، کسی نبی کی شان میں ادنیٰ گستاخی اور ان کی توہین کفر ہیں۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کا قول پیش کرتا ہوں۔

ضمیمہ چشمہ معرفت، صفحہ ۱۸ پر درج ہے کہ شاید کسی صاحب کے دل میں یہ بھی خیال آوے کہ مسلمان بھی مباحثہ کے وقت نامناسب الفاظ دوسری قوموں کے بزرگوں کی نسبت استعمال کرتے ہیں۔ پس یاد رہے کہ وہ قرآنی تعلیم سے باہر چلے جاتے ہیں اور بسا اوقات ان کی اس بدتہذیبی کا موجب وہ لوگ ہو جاتے ہیں جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گالیاں نکالتے ہیں۔ مثلاً ظاہر ہے کہ مسلمان لوگ کس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو عزت اور تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کو خدا کا پیارا رسول اور برگزیدہ یقین رکھتے ہیں۔ لیکن جب ایک متعصب پادری آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بے ادبی سے باز نہیں آتا اور زبان درازی میں حد سے

www.khatmenubuwwat.org

بڑھ جاتا ہے تو الزامی طور پر ایک مسلمان جس کو اُس پادری کے کلمات سے کچھ درد پہنچا ہے، ایسا جواب دیتا ہے کہ اس پادری کو بُرا معلوم ہو، مگر پھر بھی وہ طریق ادب سے باہر نہیں جاتا، کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے۔ اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہرحال جاہلوں کے مقابلہ میں صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔[1]

اب میں ان کلمات کا ذکر کرتا ہوں جو مرزا صاحب نے بعض انبیاء علیہم السّلام کی توہین میں کہے ہیں۔

کتاب انجام آتھم، صفحہ ۴ پر عیسیٰ علیہ السّلام کی نسبت مرزا صاحب کہتے ہیں کہ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔[2] پھر صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں کہ ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ اسی صفحہ پر ہے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔[3]

اس صفحہ پر ہے کہ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ آگے ہے کہ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے، ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔

صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں کہ نہایت شرم کی بات یہ ہے آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتا ہے۔ یہودیوں کی کتاب تالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے۔[4]

آگے ہے کہ آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے۔[5] اسی مضمون کی وضاحت مرزا صاحب نے کتاب ست بچن، صفحہ ۱۷۱ کے حاشیہ پر فرمائی ہے، جس میں درج ہے کہ یہ درخواست بھی صریح اس بات پر دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔[6]

کتاب کشتی نوح، صفحہ ۶۵ پر درج ہے کہ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السّلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔[7]

ہائے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السّلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے، جیسا کہ فی الحقیقت معصوم۔

کتاب نزول مسیح، صفحہ ۳۵ کے حاشیہ پر درج ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں پر بباعث ان کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلاء آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے تھے، ان راہوں سے وہ نبی نہیں آئے، بلکہ کسی چور کی طرح کسی

۱۔ ضمیمہ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۲۸۹
۲۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۸
۳۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۹
۴۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۰
۵۔ انجام آتھم، حوالہ بالا
۶۔ ست بچن، روحانی خزائن، ج ۱۰، ص ۲۹۵
۷۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۷۱

www.khatmenubuwat.org

اور راستے سے آئے۔[1]

ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۶ پر درج ہے کہ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔[2] اسی کتاب کے صفحہ ۷ کے حاشیہ پر درج ہے کہ ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو، مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا، جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین نانیاں اور دادیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔[3] اسی کتاب کے صفحہ ۹ پر مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ درج کیا ہے کہ ''اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹ مار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے، چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔''[4]

اب میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کے نزدیک یسوع اور مسیح ایک ہی شخص ہیں، دو نہیں ہیں۔ توضیح مرام، صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں، ''اب ہم پہلے صفائی بیان کے لیے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رُو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمانوں پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں، ایک یوحنا، جس کا نام ایلیاء اور ادریس بھی ہے، دوسرے مسیح ابن مریم، جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔[5]

مرزا صاحب ست بچن، صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸ پر فرماتے ہیں کہ ''بالخصوص یسوع کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے بُرے کام کیے، ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لیے فریب دے کر قتل کر دیا، اور دلالہ عورتوں کو بھیج کر اُسی کی جورو کو منگوایا اور اس کو شراب پلوائی، اس سے زنا کیا اور بہت سا مال زنا کاری میں ضائع کیا۔'' اسی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں، عیسائیوں کی سمجھ پر افسوس ہے کہ انہوں

۱۔ نزول المسیح، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۴۱۳
۲۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۰
۳۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۱
۴۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۳
۵۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۵۲

www.khatmenubuwwat.org

نے اپنے یسوع کو خدا بنا کر اسی کی ذات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا،[1] میں نے ان فقرہ جات سے دکھلانا چاہا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں، درست نہیں ہے، جبکہ مرزا صاحب نے توضیح المرام میں تسلیم کیا ہے کہ یسوع اور مسیح اور عیسیٰ بن مریم ایک ہے اس لیے یسوع کے نام پر گالیاں دینا بعینہٖ عیسیٰ علیہ السّلام کو گالیاں دینی ہیں۔ دوسرا جواب مرزائیوں کی طرف سے یہ دیا جا سکتا ہے کہ ہم نے جو کچھ عیسیٰ علیہ السّلام کو گالیاں دی ہیں، وہ صرف الزامی طور پر کہا ہے، نہ کہ اپنی طرف سے۔ میں کہتا ہوں یہ جواب بھی غلط ہے اس واسطے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں، ''اُس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔'' یہ بات الزام نہیں بلکہ وہ خود فرماتے ہیں۔ نیز انجام آتھم، صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں کہ ''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔'' پھر فرماتے ہیں، میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی الزامی نہیں۔ پھر اپنی طرف سے کہتے ہیں کہ جن جن پیشگوئیوں کا توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے، ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں۔ پھر کہتے ہیں، مگر ''حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔'' یہ بھی الزامی جواب نہیں ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے، بفرض محال مرزا صاحب نے جو کچھ بیان کیا ہے بطریق الزام فرمایا ہے مگر میں توہین عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق دو باتیں پیش کرتا ہوں جو کتاب دافع البلاء، صفحہ ۵ پر درج ہے جو بالفاظ ذیل ہے، ''یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے، ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت فرمایا ہے، وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ. (آل عمران، ۳۵) جس کے معنی ہیں کہ اس زمانہ کے مقربوں میں سے یہ بھی ایک تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سب مقربوں سے بڑھ کر تھے، بلکہ اس بات کا امکان نکلتا ہے کہ بعض مقرب ان کے زمانہ کے ان سے بہتر تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لیے آئے تھے۔ اور دوسرے ملکوں اور قوموں سے اُن کو کچھ تعلق نہ تھا، پس ممکن ہے بلکہ قربِ قیاس ہے کہ بعض انبیاء لم نقصص میں داخل ہیں۔ وہ ان سے بہتر اور افضل ہوں گے۔ اور جیسا کہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آخر ایک انسان نکل آیا جس کی نسبت خدا نے عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (کہف، ۶۵) فرمایا تو پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت جو موسیٰ کمتر اور اس کی شریعت کے پیرو تھے اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے، اور فقہ اور مسائل فقہ اور وراثت اور حرمت خنزیر وغیرہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے۔ کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بالاطلاق اپنے وقت کے تمام راستبازوں سے بڑھ کر تھے۔ جن لوگوں نے اُن کو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدائی صفات انہیں دی ہیں، جیسا کہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وہ اگر ان کو اوپر اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر چڑھاویں، یا عرش پر بٹھاویں، یا خدا کی طرح پر پرندوں کا پیدا کرنے والا قرار دیں تو اُن کو اختیار ہے۔ انسان جب حیاء اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اُس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں

۱۔ ست بچن، روحانی خزائن، ج ۱۰، ص ۲۹۱

www.khatmenubuwat.org

سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنے کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔[1] اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک بھی عیسیٰ علیہ السّلام کو حصور نہ کہنے کے مذکورہ بالا قصے مانع تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بات متحقق نہیں، جو عالم الغیب اللہ ہے، اس لیے ان کو حصور فرمایا اور معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السّلام میں اللہ تالیٰ کے نزدیک یہ تمام عیوب موجود تھے۔ اس واسطے ان کو حصور نہ کہا، ایسے عیوب متحقق نہیں تھے جو گالیاں مرزا صاحب نے پہلے انجام آتھم میں عیسیٰ علیہ السّلام کو دی تھیں، وہی گالیاں یہاں مذکور ہیں۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام، جلد اوّل کے صفحہ ۳ پر پادریوں کو مخاطب کرتے ہیں نہ یہودیوں کو مخاطب کرتے ہیں، بلکہ مولویوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں، ''اے نفسانی مولوی اور خشک زاہدو! تم پر افسوس کہ آسمانی دروازوں کا کھلنا چاہتے ہی نہیں، بلکہ چاہتے ہو کہ بندر ہیں اور تم پیر مغاں بنے رہو۔[2] الخ'' اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ''اس سے زیادہ تر قابلِ افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔''[3] اس کے بعد کشتی نوح، صفحہ ۵ کے نوٹ کو ملا کر دیکھا جائے تو ''اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نبی نہیں ہیں۔''[4]

ازالہ اوہام، جلد اوّل، صفحہ ۵ پر ہے ''ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن کے حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا۔''[5]

اسی صفحہ کے آگے کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے، جس سے عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین ظاہر ہوتی ہے۔

اعجاز احمدی، صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے کہ ہائے کس کے آگے یہ باتیں لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں، اور آج کون زمین پر ہے جو اِس عقیدہ کو حل کر سکے۔[6]

ازالہ اوہام، صفحہ ۱۲۵، سطر ۹ پر درج ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے باپ یوسف کے ساتھ بائیس سال نجاری کا کام کرتے رہے۔[7] اس کتاب کے صفحہ ۱۲۷ کا اندارج بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی کلام سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ کسی نبی کی توہین کرنا کفر ہے۔ اور قرآن شریف میں بھی اسی ادب اور احترام کا حکم فرمایا گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس طرح سے زور زور سے باتیں نہ کرو جیسے تم باہم ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کیونکہ تمہارے اعمال حبط اور باطل ہو جائیں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔

قرآن و حدیث اور فقہ اور مرزا صاحب کے ان تمام اقوال سے ثابت ہو گیا کہ توہین انبیاء علیہم السّلام کفر ہے۔ اور مرزا

۱۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۰-۲۱۹
۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۰۵
۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۰۶
۴۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۵
۵۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۰۵
۶۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۲۱
۷۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۵۵-۲۵۴

www.khatmenubuwat.org

نے توہین انبیاء کی، جس کا ایک بہت تھوڑا حصہ میں نے بیان کیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء بالخصوص سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں جو مرزا نے گستاخیاں کی ہیں اور توہین آمیز الفاظ لکھے ہیں، ان کو اِس وقت بیان نہیں کر سکا۔ تاہم نتیجہ نکالنے کے لیے اس قدر بیان کافی ہے کہ مرزا صاحب نے توہین انبیاء کی۔ اور جو توہین انبیاء علیہم السّلام کی کرے، وہ کافر ہے، مرتد ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب بھی کافر اور مرتد ہوئے۔ ان کے پیروؤں میں سے کسی سے کسی مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں۔

۲۳/اگست ۱۹۳۲ء

فریقین اور اُن کے مختار حاضر ہیں

تتمہ بیان مولانا مرتضیٰ حسن صاحب　　باقرار صالح

کل میں نے بیان کیا تھا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کی ہے، لیکن انہوں نے نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کی ہے بلکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بھی توہین کی ہے۔ مرزا صاحب کتاب حقیقت النبوۃ، صفحہ ۲۶۵، ۲۶۶ پر بحوالہ کتاب ایک غلطی کا ازالہ من جانب مرزا درج ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد، جو درحقیقت خاتم النبیّین تھے، مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانے پر کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے، کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں موجب آیت: وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (جمعہ، ۳) بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، مجھے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔

پس اس طور سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اس عبارت میں جناب مرزا صاحب نے اپنے آپ کو بار بار کہا ہے کہ میں بعینہٖ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہوں۔[1] اس کلمہ میں جو سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین ہے اور جس قدر اس میں کفریات ہیں، وہ غور کرنے سے ظاہر ہیں۔ کیا مرزا صاحب کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ کیا ان کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ مرزا صاحب کا عین محمد ہونا اور مرزا صاحب کو نبوت ملنے سے خاتمیت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ میں فرق نہ آنے کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ مرزا صاحب اور سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک ہوں جو عقلاً ونقلاً باطل ہے۔ اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بطریق تناسخ معاذ اللہ مرزا صاحب ہوئے تو تناسخ کفر ہے۔ اگر یہ معنی ہیں کہ سایہ ذی سایہ کا عین ہوتا ہے تو یہ ایسی ہی باطل بات ہے کہ دنیا جانتی ہے کہ کسی شخص کا سایہ ذی سایہ نہیں ہو سکتا۔ تو اب مرزا صاحب کا نبی ہونا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نبی ہونا نہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ مرزا صاحب اور سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم دونوں ایک تھے (نعوذ باللہ) تو کیا کوئی مسلمان اس لفظ کو اپنی زبان سے ادا کر سکتا ہے کہ ۱۹۰۱ء تک معاذ اللہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم قادیان کی گلیوں میں پھرتے رہے اور مدت تک کچہری میں کام کیا اور مختاری کا بھی کام کیا اور پہلے سرور عالم جو نبوت کاملہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے، پچاس سال کی عمر تک اسی نبوت سے معطل رہے۔ اس کلمہ کی کوئی مسلمان جرأت نہیں کر سکتا۔ اگر بفرض

۱۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۲، انوار العلوم

محال یہ مان بھی لیا جائے کہ سایہ اور ذی سایہ ایک ہوتا ہے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ظل اللہ ہیں اور اسی طرح سے وہ عین خدا ہیں اور مرزا صاحب عین محمد ہیں۔ تو اس سے یہ نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب عین خدا ہیں۔ اور تو اس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں اور اگر ظل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ذی ظل کی کوئی صفت اس میں آ جاوے تو پھر ایسی ظلیت تمام دنیا کو حاصل ہے۔ بہرحال مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت و دعویٰ اتحاد رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کھلی توہین ہے۔ لہٰذا بہت سے وجوہ سے یہ کفر ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت خاتم النبیّین کے بالکل متضاد ہے۔ آگے مرزا صاحب نے خود ایسے الفاظ لکھے ہیں جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ عین محمد ہیں۔ لکھتے ہیں، یہ ممکن ہے کہ آنحضرت علیہ السّلام نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوۃ کا اظہار کریں اور یہ بروز خدا کی طرف سے قرار یافتہ عہد تھا۔[1] جب مرزا صاحب کے نزدیک یہ بھی ممکن ہے کہ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم دنیا میں ہزار دفعہ آویں اور اپنی نبوت کا اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ سے قرار یافتہ عہد بھی تھا، جس کے خلاف نہیں ہوسکتا، تو تیرہ سو سال کے اندر کوئی شخص پیدا نہ ہوا جو نبی کے نام پانے کا مستحق ہوتا۔ اس سے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بھی توہین ہوئی کہ ۲۳ برس میں آپ ایک مرزا صاحب جیسا شخص بھی نہ بنا سکے۔ خلفائے اربعہ اور عشرہ مبشرہ اور اہلِ بدر وہ صحابہ جو بیعت رضوان میں شامل تھے اور جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرمایا: رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. (مائدہ، ۱۱۹) اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، تو وہ سب کے سب مرزا صاحب کے برابر نہ ہوئے تو سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے معاذ اللہ دنیا میں آخر کیا کام کیا۔ ۲۳ برس کی تعلیم کا نتیجہ کیا ہوا۔ اس میں سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غایت درجہ توہین ہے۔ اور پھر لکھتے ہیں، چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے، کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ یہ مرزا صاحب کے پہلے قول کے مخالف ہے، جس میں انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہزار بار دنیا میں آنا ممکن ہے۔ اور کہ اپنی نبوت کا اظہار کریں۔ پھر معلوم نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیوں دنیا بے دست و پا ہے۔ یہ بھی خیال ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جو مہر نبوت فرماتے ہیں، اس کا مطلب کیا ہے۔ مہر اس جسم کا نام ہے جس پر کوئی عبارت کندہ ہو اور وہ کسی کاغذ پر ابتداء میں یا آخر میں بطریق سند لگا دی جائے، یا کسی چیز میں کوئی چیز رکھ کر اُس پر مہر لگا دی جائے تاکہ وہ چیز اُس میں سے نکل نہ سکے تو اب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مہر ہونا بالکل لغو و باطل ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین کرنا ہے۔ اگر مجازی معنی لیے جائیں تو مہر کے یہ معنی ہیں جیسے امتحانوں میں سند دی جاتی ہے کہ فلاں شخص کامیاب ہوگیا تو کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی سند لکھ کر دیتے تھے یا نبوت کو بند کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہؐ کے اندر اب نبوت آپ کے اندر سے نکل نہیں سکتی تو مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ مہر نبوت تو باقی ہے، مگر نبوت نبوت نکل کر مرزا صاحب میں آ گئی، سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ مہر بھی خدا کی لگائی ہوئی تھی، اس سے خدا تعالیٰ کی بھی توہین ہوتی ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بھی۔ کتاب قول فیصل، مرتبہ شیخ محمد عمر صاحب کے صفحہ ۶ پر لکھا ہے کہ کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں، وہ سب حضرت رسول کریمؐ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے۔ اب وہ

۱۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۵

www.khatmenubuwwat.org

سارے کمالات حضرت رسول اللہؐ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کیے گئے، پہلے عام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاص خاص صفات ہیں، اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔[1] اس عبارت نے بہت ساری باتوں کا تصفیہ کر دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ بروزی اور ظلی نبوت کوئی کم اور گھٹیا درجہ کی نبوت نہیں۔ ظل و بروز کے لفظ سے دھوکا ہوسکتا تھا کہ مرزا صاحب کی مراد یہ ہوگی جیسے کہ آئینہ میں کسی شخص کی صورت کا عکس پڑتا ہے، اس طرح مرزا صاحب میں بھی کمالات محمدیہ اور نبوت کا عکس پڑا۔ مگر مرزا صاحب نبی نہیں ہیں اس واسطے کہ کسی شخص کا عکس جو آئینہ میں ہے، اس میں ذی عکس کی کوئی حقیقی صفت نہیں آسکتی۔ مگر مرزا صاحب کی اس عبارت میں اس شبہ کو ایسا صاف اور ایسا حل کر دیا ہے کہ اب اس شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ مرزا صاحب کا لفظ ظل عکس اور بروز ہے، مگر مراد ہے حقیقی کاملہ نبوت۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ جتنے انبیاء گزرے ہیں وہ سب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک ایک صفت میں ظل تھے۔ اور پھر باوجودیکہ ایک صفت میں ظل تھے پھر باوجود ایک ایک صفت میں ظل ہونے کے حقیقی نبی صاحب شریعت نبی، مستقل نبی ایک نبی دوسرے نبیوں کی شریعت کو منسوخ کرنے والا مگر پھر بھی وہ مرزا صاحب کے نزدیک ظلی نبی تھے جو ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ وغیرہ علیہم السّلام اولوالعزم پیغمبر ایک ایک صفت کے ظل تھے۔ اور مرزا صاحب تمام صفات میں ظل ہیں۔ تو ثابت ہوگیا کہ سب نبیوں کی نبوت کو اگر ایک طرف کیا جائے اور مرزا صاحب کی نبوت کو ایک طرف کیا جاوے، تب بھی مرزا صاحب بڑے رہے، یا کم از کم مساوی رہیں گے۔ مرزا صاحب صاحب شریعت بھی ہوئے، صاحب کتاب بھی ہوئے، ان کو شریعت کے نسخ کرنے کا اختیار بھی ہوا۔ اور یہ ایسا کفر ہے جس کی نظیر دنیا میں شاید ہو سکے۔ مرزا صاحب بار بار یہ تحریر کرتے ہیں کہ پہلے نبیوں کی نبوت براہ راست تھی اور میری نبوت فیض محمدی کا اثر ہے۔ ان کا یہ قول بھی غلط ہو جاتا ہے اس واسطے کہ جیسا ان کی نبوت آپ کا فیض تھا، مرزا صاحب کی نبوت بھی آپ کا فیض ہوا، لہٰذا فرق کرنا بھی باطل ہوا اور ایک قوی وجہ کفر کی اس میں ایک اور ہے۔ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہؐ خاتم النبیّین ہوئے تو خاتم النبیّین کے معنی یہ ہیں کہ اب کوئی نبی نیا یا پرانا آپ کے بعد آ ہی نہیں سکتا۔ بنی اسرائیل میں سے اگر کوئی نبی آوے مقابلہ دجال کے لیے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت میں کوئی ایسا نہ ہو دجال کا مقابلہ کر سکے تو اس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین ہے اور مہر نبوت کا ٹوٹنا ہے۔ جب مرزا صاحب بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیض یافتہ ہیں اور تمام صفات میں ظل ہیں، مرزا صاحب کا آنا نہ مہر نبوت کو توڑتا ہے، نہ آپ کی اس میں توہین اور ہتک ہے۔ عیسیٰ علیہ السّلام کا تشریف لانا بطریق اولیٰ مہر نبوت کو نہ توڑے گا اور اس سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت دوبارہ ثابت ہوگی کہ وہ نبی جو بظاہر اُمتی نہ تھے، حقیقت میں وہ سب امتی ہیں، بایں معنی کہ آپ کے فیض یافتہ اور آپ کی کسی صفت میں ظل ہیں۔ میں اس مسئلہ کو یہاں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جسے مرزا صاحب کی اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ بروزی اور ظلی الفاظ صرف کہنے کے ہیں، ان کے تحت میں کوئی معنی نہیں۔ یہ فرق میرا استدلال نہیں بلکہ مرزا صاحب کے صاحبزادے خلیفہ ثانی بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں۔

ہینڈ بل میاں محمود احمد صاحب کا مذہب خلاف مذہب حضرت مسیح موعود، صفحہ ۲، بحوالہ اخبار الفضل، ۲۶ رنومبر ۱۹۱۳ء پر خلیفہ

۱۔ ملفوظات، ج ۲، ص ۲۰۱

www.khatmenubuwwat.org

بشیر الدین محمود صاحب کا قول بالفاظ ذیل نقل کیا گیا ہے۔ ہم جیسے خدا تعالیٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسمٰعیل، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ادریس کو نبی پڑھتے ہیں، ایسے ہی خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ سے مخاطب دیکھتے ہیں اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا بروزی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کرنے لگیں بلکہ جیسے اور نبیوں کی فضیلت کا ثبوت ہم دیتے ہیں اس سے بڑھ کر کیونکہ ہم چشم دید گواہ ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔[1]

(دوسری عبارت) بحوالہ اخبار الحکم، ۱۴/اپریل ۱۹۱۴ء، ہینڈ بل صفحہ ۳، سطر ۸ پر ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رُسول رکھا اور کہیں ظلی اور بروزی نبی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپ کی تحریر جس میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے، جو نبیوں کی شان ہے، ان کو ان الہامات کے ماتحت کریں گے۔ یہ بھی مرزا محمود کا قول ہے۔ اب یہ معلوم ہو گیا کہ خلیفہ ثانی اور ان کے صاحبزادہ صاحب کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب نے یہ لفظ انکساری اور تواضع کے طور پر لکھ دیے ہیں، ورنہ ان کا کوئی معنی مراد نہیں۔ مرزا صاحب جہاں اپنے آپ کو ظلی بروزی یا مجازی نبی کہتے ہیں، اس کا مطلب صرف حقیقی نبی سمجھنا چاہیے۔ اب دوسرے شخص کو کہنا کہ نبی نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ بروزی ظلی نہیں ہے۔ اور چونکہ خود مرزا صاحب بروزی ظلی ہیں تو ان کا نبی ہونا خاتم النبیّین کے خلاف نہیں۔ یہ بالکل لغو اور باطل ہے۔ اس بناء پر خاتمیت محمدیہ کا صریح انکار ہے۔ مرزا صاحب جہاں بروزی، ظلی کا لفظ بڑھاتے ہیں، وہاں نبی امتی کا لفظ بھی بڑھاتے ہیں کہ میں محض نبی نہیں بلکہ امتی بھی ہوں۔ اس کو بھی خلیفہ دوم نے صاف کر دیا۔ اخبار الفضل، قادیان، ۲۹/جون ۱۹۱۵ء، بحوالہ ہینڈ بل، صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں، مسیح موعود کو نبی اللہ نہ تسلیم کرنا اور آپ کو اُمتی قرار دینا یا امتی گروہ میں سمجھنا، گویا آنحضرتؐ کو، جو سیّد المرسلین خاتم النبیّین ہیں، امتی قرار دینا اور اُمتیوں میں داخل کرنا ہے۔ جو کفر عظیم ہے اور ''کفر بعد کفر'' ہے۔ اس عبارت نے یہ صاف کر دیا کہ مرزا صاحب کو محض امتی کہنا، یا نبی کے ساتھ امتی کہنا کفر ہے۔ صرف کفر ہی نہیں بلکہ کفر عظیم ہے۔ اور کفر بعد کفر ہے۔[2] کیونکہ اس میں ایک تو رسول اللہؐ کو امتی کہنا لازم آتا ہے جو کفر ہے۔ اور دوسرا مرزا صاحب کو اُمتی کہنا لازم آتا ہے، جو دوسرا کفر ہے۔ معلوم ہو گیا کہ نبی کے ساتھ جتنے الفاظ بروزی، ظلی، لغوی، مجازی، جزوی امتی بڑھائے جاتے ہیں، یہ سب الفاظ ایسے ہیں جن میں ابھی تک معنی نہیں ڈالے گئے۔ اگر کہا جائے کہ یہ الفاظ مرزا صاحب کے اپنے نہیں ہیں تو گو وہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ نہیں مگر ان کے صاحبزادے اور خلیفہ ثانی صاحب کے ہیں۔ اگر ان کا یہ عقیدہ مرزا صاحب کے خلاف ہے تو پھر وہ کافر ہونے چاہئیں۔ اگر موافق ہے تو مدعا ثابت ہے۔ اگر بفرض محال کوئی یہ ثابت کر دے کہ مرزا صاحب کے خلاف مراد ہے اور خلیفہ ثانی کافر بھی نہیں تو اتنا تو ضرور ثابت ہو جائے گا کہ خلیفہ صاحب اور موجودہ مرزائیوں کا بے شک عقیدہ ہے۔ فلہٰذا موجودہ مرزائیوں کے کفر کا ایک اور نمبر بھی زائد ہو گیا۔ الفضل، جلد ۳، مؤرخہ ۲۹/جون ۱۹۱۰ء، صفحہ ۷ پر زیر عنوان احمد نبی اللہ عقائد محمودیہ، نمبر ۱، نمبر ۵، سطر ۶۱ پر درج ہے، پس ان معنوں میں مسیح موعود جو آنحضرت کی بعثت ثانی کا ظہور کا ذریعہ ہے، اس کے احمدؐ اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گو آنحضرت کی بعثت ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ

۱۔ اخبار الفضل قادیان، ج ۱، نمبر ۲۴، مؤرخہ ۲۶/نومبر ۱۹۱۳ء، ص ۸، زیر عنوان ''تصدیق المسیح''

۲۔ اخبار الفضل قادیان، ج ۳، نمبر ۳، مؤرخہ ۲۹/جون ۱۹۱۵ء، ص ۷، زیر عنوان ''احمد نبی اللہ''

www.khatmenubuwat.org

ہونے سے انکار کرنا ہے، جو منکر کو دائرۂ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔ ریویو آف ریلیجن موسوم بہ کلمۃ الفضل، صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۷، عقائد محمودیہ، صفحہ ۱۳، ۱۴ پر مرزا صاحب کے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کا قول ہے۔

(نوٹ) یہ قول نقل کرنے سے انکار کیا گیا ہے کہ مرزا بشیر احمد صاحب خلیفہ کا نہیں ہے۔ مرزا صاحب تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۴۰ پر تحریر کرتے ہیں کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے، جو ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ظہور میں آئے۔[1]

پھر براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۵۶ پر تحریر کرتے ہیں، ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں، وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے، اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اوّل درجہ پر خارق عادت ہیں۔[2] سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات کو تین ہزار قبل دینا اور اپنے معجزات کو دس لاکھ۔ تو ظاہر ہے کہ رسول اللہؐ پر مرزا نے اپنی کتنی فضیلت بیان کی جو آنحضرتؐ کی کھلی توہین ہے۔

اعجاز احمدی، صفحہ ۷ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں: **له خسف القمر المنيروان لی خسفا القمران المنيران اتنكر.** یعنی اس کے لیے صرف چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا، اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا کیا اب تو انکار کرے گا۔[3]

اس شعر میں مرزا صاحب نے قرآن کریم کی صریح آیت کا انکار کیا ہے، جو الفاظ ذیل قرآن میں ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ. (قمر، ۱) شق القمر کے معجزہ کو مرزا صاحب چاند گرہن سے تعبیر کرتے ہیں کہ رسولؐ کے لیے چاند گرہن ہوا، اس میں صریح رسولؐ اللہ کی توہین اور معجزہ شق القمر کا کھلا انکار ہے۔ یہاں مرزا صاحب دو وجہ سے کافر ہوئے۔ کتاب خطبہ الہامیہ، صفحہ ۳۱۲ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: **ان اللّٰه خلق اٰدم وجعله سيدا حكاما واميرا على كل ذى روح من الانس والجن... مكتوب فى القراٰن.**[4]

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو پیدا کر کے ہر ذی روح کا سردار اور حاکم اور امیر بنایا، جن ہوں یا انسان، جیسا کہ یہ مضمون آیت: اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (بقرۃ، ۳۴) سے سمجھ میں آتا ہے۔ پھر پھسلا دیا۔ آدم علیہ السّلام کو شیطان نے اور نکلوا دیا جنت سے اور رَد کیا حکومت کو طرف سانپ کی اور پہنچی آدم علیہ السّلام کو ذلت اور رُسوائی اس لڑائی میں متقین کے لیے انجام کار ہے۔ اللہ کے نزدیک پس اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا ہے تا کہ وہ شیطان کو اخیر زمانہ میں شکست دے۔ اور یہ وعدہ قرآن میں اور لکھا ہوا تھا۔ یہ عبارت حاشیہ در حاشیہ درج ہے۔ اس عبارت میں مرزا نے حضرت آدم علیہ السّلام کی توہین اور ذلت اور رسوائی کو کھلے لفظوں میں صاف بیان کیا ہے، مگر آدم علیہ السّلام سے لے کر سرور عالمؐ تک تمام انبیاءؑ جن میں آپؐ بھی شامل ہیں، سب کی توہین ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ آدم علیہ السّلام سے شیطان کو جو لڑائی ہوئی، اس میں آدم علیہ السّلام کو شکست اور ذلت اور رُسوائی ہوئی اور شیطان کی یہ فتح اور اس کے مقابلوں کی شکست برابر باقی رہی، یہاں تک کہ مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور

۱۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۱۵۳
۲۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۷۲
۳۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۸۳
۴۔ خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن، ج ۱۶، ص ۳۱۲

www.khatmenubuwwat.org

شیطان کوشکست ہوئی۔ اس میں تمام انبیاء علیہم السّلام کی توہین ہے اور پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے شیطان کو وہ کیا شکست دی جو نہ سرور عالمؐ سے شکست ہوئی اور نہ کسی اور نبی سے۔ دوسرے یہ جو کہ فرمایا ہے کہ یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ مسیح موعود شیطان کوشکست دے گا، بالکل خلاف واقعہ اور جھوٹ ہے۔ قرآن شریف میں اس قسم کی کوئی آیت نہیں پڑھی گئی جس میں یہ لکھا ہو کہ مسیح موعود یا مرزا غلام احمد آخر زمانہ میں شیطان کوشکست دیں گے۔ ان تمام توہینوں سے جو مرزا صاحب کی عبارتوں میں مذکور ہیں، قرآن کے مطابق اور عقائد اسلام کے مطابق اور مرزا صاحب کی تحریروں کے مطابق، جو کل پیش کی جا چکی ہیں کہ نبی کی توہین کفر ہے۔ مرزا صاحب اپنے اقرار سے کافر بھی ہوئے اور مرتد بھی ہوئے اور اس کے سارے متبعین کی نسبت بھی یہی حکم ہے۔ اور اب ان کی جماعت کا کسی مسلمان سے نکاح جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو گیا تو وہ فوراً فسخ ہو گیا۔ بحوالہ درمختار بر حاشیہ شامی، جلد ۳۰، صفحہ ۴۹۹، **وفی شرح الوھبانیتہ مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی.**

کتاب ازالہ اوہام، جلد دوم، تختی کلاں، صفحہ ۵۲۲، مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس وجہ سے وہ مسیح ابن مریم کہلایا کیونکہ وہ روحانی طور پر مسیح کے رنگ میں ہو کر آیا۔ مسیح کیونکر آ سکتا ہے، وہ رسول تھا اور خاتم النبیّین کی دیواریں ان کے آنے سے روکتی تھیں۔[1] اس کتاب کے صفحہ ۵۳۴ پر ہے اور کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیّین کے بعد کوئی اور نبی اس مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کے شرائط میں سے ہے، آ سکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئیں کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعے سے حاصل کیے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے، کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔[2] اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن کریم سے صراحۃً یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ رسول اُسی کو کہتے ہیں جس نے احکام عقائد دین جبرئیل کے ذریعے سے حاصل کیے ہوں۔ کیا مرزا صاحب نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ حاصل کیے تھے، اگر نہیں تو دعویٰ نبوت جھوٹ ہوا۔ اور جھوٹا مدعی نبوت بالاتفاق کافر ہے۔ لہٰذا مرزا کے کفر کی یہ ایک اور نئی وجہ پیدا ہو گئی۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ پہلے احکام وعقائد جو مرزا صاحب نے حاصل کیے تھے، انہی پر اِکتفاء ہوا تو اسی بنا پر وہ شخص جس کے صحیح عقائد ہوں اور جبرئیل علیہ السّلام ایک دفعہ بھی نہ آئے ہوں تو مرزا صاحب کے کہنے کے مطابق بھی وہ نبی ہو سکتا ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السّلام کو، جنہوں نے احکام وعقائد بذریعہ جبرئیل حاصل کیے تھے، وہ اگر دنیا میں تشریف لاویں تو آپ کا وہ پہلا علم کافی نہیں، جبرئیل کا دوبارہ آنا ضروری ہے۔[3] پھر اسی کے صفحہ ۵۳۹ پر لکھتے ہیں، اب ہم اس وصیت میں دکھانا چاہتے ہیں کہ قرآن شریف اپنے زبردست ثبوتوں کے ساتھ ہمارے دعویٰ کا مصدق اور ہمارے مخالفین کے اوہام باطلہ کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ اور وہ گذشتہ نبیوں کے واپس دنیا میں آنے کا دروازہ بند کرتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کے نبیوں کے آنے کا دروازہ کھولتا ہے۔[4] آگے اسی کتاب کے صفحہ ۵۴۴ پر لکھتے ہیں کہ یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیّین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے۔ اسی لیے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۰
۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۷
۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۹
۴۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۹۳

www.khatmenubuwwat.org

کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا، یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا۔ اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔[1] اسی کتاب کے صفحہ ۵۷۶ پر لکھتے ہیں کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اُس وحی کا متبع ہوتا ہے جو کہ اس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السّلام نازل ہوتی ہے۔ اب یہ سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرئیل لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے تو پھر بہرحال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرئیل ان پر نازل نہیں ہوں گے، بلکہ وہ کلی طور پر مسلوب النبوۃ ہو کر اُمتیوں کی طرح بن جائیں گے، تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لائیں اور پھر چپ ہو جائیں، یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے، اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو خاتم النبیّین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بہ تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ کے لیے وحی نبوت لانے کے لیے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا، لیکن اگر ہم فرض کے طور پر مان بھی لیویں کہ مسیح ابن مریم زندہ ہو کر پھر دنیا میں آئے گا تو ہمیں کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا کہ وہ رسول ہے اور بحیثیت رسالت کے آئے گا۔ اور جبرئیل کے نزول اور کلامِ الٰہی کے اترنے کا پھر سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جس طرح یہ بات ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور روشنی نہ ہو، اس طرح ممکن نہیں کہ ایک رسول خلق اللہ کی اصلاح کے لیے آئے اور اس کے ساتھ وحی الٰہی بذریعہ جبرئیل نہ ہو۔[2]

اس عبارت میں مرزا صاحب نے اس کی تصریح کر دی کہ کوئی نبی مطیع اور اُمتی نہیں ہوسکتا، بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرئیل نازل ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نبی ہوئے تو انہوں نے اسی وحی کی اتباع کی جو ان پر نازل ہوئی یا قرآن کی۔ اگر قرآن کی اتباع کی تب بھی کافر، کیونکہ ان کو اپنی وحی کی اتباع ضروری تھی۔ اور اگر اپنی وحی کی اتباع کی تب بھی کافر، کیونکہ قرآن کو چھوڑا۔

مرزا صاحب اسی عبارت میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو وحی احکام کے متعلق ہوگی، اُسی کا نام کتاب اللہ کہلایا جائے گا۔ مرزا صاحب پر جو وحی ہوئی، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اگر اس کو جمع کیا تو بیس جلد سے کم نہ ہو تو وہ بھی کتاب اللہ ہوئی اور قرآن کے بعد ہوئی۔ کیا اب بھی قرآن کو کہا جائے گا کہ وہ آخر الکتب ہے اور قرآن کامل کتاب ہے۔ جبکہ مجلّہ بیس جزو کی کتاب ایک نبی پر نازل ہو۔ (ملاحظہ ہو: کتاب حقیقۃ الوحی، ص ۳۹۱) جس میں درج ہے اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونہ کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں، مگر وہ دراصل کئی لاکھ پیشگوئی ہے، جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۲-۴۱۱
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۴۰۷

www.khatmenubuwat.org

کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جلد سے کم نہ ہوگا۔ پس اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں۔[1] مرزا صاحب کی اپنی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اگر صرف اتنا لفظ آ جائے کہ قرآن پر عمل کرو اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے تو یہ خیال طفلانہ اور ہنسی کے لائق ہے۔ بوجہ مخالفت خاتم النبیّین کے اس کا نتیجہ کفر، مگر مرزا صاحب پر بیس جزو کی کتاب نازل ہو جائے تو مرزا صاحب ویسے کے ویسے ہی مسلمان رہیں۔ عجیب بات ہے کہ ایک پہلا نبی جس پر جبرئیل صرف ایک سطر لاویں اور جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا صرف ایک صفت میں مثل ہو، اس کا آنا تو ختم النبوت کے منافی ہو اور اس سے ختمیت کی مہر ٹوٹ جائے، مگر جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں تمام صفتوں میں ظل ہوں، سارے انبیاء سابقین سے اعلیٰ اور اکمل ہوں، اس کے آنے سے ختمیت کی مہر نہ ٹوٹے۔ تعجب ہے، کتاب ازالۃ الاوہام میں مرزا صاحب کے دعویٰ بہت عرصہ کے بعد تحریر ہوئے اور اس وقت تک وہ خاتم النبیّین کے وہی معنی سمجھتے تھے جو ساری دنیا نے سمجھے اور ایک نبی کا آنا اور ایک دفعہ جبرئیل کا اُترنا اور صرف ایک فقرہ کہنا کہ تم قرآن کی اتباع کرو۔ یہ سب مرزا صاحب کے نزدیک ختم نبوت کے مخالف تھا اور اس سے مہر نبوت ٹوٹتی تھی۔ مرزا صاحب سے پہلے مجدد جو ہر صدی پر آتے رہے ہیں، کم از کم ایک ضرور، زیادہ سے زیادہ معلوم نہیں کہ کس قدر آئے ہیں۔ ان کا یہ فرض تھا کہ دین میں جو غلطی لوگوں سے ہوگئی ہے اُس پر لوگوں کو متنبہ کریں، بالخصوص ایسے امور وعقائد کہ جن کی وجہ سے انسان کافر ہو جائے گا، پھر اُمت میں بیشمار اولیاء، ابدال، اقطاب اور تمام صحابہ کرام بھی گزرے ہیں۔ ان میں سے کسی نے خاتم النبیّین کے یہ معنی نہیں بتلائے جو اب مرزا صاحب نے بیان کیے ہیں۔ اس لیے اگر مرزا صاحب نے جو معنی اب ختم النبوت کے تجویز فرمائے ہیں جس کی بنا پر نبوت کا جاری رہنا بلکہ وحی نبوت کا جاری رہنا ضروری ہے۔ اور جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو اور جو انقطاع وحی کا قائل ہو، وہ مذہب مرزا صاحب کے نزدیک لعنتی اور شیطانی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ اس کی بنا پر اگر یہ معنی صحیح ہیں تو جب تک مرزا کا یہ عقیدہ تھا تو مرزا صاحب بھی کافر ہوئے اور جتنے ان سے پہلے مسلمان اس عقیدہ پر گزرے ہیں وہ سب کے سب کافر ہوئے اور اگر مسلمانوں کا عقیدہ اور مرزا صاحب کا عقیدہ سابقہ صحیح تھا تو پہلے لوگ مسلمان، مگر مرزا صاحب اس عقیدہ کے بدلنے سے کافر ہو گئے۔ اس کتاب ازالہ اوہام، صفحہ ۲۴۱ پر لکھتے ہیں، اب ہر ایک دانشمند اندازہ کر سکتا ہے کہ جس حالت میں ۲۳ برس میں ۳۰ جزو قرآن کے نازل ہوگئی تھیں تو بہت ضروری ہے کہ اُس چالیس برس میں کم از کم پچاس جزو کی کتاب اللہ حضرت مسیح پر نازل ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیّین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السّلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے ایک نئی کتاب اللہ، گو مضمون میں قرآن سے توازن رکھتی ہو، پیدا ہو جائے، اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا ہے۔[2] مرزا صاحب کے اس قول میں کہ جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا ہے۔ اگر محال سے مراد محال عقلی ہے تو اس کا اخفاء ناجائز ہے، بالخصوص تیرہ سو برس تک صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین اور ائمہ فقہاء اور متکلمین کے جنہوں نے عقلی امور میں بال کی کھال نکال دی ہے اور بالخصوص جو ہر صدی کے سر پر مجدد آتے تھے۔ تو مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ یہ محال عقلی ہے، غلط ہے۔ بلکہ یہ خود محال عقلی ہے۔ اور اگر محال سے مراد محال شرعی ہے تو وہ بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ بالخصوص اتنے زمانے تک اور اتنے متبحرین علماء پر اور مجددین پر تو ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کا اسی کلام کے

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۴ ۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۶

www.khatmenubuwwat.org

کہنے تک یہی عقیدہ تھا کہ خاتم النبیّین کے معنی یہ ہیں کہ کوئی نبی قدیم یا جدید آ ہی نہیں سکتا۔ علمائے امت نے جو مسئلہ ختم نبوت پر اجماع بیان کیا ہے اور اس آیت کے جو معنی لکھے ہیں وہ معنی مرزا کے بھی مسلّمات میں سے تھے، وہ حق ہیں۔ اب جو اس معنی کا انکار کرے، وہ کافر ہے اور بے شک کافر ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۲ پر فرماتے ہیں، ''اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ اس قدر تو بالکل سچ ہے کہ اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحب کتاب آ جائیں گے جن پر جبرئیل نازل ہوا کرتا تھا۔ وہ شریعت محمدیہؐ کے تمام قوانین اور احکام نئے سرے اور نئے لباس اور نئے پیرایہ اور نئی زبان میں اُن پر نازل ہو جائیں گے۔ اور اس تازہ کتاب کے مقابل پر جو آسمان سے نازل ہوئی ہے، قرآن کریم منسوخ ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رُسوائی اس امت کے لیے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول اور خاتم الانبیاء کے لیے ہرگز رَوا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری امر ہے، اسلام کا تختہ ہی الٹا دیوے، حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد حضرت رسول اللہ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ صرف عیسیٰ یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھ کر اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ سچ مچ وہی ابن مریم آسمان سے نازل ہو جائے گا جو رسول اللہ تھا اور اس طرف خیال نہیں کیا کہ اُس کا آنا گویا دین اسلام کا رُخصت ہونا ہے، یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا۔''[1]

اوّل تو مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السّلام دنیا میں تشریف لاویں گے تو جبرئیل علیہ السّلام آیا کریں گے اور شریعت محمدیہؐ کے تمام قوانین اور احکام نئے سرے سے اور نئے لباس، نئے پیرایہ اور نئی زبان میں نازل ہوں گے، تو اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن منسوخ ہو جائے گا۔ یہ بات بالکل غلط ہے، کیونکہ مرزا صاحب فرما چکے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ جبرئیل آویں اور فقط یہ فقرہ کہہ جاویں کہ قرآن پر عمل کر اور پھر ساری مدت العمر تک تشریف نہ لاویں تو قوانین شرعیہ و احکام شرعیہ عقائد اسلامیہ نئے لباس میں کیونکر آئیں گے اور قرآن شریف کیسے منسوخ ہوگا۔ مرزا صاحب حقیقت الوحی، صفحہ ۱۰۳ پر فرماتے ہیں:

وقالوا انی لک هذا، قل هو اللّٰه العجیب اتانی ائیل واختار.

اس کا ترجمہ انہوں نے خود بالفاظ ذیل کیا ہے، اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا، کہہ دو خداوند ذوالعجائب ہے، میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔ اس پر مرزا صاحب حاشیہ لکھتے ہیں کہ اس جگہ آئیل خداوند تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا، اس لیے وہ بار بار رجوع کرتا ہے۔[2] اس سے معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السّلام مرزا صاحب پر نازل ہوتے ہیں اور بیس جز کا کلام بھی نازل ہوا اور انہیں کے کلام سے اس میں امت کی ذلت اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہتک اور کسر شان کرنا اور اسلام کا تختہ الٹنا سب ثابت ہو گیا۔ اس صورت میں مرزا صاحب کا کافر اور مرتد ہونا اور خارج اسلام ہونا ان کے اپنے ہی اقرار سے ثابت ہو گیا ہے۔

ازالۃ الاوہام، صفحہ ۲۴۲ پر مرزا صاحب کہتے ہیں، ''لیکن اگر واقعی اور حقیقی طور پر مسیح ابن مریم کا نازل ہونا خیال کیا جاوے تو اس قدر خرابیاں پیش آتی ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا، اور اس بات کے سمجھنے کے لیے صریح اور صاف قرائن موجود ہیں کہ اس جگہ

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۶
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۶

www.khatmenubuwwat.org

حقیقی طور پر نزول ہرگز مراد نہیں۔''[1]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی نبی کے آنے میں بیشمار خرابیاں ہیں۔ ازالۃ الاوہام، صفحہ ۲۵۲ پر اکیسویں آیت یہ ہے: **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ... الخ** (احزاب، ۴۰) یعنی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ اس میں یہ استدلال کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا اور عیسیٰ علیہ السّلام مر گئے ہیں۔ پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہو گیا کہ مسیح ابن مریمؑ رسول اللہ دنیا میں نہیں آ سکتا، کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے، رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع، اسی سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہیں آئے گا اور یہ امر خود اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ مر گیا[2] کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السّلام مر گئے ہیں۔

ان تمام حوالوں سے میری غرض یہ تھی کہ میں ثابت کروں کہ دعویٰ نبوت سے پہلے مرزا صاحب بھی خاتم النبیّین کے معنی وہی سمجھتے تھے جو سیزدہ صد سالہ مسلمانوں نے سمجھے۔ اور یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی تھا۔ اب مرزا صاحب کا جو جدید عقیدہ ہوا ہے، یہ آیت خاتم النبیّین کے معنی کے صریح مخالف ہے، اس وجہ سے مرزا صاحب اپنے اقرار سے خود کافر ہوئے۔ مرزا صاحب کے نزدیک کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے۔ اب مرزا صاحب باقرار خود کافر ہوئے۔ ازالہ اوہام، صفحہ ۳۱۰ پر فرماتے ہیں:

''قرآن کریم بعد خاتم النبیّین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو، کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا۔''[3]

اب اگر مرزا صاحب نئے نبی ہیں تب بھی نہیں آ سکتے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۳۴ پر تحریر کرتے ہیں:

واما ذكر نزول عيسىٰ ابن مريم فما كان بمومن ان يحمل هذا الاسم مذكور فى الاحاديث علىٰ ظاهر معناه لانه يخالف قول اللّٰه عزوجل ما كان ابا احد من رجالكم ولكن رسول اللّٰه وخاتم النبيين الا ان الرب الرحيم المتفضل سمى نبينا صلّى اللّٰه عليه وسلّم خاتم الانبياء بغير استثناء وفسره نبينا فى قوله لا نبى بعدى ببيان واضح للطالبين لجوزنا انفتاح باب وحى النبوة بعد تغليقها وهذا خلف كما لا يخفى على المسلمين وكيف يجئ نبى بعد رسولنا صلّى اللّٰه عليه وسلّم وقد انقطع الوحى بعد وفاته وختم اللّٰه به النبين نعتقد بان عيسىٰ

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۷

۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۳۲-۴۳۱

۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۵۱۱

www.khatmenubuwwat.org

الذی انزل علیه الانجیل هو خاتم الانبیاء لا رسولنا صلّی اللّٰه علیه وسلّم ونعتقدان ابن مریم یاتی وینسخ بعض احکام القرآن ویزید بعضًا.[1]

جس کا مطلب یہ ہے، عیسیٰؑ کے نزول کے بارہ میں کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اس کلام کو، جو احادیث میں آیا ہے، ظاہری معنی پر عمل کرے اس واسطے کہ یہ آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ... الخ (احزاب، ۴۰) کے معنی کے خلاف ہے۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور اس میں کسی کا استثناء نہیں کیا اور پھر اسی خاتم الانبیاء کی خود اپنے کلام میں تفسیر فرمائی، لا نبی بعدی۔ جو سمجھنے والوں کے لیے بیان واضح ہے۔ اگر ہم یہ جائز رکھیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے تو لازم آتا ہے کہ دروازہ وحی نبوت کا بعد بند ہونے نبوت کے کھل جاوے اور آپ کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے، حالانکہ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کر دیا، کیا ہم اعتقاد رکھیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام آئیں گے اور خاتم الانبیاء وہ بنیں، نہ ہمارے رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے اس بات کی تصریح فرما دی ہے کہ خاتم الانبیاء کی تفسیر خود بغیر کسی استثناء کے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کلام میں فرمائی ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک خاتم النبیّین کے معنی ہی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اس میں کسی نبی بروزی یا ظلی کی قید نہیں ہے تو اب لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے یہ معنی لینے کہ اس سے خاص وہ نبی مراد ہیں جو مستقل نبی ہوں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے الگ ہو کر نبوت حاصل کی ہو تو یہ معنی مرزا صاحب کے نزدیک بھی غلط ہیں۔ اب یہ معنی بیان کرنا ہرگز قابلِ پذیرائی نہیں۔ ان عبارتوں میں بعض وہ بھی ہیں کہ مرزا صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ مسیح علیہ السّلام کا نزول بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جائز رکھنا، یہ خاتم النبیّین کے ساتھ کفر ہے۔ کتاب حقیقت الوحی، صفحہ ۱۰۱ پر مرزا صاحب کہتے ہیں: **انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا.**[2] چشمہ مسیح، صفحہ ۱۲ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں، میں یہ سچ مچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے، کفر خود تمہارے اندر ہے۔[3] انہی عبارتوں سے یہ امر بداہتہً ثابت ہے کہ مرزا صاحب خاتم النبیّین اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی جدید یا قدیم کا آنا جائز رکھے، وہ کافر ہے۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنی وہی ہیں۔ پھر اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنی رسالت کا دعویٰ کیا، جیسے کہ حقیقت الوحی کی عبارت سے ظاہر ہے۔ اور مرزا صاحب کا مدعی نبوت ہونا محتاج بیان نہیں۔ بکثرت عبارات موجود ہیں اور مدعا علیہ کو بھی اقرار ہے، مگر عجب بات یہ ہے کہ مرزا صاحب پہلے یہ فرماتے تھے کہ جو شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی نبی کا آنا کسی نبوت کا حصول جائز رکھے وہ کافر ہے۔ اور دعویٰ نبوت کے بعد وہ یہ فرماتے ہیں کہ جو یوں کہے کہ رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ کفر ہے۔ اس لیے مرزا صاحب اپنی کلام کی رُو سے خود کافر ہوئے۔ شرح شفاء ملا علی قاری، جلد دوم، صفحہ

۱۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۰۱-۲۰۰

۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۵

۳۔ چشمہ مسیحی، روحانی خزائن، ج ۲۰، ص ۳۵۴

www.khatmenubuwwat.org

۵۴۱ میں ہے:

وکذلک نقطع بتکفیر کل قائل الی قولہ ھذا الاجماع. جس کا مطلب یہ ہے کہ جوشخص ایسا کلام کہے کہ جس کی وجہ سے امت کی تذلیل وتکفیر ہو، تمام صحابہ کی، ہم ایسے شخص کو یقینی کافر سمجھتے ہیں۔ حاصل یہ نکلا کہ جوکوئی شخص ایسی بات کہے جس سے یہ بات لازم آتی ہو کہ ساری امت گمراہ ہوگئی یا کافر ہوگئی، ایسے شخص کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ ازالۃ الاوہام، صفحہ ۳۳۰ میں ہے، حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی، یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں۔ یہ تمام چیزیں ہی غلط ہیں۔ شاید ان کا ایسی باتوں سے یہ مطلب ہے کہ اس عاجز کے اس دعویٰ کی تحقیر کر کے کس طرح اس کو باطل ٹھہرایا جاوے۔ لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی چیز ہے، اگر غیر قوموں کی تاریخ کے رُو سے بھی پایا جاوے تو تب بھی ہمیں قول کرنا ہی پڑے گا۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں رام چندر اور کرشن وغیرہ کا وجود تواتر کے ذریعے سے ہی ہم نے قبول کیا ہے، گو تحقیق تفتیش تاریخ واقعات میں ہندو لوگ بہت کچے ہیں، مگر باوجود اِس قدر تواتر کے جو اُن کی مسلسل تحریروں سے پایا جاتا ہے، ہرگز گمان نہیں ہوسکتا کہ رام چندر اور راجہ کرشن یہ سب فرضی نام ہیں۔[1]

اس عبارت میں مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ تواتر کی جو بات ہے وہ غلط نہیں ٹھہرائی جاسکتی، اور تواتر اگر غیر قوم کا بھی ہو تو وہ بھی قبول کیا جائے گا۔ اب اس کے ساتھ اگر عبارت ازالۃ الاوہام، صفحہ ۳۳۱ کی ملائی جائے تو بالفاظ ذیل ہے: ''یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں۔ اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلّمات میں سے سمجھی گئی تھیں، بمدّ موضوعات داخل کر دیں، یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے، جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے۔ بعد جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے، اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔ اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ وقال الرسول کی عظمت باقی نہیں۔ اس لیے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر اس کو محالات وممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔''[2] ملائی جائے تو معلوم ہوگا کہ نزول عیسیٰ کی پیشگوئی ایسی متواتر پیشگوئیوں میں سے ہے جو خیر القرون میں تمام ممالک اسلامیہ میں پائی گئی تھیں، مسلّمات میں سے سمجھی گئی تھی اور یہ اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا تھا۔ اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی اس کے ہم پہلو بھی نہیں اور تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے اور انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اس پیشگوئی کا جب مرزا صاحب کو انکار مطلوب ہوا تو انہوں نے کتاب ضمیمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے:

فمن سوء الادب ان یقال ان عیسٰی مامات ان ھو الا شرک عظیم یا کل الحسنات... تا... غیر

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۹۹
۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۰۰

www.khatmenubuwwat.org

متعمدین۔[1] جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت بڑی بے ادبی کی بات ہے کہ عیسیٰ ابھی تک نہیں مرے۔ یہ نہیں ہے، مگر شرک عظیم ہے۔ جو کھالیتا ہے نیکیوں کو، بلکہ وہ فوت کیے گئے مثل اپنے بھائی کے اور مر گئے مثل اہلِ زمانہ کے۔ یہ عقیدہ مسلمانوں میں نصاریٰ کی طرف سے آیا ہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا اسی وجہ سے بنایا ہے اور پھر اسی عقیدہ کو نصاریٰ نے بہت مال خرچ کر کے مسلمانوں میں شہروں اور گاؤں میں شائع کیا۔ اس وجہ سے کہ ان میں کوئی شخص عقلمند نہیں تھا۔ پہلے مسلمانوں سے یہ قول صادر نہیں ہوا۔ مگر لغزش کے طور پر وہ لوگ معذور ہیں۔ اللہ کے نزدیک اس واسطے کہ وہ گنہگار تھے، مگر قصداً نہیں تھے۔ اور اس خطا کی وجہ یہ تھی کہ سادہ لوح آدمی تھے۔ اگر کوئی مجتہد خطا کر لے تو اللہ اس کی غلطی کو معاف ہی کر دیتا ہے۔ ہاں جن کے پاس امام آیا حکم اور بینات کے ساتھ اور جس نے رشد کو گمراہی سے ظاہر کر دیا، اور پھر بھی انہوں نے اعراض کیا، وہ لوگ ماخوذ ہوں گے۔ پہلے مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو متواتر فرمایا۔ تواتر کا بھی اعلیٰ درجہ فرمایا اور صحاح کی پیشگوئیوں میں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو بھی نہ تھی۔ تمام مسلمانوں نے اسے قبول کر لیا تھا اور خیر القرون میں یہ پیشگوئی پھیل گئی تھی اور مرزا صاحب بھی اس پیشگوئی میں شامل تھے۔ اسی واسطے کہ کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۵ میں مرزا صاحب نے بھی عیسیٰ علیہ السّلام کے نازل ہونے کا اقرار کیا ہے۔[2] باوجودیکہ مجدد، محدث، نبی، ملہم اور خدا کی وحی کے نازل ہونے کے مرزا صاحب اس عقیدہ کے معتقد رہے۔ اور مرزا صاحب سے پہلے جو مجدد آئے، وہ اسی عقیدہ کے پابند رہے۔ کسی نے اس عقیدہ کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ اس جگہ پر مسئلہ حیات و وفات عیسیٰ علیہ السّلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس عقیدہ کو مرزا صاحب بعد میں بھی شرک عظیم میں مبتلا رہے۔

یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک ایک مجدد، ایک محدث، ایک ملہم، ایک نبی جس پر بارش کی طرح وحی ہو، وہ شرک عظیم میں مبتلا رہ سکتا ہے، اور خدا کے نزدیک اتنا مقرب ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر تمام نبیوں سے اور تمام مخلوقات سے وہ بڑھا دیا جاوے۔ چونکہ خدا تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ. (نساء، ۴۸)

اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور شرک کے سوا جتنے گناہ کو چاہے بخش دے۔ مرزا صاحب حیات عیسیٰ علیہ السّلام کو شرک ہی نہیں، بلکہ شرک عظیم فرماتے ہیں۔ وعدہ الٰہی کے موافق اس کا معاف ہونا قطعاً محال ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ مرزا صاحب کے اس قول کی بناء پر ساری امت گمراہ تھی اور ساری امت کافر اور مشرک تھی۔ شرح شفاء کے حوالہ سے میں بیان کر چکا ہو کہ جو کوئی ایسی بات کہے جس کے فیصلے سے تمام امت کو گمراہ اور کافر کہا جاوے، وہ شخص خود کافر ہے۔ اس وجہ سے بھی مرزا صاحب کافر اور مرتد ٹھہرے اور جو مرزا صاحب کے کفر و ارتداد میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ مرزا صاحب کے اس فرمان سے اسلام پر اتنا بڑا حملہ ہوا کہ اسلام کی ایک ذرہ بھر وقعت باقی نہیں رہ سکتی۔ جب مرزا صاحب کے فرمان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسلام میں ایسے عقائد شرکیہ اور کفریہ بھی موجود ہیں کہ جو بطریق تواتر ثابت اور تمام ممالک اسلام میں پھیل گئے اور سب نے قبول بھی کر لیا اور کسی چھوٹے بڑے کو اس کی برائی کی اطلاع نہ ہوئی۔ تیرہ سو برس کے بعد آ کر چالیس یا پچاس برس کی عمر تک خود اس عقیدہ شرکیہ

۱۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۶۶۰ ۲۔ براہین احمدیہ، روحانی خزائن، ج ۱، ص ۶۰۲-۶۰۱

www.khatmenubuwat.org

میں مبتلا رہ کر اب یہ کہتا ہے کہ یہ عقیدہ شرک عظیم ہے، قرآن کی ایک دو آیات سے نہیں، بلکہ تیس آیت سے ثابت ہے اور اسی عقیدہ کو عقلاً و نقلاً ممتنع اور محال کہتا ہے۔ اور پھر یہ عقیدہ بھی ایسا نہیں جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد پیدا ہوا، اور اس سے پہلے بہت مجدد بھی آئے، جن کا کام دین کی تجدید کریں، ان کو بھی اس عقیدہ شرکیہ کی اطلاع نہ ہوئی۔ اگر مرزا صاحب تشریف نہ لائے تو جیسے پہلے ساری امت معاذ اللہ شرک عظیم میں مبتلا تھی، آگے تک اسی طرح شرک عظیم میں مبتلا رہتی۔ اور کیا معلوم کہ آئندہ کوئی اور مجدد پیدا ہو اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی اور بروز نکلے اور وہ بیس پچیس اور شرک ثابت کر دے۔ جب قرآن اور حدیث اور مسلمانوں کا ایسا مذہب ہے کہ شرک عظیم کا تیرہ سو برس تک اس میں پتہ نہ لگا، پھر اس مذہب کا کیا اعتبار رہے گا۔

الاستفتاء، صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں: **من کان متعمدًا خلاف ذٰلک فھو من الذین ھم بالقرآن یکفرون الا الذین خلوا منا قبلی نعم عند ربھم معذورون.** یعنی جو شخص بالقصد اس کا خلاف کرے اور یہ کہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام زندہ ہیں، تو وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو قرآن سے کافر ہیں، ہاں جو مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں، وہ اپنے اللہ کے نزدیک معذور ہیں۔[1] دافع البلاء، صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں ہے، تاکہ کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اُتار کر خاتم الانبیاء بنا دیں۔ بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں۔[2] ان تینوں عبارتوں سے نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزا صاحب نے ایسی بات کہی کہ جس سے تمام امت کا کافر اور مشرک ہونا، بلکہ خود ان کا ۴۰ سال کی عمر تک مشرک اور کافر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایسی بات کہے، وہ کافر۔ لہٰذا مرزا صاحب اپنے ہی اقرار سے کافر ہو گئے۔

مرزا صاحب انجام آتھم کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھتے ہیں کہ من این را برائے صدق خود یا کذب خود معیار مے گردانم و من نگفتم الا بعد ازاں کہ ازاں خود خبر دادہ شد۔[3]

(نوٹ) اس موضوع کو فریق ثانی کے اعتراض پر ترک کر دیا گیا۔ میں نے اپنے مضمون میں مرزا صاحب کا کافر ہونا، مرتد ہونا ثابت کیا ہے۔ اور اس کا التزام کیا ہے کہ ہر بات کو مرزا کے اقرار سے ثابت کروں۔ بحمد للہ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے حق کو ادا کر دیا اور ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب اپنے اقرار سے اور حسب تصریحات علماء کرام کافر و مرتد ہیں۔

۱۔ ایک وجہ ان کے کفر کی یہ ہے کہ دعویٰ نبوت تشریعیہ و شرعیہ کیا جو باتفاق امت اور باتفاق مرزا صاحب کفر ہے۔ مرزا نے اپنے صریح کلام میں دعویٰ نبوت تشریعی کیا۔ اور اس کلام میں شریعت کی تفسیر بھی فرما دی۔ اگر ہمارے پاس صرف یہی ایک وجہ ہوتی تو مدعیہ کے لیے بات کافی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ اور بھی بہت وجوہ بیان کی گئی ہیں۔

۲۔ مرزا نے اقرار کیا کہ خاتم النبیّین کے بعد مطلق نبوت منقطع ہے۔ اور جو دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ہے۔ اور پھر مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا، لہٰذا باقرار خود کافر ہوئے۔

۱۔ الاستفتاء، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۶۶۶

۲۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۵

۳۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۲۳

www.khatmenubuwat.org

۳۔ مرزا نے یہ بھی کہا کہ خاتم النبیّین کے بعد کوئی جدید یا قدیم نبی نہیں آ سکتا۔ اور اس کو قرآن کا انکار بتلایا، حالانکہ خود دعویٰ نبوت کیا۔

۴۔ مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السّلام کے تشریف لانے کو ختم نبوت کا انکار قرار دے کر اسے کفر ٹھہرا۔ اور پھر اپنا نبی ہونا (کہ اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السّلام سے معاذ اللہ ہر شان میں اعلیٰ اور افضل سمجھتے ہیں، جائز رکھا، بلکہ ضروری۔ اس وجہ سے بھی مرزا صاحب کافر ہوئے۔

۵۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ آپ کا خاتم النبیّین ہونا آیت خاتم النبیّین اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے ثابت ہے اور پھر اس کے بعد یہ کہا کہ جو ایسا کہے کہ آپ کے بعد نبوت نہیں آ سکتی وہ خود کافر ہے، اس وجہ سے بھی مرزا صاحب کافر ہوئے۔

۶۔ مرزا صاحب نے جواز نبوت کو رسول اللہ کے بعد کفر قرار دیا تھا۔ اب مرزا صاحب اسی نبوت کو فرض قرار دیتے ہیں اور ایمان قرار دیتے ہیں۔ یہ اس سے بھی بڑھ کر کفر ہوا۔

۷۔ مرزا صاحب دروازہ نبوت کو کھول کر اپنے تک محدود نہیں رکھتے، بلکہ کہتے ہیں کہ یہ دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا، اس وجہ سے بھی مرزا صاحب کافر ہوئے۔

۸۔ مرزا صاحب یہی نہیں کہتے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد کوئی دوسرا نبی آئے گا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ہزار بار محمد رسول اللہ ہی خود بروز فرما دیں۔ گویا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ہزاروں لوگ یا ہزاروں نبی اب واقع ہو سکتے ہیں۔ امکان ذاتی نہیں، بلکہ امکان وقوعی ہے۔ پھر مرزا نے یہ کہا کہ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک بعثت پہلے تھی اور ایک بعثت ثانیہ ہوئی۔ اس کا حاصل تناسخ ہے۔ جو تناسخ کا قائل ہے وہ کافر ہے۔

۹۔ مرزا کہتے ہیں کہ میں عین محمد ہوں۔ اس میں سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صریح توہین ہے۔ اگر واقعی نہیں ہیں تو کھلا ہوا کفر ہے۔ اور یہ ایک توہین صدہا توہین اور استہزاء اور تمسخر پر مشتمل ہے۔ اور اگر عین محمد نہیں تو پھر آپ کے بعد دوسرا نبی ہوا، اور ختم نبوت کی مہر ٹوٹ گئی، اور یہ اور وجہ کفر ہے۔

۱۰۔ مرزا نے دعویٰ وحی کا کیا، حالانکہ عبارات علماء سے ظاہر ہے کہ محض دعویٰ نبوت آپ کے بعد کفر ہے۔

۱۱۔ مرزا نے دعویٰ نبوت کیا، یہ اور ایک کفر کی وجہ ہے۔

۱۲۔ مرزا نے اپنی وحی کو قرآن، توریت، انجیل کے برابر کہا ہے۔ اس بنا پر قرآن آخر الکتب باقی نہیں رہتا۔ یہ اور وجہ مرزا صاحب کے کفر کی ہے۔

۱۳۔ مرزا صاحب اپنی وحی کو متلو بھی بتلاتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر جمع کیا جاوے تو کم از کم بیس جزو کی ہوگی۔ یہ اور وجہ مرزا صاحب کے کفر کی ہوئی۔

۱۴۔ مرزا صاحب اپنے اقرار سے اور تمام علماء نے اس کی تصریح کی، جو کوئی شخص کسی نبی کو گالی دے یا توہین کرے، وہ کافر ہے۔

www.khatmenubuwat.org

مرزا نے عیسیٰ علیہ السّلام کی اتنی وجوہ سے توہین کی کہ غالباً سو سے کم نہ ہوگی، یا زیادہ ہوں۔ ہر توہین موجب کفر ہے۔

۱۵۔ اور کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا جن کی تعداد کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ بعض روایات میں ایسا آیا ہے۔ دنیا میں تقریباً سوا لاکھ نبی بھیجے، اور ہر نبی کی مرزا صاحب نے توہین کی، تو اِس لحاظ سے ان کی تعداد کے دوگنے برابر مرزا صاحب کی وجوہ تکفیر میں ہوں گی۔ اگر ہر ایک نبی کی دو دو توہین سمجھ لی جاویں، لہٰذا جتنی توہین اتنی وجوہ سے مرزا صاحب کافر ہوئے، مرزا صاحب نے سرور عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی توہین کی ہے۔ یہ بھی بڑی وجہ کفر کی ہے۔

۱۶۔ مرزا نے اپنے احکامِ شریعت کو بدلا۔ علمائے اسلام اور مرزا صاحب کے اقرار سے نسخ شریعت باطل ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی مرزا صاحب پر کفر لازم آیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ کسی مرزائی عورت کا غیر احمدی سے نکاح جائز نہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا، کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں، چنانچہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۱۸ پر ہے:

پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تم پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب اور متردّد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔

مرزا صاحب نے فرمایا کہ کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب نے نفخ صور کا بالکل انکار کیا ہے۔ مرزا صاحب نے مردوں کا قبروں سے اٹھنے کا انکار کیا ہے۔ جس طریق سے کہ قیامت کی خبر قرآن میں اور احادیث میں آئی ہے، اس سے بالکل انکار کیا۔ ہاں ظاہری لفظ وہ ہی رکھے، مگر معنی دوسرے بیان کیے۔ یہ وجوہ بھی مرزا صاحب کے تکفیر کے ہیں۔

لہٰذا مسئلہ واضح ہو گیا کہ مرزا صاحب کافر بھی ہیں اور مرتد بھی۔ اور ان عقائد کے معلوم ہونے کے بعد جو شخص مرزا کے کفر اور ارتداد میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ کسی مسلمان مرد اور عورت کا نکاح کسی مرزائی مرد اور عورت سے جائز نہیں۔ اور اگر نکاح ہو گیا اور نکاح کے بعد کسی نے اپنا مذہب مرزائی اختیار کر لیا تو نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا اور اولاد ولد الزنا کہلائی جائے گی۔ نسبت ثابت نہ ہوگی۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

دستخط جج صاحب

۲۳/اگست ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

جرح بر بیان حضرت مولانا مرتضٰی حسن صاحب گواہ مدعیہ

۲۴ و ۲۵ راگست ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

۲۴؍اگست ۱۹۳۲ء

جرح بر مرتضیٰ حسن گواہ مدعیہ　　باقرار صالح

سوال: جوشخص مرزا صاحب کو اہلِ سنت والجماعت کہے اور سمجھے، اور یہ کہے کہ وہ ضروریاتِ دین کے منکر نہیں، وہ کافر ہے یا مسلمان؟

جواب: اگر وہ شخص مرزا صاحب سے واقف ہے اور مرزا صاحب کے عقائد پر اُس کی اطلاع ہے اور ضروریاتِ دین سے انکار کی اُس کو خبر ہے، اور پھر بھی وہ مرزا صاحب کو مسلمان کہے تو وہ کافر ہے۔ اور اگر مرزا صاحب کے حالات سے ناواقف ہے اور اُن کے عقائد اور عبارات پر پوری طرح سے مطلع نہیں تو وہ معذور ہے۔ جو شخص مرزا صاحب کو دعویٰ مہدیت میں جھوٹا نہ سمجھے، مرزا صاحب کے عقائد سے مطلع ہونے کے بعد کوئی شخص ان کو مہدی سمجھے، وہ کافر ہے۔ اور اگر اُن کے عقائد سے واقف نہیں تو وہ معذور ہے۔ ایک شخص جو مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھتا ہے اور اگر اُن کے عقائد سے واقف ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ علماء نے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے۔ اور اُن علماء کو غلطی پر جانتا ہے۔ اور مرزا صاحب کو دعویٰ مہدیت میں سچا سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے۔ جو شخص مرزا صاحب کی کتابوں کو اُن عقائد کو جو حق پر ہیں، پڑھ کر کہتا ہے کہ وہ درست ہیں، تو وہ کافر نہیں۔ اور عقائد کفریہ کو کہتا ہے کہ صحیح ہیں تو وہ کافر ہے۔ اگر کوئی شخص مرزا صاحب کی کتابوں کو بلا تخصیص پڑھ کر یہ کہے کہ وہ تمام حقائق و معارف سے پُر ہیں تو چونکہ وہ عقائد کفریہ کی بھی تصدیق کرتا ہے، اس لیے کافر ہے۔ اگر اس کے ارادہ میں کوئی تخصیص ہے تو وہ معذور ہے۔ ایسے شخص کے متعلق جب تک کہ اس کا کلام سامنے نہ ہو، کوئی رائے اس کے خلاف قائم نہیں کی جا سکتی۔ فتویٰ کے لیے جب تک متکلم کے حالات معلوم نہ ہوں، فتویٰ صادر نہیں کیا جا سکتا۔ فتویٰ کلام کے معنی معلوم ہونے پر ہو سکتا ہے۔ جب تک متکلم کا حال معلوم نہ ہو جائے، کلام کے معنی متعین نہیں ہو سکتے، بالخصوص مسئلہ تکفیر چونکہ بہت ہی احتیاط ہے۔ اگر متکلم کا حال معلوم نہ ہو تو جواب یہ دیا جائے گا کہ اگر مراد یہ ہے تو کافر، ورنہ نہیں۔ متکلم کے کلام میں اگر کوئی وجہ گنجائش ہو کہ جس میں متکلم کے بیان کی حاجت ہو تب اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔ اور اگر اس کا کلام صریح ہو اور اہلِ عرف اس کا مطلب سمجھنے میں قاصر نہ ہوں تو پھر اگر متکلم اپنی کوئی مراد خلاف اپنے کلام صریح کے بیان کرے گا تو وہ قابلِ قبول نہ ہوگا۔ جوشخص مرزا صاحب کے عقائد کے واقف ہونے کے بعد اور یہ معلوم کر کے کہ علماء نے اُنہیں کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے، تو وہ خود بھی کافر ہو جاتا ہے اور اُس کا نکاح فوری فسخ ہو جاتا ہے۔ اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی۔ جو کتاب موسومہ اشارات فریدی اب پیش کی گئی ہے، میں اس کے مصنف کو نہیں جانتا۔ نہ میں نے اس کتاب کو پہلے دیکھا ہے۔ پھر کہا کہ اس کتاب کے صفحہ پر جو عبارت ہے، اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اشارات فریدی کا تیسرا حصہ ہے۔ مجھے پتہ نہیں کہ محمد بخش صاحب خواجہ غلام فرید صاحب کے صاحبزادہ ہیں یا نہ۔ جو عبارت اس کتاب مذکورہ بالا کے صفحات ۶۹ و ۷۰ پر بالفاظ ذیل بعدازاں فرمودند کہ ہماں اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عز و جل..... ایں چنیں نیک مرد کہ اہلِ سنت والجماعت است بصراط مستقیم است و راہ ہدایت مے نماید افتادہ اند و بروے حکم تکفیر مے سازند کلام عربی را بہ بینید کہ از طاقت و

www.khatmenubuwwat.org

بشریت کارج است وتمام کلام اواز معارف وحقائق و ہدایت بشریت است..... ہرگز منکر نیست یہ عبارت میں نے سن لی ہے۔اس کتاب کے صفحہ ۷۰ پر جو عبارت بالفاظ ذیل: فرمودند کہ مرزا صاحب برمہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر ازاں بیان دو علامات درکتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است برتر وبدرجہ غایت بر دعویٰ مہدیت او گواہ اند۔ میں نے یہ عبارت بھی سن لی۔اس کتاب میں ہے۔صفحہ ۱۳۳ پر جو عبارت ہے۔عرض کرد کہ قبلہ چوں حالات صفات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام واوصاف مہدی موعود در مرزا صاحب ایفتہ نمے شوند.....حضور خواجہ فرمودند کہ اوصاف۔مہدی پوشیدہ و بیاں ہستند شنید کہ دردل ہائے مردم نشستہ اند چہ عجب کہ ہمیں مرزا صاحب غلام احمد۔

مہدی باشند ہم چنیں است حال مہدی۔

پس اگر مرزا صاحب مہدی باشند امر مانع است۔

یہ عبارت میں نے سن لی ہے۔اسی کتاب میں ہے۔اس کتاب کے صفحہ ۷۷ کے اوپر عبارت ذیل کے بعدازاں.....ہم جوابش کفر نبودند کوسن لیا ہے۔اس کتاب میں ہے۔میں اندازہ نہیں بتلاسکتا کہ میں نے مرزا صاحب کی کتنی کتابیں پڑھی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان کی کتنی کتابیں ہیں۔مرزا صاحب کی ایک کتاب میں ہے کہ میں صاحب شرع جدیدہ نہیں ہوں۔ میں نے ان سب عبارتوں کوسُن لیا ہے جو میں نے اپنے بیان میں پیش کی ہیں۔مرزا صاحب نے جو براہین میں شریعت کی تعریف کی ہے اور اپنے آپ کو صاحب شریعت ہونا فرمایا ہے، اوراس میں یہ ثابت کیا ہے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے۔ وحی سے جو احکامات ثابت ہوتے ہیں وہی شریعت ہے۔جتنی کتابوں میں مرزا صاحب کی وحی درج ہے، وہ سب وحی شریعت ہے۔ مرزا صاحب نے کسی کتاب میں تمام وحی کو جمع نہیں کیا۔انہوں نے کسی خاص کتاب کو شریعت قرار نہیں دیا۔لیکن ان کی جو جو وحی جس جس کتاب میں درج ہے، وہ شریعت جدیدہ ہے۔مرزا صاحب نے شریعت کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کی وحی میں امر بھی ہو اور نہی بھی ہو۔اور وہ کہتے ہیں کہ میرے دین میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے۔اوراس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ شریعت میں یہ ضروری نہیں کہ نئی چیزیں ہوں۔رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جو قرآن نازل ہوا۔اس میں بہت سے احکام ایسے ہیں جو توریت اور انجیل میں نازل ہوئے۔رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مرزا صاحب صاحبِ شریعت جدیدہ سمجھتے ہیں۔باوجودیکہ ان کی شریعت میں اور قرآن مجید میں بکثرت وہ احکام ہیں جو تورات اور انجیل میں آ چکے ہیں تو مرزا صاحب کے نزدیک وحی جدید آنا۔اور شریعت جدید آنا ایک ہی چیز ہے۔ اگرچہ یہ وحی جدید الفاظ اور معنی میں بھی پہلی وحی کے بالکل مطابق ہو، لہٰذا جتنی وحی مرزا صاحب کی ہے۔ وہ مرزا صاحب کے فرمان کے مطابق سب شریعت جدیدہ ہیں۔گو مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں یہ نہیں کہا کہ میری وحی شریعت ہے۔لیکن اس تحریر میں کہ جو بالکل صراحت ہے، اُنہیں کی عبارت ہے، جس میں مرزا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت دعویٰ کر کے ہلاک ہوتا ہے تو یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا ہے۔جس کی وحی میں امر و نہی ہو، وہی صاحب شریعت ہے۔اور فرماتے ہیں کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس کی بہت شرح کر کے آخری نتیجہ نکالتے ہیں کہ میرے مخالف اب بھی ملزم ہیں۔یعنی میرا صاحب شریعت جدیدہ ہونا ثابت ہو گیا۔ جب مرزا صاحب نے اپنی وحی کو وحی شریعت جدیدہ قرار دیا۔اور یہ فرما دیا

www.khatmenubuwwat.org

کہ مجھ پر ایمان لانا بھی باعث نجات ہے اور جو مجھ پر ایمان نہ لائیں گے، وہ سب کافر ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا گیا ان کی وحی پر کہ تم تمام آدمیوں کی طرف مبعوث کر کے بھیجے گئے ہو۔ اور تمام دنیا کو اپنی نبوت کا اقرار کرنے کی دعوت دی تو ان کی سب کتابیں اشتہاری ہیں۔ اور اگر مرزا صاحب نے اس مضمون کا کوئی اشتہار بھی دیا ہو کہ ان کے مریدان کی وحی کو وحی شریعت جانیں تو میں نہیں کہہ سکتا کہ دیا ہے یا نہیں دیا۔ یا مرزا صاحب نے جہاں لکھا ہے کہ قرآن اور حدیث باعث نجات ہے۔ یہ الفاظ ان کے نزدیک بالکل بے معنی ہیں مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ ضرور درج ہے کہ قرآن اور حدیث کو ذریعہ نجات جانو۔ لیکن جب مرزا صاحب نے اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی قرار دیا تو اب قرآن اور حدیث کے معنی وہی ہوں گے جو مرزا صاحب بیان کریں گے۔ تو معمول یہ مرزا صاحب کی وحی رہی نہ کہ قرآن اور حدیث مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ ہے کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ سال ۱۹۰۱ء کے ایک سال بعد تقریباً کوئی ایک کتاب ایسی نہ ہوگی جس میں نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہ ہو۔ غالباً براہین احمدیہ میں بھی کوئی ایسی وحی مرزا صاحب نے نقل فرمائی ہے۔ مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ الفاظ صاف طور پر نہیں ہیں کہ وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین نہیں مانتے، لیکن اس عبارت کا جو مفہوم ہے، اس سے مرزا صاحب کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ خاتم النبیّین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی جدید یا قدیم نہیں آ سکتا۔ اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ نبی کا آنا ضروری ہے جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو، وہ لعنتی و شیطانی مذہب ہے۔ یہ کہنے کے بعد کہ جس مذہب میں وحی نبوۃ نہ آئے وہ مذہب لعنتی اور شیطانی ہے۔ یہی مرزا صاحب نے یہ لکھا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں، میں نے احمدی جماعت کے بیعت فارم کو کبھی نہیں دیکھا۔ جو فارم پیش کیا گیا ہے، یہ بیعت فارم ہے، جو مرزا بشیر الدین احمد صاحب کی بیعت کے متعلق ہے۔ (اشتہار پیش عدالت کیا گیا)۔ میں نے ازالہ اوہام کو اوّل سے آخر تک پڑھا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۳۷ تقطیع خورد کو دیکھا ہے۔ اس پر عنوان ہمارے مذہب کے تحت مرزا صاحب نے الفاظ تحریر کیے ہیں، وہ میں نے پڑھے ہیں۔ جو صفحہ ۱۳۸ کی تیسری سطر تک بالفاظ ملحد اور کافر ہے، تک ختم ہوتے ہیں۔ یہ عبارت اس کتاب میں موجود ہے۔ یہ سوال عدالت کہتا ہوں کہ جب تک مرزا صاحب نے یہ عبارت لکھی تھی، اس وقت تک مرزا صاحب مسلمان تھے۔ اور جو عقائد اس عبارت میں لکھے ہیں وہ عقائد صحیح ہیں۔ مگر مرزا صاحب نے نہ بعد میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین مانا، جس کو میں اپنے بیان میں واضح کر چکا ہوں، اور قرآن کو آخر الکتاب مانا، بلکہ مرزا صاحب کی وحی آخر الکتاب سمجھی جائے گی۔ کیونکہ مرزا صاحب کے نزدیک وہی آخر الوحی ہوگی۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین اور قرآن کو آخر الکتاب نہ سمجھے یا قرآن شریف کے احکام میں ایک شوشہ کا تغیر و تبدل کرے، وہ جماعت مومنین سے خارج ہو کر ملحدوں کی جماعت میں سے ہے۔ اس واسطے مرزا صاحب اس تحریر کے مطابق مومنین کی جماعت سے نکل کر ملحدوں میں داخل ہو گئے۔ مرزا صاحب نے جہاں شرعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اس کا حوالہ میں نے کتاب درثمین، صفحہ ۶ سے دیا تھا۔ اس صفحہ پر یہ الفاظ ہیں کہ (ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے)۔ لیکن بعد میں مرزا صاحب نے اسی کتابوں میں یہ کہا ہے کہ مرزا صاحب حقیقی نبی ہیں، صاحب شریعت نبی ہیں۔ اور ان کے بعد مرزا نبی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مانند دنیا میں آ سکتے ہیں۔ اور مرزا صاحب

www.khatmenubuwwat.org

کی کتابوں کو اگر ایک جگہ جمع کیا جاوے تو اس کے کئی جز بنیں۔ اور بعض احکام میں بھی تغیر وتبدل کیا ہے، جس کو میں اپنے بیان میں عرض کر چکا ہوں، لہٰذا مرزا صاحب صرف الفاظ کا اقرار کرتے ہیں، معنی کا اقرار نہیں کرتے، اس لیے کافر ہوئے۔ مرزا صاحب نے جس جس جگہ اپنے آپ کو نبی کہا ہے اور اپنے منکروں کو کافر قرار دیا ہے اور جس جگہ نبی کی تعریف بیان کی ہے، وہی نبوت حقیقۃ کا دعویٰ ہے۔ جس کو مرزا محمود صاحب نے حقیقت نبوت میں اس طرح سے مفصل بیان کیا ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں۔ اس پر کتاب حقیقت النبوۃ لکھی گئی۔ جس میں مرزا محمود صاحب نے مرزا صاحب کی عبارتوں سے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی حقیقی سمجھتے ہیں۔ مرزا محمود صاحب نے لکھا ہے، اگر حقیقی نبی کے یہ معنی ہیں کہ سچا نبی ہو، جھوٹا اور بناوٹی نہ ہو، تب تو ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب حقیقی نبی نہیں ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ جو شخص صاحب شریعت ہو اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے الگ ہو کر براہِ راست نبوۃ پاوے بایں معنی نبوۃ ختم ہے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ نبی اس کو کہتے ہیں کہ جو خدا کے الہام سے بکثرت آیندہ کی خبریں دے۔ تتمہ الحقیقت الوحی کے صفحہ ۶۸ پر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں، میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔[1] کتاب چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵ پر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ جو کثرت مکالمت ومخاطبت کا نام اس نے نبوت رکھا ہے، یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔[2] صفحہ ۱۲ میں کہتے ہیں کہ جب کہ وہ مکالمہ ومخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جاوے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر اُمور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے، جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ یہ تعریف نبوت حقیقی کی بھی سبھی جائے گی اور مرزا صاحب کا منکر ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ اور انبیاء کا اور مرزا صاحب کی بعثت عام ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ لعنتی اور شیطانی ہے۔ اس دقت سے مرزا صاحب نے نبوت کے یہ معنی کیے تھے جس پر نبوت کا الہام ہو، وہ نبی ہے۔ مرزا صاحب نے جب یہ فرما دیا کہ وہ نبی تشریعی نبی ہیں اور شریعت کی تعریف بھی کر دی تو اب کوئی مرتبہ نبوت حقیقی کا باقی نہیں رہتا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے آنے کا حدیثوں میں وعدہ ہے، جس کے متعلق میں کل اپنے بیان میں ذکر کر چکا ہوں۔ حضرت مہدی کے آنے کا بھی وعدہ ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد میں سے ہوگا۔ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد کے آنے کے متعلق حدیث آئی ہے۔ مجدد کو نہ ماننے والے پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ کیونکہ نہ مجدد پر دعویٰ ضروری ہے، نہ اس کے دعویٰ کو ماننا ضروری ہے، اور نہ اس کے نہ ماننے سے کوئی کفر عائد ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے حشر اجساد کا انکار کیا ہے، اور یہ موجب کفر ہے۔ کتاب ازالہ اوہام میں یہ فقرہ اس کو ہم نے مانا کہ کامل درجہ دخول بہشت کا جو جسمانی، روحانی دونوں طور پر ہوگا کہ وہ حشر اجساد کے بعد ہوگا، ایک مستحق کو عطا کیا جائے گا۔ تقطیع صغیر صفحہ ۳۴۹ پر موجود ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحات ۱۴۹ و ۱۵۰ پر جو کچھ لکھا ہے، وہاں درج ہے کہ یوم الحساب ان کو بہشت سے خارج نہیں کرے گا۔ اس سے قبل درج ہے کہ تمام مومنین یوم الحساب سے پہلے اس میں پورے طور پر داخل ہو

۱۔ تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۵۰۳

۲۔ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۳۴۱

www.khatmenubuwwat.org

جائیں گے، اور یوم الحساب ان کو بہشت سے خارج نہیں کرے گا۔[1] اس سے ثابت ہوتا ہے حشر اجساد نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۷ پر یہ الفاظ: **والحقیقة حقیقة ونعتقد ان الجنت حقٌ والنار حقٌ وحشر الاجساد حقٌ.**[2] لیکن یہ صرف الفاظ الفاظ ہی ہیں۔ صحیح معنی مراد نہیں ہیں۔ جو کتاب مجھے ازالہ اوہام اب دکھلائی گئی ہے، اس پر سال ۱۸۹۱ء لکھا ہوا ہے۔ کتاب آئینہ کمالات پر سال ۱۸۹۲ء لکھا ہوا ہے۔ یہ حدیث ہے کہ قرآن شریف کے کئی کئی مطلب ہیں۔ مگر کوئی مطلب ایک دوسرے سے معارض نہیں ہوسکتا۔ اور جو مطالب ظاہر کے علاوہ ہیں، وہ لطائف اور اشارات کے درجہ میں ہیں۔ احکام شرعیہ کے ثابت کرنے کا وہی طریقہ ہے جو اُصول میں بیان کیا گیا ہے۔ اس واسطے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مخصوص کے ظاہری معنی میں کیا فرق ہے۔ اگر کوئی شخص ظاہری معنوں کو چھوڑ کر باطنی معنی بنائے گا، جیسا کہ فرقہ باطنیہ نے ایسا کیا ہے، اس کی علماء نے تکفیر کی ہے۔ اس واسطے کہ اس بنا پر شریعت کا کوئی حکم باقی نہ رہے گا کہ اس بنا پر قرآن کی باریکیاں اگر مومنین اس قابل ہوں گے تو اُن پر معارف کھلیں گے اور قابل نہ ہوں گے تو نہ کھلیں گے۔ لیکن کوئی معنی کسی پر اگر منکشف ہوں اور وہ اصول شریعت کے مخالف ہوں، وہ مردود اور نا قابلِ اعتبار ہیں۔ قرآن شریف کے متعلق جو حدیث کتاب مشکوٰۃ باب فضائل قرآن میں سے بیان کی گئی ہے، اس کی سند مجہول ہے۔ خود اس کتاب میں درج ہے، اختلاف معانی پر کی صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ دونوں اختلاف کرنے والے ایک ہی مرتبہ کے ہیں۔ اور کسی ایک کے معنی قطعی اور یقینی طور پر ثابت نہیں ہیں تو اس میں تکفیر نہیں ہوگی۔ لیکن اگر ایک کی جانب دلائل قطعیہ ہیں یا اجماعت ہے، اور پھر کوئی شخص اس کا خلاف کرے گا تو اس کا خلاف بالکل معتبر نہیں ہوگا۔ بلکہ ساقط ہے۔ کتاب شہادت القرآن کے صفحہ ۲۵ پر نفخ صور ہونے کے متعلق یہ عبارت ہے۔ اور نفخ صور دو قسم پر ہے۔ ایک نفخ اضلالی اور نفخ ہدایت جیسا کہ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ نفخ فی الصور یہ آیتیں ذوالوجوہ ہیں، قیامت سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور اس عالم سے بھی، لیکن اس عبارت سے قبل یہ الفاظ ہیں، بارہویں علامت مسیح موعود کا پیدا ہونا ہے، جس کو کلام الٰہی میں نفخ صور کے استعارہ میں بیان کیا گیا ہے اور نفخ حقیقت میں دو قسم پر ہے۔ ایک نفخ اضلالی اور ایک نفخ ہدایت۔[3] یہاں مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کا پیدا ہونا نفخ صور سے بطریق استعارہ بیان کیا گیا ہے اور نفخ حقیقت میں دو قسم پر ہے، ایک قسم اضلالی اور ایک نفخ ہدایت۔ مطلب یہ ہوا کہ نفخ کی کل دو قسمیں مرزا صاحب کے نزدیک ہیں۔ یا نفخ گمراہی یا نفخ ہدایت، وہ نفخ صور جس کے متعلق عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے، اس سے مرزا صاحب کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ دنیا میں جس قدر انبیاء آئے ہیں، وہ مرزا صاحب کے فرمانے کے مطابق سب تشریعی تھے، کیونکہ شریعت کے معنی مرزا صاحب نے یہ لیے ہیں کہ جس کی وحی میں امر یا نہی ہو اور ہر نبی کے لیے کم سے کم اس قدر وحی ضروری ہے کہ لوگوں کو تبلیغ کرے کہ وہ اسے نبی مانے اور جو اُسے نہ مانے وہ کافر ہے۔ جو شخص یوں کہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبی تشریعی نہیں آنے کا اس کا یہ مطلب ہے کہ نبی شرعی اور نبی حقیقی نہیں آنے کا۔ کسی مسلمان کا یہ مطلب نہیں کہ کسی قسم کی نبوۃ شرعیہ آپ کے بعد باقی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ نبی ہو اور صاحب کتاب نہ ہو۔ لیکن مرزا صاحب کے

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۷۹-۲۷۸

۲۔ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج ۵، ص ۳۸۷

۳۔ شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، ج ۶، ص ۳۲۱

www.khatmenubuwwat.org

قول کے مطابق یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی نبی ہو اور تشریعی نہ ہو۔ مرزا صاحب کا یہ قول درثمین کی عبارت سے، جو میں نے بیان کیا ہے، اس سے اخذ ہوتا ہے کہ نبوت جو خدا کی طرف سے ہو، وہ صرف شرعی نبوت ہے۔ اس کے سوا جو دعویٰ نبوت ہے، وہ جھوٹا ہے۔ انسان کامل کے وصف سے جو یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت تشریعی بند ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد خدا کی طرف سے کوئی حقیقی نبی نہیں آ سکتا، جس کو صاحب شریعت خدا نے نہیں بنایا ہے۔ وہ نہیں آ سکتا اس کے بعد جو دعویٰ ہوگا وہ جھوٹا ہوگا۔ قرآن مجید کے جو احکام قطعی اور درست ہیں ان کے اگر کوئی حدیث مخالف ہو اور کوئی معنی صحیح اس کے نہ بن سکتے ہوں۔ اور یہ حدیث تواتر اور درجہ شہرت کو نہ پہنچی ہو تو اس حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا، ورنہ اگر کوئی حدیث ایسی نہ ہو کہ امت نے اس کو لے لیا ہے اور قبول کر لیا ہے، اور وہ کسی قطعی چیز کے مخالف نہیں ہے۔ اس حدیث کو لیا جائے گا اس تفصیل سے جو علم حدیث میں مفصل مذکور ہے۔ لا نبی بعدی کے معنی مرزا صاحب نے خود یہ کہا کہ نہ کوئی اگلا نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی پچھلا نبی۔ مرزا صاحب نے بعدی کے معنی کوئی اور لیے ہوں تو اگر وہ صحیح نہیں ہیں تو میں ان سے اتفاق نہیں کروں گا۔ بعد کے معنی لغوی پیچھے کے ہیں، ان معنی کے سوا یہ لفظ قرآن اور حدیث میں اگر نہیں استعمال ہوئے تو میں نہیں کہہ سکتا، میں نے لا نبی بعدی کے وہ معنی لیے جو مرزا صاحب نے لیے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے اس کو خاتم النبیّین کی تفسیر قرار دے کر کہا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ تفسیر کی ہے۔ میں نے بعدی کے وہی معنی لیے ہیں جو علماء نے کیے اور خاتم النبیّین کے منکر کو کافر قرار دیا۔ قرآن شریف میں بعدی کے معنی پیچھے ہی کے ہیں۔ چاہے مرنے کے بعد ہو، یا اس وقت میں ہو، یا کسی وقت کے بعد مراد ہے۔ احادیث کی بعض روایات ممکن ہے کہ بالمعنی ہی ہوں اور بعض بالفاظ ہی ہوں۔ اس کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جو حدیث محل نبوت کی اینٹ کے متعلق میں نے کل بیان کی تھی، اس میں من قبلی کے الفاظ ہیں۔ تیس دجالوں والی حدیث جو میں نے کل پیش کی تھی، اس کے علاوہ اور حدیثیں بھی ہیں، جن میں دجالوں کی تعداد ۷۰ تک بیان کی گئی ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ ۳۰ دجال پورے ہو چکے تو یہ اس کا خیال ہے، ہم اس کے پابند نہیں۔ میں امام عبداللہ محمد بن خلیفہ مالکی، شارح صحیح مسلم کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ محمد اس کے دوسرے شارح ابوعبداللہ، محمد بن محمد بن یوسف شوی کو بھی نہیں جانتا، ان دونوں کی رائے ہے کہ تیس دجال پورے ہو چکے، اس کے ساتھ وہ یہ نہیں کہتے کہ وہ فلاں فلاں شخص ہیں۔ کہتے ہیں کہ تاریخ دان اگر دیکھیں گے تو ان کو ظاہر ہو جائے گا اس قسم کا مجہول قول اوّل تو حجت نہیں۔ جو شخص آٹھ جلدوں میں مسلم شریف کی شرح لکھے، تین سطر میں لکھنا جن میں ۳۰ نام آ جاویں، مجہول کا موقف ہے۔ علاوہ ازیں تیس کے عدد سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام دجالوں کا عدد بیان فرمایا ہے۔ یا بڑے بڑے دجالوں کا اس کے سوا تیس دجال ہیں۔ نہیں کہا کہ ۳۰ میں ہوں گے، چنانچہ اس کی نظیریں دوسری حدیثوں میں ملتی ہیں۔ ۷۰ دجالوں والی حدیث مابعد کی ہر دو کتابوں میں ضعیف ہے۔

یعنی وہ طبرانی میں ہے، البتہ ابن ماجہ میں ملتی ہے۔ لیکن اگر ایک حدیث ضعیف ہو اور پھر اس کے اور طریقے بھی آئے ہوں تو اس میں فی الجملہ قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس ستر (۷۰) والی حدیث میں صرف یہ لفظ ہے کہ وہ دجال ہوں گے، نبی نہیں ہوں گے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۶۴ پر خاتم النبیّین کے لفظ کے ساتھ سابقین کا لفظ بھی ہے۔ لیکن وہاں یہ لفظ ہمارے لیے

www.khatmenubuwwat.org

مفید مطلب ہے اور ہونا چاہیے تھا۔ اور اگر نہ ہوتا تو مراد ہی تھی۔ اس واسطے کہ خاتم النبیّین کے معنی سب سے پچھلا نبی۔ پچھلا باعتبار سابق کے ہوگا۔ یعنی پچھلا وہ ہے جو سابق کے بعد آوے اور میں ہی نہیں کہتا مرزا صاحب بھی یہ فرماتے ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آنا جائز رکھا جاوے۔ تو بجائے محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عیسیٰ علیہ السلام خاتم الانبیاء اور خاتم النبیّین ٹھہریں گے۔ تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی خاتم النبیّین کے معنی یہی ہیں جو نبیوں میں سب سے پچھلا ہو اور پچھلا باعتبار سابق کے ہوگا، لہٰذا سابقین کا لفظ ضروری تھا۔ خاتم النبیّین کے معنی یہ ہیں کہ آپ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ آپ سب سے پچھلے نبی ہوئے تب کسی شخص کو نبوت نہ ملے گی۔ حقیقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جیسی ثابت ہوئی ہے کہ جب یہ کہا جائے کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آنے کا پچھلے نبیوں کا بند کرنا کوئی معنی نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دہن مبارک سے یہ حدیث سنی ہے کہ نبوۃ میں سے کچھ باقی نہیں رہا، سوائے خوابوں کے۔[1] اس حدیث کو سننے کے بعد صدیقہ رضی اللہ عنہا کیسے اس کی قائل ہوسکتی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی ہوسکتا ہے۔ ضرور اُن کے کلام کا یہی مطلب لیا جائے گا کہ کوئی بدد ین لانی بعدی کے عموم سے نفع اٹھاوے اور یہ کہے کہ آپ کے بعد قدیم اور جدید کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس واسطے فرما دیا کہ ایسا لفظ ہی مت کہو۔ سیدھا لفظ کہو خاتم النبیّین، یعنی سارے نبیوں کے پیچھے آنے والے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا تشریف لانا، خاتم النبیّین کے موافق رہا، مخالف نہ رہا۔ یہ اعتراض کہ عیسیٰ علیہ السّلام اگر دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ نبی ہوں گے یا نہیں۔ اگر نبی نہ ہوں گے تو منصب نبوۃ سے معزول ہونا لازم آتا ہے تو کیا گناہ ہوا کہ وہ معزول ہو گئے اور وہ نہیں ہوں گے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء نہ ہوئے وہ خاتم الانبیاء ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام تشریف لائیں گے اور نبی ہوں گے۔ نبوت سے معزول شدہ نہیں ہوں گے، جیسے اور انبیاء سابقین اس وقت نبی ہیں، اس طرح عیسیٰ علیہ السّلام بھی اس وقت نبی ہیں۔ مگر چونکہ عیسیٰ علیہ السّلام کو رسول الیٰ بنی اسرائیل فرمایا گیا تھا، اب بھی وہ رسول الیٰ بنی اسرائیل ہی ہیں۔ نہ وہ پہلے ہماری طرف مبعوث تھے اور نہ اب نہ پہلے ہم ان کی امت تھے نہ اب۔ ہاں **لاتفرق بین احد من رسلہ** کے حکم سے ان کی نبوت کا ماننا ہم پر فرض ہے۔ امر ہے اور رہے گا، ہم اس کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر وہ منصب نبوۃ پر نہیں ہوں گے، تاکہ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خاتم النبیّین میں فرق آوے۔ مرزا صاحب کا نبی ہونا بیشک آپ کے ختم النبوت کے مخالف ہے۔ خاتم النبیّین کے معنی بھی یہی ہیں کہ وحی آپ کے بعد منقطع ہے۔ مجھے وحی کے منقطع ہونے کی دیگر آیات بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ختم النبوت کی جس قدر آیات ہیں وہ سب وحی کے سلسلہ کو منقطع ہونا ظاہر کرتی ہیں۔ لا نبی بعدی کی حدیث جو تواتر کے درجہ کو پہنچتی ہے، اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وحی آپ کے بعد منقطع ہے۔ دوسرا آپ نے فرمایا کہ میرے بعد دجال آئیں گے۔ اس سے بھی وحی منقطع ہونا ظاہر کرتی ہیں۔ تیسرا یہ فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں کچھ باقی نہیں ہے اور یہی بکثرت احادیث ہیں۔ وہ وحی جو مختص بالنبوت ہے، جب نبوت بند ہوگئی تو وہ بھی بند ہوگی۔ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ نہ کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے مگر وحی وہی ہو جو وحی نبوت ہے، تو وہ بھی کافر ہے۔ مطلق وحی کے دعویٰ کو کفر نہیں کہا گیا۔ قرآن سے ثابت ہے کہ شہد کی مکھیوں کو

۱۔ **لم یبق من النبوۃ.....** صحیح بخاری، رقم ۶۵۸۹، سنن ترمذی، رقم ۲۲۷۲، مسند احمد، رقم ۲۳۷۹۵

www.khatmenubuwat.org

بھی وحی ہوتی ہے۔ بعض جگہ پر مجازاً الہام کو بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے انقطاع کا بھی دعویٰ نہیں۔ دعویٰ صرف اس قدر کہ وحی نبوت منقطع ہے۔ اب اگر واقعی نبوت کا دعویٰ کرے، اگر دعویٰ وحی کی تصریح نہ ہو۔ جب بھی کافر اور اگر وحی نبوت کا دعویٰ کرے، اگرچہ نبوت کا دعویٰ واقعاً نہ ہو۔ مگر چونکہ وحی نبوت نبی کو ہوگی، لہٰذا وہ بھی کافر ہوگا۔ ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ صفحہ ۴ کے شروع میں یہ فرقہ ہے۔ ایک مردہ پرست شخص مسیح نام نے فتح گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور سے پھر اپنی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے۔ اس سے..... جا کر یہ عبارت شروع ہوتی ہے کہ اس نادان اسرائیلی نے..... الفاظ ہاں ہاں آپ کو بدزبانی عادت تھی۔ اس سے قبل یہ الفاظ ہیں کہ متی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔[1] اس کے آگے کے الفاظ مرزا صاحب کے اپنے معلوم ہوتے ہیں۔ صفحہ ۶ پر ایک فقرہ ہے کہ ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں۔[2] لیکن اس فقرہ کو گالی سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ گالی مرزا صاحب کی اپنی طرف سے ہے۔ کتاب خزائن الاسرار کو میں نے اب دیکھا ہے۔ اس کے صفحہ ۷ پر یہ عبارت ہے کہ ان چار میں تین گنہگار ہیں..... میں نے داؤد سے زنا کیا تھا۔ لیکن مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں یہی الفاظ نہیں لکھے۔

سوال عدالت

مرزا صاحب نے کتاب انجام آتھم، صفحہ ۹ پر کہا کہ یسوع کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ اور کہ انہوں نے یسوع کو گالیاں دی ہیں، مسیح کو نہیں دیں۔ میں نے توضیح المرام کی عبارت سے یہ ثابت کیا کہ مرزا صاحب کے نزدیک یسوع اور مسیح ایک ہیں۔ اور اسی مضمون کو میں نے مسیح بھجن سے بھی ثابت کیا ہے۔ کہ یہاں یسوع مسیح ابن مریم مرزا صاحب کے نزدیک ایک ہے۔ یہ فوٹو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا، اور نہ اس کے تحت کی عبارت پڑھی ہے۔

کشتی نوح میں جہاں یہ عبارت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ اس کے بعد اس حاشہ میں یہ الفاظ ہیں کہ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کتاب میں قرآن شریعت کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے جس حاشیہ سے میں نے حوالہ دیا ہے، میں نے اس حاشیہ کو پورا دیکھا ہے۔ اور اس سے جو کچھ میں نے نتیجہ نکالا، وہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ اور اس سے جو کچھ میں نے نتیجہ نکالا، وہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ میرے لیے ضروری نہ تھا کہ میں تمام کتاب پڑھتا۔ میں نے خزائن الاسرار کل دیکھی ہے۔ اس سے پہلے نہیں دیکھی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۸ کا حوالہ میں نے دیا تھا، اس کے آگے کے الفاظ ہیں کہ اس مقام میں زیادہ تر تعجب یہ ہے..... دیکھو کتاب یوقا باب ۲۲۔ تقطیع خورد، صفحہ ۸ و تقطیع کلاں، صفحہ ۴۔ اس عبارت کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ کے اب خیال کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح میں اختیاری طور پر جیسا کہ عیسائیوں کو خیال ہے۔..... کوئی معجزہ دکھاتے۔ اس کے آگے متی باب بارہ آیت ۸-۱۳ کا حوالہ بھی ہے۔[3] میں نے جو حوالہ پیش کیا ہے، اس سے ان عبارتوں کا کوئی تعلق نہیں۔ میں نے یہ پیش کیا ہے کہ مرزا صاحب کی طرف سے جو اس توہین اور گالیوں کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ

۱۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۷-۲۸۹

۲۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۰

۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۰۷-۱۰۶

www.khatmenubuwwat.org

عیسائیوں کو الزامی جواب دیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس واسطے کہ ازالہ اوہام، صفحہ ۵ پر مرزا صاحب نے مولویوں اور خشک زاہدوں کو یعنی مسلمانوں کو مخاطب کر کے پھر عیسیٰ علیہ السّلام پر اعتراض کیے ہیں۔[1] جہاں خشک مولویوں اور زاہدوں کو مخاطب کیا ہے اور جو فقرے میں نے اپنے بیان میں لکھوائے ہیں کہ وہ میری رائے میں ایک ہی سلسلہ ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قبل بعض دفعہ ایسا ہوا کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ نبی ہوئے۔ موسیٰ علیہ السّلام شریعت کا علم سیکھنے کسی سے نہیں گئے تھے، دین سیکھنے کے لیے نہیں گئے۔ رُشد سے مراد میں سچی باتیں لیتا ہوں۔ اور سچی باتیں وہ سیکھنے گئے تھے۔ کتاب دافع البلاء کے آخری صفحہ کی عبارت جو میں نے لکھوائی ہے، اس سے ماقبل یہ الفاظ ہیں، جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا، جیسے عیسائی، میرا اِس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام کے وقت میں کوئی راست باز آدمی موجود تھا یا نہ۔ قرآن شریف میں جو یہ آیا ہے کہ یحییٰ علیہ السّلام کو قرآن میں خدا نے حصور فرمایا اور عیسیٰ علیہ السّلام کو حَصُور نہیں کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے ان قصوں کو صحیح سمجھا۔ جو مرزا صاحب نے درج کیے ہیں جو قصے اس کتاب میں درج ہیں، یہ قرآن یا انجیل میں ہیں، یا نہ۔ میں نے انجیل میں جو فوٹو درج ہیں، آج دیکھے ہیں۔ یہ فوٹو پہلے انجیل میں نہ تھے۔ یہ بعد میں کسی نے بنائے ہیں۔ جس حاشیہ کا میں نے کتاب دافع البلاء سے حوالہ دیا ہے، وہ عیسیٰ علیہ السّلام کے گالیاں دینے سے تعلق رکھتا ہے۔ درثمین نمبر ۲ کے صفحہ ۲۳ پر یہ الفاظ ہیں۔ کتاب ازالہ اوہام، جلد نمبر ۲ کے صفحہ ۴۸۹ تقطیع خورد پر یہ الفاظ ہیں۔ اور اس زمانہ کے پادریوں کی دجالیت..... سو حضرت مسیح ابن مریم نے خدائی کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔[2] کتاب تریاق القلوب صفحہ ۳۷ پر یہ عبارت ہے کہ حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے منہ سے نہیں نکلا۔ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں، راست باز نہیں ٹھہر سکتا۔[3] اس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کا فرضی نام رکھ کر گالیاں دے تو اس کو گالیاں دینا ہے، جیسے عیسائی اپنے عیسیٰ علیہ السّلام کی نسبت یہ باتیں کہتے ہیں۔ جو بھی پیغمبر اور رسول ہیں، اگر مرزا صاحب کے دل میں عیسیٰ علیہ السّلام کی کچھ عظمت ہوتی تو اس مضمون کو یوں ادا فرماتے کہ عیسائیوں کے کہنے پر یہ چیزیں لازم آتی ہیں، جن سے عیسیٰ علیہ السّلام قطعاً اور یقیناً پاک تھے۔ جو عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق ایسی باتیں کہے، ہم اسے کافر سمجھتے ہیں۔ اگر ایک جگہ کوئی شخص کسی کو گالیاں دے دے اور دوسری جگہ تعریف کرے تو تعریف کر دینے سے گالیاں مرتفع نہیں ہوسکتیں۔ مرزا صاحب نے جو عیسیٰ علیہ السّلام کو گالیاں دی ہیں، وہاں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے عیسیٰ علیہ السّلام کی برأت کی ہو۔ اور یہ فرمایا ہو کہ یہ عیسائیوں کا خیال ہے۔ مگر ہمارے نزدیک غلط اور کفر ہے۔ بروزی، ظلی اور مجازی نبوت کی اصطلاحیں جو مرزا صاحب نے بیان کی ہیں، یہ شریعت میں نہیں ہیں، اگر کسی نے اپنی کوئی اصطلاح مقرر کی ہو تو ہر شخص کو اختیار ہے۔ مرزا صاحب نے ان الفاظ کو بول کر اخیر میں معنی وہی مراد لیے ہیں کہ جو نبوتِ شرعیہ اور تشریعی کے ہیں۔ لہٰذا نبوت کے ساتھ ایسے الفاظ کو ملانے سے کوئی نفع نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں یہ الفاظ مرزا صاحب کے ابتدائی ہیں۔ اور انہیں میں دعویٰ نبوت حقیقتاً شرعیہ یا تشریعی ہے۔ جو میں بیان کر چکا ہوں۔ مرزا صاحب

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۰۵

۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۶۳

۳۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۳۰۵

www.khatmenubuwwat.org

نے جوظلی نبوت کے معنی فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں کہ سارے انبیاء سابقین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ایک صفت میں ظلی ہیں اور مرزا صاحب تمام صفات میں ظلی ہیں۔ اس کے سوا مجھے اور معنی معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے کیا کیے ہیں۔ کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ ۲۱ پر یہ درج ہے۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا، وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ مگر مرزا صاحب کا یہ فرمانا ختم نبوت کے خلاف ہے۔ جس کو مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جتنی نبوت سابقہ ہیں، وہ بھی سب فیض محمدی ہیں۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ نوح، ابراہیم، عیسیٰ، موسیٰ علیہم السّلام وغیرہ ہزاروں کی تعداد میں پہلے بھی آئے، پھر بھی ایسے ہی حقیقی نبیوں کا آنا قیامت تک باقی ہے۔ جو مرزا صاحب کے اقرار سے اور تمام مسلمانوں کے نزدیک کفر ہے۔ کتاب توضیح المرام تقطیع خورد صفحہ ۲۲ پر یہ عبارت ہے کہ لیکن اگر اس جگہ یہ استفسار ہو..... چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔ یہ قول مرزا صاحب نے کسی زمانہ میں کیا ہوگا۔ مگر مرزا صاحب کا جو آخری عقیدہ ہے، وہ اس کے بالکل مخالف ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کتاب توضیح المرام کب لکھی گئی۔ مرزا صاحب یہ دعویٰ فرماتے ہیں کہ عین ہی محمد اور عین ہی احمد ہوں۔ میں وہی محمد ہوں، جو بروزی رنگ میں دوبارہ آیا۔ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت محمد کو ہی ملی، کسی اور کو نہیں ملی۔ اور پھر مرزا صاحب نے یہ بھی فرمایا، جیسے ان کے صاحبزادوں نے نقل کیا ہے کہ مرزا صاحب نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پہلی بعثت کو ہلال سے تعبیر کیا۔ اور بعثت ثانیہ کو بدر سے اور ظاہر ہے کہ بدر اعلیٰ اور اکمل ہے ہلال سے، تو مرزا صاحب نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نسبت کا بھی دعویٰ کیا۔ اور افضلیت کا بھی دعویٰ کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ بیان پہلے متناقض اور مخالف ہے۔ کتاب توضیح المرام کے صفحہ ۲۳ پر جو اشعار پڑھے گئے، جو موجود ہیں، لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ مرزا صاحب کے اپنے اشعار ہیں یا کسی اور کے۔ کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۳۸۷ پر یہ الفاظ ہیں کہ **ماتقد انا رسولنا خیر الرسول وافضل المرسلین. واختم النبیّین وافضلن من قل من باقی وھلہ.**

لیکن یہ لفظ لفظ ہیں۔ ان کا معنی مقصود نہیں۔ کتاب ایک غلطی کا ازالہ، تقطیع خورد، صفحہ ۱۰ و ۱۱ پر یہ عبارت، یہ کہ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے..... بعض حدیثوں میں کہ مجھ میں سے ہوگا۔ مرزا صاحب کے ہاں دونوں فقروں میں کہ میں ظلی طور پر محمد ہوں ور میں محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہوں، کوئی فرق نہیں، میرے نزدیک ظلی کوئی اصطلاح نہیں۔ میں عین ہی محمد ہوں، یا میں محمد ہوں، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں محمد یا عین ہی محمد ہوں۔ اور اگر اس کے قائل کا مسلمان ہونا معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس کی اس سے غرض واقعی نبوت ثابت کرنا مقصود نہیں، بلکہ کوئی معنی مجاز ہیں تو وہ مسلمان ہے۔ اور اگر اسے متکلم کا حال معلوم ہی نہیں یا حال معلوم ہے اور اس کے کلمات بھی کفریہ ہیں، اور وہ قطعاً و یقیناً مرتد ہو چکا ہے، یا اس کی غرض اس کلام سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ دعویٰ مساوات یا اپنی نبوت کا ثابت کرنا ہے تو وہ شخص بے شک قطعاً کافر ہے۔ ایک ہی کلام دو شخصوں کا ہو اور ان دونوں شخصوں کا حال یکساں ہو تو بے شک حکم ایک ہی ہوگا۔ لیکن جب دونوں کے حالات مختلف ہیں تو جو متکلم کی مراد معلوم ہوگی، اس کے مطابق حکم دیا جائے گا۔ ان فقرہ جات کا کہ میں محمد ہوں، یا کہ میں عین ہی محمد ہوں، یقینی مطلب جب تک متعین نہ ہو اور متکلم کا حال معلوم نہ ہو، تب تک اس پر کوئی خاص متکلم کے لیے حکم نہ دیا جائے گا۔ کلمہ کفر ہونا اور چیز ہے اور متکلم

www.khatmenubuwat.org

پر حکم کفر لگانا اور چیز ہے۔ یہ کلمہ بیشک کفر کا ہے مگر خاص متکلم پر حکم لگانے کی وہ تفسیر ہے جو اوپر بیان کی گئی۔ بہت سے صوفیوں سے انا الحق اور سبحانی وما اعظم شانی اور اس قسم کے کلمات مذکور ہیں، جو اپنے معنی کے لحاظ سے کفر ہیں۔ مگر چونکہ متکلم کا حال معلوم نہیں کہ اس نے حالت سکر یا مغلوب الحال ہو کر کہا ہے۔ اس واسطے ایسی صورتوں میں تکفیر سے بڑی احتیاط کی گئی ہے۔ تاہم بعض وقت تحفظ شریعت کے لیے فتویٰ کفر بھی دیے گئے اور بعضوں کو قتل بھی کیا گیا۔ میں نہیں کہہ سکتا جو کلمات کتاب تذکرہ اولیاء سے بایزید بسطامی کے نام کے ساتھ منسوب کیے گئے ہیں، یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ کسی ولی کامل اور متقی پرہیز گار کی نسبت کسی کلمہ کفر کا نسبت کرنا جب تک بارروایت صحیح ثابت نہ ہو جائے، جائز نہیں۔ اگر ثابت ہو جائے تب اس میں وہ تفصیل ہے جو اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ بادشاہ کو ظل اللہ کہا جاتا ہے۔ اگر اس کے نزدیک معنی مجازی باتفاق مراد ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے اور یہ دعویٰ کرے کہ ظل اور ذی ظل ایک ہوتا ہے۔ اور چونکہ حدیث میں یا قول میں سلطان کو ظل اللہ کہا گیا ہے، لہٰذا میں عین ہی خدا ہوں۔ یا تم میرے لیے نماز پڑھو اور عبادت کرو، ورنہ تم کافر ہو جاؤ گے۔ جیسا کہ خدا کے انکار کرنے سے کافر ہوتے ہو تو ایسا شخص ظل اللہ کہنے والا قطعاً کافر ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے ظل محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے کو کہہ کر یہی چیزیں ہم سے منوانے کا دعویٰ کیا کہ جو رسول اللہ کے لیے تھیں۔ اگر کوئی مدعی نبوت دعویٰ نبوت کر کے کسی نبی کی توہین کرے تو وہ کافر ہے۔ حدیث بخاری باب بنی اسرائیل میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے تین جھوٹ بولے ہیں، لیکن ان کو جھوٹ کہنا باعتبار ظاہر کے ہے، ورنہ حقیقت میں ایک بھی جھوٹ نہ تھا۔ قول فیصل کے صفحہ ۴ پر یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمالات سلسلہ نبوت میں رکھے، مجموعی طور پر وہ ہادی کامل پر ختم ہو چکے ہیں۔ اب ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے مجددین کے ذریعہ سے دنیا پر الہام پر تو ڈالتے رہیں گے۔ یہ قول مرزا صاحب کا یہ بتاتا ہے کہ اب فقط مجدد آئیں گے۔ جیسا کہ مرزا صاحب سے پہلے بہت سے مجدد گزر چکے، اب جو مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں اور دروازہ نبوت کا کھولے ہیں، اور ہزاروں نبیوں کے آنے کو جائز فرماتے ہیں، اس قول سے مرزا صاحب کافر ہوئے۔ اور دونوں قول متعارض ہوئے۔ تاہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تمام صحابہ صدیق تھے۔ حضرت ابوبکر میں چونکہ یہ صفت بہت بڑھی ہوئی تھی، اس واسطے ان کو یہ لقب دے دیا گیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور صدیق نہ تھے۔ اگر ایک خاص صفت میں کوئی دوسروں سے بڑھ جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسروں میں یہ صفت نہیں آ سکتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو بھی صدیقہ کا لقب دیا گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو بھی بعض روایت میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صدیق کہا ہے۔

(نوٹ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے صدیق لقب دیے جانے کے متعلق حوالہ طلب کیا گیا۔ چونکہ غیر متعلق ہے اس لیے گواہ سے نہیں پوچھا گیا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی حدیث بیان کی جاتی ہے۔ لیکن اس کی سند میں گفتگو ہے۔ (محمد اکبر)

حضرت شیخ احمدی سرہندی مجدد ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مجدد ہوں گے۔

سوال مکرر: میں نے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی نسبت جن کی کتاب کے تحت کل مجھ سے دریافت کیا گیا تھا، تحقیق کی ہے۔ مرزا صاحب انجام آتھم صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں کہ اب ہم ان مولویوں، حاجیوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں کہ جن میں سے

www.khatmenubuwwat.org

بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی اور بعض کافر کہنے سے سکوت اختیار کرتے ہیں۔ مگر مفتری اور کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لیے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفر یا مکذب ہیں۔ ان کے ساتھ مرزا صاحب نے دو گروہوں کی فہرستیں دی ہیں۔ ان فہرستوں کا عنوان یہ ہے کہ وہ لوگ جو مباہلہ کے لیے مخاطب کیے گئے ہیں، یہ ہیں۔ اس فہرست میں ہندوستان کا کوئی بڑا مولوی ایسا نہیں جس کا اس میں نام نہ ہو۔ ہندوستان کے علاوہ بنگلور، دیوپور، پالم تک کے علماء بھی اس میں شامل ہیں۔ علماء کے نام ختم کرنے کے بعد سجادہ نشینان کے نام لکھے ہیں۔ اس فہرست میں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑان علاقہ بہاولپور کا نام ۵ نمبر پر ہے۔ ان کا نام صفحہ ۱۷ پر ہے اور ۲۷ صفحہ تک یہی سلسلہ چلا گیا ہے۔ آخر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ان تمام حضرات کی خدمت میں یہ رسالہ پیکٹ کر کے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن اگر اتفاقاً کسی صاحب کو نہ پہنچا تو وہ اطلاع دیں تا کہ یہ دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جاوے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مکفر اور مکذب سمجھتے تھے۔ جو کلمات حالت سکر میں بعض اولیاء سے نکلتے ہیں، ایسی حالت سکر انبیاء پر طاری نہیں ہوتی۔ کوئی کلمہ خلافِ شریعت اور خلافِ احکام خداوندی انبیاء علیہم السّلام سے نہیں نکل سکتا، کیونکہ وہ مجسمہ ہدایت ہوتے ہیں اور ہدایت ہی کے لیے آتے ہیں۔ اگر ان کے کلام میں وہ چیزیں بھی ہوں جو خلافِ شرح ہیں تو انبیاء علیہم السّلام علی الاطلاق متبع نہیں رہنے کے، کہ ہر چیز میں جو ان سے مخصوص نہیں ہے، ان کی اتباع کی جاوے۔ عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ مرزا صاحب نے جو ناپاک قصے منسوب کیے ہیں، وہ قرآن میں نہیں ہیں۔ جرح مکرر۔ صفحہ ۶۹ باقی، باقی عبارت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب کو مباہلہ کے لیے بلایا گیا۔ ضمیمہ انجام آتھم، ص ۳۸ و ۳۹ پر خواجہ غلام فرید صاحب کے ذکر کے ساتھ جو خط خواجہ صاحب کا نقل کیا گیا ہے، یہ بدوں شہادت کے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خط خواجہ صاحب کا اپنا تحریر شدہ ہے۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

(دستخط صاحب جلیس۔ محمد اکبر)

www.khatmenubuwwat.org

بیان امام العصر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ صاحبؒ

گواہ مدعیہ

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ.

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ذکر یوں فرمایا ہے:

اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ. (نحل:۱۲۰)

بے شک ابراہیم امت تھے، یعنی اپنی ذات کے لحاظ سے تو ایک فرد تھے، لیکن کام کے لحاظ سے ایک امت کے برابر انہوں نے کام کیا، بعینہٖ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس امت محمدیہ علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والسّلام کے ان جامع افراد میں سے ایک تھے جنہوں نے بیک وقت مختلف محاذوں پر کام کیا اور جن کے نورِ معرفت نے ہر شعبہ زندگی میں برقی لہر دوڑا دی۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ہم اجمالی طور پر مختصراً ختم نبوت کے سلسلے میں حضرت شاہ صاحب کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ختم نبوت کے سلسلہ میں کام کرنے کے کئی تھے۔ ایک تو یہ تھا کہ خالص علمی انداز میں ردّ مرزایت کے لیے علماء کی جماعت ہو جو نہایت سنجیدگی اور متانت سے اس کام کو سرانجام دے۔ ایک صورت یہ تھی کہ شعلہ نوا خطباء اور مقرروں کی ایک کھیپ تیار کی جائے جو اپنی شعلہ نوائی اور آتش بیانی سے عوام کو اس تحریک کے خفیہ مقاصد سے آگاہ کرے اور حسب ضرورت قربانی سے بھی گریز نہ کرے۔ ایک پہلو کام کرنے کا یہ تھا کہ کسی ایک بڑی شخصیت کو ردّ مرزائیت کا مبلغ بنا دیا جائے، جس کا ایک ایک لفظ خرمن قادیانیت کے لیے صاعقہ برق ثابت ہو، ایک انداز کام کرنے کا یہ تھا کہ اگر مرزائی متکلمین تحریر کے ذریعے تبلیغ کریں تو ان کی مقابلہ کرنے والے تحریر میں ان کا جواب دیں۔ ایک شعبہ کام کرنے کا یہ تھا کہ مناظروں میں ان کو شکست دی جائے۔

بہ نظر غائر دیکھا جائے تو حضرت شاہ صاحب نے ان تمام محاذوں پر بطور خود سالار اعلیٰ کے فرائض انجام دیے اور ہر موقعہ وجگہ کے لیے کام کرنے والے افراد کی تربیت کی اور ان کو آگے لائے۔

علمی میدان میں شاہ صاحب نے علماء کے لیے عربی اور فارسی میں مختلف رسائل لکھے جو ردّ مرزائیت میں اصولی انداز پر حرف آخر ہیں اور اسی طرح علماء کی تربیت کی کہ وہ اس محاذ پر علمی رنگ میں کام کریں۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا سیّد محمد بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنیؒ، حضرت مرتضیٰ حسن صاحبؒ جیسے یگانہ روزگار اہلِ قلم کو اس طرف متوجہ کیا۔ عوامی سطح پر کام کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام کو متوجہ کیا۔ انجمن خدام الدین لاہور کے جلسہ میں اُردو زبان کے سب سے بڑے عوامی خطیب اور شعلہ نوا جادو بیان مقرر مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو اِس بارے میں امیر شریعت کا خطاب دیا اور سب سے پہلے خود ان کی بیعت کی اور اسی مجلس میں پانچ سو جید علماء نے حضرت کی اقتداء میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور دنیا اس پر شاہد ہے کہ حضرت امیر شریعت کی قیادت میں مجلس احرار نے ردّ مرزائیت پر جو کام کیا، وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ آخری کام یہ تھا کہ اگر کہیں مرزائی مبلغ مناظرہ کا کھیل کھیلیں تو اس میدان میں بھی ان کی سرکوبی کی جائے۔

فیروز پور میں مرزائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ طے پایا اور عام مسلمانوں نے جوفنِ مناظرہ سے ناواقف تھے، مرزائیوں

www.khatmenubuwwat.org

کے ساتھ بعض ایسی شرائط پر مناظرہ طے کر لیا جو مسلمان مناظرین کے لیے خاصی پریشان کن ہوسکتی تھیں۔ دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے صدر مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ صاب کے مشورہ سے مناظرہ کے لیے حضرت مولانا سیّد مرتضٰی حسن چاند پوری، حضرت مولانا محمد بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے نام تجویز ہوئے۔ یہ حضرات جب فیروز پور پہنچے تو مرزائیوں کی شرائط کا علم ہوا کہ انہوں نے کسی دجل سے من مانی شرائط سے مسلمانوں کو جکڑ لیا ہے۔ اب دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو ان شرائط پر مناظرہ کیا جائے یا پھر انکار کر دیا جائے۔ پہلی صورت مضر تھی۔ دوسری صورت مسلمانانِ فیروز پور کے لیے سبکی کا باعث ہوسکتی تھی۔ انجام کار انہی شرائط پر مناظرہ کرنا منظور کر لیا گیا اور حضرت شاہ صاحب کو تار دے دیا گیا۔ اگلے روز مقررہ وقت پر مناظرہ شروع ہو گیا اور عین اس وقت دیکھا گیا کہ حضرت شاہ صاحب بہ نفس نفیس حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ انہوں نے آتے ہی اعلان فرمایا کہ جایئے ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ تم نے جتنی شرائط مسلمانوں سے منوانی ہیں، اتنی شرائط اور من مانی لگوا لو۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں، مناظرہ کرو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ چنانچہ اس بات کا اعلان کر دیا گیا اور مفتی صاحبؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور مولانا سیّد محمد بدر عالم صاحبؒ نے مناظرہ کیا۔ اس میں مرزائیوں کی جو درگت بنی، اس کی گواہی آج بھی فیروز پور کے در و دیوار دے سکتے۔ مناظرہ کے بعد شہر میں جلسہ عام ہوا، جس میں حضرت شاہ صاحب اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے تقریریں کیں۔ یہ تقریریں فیروز پور کی تاریخ میں یادگاری نوعیت رکھتی ہیں۔ بہت سے لوگ جو قادیانی دجل کا شکار ہو چکے تھے، اس مناظرہ اور جلسہ کے بعد اسلام پر واپس لوٹ آئے۔

علامہ کشمیری کا دورۂ پنجاب

۱۳۴۳ھ میں حضرت شاہ صاحب نے پنجاب کا ایک وسیع دورہ کیا، تاکہ مختلف مقامات پر قادیانیوں نے قادیانی منطق کا جو جال بچھا رکھا ہے، اس کا تار پور بکھیرا جائے۔ چنانچہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا مرتضٰی حسن صاحب، مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا سیّد محمد بدر عالم صاحب، مولانا محمد ادریس صاحب، مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کی معیت میں حضرت شاہ صاحبؒ پنجاب کے دورے پر نکلے۔ یہ علم و عمل کے پہاڑ اور فضل و ولایت کے سمندر لدھیانہ، امرتسر، لاہور، گوجرانوالہ، گجرات اور راولپنڈی، ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہزارہ اور کوئٹہ وغیرہ میں جلسوں میں مرزائیوں کو للکارتے پھرے۔ مرزائی دجال جو آئے دن اہلِ اسلام کو مناظروں کے چیلنج کرتے پھرتے تھے، ایسے چھپے کہ کسی ایک جگہ بھی چہرہ نہ دکھایا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس جہان میں نہیں ہیں۔

بہاولپور کا معرکۃ الآراء تاریخی مقدمہ

۱۹۳۲ء کی تیسری سہ ماہی میں حضرت شاہ صاحبؒ بوجہ علالت چند ہفتوں کے لے ڈابھیل سے دیوبند تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب طبع مبارک قدرے روبصحت ہوئی تو ڈابھیل مراجعت فرمانے کا عزم فرمایا اور رختِ سفر تیار کیا کہ اچانک حضرت شیخ الجامعہ صاحب کا صحیفہ گرامی موصول ہوا، جس میں اہالیانِ بہاولپور کی اس آرزو کا اظہار تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور تشریف

www.khatmenubuwwat.org

لائیں اور حق و باطل کے اس مقدمہ میں شہادت قلمبند کرائیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے معاملہ کی نزاکت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ڈابھیل کا سفر معرضِ التوا میں ڈال کر بہاولپور کا قصد فرمایا اور باوجود پیرانہ سالی وشدید ضعف وعلالت کے دیوبند سے بہاولپور تک کا صعوبت انگیز سفر اختیار فرمایا۔ اور ۱۹؍اگست ۱۹۳۲ء بروز جمعۃ المبارک سرزمین بہاولپور کو قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بہاولپور آمد کے ساتھ ہی تمام ہندوستان کی نظریں اس مقدمہ پر مرکوز ہوگئیں اور اس نے لافانی شہرت اختیار کر لی۔ پنجاب اور سندھ کے اکثر علماء دین بہاولپور پہنچ گئے۔ آپ کی قیام گاہ پر ہمہ وقت زائرین کا اژدھام رہتا تھا۔ ۲۵؍اگست ۱۹۳۲ء کو جب یہ رأس المحدثین اپنی شہادت قلمبند کرانے عدالت میں پہنچا تو کمرۂ عدالت ذی علم علماء دین و مشاہیر و وزراء و اکابرین قوم سے مکمل طور پر معمور تھا۔ عدالت کے باہر میدان میں عوام کا ایک جمِ غفیر موجود تھا، جس میں اہلِ ایمان کے علاوہ اہلِ ہنود بھی شامل تھے اور ہر شخص حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاداتِ گرامی سننے کے لیے مضطرب تھا۔ آپ کا یہ بیان ۲۸؍اگست ۱۹۳۲ء تک جاری رہا، جب کہ ۲۹؍اگست کو جلال الدین شمس مختار فریق ثانی نے آپؒ پر جرح کی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل پانچ وجوہ پیش کر کے مرزا قادیان اور اس کے متبعین کی تکفیر کا ثبوت پیش فرمایا:

(۱) دعویٰ نبوت، (۲) دعویٰ شریعت، (۳) توہینِ انبیاء علیہم السّلام،

(۴) انکار متواترات وضروریاتِ دین، (۵) سب انبیاء علیہم السّلام

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دلائلِ قاطعہ و براہین ساطعہ سے مرزا قادیان کی باطل نبوت اور فرقہ ضالہ مرزائیہ کا کفر و ارتداد پورے عالم میں ابیض من الشّمس کر دیا۔ (حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان علم وعرفان کا ایسا بحرِ ذخار ہے جس کی گہرائیوں میں گراں قدر اور بے بہا موتی بھرے ہوئے ہیں)..... مقدمہ بہاولپور کے ساتھ ویسے تو بہت سے تاریخی واقعات وابستہ ہیں۔ قارئین گرامی کی بہرہ یابی کے لیے یہاں پر صرف دو کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ مورخہ ۲۹؍اگست کو جب جلال الدین شمس مختار مدعا علیہ حضرت شاہ صاحبؒ پر لایعنی جرح کر رہا تھا تو حضرت شاہ صاحبؒ موصوف کی زبان مبارک سے ''غلام احمد جہنمی'' کا لفظ نکلا، جس پر مختار مدعا علیہ نے شدید احتجاج کرتے ہوئے جرح بند کر دی اور عدالت سے درخواست کی کہ حضرت شاہ صاحبؒ کو حکم فرمایا جائے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ عدالت کا کمرہ علماء، فضلاء و مشاہیر سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ان حضرات نے مشاہدہ کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک خاص کیفیت وجد طاری ہوگئی۔ چہرۂ مبارک نور سے منور ہوگیا۔ آپ نے اپنا دستِ بارک جلال الدین شمس کے کاندھے پر رکھ کر فرمایا: ''ہاں ہاں، غلام احمد جہنمی ہے، دیکھنا چاہتے ہو کہ وہ جہنم میں کیسے جل رہا ہے!''

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان الہامی کلمات سے مرزائیوں پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ ان کے چہرے زرد پڑ گئے۔ جلال الدین شمسی نے فوراً حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دستِ مبارک اپنے کندھے سے ہٹا دیا اور کہنے لگے کہ اگر آپ مرزا صاحب کو جہنم میں جلتا ہوا دِکھا بھی دیں تو میں اسے شعبدہ بازی کہوں گا۔

www.khatmenubuwwat.org

بفضل تعالیٰ آج بھی بہاولپور میں بالخصوص اور برصغیر میں بالعموم ہزاروں افراد موجود ہیں، جو اس تاریخی واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔

۲۔ ۲۶/اگست ۱۹۳۲ء کو یوم جمعۃ المبارک تھا۔ جامع مسجد الصادق بہاولپور میں آپؒ نے جمعہ کی نماز ادا فرمانا تھی۔ مسجد کے اندر تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ قرب و جوار کے گلی کوچے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ نماز کے بعد آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

''میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جاں تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کے لیے پابہ رکاب کہ اچانک شیخ الجامعہ صاحب کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاولپور آ کر مقدمہ میں شہادت دینے کے لیے لکھا گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادِ راہ تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ میں حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔''

یہ سن کر مجمع بیقرار ہو گیا۔ ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی آہ و بکا کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور مجمع سے بولے کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہو گی؟ اس کے علاوہ کچھ اور بلند کلمات حضرت کی تعریف و توصیف میں عرض کیے۔ جب وہ بیٹھ گئے تو پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

''ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا۔ حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے۔ اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔'' (کمالات انوری)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ختم الانبیاء کے خصوصی مقام اور عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد عبدالقادر آزاد
چیئرمین
مجلس علماء پاکستان
خطیب بادشاہی مسجد، لاہور

www.khatmenubuwwat.org

۲۵/اگست ۱۹۳۲ء

بیان گواہ مدعیہ　　باقرار صالح

سیّد محمد انور شاہ ولد معظم شاہ ذات سیّد سکنہ کشمیر عمر ۵۵ سال

ایمان کہتے ہیں کسی کے قول کو اُس کے اعتماد پر باور کریں۔ اور غیب کی خبروں کو انبیاء کے اعتماد پر باور کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔ اور کفر کہتے ہیں، حق ناشناسی اور منکر ہو جانے کو یا مکر جانے کو۔

ہمارے دین کا ثبوت دو طرح سے ہے، یا تواتر سے یا خبر واحد سے۔

تواتر اُسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی ثابت ہوئی ہو نبی کریم سے اور ہم تک پہنچی ہو علی الاتصال کہ اس میں احتمال خطا کا نہ ہو۔

تواتر ہمارے دین میں چار قسم کا ہے۔

حدیث: من كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔[1]

(پہلی قسم) یہ حدیث متواتر ہے اور تیس (۳۰) صحابہ سے بسند صحیح مذکور ہے۔ اس کو تواتر اسنادی کہا جائے گا۔

نزول مسیح میں چالیس (۴۰) حدیثیں صحیح ہمارے پاس موجود ہیں۔ یہ متواتر ہیں۔ (اگر) اس کا کوئی انکار کرے (تو) وہ کافر ہے۔ دوسری قسم تواتر طبقہ۔ (کہ جب) یہ معلوم نہ ہو کہ کس نے کس سے لیا، بلکہ یہی معلوم ہو کہ پچھلی نسل نے اگلی سے سیکھا، جیسا کہ قرآن مجید کا تواتر۔ اس تواتر کا منکر اور محرف بھی کافر ہے۔ مسواک کا ثبوت بھی دونوں طرح سے متواتر ہے۔ اگر کوئی (مسواک) ترک کر دے تو چنداں وبال نہیں، اور اگر اس کا کوئی انکار کر دے علم دین سمجھ کر، تو وہ کافر صریح ہے۔

اگر کوئی شخص کہہ دے کہ جَو حرام ہیں تو وہ کافر ہے۔ بحسب شریعت محمدیہ (جَو کھانا) کوئی بڑی چیز نہ تھی۔ لیکن پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جَو کھائے اور اُمت اب تک جَو کھاتی آئی ہے۔ اس تواتر قطعی کا انکار کفر ہے۔

تیسری قسم تواتر کی تواتر قدر مشترک ہے۔ حدیثیں کئی ایک خبر واحد آئی ہوں اس میں قدر مشترک متفق علیہ وہ حصہ حاصل ہوا جو تواتر کو پہنچ گیا۔ مثال اس کی کہ معجزات نبی کریمؐ۔ کچھ متواتر ہیں اور کوئی (کچھ) اخبار احاد ہیں۔ لیکن ان اخبار احاد میں ایک مضمون مشترک ملتا ہے کہ وہ قطعی ہو جاتا ہے۔ اس کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسے پہلی دو قسم کا۔ چوتھی قسم تواتر توارث ہے۔ اسے کہتے ہیں کہ نسل نے نسل سے لیا ہو۔ جیسا کہ ساری امت اس علم میں شریک رہی کہ خاتم الانبیاء محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ تواتر اس طرح سے ہے کہ بیٹے نے باپ سے لیا اور باپ نے (اپنے) باپ سے لیا۔ اس کا انکار بھی صریح کفر ہے۔

اگر متواترات کے انکار کو کفر نہ کہا جائے تو اسلام کی کوئی حقیقت قائم نہیں رہ سکتی اور نہ کسی اور یقینی چیز کی، ان متواترات میں تاویل کرنا، مطلب بگاڑنا کفر صریح ہے۔ ردّ ہے اور مسموع نہیں ہے۔

۱۔ جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے، اُسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۱۲۹۱، صحیح مسلم رقم الحدیث ۴، مسند احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۸۱۴۰)

www.khatmenubuwwat.org

متواترات کوتاویل سے پلٹنا کفر ہے۔

میں نے اپنی کتاب ''عقیدۃ الاسلام'' کے صفحہ اوّل پر متواترات کے پلٹنے کی مثال دی ہے۔اس کا نام باطنیت ہے۔اسی کا نام زندیقیت اور الحاد ہے۔

کفر کبھی قولی ہوتا ہے اور کبھی فعلی ہوتا ہے۔مثلاً کوئی شخص ساری عمر نمازیں پڑھتا رہے اور تیس چالیس سال کے بعد ایک دفعہ بت کے آگے سجدہ کرے تو وہ کافر ہے۔اور تارکِ نماز سے بدتر ہے۔یہ کفر فعلی ہے۔

کفر قولی یہ ہے کہ مثلاً یہ کہہ دے کہ خدا کے ساتھ کوئی شریک ہے۔صفتوں میں یا فعل میں یا یہ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی اور نیا پیغمبر آئے گا، یہ کفر قولی ہے۔

کوئی شخص اگر اپنے مساوی رتبہ سے کہہ دے کہ کلمہ بکا، تو وہ کوئی چیز نہیں۔استاد اور باپ سے (یہی کلمہ) کہہ دے تو اسے عاق کہتے ہیں۔پیغمبر کے ساتھ یہ معاملہ کرے تو یہ کفر صریح ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ پیغمبر سے آ کر مغفرت کی دعا کراؤ تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ اس کو بھی پیغمبر کے مقابلے میں قرآن نے کفر قرار دیا ہے۔

کوئی شخص اگر بغیر نیت کے بطور ہنسی کھیل کے کلمہ کفر کہتا ہے تو وہ بھی کافر ہے۔اگر سبقت لسانی ہوئی تو یہ معاف ہے۔

اس کی تائید میں آیت: [1] يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ. (توبہ:۷۴)

اور: لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ. [2] (توبہ:۶۶)

ان دفعات (اسلامیہ) سے، جو اوپر بیان کیے گئے ہیں (جو) انکار کرے تو وہ خدا کا باغی ہے۔اور اس کی سزا موت ہے۔

اہلِ سنت والجماعت اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے۔

علمائے دیوبند اور علمائے بریلی میں واقعات کا اختلاف ہے، قانون کا نہیں۔

مرزائی مذہب والے (مرزا) نے مہمات دین کے بہت سے اصولوں کی تبدیلی کر دی ہے۔اور بہت سے اسمائے کا مسمّٰی بدل دیا ہے۔

نبوت کے ختم ہونے کے بارے میں ہمارے پاس کوئی دوسو حدیثیں ہیں۔اور قرآن مجید ہے، اور اجماع بالفعل ہے اور ہر نسل اگلی نے پچھلی سے اس کو لیا ہے۔اور کوئی مسلمان جس کو تعلق ہوا اسلام کے ساتھ، وہ اس عقیدہ سے غافل نہ رہا۔

اس عقیدہ کی تحریف کرنا اور اس سے انحراف کرنا صریح کفر ہے۔اگر کوئی آیت قرآنی ہو اور اس کی مراد پر اجماع ہو اُمت

۱۔ بے شک کہا انہوں نے لفظ کفر اور منکر ہو گئے مسلمان ہو کر اور کہا تھا اس چیز کو جو اُن کو نہ ملی۔

۲۔ بہانے مت بناؤ تم کافر ہو گئے اظہار ایمان کے پیچھے۔

www.khatmenubuwwat.org

کا اور صحابہ کرام کا، اس سے انحراف کرنا اور تحریف کرنا کفر صریح ہے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام احمد نے کہا ہے کہ: مَنِ ادَّعٰی الْاِجْمَاعَ فَھُوَ کَاذِبٌ۔[1] تو اِس کی مراد یہ ہے کہ لوگ کہیں کہیں اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ وہ اجماعی ہوتے نہیں، نہ یہ کہ کوئی چیز دین محمدی میں اجماعی ہے ہی نہیں۔

خود زبان امام احمد سے نقل اجماع کو ہم بہت (خوب) ثابت کر دیں گے۔ پہلا اجماع جو اِس امت محمدیہ میں ہوا ہے وہ اس پر ہوا ہے کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جاوے۔

نبی کریم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا۔ صدیق اکبر نے خلافت کے زمانہ میں مسیلمہ کے قتل کے واسطے صحابہ کو بھیجا۔ کسی نے اس میں تردّد نہ کیا۔ یعنی جو خاتم النبیّین کے بعد دعویٰ نبوت کرے تو وہ مرتد اور زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔

سنن ابی داؤد میں ہے کہ نبی کریم کے پاس مسیلمہ کے قاصد آئے کہ تم کہتے ہو کہ وہ نبی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ طریقہ یہ ہے دنیا کا کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا، اگر یہ نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن مار دیتا۔[2]

اس کے بعد معجم طبرانی میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو (کوفہ میں) ان قاصدوں میں سے ایک سفیر بھی ملا، حضرت فاروق یا عثمان کے زمانہ میں، وہ مسیلمہ کا نام لیتا تھا۔ فرمانے لگے کہ اب تو یہ قاصد نہیں ہے۔ حکم دیا کہ اس کی گردن ماری جاوے۔ یہ روایت بخاری کی کتاب کفالت میں بھی مختصراً موجود ہے۔ معجم طبرانی کتب خانہ مولوی شمس الدین بہاولپوری، ورق ۲۹، جو روایت معجم طبرانی سے نقل کی گئی ہے، وہ بھی سنن ابی داؤد، صفحہ ۲۷۴، جلد ۱ میں موجود ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ دین محمدی صلّی اللہ علیہ وسلم میں متواتر ہے۔ قرآن، حدیث سے، اجماع بالفعل سے اور یہ پہلا اجماع ہے۔

ہر وقت (زمانہ) میں حکومت اسلامی نے اس شخص کو جس نے دعویٰ نبوت کیا، سزائے موت دی ہے۔

صبح الأعشیٰ، صفحہ ۳۰۵، جلد ۱۳ میں ہے، ایک شاعر کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے بہ فتویٰ علماء دین ایک شعر[3] کے کہنے پر قتل کرا دیا تھا، جس کا ترجمہ یہ ہے:

آغاز اس دین کی ایک شخص سے تھی کہ اس نے　　کوشش کی اور وہ سردار ہو گیا امتوں کا

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اس قول کو مطلقاً اجماع کے وجود سے انکار کی دلیل بنانا سینہ زوری ہے اس لیے کہ امام صاحب کے اس قول کی وضاحت محدثین وفقہاء نے احسن طریق سے فرما دی ہے۔ ابو منذر محمود بن محمد بن مصطفیٰ المناوی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف لطیف ''الشرح الکبیر لمختصر الاصول من علم الاصول'' میں فرمایا ہے، **ومعنیٰ ذالک ای من ادعی لاجماع منفردًا ولم یطلع علیه غیرهٗ فهو کاذب.** کہ جو شخص اکیلا ہے اجماع کا دعویٰ کرے اور دوسرے کسی شخص کو اس کی خبر نہ ہو تو یہ شخص کاذب ہے۔ اور دوسری توجیہہ یہ نقل فرمائی، **من ادعیٰ اجماعًا غیر اجماع الصحابة فهو کاذب.** کہ صحابہ کے اجماع کے علاوہ جو کسی اجماع کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے۔ اور ختم نبوت پر پہلا اجماع صحابہ ہی کا منعقد ہوا ہے۔ (محمد رضوان عزیز)

۲۔ کتاب الجہاد فی باب الرسل سنن ابو داؤد، صفحہ ۳۸۰، مطبوعہ لکھنؤ

۳۔ **کان مبداء هذا الدین من رجل　　سعی فاصبح یدعی سید الامم**

www.khatmenubuwwat.org

اس شعر سے قرار دیا گیا کہ یہ شخص نبوت کو کسبی کہتا ہے جو کہ ریاضتوں سے حاصل ہوسکتی ہے، اس لیے اسے قتل کر دیا گیا۔

ختم نبوت کی آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (احزاب:۴۰)

جس کا معنی یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! تم بالغوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں۔لیکن رسول ہیں اللہ کے اور ختم کرنے والے ہیں پیغمبروں کے۔

اس آیت میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ نبی کریم کی ابوت (باپ ہونے) کا علاقہ دائماً منقطع ہے۔اور اس کے عوض رسالت اور نبوت کا علاقہ دائماً ثابت ہے۔ گویا ساری جگہ نبوت اور رسالت کی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھیر لی۔کوئی جگہ خالی نہ رہی، احادیث تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ یہ عہدہ بھی منقطع ہو گیا ہے۔

نبی کریم اشخاص نبوت کے بھی خاتم ہیں اور آپ کے تشریف لانے سے نبوت کا عہدہ منقطع ہو گیا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آنا علامت ہے اس بات کی کہ انبیاء کے عدد میں کوئی باقی نہیں اس لیے پہلے نبی کو لانا پڑا۔

مرزا صاحب کتاب حقیقۃ النبوت، صفحہ ۲۶۶، حصہ دوم میں کہتے ہیں، ''اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیّین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی، یعنی بہرحال محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی نبی رہا، نہ اور کوئی۔[1]

مطلب یہ کہ میں آئینہ بن گیا ہوں محمد رسول اللہ کا اور مجھ میں تصویر اُتر آئی ہے رسول کریم کی۔اس سے مہر نبوت نہ ٹوٹی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمسخر ہے خدا اور خدا کے رسولؐ کے ساتھ (یعنی مہر لگی رہی اور مال میں سے مال چرا لیا گیا)۔

مرزا صاحب خاتم کے یہ معنی کرتے ہیں، رسول کریم مہر ہیں اور آپ کے منظور کرنے سے نبی بنتے ہیں۔[2]

علمائے اسلام حنفیہ نے یہ لکھا ہے کہ اگر کسی کے کلمہ کفر میں ۹۹/احتمال کفر کے ہوں اور ایک (احتمال) اسلام کا ہو تو ۹۹ (ننانوے) احتمالات کو نظر انداز کر دیا جاوے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ صرف ایک ہی کلمہ کفر کسی کا پایا گیا ہو، حالات اس کے معلوم نہیں تو اس وقت یہ صورت ہوگی، ورنہ ۳۰ سال اگر عبادت کرتا رہے اور ایک کلمہ کفر کا کہے، وہ کافر ہے۔ یہ جو مسئلہ ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ ہو، اس کی مراد میں علماء نے تصریح کی ہے کہ اہلِ قبلہ سے مراد یہ ہے کہ وہ کل متواترات اور ضروریات دینی پر ایمان لایا ہو۔[3]

میں نے شروع بیان میں جو یہ کہا تھا کہ اجماع کا منکر کافر ہے اور اجماع صحابہ حجت قطعی ہے۔ حافظ ابن تیمیہ کی کتاب اقامۃ الدلیل، صفحہ ۱۳۰، جلد ۳ پر ہے۔ واجب ہے اس اجماع کا اتباع، بلکہ وہ قوی تر حجت ہے اور مقدم ہے اور حجتوں پر۔

۱۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۲

۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۰

۳۔ فتاویٰ عالمگیری، کتاب السیر، صفحہ ۴۷۰، جلد ثانی، صفحہ ۱۸۹، ردالمحتار، باب ۴۴۷، شرح فقہ اکبر، تحریر شیخ ابن ہمام

www.khatmenubuwwat.org

اسلام شناخت ہے مسلمانوں کی اور مسلمانوں کے اشخاص شناخت ہیں اسلام کی، اگر اجماع کو درمیان میں سے اٹھا دیا جاوے تو دین ڈھے گیا۔

صحیح بخاری، صفحہ ۱۰۲۲، جلد دوسری میں ایک حدیث ہے کہ ایک نسل آئے گی کہ ان کے روزے اور نماز کے سامنے تمہارے نماز اور روزے ہیچ ہوں گے۔ یعنی صحابہ کی نماز اور روزے سے اس جھٹ (تیزی) سے نکل جائیں گے دین سے جس طرح تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔

ایک اور حدیث ہے کہ اگر میں نے پایا ان کو تو جیسے عاد اور ثمود قتل کیے گئے، میں بھی ان کو قتل کر دوں گا۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر یہ حدیث ہے۔

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ گناہوں سے تکفیر نہ چاہیے، ان گناہوں سے مراد وہ ہیں جو کفر کی حد تک نہیں پہنچے۔ اور جو کفر کے کلمے یا فعل ہیں، ان سے ہر طرح سے تکفیر کی جائے گی۔ ایسے گناہ مثلاً زنا، شراب خوری، ڈاکہ زنی سے تکفیر نہیں کی جائے گی۔

نماز کوئی شخص ترک کرے دانستہ، وہ کافر نہیں فاسق ہے۔ اور شدید عاصی ہے۔

اور اگر تاویل کر جائے نماز میں کہ نماز سے کچھ اور مراد ہے، تو وہ کافر ہے قطعاً۔

نماز کا اگر کوئی شخص اقرار کرتا ہے اور دانستہ نہ پڑھے تو کافر نہیں، بلکہ فاسق ہے۔

اور اگر ایک دفعہ قبلہ سے روگردانی کر کے دوسری طرف دانستہ نماز پڑھ لے تو وہ کافر ہے۔

نماز کا تارک کافر نہیں ہے، فاسق ہے اور اگر بے وضو نماز پڑھے تو کافر ہے۔

اصل کافروں سے بدتر وہ کافر ہے جن کا رلاؤ (ملے جلے) ہوا اسلام کے ساتھ، جنم کے کافروں سے، کیونکہ اصل کافروں سے نفع جاتا ہے اور دوسروں سے پونجی جاتی ہے۔

کبھی کفر ایسا ہوتا ہے کہ نہ خدا کی تکذیب کی نہ پیغمبر کی تکذیب کی۔ پھر بھی کافر، جیسے ابلیس نے نہ خدا کی تکذیب کی، نہ آدم کی۔

جو اقرار نہ کرے دین محمدی کا اُس کو کافر کہتے ہیں، جیسے اندر سے اعتقاد نہ ہو اُسے منافق کہتے ہیں۔ حکم اس کا بھی وہی ہے، بلکہ کافر سے اشد۔

جو زبان سے اقرار کرتا ہو لیکن دین کی حقیقت بدلتا ہو، اسے زندیق کہتے ہیں۔ وہ پہلی دو قسموں سے زیادہ شدید کافر ہے۔

امام ابوحنیفہؒ سے بالاسناد احکام القرآن، صفحہ ۵۳ (منقول ہے)[1] امام محمد فرماتے ہیں کہ جس نے انکار کیا کسی چیز کا اسلامی امور میں سے، اس نے باطل کر دیا قول لا الٰہ الا اللہ کا۔

۱۔ "فی السیر الکبیر" من لفظ محمد رحمه اللّٰه: ومن انکر شیئًا من شرائع الاسلام فقد ابطل قول: لا اله الا اللّٰه. (صفحہ ۲۶۵، جلد ۱۴)

www.khatmenubuwwat.org

۲۷/اگست ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ

اس وقت تک جو اجمالی طور پر کفر و ایمان کی حقیقت بیان کی گئی ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ ارتداد کے معنی یہ ہیں کہ دینِ اسلام سے ایک مسلمان کلمہ کفر کہہ کر اور ضروریات و متواترات دین میں سے کسی چیز کا انکار کر کے (اسلام سے) خارج ہو جائے گا۔ اور ایمان یہ ہے کہ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم جس چیز کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں اور اس کا ثبوت بدیہیات اسلام سے ہے، اور ہر مسلمان عام و خاص اس کو جانتے ہیں، اس کی تصدیق کرنا۔ عبارت ذیل سے یہ دونوں مسئلہ ثابت ہیں۔[1]

هو الراجع عن دين الاسلام وركنها اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد الايمان وهو تصديق محمد صلّى اللّٰه عليه وسلّم فى جميع ما جاء به عن اللّٰه تعالىٰ مما علم مجيئة ضرورة.

مرتد وہ ہے جو پھر جائے دینِ اسلام سے اور حقیقت اس کی جاری کرنا کلمۂ کفر کا زبان پر ایمان کے بعد اور ایمان کیا چیز ہے۔ تصدیق کرنا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سب ان چیزوں میں جو خدا کی طرف سے لائے۔ ثبوت ان کا بدیہی ہو گیا۔

دوسری عبارت کتاب الاشباہ والنظائر کی بالفاظ ذیل: **الايمان تصديق سيّدنا محمد صلّى اللّٰه عليه وسلّم فى جميع ما جاء به من الدين ضرورة..... الكفر تكذيب محمد صلّى اللّٰه عليه وسلّم فى شيءٍ مما جاء به من الدين بالضرورة ولا يكفر احد من اهل القبلة بجحودٍ** ہے۔[2]

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایمان تصدیق ہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جملہ ان امور میں کہ جو لائے اور ثابت ہوئے تواتر سے، کفر تکذیب ہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کسی ایک چیز میں بھی جو دین میں بداہتاً ثابت ہو۔

کافر نہیں ہوگا کوئی اہلِ ایمان (اہلِ قبلہ) میں سے، مگر جب وہ انکار کرے کسی اس چیز کے (سے) جو چیز کہ ضروریاتِ دین سے ہو۔ ضروریاتِ دین[3] وہ ہیں کہ پہچانیں ان کو خواص و عوام کہ یہ دین سے ہیں۔ جیسے اعتقاد توحید کا رسالت کا اور پانچ نمازوں کا اور مثل ان کے اور چیزیں۔[4]

جو لوگ ضروریات دین کا انکار کرے کافر ہو جاتے ہیں، وہ عموماً اپنے کفر کو چھپانے کے لیے مختلف تاویلیں اور تدبیریں اختیار کرتے ہیں۔

۱۔ درمختار برتحشیہ شامی، جلد رابع، صفحہ ۲۲۱، باب المرتد ۲۔ شرح الاشباہ والنظائر، ص ۲۶۳، نول کشور

۳۔ **معنى التصديق قبول القلب، واذعانه لما علم بالضرورة انه من دين محمد صلّى اللّٰه عليه وسلّم بحيث تعلمه العامة من غير افتقار الى نظر واستدلال كالوحدانية والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلوٰة.**

۴۔ ردالمحتار، صفحہ ۲۴۷، جلد اوّل، باب الامت

www.khatmenubuwat.org

کبھی کہتے ہیں کہ ہم اہلِ قبلہ ہیں اور اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔

کبھی کہتے ہیں کہ ہم تمام ارکانِ اسلام، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ تبلیغِ اسلام میں سرگرم کوششیں کرتے ہیں۔ ہمیں کیسے اسلام سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ بہ تصریح فقہائے (اسلام) اگر ایک شخص کے کلام میں ۹۹ وجوہ کفر کی اور صرف ایک اسلام کی موجود ہو تو مفتی کا فرض ہے کہ اس ایک وجہ کو اِختیار کر کے اس کو مسلمان کہے، کفر کا حکم نہ لگائے۔ پھر ہمیں کیسے خارج از اسلام کہا جا سکتا ہے۔

اور کبھی کہتے ہیں کہ بتصریح فقہاء، جو لوگ کوئی کلمہ کفر کسی تاویل کی بنا پر کہیں، اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔

ان چاروں شبہات کے جواب ترتیب وار یہ ہیں:

پہلی بات کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، یہ بے علمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔

چونکہ حسب تصریح واتفاق علماء، اہلِ قبلہ کے یہ معنی نہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے، چاہے سارے عقائد اسلام کا انکار کرے۔

قرآن مجید میں منافقین کو عام کفار سے زیادہ بدتر کافر ٹھہرایا گیا ہے، حالانکہ وہ فقط قبلہ کی طرف منہ ہی نہیں کرتے تھے، بلکہ تمام ظاہری احکام اسلام ادا کرتے تھے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (بقرہ: ۱۷۷)

(نیکی کچھ یہی نہیں ہے کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف، لیکن بڑی نیکی یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر) اس مضمون کی تصریح کتب ذیل میں ہے: شرح فقہ اکبر بیان موجبات الکفر، صفحہ ۱۲۳، مطبع احمدی۔

ثمّ اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضرورات الدين حدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالٰى بالكليات والجزئيات وما اشبه من المسائل المهمات فمن وظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفى الحشر نفى علمه سبحانهٗ بالجزئيات لا يكون من اهل القبله.

جس کا مطلب یہ ہے کہ جان تو کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اتفاق کیا ضروریاتِ دین پر جیسے حدوث عالم، حشر اجساد، علم اللہ تعالیٰ کا کل خبروں کے ساتھ اور جو اس کی مثالیں ہوں مسائل مہمہ میں سے، پس جس شخص نے مداومت کی ساری عمر اطاعت اور عبادت پر باوجود اعتقاد قدم عالم کے اور نفی حشر کے اور جزئیات مادیات کے ساتھ علم الٰہی کی نفی کی، وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

اور یہ جو مسئلہ ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، اس کی مراد یہ ہے کہ کافر نہیں ہوگا جب تک کہ نشانی کفر کی اور علامتیں کفر کی اور کوئی چیز موجبات کفر میں سے نہ پائی گئی ہو۔

تصریر شرح تحریر الاصول، صفحہ ۳۱۸، جلد ۳ پر ہے۔ **والمراد..... قطعًا.**

مراد مبتدع سے جو اپنی بدعت رسوم سے کافر نہیں اور ایسے ہی گنہگار اہلِ قبلہ میں سے کہتے ہیں وہ شخص ہے جو موافق ہو ضروریات دین کے جیسے حدوث عالم، حشر اجساد۔

سوائے اس کے کہ صادر ہو، اس سے کوئی چیز موجبات کفر کی اس کتاب کے اسی صفحہ پر ہے۔

ثُمَّ الخ

جس کا ترجمہ ہے: کافر نہ کہنا کسی اہلِ قبلہ کو کسی گناہ سے تصریح کی ہے۔ اس کی امام ابی حنیفہ نے فقہ اکبر میں فرمایا کہ ہم کافر نہیں کہتے کسی کو کسی گناہ سے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہو۔ جب تک اس گناہ کو حلال نہ سمجھے جیسے کہ منتقی حاکم شہید کی کتاب میں ہے۔

دوسرا شبہ یہ کہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام ارکانِ اسلام کے پابند اور تبلیغِ اسلام میں کوشش کرنے والے ہیں۔ پھر ان کو کیسے کافر کہا جائے۔

اس کا جواب صحیح بخاری کی حدیث میں ہے۔ کتاب: **استتابة المعاندين والمرتدين باب قتال الخوارج**، صفحہ ۱۰۲۴، جلد دوم، جس کو میں پہلے اپنے بیان میں کہہ چکا ہوں۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ یہ قوم جس کے متعلق آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ دینِ اسلام سے صاف نکل جائے گی اور ان کے قتل کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ یہ لوگ نماز، روزے کے پابند ہوں گے، بلکہ ظاہری خشوع وخضوع کی کیفیات بھی ایسی ہوں گی کہ ان کے نماز، روزے کے مقابلے میں مسلمان اپنے نماز، روزے کو بھی ہیچ سمجھیں گے۔

لیکن اس کے باوجود جب کہ بعض ضروریات دین کا انکار ان سے ثابت ہوا تو ان کی نماز روزہ ان کو حکم کفر سے رہا (بچا) نہ کرسکی۔

تیسرا شبہ بھی یہ کہا جاتا ہے کہ فقہاء نے ایسے شخص کو مسلمان ہی کہا ہے جس کی کلام میں ۹۹ وجہ کفر کی موجود ہوں اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا منشاء بھی یہی ہے کہ فقہاء کے بعض الفاظ دیکھ لیے گئے اور اس کے معنی سمجھنے کی کوشش نہ کی گئی اور نہ ان کے وہ اقوال دیکھے، جس میں صراحتاً بیان کیا گیا کہ یہ حکم اپنے عموم پر نہیں ہے بلکہ اس وقت ہے جب کہ قائل کا صرف ایک کلام مفتی کے سامنے آوے اور قائل کا کوئی دوسرا حال معلوم نہ ہو۔ اور نہ اس کے کلام میں ایسی تصریح ہو جس کا معنی کفری متعین ہو جائے تو ایسی حالت میں مفتی کا فرض ہے کہ معاملہ تکفیر میں احتیاط برتے اور اگر کوئی خفیف سے خفیف احتمال نکل سکے جس کی بنا پر یہ کلام کلمہ کفر سے بچ جائے تو اس احتمال کو اختیار کرے۔

اور اس شخص کو کافر نہ کہے، لیکن ایک شخص کا یہی کلمہ کفر اس کی سینکڑوں تحریرات میں بعنوانات و الفاظ مختلفہ موجود ہوں۔ جس کو دیکھ کر یہ یقین ہو جائے کہ یہ شخص بھی یہی معنی کفری مراد لیتا ہے، یا خود اپنی کلام میں اس معنی کفری کی تصریح کر دے تو باجماع

www.khatmenubuwwat.org

فقہاء ہرگز ہرگز اس کومسلمان نہیں کہہ سکتے، بلکہ قطعی طور پر ایسے شخص کے لیے کفر کا حکم لگایا جائے گا۔[1]

اذا کان فی المسئلہ وجوہ توجب الکفر ووجہ واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجہ

کذا فی الخلاصۃ فی البزازیہ الا اذا صرح بارادۃ توجب الکفر، فلا ینفعہ التاویل حینئذٍ.[2]

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب مسئلہ میں کئی وجہیں ہوں کہ واجب کریں کفر کو، اور ایک وجہ ہو کہ منع کرتی ہو کفر کو۔ لازم ہے مفتی کو کہ دیکھے اس ایک وجہ کی طرف، ایسا ہی ہے، خلاصہ بزازیہ میں، مگر جب تصریح کی ایسی مراد جو کفر واجب کرے تو کوئی مانع نہ ہو دیگر تاویل اس وقت۔ ایسا ہی ہے البحر الرائق میں۔

چوتھا شبہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی کلمہ کفر کسی تاویل کے ساتھ کہا جاوے تو کفر کا حکم نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں بھی وہی تصریحات فقہاء سے ناواقفیت کا رکن ہے۔ حضرات فقہاء اور متکلمین کی تصریحات موجود ہیں کہ تاویل اس کلام اور اس چیز میں مانع تکفیر ہوتی ہے جو ضروریات دین میں سے نہ ہو، لیکن ضروریات دین میں اگر کوئی تاویل کرے اور اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی نیا معنی تراشے تو بلاشبہ اس کو کافر کہا جائے گا۔ اسے قرآن مجید الحاد کہتا ہے اور حدیث نے اس کا نام زندیق رکھا ہے۔ زندیق اسے کہتے ہیں جو مذہبی لٹریچر بدلے، الفاظ کی حقیقت بدل دے۔

محمد بن ابی بکر حاکم مصر نے حضرت علی کی خدمت میں خط لکھا کہ دو مسلمان زندیق ہو گئے ہیں۔ روم سے جواب گیا کہ جو دو مسلمان زندیق ہو گئے ہیں۔ **ان تابا وَالّا فَاضْرب اَعنَاقھما.**

اگر توبہ کر لیں تو قتل سے بچ گئے۔ نہیں تو گردن مارو۔[3]

روایت کیا اس کو امام شافعی اور بیہقی نے زندیق کا لفظ کنز العمال، صفحہ ۹۳، جلد تیسری سے لیا ہے۔ زندیق فارسی لفظ ہے، جس کو عربی میں لیا گیا ہے۔ علماء کی کتابوں میں اس کا نام باطنیت آتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں ایک ہی معنی رکھتی ہیں۔ کفر صریح ہیں۔

معنی الآثار، کتاب الحدود، باب حد الخمر، صفحہ ۸۹، جلد ۲ میں ہے۔ امام طحاوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت نقل کی ہے۔ اہلِ شام کی ایک جماعت نے شراب پی اور آیت کریمہ: **لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ.** (مائدہ:۹۳) کی تحریف کر کے شراب کو حلال قرار دیا۔ اس وقت یزید ابن ابی سفیان شام کے حاکم تھے۔ انہوں نے حضرت فاروق اعظم کو یہ واقعہ لکھا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجئے۔ جب یہ لوگ حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پہنچے تو صحابہ اور تابعین سے ان کے معاملہ میں مشورہ ہوا۔ سب نے یہ رائے دی کہ **یا امیر المومنین مری انھم قد کذبوا علی اللّٰہ وشرعوا فی دینھم مالم یاذن بہ اللّٰہ فاضرب اعناقھم.** یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کی ہے۔ اور

۱۔ فتاویٰ عالمگیری، الباب التاسع باحکام المرتدین قبیل، باب البغاۃ، صفحہ ۴۲۰، جلد ۲

۲۔ الفتاویٰ العندیہ، ج ۲، ص ۲۸۳، مجمع الانصر فی شرح ملتقی الابحر، جلد اول، ص ۶۸۸، مدار الحکام شرح غرر الاحکام، جلد اول، ص ۳۲۴

۳۔ المصنف عبدالرزاق ۱۸۷۱۲، کنز العمال ۱۳۵۲۶، المحلیٰ بالآثار ۲۱۸۷

دین میں ایک ایسی بات جاری کی جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اس لیے ان کی گردنیں مار دیجیے۔

مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ساکت رہے۔ فاروق اعظم نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا: أری ان تستیبھم، **فان تابوا ضربتھم ثمانین شربھم الخمر وان لم یتوبوا ضربت اعناقھم، قد کذبوا علی اللّٰہ وشرعوا فی دینھم مالم یاذن بہ اللّٰہ، فاستتابھم فتابوا، فضربھم ثمانین ثمانین۔**[1]

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ ان سے کہیں کہ اس خیال سے توبہ کرو۔ اگر وہ توبہ کریں تو ہر ایک کو ۸۰، ۸۰ کوڑے لگائیں۔ اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کی گردنیں مار دی جائیں۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں اور دین میں ایسی بات جاری کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

یہ واقعہ حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی نے شرح فتح الباری میں بحوالہ مسند عبدالرزاق ومصنف ابن ابی شیبہ نقل فرمایا ہے۔[2]

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شریعت کے کسی لفظ کو بحال رکھے اور اس کی حقیقت کو بدل دے اور مقابلہ ہو متواترات کا تو وہ کفر صریح ہے۔ (ان لوگوں نے قرآن کی تکذیب نہ کی تھی، بلکہ بے جا تاویل کی تھی، جس پر قتل کر دیے گئے)۔ وزیر محمد بن ابراہیم یمانی (ایثار الحق علی الخلق، صفحہ ۴۴۵) پر لکھتے ہیں:

> **مثل کفر الزنادقة والملاحدة الی ان قال: وتلعبوا بجمیع آیات کتاب اللّٰہ عزوجل فی تاویلھا جمیعا بالبواطن التی لم یدل علی شیء منھا دلالة ولا امارة، ولا لھا فی عصر السلف الصالح اشارة، وکذلک من بلغ مبلغھم من غیرھم فی تعفیة آثار الشریعة وردالعلوم الضروریة التی نقلتھا الامة خلفھا عن سلفھا۔**[3]

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جیسے کفر زندیقوں اور ملحدوں کا، تمسخر کیا انہوں نے قرآن مجید کی سب آیتوں کے ساتھ اور تاویل کی ان باطنی چیزوں کے ساتھ جس پر نہ لفظوں کی دلالت ہے، نہ نشان ہے۔ نہ سلف کے زمانہ میں کوئی اشارہ ہے۔ اور اس طرح ان زندیقوں اور ملحدوں جیسے وہ لوگ بھی ہیں جو ان ہی کی صفت کے ہوں اور شریعت کے نشان مٹانے میں اور بدیہی علوم کو رَد کرتے ہیں، جس کو پچھلی نسلوں نے اگلی نسلوں سے لیا ہے۔ یہاں تک میرے بیان سے اصولی طور پر کفر، ایمان کی شرعی حقیقت اور یہ بات واضح ہو چکی کہ ایک مسلمان کس قسم کے افعال یا اقوال کی وجہ سے کبھی کافر اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ قادیانی صاحب مدعی نبوت نے کن ضروریات دین کا انکار کیا ہے، جس کی وجہ سے وہ باجماع امت کافر مرتد قرار دیے گئے اور ہندوستان کے تمام اسلامی فرقے باوجود سخت اختلاف خیال اور اختلاف مشرب کے ان کے کفر اور ارتداد پر، نیز ان کے متبعین کے کفر اور ارتداد پر متفق ہو گئے۔

۱۔ شرح معانی الآثار رقم الحدیث ۴۸۹۹، مصنف ابن ابی شیبہ ۲۸۴۰۹، نخب الافکار فی تنقیح بانی الاخبار ۱۵/ ۵۳۰)

۲۔ فتح الباری کتاب الحدود، باب ضرب بالجرید والفعال، پارہ ۲۷، صفحہ ۳۴۴ (ص ۶۰، ج ۱۲)

۳۔ ایثار الحق علی الاخلق فی رد الخلافات الی المذاہب الحق من اصول التوحید، ج ۱، ص ۴۰۲، مطبوعہ بیروت

www.khatmenubuwwat.org

رسالہ القول الصحیح فی مکائد المسیح مرتبہ مولوی سہول صاحب سابق مدرّس دارالعلوم دیوبند، الحال پرنسپل کالج شمس الہدیٰ پٹنہ اعظم آباد نے ایک فتویٰ مرتب کیا ہے، جس پر بہت سے علماء کے دستخط ہیں اور مولانا محمود حسن صاحب شیخ الہند کے بھی اس پر دستخط ہیں۔ شیخ الہند صاحب نے ایک دوسطریں ہی لکھی ہیں، جو بالفاظ ذیل ہیں:

مرزا علیہ مایستحقہ کے عقائد و اقوال کا امور کفریہ ہونا، ایسا بدیہی مضمون ہے، جس کا انکار کوئی منصف صاحب فہم نہیں کر سکتا، جس کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔

مصر کا فتویٰ بھی اس کے متعلق چھپا ہوا موجود ہے۔ شام کا بھی موجود ہے۔

شام کا مشہور رسالہ خلاصۃ الرد فی انتقاد مسیح الہند از قلم محمد ہاشم الرشید الخطیب الحسینی القادری ۱۳۴۴ھ ہے۔ اس میں سے چند سطور کا مطلب یہ ہے۔ تیسری کلام وہ جو کہ میں نے رسالہ کے صفحہ ۲، ۳، ۴ پر نقل کی ہے۔ وہ شہادت دیتی ہے اور حکم کرتی ہے تجھ پر کہ تو کافر ہے۔ نہیں داخل ہوا تو دینِ اسلام میں اور ایسا ہی تیرا مسیح ہندی اور جو اس کا پیرو ہے۔

اسکندرانی اور دیگر سب جرائد نے تمام رَد کا اعلان کیا ہے۔ مضامین لکھے ہیں۔ سارے مسلمان اس یقین پر ہیں کہ تم ملحد اور کافر ہو۔

دوسرا فتویٰ علمائے ہندوستان کا ہے جو شائع شدہ ہے اور جس کا نام استنکاف المسلمین ہے، جو سال ۱۳۳۸ھ میں شائع ہوا۔

مصر کے فتویٰ کا ترجمہ جو انجمن تائید الاسلام گوجرانوالہ نے اپنے رسالہ کفر مرزا میں شائع کیا ہے۔

یہ ہے کہ غلام احمد ہندی کی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ سیّدنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر غلام احمد نے کہا کہ میرا مقصد ختم نبوت سے ختم کمالات نبوت ہے۔ جو سب سے افضل رسول اور انبیاء ہمارے نبی پر ختم ہوئے اور میرا عقیدہ ہے کہ بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کوئی نبی نہیں۔ بجز اس کے جو آپ کی امت میں ہو۔ اور پوری طرح سے آپ کا پیرو ہو۔ جس نے سارا فیض آپ کی روحانیت سے پایا ہو۔ اور آپ کی روشنی سے روشنی پائی ہو تو وہاں پر مغائرت اور غیریت کا مقام نہیں اور نہ کوئی دوسری نبوت ہے۔ اور یہ کوئی حیرت کا مقام نہیں۔ وہ تو خود احمد ہی ہیں جو دوسرے آئینہ میں ظاہر ہوئے ہیں۔ کوئی شخص اپنی صورت کو جس کو اللہ تعالیٰ آئینہ میں دکھاتا اور ظاہر کرتا ہے، غیریت نہیں کرتا۔ پس جو شخص نبی سے ہو اور نبی کے اندر ہو تو وہ ہو بہو وہی ہے۔

یہ کلام اس باب میں بالکل صاف ہے کہ مرزا غلام احمد بھی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت کے جواز کا عقیدہ رکھتا ہے۔ یعنی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد وہ بھی نبی آپ کے اتباع سے ہے اور وہ صورت نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہے۔ اور ہو بہو محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ یہ صریح کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب، ۴۰) کے صریح مخالف ہے۔

یہ ان بہت سے دعوؤں میں سے ایک قلیل ہے جو کذب غلام احمد ہندی پر دلالت کرتے ہیں اور جن کو اس نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں تحریر کیا ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

مغفور مصطفیٰ کامل پاشا رئیس حزب الوطن اور مالک اخبار اللواء نے بھی اس کا رَد لکھا ہے۔ اور غلام احمد کو دجال اور مضل لکھا ہے اور اس کے اقوال کو دیوار پر پٹخنے اور نجاست کی طرح الاؤ پر ڈال دینے کے لیے کہا ہے۔

کاتب فتویٰ مفتی ملک مصر محمد نجیب اور علامہ طنطاوی جوہری ہیں۔ اصل فتویٰ میں نے دیکھا ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے، درست ہے۔

یہ فتویٰ مصر میں علیحدہ شائع ہوا تھا۔ اور میں محمد نجیب اور علامہ طنطاوی دونوں کو جانتا ہوں۔

رسالہ استنکاف الاسلام میں مفتی بھوپال کے بھی دستخط اور مہر ہے۔ انہوں نے اس سوال نکاح کے متعلق بھی ایک فتویٰ دیا ہوا ہے۔

قادیانی صاحب کی کتابوں کا اگر استیعاب کیا جاوے تو بہت سے متواترات شرعیہ کا انکار اور خلاف صریح سے صریح طور پر اس کی کلام میں موجود ہے، جن میں سے اس وقت چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں جو ہمارے نزدیک اور ساری امت کے نزدیک موجبات کفر سے ہیں۔

۱۔ ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنی کی تحریف۔

۲۔ نبوت کا دعویٰ اور اس کی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے، جیسے پہلے انبیاء کی ہوتی رہی ہے۔

۳۔ وحی کا دعویٰ اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

۴۔ عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین۔

۵۔ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین۔

۶۔ عام امت محمدیہ کی تکفیر کرنا۔ بجز اپنے چند مریدوں کے سب کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنا پچاس کروڑ مسلمانوں کو اولادِ زنا قرار دینا، ان سب چیزوں کا دعویٰ کرنا۔ میں اپنے آخر بیان میں خود مرزا صاحب کی کتابوں سے پیش کروں گا۔

اس سے پہلے ہر ایک نمبر کے متعلق یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ یہ سب چیزیں متواترات اور ضروریاتِ دین کے خلاف ہیں اور اجماعی کفر ہیں۔

ختم نبوت کا انکار ہے۔

ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (احزاب: ۴۰) خداوندی مشیّت میں یہ مقدر تھا کہ انبیاء کی عمارت کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ختم کیا جاوے۔ اور جتنے کمال ہیں وہ آپ پر ختم ہو جائیں۔ اس کے بعد سلسلہ پیغمبری کا باقی رکھنا مشیت نہیں ہے۔ اسی مشیت کے ماتحت آپ کی اولاد نرینہ باقی نہ رہی۔

اس مقصود سے فرمان ہے قرآن مجید کا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ابوت کا علاقہ تا آخر کسی کے ساتھ نہیں ابوت کا علاقہ کسی بالغ مرد کے ساتھ تا آخر نہیں ہے۔ اس کی جا میں خاتم الانبیاء کی رسالت ہے۔ آپ کی رسالت کا علاقہ مستقبل کے لیے اور خاتم النبیّین کا علاقہ ماضی کے لیے ہے۔ پہلی کتابوں میں بھی آپ پر سلسلہ پیغمبر ختم کیا گیا اور تورات میں بالفاظ عربی یہ آیت

www.khatmenubuwwat.org

ہے۔

فابی مقرنج کاموخ. یاقیم یخ. الا وتسما یمون بنی من قربک نعما افیمک کمثلک لمک مقیم لک الھک الیہ تسمعون.

اس کا ترجمہ یہ ہے، پیغمبر ایک، نبی ایک، تیرے قرابت داروں میں سے، تیرے بہائیوں میں سے، تجھ میں قائم کرے گا، تیرے لیے خدا تیرا، اس کی اعانت کرنی ہوگی۔

انجیل میں بلفظ عبرانی یوں ہے۔

یحوہ مینائی وزادم مساعیر ھو منع تودباران.

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا سینا سے آیا۔ طلوع اس کا سعیر پر ہوا اور استوا اس کا فاران پر ہوا۔

نبوت موسوی اور عیسوی اور محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف اشارہ ہے۔ اور ان کو کمال پر پہنچا کر چھوڑ دیا ہے۔

یہ عبارتیں کتاب الملل والنحل میں موجود ہیں اور دونوں عبارتیں تورات کی ہیں۔

ختم النبوۃ کے متعلق یہ آیت ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ بایں معنی کہ آں حضرتؐ کی نبوت کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا۔ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصولی عقائد میں سے سمجھا گیا ہے۔ اور آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک نسلاً بعد نسلٍ ہر مسلمان جس کو اسلام سے کچھ بھی تعلق رہا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے اور احادیث متواتر المعنی سے جس کا عدد دوسو سے بھی زیادہ ہے۔ اور قطعی اجماع امت سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے، جس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے۔ اور کوئی تاویل و تخصیص اس میں قبول نہیں کی گئی۔ منجملہ آیات کے اس وقت صرف ایک آیت پر اکتفاء کرتا ہوں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (احزاب: ۴۰)

اس آیت سے ختم کا ثبوت بایں معنی کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کے بعد کسی شخص کو عہدہ نبوت ہرگز نہ دیا جائے گا باجماع صحابہ تابعین اور باتفاق مفسرین ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع ہے جو شخص اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نکالے، وہ ضروریات دین میں تاویل کرنے کی وجہ سے منکر ضروریات دین سمجھا جائے گا۔ اس کے ثبوت کے لیے میں ائمہ تفسیر و حدیث کے اقوال بطریق اختصار پیش کرتا ہوں۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں:[1]

فھذہ الایۃ نص فی انہ لا بنی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی والاخری لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی، ولا ینعکس وبذلک وردت احادیث المتواترۃ عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من حدیث جماعۃ من الصحابہؓ تک۔

۱۔ جلد ہشتم، صفحہ ۹۷، طبع قدیم

www.khatmenubuwat.org

یہ آیت ص (صریح ہے) اس میں کہ کوئی نبی نہیں ہے۔ بعد خاتم الانبیاء محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اور جب کوئی نبی نہیں ہے تو کوئی رسول بھی نہیں ہے، بطریق اولیٰ، کیونکہ مقام رسالت کا، خاص ہے مقام نبوت سے، ہر رسول نبی ہے، اور ہر نبی رسول نہیں اور اس کے موافق وارد ہوتیں متواتر حدیثیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک جماعت صحابہ کی روایت سے امام موصوف کی اس کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ختم نبوت کو ثابت کرنے کی حدیثیں متواتر ہیں۔ جن کا ایک بہت بڑا حصہ امام موصوف نے اس کے بعد نقل فرما کر فرمایا ہے:

فمن رحمة اللّٰه تعالٰی بالعباد ارسال محمد صلّی اللّٰه علیه وسلّم الیهم ثم من تشریفه لهم ختم الانبیاء والمرسلین به واکمال الدین الحنیف له قد آخبر اللّٰه فی کتابه ورسوله صلّی اللّٰه علیه وسلّم فی السنة المتواتره عنه انه لا نبی بعده لیعلموا ان کل من ادعیّ هذا المقام بعده فهو کذاب افاک دجال. ضالٌ مضل ولو تحرق وشعبدواتی بانواع السحر والطالسم والنیر نجیات فکلها محال وضلال عند اولی الالباب.[1]

جس کا ترجمہ یہ ہے، خدا کی رحمت ہے اپنے بندوں پر کہ اپنے رسول محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھیجا۔ پھر خدا تعالیٰ نے آپ کو ختم نبوت اور رسالت سے مشرف فرمایا۔ اور آپ کا دین حنیف کامل کیا۔ خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سے اور اس کے رسول نے اس کو اپنی سنت متواترہ میں کہ کوئی نبی نہیں ہے بعد محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔ تاکہ جانے کہ جس نے دعویٰ کیا ہے اس عہدہ کا بعد خاتم الانبیاء کے وہ جھوٹا ہے، بہتانی ہے، دجال ہے، گمراہ ہے، گمراہ کن ہے۔ اگرچہ کتنے حیلے اور شعبدے ایجاد کرے اور کتنے ساحرانی طلسمات اور نیرنگیاں پیدا (ظاہر) کرے، یہ سب محال اور گمراہیاں ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ محمود آلوسی، مفتی بغداد تحریر فرماتے ہیں روح المعانی میں، جو اُن کی تفسیر ہے۔ اس کے صفحہ ۶۰، جلد ہفتم، طبع قدیم پر ہے:

والمراد بکونه علیه الصلوٰة والسّلام فاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فی احد من الثقلین بعد تحلیة علیه الصلوٰة والسّلام بها فی هذا النشاة ولا یقدح فی ذلک..... الی قول النبوة.

مراد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم ہونے کی یہ ہے کہ بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کوئی اور اس عہدہ سے سرفراز نہ ہوگا۔ یہ نہیں ہے۔ قدح کرنے والا (معارض) اس اجماع میں، جس میں امت نے اجماع کیا ہے، اور حدیثیں تواتر کو پہنچ چکی ہیں، اور قرآن مجید میں بھی یہ ہے بعض تفسیروں کی رُو سے، اور ایمان اس پر واجب ہے اور منکر اس کا کافر مانا گیا ہے۔

قاضی عیاض اپنی کتاب شفاء میں کہتے ہیں۔ اسی کتاب مطبوعہ بریلی، صفحہ ۳۶۲ پر ہے کہ:

باب ما هو من الکفر اجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هولاء الطوائف کلها قطعًا اجمعاعیا وسمعًا.

۱۔ تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۹۱، جلد ہشتم

www.khatmenubuwwat.org

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اجماع کیا امت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے۔ اور یہی مفہوم اس کی مراد ہے، اس کے سوا کسی تاویل اور تخصیص کے، تو کوئی شک نہیں۔ ان سب طائفوں کے کفر اور الحاد میں (جو اوپر بیان ہوئے)۔

از روئے اجماع کے اور از روئے نصوص کے، حدیث کے ذخیرہ میں سے مَیں صرف ایک حدیث پر اِکتفا کرتا ہوں۔ بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، صفحہ ۲۹۱ پر ہے کہ:

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبى خلفه نبى وانه لا نبى بعدى وسيكون خلفاء. فيكثرون قالوا فما تامرنا فوابيعة الاول فالاول اعطوهم حقهم.[1]

ترجمہ: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، بنی اسرائیل کی نگرانی (نگہبانی) انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک پیغمبر فوت ہو جائے تو دوسرا آ جاتا تھا۔ میرے بعد میں کوئی نبی نہیں ہے، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ عرض کی گئی کہ پھر کیا ہدایت (حکم) ہے اس وقت؟ فرمایا کہ وفاداری کرو۔ بیعت اوّل فی الاوّل کی (ہر ایک کے بعد کے دوسرے کی بیعت پوری کرو) عطا کرو ان کو حق ان کا، کیونکہ حقداروں سے پوچھ لے گا۔ جو رعیت ان کی حوالگی (سپردگی) میں دی گئی تھی۔

یہی حدیث امام مسلم نے کتاب الامارۃ میں دی ہے۔[2] اس کے بعد اجماع امت اور چند بزرگانِ ملت کے اقوال پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔

سب سے پہلا اجماع جو اسلام میں منعقد ہوا وہ اس پر تھا کہ مدعی نبوت کو بغیر اس تحقیق اور تفتیش کے کہ اس کی تاویل کیا ہے، اور کیسی، نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، کفر اور ارتداد ہے۔ اور سزا اس کی قتل ہے۔ صحابہ کرام کے اجماع سے صدیق اکبر کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت پر جہاد کیا گیا، اور اس کو قتل کیا گیا۔ عبارت اس حدیث کی بالفاظ ذیل ہے جو ایک صفحہ تک چلی جاتی ہے۔

ملا علی قاری شرح شفاء، جلد ۴ فرماتے ہیں (صفحہ ۵۰۶ سے لے کر ۵۰۹ تک):

كذلك نكفر من ادعى نبوة احد مع نبينا صلّى اللّٰه عليه وسلّم اى فى زمنه كمسيلمة الكذاب والاسود العنسى او ادعى نبوة احد بعده فانه خاتم النبين بنص القرآن والحديث فهذا تكذيب اللّٰه ورسوله صلّى اللّٰه عليه وسلّم كالعيسوية.

اسی طرح ہم اس کی بھی تکفیر کرتے ہیں کہ جس نے دعویٰ کیا نبی کریم ہمارے کے بعد نبوۃ کا، جیسے مسیلمہ کذاب کے اور اسود عنسی کے یا بعد آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے دعویٰ نبوت کیا اس لیے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں، قرآن و حدیث کی نصوص کے ساتھ اور یہ دعویٰ نبوت کرنا تکذیب ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔

خفاجی نے شرح شفاء میں اسی قسم کا مضمون لکھا ہے، جو کتاب مذکورہ بالا کے حاشیہ پر ہے۔

ابن حزم (کتاب الملل والنحل، صفحہ ۱۸۰، جلد چہارم، باب ذکر العزائم الموجبۃ الی الکفر) پر لکھتے ہیں:

۱۔ صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۴۵۵، صحیح مسلم ۱۸۴۲، ابن ماجہ ۲۸۷۱، مسند احمد ۷۹۶۰

۲۔ صحیح بخاری، رقم ۳۴۵۵، صحیح مسلم، رقم ۱۸۴۲، سنن ابن ماجہ، رقم ۲۸۷۱

www.khatmenubuwat.org

فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعدہ علیہ السّلام نبیا فی الارض؟ حاشا ما استثناہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی الآثار المسندۃ الثابتہ فی نزول عیسی بن مریم علیہ السّلام فی آخر الزمان.

جس کا ترجمہ یہ ہے: کیسے جائز ہے کہ کوئی مسلمان ہو ثابت کرے بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کوئی پیغمبر زمین میں سوائے اس کے استثناء کیا خود نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے متواتر حدیثوں میں، وہ کیا ہے۔ نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم صاحب کا وہی مصنف ابن حزم اس کتاب کے صفحہ ۲۴۹، جلد سوئم پر لکھتے ہیں:

او ان بعد محمد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نبیًّا غیر عیسی ابن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیر لصحۃ قیام الحجۃ بکل ھذا علی کل احد.

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یا یہ کہ بعد محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کوئی نبی ہو۔ سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے، کیونکہ دو آدمیوں کا بھی اختلاف ایسے شخص کے کفر میں نہیں ہے۔ یہاں تک تحقیق کے ساتھ یہ بات ثابت ہوگئی کہ ختم نبوت اپنے مشہور و معروف معنی کے ساتھ قرآن و حدیث کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس کا منکر یا تاویل و تحریف کرنے والا کافر ہے۔

(۲) امر دوم (ب) کے متعلق کہ ادعاء نبوت کفر ہے، میں دلائل بیان کرتا ہوں۔ اس امر کے ثابت کرنے کے لیے وہ تمام آیات و احادیث اور اقوالِ سلف کافی دلائل ہیں۔

مزید برآں چند عبارات اور پیش کی جاتی ہیں۔ ملا علی قاری کلمات کفر کی بحث میں فرماتے ہیں۔ کتاب شرح فقہ اکبر، مطبوعہ گلزار محمدی، لاہور، صفحہ ۱۹۱:

دَعْوَی نُبُوَّۃٍ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ.

دعویٰ نبوۃ کرنا ہمارے نبی کے بعد اجماعی کفر ہے۔

فتاویٰ عالمگیری، باب تاسع، صفحہ ۲۶۳، کتاب السیر، جلد دوم پر ہے کہ:

اذا لم یعرف الرجل ان محمدا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم آخر الانبیاء فلیس بمسلم. کذا فی یتیم الدھر.

ترجمہ یہ ہے کہ جب نہ پہچانے (کوئی) شخص کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم آخر انبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اسی طرح یتیم الدہر میں ہے۔

(۳) ادعاء وحی کفر ہے۔ اس کے تحت حسب ذیل دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

وحی لازم نبوت ہے۔ جو شخص اس کا دعویٰ کرے، اگرچہ (بظاہر) نبوت کا مدعی نہ ہو، وہ درحقیقت نبوۃ ہی کا مدعی ہے، اور کافر ہے۔ جیسا کہ بحوالہ شرح شفاء پہلے گزر چکا ہے، جس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

وکذالک فمن ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع ان النبوۃ الی ان قال فھو لاء کلھم

www.khatmenubuwwat.org

کفار مکذبون النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم.

جس نے دعویٰ کیا ان لوگوں میں سے کہ اس کی طرف وحی آتی ہے، کافر ہے۔ اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو۔[1]

کشف اسے کہتے ہیں کہ کوئی پیرایہ (واقعہ) آنکھوں سے دکھلایا، جس کی مراد کشف والا خود نکالے۔ دل میں کچھ مضمون ڈال دیا اور سمجھا دیا جاوے تو یہ الہام ہے۔

خدا نے پیغام بھیجا۔ اپنے ضابطہ کا، وہ وحی ہے، وحی قطعی ہے اور کشف والہام ظنی ہیں۔

نبی نوع آدم میں وحی پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے، غیروں کے لیے کشف یا الہام۔

یہ تصوری (معنوی) وحی ہوسکتی ہے، شرعی نہیں۔

موجبات کفر قادیانی میں امر چہارم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین۔

اور امر پنجم آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین ہے۔ توہین دو قسم پر ہے، صریح یا تعریض۔ تعریض اسے کہتے ہیں کہ دوسرے کے حوالہ سے نقل کی اور مقصود اس سے یہ ہو کہ اس شخص کے عیوب اور نقائص لوگوں میں قبول ہو جائیں۔ گویا کہ کام اپنا کرتا ہے، کندھے پر دوسرے کے رکھ کر یہ کفر صریح ہے۔ مگر میں توہین کی صریح مثالیں پیش کر دوں گا۔

بعض توہینوں کو مستند کرتا ہے۔ قرآن سے یعنی قرآن اس کی سند میں پیش کیا جائے گا۔ اور تفسیر قرآن کی اس سے کی جاتی ہے اور کسی چیز کو کہتا ہے کہ حق بات یہ ہے۔ یعنی اس پر اپنا فیصلہ دیتا ہے۔ اب میں سندات پیش کرتا ہوں کہ توہین انبیاء علیہم السّلام کفر ہے۔

یہ بات اوّل تو محتاج دلیل نہیں، بلکہ ہر مذہب پرست انسان کے نزدیک مسلّمات میں ہے۔ تاہم چند مختصر دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ نص قرآن نبی کا کلام سن کر بطور اعراض سر پھیر دینا بھی کفر قرار دیا گیا ہے۔ **قال اللّٰہ تعالٰی: وَاِذَاقِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْلَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُ وْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ.** (منافقون: ۵)

ترجمہ: جب کہا جاتا ہے، انہیں کہ آؤ، استغفار کریں تمہارے لیے رسول اللہ، پھیرتے ہیں اپنے سروں کو اور دیکھے گا۔ تو انہیں اعراض کرتے ہیں اور کبر کرتے ہیں اور بحکم آیت کریمہ: **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْاسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ .** (بقرہ: ۲۸۵) یہ حکم تمام انبیاء پر شامل ہے۔ اس لیے فتاویٰ کی مشہور کتاب درمختار اور شامی (طبع جدید)، باب المرتدین، صفحہ ۲۳۱، جلد ۴ پر ہے:

الکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا و لا تقبل توبتہٗ مطلقًا.

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص سبّ کرے یعنی برا بھلا کہے یا ناسزا کہے، کسی نبی کو وہ قتل کیا جائے گا، حد کے طور پر اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔ دنیا میں اور جو کوئی شک کرے اس کے کفر میں اور عذاب (سزا) میں، وہ بھی کافر ہے۔

۱۔ نسیم الریاض شرح ملا علی قاری، صفحہ ۵۰۸، جلد چہارم

www.khatmenubuwat.org

حافظ ابن تیمیہ حافظ حدیث الصارم المسلول، صفحہ۲۴۳ پر کہتے ہیں:

فَعُلِمَ ان سب الرسل والطعن فهيم ينبوع جميع انواع الكفر وجماع جميع الضلالات وكل كفر فرع منه.

ترجمہ: جانا گیاسبّ (گالی) اور ناسزا کہنا پیغمبروں کو اور طعن کرنا سرچشمہ ہے جمیع انواع کفر کا اور مجموعہ ہے جملہ گمراہیوں کا، اور ہر کفر اس کی شاخ ہے۔

قاضی عیاض کی شفاء، صفحہ۳۲۰ میں اس بحث پر چند فصلیں لکھی گئی ہیں، جس میں ثابت کیا ہے کہ کسی نبی کی ادنیٰ توہین کرنا بھی کفر ہے۔ عبارت باب اوّل سے شروع ہو کر اخیر باب ثانی تک جاتی ہے۔ اسی کتاب (الصارم، المسلول) کے صفحہ۲۸۲ پر توہین انبیاء کرنے والے کے قتل کے متعلق لکھا ہے:

الدليل السادس، اقاويل الصحابه فانها نصوص فى تعيين قتله مثل قول عمر من سب اللّٰه تعالٰى او سب احدًا من الانبياء فاقتلوا.

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ چھٹی دلیل اقوال ہیں صحابہ کے، وہ نص ہیں تعیین میں قتل کرنے ایسے شخص کے جیسے قول عمر فاروق کا جس نے ناسزا کہا، خدا یا کسی پیغمبر کو اس کو قتل کرو۔ اس کتاب کے صفحہ۵۲۷ پر کہ:

قال اصحابنا التعريض بسب اللّٰه وسب رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ردة وهو موجب للقتل كالتصريح.

کہا ہمارے علماء نے اشارہ کرنا، یعنی تعریض کرنا خدا کی سبّ کا اور رسول کی سبّ (گالی) کا ارتداد ہے۔ اور موجب قتل ہے، جیسے صریح۔

ساری امت حاضرہ کی تکفیر کرنے والا بھی خود کافر ہے۔

قادیانی صاحب، مدعی نبوت نے اپنے چند مریدوں کے سوا چالیس پچاس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ اور سب کو اولاد الزنا کہا۔ یہ بھی منجملہ موجبات کفر کے ہے۔ مرتد کا حکم شرعی یہ ہے، قرآن مجید میں ہر قسم کے کافروں کے متعلق یہ فیصلہ صاف مذکور ہے۔ **لاهن حل لهم ولا هم يحلون لهم.** درمختار اور شامی (طبع ثانی)، جلد چہارم، باب المرتدین، صفحہ۲۴۹ میں ہے:

ويبطل منه اتفاقا ما يعتمد الملة وهى خمس النكاح. الذبيحة والصيد والشهادة، والارث.

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ باطل ہے بسبب ارتداد کے ہر وہ شی جس کی بناء ہو ملت پر۔ وہ پانچ چیزیں ہیں جو بناء ہیں ملت پر، نکاح، ذبیحہ، شکار اور شہادت، ارث۔ یعنی ارتداد سے یہ چیزیں منقطع ہو جائیں گی۔ اسی کتاب کے جلد ثانی ''باب نکاح الکافر'' میں ہے: **وارتداد احدهما اى الزوجين (فسخ) فلا ينقص عددا (عاجل) بلا قضاء.**

ترجمہ یہ ہے کہ ارتداد، احد الزوجین کا یعنی مرد عورت میں سے ایک فسخ (نکاح) ہے۔ فوری محتاج نہیں ہے حکم حاکم کا۔

اب توہین انبیاء کے قول مرزا صاحب کی کتابوں سے نقل کیے جاتے ہیں۔ کاتب نزول المسیح، صفحہ۹۹ پر شعر ہے:

www.khatmenubuwwat.org

آنچہ داد است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین! — ہر کہ گوید دروغ ہست ولعین![1]

باہمی فضیلت کا باب انبیاء میں فرق مراتب کا ہے۔ اور جو پیغمبر افضل ہے وہ کسی قرینہ سے ظاہر ہو جائے گا کہ وہ دوسرے سے افضل ہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امت تک یہ پہنچایا ہے۔ مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ اس سے فوق متصور نہیں، ایسی فضیلت دینا ایک پیغمبر کو، اگرچہ واقعی ہو کہ جس میں دوسرے کی توہین لازم آتی ہو کفر صریح ہے۔ کتاب ازالہ اوہام، جلد اوّل، صفحہ ۱۵۸ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بہ منبرم![2]

قرآن مجید نے یہود اور نصاریٰ کے عقائد کی بیخ کنی کی ہے۔ اور ایک حرف بھی موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السّلام کی ہتک کا اشارۃً یا کنایۃً ذکر نہیں فرمایا۔

کتاب دافع البلاء کے صفحہ ۲۰ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ باتیں شاعرانہ نہیں، بلکہ واقعی ہیں اور کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے[3]

پہلی عبارت کے ساتھ آگے یہ الفاظ ہیں کہ اگر تجربہ کی رُو سے خدا کی تائید سے مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۵ پر ہے)۔

مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے۔ اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔[4] اس سے تعریض اور تصریح دونوں قسم کی توہین ظاہر ہوتی ہے۔

حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶ پر ہے۔ عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔[5] اس سے صریح عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین ٹپکتی ہے۔ حق بات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کے اپنے فیصلہ کے الفاظ ہیں۔

لفظ یسوع دراصل عبرانی میں ہے۔ الیشوع، جس کا ترجمہ ہے نجات دہندہ، اس سے یسوع بنا اور اس کی تعریب ہو کر یعنی زبان عربی میں آ کر لفظ عیسیٰ بنا۔

۱۔ نزول المسیح، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۴۷۷
۲۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸۹
۳۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن ۱۱، ص ۲۹۰
۴۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۸۰
۵۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۴۰

www.khatmenubuwwat.org

اور یہ تعریب قرآن پاک سے شروع نہیں ہوئی۔ نزول قرآن سے پہلے عرب کے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السّلام کو عیسیٰ ہی بولتے تھے۔

مرزا صاحب کے ہاں بھی یسوع اور عیسیٰ ایک ہی ذات ہیں، جیسے کتاب توضیح المرام، صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں کہ ''دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔''[1] اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نبی کی ہی توہین کی۔

توہین کی ایک تیسری قسم لزومی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ عبارت اس لیے نہیں لائی کہ تنقیص کرے۔ لیکن وہ عبارت صادق نہیں آتی، جب تک تنقیص موجود نہ ہو۔

اس قسم کے تحت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تنقیص پائی جاتی ہے جو مرزا صاحب کی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۴۰ پر بالفاظ ذیل سے ہے۔ جہاں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات کی تعداد تین ہزار ملتی ہے[2] اور اپنے معجزات کی براہین احمدیہ، جلد پنجم، صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ لکھی ہے۔[3] اس ضمن میں کتاب اعجاز احمدی، صفحہ ۱۷ پر ایک شعر بالفاظ ذیل ہے:

له خسف القمر المنيروان لي
غسقا القمران المشرقان اتنكر[4]

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی کریم کے لیے گہن لگا چاند کو اور میرے لیے گہن لگا سورج اور چاند کو۔ کیا تجھے اے مخاطب! اس سے کچھ انکار ہے۔ یہ بھی توہین لزومی ہے۔

ادعاء نبوۃ تصریحی وجہ کفر ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

۱۔ کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔[5]

۲۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ **هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ.** (توبہ:۳۳)[6]

۳۔ اور اگر کہو صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ ہر ایک مفتری، تو اوّل تو دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہیں بھی۔[7]

۴۔ ہاں اگر یہی اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا

۱۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۵۲
۲۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۱۵۳
۳۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۷۲
۴۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۸۳
۵۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۱
۶۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۱۳
۷۔ اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۵

www.khatmenubuwwat.org

ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں۔[1]

۵۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے (دشمن سے مراد یہ ہے کہ جو اسے نہ مانے)۔[2]

۶۔ میں صرف پنجاب کے لیے ہی مبعوث نہیں ہوا ہوں، بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے، ان سب کی اصلاح کے واسطے مامور ہوں۔[3]

۷۔ تم سمجھو کہ قادیاں صرف اس لیے محفوظ رکھا گیا کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیاں میں تھا۔[4]

۸۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے کا نام غلام احمد رکھا۔[5] حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کے متعلق ایک اور صریح عبارت ہے کہ:

''اور جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو ان کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ وسوسہ شیطانی ہے کہ کہا جاوے کہ کیوں تم اپنے تئیں مسیح ابن مریم سے افضل قرار دیتے ہو۔''[6]

تکفیرات امت حاضرہ کے بارے میں مرزا صاحب کے حسب ذیل اقوال ہیں۔

ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے، اس لیے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔ اوّل یہ کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔

دوسرا یہ کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمامِ حجت کے جھوٹا جانتا ہے، جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید ہے، اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں سے بھی تاکید پائی جاتی ہے، اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں کفر ایک ہی قسم میں شامل ہیں۔[7]

ایک اور کتاب آئینہ کمالات، صفحہ ۵۴۸ پر مرزا صاحب نے کہا ہے:

تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المودۃ والمحبۃ وینتفع من معا رفھا ویقبلنی ویصدق

۱۔ تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۵۷۴

۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۶۲

۳۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۲۰۰

۴۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۶

۵۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۳

۶۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۲

۷۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۸۵

www.khatmenubuwwat.org

دعوتی الا ذریة البغایا الذین ختم اللّٰہ علی قلوبھم وھم لا یقبلون.[1]

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میری کتابیں پھیل چکی ہیں۔ دیکھتا ہے ان کی طرف ہمہ (تمام) مسلمان محبت اور مودّت کی آنکھ سے، نفع پاتا ہے ان کے معارف سے، اور مجھے قبول کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے میرے دعویٰ کی، مگر نسل زانیہ عورتوں کی، جن کے دل پر خدا نے مہر کر دی ہے، وہ قبول نہیں کرتے۔

وحی کا دعویٰ اور اس کو قرآن کے برابر ٹھہرانا۔

۱۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رَد کر سکتا ہوں۔ میں اس پاک وحی پر ایسے ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔[2]

۲۔ مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔[3]

۳۔ پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ کی موجود ہے: **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.** (فتح:۲۹) اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔[4]

۴۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیت پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر ایک ذرّہ کے فرق کے خدا کی اس کھلی کلی وحی پر ایمان لاتا ہوں کہ جو مجھے ہوئی ہے۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانیوں سے مجھ کو کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ جو وحی پاک میرے پر نازل ہوتی ہے، وہ اس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی، آسمان نے بھی کہ میں خلیفۃ المہدی ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار ہی کیا جاتا۔[5]

۱۔ آئینہ کمالات، روحانی خزائن، ج ۵، ص ۵۴۸

۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۴

۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۲۱۱

۴۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۰۷

۵۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۰

www.khatmenabuwat.org

۲۸/اگست ۱۹۳۲ء

تتمہ بیان سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ باقرار صالح

میں آج حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا قول سبّ نبی کے متعلق پیش کرتا ہوں۔

الصارم المسلول حافظ ابن تیمیہ، صفحہ ۱۹۵ میں حرب کی ایک روایت امام حدیث سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص فاروق اعظم کے سامنے لایا گیا، جس نے سبّ کی تھی نبی کریم کی۔

فاروق اعظم نے اسے سزائے موت دی۔

صفحہ ۱۹۵ وصفحہ ۴۱۸ پر یہ واقعہ کتاب مذکور میں درج ہے۔

فاروق اعظم کا ارشاد ہے:

ثم قال عمر من سب اللّٰہ تعالٰی وسب احدا من الانبیاء فاقتلوھم.

ترجمہ: جس نے ناسزا (برا بھلا) کہا خدا کو یا کسی پیغمبر کو، اُسے سزائے موت دی جائے۔

صدیق اکبر کا حکم۔ کسی عورت نے سبّ کی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نجران میں وہاں کے حاکم مہاجر ابن امیہ نے اسے کوئی سزا دی ہوئی تھی۔ صدیق اکبر کا حکم پہنچا کہ پہلے مجھے اطلاع ہوتی تو سبّ نبی کی یہ سزا نہیں، بلکہ اس کی سزا قتل ہے۔ لفظ صدیق اکبر کے یہ ہیں:

فلو لا ما قد سبقتنی فیھما لا موتک بقتلھا، لان حد الانبیاء لا یشبہ الحدود فمن تعاطی ذلک من مسلم فھو مرتد ومعاھد فھو محارب غادر.

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر تو پہلے کچھ نہ کر چکا ہوتا۔ میں امر کرتا اس عورت کے قتل کا، کیونکہ انبیاء کے سبّ کے حد اور حدوں کے مشابہ نہیں جو کوئی مسلمان ایسا کرے وہ مرتد ہے۔ اور جو کوئی ذمی ایسا کرے وہ جنگ کرنے والا ہے ہم سے اور غدر کرنے والا ہے۔ یہ تین خلیفوں کے احکام ہیں، اس مسئلہ پر کل امت محمدیہ کا اجماع بلافصل ہے۔

حافظ ابن تیمیہ نے اس مسئلہ سبّ نبی پر ایک علاحدہ کتاب لکھی ہے جو الصارم المسلول کے نام سے موسوم ہے۔ دوسری کتاب السبّ المسلول جو شیخ تقی الدین السبکی کی تصنیف شدہ ہے، دونوں آٹھویں صدی کے حافظ حدیث ہیں۔

مرزا صاحب کتاب دافع البلاء کے آخری صفحہ پر لکھتے ہیں کہ لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس پر عطر ملا تھا، یا اپنے ہاتھوں یا سر کے بالوں سے اس کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ علیہ السّلام کا نام ''حصورا'' رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہیں رکھا، کیونکہ

www.khatmenubuwwat.org

ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔[1]

کتاب نزول مسیح صفحہ ۱۰۰ پر ایک شعر مرزا صاحب کا بالفاظ ذیل ہے:[2]

ہر نبی زندہ شد بہ آمدنم
ہر رسول نہاں بہ پیرا ہنم!

علماء نے جب تورات اور انجیل محرف سے کوئی چیز محرف نقل کی ہے، نتیجہ یہ نکالا ہے کہ یہ کتابیں تحریف شدہ ہیں اور مرزا صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام نالائق تھے علماء کے طریق میں اور مرزا صاحب کے طریق میں کفر و اسلام کا فرق ہے۔ کل جو عبارت حقیقت الوحی، صفحہ ۱۷۹ سے پڑھی گئی ہے،[3] اس سے ثابت ہوا تھا کہ قادیانی صاحب اپنے منکرین کو کافر کہتے ہیں۔ یہی مضمون حاشیہ اربعین نمبر ۴، صفحہ ۶ اس کو مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں، دیکھے۔ جس کے کان ہوں، سنے۔[4]

اور حاشیہ تریاق القلوب، صفحہ ۳۲۵ پر ہے۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا، یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکامِ جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے سوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں شانِ اعلیٰ رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا ہے۔[5] تریاق القلوب کی عبارت مذکورہ کو پہلی عبارتوں کے ساتھ جمع کرنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قادیانی صاحب فقط نبوۃ ہی کے مدعی نہیں ہیں۔ بلکہ شریعت جدیدہ کے بھی مدعی ہیں۔ جیسا کہ اربعین نمبر ۴، صفحہ ۶ کی عبارت سے بھی یہ بات پہلے معلوم ہو چکی ہے۔

اصول یہ باندھا کہ جو صاحب شریعت ہو، اس کا انکار کفر ہے۔ پھر ساری امت حاضرہ کو، جو منکر ہو، اس کو کافر کہا، تو گویا دعویٰ شریعت جدیدہ کا کیا۔ پھر اس پر بس نہیں کی۔ تصریح کر دی کہ شریعت امر و نہی کا نام ہے۔ امر جیسا میری وحی میں موجود ہے۔ لیکن محض مسلمانوں کو مغالطہ دینے کے لیے چند الفاظ ظلی، بروزی وغیرہ گھڑے ہوئے ہیں، جس کی آڑ میں ذیل کی تحریف کرتے ہیں۔ اس لیے میں ان الفاظ کی حقیقت خود مرزا صاحب کے کلام سے واضح کر دینا چاہتا ہوں۔

بروزی، ظلی، مجازی نبوت کی اصلیت تریاق القلوب، حاشہ ص ۳۷۷ میں خود مرزا صاحب کا کلام ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

غرض جیسا کہ صوفیوں کے نزدیک مانا گیا ہے کہ مراتب وجود یہ دوریہ ہیں۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی خو، طبیعت اور دِلی مشابہت کے لحاظ سے قریباً اڑھائی ہزار برس اپنی وفات کے بعد پھر عبداللہ پسر عبدالمطلب کے گھر میں جنم لیا اور محمد کے نام سے پکارا گیا۔[6]

۱۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۰
۲۔ نزول المسیح، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۴۷۸
۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۸۵
۴۔ اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۵
۵۔ حاشیہ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۳۲
۶۔ حاشیہ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۷

www.khatmenubuwwat.org

یہ ہے حقیقت مرزا صاحب کے نزدیک بروزی، ظلی اور مجازی کی جنم کا عقیدہ اسلام میں کفر ہے اور یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کتاب قول فیصل، صفحہ ۶ میں بحوالہ اخبار الحکم، ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء مرزا صاحب کا قول اس طرح مذکور ہے۔

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں، وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے، اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور ہم کو عطا کیے گئے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔[1]

ان عبارات سے نتائج ذیل برآمد ہوتے ہیں۔

(الف) مرزا صاحب نے جو اپنے کو ظلی اور بروزی نبی کہہ کر دنیا کو یہ دھوکا دینا چاہا ہے کہ اس کی نبوت، نبوۃ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے علاحدہ کوئی چیز نہیں اور اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ یہ بالکل لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو مرزا صاحب کے اس قول مذکور سے یہ لازم آتا ہے کہ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم معاذ اللہ کوئی چیز نہیں تھے، بلکہ آپ کا تشریف لانا بعینہٖ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا تشریف لانا ہے۔ گویا کہ ابراہیم علیہ السّلام کے یہ دور ہیں۔

گویا اصل ابراہیم علیہ السّلام ہوئے اور آئینہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہوئے۔ اور چونکہ ظل اور صاحب ظل میں مرزا صاحب کے نزدیک عینیت ہے، اور اس وجہ سے وہ اپنے کو عین محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کہتے ہیں تو جب محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم بروز ابراہیم علیہ السّلام ہوئے تو عین ابراہیم علیہ السّلام ہوئے۔ اس سے صاف لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی وجود بالاستقلال نہیں اور نہ آپ کی نبوت کوئی مستقل شی ہے۔

(ب) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ابراہیم علیہ السّلام کے بروز ہوئے اور خاتم النبیّین آپ ہوئے تو اس سے معلوم ہوا کہ خاتم بروز اور ظل ہوتا ہے۔ صاحب ظل اور اصل نہیں ہوتا۔ اس طرح مرزا صاحب آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بروز ہوئے تو خاتم النبیّین مرزا صاحب ہوئے نہ کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(ج) الحکم کی عبارت مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ جملہ انبیاء سابقین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ایک صفت میں ظل ہیں اور تمام کمالات رسالت، رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میں پائے جاتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بروز ہوئے تو جملہ کمالات نبوۃ اگر مجتمع کمالات نبوۃ اگر مجتمع ہوں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام میں نہ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم میں یہ باطل اور بے معنی ہیں۔ یہ صریح توہین ہے سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی۔

اس کے علاوہ یہ مضمون بھی فی نفسہٖ کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بروز ہیں اور ابراہیم علیہ السّلام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بروز ہوں، بے معنی اور فضول ہے (جو کھلا ہوا دور ہے)۔

اس کے بعد میں ظل اور بروز کی اصطلاح (تحقیق) فلسفہ سے ذکر کرتا ہوں۔ فلسفہ یونانی میں بروز اسے کہا ہے کہ ایک روح، دوسرے ذی روح میں حلول کرے، یعنی ایک بدن میں دو روحیں ہو جائیں۔ تناسخ اسے کہتے ہیں کہ روح ڈھانچے بدلتی

۱۔ اخبار الحکم، ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء، ملفوظات احمدیہ، مرتّبہ منظور الٰہی

www.khatmenubuwwat.org

رہے۔

لنخ اسے کہتے ہیں کہ ایک نوع دوسری نوع میں تبدیل ہو۔

رسخ اسے کہتے ہیں کہ ایک حیوان نباتات میں تبدیل ہو۔

مسخ اسے کہتے ہیں کہ حیوان جماد بن جائے۔

یہ پانچوں اصطلاحیں آسمانی دینوں میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔

قادیانی صاحب کا اقرار ختم نبوت بالمعنی المعروف حمامۃ البشریٰ میں باالفاظ ذیل ہے:

وما کان لی، اَنْ ادعی النبوۃ واخرج عن الاسلام والحق من الکافرین.[1]

کہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور قوم کافرین سے مل جاؤں۔[2]

ازالۃ الاوہام، حصہ دوم، صفحہ ۵۲۲ پر لکھا ہے کہ مسیح کیونکر آ سکتا ہے۔ وہ رسول تھا اور خاتم النبیّین کی دیواریں اس کو آنے سے روکتی ہے۔[3]

ازالۃ الاوہام، حصہ دوم، صفحہ ۵۸۳ پر لکھتے ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیّین کے بعد پھر جبریل کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے۔ اور جو اَمر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر۔[4]

ازالۃ الاوہام، صفحہ ۶۱۷، حصہ دوم پر لکھتے ہیں۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیّین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا نبی رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم وحی بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔[5]

یہ مضمون اختلاف بیان مرزا صاحب میں پیش کیا گیا ہے جو انہوں نے ابتداء ہی سے زندقہ اور الحاد کا ارادہ کیا ہوا تھا۔

مسلمانوں کا عقیدہ ختم النبوۃ کے متعلق

آیت کریمہ: **مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا.** (احزاب: ۴۰)

یہ آیت اس واسطے آئی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسل نرینہ چھوڑنا ہماری مشیت میں مقدر نہیں ہے۔ کیونکہ آپ

۱۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۹۷

۲۔ منقول از ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام، ص ۵۹

۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۰

۴۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۴

۵۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۵۱۱

www.khatmenubuwwat.org

کے بعد میں تا آخر دنیا نبوت کی اسامی آپ کے وجود ذی جود سے پُر ہے۔آپ مستقبل کے لیے تا آخر دنیا رسول ہیں۔اور جملہ انبیاء سابقین کے خاتم ہیں۔نسبی سلسلہ کے بدلہ میں اس نبوی سلسلہ کوعوض میں رکھ لو۔

اس عقیدہ کے موافق کوئی دوسو حدیث نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وارد ہوئیں اور رسالہ مفتی حال دیوبند (مولانا) محمد شفیع کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔اوراس عقیدہ پر اجماع رہا ہے۔امت محمدیہ کا ابتداء سے لے کر آج تک بلافصل۔

اور جیسے قرآن امت کو پہنچا ہے، اسی طرح سے یہ عقیدہ بھی پہنچا ہے۔اور جب سے لے کر اب تک اس کا بھی اجماع ہوا ہے کہ اس آیت میں کوئی تاویل نہیں ہے۔اوراس عقیدہ میں کوئی فرق نہیں۔خلفاء اور سلاطین اسلام نے جب سے لے کر اب تک مدعیان نبوۃ کوسزائے موت دی اور انہیں کافر ومرتد سمجھا۔اصلی کافر کے وجود کو برداشت کیا اور ایسے مرتد کے وجود کو برداشت نہیں کیا اور خود مرزا صاحب کا جب تک مسلم تھے، یہی عقیدہ رہا ہے۔

نبوت ایک صفت اصلی قائم ہے نبی کی ذات کے ساتھ، نہ وہ کسب سے حاصل ہوا اور نہ وہ کبھی سلب ہو، یہ عقیدہ یہود کا ہے کہ نبوت سلب بھی ہوسکتی ہے۔(ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام،صفحہ۲۸۴،منقول ازصفحہ۷۲)

اگر نبوت کسبی ہوتو سلب بھی ہوسکتی ہوگی۔یہ عقیدہ اسلام کانہیں۔ولایت ایسی چیز ہے کہ کسب سے حاصل ہو اور زائل بھی ہو جائے۔یہ صفتِ نبوۃ جو نبی کی ذات کے ساتھ قائم ودائم باقی ہے۔احکامِ شرعیہ کی تبلیغ اس کے وقتی ثمرات میں سے ہے اور توابع میں سے ہے۔

کسی محدود وقت میں اگر نبی نے ضروری احکام نہ پہنچائے تو وہ نبی بحال خود نبی برحق ہے۔صفت نبوۃ جو اس کی ذات کے ساتھ قائم تھی، کسی طرح زائل نہیں ہوتی۔تبلیغ ایک کارگزاری تھی پیغمبر کی کہ حاجت پر دائر ہوگی۔عیسیٰ علیہ السّلام کا تشریف لانا بعینہٖ ایسا ہے کہ جیسا گذشتہ زمانہ میں یعقوب علیہ السّلام مصر چلے گئے تھے اور وہاں بطور رعایت کچھ دن گزارے۔

صوفیائے کرام نے نبوۃ کو بمعنی لغوی لے کر مقسم بنایا اور اس کی تفسیر خدا سے اطلاع پانا، دوسرے کو اطلاع دینا کی اور اس کے نیچے انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء کرام دونوں کو داخل کیا اور نبوۃ کو دو قسم کر دیا، نبوت شرعی اور نبوت غیر شرعی۔

نبوت شرعی کے نیچے انبیاء اور رُسل دونوں درج کر دیے اور اب ان کے لیے نبوۃ غیر شرعی اولیاء کے کشف اور الہام کے لیے نکھر گئی اور مخصوص ہوگئی۔صوفیائے کرام کی تصریح ہے کہ کشف کے ذریعے سے مستحب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔صرف اسرار معارف، مکاشف اس کا دائرہ ہیں۔اگر کوئی دعویٰ کرے کہ مجھ پر مستحب کا حکم آیا ہے۔پس یہ اگر پہلے سے شریعت محمدیہ میں موجود ہے تو ثابت اور اگر موجود نہیں ہے اور پھر وہ دعویٰ کرتا ہے اضافہ کا تو گردن زدنی ہے۔اور یہ تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارا کشف دوسرے پر حجت نہیں۔ہمارا کشف ہمارے لیے ہے۔

کتاب الیواقیت والجواہر کے صفحہ۱۷۹ پر حسب ذیل الفاظ ہیں: **فقد بان لک..... الخ**

پس روشن ہوگیا تیرے لیے کہ دروازے اوامر الدین کے اور نواہی کے بند کر دیے گئے۔جس نے دعویٰ کیا امر ونہی کا بعد محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے، پس وہ مدعی شریعت کا (ہے) جو اس کی طرف بھیجی گئی برابر ہے کہ وہ موافق ہو۔یا امر شریعت کے یا

www.khatmenubuwwat.org

مخالف ہو۔ پس اگر ہے عاقل بالغ یہ مدعی، ماریں گے ہم اس کی گردن اور اگر عاقل بالغ نہیں ہے، اس سے اعراض کریں گے۔

صوفیہ کے ہاں ایک باب ہے، جس کو شطحیات کہتے ہیں۔ اور خود فتوحات میں اس کا باب ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ان پر حالات گزرتے ہیں اور ان حالات میں کوئی کلمات ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں جو ہمارے ظاہر قواعد پر چسپاں نہیں ہوتے اور بسا (اوقات) غلط راستہ لینے کا سبب ہو جاتے ہیں۔ صوفیہ کی تصریح ہے کہ ان پر عمل پیرا نہ ہو اور تصریح کرتے ہیں کہ جن پر یہ احوال نہ گزرے ہوں، وہ ہماری کتابوں کا مطالعہ نہ کرے۔ مجملاً ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص جو کسی حال کا مالک ہوتا ہے، دوسرا خالی آدمی ضرور اُس سے الجھ جائے گا۔ لیکن دین میں کسی زیادتی، کمی کے صوفیاء میں سے کوئی بھی قائل نہیں، اور ایسے مدعی کو کافر بالاتفاق کہتے ہیں۔ ہم نے اولیاء اللہ قدس اللہ اسرارہم کو ان کی طہارت، تقویٰ اور تقدس کی خبریں سن کر اور ان کے شواہد افعال، اعمال اور اخلاق سے تائید پا کر ولی مقبول تسلیم کر لیا ہے۔ ان قرائن اور نشانیوں سے جو خارج محبوث عنہ سے ہوں، یعنی انہی شطحیات سے ان کی ولایت ثابت نہیں کرتے ہیں، بلکہ ولایت ان کی خارج سے پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے، جو طریقہ ثبوت کا ہے۔ اس کے بعد ہم نے کسی کی ولایت تسلیم کی اور ہم اس تسلیم میں صواب پر تھے تو اس کے بعد اگر کوئی کلمہ مغائر یا موہم ہمارے سامنے پڑتا ہے تو ہم اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کی توجیہ کریں اور محمل نکالیں کہ ٹھکانہ اس کا کیا ہے۔ شطحیات کو ہی پہلے پیش کرنا اور اس پر ولایت کا جمگھٹا جمانا، نافہم اور جاہل کا کام ہے۔ کسی شخص کی راست بازی اگر جداگانہ تجارب سے اور جو طریقہ راست بازی ثابت کرنے کا ہے، ثابت ہوئی ہو، تو پھر اگر کہیں کوئی کلمہ موہم اور مغالطہ میں ڈالنے والا اس کا سامنے آ گیا تو منصف طبیعتوں کے ذہن اس کی توضیح کریں گے اور محمل نکالیں گے۔

یہ عاقل کا کام نہیں ہے کہ راست بازی کسی کی ثابت ہونے سے پیشتر وہی کلمات مغالطہ پیش کر کے مسلم الثبوت مقبولوں پر قیاس کرے اور کہے کہ فلاں نے ایسا کیا، فلاں نے ایسا کیا۔ اس کا جواب مختصر یہ ہوگا کہ فلاں کی راست بازی جداگانہ اگر ہمیں کسی طریقہ اور دلیل سے معلوم ہے تو ہم محتاج توجیہ ہوں گے، اور اگر زیر بحث یہی کلمات ہیں اور اس سے پیشتر کچھ سامان خیر کا ہے ہی نہیں، تو ہم یہ کھوٹی پونجی اس کے منہ پر ماریں گے۔

خلاصہ بیان

میرے کل بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی مدعی نبوت حسب تصریحات قرآن و حدیث اور باجماع امت کافر مرتد ہے۔ اور جو شخص ان کے اعتقاد باطلہ اور دعویٰ نبوت و وحی پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو کافر نہ سمجھے، ان کی نبوت کو تسلیم کرے یا مسیح موعود کہے، وہ بھی اسی کے حکم میں ہے۔

اور حکم یہ ہے کہ اس کا نکاح کسی مسلمان مرد، عورت کے ساتھ جائز نہیں۔ اور اگر بعد نکاح کے کوئی شخص ایسا عقیدہ اختیار کرے تو فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ قضاء قاضی اور عدت کی بھی ضرورت نہیں رہتی اور اس کے بعد اگر زن و شوہر کے تعلقات باقی رکھے گئے تو جو اولاد ہوگی وہ اولاد ثابت النسب نہ ہوگی، یعنی وہ حرام کی ہوگی، جیسا کہ شامی کے حوالہ سے اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

اور موجبات کفر مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے لیے میرے بیان میں چھ وجوہ آئے ہیں:

www.khatmenubuwwat.org

اوّل: ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنی کی تحریف اور جس مذہب میں سلسلہ نبوت منقطع ہو، اس کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دینا۔

دوم: دعویٰ نبوۃ مطلقہ اور تشریعیہ۔

سوم: دعویٰ وحی اور ایسی وحی کو قرآن کے برابر قرار دینا۔

چہارم: حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین۔

پنجم: آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین۔

ششم: ساری امت محمدیہ کو بجز اپنے متبعین کے کافر کہنا یہ اصول ہیں، جن کے تحت میں اور بھی ایسے فروع موجود ہیں جو منشا موجبات کفر ہو سکتے ہیں۔

قادیانی صاحب کی کتابوں کو دیکھنے والے پر یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ ان کی ساری تصانیف میں صرف چند ہی مسائل کا تکرار اور دور ہے۔ ایک مسئلہ اور ایک ہی مضمون کو بیسیوں کتابوں میں مختلف عنوانوں سے ذکر کیا ہے۔ اور پھر سب اقوال میں اس قدر تہانت اور تعارض پایا جاتا ہے۔

اور خود مرزا صاحب کو ایسی پریشان خیالی ہے اور بالقصد ایسی روش اختیار کی ہے جس سے نتیجہ گڑبڑ رہے اور ان کو بوقت ضرورت کے مخلص اور مفر باقی رہے۔ یہی میں ذکر کر آیا ہوں کہ زنادقوں نے ہمیشہ یہی راستہ اختیار کیا ہے۔ کہیں ختم النبوت کے عقیدہ کو اپنے مشہور اور اجماع معنی کے ساتھ قطعی اور اجماعی عقیدہ کہتے ہیں اور کہیں پر ایسا عقیدہ بتلانے والے مذہب کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دیتے ہیں۔ کہیں عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کو تمام امت محمدیہ کے عقیدہ کے موافق متواترات دین میں داخل کرتے ہیں اور اس پر اجماع ہونا نقل کرتے ہیں اور کہیں اس عقیدہ کو مشرکانہ عقیدہ بتلاتے ہیں۔ اس کا سبب پورے غور کرنے سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں:

اوّل یہ ہے کہ مرزائے قادیانی چونکہ مادر زاد کافر نہ تھے۔ ابتداً ان کی تمام اسلامی عقائد پر نشو ونما ہوئی (اس لیے) انہی کے پابند تھے اور وہی لکھے۔ پھر تدریجاً ان سے الگ ہونا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ آخری اقوال میں بہت سی ضروریات دین کے قطعاً مخالف ہو گئے۔

دوسرے یہ کہ انہوں نے باطل اور جھوٹے دعوؤں کے رواج دینے کے لیے یہ تدبیر اختیار کی کہ اسلامی عقائد کے الفاظ وہی قائم رکھے جو قرآن اور حدیث میں مذکور ہیں۔ عام وخواص مسلمانوں کی زبانوں پر جاری ہیں، لیکن ان کے حقائق کو ایسا بدل دیا جس سے بالکل ان عقائد کا انکار ہو گیا جس کے متعلق پہلے بیان میں آچکا ہے کہ ایسا کرنا کفر صریح ہے۔ اور اس قسم کے کفر کے نام قرآن مجید نے الحاد رکھا ہے۔ اور حدیث نے زندقہ اور عام محققین نے باطنیت کے نام سے اس کو پکارا ہے۔ اس لیے اب قادیانی صاحب کی کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں عام اہلِ سنت والجماعت کے ساتھ شریک ہیں۔ ان کے اقوال وافعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے، جب تک اس کی تصریح نہ ہو کہ ان عقائد کی مراد بھی وہی ہے جو جمہور اُمت

www.khatmenubuwwat.org

نے سمجھی اور پھر اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انہوں نے اختیار کیے تھے، ان سے توبہ کر چکے ہیں۔ اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو، چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ زندیق اس کو کہا جاتا ہے جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن وحدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے۔ لیکن ان کی ایسی تاویل وتحریف کرے جس سے ان کے حقائق بدل جائیں اس لیے جب تک اس کی تصریح نہ دکھائی جائے کہ قادیانی صاحب ختم نبوت اور انقطاع وحی کا اس معنی کے اعتبار سے قائل ہے، جس معنی سے صحابہ وتابعین اور تمام امت محمدیہ قائل ہے۔ اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہوسکتا۔ جس میں خاتم النبیّین کے الفاظ کا اقرار کیا ہو۔ اسی طرح حشر اجساد، نزول مسیح وغیرہ عقائد کے الفاظ کا اقرار کر لینا یا لکھ دینا، بغیر تصریح مذکور کے ہرگز مفید نہیں ہوگا۔ خواہ وہ عبارت تصنیف میں مقدم ہو یا مؤخر۔ اسی طرح مسئلہ توہین ہے کہ جب ایک جگہ توہین کے کلمات ثابت ہو گئے تو اگر ہزار جگہ کلمات مدحیہ لکھے ہوں اور ثناء خوانی بھی کی ہو تو وہ اس کو اس کے کفر سے اس کو نجات نہیں دلا سکتے، جیسا کہ تمام دنیا اور دین کے قواعد مسلّم اس پر شاہد ہیں کہ اگر ایک شخص تمام عمر کسی کا اتباع اور اطاعت گزاری اور مدح وثنا کرتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کی سخت ترین توہین بھی کی تو کوئی انسان اس کو مطیع اور معتقد واقعی نہیں کہہ سکتا۔ الغرض اوّل تو یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا اپنی آخر عمر تک دعویٰ نبوت وحی پر قائم رہا ہے اور اپنی کفریات سے کوئی توبہ نہیں کی۔ جیسا کہ ان کے آخری خط سے واضح ہوتا ہے، جو موت سے تین دن پہلے اخبار عام لاہور کے ایڈیٹر کے نام لکھا ہے۔ اور اگر یہ بھی ثابت نہ ہوتا تو کلمات کفریہ اور عقائد کفریہ لکھنے اور کہنے کے بعد اس وقت تک اس کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ جب تک وہ ان عقائد سے توبہ کا اعلان نہ کرے اور توبہ کا اعلان جہاں تک ہم نے کوشش کی، ان کی کسی کتاب یا تحریر میں نہیں پایا گیا۔ اس لیے تکفیر کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ بھی فرض کر لیا جاوے کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت وغیرہ سے توبہ کی تھی۔ جب بھی ہمارا مدعا علیہ چونکہ ان کو عام انبیاء کی طرح نبی اور رسول ماننے کی تصریح اپنی کلام میں کرتا ہے، اس لیے اس کے کفر وارتداد میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا از روئے عقائد اسلام ومسائل فقہیہ اجماعیہ کا اس کا نکاح جو مسلمان عورت کے ساتھ ہوا تھا، قطعاً فسخ ہوگا۔ **وصلّی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقه محمد وعلٰی آلہٖ اجمعین.**

دستخط محمد اکبر
جج
۲۸/اگست ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

جرح بر بیان امام العصر حضرت سیّد محمد انور شاہ صاحبؒ گواہ مدعیہ

مورخہ ۲۹؍اگست ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

بیان بجرح مولوی محمد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ

صحیح مسلم میں ہے کہ جس کو پہنچے میرا کلام اور تصدیق نہ کرے، مَاجِئْتُ بِہٖ کی، وہ مسلم نہیں ہے۔ جبرئیل علیہ السّلام کی دریافت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ایمان کی یہ تشریح کی کہ ایمان لانا خدا پر، ملائکہ پر، کتاب سماویہ پر، رسل پر، یوم آخرت پر، تقدیر خیر وشر من اللہ ہونے پر یہ اجزاء ایمان کے فرمائے اور اسلام میں عبادت حق تعالیٰ کی (وحدہٗ لاشریک لہٗ) اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ، صوم رمضان پر جبریل علیہ السّلام نے اس کی تصدیق کی۔ یہ بات حدیث کے متن میں موجود ہے۔ جس جس چیز کو قرآن (پاک) ایمان کہے گا، وہ ایمان ہے۔ اس کا منکر خارج از اسلام ہے۔

احادیث میں پانچ چیزوں پر بنائے اسلام رکھی گئی ہے۔ دو شہادتیں، یعنی توحید اور رسالت کی شہادت، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا دینا، رمضان کا روزہ رکھنا اور حج کرنا، جو طاقت رکھے۔ یہ حدیثیں قدرے مشترک کے تواتر تک پہنچی ہیں۔

تواتر کی قسمیں علماء کی اپنی طرف سے ایجاد شدہ نہیں ہیں، بلکہ انہوں نے قرآن اور حدیث کا ثبوت جس حال سے پایا، اس کو ادا کر دیا۔ علماء نے حال واقعی جیسا پایا، اس کو یونہی ادا کیا۔

یہ تواتر کے اقسام علماء کی اصطلاحات ہیں اور مرزا صاحب خود اپنی کتابوں میں استعمال کر رہے ہیں۔

تواتر معنوی میں جو حصہ قدر مشترک ہے، اس کا ثبوت اگر واضح ہے تو اس کا منکر کافر ہے۔ اور اگر خفی ہے تو مجمل ایمان فرض ہے۔ اور تفصیل کو خدا کے سپرد کریں۔

ایک خبر واحد کو اگر کوئی شخص حجت نہ مانے تو کافر نہیں، بدعتی ہے۔ کتاب مسلم الثبوت کے صفحہ ۱۷۱ پر امام رازی کا جو قول بیان کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ امام رازی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا درجہ تواتر معنوی پر نہیں پہنچا اور مسئلہ پر دلیل ہونا، اس میں تردّد ہے۔ یہ نہیں فرماتے کہ وہ تواتر معنوی کو پہنچا ہوا اور پھر اس کا منکر کافر نہیں۔ حنفیہ کا اصول ہے کہ اجماع صحابہ کا قطعی ہے اور منکر اس کا کافر ہے اور مابعد کے اجماع کا منکر مبتدع اور فاسق ہے۔ اجماع صحابہ کے قطعی ہونے میں امام ابن تیمیہ کی کتاب سے حوالہ دیا جا سکتا ہے۔

نزولِ مسیح، علامات قیامت میں سے ہے۔ جو خبریں اخبار مستقل سے تعلق رکھتی ہیں، ان پر اجماع ہو سکتا ہے اور ہوا ہے۔ نزولِ مسیح کے سوال پر فقط اجماع ہی نہیں، بلکہ نصوص احادیث کا تواتر ہے۔

کتاب مسلم الثبوت کے صفحہ ۱۹۵، جلد دوم، الفاظ (حسب ذیل ہیں)

اما فی المستقبلات..... هذا

اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ واقعہ پیش آ گیا ہو اور اس کا حکم دینا ہو مجتہدین کو، تو اتفاق اور اجماع کریں اور آئندہ چیزیں جو یقینی ہیں، ان میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ عقیدہ کافی ہے، یعنی تواتر اگر ہو جائے تو اس عقیدہ کو ایمانی عقیدہ قرار دو۔ اور

www.khatmenubuwwat.org

ان کی تفصیل اور مصداق ڈھونڈھنے میں نہ پڑو۔ جب وہ واقعات پیش آ جائیں گے اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو، خلیفہ کا خلیفہ ماننا اجزاء ایمان میں داخل نہیں ہے۔ واجبات میں سے ہے۔ مسئلہ کی جیسی حقیقت ہوگی، ویسے ہی اس پر اجماع رہے گا۔ ثبوت اس کا قطعی ہو جائے گا۔ حکم اس کا ویسا ہی رہے گا، جیسی اس کی حقیقت ہے۔

صحابہ کا اجماع کسی مسئلہ پر ہو، اس کا منکر کافر ہے۔ لیکن مسئلہ تعدد خلیفہ کا اور وحدت کا صدر اوّل میں مختلف فیہ ہے۔ اجماع کسی مسئلہ پر ہوتا ہے، یا کسی کارروائی پر کسی مسئلہ پر جو اجماع ہوا، اس کا وہی حکم رہا جو اجماع صحابہ کا ہے۔ اور کسی عملی استصواب پر یا کارروائی پر ہوا تو وہ اجماع اس قسم کا نہیں، جس پر بحث ہو رہی ہے۔ کتاب شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۱۴۷ پر الفاظ ذیل:

ولو انکر..... یکفر

اس کی مراد یہ ہے کہ روافض جو منکر ہیں، خلافت خلفائے ثلاثہ سے اس بنا پر کہ وہ خلافت کے مستحق نہ تھے تو وہ کافر ہیں۔ اور اگر صحابہ صدیق اکبرؓ کے سوا کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کرتے تو کوئی خلاف جزو ایمانی نہ تھا۔ حیات مسیح اجماعی مسئلہ ہے۔ صحابہ میں اور تواتر ہے حدیث کا اور سوائے ملحدوں کے کسی نے انکار نہیں کیا۔ روح المعانی کا حوالہ پیش کیا جا چکا ہے۔ جو تفسیر سورہ احزاب میں ہے۔ (صفحہ ۶۰، جلد ۷)

تلخیص الجبیر صفحہ ۳۱۹ پر ہے کہ **اما رفع عیسٰی..... فارفعت**

لیکن اٹھایا جانا عیسیٰ علیہ السّلام کا پس اتفاق کیا اصحاب اخبار اور تفسیر نے کہ عیسیٰ علیہ السّلام اٹھائے گئے بدن کے ساتھ، زندہ ہیں۔ اگر اختلاف ہے تو اس میں ہے کہ موت آئی تھی رفعت سے پہلے یا سو گئے اور اُٹھا لیا گیا۔

حیات کے متعلق چند سلف کا اختلاف ہے۔ لیکن عام طور پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام آسمان پر زندہ ہیں۔ ہمارے نزدیک حیات اور نزولِ عیسیٰ علیہ السّلام کا مسئلہ ایک ہی شئی ہے۔ میری بحث اجماع اور تواتر پر ہے۔

سوال یہ تھا کہ حیات مسیح پر صحابہ کے اجماع کی سند دی جائے، اس کا جواب گواہ ابھی نیا چاہتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ حضرت امام مالک نے نہیں کہا کہ عیسیٰ علیہ السّلام وفات پا گئے، وہ حیات و نزول عیسیٰ کے قائل ہیں۔

امام مالک کی کتاب اکمال الاکمال، جلد ۲، صفحہ ۲۶۵ مصری میں عبارت ذیل ہے:

قال مالکؒ..... ثلاثین سنة.

امام مالک کا یہ قول بھی ان کی اکمال سے لکھا، جو عطیہ کے نام سے موسوم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ موت آئی، حضرت عیسیٰ کو وہ ۳۳ سال کے تھے۔ اس کتاب میں دوسری جگہ ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ دریں اثناء کہ لوگ کھڑے ہوں گے، سنتے ہوں گے، کان لگائے ہوں گے، اقامت صلوٰہ کی۔ ڈھانک لے گا ان کو ایک بادل، اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اتر آئیں گے۔ ابن حزم کا جو قول تفسیر جلالین سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔ یہ الفاظ غلط نقل ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ابن حزم کی کتاب میں اس کی نقیض ہے اور بیان میں لکھوائی گئی ہے۔

جو حدیث **الفرق بین العبد و بین الکفر ترک الصلوٰۃ** ہے۔ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

تین اماموں کا اتفاق ہے کہ تارک الصلوٰۃ کو کافر نہیں کہا جائے گا، فاسق کہا جائے گا۔ اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔ سنن ابی داؤد کی وجہ سے اس مسئلہ میں اختلاف پڑ گیا۔ دوسری حدیث جو بیان کی گئی ہے، وہ بھی اسی قسم کی ہے۔ الفاظ میں کچھ فرق ہے۔

عقیدہ نماز کی فرضیت کا چھوڑ دے تو باجماع امت کافر ہے۔ شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۱۶۳ پر ہے کہ:

وکذلک ترک صلوٰۃ موجب للقتل عند الشافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ.

یہ تشریح کہ جو شخص نماز کو فرض جان کر ترک کرے، وہ کافر ہے۔

سنن ابی داؤد کی احادیث سے پیدا ہوتی ہے۔ جس حدیث میں بناء اسلام پانچ بیان کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ پانچ نمازیں فرض کیں خدا نے، جس نے اچھا کیا وضوان کا اور پڑھیں اپنے وقت پر اور پورا کیا رکوع ان کا اور خشوع، تو خدا کی ضمانت میں ہے کہ مغفرت کرے اسے اور جس نے نہ کیا۔ خدا کی ضمانت میں نہیں ہے۔ چاہے مغفرت کرے، چاہے عذاب کرے۔[1]

اس پر مجتہدین کی رائے مختلف ہوگئی جو مسائل شرح فقہ اکبر، صفحہ ۱۶۲، ۱۶۰، ۱۵۶

کذالو قال عند شرب الخمر او الزانی بسم اللّٰہ عمدا او باعتقاد انھما حلالان وکذا لو انتی لامراۃ لتبین من زوجھا.

استخفاف علماء کفر ہے، جو اشارہ سے مشابہت کرے کفر ہے۔

جو عالم کو مولوی عولوی کہہ دے، کافر ہو جائے گا۔ جو شراب پیتے وقت بسم اللہ کہہ دے، وہ کافر ہو جائے گا، سے بیان کی گئی ہے۔ اس کتاب میں یہ مسائل ہیں۔ میرے بیان میں آ چکا ہے کہ کوئی چیز کسی حال میں کفر ہوتی ہے، کسی حال میں کفر نہیں ہوتی۔ میں اس کی مثال دے چکا ہوں۔ کلمات مذکورہ بالا بعض حالات میں موجب کفر ہو جائیں گے، بعض حالات میں نہیں ہوں گے۔ لیکن ہم نے عقائد باطلہ پر حکم لگایا ہے۔ کسی ایک اختلافی چیز سے مدد نہیں لی اور نہ اپنے حکم کی بنا کسی مختلف حصہ پر رکھی ہے۔ اختلافی حصہ کو پہلے سے نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ ہمارے حکم کی بنا اس دین پر ہے جو نبی کریم کے زمانہ سے بلافصل اب تک چلا آ رہا ہے، جو مسائل اوپر بیان کیے گئے ہیں، یہ مسائل اختلافیہ ہیں۔

علماء بریلی نے جن واقعات پر علمائے دیوبند پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے، وہ عقائد علمائے دیوبند نے ظاہر نہیں کیے۔ غلط فہمی ہوئی۔ ان عقائد کی بنا پر علمائے بریلی نے علماء دیوبند کے خلاف کفر کا فتویٰ لگایا ہے، علمائے دیوبند ان عقائد کے قائل نہ تھے۔

۱۔ سنن ابوداؤد، رقم الحدیث ۴۲۵

www.khatmenubuwwat.org

۲۹/اگست ۱۹۳۲ء

تتمہ بیان جرح سیّد انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ باقرار صالح

ضروریات دین کا انکار کرنا یعنی عقیدہ چھوڑ دینا کفر ہے۔ لیکن عمل نہ کرنا کفر نہیں، وہ فسق اور معصیت ہے، کفر نہیں۔ جو عقیدہ ترک کرے وہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اور جو عمل ترک کرے وہ عاصی ہے۔ جو شخص دستور ملکی کی بنا پر باوجود طاقت رکھنے کے شرعی حکم کو چھوڑے، اس کی بابت بھی یہی حکم ہے۔

اگر عقیدہ حق ہونے کا ترک کیا اور کہتا ہے کہ یہ شریعت غلط ہے۔ اور اگر کہتا ہے کہ یہ عقیدہ صحیح اور مسئلہ درست ہے۔ عمل ہم اپنی بدقسمتی سے نہیں کرتے، وہ داخل ایمان اور عاصی ہے۔

مدعی نبوت اور اس کی طرف بلانے والے کی سزا قتل ہے۔ صاحب شریعت دستور ملکی کی رُو سے اگر کوئی چیز بیان کرے وہ بھی شریعت ہے۔ وہ جو کچھ فرمائے (کرے)، کل شریعت ہے۔ اور جو کچھ صاحب شریعت کے روبرو ہوا اور وہ اس پر سکوت کرے تو وہ بھی شریعت ہے۔

ابن صیاد، جس نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے دعویٰ نبوت کیا، اسے اس لیے قتل نہ کیا گیا کہ وہ نابالغ تھا۔ نابالغ کو قتل نہیں کیا جاتا۔ اس امر کی تصریح ہے کہ وہ نابالغ تھا۔ صحیح بخاری نے اس کے متعلق کہا ہے کہ وہ نابالغ تھا۔[1]

صدیق اکبر خلیفہ ہوئے، مسیلمہ نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور کچھ نفری (جماعت) اس کے ساتھ شریک ہوگئی تھی۔ صدیق اکبر نے مہم تیار کی، اس کے جہاد کے واسطے۔ بعض صحابہ نے عرض کی کہ مدینہ میں اس وقت لوگ کم ہیں اور خطرہ ہے۔ مدینہ کی حفاظت کے لیے لوگوں کو موجود رہنے دیا جاوے۔

یہ مجھے برداشت نہیں صحابہ نے اس پر کوئی تخلف نہ کیا، اصول میں یہ اجماع کہلاتا ہے۔

اجماع کے معنی یہ ہیں کہ مسئلہ پیش کیا جاوے اور اس پر سب اتفاق کر گئے، کسی نے مخالف نہ کی۔ اسے اجماع کہا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک کے سامنے وہ مسئلہ پیش ہوا اور وہ کہے کہ مجھے اتفاق ہے۔

مسیلمہ نے نبی کریم کے بعض احکام میں تغیر و تبدل کیا تھا۔ لیکن جو دو شخص نبی کریم کے سامنے پیش ہوئے، ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ وہی کچھ کہتے ہیں جو مسیلمہ کہتا ہے، یعنی کہ وہ نبی ہے۔

کتاب حجج الکرامۃ، صفحہ ۲۳۴، ۲۳۵ میں ہے، جو واقعات مسیلمہ کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں، یہ وقوع میں ظاہر ہوئے ہیں۔ لیکن وقت اس کتاب میں ترتیب سے نہیں لکھا گیا۔ مسیلمہ کو قتل کرنے کی بڑی وجہ دعویٰ نبوت تھی اور جو چیزیں اس کے متعلق اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں، وہ اس کے لگ بھگ تھیں۔ اور یہ چیزیں نبوت کے تحت میں تھیں۔

اگر اخبار احاد کی تاویل کوئی شخص قواعد کے مطابق کرے تو اس کے قائل کو مبتدع یعنی بدعتی نہیں کہیں گے۔ اور اگر قواعد کی

۱۔ صحیح مسلم رقم ۸۵، بخاری رقم ۳۰۵۵، ترمذی ۲۲۴۹، سنن ابی داؤد ۴۳۲۹

www.khatmenubuwwat.org

رُو سے صحیح نہیں ہے تو وہ خاطی ہے۔ آیات قرآن متواتر ہیں۔

قرآن اور حدیث جو نبی کریم سے ہم تک پہنچا، اس کی دو جانبیں ہیں۔ ایک ثبوت اور ایک دلالت ثبوت۔ قرآن کا تواتر ہے۔ اور اس تواتر کا اگر کوئی انکار کرے تو پھر قرآن کے ثبوت کی اس کے پاس کوئی صورت نہیں اور ایسا ہی جو شخص تواتر کے حجت ہونے کا انکار کرے، اس نے دین ڈھا (برباد کر) دیا۔ دوسری جانب دلالت ہے، دلالت قرآن کی کبھی قطعی ہوتی ہے اور کبھی ظنی، ثبوت قطعی ہے۔

دلالت کا معنی ہے کہ مطلب پر رہنمائی کرنا۔ اگر اجماع ہو جائے صحابہ کا اس کی دلالت پر یا کوئی اور دلیل عقلی یا نقلی قائم ہو جائے کہ مدلول یہی ہے، تو پھر وہ دلالت بھی قطعی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن سارا بسم اللہ سے والناس تک قطعی الثبوت ہے۔ دلالت میں کہیں ظنیت ہے اور کہیں قطعیت، لیکن قرائن کے ملنے سے دلالت بھی قطعی ہو جاتی ہے۔

حدیث ہے کہ: لِكُلِّ اٰيَةٍ ظَاهِرٌ وَبَاطِنٌ.[1] لیکن قوی نہیں۔ باوجود قوی نہ ہونے کے مراد اس کی میرے نزدیک صحیح ہے۔

محدثین نے لکھا ہے کہ اس کی اسناد میں کچھ کلام ہے۔ اس حدیث میں لفظ بطن سے تو جو کچھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دل میں تھا، وہ سب منکشف نہیں ہے۔ مجملاً ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی ایک مراد وہ ہے کہ قواعد لغت اور عربیت سے اور ادلہ شریعت سے علماء شریعت سمجھ لیں اور اس کے تحت میں قسمیں ہیں۔

بطن سے یہ مراد ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ممتاز بندوں کو ان حقائق سے سرفراز کر دے اور بہتوں سے وہ خفی رہ جائیں۔ لیکن ایسا کوئی بطن جو مخالف ظاہر کے ہو اور قواعد شریعت رَد کرتے ہوں، وہ مقبول نہ ہوگا اور رَد کیا جائے گا۔ اور بعض اوقات میں باطنیت اور الحاد کی حد تک پہنچا دے گا۔ حاصل یہ کہ ہم مکلّف فرمانبردار اپنے مقدور کے موافق ظاہر کی خدمت کریں اور بطن کو سپرد کر دیں خدا کے۔

اگر اخبار احاد متعدد جب باہم مل کر تواتر کے درجہ کو پہنچ جائیں تو وہ قطعیت میں قرآن مجید کے ہم مرتبہ ہیں۔ اور کوئی متواتر چیز قرآن کے منافی دین میں ممکن نہیں کہ پائی جاوے۔

اور اگر اخبار احاد تواتر کے درجہ کو نہ پہنچیں اور بظاہر ان کی مغایرت معلوم ہوتی ہو قرآن سے تو علماء کا فرض ہے کہ اس کی تطبیق اور توفیق ڈھونڈیں، یعنی (آپس میں) ملائیں۔

خبر واحد کے بھی دو پہلو ہیں:

ایک ثبوت کا، دوسرا دلالت کا۔ ثبوت میں وہ ظنی ہوتی ہے۔ جب تک کئی مل کر تواتر کو نہ پہنچ جائیں اور دلالت میں کبھی قطعی اور کبھی ظنی۔

۱۔ روح المعانی، ج۱، ص ۸، نواہد الابکار وشوارد الافکار للسیوطی، ج ۲، ص ۹۱، صحیح ابن حبان رقم ۷۵، بسند حسن، مسند ابی یعلیٰ موصلی رقم ۵۱۴۹، اسنادہٗ حسن، شرح مشکل الآثار رقم ۳۰۷۷، التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، ۲۸۲/۸) حکم الحدیث: شواہد ومتابعات اور دیگر طرق کے باعث یہ حدیث صحیح ہے۔ **فللّٰہ الحمد**. (محمد رضوان عزیز)

www.khatmenubuwwat.org

دین میں کوئی متواتر چیز ایسی نہیں پائی جاتی جو قرآن کی ناسخ ہو۔کوئی حدیث متواتر یا خبر واحد ایسی نہیں ہے کہ جس کو علماء نے قرآن کے ساتھ جوڑا نہ ہو۔

نسخ کا باب اگر کوئی چھیڑے تو فرضی ہے۔وقوع اس کا نہیں خوارج کے قتل کی وجہ میں اختلاف ہے۔کوئی کہتا ہے کہ کفر کی وجہ سے قتل ہوئے اور کوئی کہتا ہے کہ بغاوت کی وجہ سے۔ فتح الباری، جلد۱۲،صفحہ۲۵۲میں ہے کہ خوارج کو بعض کہتے ہیں کفر کی وجہ سے قتل کیا گیا،اور بعض کہتے ہیں کہ بغاوت کی وجہ سے۔

حضرت علیؓ کا قول خوارج کے بارے میں، جو کتاب منہاج السنۃ، جلد۳،صفحہ۶۱ سے بیان کیا گیا ہے، وہ اسی کتاب میں ہے۔ان خوارج میں سے جو منکر ہوں گے ضروریات دین کے، ان کی تکفیر ہوگی۔اور جو ضروریات دین کے منکر نہ ہوں گے، وہ باغی رہیں گے اور ان کے ساتھ قتال یعنی جنگ ہوگی۔

کتاب مکتوبات امام ربانی، جلد۲،صفحہ۱۷،اور کتاب حجج الکرامہ،صفحہ۳۶۳ کی عبارت:

نزدیک است کہ علماء ظواہر

چوں مہدی علیہ السّلام مقاتلہ بر.....تفصیل سے کتاب میں یہ عبارتیں ہیں۔

شیخ مجدد رحمہ اللہ میرے نزدیک مسلم صاحب کشف ہیں۔کشف ظنی چیز ہے۔ مجھے احادیث سے اور روایات سے جو امام مہدی کے متعلق آئی ہیں۔کوئی شبہ معلوم نہیں ہوا،جس سے یہ پتہ چلے کہ ایسی نبوت آئے گی۔یعنی ان کے ظہور کے وقت میں علماء کی طرف سے یہ نوبت آئے گی۔ باقی رہا کشف مجدد صاحب کا، وہ اللہ کو معلوم۔ مجھے روایات پر عمل کرنا چاہیے۔

یہ حدیث ہے کہ میری امت کے۷۲فرقے ہو جائیں گے۔اور آگے ہے کہ سارے نار میں جائیں گے مگر ایک فرقہ۔اس پر عرض کی گئی کہ وہ کون ہوگا۔فرمایا کہ وہ ہوگا جو میرے راستہ پر اور میرے صحابہ کے راستہ پر ہوگا۔

الملل والنحل میں اس حدیث کے ساتھ یہ الفاظ ہیں کہ وہ جماعت ہوگی۔

اور جماعت سے مراد علاقہ شہرستانی کے نزدیک اہل السنّت والجماعت ہیں یہ الفاظ بعض روایات میں ہیں اور بعض میں نہیں ہیں۔اس سے یہ اصلاً مراد نہیں کہ وہ چھوٹی جماعت ہوگی۔

محمد ہاشم خطیب سے جس نے شام میں مرزا صاحب کے متعلق فتویٰ دیا ہے، مجھے اس سے تعارف نہیں ہے۔

نبی کی اولاد کے لیے نبی ہونا ضروری نہیں۔صحیح بخاری میں صحابی کے متابعت میں آیت کی مراد میں یہ ذکر کیا ہے، ورنہ کوئی حاجت نہیں اور نہ میرا اس پر مطلب موقوف ہے۔قول صحابی کا حجت نہیں ہوتا، جیسا کہ نبی کا قول ہوتا ہے۔لغت والوں نے تصریح کی ہے کہ خاتم بفتح تا ہو کر مہر کے معنی میں بھی ہے۔ اور اخر کے معنی میں بھی ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ عیسیٰ ابن مریم کے سوا، جو بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے، رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی دوسرا نبی آ سکتا ہے، وہ کافر ہے۔

قرآن شریف میں تین طریقے انسان کے ساتھ خدا کے کلام کے بیان کیے گئے ہیں۔لیکن ان کو احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اپنے بیان میں وحی کی تعریف نہیں کی، اقسام بیان کیے ہیں۔پیغمبر کے ساتھ وحی کے متعدد طریقے ہیں، جو پیغمبر کا معاملہ اور

www.khatmenubuwwat.org

خدا کا معاملہ ہے۔ اس کی انتہا میرے مقدور سے باہر ہے۔ وہ مخصوص معاملہ ہے خدا اور پیغمبر خدا کا۔ اور جب وہ صفت مجھے حاصل نہیں تو میں اس کی پوری حقیقت اور کنہ کو نہیں پا سکتا۔ لیکن حرف شناسی اور طالب العلمی کی مد میں آیت کی تفسیر کرتا ہوں:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْيُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ. (شوریٰ:۵۱)

مناسب نہیں ہے، سزاوار نہیں ہے کسی بشر کو کہ کلام کرے اس کے ساتھ خدا، بلکہ بطور وحی یا پردہ کے پیچھے سے، یا بھیجے اس کی طرف قاصد، اور قاصد کے ذریعہ سے پیغام دے، اپنی مشیت اور ارادے سے۔ جو پیغمبر کہ جس کا پیغمبر ہونا ثابت ہو چکا ہے، جداگانہ طریق پر، اس پر جو وحی ہوتی ہے وہ وحی قطعی ہے۔ دوسرے شخص پر جو وحی ہو وہ ظنی ہے۔ جو شخص خاتم الانبیاء کے بعد وحی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السّلام کو پہلے نبی مانتے ہیں۔ اس کے سوا جو وحی ہے وہ وحی نبوۃ نہیں ہے۔ لفظ وحی کا اس پر اطلاق ہوگا۔ وحی قرآن کا لفظ ہے اور لغت میں جتنے معنی وحی کے لیے گئے ہیں، ان پر وحی کا لفظ اطلاق ہوسکتا ہے۔ حضرت مریم اور امّ موسیٰ (والدہ موسیٰ) کی طرف جس وحی کا قرآن شریف میں ذکر ہے، وہ چونکہ پیغمبر نہیں ہیں اس لیے اس وحی سے وہ دوسری وحی مراد ہوگی جو ظنی ہے۔

قرآن شریف میں جو تین طریقے وحی کے مذکور ہیں، امّ موسیٰ اور حضرت مریم کی طرف جو وحی آئی ہوگی، وہ ان تینوں طرق میں سے ہوگی۔ مگر عام مفسرین نے اس آیت: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْيُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (شوریٰ:۵۱) کو وحی نبوت پر ہی اتارا ہے۔

مکتوبات امام ربانی، جلد ثانی، صفحہ ۹۹، مکتوب ۵۱ کو میں نے سنا ہے۔ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ کشفی ہے، یا الہامی ہے، جو حجت قطعی نہیں ہے۔ شیخ مجدد کی کلام کشف والہام میں ہے۔

توہین انبیاء کے بارے میں مَیں نے تصریح کر دی اپنے بیان میں کہ سبّ کی قسم تعریض سے بھی ہوتی ہے اور لزوم سے بھی ہوتی ہے۔ لیکن میں نے وجہ ارتداد مرزا صاحب میں تعریض کو نہیں لیا، بلکہ جس ہجو کو انہوں نے قرآن مجید سے مستند کیا اور اسے قرآن مجید کی تفسیر گردانا اور جس ہجو کو اپنی جانب سے حق کہا، میں اسے وجہ ارتداد سمجھتا ہوں۔ اور اسی کو ارتداد کی وجہ قرار دیا۔

مرثیہ شیخ رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۶، ۸ کے اشعار۔ صفحہ ۳۳ کے اشعار متعلق مسیح کا جواب۔

شیخ الہند صاحب کے جو شعر نقل کیے گئے۔

اس کے متعلق یہ جواب ہے کہ جو مدحیہ اشعار ہوں، وہ تحقیقی نہیں ہوتے، بلکہ بشر کی کلام اٹکل کے ہوتے ہیں اور شاعرانہ محاورہ، نئی نوع کلام کی تسلیم کیا گیا ہے۔ فرق اس میں یہ ہے کہ جو خدا کی کلام ہوگی وہ عقیدہ ہوگا اور وہ تحقیق ہوگی، اور وہ کسی طرح سے اٹکل نہ ہوگی، حقیقت حال ہوگی۔ نہ کم نہ بیش۔ بشر انتہاء کو حقیقت کی نہیں پہنچتا، تخمینی لفظ کہتا ہے۔ اور دنیا نے اس کو تسلیم کیا کہ شاعرانہ، نوع تعبیر، عام اطلاق الفاظ نہیں ہے، اور وہ تخمینہ پر عبارت کہہ دیتے ہیں جو آس پاس (قریب قریب) ہوتی ہے۔ ٹھیک حقیقت نہیں ہوتی اور خود شاعر کی نیت میں اور ضمیر میں منوانا اس کا عالم کو منظور نہیں ہوتا۔

www.khatmenubuwwat.org

جھوٹ میں اور شاعر میں یہ فرق ہے کہ جھوٹا کوشش کرتا ہے کہ میری کلام کو لوگ سچ مان لیں اور شاعر کی اصلاً یہ کوشش نہیں ہوتی، بلکہ وہ خود سمجھتا ہے کہ حاضرین بھی میری اس کلام کو حقیقت پر نہیں سمجھیں گے، بلکہ اگر کوئی حقیقت پر سمجھے تو اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے۔ دوسرے وقت ایسے وقائع دنیا میں بہت پیش آ چکے ہیں۔ مبالغہ شاعروں کے ہاں ہوتا ہے۔ اور یہ ایک قسم ہے کلام کی جو فنون علمیہ میں درج ہے۔ اور اس مبالغہ کی حقیقت یہ ہے کہ چھوٹی چیز کو بڑا ادا کرنا اور بڑی چیز کو چھوٹا ادا کرنا، بشرطیکہ نہ اعتقاد ہو نہ مخلوق کو منوانا ہو۔ پس اگر کوئی شخص کوئی ایسی چیز کہتا ہے کہ جس سے مغالطہ پڑتا ہے نبوت کے باب میں اور وہ ساری کوشش اس میں خرچ کرتا ہے، وہ اور جہاں کا ہے اور یہ حضرت شاعر اور جہاں میں ہیں۔

کتاب ازالۃ الاوہام مصنفہ مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی اور اشعار مولوی آل حسن صاحب سے جو مشکوٰۃ شریف میں جو قصہ حضرت عمر کے توارات کا ورق پڑھنے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جواب دینے کے متعلق مذکور ہے، اس سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جواب سے حضرت موسیٰ کی کوئی توہین ظاہر نہیں۔

جواب: میں موجب ارتداد مرزا صاحب میں اس قسم کی کوئی چیز پیش نہیں کرتا جس میں کہ مجھے نیت سے بحث کرنی پڑے۔ بلکہ میں نے اس چیز کو لیا ہے جسے انہوں نے قرآن کی تفسیر بنایا ہے اور اسے حق کہا ہے۔ اور جن چیزوں میں مجھے نیت کی تلاش رہتی وہ میں نے اپنی بحث سے خارج کر دیے ہیں۔ اور انہیں موجب ارتداد قرار نہیں دیا۔ میں اپنے بیان میں تصریح کر چکا ہوں کہ میں مرزا صاحب کی نیت پر گرفت نہیں کروں گا، زبان پر کروں گا۔ میں نے مرزا صاحب کی تمام کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ جس قدر مجھے حکم دینے کی ضرورت ہوئی، اسی قدر میں نے مطالعہ کیا ہے۔

مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا اور بغیر توبہ کے مرے، اس لیے میرے نزدیک وہ کافر ہیں۔

بروز، نسخ، رسخ، فسخ، مسخ کے جو الفاظ میں نے بیان کیے تھے، اس سے میں نے یہ دکھلایا تھا کہ ان کی کوئی حقیقت دین سماوی میں نہیں۔ اور کہ یہ لفظ نہ آئے ہوں، یہ غلط ہے، نہ میرے بیان میں ہے۔ علماء نے ان لفظوں کو لیا ہے اور رَد کیا ہے۔

میرا عقیدہ نہیں ہے کہ مسیح کی شکل دوسرے کسی مردود میں ڈالی گئی ہو۔ لیکن بعض مفسرین نے اہلِ کتاب سے نقل لی ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ (بقرہ: ۶۵) کے متعلق میرا عقیدہ کہ وہ لوگ مسخ ہو گئے تھے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی نے جو کچھ مرزا صاحب کے متعلق کہا ہے، میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کہاں تک درست کہتا ہے۔ محمد اکبر

سوال مکرر: میں نے کل اس سوال سے کہ اسلام کی بنا جو پانچ چیزوں پر بیان کی گئی ہے، اس سے مراد میں نے یہ لی تھی کہ صاحب شریعت نے جو بناء اسلام کی پانچ چیز پر رکھی ہے۔

مظہر نے بہت سے دفعات کا اضافہ کیا ہے۔ اس کا جواب میں نے اس وقت یہ دیا تھا کہ جو جو چیز قرآن شریف میں سے لی جائے گی، وہ ایمان میں داخل ہو جائے گی۔ اور جو متواتر حدیث ہو گی، وہ ایمان میں داخل ہو جائے گی۔ اور یہ جو ہے کہ بناء اسلام کی پانچ چیز پر ہے، ایک شہادت توحید کی، اور شہادت رسالت کی، اس شہادت رسالت کے تحت سارا دین پیغمبر کا داخل ہو گیا۔

www.khatmenubuwwat.org

رسول کا ماننا، ان کی شریعت کی اطاعت کو حاوی ہے۔ انہی پانچ کے اندر، بلکہ ایک ہی لفظ کے اندر رسول کی رسالت کا ماننا، سارا دین آ گیا۔

میں نے کوئی دفعہ جو اضافہ کی ہے، مطلق اضافہ نہیں، نیز مقنن اگر کئی ایک قانون کہے تو یہ اعتراض بے معنی ہے کہ ایک ہی دفعہ کے تحت ذیلی منشاء کو کیوں ادا نہ کر دیا، بلکہ سارے قوانین اس کے واجب الانقیاد یعنی واجب الاطاعت ہوں گے۔ اور اس میں مَیں نے صحیح مسلم کی حدیث کا حوالہ کل دیا تھا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جو کوئی ان سب پر جو میں لایا ہوں خدا کی طرف سے ایمان نہ لائے وہ مومن نہیں۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ میں امر کیا گیا ہوں کہ میں مقابلہ کروں لوگوں کے ساتھ یہاں تک کہ شہادت دیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی اور ایمان لائیں مجھ پر اور اس چیز پر جو میں لے کر آیا ہوں۔

بناء اسلام کے جو پانچ ارکان بیان کیے گئے ہیں۔ یہ مہم ارکان ہیں۔ بڑے ستون تو یہ ہیں اور حدیث میں اور چیزیں بھی ہیں، یعنی ایمان کے دیگر بھی کئی شعبے ہیں۔ خلافت شیخین کے اجماع کے متعلق میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ جو شخص ان کے مستحق خلافت ہونے کا انکار کرے کہ وہ خلافت کے لائق نہ تھے، وہ شخص کافر ہے۔[1]

لعل المراد انكار استحقاقها الخلافة فهو مخالف لاجماع الصحابة لا انكار وجودها.

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ شاید مراد انکار ہے۔ استحقاق شیخین کا ایسا شخص مخالف ہے اجماع صحابہ کے، یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ وہ وقوع خلافت سے کوئی انکار کرے۔

حیات مسیح کے سوال پر امت کا اجماع ہے اور امت کہتے ہیں یہاں سے لے کر پیغمبر کے زمانے تک کے مسلمان اور صحابہ بھی اس میں داخل سمجھے جائیں گے۔

دیوبندیوں کے خلاف جو فتویٰ علماء بریلی کا پیش کیا گیا تھا، اس میں جو فقرے کتاب تحذیر الناس سے نقل کیے گئے ہیں، وہ مختلف مقامات سے جوڑ کر ان کی مولانا محمد قاسم صاحب کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ مولانا کی تصریح یہ ہے کہ جو ختم زمانی کا انکار کرے، وہ بسبب انکار تواتر کافر ہے۔ کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۱۰ پر سواگر سے کافر ہو گا تک۔

مولانا نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ جو ختم زمانی کا انکار کرے وہ قرآن سے، تواتر سے اور اجماع سے کافر ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ قرآن اور حدیث جس طریقہ پر ہمارے پاس پہنچا، اس طریقہ کو علماء نے ادا کیا اور جو شخص تواتر کا انکار کرے وہ قرآن کو ثابت نہیں کر سکتا اور دین ابتداء سے آخر تک منہدم ہو جائے گا۔ اس میں پس و پیش کرنا کہ متواتر خبر، حدیث قطعی ہے، مستلزم ہو گا کہ قرآن میں بھی پس و پیش کرے کہ اس واسطے کہ ثبوت قرآن کا اور حدیث متواتر کا تواتر ہی ہے۔ تواتر میں اگر جھگڑا ڈالا تو اس شخص کے پاس دین محمدی کی کوئی جڑ نہیں۔

کل یہ سوال کیا گیا تھا کہ امور مستقبلہ پر اجماع ہوتا ہے یا نہیں، امور مستقبلہ میں اجماع نہ ہونا کی مراد یہ ہے کہ حکم عملی،

۱۔ شامی باب الامامت، نقل عن البحر الرائق، صفحہ ۵۶۱، جلداوّل

www.khatmenubuwat.org

جو ہاتھ پیر سے کرنا ہو، اسے مستقبل پر چھوڑا جاوے۔ پہلے سے اجماع کا کوئی اثر نہیں۔ وقت پر دیکھا جائے گا۔ اور جو عقیدہ قرآن و حدیث میں آ چکا ہے، مستقبل کے متعلق اس پر اجماع منعقد ہونا معقول ہوگا اور حجت ہوگا۔ کہیں فرض ہوگا۔ **ودعوی النبوة بعد نبينا صلّى اللّٰه عليه وسلّم كفر بالاجماع.**

شرح مسلم الثبوت، صفحہ ۵۱۹، کتاب اکمال الاکمال کے حوالہ سے جو کل یہ بیان کیا گیا تھا کہ امام مالک فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام ۳۳ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ اس کتاب کے دوسرے صفحہ پر ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام اتریں گے، امام مالک کی مراد یہی ہوگی کہ برائے چند ساعت موت دی گئی ہے اور بعد میں اٹھائے جائیں گے۔ ایک ہی صاحب کے مقولہ کے دو قطعہ ہیں۔

سن کر تسلیم کیا گیا۔

دستخط جج صاحب

۲۹/اگست ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

بیان و جرح حضرت نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ

مورخہ ۳۰-۳۱/اگست ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

علمی دنیا کی جانی پہچانی عظیم شخصیت حضرت مولانا نجم الدین صاحبؒ، جو عرصۂ دراز تک اورینٹل کالج لاہور میں عربی کے استاد رہے، نے اپنی تمام عمر فتنۂ مرزائیہ کے کفر وارتداد کو آشکارا کرنے میں گزاری۔ ملک کا شاید ہی کوئی کونہ ایسا ہو جہاں آپ اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے نہ پہنچے ہوں۔ اسی جذبے کے تحت آپ بہاولپور تشریف لائے۔ ۳۰، ۳۱/اگست ۱۹۳۲ء کو اپنا بیان عدالت میں قلمبند کراتے ہوئے آپ نے مرزا قادیان کے لیے بے شمار کفر کے وجوہ سے صرف تین وجوہ:

۱۔ ادعاء نبوت تشریعی وغیر تشریعی

۲۔ توہینِ انبیاء علیہم السّلام

۳۔ تمام مسلمانِ عالم کو کافر بنانا

بیان فرما کر قرآنِ پاک واحادیث متواترہ کی روشنی میں فرقۂ مرزائیہ کے کفر وارتداد کو ثابت کر کے فریقینِ ثانی کی جرح کے ایسے مُسکت جواب دیے کہ فاضل عدالت پر مرزا اور اُس کے متبعین کا کذب وارتداد کُلی طور پر واضح کر دیا۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

بیان گواہ
باقرار صالح

مولوی نجم الدین ولد مولوی احمد دین پیشہ ملازمت پروفیسر اورینٹل کالج لاہور عمر ۵۳ سال میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ان کی کتابوں کی رُو سے اور ان کی تحریرات کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے جو دعویٰ نبوۃ یا رسالت تشریعی یا غیر تشریعی کیا ہے، اس بناء پر وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ وہ مرتد ہیں اور ان کے متبعین بھی انہیں کا حکم رکھتے ہیں۔ اور مرتد کے ساتھ کسی سابقہ منکوحہ کا نکاح قائم نہیں رہ سکتا۔ اور نہ آئندہ اس کو کسی مسلمہ یا ذمیہ (حرہ) یا لونڈی سے نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ یہ سابقہ نکاح بدون قضاء قاضی فسخ ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف کی آیت سورہ ممتحنہ، نمبر ۱۰، پارہ ۲۸: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، اس بات کی دلیل ہے جو ہمارے فقہاء نے اس مسئلہ کو بلکہ تمام علمائے اسلام نے واضح طور پر اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے۔ شامی، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۲۵، فتاویٰ عالمگیریہ کے صفحہ نمبر ۴۰۶ میں بھی یہ مسئلہ مفصل طور پر موجود ہے۔ ان کے کفر کے وجوہ اگرچہ بہت سے ہیں، مگر یہ صرف اس وقت صرف تین امور پر اِکتفا کروں گا۔

اوّل: ادعائے نبوۃ، تشریعی اور غیر تشریعی

دوم: توہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام

سوم: تمام مسلمانان عالم کو کافر گردانا، خواہ مرزا صاحب کی دعوت ان کو پہنچی ہو یا نہ، ان کے مکذب مکفر ہوں یا نہ۔ ان وجوہ کی بناء پر وہ کافر اور خارج از اسلام ہیں۔

مرزا صاحب نے دافع البلاء، صفحہ نمبر ۵ میں لکھا ہے کہ اور وہ قادر خدا قادیان کو طاغوت کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تاکہ سمجھو کہ قادیان اس لیے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔[1] پھر دافع البلاء، صفحہ نمبر ۱۱ میں لکھتے ہیں کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔[2] مرزا صاحب نبوۃ تشریعی کے مدعی تھے اور اس کے ثبوت کے لیے انہوں نے دو وجہ بیان کیں۔ ایک اربعین نمبر ۴ کے صفحات ۶، ۷، ۸ پر لکھتے ہیں۔ اگر کہو کہ صاحبِ شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ ہر ایک مفتری۔ تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحبِ شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی مثلاً یہ الہام: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ. (نور: ۳۰) آگے دو سطریں چھوڑ کر کہتے ہیں کہ اگر کہو کہ صاحبِ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی. صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی. (اعلیٰ: ۱۸-۱۹) یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستثناء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر تورات یا قرآن

۱۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۵
۲۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۱

www.khatmenubuwwat.org

شریف میں باستثناء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی[1] اور مرزا صاحب نے امر و نہی کے ثبوت کے لیے ضمینہ تحفہ گولڑویہ میں چند مثالیں بھی بیان کیں، جن میں ذیل ہیں:

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۲۲ پر کہتے ہیں کہ **قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ.** (عمران: ۳۱) **یَا احمد اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ..... یٰآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ.** (بقرۃ: ۳۵)[2]

دوسرا معیار نبوۃ تشریعی کا انہوں نے کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۳۲۵ پر یہ بیان کیا ہے کہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحبِ شریعت کے ماسوائے جس قدر ملہم اور محدث ہیں کہ وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔[3]

حقیقت الوحی، صفحہ ۱۶۳ پر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا، وہ اس وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ اس کے بعد تین سطریں چھوڑ کر کہتے ہیں کہ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا، وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔[4]

مرزا صاحب اربعین نمبر ۴، صفحہ ۱۳ پر کہتے ہیں کہ اس بات کو قریباً ۹ برس کا عرصہ گزر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دینِ اسلام کی گئی تھی۔ تب ان کی ہر ایک پہلو سے گریز دیکھ کر.....[5] الخ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مخالف کو انہوں نے کافر قرار دیا۔

مرزا صاحب فتاویٰ احمدیہ، جلد اوّل، صفحہ ۲۶۹ پر کہتے ہیں کہ **واعلم ان عملا من الاعمال لایفید لاحد من دون ان یعرفنی ویعترف.** دعویٰ و دلائل میں کسی کا کوئی عمل میرے دعویٰ اور دلیلوں اور میرے پہچاننے کے بغیر مفید نہیں ہوسکتا۔ اپنا ماننا ضروری سمجھتے ہیں اور نہ ماننے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اس طرح فتاویٰ احمدیہ، جلد اوّل، صفحہ ۳۰۸ پر کہتے ہیں۔ بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابلِ مواخذہ ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۵ پر کہتے ہیں، حضرت مسیح موعود سے ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ فرمایا: **لا یلدغ المؤمن من جحر واحد.** یعنی مومن ایک سوراخ سے دو

۱۔ اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۶-۴۳۵

۲۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۵۹

۳۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۳۲

۴۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۶۸-۱۶۷

۵۔ اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۴۱

www.khatmenubuwwat.org

بار کا ٹانہیں جاتا۔ ہم خوب آزما چکے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل منافق ہوتے ہیں، ان کا حال ہے۔ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُ وْنَ. (بقرہ:۱۴) یعنی ہمارے سامنے تو یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمہارے ساتھ کوئی مخالفت نہیں ہے، لیکن جب اپنے لوگوں سے مخلی بالطبع ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ان سے استہزاء کر رہے تھے۔ پس یہ لوگ ایک اشتہار دیں کہ ہم سلسلہ احمدیہ کے لوگوں کو مومن سمجھتے ہیں، بلکہ ان کے کافر کہنے والوں کو کافر کہتے ہیں تو میں آج ہی اپنی جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں۔ فتاویٰ کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص مرزا کو نہیں مانتا، خواہ اس کو کافر کہے یا نہ، وہ مسلمان نہیں اور اس کا کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں، خواہ حج ہو، زکوٰۃ وغیرہ۔

مرزا صاحب نے اپنے پر نزولِ وحی کا دعویٰ کیا ہے، جس کا حوالہ نزول المسیح، صفحہ ۹۹ میں موجود ہے۔ کہتے ہیں:[1]

آنچہ من بشنوم زوحی خدا — بخدا پاک دانش ز خطا
ہمچوں قرآن منزہ اش دانم — از خطا ہائے ہمیں است یمانم

نیز مرزا صاحب اپنے پر جبرئیل علیہ السّلام کے نزول کے مدعی ہیں۔ چنانچہ اس کا حقیقت الوحی، صفحہ ۱۰۳ پر کہتے ہیں۔

جاء نی آئیل..... واختار..... اشار.[2]

اس کے ذیل میں ایک نوٹ ہے، جس میں لکھا ہے کہ اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے جو انہوں نے کیا تھا، میں صرف ان چند حوالوں پر اِکتفا کرتا ہوں۔ مرزا صاحب نے صرف دعویٰ ہی پر اِکتفا نہیں کیا، بلکہ اپنی شان نبوۃ و رسالت کا سکہ جمانے کے لیے تمام خصوصیات نبوۃ اور لوازمات رسالت کو نہایت جزم و وثوق کے ساتھ اپنی ذات کے لیے ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جن خصوصیات کی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی جماعت دوسرے مقربان بارگاہ الٰہی سے ممتاز ہوسکتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام پر بھی نزول جبرئیل ہوا کرتا ہے۔ ان کی وحی اور الہام کا قطعی اور یقینی ہونا اور اپنی وحی کو خدا کا کلام کہنا، اور اپنے خوارق عادات کا نام معجزہ رکھنا اور منکر، متردّد، ساکت کو کافر منافق ٹھہرانا اور اپنی جماعت سے خارج ہونے والے کو مرتد کا خطاب دینا، اس قسم کے دعویٰ کے حوالہ جات، مرزا صاحب کے مصنفات سے بکثرت ملتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے الہامات کو وحی الٰہی اور خدا کا حکم اور قرآن شریف کی طرح قطعی کہتے ہیں۔ چنانچہ حاشیہ حقیقت الوحی، صفحہ ۶۹ پر کہتے ہیں کہ ان الہامات کی ترتیب بوجہ تکرار کے مختلف ہے۔ کیونکہ یہ فقرہ وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شاید سو سو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے ان کی قرأت ایک ترتیب سے نہیں۔ اور شاید آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے۔ کیونکہ عادت اللہ اس طرح سے واقع ہوئی کہ اس کی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی ہے۔[3] مرزا صاحب کی جماعت سے جو شخص علیحدہ ہو جائے، اس کو مرتد کا

۱۔ نزول المسیح، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۴۷۷
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۶
۳۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۷۲

www.khatmenubuwat.org

خطاب دیا جاتا ہے۔حقیقت الوحی،صفحہ۱۲۲ پر کہتے ہیں، پھر ایک اور خوشی کا موقع ہمارے مخالفین کو پیش آیا کہ جب چراغ دین جموں والا، جو میرا مرید تھا، مرتد ہو گیا۔اور بعد ارتداد میں نے رسالہ دافع البلاء میں اور معیار اہل الاصفیاء میں اس کی نسبت خدا تعالیٰ سے یہ الہام شائع کیا کہ وہ غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک کیا جائے گا۔[1] جس شخص کو مرزا صاحب کی معرفت حاصل نہ ہو اور ان کے دعویٰ اور دلائل سے واقفیت پیدا نہ کرے، اس کا کوئی عمل صالح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ مقبول نہ ہوگا۔جیسا کہ فتاویٰ احمدیہ، جلداوّل، صفحہ۲۶۹ کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔یہ خصوصیات مذکورہ ایسی ہیں جو ماسوائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اصحاب شریعت کے کسی دوسرے مقرب بارگاہ الٰہی میں جمع نہیں ہوسکتیں، ان سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حقیقی نبوۃ کے مدعی تھے۔اور اپنے آپ کو اس معنی میں نبی اور رسول ظاہر کرتے تھے۔جس معنی میں دوسرے انبیاء علیہم السّلام کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ باوجود ان تصریحات کے مرزا صاحب نے خواہ مخواہ پردہ پوشی اور مخالفین کو خاموش کرانے کے لیے اپنے آپ کو ظلی اور بروزی نبی ظاہر کیا۔اور ختم النبوۃ کی نصوص قطعیہ کی بظاہر مخالفت سے بچنے کے لیے ایک جدید راہ نکالی، مگر جہاں تک حقائق شرعیہ کا تعلق ہے، یہ توجیہ اور تدبیر ان کے لیے مفید معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ مجازی اور ظلی بروزی نبوۃ کی اصطلاح خود مرزا صاحب کی پیدا کردہ ہے۔قرآن حکیم اور احادیث میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔اگر فی الحقیقت ظلی اور بروزی نبوۃ کا وجود ہوتا تو لامحالہ اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یا ائمہ مجتہدین کی تحقیقات میں اس کا کوئی تذکرہ ہوتا، بلکہ سب سے پہلے تو یہ دروازہ ان بزرگ مقدس ہستیوں پر کھلا جن کے پاک کاندھوں پر اسلام کی بنیاد کھڑی کی گئی۔اگر نبوۃ تشریعی اور غیر تشریعی کا دروازہ ارشاد خداوندی خاتم النبیّین سے بند نہ ہو گیا ہوتا تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باوجود استعداد اور قابلیت نبوۃ کے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود سے پوری پوری جھلک دکھا رہی تھی۔ یہ ارشاد نہ فرمایا ہوتا: **لو کان بعدی نبیًا لکان عمر.**[2] اور اسی طرح صراحتاً مشابہت ہارون کے بعد جناب علی کرم اللہ وجہہٗ سے یہ ارشاد نہ فرماتے: **الا انہٗ لانبی بعدی.** کیونکہ بوقت ارادہ نبوۃ مجازی بخیال مرزا صاحب نہ تو آیت خاتم النبیّین کی مخالفت ہے اور نہ ہی فرمان مصطفوی: **لانبی بعدی** سے کوئی تصادم ہوتا ہے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی شخص کو نبوۃ ملنے کا امکان نہیں، خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ساری امت سے اس منصب کے لیے منتخب کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور (غیبیہ) میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اسی وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں، کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے، اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔

مرزا صاحب نے حقیقی نبوۃ کے دعویٰ کو اس امت میں سے صرف اپنے ہی لیے مخصوص کیا اور جو شخص نبوۃ کا مدعی ہو، خواہ صاحب شریعت کہلائے یا نہ، وہ از روئے قانون اسلامی دائرۂ اسلام سے خارج اور زندیق، مرتد کہلانے کا مستوجب ہے۔اس کے

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۲۶

۲۔ انت منی بمنزلۃ..... صحیح مسلم، رقم ۶۳۷۰، صحیح ابن حبان، ۶۹۲۶، مسند احمد، رقم ۱۱۲۷۲

www.khatmenubuwat.org

لیے بہت سے دلائل ہیں۔ میں اوّلاً قرآن حکیم کی چند آیات پیش کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. (احزاب: ۴۰) تفسیر ابن کثیر، جلد ۸، صفحہ ۸۹ میں ہے: **وهٰذا الاية نص فی انه لا نبی بعده..... الاجراء..... ولا يقتضی.** اس تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں صفحہ ۹۲ و ۹۱ پر درج ہے۔ **ومن رحمة اللّٰه عليه اٰله قوله ما دامت السمٰوات والارض.** پہلی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بطریق اولیٰ نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ رسول اور نبی میں عام خاص کی نسبت ہے۔ رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔

دوسری عبارت کا ترجمہ یہ ہے، بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُن کی طرف بھیجا۔ پھر اس کی کمال عنایت ہے کہ آپ کے ساتھ تمام انبیاء اور رسولوں کو ختم کر دیا اور دین حنیف کو آپ کے سبب سے مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سنت متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تاکہ انہیں اس بات کا پتہ چل جائے کہ آپ کے بعد جو شخص دعویٰ نبوت کرے، وہ کذاب، زندیق، دجال، ضال اور مضل ہے، خواہ قسما قسم کے جادو اور شعبدے اور طلسم اور عجائبات دکھلائے، سب کے سب بیہودہ اور عقلمندوں کے نزدیک گمراہی کا موجب ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں پر اس قسم کے شعبدے اور عجائبات دکھلائے جن کو دیکھ کر ہر عقلمند ذی فہم معلوم کر گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ ہیں۔ ان پر خدا کی لعنت ہے اسی طرح جو شخص قیامت تک دعویٰ نبوۃ کرے گا، اس کا بھی یہی حال ہے۔ یہاں تک کہ ان کا سلسلہ مسیح دجال پر ختم ہوگا۔ اس کے ساتھ قسما قسم کے عجائبات اور خوارق ہوں گے۔ علماء اور مومنین ان تمام چیزوں کے جھوٹے ہونے کی گواہی دیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق کے ساتھ بڑی عنایت اور مہربانی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ (جو مدعی نبوۃ ہیں) بحسب ضرورت واقع بھلے کاموں کا حکم نہ دیں گے اور نہ ہی برے کاموں سے روکیں گے۔ ہاں بطور اتفاق کبھی کبھی امر و نہی کا سلسلہ بھی جاری کریں گے، یا ایسی چیزوں میں امر و نہی کا سلسلہ جاری کریں گے جو ان کے مقاصد کے لیے مفید ہوگا، ان کے اقوال اور ان کا طرزِ عمل جھوٹ اور فجور سے ملوث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرما دیا ہے، کیا میں تمہیں خبر دوں کہ کس پر شیطان نازل ہوتا ہے۔ ہر جھوٹے گنہگار پر شیطانوں کا نزول ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السّلام کے حالات بالکل ان کے برخلاف ہیں۔ ان میں نہایت نیکی اور سچائی اور ہدایت اور استقامت پائی جاتی ہے، اور قول و فعل میں وہ راست باز اور درست ثابت ہوتے ہیں۔ بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان سے خوارق عادات اور واضح دلیلیں اور روشن برہان بھی مویّد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ان پر ہمیشہ رہیں جب تک آسمان اور زمین قائم رہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی شخص کو نبوۃ ملنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ خاتم النبیّین ہیں۔ اس آیت کی قرأۃ دو طور پر ثابت خاتَم اور خاتِم تمام قراء سوائے حسن اور عاصم کے خاتِم پڑھتے ہیں۔ اور ان دونوں نے خاتَم پڑھا ہے۔ اس کی تفسیر خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرما دی جس کے بعد کسی اور شخص کو تفسیر کرنے کی یا کوئی توجیہ پیدا کرنے کی حاجت نہیں رہی۔ غزوہ تبوک میں جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے جا رہے تھے تو مدینہ میں حضرت علی کرم

www.khatmenubuwwat.org

اللہ وجہہٗ کو اپنی جگہ انتظام کے لیے چھوڑنے کا ارشاد فرمایا۔ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں یہ عرض پیش کی کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کر تشریف فرما ہوتے ہیں، جو میری مردانگی اور شجاعت کے مناسب نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ان کو ارشاد فرمایا: **امام ترضیٰ ان تکون..... الا انه لا نبی بعدی.**[1] جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی جانشینی کے لیے مدینہ منورہ میں چھوڑ کر حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ تشبیہ دی تو سننے والے کو ان سے شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد منصب نبوۃ کے ساتھ اس طرح متصف ہوسکیں گے، جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السّلام متصف تھے، اس شبہ کے رفع کرنے کے لیے آپ نے یہ فرما دیا کہ اگرچہ تم ہارون علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرح میرے اس وقت جانشین ہو، جس طرح موسیٰ علیہ السّلام طور پر جانے کے لیے حضرت ہارون علیہ السّلام کو اپنا جانشین مقرر فرما گئے تھے۔ مگر یہ کبھی خیال نہ کرنا کہ تم منصب نبوۃ سے بھی موصوف ہو سکتے ہو، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۵۱۳ پر)

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (ابن کثیر، جلد ۸، صفحہ ۹۰): **قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم.....**[2] **ختم بی النبیون.**[3]

آپ نے فرمایا کہ میری حالت اور دوسرے انبیاء علیہم السّلام کی حالت اس آدمی کی حالت سے مشابہ ہے جس نے ایک مکان بناء کیا اور اسے مکمل کر دیا۔ اور نہایت اچھا بنایا، مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ جو آدمی اس مکان کے دیکھنے کے لیے اس میں داخل ہوتا تھا اور اسے دیکھتا تھا تو ہنستا یہ کہہ دیتا تھا کہ یہ مکان کیسا ہی اچھا ہے، مگر اس اینٹ کی جگہ خالی اچھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں اللہ تعالیٰ نے میرے سبب سے تمام انبیاء علیہم السّلام کو ختم کر دیا۔ دوسری روایت ابن کثیر، جلد ۸، صفحہ ۹۱ پر ہے کہ فرمایا: **وانا العاقب الذی لیس بعدهٗ نبی.**[4] پس میں پیچھے آنے والا ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کتاب کے اسی صفحہ پر دوسری روایت بالفاظ ذیل ہے: **خرج علینا رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم یوما..... کالمودع ولانبی بعدی.**[5] یعنی ایک دفعہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم پر ایسے طریقہ پر ظاہر ہوئے جس طرح کوئی رخصت کرنے والا کسی کے پاس آتا ہے۔ اور آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ میں ہی نبی امّی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ شمائل ترمذی میں بھی روایت موجود ہے: **انا العاقب الذی لیس بعدهٗ نبیٌ.** ترمذی جلد دوئم، صفحہ ۵۱ پر ہے: **ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی.**[6]

۱۔ صحیح مسلم، رقم ۶۲۳۷۰، مسند ابی یعلیٰ، رقم ۷۵۵، سنن الکبریٰ نسائی رقم، ۸۴۴۷

۲۔ **فضلت علی الانبیاء.....** صحیح مسلم، رقم ۱۱۹۵، سنن ترمذی، ۱۵۵۳، مسند ابی عوانہ، رقم ۹۱۳

۳۔ **مثلی و مثل الانبیاء.....** صحیح بخاری، رقم ۳۵۳۵، صحیح مسلم، رقم ۶۱۰۳، مسند احمد، رقم ۱۴۸۸۸

۴۔ **انا العاقب.....** صحیح مسلم، رقم ۶۲۵۱، مسند احمد، رقم ۱۶۷۳۴

۵۔ **خرج علنا رسول اللّٰه.....** مسند احمد، رقم ۶۶۰۶

۶۔ **ان الرسالة والنبوة.....** سنن ترمذی، ۲۲۷۲، مسند احمد، رقم ۱۳۸۲۴، المستدرک، ۸۱۷۸

www.khatmenubuwwat.org

آپ نے فرمایا کہ نبوۃ اور رسالت دونوں ختم ہو چکے ہیں، نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔ صحابہ کو یہ بات دشوار گزری۔ آپ نے فرمایا کہ مبشرات باقی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا خواب اور یہ نبوۃ کے اجزاء میں سے ہے۔ کتاب کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۱۱۲ پر ہے کہ آپ نے فرمایا: **انی عند اللّٰہ فی ام الکتاب خاتم النبیّین.**[1] میں لوح محفوظ میں اللہ کے پاس خاتم النبیّین لکھا گیا ہوں۔ اس آیت سے مسئلہ ختم النبوۃ اور رسالت ثابت ہوا۔ جس کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ دوسری آیت: **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.** (مائدہ:۳) اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ جب کسی چیز کی تکمیل ہو جاتی ہے تو اس کے بعد کسی اور چیز کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ۳، صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں کہ: **ھذہ اکبر انعم اللّٰہ اشرف کتبہ.**

ترجمہ: یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دین کو مکمل کر دیا۔ اس کے بعد نہ وہ کسی دین کے محتاج ہیں اور نہ کسی دوسرے نبی کی طرف اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء بنا دیا اور تمام جنوں اور انسانوں کی طرف آپ کو مبعوث فرمایا۔

ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۲۵۳، تیسری آیت: **قُلْ یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا.** (اعراف: ۱۵۸) اس آیت سے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ میں نے آپ کو سب دنیا کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی یا رسول نہیں ہوسکتا۔ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ۴، صفحہ ۲۵۳ پر لکھتے ہیں: **یامحمد یاایھا الناس..... کافۃ.** جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ سب لوگوں کے لیے خطاب ہے، چاہے سرخ رنگ کے ہوں یا سیاہ کے عربی ہوں یا عجمی ہوں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اور یہ آپ کی عظمت اور شرافت کی نشانی ہے کہ آپ خاتم النبیّین ہیں اور تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں۔

چوتھی آیت: **وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ.** (سبا: ۲۸) اس سے معلوم ہوا کہ ہم نے نہیں بھیجا آپ کو، مگر تمام دنیا کے لیے کفایت کرنے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا رسول یا نبی آئے گا تو آپ **کافۃ للناس** نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آپ تمام احکام کو جو ساری دنیا کے لیے ضروری تھے، ان کو مکمل کر چکے ہیں اور بقدر ضرورت ان کی تشریح فرما چکے ہیں۔ کوئی دوسرا شخص رسول یا نبی نہیں ہوسکتا۔

پانچویں آیت: **وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ.** (بقرہ:۴) سے معلوم ہوتا ہے کہ متقی بننے کے لیے صرف ان چیزوں کی ضرورت ہے جو اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو وہ وحی جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف نازل کی گئی اور دوسری وہ وحی جو آپ سے پہلے لوگوں پر نازل کی گئی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد بھی کسی وحی پر انسانوں کی نجات اور اتقاء کی مدار ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے بھی یہاں ذکر فرما دیتا۔ مگر ایسا نہیں کیا

۱۔ **انی عند اللّٰہ فی.....** مسند الشامیین، رقم ۱۴۵۵، کنز العمال، رقم ۳۲۱۱۴

www.khatmenubuwwat.org

گیا۔معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور نئے نبی کی یا نبی وحی کی متقی بننے کے لیے حاجت نہیں۔اور نہ ہی اس کے آنے پر یا اس کے ماننے پر انسانوں کی نجات کا دار و مدار ہے۔ان آیات اور احادیث کے بعد چند اقوال علماء کے بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ساری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دروازۂ نبوۃ ختم ہو چکا ہے۔کسی دوسرے نبی پر جبرئیل وحی لے کر نہیں آئے گا۔ اس مسئلہ کو تمام علماء امت نے قبول کیا ہے اور ہر ایک طبقہ کے لوگوں نے اپنی تصانیف میں اس کو درج فرمایا ہے۔عقائد نسفی، صفحہ ۹۹ ''اول الانبیاء آدم و آخرہم محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم'' اور شرح عقائد کے صفحہ ۱۰۱ میں ہے: **واذا ثبت نبوة..... وقد دل كلامه وكالم الله كما زعم بعض النصارىٰ.**

پس جب آپ کی نبوت ثابت ہو چکی اور اللہ کے کلام اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ آپ خاتم النبیّین ہیں اور تمام جنوں اور انسانوں کی طرف آپ کی بعثت ہے تو ثابت ہو گیا کہ آپ آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی نبوۃ کا عرب کے ساتھ اختصاص نہیں، جیسا کہ بعض عیسائیوں کا خیال ہے۔

غنیۃ الطالبین میں حضرت پیر صاحب صفحہ نمبر ۱۸۳ پر لکھتے ہیں کہ **والاعتقاد اهل السنة الى قوله على الناس كافة.** یعنی سب اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام رسولوں کے سردار ہیں اور خاتم النبیّین ہیں۔اور تمام دنیا کی طرف جن اور انسانوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں۔جیسا کہ آیت: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (انبیاء: ۱۰۷) سے معلوم ہوتا ہے۔اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی ارشاد فرمایا کہ میں تمام انبیاء پر چار چیزوں سے فضیلت دیا گیا ہوں۔ایک ان میں سے یہ کہ مجھے تمام دنیا کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

عقیدۃ طحاوی، صفحہ ۱۴ پر امام طحاوی لکھتے ہیں کہ یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔اور تمام اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔جو ان کے طریقے پر چلنے والے ہیں۔عبارت یہ ہے: **وكُلُّ دعوى النبوة بعدهٗ فَغِیٌّ وَهَوىٰ.**[1] یعنی آپ کے بعد مدعی نبوۃ ہونا ضلالت اور گمراہی کا پیش خیمہ ہے۔تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۶۱ پر امام سیوطی نے عمر بن عبدالعزیز کے خطبہ میں نقل کیا ہے: **ايها الناس انّهٗ لا كتاب بعد القرآن ولانبى بعد محمد.....** یعنی قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں آئے گی اور نہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی ہو سکے گا۔[2]

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۹۱، جلد دوم میں لکھتے ہیں: **ودعوى نبوة بعد نبينا صلّى اللّٰه عليه وسلّم كفر بالاجماع.** ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوۃ کا دعویٰ کرنا تمام امت کے اتفاق سے کفر ہے۔کتاب الاشباہ النظائر، صفحہ ۲۶۷ پر ہے: **اذا لم يعرف ان محمدًا صلّى اللّٰه عليه وسلّم..... فليس بمسلم لانه من الضروريات.** یعنی جو شخص محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام نبیوں کا آخر تسلیم نہیں کرتا، وہ مسلمان نہیں۔فتاویٰ عالمگیری، جلد دوم، صفحہ ۴۱۱ پر ہے: **اَن محمدًا صلّى**

۱۔ شرح الطحاویہ، ۱/ ۱۶۷

۲۔ تاریخ الخلفاء، ج ۱، ص ۱۷۳، البدایۃ والنہایۃ، ج ۹، ص ۲۲۴، تاریخ دمشق لابن عساکر، ۴۵، ۱۷۱، مروج الذہب ومعادن الجوہر للمسعودی، ج ۳، ص ۱۸۵

www.khatmenubuwwat.org

اللّٰہ علیہ وسلّم. آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہٗ من ضروریات[1] یعنی جو محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آخر الانبیاء نہیں سمجھتا، وہ مسلمان نہیں۔ کتاب الفصل ابن حزم، جلد۳، صفحہ ۲۴۹ پر ہے کہ: **اَوَاَنَّ بعد محمد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نبیا غیر عیسٰی علیہ السلام بن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ لصحۃ قیام الحجۃ.**[2] جو شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام کے سوا کسی دوسرے نبی کا اعتقاد کرے، اس کی تکفیر میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں۔ اس کتاب کی جلد ۴، صفحہ ۱۸۰ پر ابن حزم لکھتے ہیں: **ھٰذا مع سماعھم..... فی اٰخر الزمان.** یعنی اللہ کے اس قول کے سننے کے بعد کہ: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب: ۴۰) اور نبی کریم کے ارشاد: لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کے پہنچنے کے بعد کوئی مسلمان کیسے جائز رکھ سکتا ہے کہ زمین میں آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا سوا اس نبی کے جس کا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحیح احادیث میں استثناء فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام آخر زمانہ میں اتریں گے۔ اس کتاب کی جلد۳، صفحہ ۲۵۶ پر ہے کہ: **ومن قال ینبی بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام..... فھو کافر.** مطلب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی شخص کو نبی مانتا ہے یا کسی چیز کا انکار کرے جو اس کے نزدیک صحیح ثابت ہوگئی ہو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس کا ارشاد فرمایا ہے تو وہ کافر ہے۔ نسیم الریاض، جلد ۴، صفحہ ۵۰۶ پر لکھا ہے: **کذلک فکفر من ادعٰی نبوۃ..... نبینا علٰی اٰلہٖ علیہ وصلعم..... کالعیسویہ.** اس طرح ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نبوۃ کا دعویٰ کرے۔ خواہ آپ کے زمانہ میں ہو، جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی، یا آپ کے بعد کسی دوسرے شخص کی نبوۃ کا مدعی ہو تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ آپ خاتم النبیّین ہیں۔ قرآن اور احادیث کی رُو سے یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب ہوگی۔ الصارم المسلول، صفحہ ۱۶۸ میں ہے: **معلوم..... فھو کافرٌ وحلال الدم.**[3] جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، یا اس کا نبی یا کوئی ایسی جھوٹی خبر دے جس کو خدا کی طرف نسبت کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ حلال الدم۔ اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ ختم النبوۃ کا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو خود مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوسکتا۔ حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۷۹ پر وہ لکھتے ہیں: **وما کان لی ان ادعی النبوۃ وخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین.**[4] اس کتاب مترجم کے صفحات ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹ پر آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ (احزاب: ۴۰) کی تشریح میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں بغیر کسی استثناء کے اور ہمارے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اگر ہم کسی نبی کے ظہور کے مجوز بنیں گے تو نبوۃ کے دروازہ کو بند ہونے کے بعد اس کے کھولنے کے قائل ہو جائیں گے۔ اور یہ اللہ کے وعدہ کے خلاف ہے۔ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی طرح کوئی نبی آ سکتا ہے۔ حالانکہ آپ کے بعد وحی کا انقطاع ہو چکا ہے اور نبی آپ کے ساتھ ختم ہو چکے ہیں۔[5] اسی کتاب حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۷۲ پر آیت: اَلْيَوْمَ

۱۔ الاشباہ والنظائر، ۱/ ۱۶۱ ۲۔ الفصل فی الملل والاواء والنحل ۳/ ۱۳۹

۳۔ **ومعلوم انہٗ من کذب علی اللّٰہ بان زعم انہٗ رسول اللّٰہ اَو نبیہ..... فھو کافر حلال الدم.**

۴۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۹۷ ۵۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۰۰

www.khatmenubuwwat.org

اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ:۳) کی تشریح میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ہزارہا سال کے گزرنے کے بعد کسی ایسی حالت کا انتظار کیا جا سکتا ہے جس میں دین کی تکمیل ہو۔ اگر یہ مانا جائے تو دین کی تکمیل اور اس کے کمالات سے فراغت کا سلسلہ بالکل غلط ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ:۳) جھوٹی خبر ہو گی اور خلافِ واقعہ ہو گی۔[1] مرزا صاحب ازالۃ الاوہام، صفحہ ۵۲۲ پر لکھتے ہیں کہ نبی کیونکر آ سکتا ہے اور خاتم النبیّین کی دیواریں اس کو آنے سے روکتی ہے۔[2] اس طور میں مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام، صفحہ ۵۳۴ پر لکھا ہے، لیکن وحی نبوۃ پر تو ۱۳ سو برس سے مہر نبوت لگ چکی ہے۔ کیا یہ مہر اُس وقت ٹوٹ جائے گی۔[3] مرزا صاحب نے اس مسئلہ ختم نبوۃ کو سمجھ کر براہین احمدیہ، جلد پنجم، صفحہ ۸۵۰ میں اپنی پہلی براہین احمدیہ کی جلدوں کا حوالہ دیا ہے اور کہا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ، حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف منسوب تھیں، وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں۔ اور یہ فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور سنت میں موجود ہے، مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا اور براہین احمدیہ، حصص سابقہ میں وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور میری آنکھیں اس وقت بالکل بند رہیں، جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئے گا۔[4] اس حوالہ سے یہ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے قرآن حکیم کی آیات یا احادیث نبوی سے اپنی نبوۃ کے لیے جو استدلال پیش کیا ہے وہ محض لاطائل اور بے معنی سعی ہے۔ مرزا صاحب براہین احمدیہ کے لکھتے وقت اور اس سے پہلے مدتوں سے اپنی قرآن دانی اور حکمِ فہمی کے مدعی تھے۔ اگر ان کو اس سے پہلے قرآن کی رُو سے کسی نئے نبی کے آنے کا انکار تھا تو بعد میں قرآن کی کونسی آیت اتری یا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کونسی حدیث پیدا ہوگئی، جس کی بناء پر مرزا صاحب نے نبوۃ کا اِدعا کیا۔ یہی قرآن اور حدیث پہلے موجود تھے۔ خاتم النبیّین کی آیت اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ:۳) کی آیت اس وقت بھی قرآن میں موجود تھی۔ یہ ہر دو آیتیں قسم اخبار میں سے ہے اور اوامر و نواہی کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر ادعائے نسخ سے پناہ لے کر کوئی تاویل کی جاوے تو اوامر و نواہی میں جاری ہو سکتی ہے، اخبار میں نہیں ہوسکتی۔ یہ مسئلہ تمام اہلِ اسلام کے نزدیک مسلمہ اور متفق علیہ ہے۔ پھر کیونکر از روئے قرآن یا حدیث اپنے کو ادعا نبوۃ میں صادق کہہ سکتے ہیں۔ ختم النبوۃ کے معنی میں جو کچھ میں نے عرض کیا ہے۔ مرزا صاحب بھی اس معنی کو دوسری جگہ میں تسلیم کرتے ہیں اور اپنی کلام میں اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ تمام علماء امت نے اس کو سمجھا ہے لیکن اپنی خوش خیالی کو باقی رکھنے کے لیے بے محل اور خلاف محاورات عرب تاویل کر کے جان بچانے کی کوشش کی۔ خاتم کے معنی آخر کے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کتاب تریاق القلوب، صفحہ ۱۵۷ پر لکھتے ہیں کہ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی، یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اس طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ میرے ساتھ ایک

۱۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۰۱
۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۰
۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۸۷
۴۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۱۱۱

www.khatmenubuwwat.org

لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لیے خاتم اولاد تھا،[1] گویا خاتم اولاد اور خاتم النبیّین کے ایک ہی معنی ہوئے کہ جس کے بعد کوئی دوسرا نہیں۔ دوسری جگہ مرزا صاحب اس کتاب کے صفحہ ۱۵۶ پر لکھتے ہیں کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرح مذکر مؤنث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم الاولاد ہوگا۔[2] مرزا صاحب نے خاتم النبیّین کے بعد بروزی طور پر اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مگر خود انہیں کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص خاتم ہو، اس کا بروز بھی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ صفحہ ۱۵۶ روحانی خزائن کے حاشیہ پر لکھتے ہیں، مگر مہدی معہود بروزات کے لحاظ سے بھی دنیا میں نہیں آئے گا، کیونکہ وہ خاتم الاولاد ہے[3] اور صفحہ ۱۵۶ پر لکھتے ہیں کہ یہ بعض اکابر اولیاء کے مکاشفات ہیں، اور اگر احادیث نبویہ کو بغور دیکھا جائے تو بہت کچھ ان سے ان مکاشفات کو مدد ملتی ہے۔ لیکن یہ قول اس حالت میں صحیح ٹھہرتا ہے جب مہدی معہود اور مسیح موعود کو ایک ہی شخص مان لیا جاوے۔[4] اس حوالہ سے بروزی اور ظلی نبی ہونے کا بھی دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے۔ ان گذشتہ بیانوں سے ثابت ہوگیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین اور آخر النبیّین والمرسلین ہیں۔ آپ کے بعد جو شخص اپنے لیے ادعا نبوۃ کرے یا کسی دوسرے کو نبی مانے، وہ تمام اہلِ اسلام کے نزدیک کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ کسی ایک کا بھی اس میں اختلاف نہیں ہے۔ دوسرا مسئلہ توہین انبیاء علیہم السّلام ہے۔ کسی کی توہین کرنے کے یہ معنی ہیں کہ یا تو اس میں کوئی عیب جسمانی ثابت کیا جاوے، جو اس میں موجود نہ ہو، یا کسی بداخلاقی کے ساتھ اس کو متہم کیا جاوے، یا کسی کے منصب کو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کو سرفراز فرمایا ہے۔ اس کا اپنے لیے دعویٰ کیا جاوے یا کوئی ایسی چیز اس کے سامنے یا اس کی شان میں کہی جاوے جس سے اس کی دل آزاری ہو۔ اس کے علاوہ توہین کی ضمنی تفہیمات اور بھی ہوسکتی ہیں، مگر میں اس وقت ان چند وجوہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ چند آیات قرآنی جن میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چند مراتب اور مقامات عالیہ سے مشرف فرمایا ہے، اگر کوئی شخص زید ہو یا عمر، اپنے پر چسپاں کرے تو لامحالہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی سمجھی جائے گی۔ (۱) آیات قرآنی: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ. (اسراء:۱) آیت پہلی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے لیے شان معراج کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس کو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پر نازل ہوئی۔[5] تیسری آیت: ثُمَّ دَنَافَتَدَلّٰی. (نجم: ۸) ہے۔ جس میں اختلاف اقوال مفسرین حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے لیے جو قربِ الٰہی جناب رب العزت سے حاصل ہوا تھا، یا بقول دیگر جبرئیل علیہ السّلام سے حاصل ہوا ذکر ہوا ہے۔ یہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پر نازل ہوئی۔[6] تیسری آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر صلح حدیبیہ کے موقعہ پر: اِنَّا

۱۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۳۵، ص ۴۷۹
۲۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۸
۳۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۷
۴۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۸-۴۷۷
۵۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۱
۶۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۷۹

www.khatmenubuwat.org

فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (فتح:۱) کی آیت نازل ہوئی تھی۔ اسے بھی مرزا صاحب نے حقیقت الوحی کے صفحہ ۷۴[1] میں اپنے پر چسپاں کیا ہے۔ آیت ۴: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌرَّحِیْمٌ (عمران:۳۱) کو بھی اپنے لیے منزل ثابت کیا ہے۔[2] سورۃ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ بھی اپنی شان میں تجویز فرمائی۔[3] مقام محمود جس کا: عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (اسراء:۷۹) میں ذکر ہے، اس کو بھی اپنے حق میں تجویز فرمایا۔[4] ان کے علاوہ اور بھی اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں، جن کو میں ترک کرتا ہوں۔

مرزا صاحب اپنی کتاب نزول المسیح، صفحہ ۹۹ پر لکھتے ہیں:[5]

انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے　　من ز عرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ دادہ ست ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بتمام

اس شعر اور حوالہ جات بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو کسی نبی سے کم درجہ نہیں دیتے۔ اب دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں، یا تو آپ دوسرے تمام انبیاء علیہم السّلام کے مساعی ہوں گے یا افضل۔ جس میں کسی نبی کا استثناء نہیں۔ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ان انبیاء کی جماعت میں داخل ہیں۔ لفظ انبیاء کسی خاص نبی کے ساتھ مختص نہیں، بلکہ تمام پر حاوی اور مشتمل ہے۔ بلکہ دوسرے شعر کے مصرع ثانی سے اپنی افضلیت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ اس افضلیت کے لیے چند قرائن بھی موجود ہیں، جن سے مرزا صاحب اپنے آپ کو دوسرے تمام انبیاء سے افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنی ڈائری سال ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۵۳ پر لکھتے ہیں کہ شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔ پھر شیطان نے خدا سے مہلت چاہی اور اس کو مہلت دی گئی۔ الی وقت المعلوم بسبب اس مہلت کے کسی نبی نے اس کو قتل نہ کیا۔ اس کے قتل کے وقت ایک ہی مقرر تھا کہ وہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہو۔ اعجاز احمدی، صفحہ ۱۷ پر مرزا صاحب بطور تقابل کے اپنی افضلیت کو ظاہر فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ اپنا مقابلہ ظاہر کیا۔ کہتے ہیں: **له خسف القمر وان الی..... تنکر.**[6] حقیقت الوحی، صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں کہ آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔[7] اپنے معجزات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۷۷
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۲
۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۵
۴۔ ایضاً
۵۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اصولی طور پر تکفیر مسلم کرنے والے کو کافر فرمایا ہے۔ بخاری شریف میں حدیث مبارکہ ہے: **عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه عيه وسلّم اِذا قال الرجل لاخيه ياكافر فقد باء به احدهما.** (بخاری رقم الحدیث ۶۱۰۳) کہ جب کسی نے اپنے کسی بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک کافر ہوگا۔ امت مرزائیہ نے متقدمین ومتاخرین سب امت مسلمہ کی تکفیر کی ہے۔ اب پوری امت تو عقلاً بھی کافر نہیں ہوسکتی لہٰذا صرف مرزائی ہی کافر ہوں گے۔ (محمد رضوان عزیز)
۶۔ نزول المسیح، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۴۷۷
۷۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۸۳

www.khatmenubuwwat.org

معجزات سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۱۳۶، براہین احمدیہ، جلد پنجم، صفحہ ۵۶،[1] اس کے علاوہ خصوصاً انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کی، جس کا ذکر مختلف کتابوں میں آیا ہے۔ ست بچن، حاشیہ صفحہ ۱۷۱، حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم،[2] صفحات ۴، ۵، ۶۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸ پر مرزا صاحب نے جو عیسیٰ علیہ السّلام کی شان میں گستاخانہ الفاظ اور توہین آمیز لہجہ کو استعمال کیا، اس پر لوگ برافروختہ ہوئے۔ ان کی طرف سے یہ معذرت کی گئی کہ عیسائی ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قسما قسم کے اتہام لگایا کرتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔[3] مگر یہ وجہ درست نہیں ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے۔ مرا صاحب کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۳۶۲ میں لکھتے ہیں کہ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی، کیونکہ میری کانشس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا۔ چونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو میری یہ پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزارہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے، یک دفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔[4] اس کتاب کے صفحہ ۳۶۳ پر لکھتے ہیں کہ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔[5] اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے جو کچھ کہا، مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کیا، جو عیسائیوں کی بدزبانی پر ان کے دلوں میں پیدا ہوا تھا۔ عیسائی جس شخص کو اپنا بزرگ اور مقدس مانتے ہیں، اس کو مرزا صاحب نے برا بھلا کہا اور یہ قول عیسائیوں کی کلام کا نقل نہیں۔ چونکہ حاشیہ ضمیمہ آتھم، صفحہ ۴ پر مرزا صاحب کے یہ الفاظ ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے، یہ عیسائیوں کا قول نہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السّلام کی شان میں اس قسم کا کوئی کلمہ کہیں۔ دافع البلاء کے آخری صفحہ ۴ میں مرزا صاحب نے حضرت یحییٰ علیہ السّلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا مقابلہ کرتے ہوئے..... اور قرآن حکیم کے لفظ حصور کی تشریح فرماتے ہوئے یہ جو کچھ کہا ہے، وہ انہوں نے اپنے ضمیر سے لکھا ہے اور اپنی قرآن دانی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ وہ عیسائیوں کا قول نہیں ہے۔[6] ان کی طرف سے یعنی مرزا صاحب کی طرف سے ایک یہ بھی عذر پیش کیا جاتا ہے کہ ہم نے یسوع کو کہا عیسیٰ علیہ السّلام کے حق میں ہم نے کوئی گستاخی نہیں کی۔ اور یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔ مگر مرزا صاحب خود توضیح المرام، صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں کہ یسوع، مسیح عیسیٰ ابن مریم ایک ہے۔[7] دافع البلاء، صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ اے عیسائی مشنریوں! ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔[8] دافع البلاء، صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ ابن مریم کے ذکر کو

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۹۲
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۵۷۴
۳۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۷۲
۴۔ ست بچن، روحانی خزائن، ج ۱۰، ص ۲۹۵؛ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۰-۲۸۸
۵۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۹۲
۶۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۹۱-۴۹۰
۷۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۹۰
۸۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۰

www.khatmenubuwwat.org

چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔[1] ازالۃ الاوہام، صفحہ ۳۰۹ پر لکھتے ہیں کہ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا، لیکن مجھے وہ روحانی طریق مفید ہے۔[2] اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب حضرت ابن مریم کے معجزات کو قابلِ نفرت اور اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور ان کو اپنے سے گھٹیا خیال کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے صرف حضرت مسیح علیہ السّلام سے ہی اپنی فضیلت کا اظہار نہیں کیا، بلکہ حضرت یوسف علیہ السّلام پر بھی اپنی فوقیت کے ثابت کرنے میں سعی کی ہے۔ کتاب براہین احمدیہ، جلد پنجم، صفحہ ۷۶ پر لکھتے ہیں کہ پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔[3] ان حوالہ جات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے تمام دنیا پر اپنی فوقیت ثابت کرنے کے لیے جو کچھ بھی کسی کی شان میں گستاخی کر سکتے تھے، کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ بحکم آیات قرآنی مستوجب لعنت ٹھہرے۔ آیت اوّل: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا. (احزاب: ۵۷) اس سورہ کی دوسری آیت نمبر ۶۹: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اٰذَوۡا مُوۡسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوۡا وَکَانَ عِنۡدَ اللّٰہِ وَجِیۡہًا. اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے تین قول نقل فرمائے ہیں۔ اوّل قارون نے کسی فاحشہ عورت کو لالچ دے کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو متہم کرایا۔ دوسرا موسیٰ علیہ السّلام کے جسم میں کسی بیماری کا اتہام تھا۔ سوئم ہارون علیہ السّلام کے قتل کی تہمت لگائی۔ یہ آیت اپنے مفہوم کے لحاظ سے ہر تین قسموں کے اتہام کو منع اور حرام قرار دیتی ہے۔ رسول کی شان میں تو یوں وارد ہوا ہے کہ اس کی توقیر اور تعظیم کرو۔ یہی لفظ جس کا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے شان میں استعمال فرمایا گیا ہے۔ وَکَانَ عِنۡدَ اللّٰہِ وَجِیۡہًا. (احزاب: ۶۹) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی شان میں اس سے بہتر طریقہ پر استعمال کیا گیا ہے، تاکہ کوئی بدباطن یہودی وغیرہ ان پر گستاخی کرنے کی جرأت نہ کرے۔ الفاظ یہ ہیں: وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ. (آل عمران: ۴۵) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پاکبازی اور راست گوئی کا ثبوت حدیث شفاعت سے بھی ملتا ہے۔ شفاعت کبریٰ کے لیے میدان حشر میں جب ساری دنیا آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرف متوجہ ہوگی تو آدم علیہ السّلام اپنی ایک زلت یعنی خطاء کا بیان فرما کر معذرت پیش کریں گے اور علیٰ ہٰذا القیاس ہر ایک نبی اپنی معذرت پیش کرتا جائے گا۔ یہاں تک جب عیسیٰ علیہ السّلام کے پاس جائیں گے تو وہ سوائے اس کے کوئی عذر بیان نہ فرمائیں گے کہ مجھے لوگوں نے خدا کا بیٹا کہا اور مجھے شرم آتی ہے کہ میں خدا کے روبرو شفاعت کے لیے کھڑا ہوسکوں۔ اگر بقول مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام میں کسی قسم کا کوئی قصور ہوتا تو وہ ضرور اس موقعہ پر اعتراف فرماتے۔ پس ان کا یہ اتہام سراسر قرآن اور حدیث کے خلاف ہے۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَّجَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ. (مریم: ۳۱) اس کے شان میں بھلا کسی بھلے آدمی کے لیے کوئی بے ادبی اور گستاخی کرنے کی گنجائش رہتی ہے۔ رسولوں کو دنیا میں صرف اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ لوگ ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ جیسا کہ آیت: وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا

۱۔ توضیح المرام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۵۲
۲۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۳۳
۳۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۴۰

www.khatmenubuwat.org

لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (نساء:۶۴) سے معلوم ہوتا ہے۔ اور آیت: يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. (حجرات:۲) سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی کے ساتھ نہایت ادب اور احترام سے پیش آنا چاہیے۔ جس طرح مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حق میں گستاخانہ الفاظ استعمال کیے ہیں، اس طرح ان کے معجزات کو مسمریزم کہا اور ان کی پیشگوئیوں کو بھی جھوٹا کہا۔ مسمریزم چونکہ اقسام سحر اور توجہ نفسانی کا ایک شعبہ ہے جس کو کسی پاکباز یا نیک آدمی کے ساتھ اختصاص نہیں۔ ہر بداخلاق بلکہ کافر تک اس کا عمل کرسکتا ہے، پھر ان معجزات کو جن کو قرآن حکیم نے نہایت شان وعظمت سے عیسیٰ علیہ السّلام کے لیے ذکر فرمایا ہے۔ ان کو مسمریزم یا عمل ترب کہنا نہایت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ سورہ مائدہ، پارہ ساتواں، آیت نمبر ۱۱۰ میں: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَ الِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰئةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ، یہ معجزات جو عیسیٰ علیہ السّلام کے لیے ثابت کیے گئے ہیں، اس کو آج تک تمام علماء امت اور عامۃ المسلمین قبول کرتے رہے۔ مرزا صاحب نے آکر ان کو مسمریزم وغیرہ کی طرف منسوب کر کے خواہ مخواہ ایک رخنہ اندازی فرمائی۔ تیسری وجہ کفر مرزا صاحب کی یہ ہے کہ مرزا صاحب نے تمام مسلمانانِ عالم کو جو ان کی جماعت میں داخل نہیں، خواہ وہ ان کو کافر کہیں یا نہ اور بقول خلیفہ ثانی ان کو دعوت پہنچے یا نہ، خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ جو شخص تمام امت محمدیہ کو اسلام سے خارج کہتا ہے۔ وہ کس طرح خود کفر کی زَد سے بچ سکے گا۔ ان کی تکفیر کے فتوے پہلے فتاویٰ احمدیہ سے نقل کیے جا چکے ہیں، جو صفحہ ۲۶۹، ۳۰۵، ۳۰۸ پر درج ہیں۔ بس اس تکفیر کی وجہ سے ہم کسی طرح بھی انہیں زمرۂ اہلِ اسلام میں شامل نہیں کر سکتے۔[1]

چند شکوک کا ازالہ

بحکم الفریق یتبث بکل حشیش. چند لوگوں کے اقوال سے اپنے ادعاء کے ثبوت میں سہارا لیا ہے۔ ازاں جملہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ سے استدلال کیا ہے۔ اور یہ استدلال کسی حال میں ان کے لیے مفید اور موید ثابت نہیں ہوسکتا۔ حضرت مولانا نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ میں تصریح فرما دی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اجماع امت سے کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا اور بتواتر معنوی ثابت ہے کہ آپ کے بعد جو ادعائے نبوۃ کرے، وہ مسلمان نہیں۔ مولانا نے جو مفہوم خاتمیت کا بیان فرمایا ہے۔ اس کا کسی نئے نبی کے آنے کے ساتھ کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں ہے۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام خاتم الانبیاء ہیں۔ ختم زمانی اس سے مراد نہیں۔ ہاں بطور التزام ختم زمانی ثابت ہے۔ ختم ذاتی کے لیے ختم زمانی کا ہونا ضروری ہے۔ پس اس قول سے مرزا صاحب کی کچھ تائید نہیں ہوئی۔ جس طرح مرزا صاحب نے

۱۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۹۹

www.khatmenubuwwat.org

حضرت مولانا مرحوم کے کلام سے ایک استدلال پیدا کیا۔ اس طرح محی الدین ابن عربی کے کلام سے بھی استدلال کیا ہے۔ حالانکہ جابجا ان کی کتابوں میں اس کی صاف طور پر تردید موجود ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوۃ کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ ان کی کتابوں فتوحات اور فصوص میں اس کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ پس ان بیانات کے بعد میں اس بات پر وثوق رکھتا ہوں کہ کسی احمدی کے ساتھ کسی مسلم عورت کا نکاح نہیں کیا جا سکتا اور اگر کسی شخص سے کسی مسلم عورت کا نکاح تھا اور بعد میں وہ طریقہ احمدیہ میں داخل ہو گیا تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ امور قضائے قاضی کی یا محارب ہونے کی کوئی شرط نہیں۔ جیسا کہ اس کے متعلق پہلے بیان میں شامی اور عالمگیری کے حوالے مذکور ہو چکے ہیں۔

بیان بجرح مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ　　باقرار صالح

میں نے مرزا صاحب کی سب کتابیں نہیں دیکھیں۔ جہاں تک میں نے دیکھی تھیں، ان میں سے جو نتائج مجھے معلوم ہیں وہ میں نے پیش کر دیے ہیں۔ جن کتابوں سے میں نے حوالہ جات پیش کیے ہیں وہ میں نے اکثر دیکھی ہیں۔ جن وجوہات پر میں نے مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کی تکفیر بیان کی ہے، میں نے ان وجوہات پر جماعت احمدیہ کے علماء سے تبادلۂ خیالات کیا ہوا ہے اور خود مرزا صاحب سے بھی۔ عیسیٰ ابن مریم علیہا السّلام کے نزول کے وقت جو شخص ان کو نہ مانے گا، وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ عیسیٰ ابن مریم علیہا السّلام کے نزول کے وقت علماء یہود ان کے مخالف ہوں گے۔ احادیث کی کتابوں میں یہودیوں کا ذکر ہے کہ وہ مخالف ہوں گے۔ حدیث میں یہ نہیں کہ آپ کی یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت یہودی بن جائے گی۔ یہ احادیث ہیں کہ امت محمدی میں اس قسم کے بداخلاق، بداطوار لوگ پیدا ہوں گے، جیسا کہ یہودیوں میں تھے۔

مکتوبات امام ربانی، جلد۲، صفحہ ۱۰۷ میں جو عیسیٰ علیہ السّلام اور علماء ظواہر کے رویہ کے متعلق جو مکاشفہ لکھا گیا ہے، وہ کسی دوسرے شخص پر حجت نہیں ہوسکتا۔ حجت قرآن اور حدیث ہیں اور مکاشفات صوفیہ صرف صاحب کشف کے لیے موجب طمانیت و تسلی ہو سکتے ہیں۔ دوسرا شخص ان کے ماننے کے لیے نہ مکلّف ہے اور نہ وہ اس کے پہچاننے کے مکلّف ہیں۔ جو کچھ اس حوالہ میں درج ہے، وہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی رائے ہے۔ میں اسے قرآن اور حدیث نہیں سمجھتا۔ جو رسول آتے رہے، اس وقت لوگوں میں سے انہیں بعض مانتے رہے اور بعض انکار کرتے رہے۔ علماء میں سے بھی بعض مانتے رہے اور بعض انکار کرتے رہے۔ آیت: **فَلَمَّا جَآءَ تۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ.** (مؤمن:۸۳) کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ان کے پاس رسول کھلی دلیلیں لے آئے تو وہ اس علم کے ساتھ خوش رہے، جو ان کے پاس تھا اور جس چیز کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے، اس نے انہیں گھیر لیا۔ یہ آیت رسولوں کے لیے ہے۔ کسی جھوٹے مدعی نبوۃ پر اس کو چسپاں نہیں کر سکتے۔ مبحث کے ساتھ اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔ قرآن شریف میں یہ آیت نہیں ہے کہ: **وما یاتی من نبی الا کانوا به یستهزء ون.** یعنی جو کوئی نبی آیا، ان کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے۔

کتاب حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن صاحب کے صفحہ ۳۶۳ سے جو عبارت پڑھی گئی ہے، یہ کتاب میں موجود ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

فتاویٰ احمدیہ کے صفحہ ۳۰۵ سے جو عبارت پڑھی گئی ہے جو الفاظ ذیل میں ہے، یہ لوگ..... ہم سچائی کے پابند ہیں۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ان پر علماء نے کفر کا فتویٰ دیا۔ لیکن اس بارہ میں اقدام کس نے کیا۔ یہ اس عبارت سے نہیں معلوم ہوتا۔ مجھے معلوم نہیں کہ محمد حسین بٹالوی نے مرزا صاحب کی تکفیر کا فتویٰ کس سَن میں دیا۔ قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی نبوۃ آئندہ کبھی نہیں آئے گی۔ قیامت تک بند ہے۔ وحی نبوۃ سے مراد میری یہ ہے کہ نہ نیا نبی بنانے والی وحی آئے گی اور نہ اگلے نبی پر وحی نبوۃ آئے گی۔ میں اس کے متعلق پانچ آیتیں کل پیش کر چکا ہوں۔ آیت خاتم النبیّین سے پایا جاتا ہے کہ آئندہ ایسی وحی نہیں آئے گی۔ وحی نبوۃ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو نبی بنائے، یا بذریعہ جبرئیل علیہ السّلام ہو، یا اس کے بغیر بذریعہ القائے علی القلب اور اسے تبلیغ کا حکم دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نبی تشریعی تھے۔ وہ موسیٰ علیہ السّلام کی شریعت کی تبلیغ بھی کرنے آئے تھے اور چند احکام ان کی شریعت میں نئے بھی تھے۔ آیا یحییٰ علیہ السّلام اور زکریا علیہ السّلام بھی نئے احکام لے کر آئے تھے، یا نہ اس سوال کو میرے مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ قضیہ شرطیہ کئی قسم پر ہوتا ہے، کبھی مقدم اور شرط جزاء دونوں محال ہوتے ہیں اور کبھی ہر دو ممکن اور کبھی ایک محال اور ایک ممکن۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جب تک کسی خاص صورت کو بیان نہ کیا جاوے، مطلق شرطیہ کے ہونے پر الزام آنے یا نہ آنے کا فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ اگر متکلم نے کسی مسئلہ کو صاف طور پر بیان کر دیا ہو اور آنے والے شبہ کو بالکلیہ زائل کر دیا ہو، اور اس کے کلام میں کسی قسم کی تلبیس اور دجل شامل نہ ہو تو اس کے مبہم کلام کو اسی مصرح کلام پر حمل کیا جائے گا۔ مگر ان چیزوں کا پتہ سیاق سباق اور اس کے گرد و پیش کے مضامین سے چل سکتا ہے۔ جن نبیوں پر وحی آتی رہی، انہیں اپنی وحی پر کامل یقین تھا۔ بزرگوں کو الہام ہوتا ہے جو ان کے اپنے لیے ہوتا ہے، دوسروں کے لیے نہیں ہوتا۔ قرآن شریف کی آیت: وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى (قصص: ۷) میں وحی سے مراد الہام ہے۔ وہ الہام کسی نبی یا انسان سے مخصوص نہیں، بلکہ غیر انسانوں کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہوسکتا ہے۔ جیسا سورہ نحل کی آیت: وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (نحل: ۶۸) میں مکھی کی طرف وحی ہونے کا ذکر ہے اور ان میں امر بھی موجود ہے۔ جیسا ام موسیٰ کی طرف امر کی وحی الہامی ہوئی۔ اس وحی کا انسانوں کے ساتھ کوئی اختصاص نہیں، چہ جائیکہ انبیاء سے مختص ہو۔ جو وحی غیر انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ بعض کا تعلق امور غیبیہ سے ہوتا ہے۔ اور بعض اپنی طبعی ضروریات کے لیے موحیٰ الیہ گردانے جاتے ہیں۔ جس شخص کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت نہیں پہنچی اور وہ توحید کا قائل ہو، اسے ہم مومن کہیں گے۔ کافر نہیں کہیں گے۔ احمدیہ جماعت خاتم النبیّین کے منکر ہیں، یعنی خاتم النبیّین کا جو مفہوم ہے، جیسے قرآن مجید نے اور احادیث صحیحہ نے اور اجماع امت نے محقق کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اس کی منکر ہے۔ مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو رسول اللہ مانتا تھا۔ مگر کہتا تھا کہ میں بھی رسول ہوں۔ وہ اس لیے قتل کیا گیا کہ اس نے نبوۃ کا دعویٰ کیا تھا۔ مسیلمہ کے دو قاصد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چٹھی لے کر آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ اگر قاصد کو قتل کرنے کا امتناعی حکم نہ ہوتا تو میں انہیں قتل کر دیتا۔ چونکہ قاصد نہیں قتل کیے جاتے اس لیے ان سے درگزر کی گئی۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جب مدعی نبوۃ کے قاصد مستوجب قتل ہیں، صرف ان کی فرستادگی مانع قتل تھی تو مسیلمہ کذاب کو کیوں مستوجب قتل قرار نہ دیا جاوے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں بہت سے کفار سے جن کے ساتھ جنگ کرنی ضروری

www.khatmenubuwwat.org

تھی، یا ان کا قتل کرنا ضروری تھا۔ عدم تیسیر اسباب کی وجہ سے اسے ملتوی کیا گیا۔ صحابہ کرام نے انہیں چیزوں کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایت کے مطابق اپنے وقت میں پورا کیا۔ مسیلمہ مستوجب قتل پہلے تھے، بغاوت اس نے اس کے بعد کی۔ دونوں چیزیں اس کے قتل کے لیے اکٹھی ہوگئیں۔ مسیلمہ کے قاصدوں کو جب مستوجب قتل سمجھا گیا تو اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ مسیلمہ قابل قتل تھا۔ جھوٹے نبی کو قتل کرنے کا حکم شرعی ہے۔ مسلمانوں کا قانون اور سیاست اور شریعت ایک چیز ہیں۔ دوسرے لوگوں کے قانون اور ہیں، شریعت دوسری ہے۔ سزا کا دینا حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔ علماء اور مفتیوں کا کام صرف حکم شرعی کو بیان کرنا ہے، اس کو نافذ قاضی کیا کرتا ہے۔ جھوٹا مدعی نبوۃ چونکہ خاتم النبیّین کا منکر ہے اس لیے واجب القتل ہے۔ جب کسی ملک میں کفار موجود ہوں جو شریعت اسلامی کے منکر ہوں تو وہ بحکم آیت: وقاتل الذین..... من الکفار، بادشاہ مسلمان کا فرض ہے کہ اس آیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوں۔ ان کے ملک میں فوج لے کر جائے اور پہلے ان کو اسلام کی دعوت دے۔ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کے خون اور مال ہماری طرح محفوظ اور وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اگر وہ اسلام کو قبول نہ کریں تو بادشاہِ وقت ان سے ٹیکس لے کر امن قائم کرنے کی ہدایت کرے۔ اور ان سے وعدہ لے لے کہ وہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ اگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوں تو خدا کا نام لے کر جہاد کا اعلان کر دے۔ اور ان سے جنگ و جدال کا سلسلہ جاری کرے۔ جو حکومت ایسا نہ کرے، اس کا قصور۔ اگر کوئی شخص نبوۃ کا یہ معنی لے کہ اس کی طرف تبلیغ کے لیے وحی ہوئی ہے، خواہ وہ تشریعی کہلائے یا غیر تشریعی، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اگر نبوۃ بمعنی اخبار یا الہام کے ہو تو ہم اسے کافر نہیں کہیں گے۔ مگر مدعی نبوۃ تبلیغی کو ہر حال میں کافر کہا جائے گا، خواہ اس کی وحی اور الہام قرآن کے موافق ہو، یا مخالف جو شخص اس حدیث: ان الرسالة و النبوة قد انقطعت[1] کا یعنی جو شخص یہ سمجھے کہ وحی نبوۃ اور خاص رسالت کا سلسلہ منقطع ہے، یعنی یہ سمجھے کہ وحی نبوۃ باقی ہے تو وہ شخص کافر سمجھا جائے گا۔ وحی نبوۃ کے معنی تبلیغی وحی ہے۔ جبرئیل علیہ السّلام وحی لے کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اب کسی شخص پر نازل نہیں ہو سکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کے وقت بھی ان پر جبرئیل علیہ السّلام نہیں آئیں گے۔ کتاب حجج الکرامہ، صفحہ ۴۳۱ میں جو حدیث مع وحی کا ذکر آیا ہے وہ مسلمہ ہے۔ مگر وحی تبلیغی مراد نہیں۔ عیسیٰ علیہ السّلام جو اس وقت حکم کریں گے وہ اس سے پیشتر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام پر کوئی جدید وحی نازل ہوگی بطور الہام ان کو یا بطور تعرف ان کو حدیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معلوم ہو جائے گی اور اس پر وہ عمل کریں گے۔ نواب صدیق حسن صاحب مصنف کتاب مذکور میرے پر حجت نہیں ہو سکتے۔ نواب صاحب کو مغالطہ ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص اس بات کا قائل ہے کہ جبرئیل علیہ السّلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی پر وحی نبوۃ لے کر آئیں اور تبلیغ کے لیے ان پر وحی ہو، بشرطیکہ اس کی عبارت میں کسی تاویل یا خلاف ظاہر پر عمل کرنے کی کوشش نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نازل ہوں گے اُس وقت وہ رسول ہوں گے۔ بنی اسرائیل کے لیے توراۃ شریعت کامل تھی۔ اور بعد میں انبیاء اس کی اشاعت کے لیے آتے رہے، کیونکہ دوسرے نبیوں کے آنے کی رکاوٹ نہ تھی، اس لیے وہ آتے رہے۔ مگر ہماری شریعت میں دوسرے نبی کے آنے کے لیے ایک صد روایتیں حائل ہیں، اس لیے

۱۔ ان الرسالة و النبوة..... سنن ترمذی، رقم ۲۲۷۲، المستدرک، رقم ۸۱۷۸، مسند احمد، رقم ۱۳۸۲۴

www.khatmenubuwwat.org

کوئی دوسرا نبی نہیں آ سکتا، جو اس شریعت کو آ کر بنی اسرائیل کے انبیاؤں کی طرح جاری رکھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد کہ **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل**[1] کا یہ مطلب ہے کہ بنی اسرائیل میں یہ دستور تھا کہ ہر نبی کے بعد دوسرا نبی اس کا جانشین ہو کر اس کی شریعت کی ترویج کیا کرتا تھا، مگر میری امت میں وہ منصب جو انبیاء علیہم السّلام بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا کہ وہ شریعت کی حفاظت کریں۔ علماء کو دیا گیا ہے۔ چونکہ میرے بعد نبی نہیں ہوسکتا، اس لیے یہ فریضہ علماء کا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نزول کے وقت شریعت محمدی کی ترویج کریں گے۔ خاتم کا لفظ جب جمع کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ خاتم النبیّین کی تفصیل میں تمام علماء امت نے مفصل بحث لکھی ہے اور مرزا صاحب خاتم الاولاد کے معنی آخری اولاد لکھتے ہیں۔ جس کی تصریح ان کی کتاب تریاق القلوب میں موجود ہے۔ خاتم کا لفظ لغت کی حیثیت سے مہر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ کسی عالم نے خاتم النبیّین کے معنی خاتم کے بہ معنی مہر بھی کیے ہیں یا نہیں۔ خاتم الاولاد کے لفظ کے معنی میں مرزا صاحب نے کوئی تشریح نہیں کی۔ اس کو دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ یعنی خاتَم اور خاتِم مجھے پتہ نہیں کہ مرزا صاحب نے خاتم الاولیاء..... ولی آخری کے الفاظ کہیں لکھے ہیں یا نہیں۔

سوال: چونکہ آپ نے خاتم کے معنی جو کہ اوپر بیان کیے ہیں، اس کی کوئی مثال بتلائی جاوے۔ یہ سوال غیر متعلق ہے۔ اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس کی تردید ہوسکتی ہے جو آیات میں نے کل بیان کی تھیں کہ مرزا صاحب نے ان کو اپنے متعلق بیان کیا ہے، ان کو انہوں نے اپنے اوپر بھی بیان کیا ہے۔ مثلاً **سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ** (اسراء:۱) کی آیت، جو مرزا صاحب نے اپنی وحی اور الہام میں ذکر کی ہے، اس کے لیے دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک دفعہ معراج ہوا، مجھے بارہا ہوا۔ لیکن تعداد مجھے اس وقت یاد نہیں تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس آیت کو وہ اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں۔ دوسرا قرینہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد۔ جس سے اپنی ذات کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات سے متحد ثابت کرتے ہیں۔ اور اتحاد ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جو چیز ایک شے سے ثابت کی جاوے، وہ دوسرے اس کے متحد کے لیے ثابت کی جاوے۔ اس قاعدہ کی رُو سے مرزا صاحب ان تمام آیات کو اپنی ذات کے ساتھ چسپاں کر رہے ہیں، ورنہ اتحاد نہیں رہے گا۔ مرزا صاحب کی کتاب ازالۃ الاوہام، صفحہ ۲۲، حصہ اوّل کے حاشیہ سے یہ نتیجہ بھی اخذ کرتا ہوں کہ انہیں معراج کئی دفعہ ہوا۔ کیونکہ تجربہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ ایک کام بار بار کیا جاوے۔ میں نے مولانا محمد قاسم صاحب کے قول سے مرزا صاحب کے استدلال کرنے کا جو بیان کل دیا ہے، وہ ان کی جماعت کی شائع کردہ پاکٹ بک..... کے حوالہ پر نہیں تھا۔ اگر کوئی شخص اپنے پر آیات قرآنی کے نزول کا قائل ہو کہ میرے پر یہ آیات تبلیغ کے لیے اتری ہیں اور میں نبی ہوں تو وہ مسلمان نہیں۔ اگر کسی آیت کا کسی کو کشف ہو جائے، کشف اور نزول صوفیہ کے نزدیک ایک ہی معنی رکھتے ہیں، تو اس سے وہ کافر نہیں ہوتا۔ اگر کوئی نبی برحق ہو، کسی دوسرے نبی پر اپنی فضیلت کا اظہار

۱۔ یہ روایت سنداً موضوع ہے لیکن یہاں پر الزام خصم کے طور پر مذکور ہے کہ اس روایت سے خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی استدلال کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے روحانی خزائن۔

www.khatmenubuwwat.org

کرے تو یہ قرآن سے ثابت ہے۔ اس سے کوئی توہین نہیں۔ ہاں اگر لہجہ توہین آمیز ہو تو ممنوع ہے۔ جیسا کہ یونس ابن متیٰ علیہ السّلام کے متعلق اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق احادیث صحیحہ میں مروی ہے۔ یونس علیہ السّلام کے متعلق حدیث میں **لاتفضلونی**[1] کا لفظ آیا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السّلام کے متعلق **صعق الناس**[2] ..... **الخ** کا لفظ احدیث صحیحہ میں موجود ہے۔ جس سے موسیٰ علیہ السّلام کا استثناء ہے۔ آپ نے توہین آمیز لہجہ میں ایک نبی کو دوسرے نبی پر بلکہ اپنی ذات کو دوسرے نبی پر توہین لہجہ میں فضیلت دینے کے لیے امتناعی حکم صادر فرمایا۔ موسیٰ علیہ السّلام اور ہارون علیہ السّلام کے جھگڑا کا قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اس سے ہارون علیہ السّلام کی موسیٰ علیہ السّلام نے کوئی توہین نہیں کی، بلکہ غصہ کی حالت میں ایک نبی اپنے دوسرے بھائی اور نبی سے لڑ پڑا اور یہ حالت جو اُن سے شدت غضب کی حالت میں ہوئی تھی، اس سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی مانگی۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے موسیٰ علیہ السّلام کے متعلق حضرت عمر کے توراۃ کے چند صفحات پڑھنے پر جو کچھ فرمایا اور جو احادیث میں وارد ہے، ان الفاظ سے موسیٰ علیہ السّلام کی کوئی توہین ظاہر نہیں ہوتی۔

سوال مکرر: جس شخص کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت نہ پہنچی ہو، وہ امت تبلیغی میں داخل نہیں۔ جو احکام کو سُن کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ ہاں امت دعوت میں ساری دنیا داخل ہے۔ وہ جہنمی نہیں ہے۔ اسے مسلمان اس لیے کہا جائے گا کہ اس نے خدا کی توحید قبول کر لیا ہے۔

آیت: **وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ** (زخرف:۶) کی آیت میں **فِي الْاَوَّلِيْنَ** کا لفظ ہے۔ اور اس کا تعلق پہلی امت کے ساتھ ہے۔ مسیلمہ کذاب کو مفسرین نے **مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ** (مائدہ:۵۴) کی ذیل میں داخل کیا ہے۔

دستخط رج محمد اکبر

سن کر درست تسلیم کیا۔

دستخط۔ محمد اکبر

۳۱/اگست ۱۹۳۲ء

۱۔ عمدۃ القاری، ۱۲/ ۲۵۰، تفسیر قرطبی، ج ۱۱، ص ۳۳۳، تخریج احادیث الکشاف رقم ۲۷۸، ہذا غریب جدا ارشاد الساری شرح قسطلانی رقم ۳۴۱۶، مطالع الانوار علی صحاح الآثار، ج ۳، ص ۳۹۶

۲۔ صحیح بخاری رقم ۲۱۱، صحیح مسلم ۶۲۲۹، ابوداؤد ۴۶۷۱، مسند احمد ۱۱۳۶۵، سنن کبریٰ للنسائی رقم ۷۷۵۸

www.khatmenubuwwat.org

بیان جلال الدین صاحب شمس گواہ عبدالرزاق مدعا علیہ

۵ لغایت ۱۲؍نومبر ۱۹۳۲ء

www.khatmenubuwwat.org

جلال الدین شمس کا شمار جماعت مرزائیہ کے صفِ اوّل کے مبلغین میں ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنی جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے بطورِ مختار مدعا علیہ تین برس تک عدالت میں پیروئ مقدمہ کی۔

اُن کا بیان ۵ لغایت ۱۲/نومبر ۱۹۳۲ء جاری رہا۔ ازاں بعد مولانا ابو الوفا صاحبؒ مختار مدعیہ نے یکم لغایت ۱۲/ مارچ ۱۹۳۳ء ان پر ایسی دلائل قاطع و براہین ساطع کے ساتھ جرح فرمائی کہ شمس صاحب کے بیان کا کذب وفریب پارہ پارہ ہوگیا۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

آئینہ حقیقت

حضرات قارئین!

پیشِ نظر مجموعہ کا یہ حصہ قادیانی جماعت کی طرف سے پیش ہونے والے گواہانِ جلال الدین شمس و غلام محمد کے بیانات اور جرح پر مشتمل ہے، جو انہوں نے حضرات علماء ربانی کے بیانات اور ان کے پیش کردہ دلائل و براہین کے مقابلے میں فاضل عدالت میں قلمبند کرائے تھے۔ ہم نے یہ بیان عدالت کے ریکارڈ سے حاصل کیے ہیں۔ مرزائی جماعت نے بھی اپنے پریس سے یہ بیانات شائع کرائے تو نہایت ہی گھناؤنے انداز سے عدالت میں بیان کردہ بیانات کو مسخ اور تحریف کر کے شائع کیا، تاکہ اپنی شکست پر ایک بار پھر دجل و فریب کا پردہ ڈال کر گمراہ کرنے کی کوشش کرے اور اس مغالطہ میں ڈال سکے کہ علماء ربانی کی طرف سے پیش کردہ دلائل کا رَد کر دیا گیا۔ ہم نے ایسے موقعوں پر نشاندہی کے لیے بھی اسی بات کو کافی سمجھا ہے کہ حضرات قارئین کو بتا دیں کہ اصل عدالتی ریکارڈ سے حاصل شدہ مواد یہ ہے جو ہم پیش کر رہے ہیں اور اس کے خلاف جہاں جہاں جو مرزائی پریس سے شائع کردہ کتابچہ میں نظر آئے، اس کو تحریف سمجھیں اور جن صاحبان کو مطابقت کا ثبوت مطلوب ہو، وہ ادارہ سے بصد شوق رجوع فرما سکتے ہیں۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

۵/نومبر ۱۹۳۲ء

بیان گواہ مدعا علیہ باقرار صالح جلال الدین شمس ولد امام دین مبلغ قادیان سکنہ قادیان عمر ۳۰ سال

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دست مبارک پر جو لوگ ایمان لائے، ان کے ایمان کی دفعات قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں مذکور ہیں:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ. (بقرہ: ۲۸۵) پیغمبر جو کچھ اس پر خدا کی طرف سے اترا، اس پر ایمان لایا اور تمام مومنین، ہر ایک خدا پر ایمان لایا اس کے تمام فرشتوں پر، اس کی تمام کتابوں پر اور اس کے تمام پیغمبروں پر۔ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے۔ اس آیت میں جو یہ فرمایا کہ جب کوئی شخص قرآن شریف پر ایمان لایا تو اس کے اندر جو کچھ ہے، اجمالاً یا تفصیلاً، اس سب پر ایمان لایا، جیسے خدا تعالیٰ کی صفات اور قیامت حشر ونشر، دوزخ و بہشت۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ متقی کی صفت میں بیان کرتا ہے: الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّارَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ. (بقرہ: ۳) کہ مومن اور متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے، اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اے رسول! جو تجھ پر اتارا گیا، اس سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ پس یہی لوگ اپنے رب کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ غیب میں تمام غیبات کا ذکر کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات ہماری نظروں سے غیب ہے اور ملائکہ بھی ہم سے غیب ہیں۔ اور رسل میں رسالت کے لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا ہے، ہم سے مخفی اور پوشیدہ رہتا ہے۔ اسی طرح قضا وقدر امور آخرت اور دوزخ و جنت میں ایمان بالغیب میں داخل ہیں۔ حقوق اللہ اور عبادات میں سے اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی عبادت، یعنی نماز کا اور حقوق العباد میں سے زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر ارشاد فرمایا ہے کہ جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف اتارا گیا ہے، اس پر وہ ایمان رکھتے ہیں۔

کہ حضرت جبریل علیہ السّلام نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایمان اور اسلام کے متعلق استفسار کیا تو حضور سیّد المرسلین نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، بعث بعدالموت پر اور تقدیر پر یقین رکھے اور اسلام گواہی دینا اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے رسول ہیں۔ اور نماز کا ادا کرنا، اور زکوٰۃ کا دینا، اور رمضان کے روزے رکھنا، اور بیت اللہ کا (بشرط استطاعت) حج کرنا ہے۔ اس پر جبریل نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق کی اور جبریل کے چلے جانے پر حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ سے فرمایا کہ یہ حضرت جبریل علیہ السّلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔[1]

۱۔ نبی الاسلام علی..... مسلم، رقم ۲۰

www.khatmenubuwwat.org

ایک دوسری حدیث میں حضور نے فرمایا ہے: **بُنِی الاسلام علٰی خمس**[1]..... **الخ** کہ اسلام کی بناء پانچ امور پر رکھی گئی ہے، یعنی کلمۂ شہادت، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا دینا، رمضان شریف کے روزے رکھنا اور طاقت ہے تو حج کرنا۔

ایک تیسری حدیث میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: **امرت ان اقاتل الناس**[2] کہ مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور نمازوں کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ پس جب وہ یہ کام کریں تو انہوں نے اپنے خون اور اموال محفوظ کر لیے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ اصل توحید اور وہ چیز جس کے ساتھ اعتقاد صحیح ہوتا ہے، یہ ہے کہ انسان کہے، میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور کتابوں پر، اور اس کے تمام رسولوں پر، اور بعث بعد الموت پر اور تقدیر خیر و شر کے اللہ کی طرف سے ہونے پر، اور حساب اور میزان اور جنت و نار پر، کہ یہ سب باتیں سراسر حق ہیں۔[3]

اسی کتاب شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۳۴ پر ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ امت محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہو تو وہ زبان سے **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کہے اور دل سے اس کے مطالب کی تصدیق کرے، تو ایسا شخص یقینی طور پر مومن ہے، اگرچہ وہ فرائض و محرمات سے بے خبر ہو۔

پھر صفحہ ۳۵ پر ہے کہ اسلام کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض یا محرمات بیان کیے ہیں کہ بعض اشیاء حلال اور بعض حرام ہیں، ان پر بلا کسی اعتراض کے اپنی رضامندی کا اظہار کرے۔

فقہ کی کتاب البحر الرائق، جلد ۵ میں لکھا ہے کہ طحاوی کی شرح میں ہے کہ قاضی امام ابو یوسف سے مرتد کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیونکر مسلمان ہوگا۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ کلمہ شہادتین پڑھے۔ اور جو خدا کی طرف سے آیا ہے اس کا اقرار کرے، اور جس دین یہودیت یا عیسائیت کو اُس نے اختیار کیا تھا، اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرے اور بعث اور نشور کا اقرار کرنا مستحب ہے۔

پس قرآن مجید اور احادیث و فقہ کی ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا امور جس شخص میں پائے جاویں، وہ مومن اور مسلمان ہے۔

اب میں حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب کا مذہب ان کی اپنی کتب سے بیان کرتا ہوں۔

آپ نور الحق، حصہ اوّل، صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں:[4]

> ہم مسلمان ہیں۔ خدا کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جو خاتم الانبیاء ہیں، مانتے ہیں۔ اور یوم البعث (قیامت) اور دوزخ اور جنت پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اور اہلِ قبلہ ہیں۔

۱۔ **یا رسول اللّٰہ ما الاسلام؟**..... مسلم، رقم ۷
۲۔ **امرت ان اقاتل**..... صحیح مسلم، رقم ۳۲
۳۔ شرح فقہ اکبر، صفحہ ۳، ۴، مطبوعہ حیدر آباد
۴۔ نور الحق، نمبر ۱، روحانی خزائن، ج ۸، ص ۷

www.khatmenubuwwat.org

اور جو کچھ خدا اور رسول نے حرام کیا، اس کو حرام سمجھتے اور جو کچھ حلال کیا، اس کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اور ہم نہ شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں۔ اور ایک ذرّہ کی کمی بیشی نہیں کرتے۔ اور جو کچھ رسول اللہ سے ہمیں پہنچا اُس کو قبول کرتے ہیں۔ چاہے ہم اس کو سمجھیں یا اس کے بھید کو نہ سمجھ سکیں اور اس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکیں۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مومن اور موحد ہیں۔

پھر اپنی جماعت کو اپنی کتاب کشتی نوح، صفحہ ۱۰ تا ۱۴ میں فرماتے ہیں:[1]

پیروی کرنے کے لیے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی، ابدی اور غیر متغیر خدا ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ اس کا کوئی بیٹا۔ اس کی قضاء قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی آگے قدم رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لیے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔ اور نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں، مگر محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے۔ تم اس وقت میری جماعت میں شمار کیے جاؤ گے، جب سچ مچ تقویٰ کی راہ پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور قلب سے ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اور اپنے روزوں کو خدا کے لیے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ دینے کے لائق ہے، وہ زکوٰۃ دے۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں، وہ حج کرے۔

اسی طرح آپ نے اپنے ایک اشتہار ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء میں مندرجہ کتاب تبلیغ رسالت، صفحہ ۲۱۰ پر فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

کہ ایمان لاتا ہوں میں اللہ پر، اور اس کے ملائکہ پر، اور کتابوں اور رسولوں پر، اور مرنے کے بعد قیامت کے دن جی اٹھنے پر، اور ایمان لاتا ہوں میں خدا کی کتاب عظیم پر، جو قرآن کریم ہے اور تابعداری کرتا ہوں تمام رسولوں سے افضل حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی، اور میں مسلمانوں سے ہوں، اور میں گواہی دیتا ہوں علیٰ وجہ البصیرۃ کہ کوئی معبود مسجود خلائق نہیں، سوائے اللہ تعالیٰ واحد کے جس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم خدا کا خاص بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اے رب! مجھ کو مسلمان ہی زندہ رکھ اور اسلام پر ہی وفات دے۔ اور میرا حشر اپنے مومن بندوں کے ساتھ کر اور تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے، اور سوائے تیرے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ اور تو ہی میرا سب سے بہتر گواہ ہے۔

اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم وسمیع اوّل الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں۔

۱۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۰-۱۴

www.khatmenubuwat.org

پھر اپنی ایک تصنیف التبلیغ، صفحہ ۳۸۷ پر لکھتے ہیں کہ:

ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام رسولوں سے بہتر اور افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور تمام ان انسانوں سے جو گزر چکے، یا آئندہ قیامت تک ہوں گے، افضل ہیں۔ اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن شریف کی ہر آیت ایک بحرِ ذخار ہے جو ہدایت کی تمام قسم کی باریکیوں سے معمور ہے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جنت اور دوزخ اور قیامت اور انبیاء علیہم السّلام کے معجزات سراسر حق ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ نجات صرف اسلام میں ہے جو حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرمانبرداری سے حاصل ہوسکتی ہے اور جو امور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، ہم ان سے بالکل بیزار اور بری ہیں۔ اور ہمارے پاک محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم جو کچھ لائے ہیں، اس پر ہمارا پختہ ایمان ہے۔ اور جو شخص ان مذکورہ عقائد کے خلاف ہماری طرف کوئی عقیدہ منسوب کرتا ہے تو وہ ہم پر افتراء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اسلام کا فدائی اور حضرت سیّد انام احمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جاں نثار غلام ہوں۔

پھر مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۶۸ پر تحریر فرماتے ہیں:[1]

اور کوئی عمل اور عبادت قبول نہ ہوگی جب تک کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کا اقرار سچے دل سے نہ کیا جائے اور دینِ اسلام پر ثبات و قیام نہ ہو۔ اور وہ شخص ہلاک ہوگیا جس نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور بقدر طاقت تمام امور میں آپ کی پیروی نہ کی، کوئی نئی شریعت آپ کے بعد نہیں اور نہ کوئی کتاب آپ کی شریعت کو منسوخ کرسکتی ہے، اور کوئی شخص آپ کے مبارک کلمہ کو بدل نہیں سکتا۔ اور جس نے ذرّہ بھر قرآن شریف سے رُوگردانی کی، وہ ایمان سے خارج ہوگیا۔ اور ہرگز کوئی شخص نجات نہیں پاسکتا جب تک ان تمام امور میں جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہو چکے ہیں، آپؐ کی پیروی نہ کرے اور جس نے ایک ذرّہ بھر آپ کی وصیت اور حکم کو چھوڑا، وہ گمراہ ہوگیا۔

پھر اپنی ایک کتاب ایام الصلح، صفحہ ۸۶، ۸۷ پر فرماتے ہیں کہ:[2]

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے، وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس نے خدا کے کلام کو پنجہ مارنے کا حکم ہے، ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا اللہ کتاب ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو۔ قرآن کریم کو ہم ترجیح دیتے ہیں، بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔

اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق

۱۔ مواہب الرحمٰن، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۲۸۷-۲۸۶ ۲۔ ایام الصلح، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۳۲۳

www.khatmenubuwwat.org

اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور جو کچھ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے، وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالاحق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے، یا ایک ذرّہ زیادہ کرے، یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے، وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء علیہم السّلام اور تمام کتابوں پر جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے، ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ و زکوٰۃ اور حج اور اسی طرح خدا اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہلسنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے، وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود اپنے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

پس مذکورہ بالا حوالوں سے واضح ہے کہ:

ہمارے عقائد اسلام کے عین مطابق ہیں۔ خدا تعالیٰ کی سب سے بزرگ اور آخری کتاب قرآن حکیم اور احادیث رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میں جن باتوں کو ایک شخص کے مومن اور مسلمان ہونے کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ان سب پر خلوصِ دل اور صمیم قلب سے ہم یقین اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور جن اعمالِ صالحہ کے بجالانے کا حکم دیا گیا ہے، وہ ہم بفضلہٖ بجالاتے ہیں۔ اور بقول حضرت مسیح موعود علانیہ کہتے ہیں:

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا!
اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دار دنیا بگذریم[1]

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ ہمارا وہی دین ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے لائے اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ دینِ اسلام کے سوا اگر کوئی اور دین اختیار کرے تو وہ عنداللہ ہرگز مقبول نہیں، لیکن باوجود ہمارے اس اقرار کے گواہان فریقِ ثانی نے ہمیں کافر و مرتد اور ضال اور خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ اور ضروریات دین کا منکر ٹھہرایا ہے۔ اور جن امور کی بنا پر انہیں کافر اور مرتد کہا ہے، ان کی ضروریات دین سے ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اپنے فتویٰ تکفیر کی بنیاد بعض علماء کے اقوال پر رکھی ہے۔ اس لیے قبل اس کے کہ میں ان وجوہ تکفیر کی تردید کروں، مناسب سمجھتا ہوں کہ جن علماء کے اقوال کی سند پر گواہوں نے ہمیں کافر قرار دیا ہے۔ ان کے تحریر افتاء کے متعلق کچھ بیان کروں۔ سو واضح رہے کہ گواہان اس

۱۔ سراج منیر، روحانی خزائن، ج ۱۲، ص ۹۵

www.khatmenubuwwat.org

بات کوتسلیم کرتے ہیں کہ کفر کا فتویٰ کسی مسلمان پر اسی وقت لگایا جا سکتا ہے جب وہ ضروریات دین کا انکار کرے۔

اس لیے اب میں ذیل میں چند اُن امور کا ذکر کرتا ہوں جن کی بناء پر علماء نے لوگوں کو کافر و مرتد ٹھہرایا ہے۔ اور ان امور کو ضروریات دین سے کہا ہے اور ان کے منکر کو کافر و مرتد لکھا ہے۔

اور کتاب الاشتباہ والنظائر، صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۹ اور اسی طرح شرح فقہ اکبر، صفحہ ۱۴۷ تا ۱۶۴ پر درج ہیں۔ ان فتاویٰ کو اگر مدنظر رکھا جاوے تو یہ لازم آتا ہے کہ جن مقدس اور افضل ترین بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے، وہ سب کافر ہیں۔ نعوذ باللہ۔ جیسے کہ سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت سیّد عبدالقادری جیلانی نے ملاحظہ ہو: امام شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر، صفحہ ۱۶۳، جلداوّل، مطبوعہ مصر۔

اسی طرح تمام شیعہ کافر اور واجب القتل ٹھہرتے ہیں۔ جن کی توبہ بھی قبول نہیں۔ اور تمام وہ نئے تعلیم یافتہ نوجوان جو اکثر کہتے سنے جاتے ہیں کہ اگر جنت میں ان موجودہ مولویوں نے ہی جانا ہے تو ہمیں ایسی جنت نہیں چاہیے۔ اور وہ تمام مسلمان جو سرکاری دفاتر میں ملازم ہیں اور اپنے ہندو اور عیسائی افسران کو تحائف دیتے ہیں، کافر ہیں۔ اور ان عورتوں کے لیے جو اپنے خاوندوں کی بدسلوکی کے باعث تنگ ہیں اور ان کے عقد نکاح سے نکلنا چاہتی ہیں۔ یہ اچھی ترکیب بتائی گئی ہے کہ ان میں سے کوئی عورت یہ کہہ دے کہ میں کافر ہوتی ہوں تو معاً کافر ہو جائے گی اور نکاح فسخ ہو جائے گا۔

اور وہ تمام مسلمان جو گاندھی ٹوپی یا ہیٹ لگاتے ہیں، کافر ہیں۔ اسی طرح وہ مسلمان بھی جو ہندو اور انگریز افسروں کو سلام کرتے ہیں، اور اسی طرح سکول اور کالجوں کے وہ مسلمان طلبہ جو اپنے ہندو یا عیسائی استادوں کو تعظیماً سلام کرتے ہیں۔

اور اسی طرح ہزارہا وہ تعلیم یافتہ اشخاص جو مولویوں کی دقیانوسی باتوں پر، جنہیں یہ مولوی لوگ علم اور دین خیال کرتے ہیں، ہنستے ہیں، کافر ہوئے۔

اور اسی طرح وہ مسلمان جو کسی غیر مسلم کو اس کے سوال کرنے پر کہ مجھ پر اسلام کی صداقت بیان کر، کسی مولوی کے پاس برائے جواب لے جاتے ہیں، کافر ہیں۔

اسی طرح تمام نوتعلیم یافتہ مسلمان جو مولویوں سے متنفر ہیں۔

اسی طرح وہ صدہا مسلمان بازاروں میں اور گلی کوچوں میں بھیک مانگنے والے فقیروں کو جو خدا کا واسطہ دے کر مانگتے ہیں، یا کہتے ہیں، خدا کے واسطے یہ کام کر دو، یا فلاں چیز دے دو، لیکن وہ بالکل نہیں دیتے، کافر ہیں۔ اسی طرح سینکڑوں یار دوست، عزیز و آشنا آپس میں ایک دوسرے کو خدا کا واسطہ دے کر کام کرانا چاہتے ہیں، لیکن دوسرا نہیں کرتا۔ پس اگر ان علماء اور مولویوں کے کہنے پر کسی کو کافر بنایا جا سکتا ہے تو مذکورہ بالا فتاویٰ کے ماتحت تمام ایسے مسلمان کافر ہیں اور ان کا نکاح فسخ اور اولاد ولد الحرام ہوئی۔

اصول مذکورہ بالا پر علماء کا موجودہ زمانہ میں عمل نہیں ہے۔ کیونکہ گواہان فریق مخالف نے اپنے بیانوں میں مفسرین کے اقوال سے بھی یہی سند پکڑی ہے۔ اس لیے میں مفسرین کے یہی چند اقوال نقل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ مفسرین کے اقوال کو بلا سوچے سمجھے من وعن تسلیم کر لیا جائے اور جو کچھ وہ اپنے خیال وعقیدہ کے مطابق لکھ گئے ہیں، اسے حرف بحرف مان لیا جائے۔ علامہ

www.khatmenubuwwat.org

ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں علم تفسیر کے عنوان کے ماتحت نہایت عمدہ رائے لکھی ہے کہ "**تفاسیر المتقدمین مملوۃ بالغث و اسعین.**" یعنی متقدمین کی تفسیریں عمدہ اور ردّی دونوں باتوں سے پُر ہیں، اس لیے ہمیں حسب تعلیم قرآن مجید ضروری ہوا کہ ہم خود بھی قرآن مجید کی آیات میں غور اور تدبر کریں اور تحقیق کے بعد جو اقرب الی الصواب ہو، اس کو اختیار کریں۔

پس مفسرین کے اقوال پر عقائد کی بنیاد رکھنا، کیونکر صحیح ہوسکتا ہے، جبکہ ان میں سے خود چند بلند پایہ اور مقتدر ائمہ نے اسی امر کی صراحت کر دی ہے کہ ہماری اندھی تقلید نہ کی جائے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ائمہ کے اقوال اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ بالغہ میں درج کیے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب فتویٰ دیتے تو فرماتے کہ یہ رائے نعمان بن ثابت کی ہے، اور جو کچھ ہم اپنی تحقیق سے اب تک معلوم کر سکے ہیں، اس کے لحاظ سے یہ سب سے احسن ہے۔ لیکن جو شخص اس سے زیادہ اچھی بات معلوم کرے تو وہ درست ہونے کی زیادہ مستحق ہے۔[1]

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مزنی سے کہا، اے ابراہیم! تو میری ہر بات میں تقلید نہ کر۔ تو خود بھی غور کیا کر۔ کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے۔[2]

حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا: **لاتقلدنی.** کہ تو نہ میری تقلید کر نہ امام مالک اور نہ اوزاعی و نخعی کی۔ اور تو احکام کتاب وسنت سے لے، جہاں سے انہوں نے لیے ہیں۔

الغرض اپنے علماء اور ائمہ کی اندھی تقلید نہایت مذموم ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں کفار اور اہلِ کتاب سے نقل کیا ہے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ پہلے علماء جو کچھ تفسیروں میں لکھ گئے ہیں، ہم آنکھ بند کر کے اس پر ایمان لے آئیں۔ بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ان کے فتاویٰ اور اقوال کو ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور عقلِ سلیم کی کسوٹی پر پرکھیں۔ اور جو قرآن وسنت سے صحیح ثابت ہو، اُسے اختیار کریں اور مخالف کو چھوڑ دیں۔ اور امت کے ان مقتدر علماء کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی نیک نیتی سے جو باتیں موافق ومخالف پائیں، یا جو وہ سمجھ سکے، وہ ہم تک پہنچا دیں، جس کے لیے وہ تمام ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

گواہان فریق مخالف کی پیش کردہ وجوہ تکفیر اور اُن کا رَد

فریق ثانی نے اپنی شہادت میں لکھوایا ہے کہ ادعاء وحی کفر ہے۔ اور اگر کوئی شخص مطلق وحی کا دعویٰ کرے اور خواہ نبوت کا مدعی بھی نہ ہو، تب بھی کافر ہے۔ اور وحی یہ ہے کہ فرشتہ کو بھیجا جائے کہ فلاں سے جا کر یہ کہہ دو۔ اور پھر کہا ہے کہ بنی آدم میں وحی پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور غیروں کے لیے کشف، الہام یا وحی معنوی ہوسکتی ہے۔

جب ہم قرآن مجید پر غور کرتے ہیں تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وحی صرف پیغمبروں سے مخصوص نہیں۔ چنانچہ یہ امر

۱۔ حجۃ اللہ البالغہ، ص ۱۵۷، جز واوّل ۲۔ ایضاً

www.khatmenubuwat.org

مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: وَمَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْيُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ. (شوریٰ: ۵۱) کہ کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ خدا اُس سے کلام کرے، مگر وحی کے ذریعہ سے، یا پردے کے پیچھے سے، یا بھیجے کسی قاصد کو (یعنی فرشتہ کو) جو اُسے وحی کرے خدا کے حکم سے، جو خدا چاہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ صرف پیغمبروں کے ساتھ ہی ان تین طریق سے کلام کرتا ہے اور غیر پیغمبر سے نہیں کرتا، بلکہ آیت میں بشر کا لفظ رکھا ہے جس میں نبی اور غیر نبی دونوں داخل ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سورہ قصص اوّل رکوع میں فرماتا ہے:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَاتَخَافِىْ وَلَاتَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. (قصص: ۷) کہ ہم نے موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کی طرف وحی کی کہ تو موسیٰ کو دودھ پلا۔ پھر جب تجھے اس کی نسبت خوب لاحق ہو تو اُسے دریا میں پھینک دینا اور کچھ خوف اور غم نہ کرنا کیونکہ ہم اسے پھر تیرے پاس لے آئیں گے اور ہم اسے پیغمبر بنانے والے ہیں۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ محترمہ کی طرف وحی آنے کا خود اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، جو پیغمبر یا نبیّہ نہیں تھیں۔ پس اگر وحی صرف پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہوتی تو امّ موسیٰ علیہ السّلام پر خدا کی طرف سے یہ وحی نازل نہ ہوتی۔

۳۔ سورہ مریم کے دوسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا. (مریم: ۱۷) کہ ہم نے حضرت مریم کی طرف جبرائیل کو بھیجا۔

۴۔ اسی طرح فرمایا: وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ. يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ. (آل عمران: ۴۲-۴۳) کہ جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا ہے اور تیری تطہیر کی ہے، اور دنیا جہان کی عورتوں پر تجھے مصطفائی عطا کی ہے، تو اے مریم! تو اپنے رب کی مطیع و فرمانبردار رہے۔ وغیرہ

۵۔ پھر فرمایا: اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ. (آل عمران: ۴۵) یعنی جب فرشتوں نے مریم سے کہا، اے مریم! اللہ تجھے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے، جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا اور وہ دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہوگا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا. (کہف: ۸۶) یعنی ہم نے کہا، اے ذوالقرنین! اگر تو چاہے تو ان لوگوں کو عذاب دے، یا ان کے بارے میں حسنِ سلوک کا طریق اختیار کر۔

ان مذکورہ بالا آیات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

۱۔ وحی انبیاء سے مخصوص نہیں، بلکہ غیر انبیاء پر بھی وحی ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے، جیسا کہ مذکور ہوا۔

www.khatmenubuwwat.org

۲۔ جن طریقوں سے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السّلام سے کلام کرتا ہے۔ انہی طریقوں سے غیر انبیاء یعنی اولیاء وغیرہ کے ساتھ بھی ہم کلام ہوتا ہے، جیسا کہ آیت نمبر ا سے ظاہر ہے۔

۳۔ فرشتوں کا نزول انبیاء علیہ السّلام سے خاص نہیں، جیسا کہ آیت نمبر ۴ سے ظاہر ہے۔ بعض وقت غیر انبیاء پر بھی ایسی وحی نازل ہو جاتی ہے، جس میں امر و نہی ہوتے ہیں، جیسا کہ آیت نمبر ۴ سے ظاہر ہے۔

۴۔ غیر انبیاء کی وحی بھی غیب کی خبروں پر مشتمل ہوتی ہے، جیسا کہ آیت نمبر ۵ سے ظاہر ہے۔

فریق ثانی کے گواہان نے کہا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی پر وحی نہیں ہوسکتی اور جو اس کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ لیکن انہوں نے اس کی قرآن مجید یا حدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ ہاں صرف ایک گواہ نے آیت: وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (بقرہ:۴) پیش کر کے کہا ہے کہ اگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد بھی کوئی وحی نازل ہونی ہوتی تو اس آیت میں ضرور ذکر کیا جاتا۔ چونکہ ذکر نہیں کیا گیا اس لیے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد وحی نہیں ہوسکتی۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں تشریعی وحی کا ذکر نہیں ہے اور چونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایسی وحی جو آپ کی ناسخ ہو، منقطع نہیں۔ اس لیے اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اسی قسم کی ایک دوسری آیت: وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ (زمر: ۶۵) کی تفسیر میں علماء متقدمین نے اس امر کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی بحوالہ فتوحات مکیہ اپنی کتاب الیواقیت والجواہر، جلد۲، صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہیں کہ:

"انه لم يجئ لنا خبر الٰهی ان بعد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وحی تشريع ابدا. انما لنا وحی الا لهام قال تعالٰی ولقد اوحيی اليک والی الذين من قبلک."

کہ ہمارے پاس کوئی ایسی خبر الٰہی نہیں آئی جس سے معلوم ہو کہ آنحضرتؐ کے بعد وحی تشریعی ہوگی، بلکہ اب وحی الہام ہو گی۔ جیسا کہ آیت: ولقد اوحی سے ظاہر ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اکابر علماء لکھ چکے ہیں کہ مسیح موعود پر وحی ہوگی اور حدیث میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود پر خدا کی طرف سے وحی ہوگی۔ علامہ ابن حجر سے جب پوچھا گیا کہ کیا آخر زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے تو ان پر وحی ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں ان پر وحی ہوگی، جیسا کہ حدیث میں ہے۔[1]

تیسرا جواب یہ ہے کہ جو قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہے اور یہ تسلیم کرتا ہے کہ مسیح موعود آئے گا تو ان پر جو وحی ہوگی، اسے خدا کی طرف سے یقین کرے۔

پس اس لحاظ سے یہ آیت تشریعی وحی کے انقطاع پر دلالت کرتی ہے۔ غیر تشریعی وحی کے انقطاع پر دلالت نہیں کرتی ہے۔

اب میں قرآن مجید سے ثابت کرتا ہوں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد غیر شریعت والی وحی ہوسکتی ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کامل متبعین پر اس کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ اس کی ایک عقلی دلیل جس کو خداوند تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے کہ ایسا

۱۔ روح المعانی، ۷/ ۶۵

www.khatmenubuwat.org

خدا کہ جو اپنے بندوں سے کلام نہیں کرتا اور ان کی بات کا جواب نہیں دیتا، معبود کہلانے کے لائق نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے:

۱۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا. (اعراف:۱۴۸)

۲۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا. (طٰہٰ:۸۹)

یعنی یہ بچھڑے کو پوجنے والے اس بات کو نہیں دیکھتے کہ جس کو انہوں نے اپنا خدا اور معبود بنایا ہے۔ وہ نہ ان سے کوئی کلام کرتا ہے اور نہ انہیں تاریکی میں ہدایت دیتا ہے۔ یقیناً اس کو خدا تعالیٰ بنانے والے بڑے ظالم اور بے انصاف ہیں۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ بچھڑے کو معبود بنانے والے اتنا غور نہیں کرتے کہ وہ ان کا جواب نہیں دیتا۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ بندوں سے خدا کا کلام کرنا ضروری ہے۔ پس کیونکر مان لیا جائے کہ حرم کعبہ کا رَب اور قرآن کا اتارنے والا خدا جو بچھڑے کی معبودیت اور الوہیت کا ابطال اس کے عدم تکلم کی وجہ سے کرتا ہے، خود اپنے پیارے بندوں سے ویسے سلوک کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو پکارنے والے کی پکار کا جواب نہیں دے سکتا، وہ معبود ہونے کے لائق نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ. (احقاف:۵) کہ اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو خدا کے سوا ایسے معبودوں کو پکارے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے سکیں۔ جواب دینا تو درکنار، وہ تو اس کی پکار سے بھی بے خبر محض ہیں۔

اس آیت سے یہی ثابت ہے کہ خالق دو جہاں خدا اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ہاں جھوٹے خدا اور معبودان باطل اپنے بندوں کی پکار نہیں سنتے اور نہ جواب دیتے ہیں۔ اب اگر سچے خدا کی نسبت بھی یہی تسلیم کیا جائے کہ وہ بھی نہ کسی کو جواب دیتا ہے نہ کسی کی پکار سنتا ہے تو مخالفینِ اسلام اسی دلیل کو قرآن کے خلاف پیش کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (آل عمران:۳۱)

کہ اے رسول! تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا سے واقعی محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، خدا تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ خدا اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے۔ اب یہ بدیہی بات ہے کہ محبّ اپنے محبوب سے ہم کلام ہو اور اس کی باتیں سنے، اور اپنی کہے۔ ورنہ عدم کلام نقض محبت پر دلیل ہوگا۔ کیونکہ محبوب کا کلام نہ کرنا دلیل ناراضگی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ. (مؤمنون:۱۰۸) دوسری جگہ فرمایا: وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. (بقرہ:۱۷۴)

یعنی اللہ تعالیٰ جہنمی اور دوزخی لوگوں سے کلام نہیں کرے گا۔ اور فرمائے گا، جاؤ ذلیلو! مجھ سے کلام مت کرو۔

پس ثابت ہوا کہ کلام نہ کرنا غضب اور ناراضگی کی علامت ہے۔ لہٰذا خدا جو اپنے بندوں پر ماں باپ سے بڑھ کر مہربان ہے، ضرور اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ پہلے جب وہ اپنے پیاروں سے کلام کرتا تھا تو اب نہ کرے۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت جو اس کی خدائی پر ایک اعلیٰ دلیل ہے، وہ اس کا متکلم ہونا ہے۔ پس یہ کس طرح ہو

www.khatmenubuwwat.org

سکتا ہے کہ اب قیامت کے دن تک اس صفت کا تعطل مان لیا جائے اور کہا جائے کہ اس کی صفت تکلم زائل ہو چکی ہے، یعنی کہ اب وہ کسی سے کلام نہیں کرے گا، تو اس کا سمیع ہونا کیونکر معلوم ہوگا۔ کہنے والے یہ بھی کہہ دیں گے کہ وہ پہلے سمیع تھا، اب نہیں۔

اگر کوئی عاشق اپنے کسی محبوب کے دروازہ پر آہ و بکا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے بیقراری کی حالت میں جائے، مگر محبوب نہ دروازہ کھولے اور نہ اندر سے کوئی آواز دے تو یقیناً وہ عاشق ناامید ہو کر لوٹے گا۔ اور خیال کرے گا کہ یا تو میرا محبوب مر چکا ہے، یا پھر مجھے دھوکا دیا گیا۔

پس اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ جس کا دیدار بوجہ اس کے وراء الوراء اور لطیف ہونے کے ہم نہیں کر سکتے۔ اگر وہ گفتار سے بھی اپنے عشاق کو تسلی نہیں دیتا، آخر ایک دن ناامید ہو کر اُسے چھوڑ دیں گے۔

تعشق اور محبت کا مادہ انسان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے اور وہ ایسے محبوب کو جس کے دیدار اور گفتار سے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لیے محروم سمجھے، اسے کبھی اپنے عشق کا محل نہیں ٹھہراتا۔ حقیقی عاشق اپنے محبوب سے ہم کلام ہونے کے لیے اپنے دل میں از حد تڑپ رکھتا ہے، اور اس کے کلام کو اپنے لیے تریاق اور آبِ حیات سمجھتا ہے۔

پس وہ علیم وخبیر ہستی جو انسان کے اندر احساسات و جذبات کا پیدا کرنے والا ہے، کس طرح اپنے عشاق کو اپنی ہم کلامی سے محروم رکھ سکتا ہے، اسی لیے اس نے فرمایا: وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. (بقرہ: ۱۸۶) کہ اے رسول! جب اضطرار و بیقراری کی حالت میں تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو تُو انہیں کہہ دے، میں قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ. (حم سجدہ: ۳۰) کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا، ہمارا رب اللہ ہے، پھر انہوں نے استقامت اختیار کی (یعنی مصائب اور ابتلاء کے وقت ایمان پر ثابت قدم رہے) ایسے لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، جو انہیں خوشخبری دیتے ہیں۔

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ. (مؤمن: ۱۵)

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ. (نحل: ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ درجوں کو بلند کرنے والا عرش کا مالک، اپنے کلام اپنے بندوں میں سے جسے قابل سمجھتا ہے، اس پر نازل کرتا ہے، تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔ اللہ تعالیٰ اپنا کلام دے کر فرشتوں کو اُتارتا رہتا ہے، جنہیں وہ اپنے بندوں میں قابل سمجھتا ہے۔ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں جو یہ خداوند تعالیٰ کا پیغام دیتے ہیں کہ تم لوگوں کو ڈراؤ، اور بات یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

روح کے معنی وحی کے ہیں۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ازمنۂ سابقہ میں اپنی وحی سے مشرف کرتا رہا ہے، اسی طرح آئندہ بھی کرے گا۔ کیونکہ آیت میں نزولِ وحی کا موجب اللہ تعالیٰ کا رفیع الدرجات اور ذوالعرش ہونا، ضرورت انذار قرار دیا گیا ہے۔ پس جبکہ اللہ تعالیٰ اب بھی رفیع الدرجات اور ذوالعرش ہے، اس میں تغیر نہیں آیا۔ اور لوگ بھی

www.khatmenubuwat.org

بلحاظ روحانیت مردہ ہو گئے ہیں۔تو پھر وحی کا انقطاع کیونکر مان لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ. (آل عمران: ۱۱۰) کہ امت محمدیہ تمام امتوں سے بہتر ہے اور نعمت بھی اس پر پوری ہو چکی ہے۔جیسا کہ فرمایا، اور دعا بھی خدا نے ہمیں یہ سکھلائی کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. (فاتحہ: ۶) کہ اے خدا! تو ہمیں اپنے پیارے اور مقربِ بارگاہ بندوں یعنی انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کے راستہ پر چلا۔تو عقلِ سلیم کیونکر تسلیم کر سکتی ہے کہ امت محمدیہ سب امتوں سے بہتر ہو۔لیکن انعامات الٰہیہ سے محروم ہو۔پہلی امتوں کے مردوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عورتوں کو بھی اپنے کلام سے مشرف کیا اور ان پر فرشتے نازل ہوئے۔لیکن امت محمدیہ کے بڑے سے بڑے مرد کو بھی یہ انعام نہ ملا۔پس یہ کہنا کہ امت مرحومہ پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہے اور خدا اس سے کلام نہیں کرتا، تو پھر یہ خیر الامم کیسے ہوئی۔ لیکن یہ کہنا غلطی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جو تمام عالم کے لیے رحمت ہو کر آئے تھے، اس انعام کو لوگوں سے چھین لیا ہے اور امت میں سے کسی ایک فرد کو اپنے ہم کلام ہونے کے مبارک شرف سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا۔اللہ تعالیٰ اور اس کا پاک رسول اور اولیاء امت یہ کہہ رہے ہیں کہ فیضانِ الٰہی اس امت پر بند نہیں ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

لقد كان فيمن قبلكم من بنى اسرائيل رجال يكلمون من غيران يكونو انبياء فان يک فى امتى منهم فعمر.[1] کہ تم سے پہلے قوم بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ باوجود کہ وہ نبی نہیں تھے، لیکن اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا تھا۔ میری امت میں ایسے لوگوں میں سے اگر کوئی ہے تو عمر ہے۔ دوسری روایت میں محدث کا لفظ ہے اور طبرانی میں ہے: **قالوا يارسول اللّٰه كيف محدث.** صحابہؓ نے حضور سے دریافت کیا، یارسول اللہ! محدث سے کیا مراد ہے؟ حضور نے فرمایا کہ فرشتے اس کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قرآن مجید کی آیت: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْيُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (شوریٰ: ۵۱) میں وحی کے جو طریق مذکور ہیں اور جن طریقوں سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وحی ہوتی تھی، ان کی تفصیل بیان کر کے لکھتے ہیں:

> **"وهذا كلمه موجود فى رجال اللّٰه من الاولياء ولذى اختص به النبى من هذا دون الولى الوحى بالتشريع.**"
>
> کہ یہی تمام اقسام وحی کی جو قرآن میں مذکور ہیں اور جن کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے، خدا کے بندوں اولیاء اللہ میں سب میں پائی جاتی ہیں۔اور وہ وحی جو نبی سے خاص ہے اور ولی میں نہیں پائی جاتی، وہ شریعت والی وحی ہے۔
>
> حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، مکتوبات، جلد۲، صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں:
>
> **اعلم ايها الاخ الصديق ان كلامه سبحانه مع البشر قد يكون شفاها..... الخ**

۱۔ صحیح البخاری ۳۶۸۹

www.khatmenubuwat.org

کہ اے محترم بھائی! تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا بشر سے کلام کرنا کبھی بالمشافہ ہوتا ہے اور یہ انبیاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور کبھی ان کے بعض کامل متبعین سے بطور اتباع اور وراثت کے ہو جاتا ہے۔ اور جب اس قسم کا کلام کثرت سے کسی کے ساتھ ہو تو اس کا نام محدث ہوتا ہے۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور یہ القاء فی الروع اور الہام اس کلام کے علاوہ ہے جو فرشتہ کے واسطے سے ہوتا ہے۔ بلکہ اس قسم کے کلام سے انسان کامل کو مخاطب کیا جاتا ہے۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ جو وحی انبیاء علیہم السّلام کو ہوتی ہے، اس امت کے بعض کامل افراد کو بھی ہوتی ہے۔ اور یہ کہنا کہ مجدد صاحب نے جو کچھ اس جگہ لکھا ہے، وہ کشفی یا الہامی ہے۔ نہیں ہے، کیونکہ مجدد صاحب نے یہ نہیں کہا کہ یہ ان کا کشف یا الہام ہے۔

اسی طرح مولانا جلال الدین رومی مثنوی میں فرماتے ہیں:

خلق نفس از وسوسہ خالی شود ?مہمان وحی اجلالی شود

یعنی جب انسان وساوس شیطانی سے پاک ہو جاتا ہے تو جناب الٰہی کی وحی پاتا ہے۔ (دفتر سوم، صفحہ ۱۰، مطبوعہ کانپور)

پھر فرماتے ہیں:

نے نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب وحی حق واللہ اعلم بالصواب

از پئے روپوش عامہ در بیان وی دل گویند آنرا صوفیاں

یعنی ہوتی تو وحی حق ہے، لیکن صوفیاء عام لوگوں سے پردہ کرنے کی خاطر اسے وحی دل بھی کہہ دیتے ہیں۔

(دفتر چہارم، صفحہ ۱۵۱)

مولوی اسمٰعیل صاحب شہید اپنی کتاب منصب امامت، صفحہ ۳۱، ۳۲ پر لکھتے ہیں:

باید دانست کہ از انجملہ الہام است ہمیں الہام کہ بانبیاء اللہ ثابت است آنرا وحی میگویند واگر بغیر ایشان ثابت میشود او را تحدیث میگویند دگاہے در کتاب اللہ مطلق الہام را۔ خواہ بانبیاء اللہ ثابت است خواہ باولیاء اللہ وحی نامند، واین مطلق الہام گاہے درصورت کلام از پردہ غیب مکمن لاریب نازل میگردد۔

اس کے بعد چند آیات اپنی تائید میں لکھ کر فرماتے ہیں:

وگاہے ہمیں الہام بہ ہمیں طریق واقع میشود کہ خود بخود از دل صاحب الہام کلام جوش میزند وآنرا بر زبان مے راند فی الحقیقت آں کلام رحمانی است کہ بر زبان او جاری گشتہ نہ کلام نفسانی ایں قسم الہام کہ بانبیاء اللہ میشود اور انفث فی الروع گویند واگر بہ نسبت اولیاء اللہ میشود اور انطق سکینہ میگویند۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ جس طریق سے انبیاء علیہم السّلام کو وحی یا الہام ہوتا ہے، انہی طریق سے اولیاء اللہ کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اصطلاحاً ان کا نام رکھنے میں فرق کیا گیا ہے اور یہ علماء کی اپنی اصطلاح ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

چنانچہ مولانا شبلی نعمانی، سوانح مولانا روم، صفحہ ۸۱ میں لکھتے ہیں:

فرق مراتب کے لحاظ سے اصطلاح یہ قرار پا گئی ہے کہ انبیاء کی وحی کو وحی کہتے ہیں اور اولیاء کی وحی کو الہام۔

امام غزالی نے اپنی کسی کتاب میں لکھا ہے کہ نبی اور ولی پر وحی کے اترنے میں صرف اتنا فرق ہے کہ نبی پر وحی بواسطہ ملک ہوتی ہے، اور ولی پر بغیر فرشتہ کے۔ اس کے جواب میں شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

''**ان الکلام فی الفرق بینھما انما ھو فی کیفیۃ ما ینزل بہ الملک لا فی نزول الملک.**''

کہ امام غزالی کی یہ بات غلط ہے۔ دونوں وحیوں میں فرق بلحاظ کیفیت کے ہے۔ اس بات میں جس کو فرشتہ لے کر آتا ہے، نہ کہ فرشتے کے نزول میں۔[1]

تفسیر روح المعانی، جلد ۷، صفحہ ۶۵ میں لکھا ہے کہ علامہ ابن حجر الہیثمی سے پوچھا گیا کہ کیا آنے والے حضرت عیسیٰ پر وحی کا نزول ہوگا؟ انہوں نے کہا، ہاں، ان کی طرف وحی کا نزول ہوگا۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے جو نواس بن نومان سے مروی ہے۔ پھر وحی کا ذکر کر کے لکھا ہے: **وذالک الوحی علی لسان جبریل علیہ السّلام اذ ھوا السفیر بین اللّٰہ تعالٰی وانبیائہ**..... الخ کہ وحی جو اس پر نازل ہوگی۔ حضرت جبریل کی زبان پر ہوگی، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے درمیان سفیر ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد جبرئیل کا نزول زمین کی طرف نہ ہوگا۔ بالکل بے اصل اور باطل ہے۔ اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جس نے آپ سے وحی کی نفی کی ہے۔ آپ کے نزول کے بعد تو اس سے مراد اس سے وحی تشریعی ہے۔

یہی بات نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ، صفحہ ۴۳۱ میں لکھی ہے اور اس پر اپنا یقین ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

ظاہر است کہ آرندہ وحی بسوئے او جبریل علیہ السّلام باشد بلکہ بہ ہمیں یقین داریم دور آں تردد نمی کنیم۔

فریق مخالف نے اپنے بیان میں ازالہ اوہام اور حمامۃ البشریٰ کے بعض حوالے پیش کیے ہیں، جن میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہے۔ لیکن اس وحی سے مراد حضرت مسیح موعود کی شریعت والی وحی ہے، ورنہ دوسری وحی کو آپ جاری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں ہی لکھتے ہیں:

اے غافلو! اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں مگر حسب مراتب۔[2]

اور اس سے بھی پہلی کتاب توضیح مرام، صفحہ ۱۸ پر فرماتے ہیں:

''جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لیے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔'' آگے اسی صفحہ پر آپ نے لکھا ہے، ''میں محدث ہوں، اور خدا تعالیٰ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔'' آگے پر محدث کی وحی کے متعلق لکھا ہے، ''رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطانی سے منزہ کیا جاتا ہے۔''

۱۔ الیواقیت والجواہر، ۲/ ۷۵، ۷۶

۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۳۲۱

www.khatmenubuwat.org

اسی طرح ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں فرماتے ہیں:

''یقیناً سمجھ لو کہ کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہی ہے، جو خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے، ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگا دے۔''

اور الہام بھی حسب اصطلاح متقدمین آپ نے بمعنی وحی استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ الہام کی تعریف میں فرمایا ہے، ''الہام ایک القاء غیبی ہے، جس کو نفث فی الروع اور وحی بھی کہتے ہیں۔''

پس حضرت مرزا صاحب نے جس جگہ یہ لکھا ہے کہ اب وحی منقطع ہوگئی۔ اس سے مراد حضور کی وہ تشریعی وحی ہے جو ناسخ شریعت محمدیہؐ ہو، یا وہ وحی جو کسی مستقل نبی کی طرف ہو، جس کی نبوت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع کے نتیجہ میں نہ ہو، چاہے وہ ایک دو فقرے ہی ہوں، اور علماء متقدمین نے بھی جہاں انقطاع وحی کا ذکر کیا ہے تو اس سے مراد انہوں نے وحی تشریعی لی ہے۔ چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

فان الوحی المتضمن لتشریع قد اغلق بعد محمد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم.[1]

کہ وہ وحی جو شریعت پر مشتمل ہو، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد بند ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود نے جہاں یہ لکھا ہے کہ اب وحی بند ہے، وہاں علماء کے اس عقیدہ کا رَد کیا ہے کہ آخر زمانہ میں وہی مسیح ناصری ابن مریم، جن پر انجیل نازل ہوئی تھی، آئیں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحب کتاب آجائیں گے جن پر جبریل نازل ہوا کرتا ہے تو وہ شریعت محمدیہؐ کے تمام قوانین اور احکام نئے سرے اور نئے لباس اور نئے پیرائے اور نئی زبان میں ان پر نازل ہو جائیں گے اور اس تازہ کتاب کے مقابل پر جو آسمان سے ان پر نازل ہوئی ہوگی، قرآن کریم منسوخ ہو جائے گا۔

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ آپ شریعت جدیدہ والی وحی کا انقطاع مانتے ہیں اور اسی کا بند ہونا بیان کیا ہے۔ لیکن عام وحی جس میں شریعت جدیدہ نہ ہو، اس کا آپ نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ اسے زندہ مذہب کی علامت ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ آپ اپنے اس لیکچر میں، جو دسمبر ۱۸۹۶ء کو بمقام لاہور جلسہ اعظم مذاہب میں سنایا گیا، فرماتے ہیں:[2]

''ایک اسلام ہی ہے جس میں خدا بندہ سے قریب ہو کر اس سے باتیں کرتا..... اور اس کو وہ سب نعمتیں عطا فرماتا ہے جو پہلوں کو دی گئیں۔ افسوس اندھی دنیا نہیں جانتی کہ انسان نزدیک ہوتے ہوتے کہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ آپ تو قدم نہیں اٹھاتے اور جو قدم اٹھائے تو یا تو اُسے کافر ٹھہرایا جاتا ہے اور یا اس کو معبود ٹھہرا کر خدا کی جگہ دی جاتی ہے۔ یہ دونوں ظلم ہیں، ایک افراط سے اور دوسرا تفریط سے پیدا ہوا ہے۔ میں نبی نوع پر ظلم کروں گا۔ اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور

۱۔ الکبریت الاحمر بر حاشیہ الیواقیت والجواہر، جلداوّل، صفحہ ۸

۲۔ لیکچر لاہور

www.khatmenubuwat.org

مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی ہے، وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں۔ اور سچائی قبول کرنے والوں کو اس پاک سرچشمہ کی خوشخبری سناؤں، جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں۔ میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا، جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے، وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے، لوگ دیکھیں۔ اور جو میں نے سنا ہے، وہ سنیں۔ اور قصوں کو چھوڑیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے۔ وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے۔ خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ میں اس وقت طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں، بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں، یا بغیر زبان کے بول سکیں، اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔''

پس مذکورہ بالا تمام بیان سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایسی وحی جس میں نئے اوامر و نواہی نہ ہوں، جاری ہے۔ اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ آپ کے بعد وحی و الہام کا سلسلہ بند ہے۔ تو اس سے مراد ایسی وحی ہے جو شریعت محمدیہؐ کے مخالف نئے اوامر و نواہی پر مشتمل ہے۔ نہ مطلق وحی جس کا امت محمدیہؐ میں باقی رہنا قرآن مجید و حدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال سے ثابت ہے۔

فریق مخالف کے گواہوں نے حضرت مسیح موعود کو کافر کہنے کی ایک وجہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین نہ ماننا بیان کی ہے۔ سو اِس کے متعلق میں خاتم النبیّین کے صحیح معنی بیان کرنے سے قبل یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بصدق دل خاتم النبیّین یقین کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں:

''**نعتقد ان رسولنا خیر الرسل و افضل المرسلین و خاتم النبیّین.**''[1]

کہ ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام رسولوں سے افضل و برتر ہیں اور آپ خاتم الانبیاء ہیں، اور تمام انسانوں سے جو گزر چکے ہیں یا آئندہ قیامت تک ہوں گے، آپ افضل و برتر ہیں۔

''ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔''[2]

۱۔ التبلیغ، ص ۳۸۷

۲۔ ایام صلح، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۳۲۳

www.khatmenubuwat.org

ازالہ اوہام، صفحہ ۶۰[1] پر فرماتے ہیں کہ ''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت سیّدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین اور خیر المرسلین ہیں۔'' اور حقیقت الوحی، صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں کہ ''جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا، اس کی نظر محدود نہ تھی۔ اور اس کی عام ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا، بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان، اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی، اس لیے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اُسے ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنا۔''

التشاء، صفحہ ۶۴ پر لکھتے ہیں کہ ہمارے پاک رسول خاتم النبیّین ہیں۔

اسی طرح مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۶۸ پر لکھتے ہیں کہ ''ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔''[2] اور ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ ۴[3] پر لکھتے ہیں کہ ہم اس بات پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں۔ جو (خدا نے) فرمایا۔ اور کرامت الصادقین، صفحہ ۲۵[4] پر فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب: ۴۱) پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے، خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا۔ وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا و رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلے میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلہ بھاری رہے گا۔

پھر واضح رہے کہ کوئی شخص جماعت احمدیہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ بیعت کے وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے کا اقرار بصدقِ دل نہ کرے۔ بیعت کے وقت جماعت میں داخل ہونے والے ہر شخص سے اقرار لیا جاتا ہے کہ وہ حضرت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیین یقین کرے گا۔ چنانچہ گواہان فریق ثانی پر جرح کے دوران میں بیعت فارم پیش کیا جا چکا ہے، جو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

پس ان شواہد سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین یقین کرتی ہے۔ خاتم کا لفظ عربی زبان میں آخر کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا، اس لیے سب سے پہلے یہ امر قابلِ غور ہے کہ کیا واقعی خاتم النبیّین سے یہی مراد ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ خاتم کا لفظ لغوی معنوں میں آخر کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ اگر یہ مراد ہو کہ خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کے متعلق جو عقیدہ ہے، وہ بھی باطل ہوگا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بھی نبی اور رسول ہونے کی حالت میں ہی نزول فرمائیں گے۔[5]

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۶۹
۲۔ مواہب الرحمٰن، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۲۸۶
۳۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۰۷
۴۔ کرامت الصادقین، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۶۷
۵۔ ملاحظہ ہو: حجج الکرامہ، ص ۴۲۶

www.khatmenubuwwat.org

وعیسیٰ نبی است پس دور نیست کہ زقرآن فہم کند مثل فہم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(صفحہ ۴۲۱) میں امام جلال الدین سیوطی کا قول ہے: **ومن قال بسلب نبوته** کہ جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق یہ کہا کہ وہ آخر زمانہ میں نبوت سے معزول ہوکر آئیں گے، وہ بلاریب کافر ہے۔ اس طرح صفحہ ۴۲۶ پر لکھا ہے کہ وہ اپنی پہلی حالت کے مطابق نبی اور رسول ہوں گے۔ بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ وہ محض امتی ہوکر بغیر نبوت ورسالت کے آئیں گے، صحیح نہیں، کیونکہ نبوت ورسالت ایسی نعمتیں ہیں جو موت کے بعد بھی زائل نہیں ہوتیں۔

پس اگر خاتم النبیّین میں لفظ ''النبیّین'' سے مراد ہر قسم کے نبی کا آنا ممتنع ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بھی نہیں آسکتے۔ پس اگر النبیّین سے مراد پورے نبیوں کو مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے تو اس طرح ایک امی غیر تشریعی نبی کو بھی مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے۔

پھر جب ہم احادیث پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آیت خاتم النبیّین سے نبوت کو بکلی مسدود نہیں سمجھا۔ کیونکہ آیت خاتم النبیّین ۵ھ میں نازل ہوئی۔ اور حضور کے فرزند ارجمند ابراہیم ۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰ر ربیع الاوّل ۱۰ھ بروز منگل فوت ہوئے۔ ان کی وفات پر حضور نے فرمایا: **لوعاش ابراهيم لكان صديقًا نبيا**۔[1] یعنی کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتے۔ پس آیت خاتم النبیّین کے نزول کے پانچ سال بعد حضور کا یہ فرمانا ثابت کرتا ہے کہ حضور نے اس آیت سے نبوت کو بکلی مسدود نہیں سمجھا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ وہ زندہ اسی لیے نہیں رہے کہ نبوت ختم ہوچکی تھی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا تھا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر اس صورت میں ابراہیم کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر حضور کے بعد فی الواقعہ کسی قسم کی نبوت کا حصول باقی نہیں تھا تو حضور نے یہ کیوں فرمایا کہ اگر ابراہم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اور وفات کے بعد اگر اس قول سے یہ مقصود ہوتا کہ حضور کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ تو یہ کہنا زیادہ مناسب ہوتا کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو نبی نہ ہوتا۔ مگر یہ نہیں فرمایا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے بعد ایک قسم کی نبوت جاری ہے، جسے ابراہیم بھی بشرط زندگی حاصل کرسکتے تھے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک الیف۔ اے پاس شدہ طالب علم کی وفات پر کہا جائے کہ اگر یہ زندہ رہتا تو ضرور بی۔ اے پاس کرلیتا۔ اس فقرہ سے ہر عاقل فرزانہ یہی سمجھے گا کہ بی۔ اے کوئی درجے ہے، جسے وفات یافتہ طالب علم بوجہ موت حاصل نہیں کرسکا۔ اب اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بی۔ اے کوئی درجہ نہیں، یا اس کا حصول ناممکن ہے، غلط ہے۔

پھر یہ کہاں کہا ہے کہ نبی کی اولاد بھی ضرور نبی ہوتی ہے۔ تاہم یہ تسلیم کریں کہ خدا تعالیٰ نے اسی لیے حضرت ابراہیم کو وفات دے دی کہ کہیں وہ نبی نہ بن جاویں۔ اگر یہی وجہ وفات کی ہو تو ان کو پہلے سے ہی پیدا نہ کیا جاتا، جبکہ انہیں اس ڈر سے مارنا پڑا کہ کہیں نبی نہ ہوجائیں۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہی صحیح نہیں، مگر یہ حدیث صحیح ہے۔ جیسا کہ شہاب علی البیضاوی، جلد ۷، ص ۱۷۵ میں مذکور ہے کہ اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں، جیسا کہ ابن حجر نے ذکر کیا ہے اور ابن ماجہ کے علاوہ اور محدثین نے بھی اسے روایت کیا

۱۔ ولو عاش لكان..... ابن ماجہ، رقم ۱۵۱۱

ہے۔ اور مشہور امام ملا علی قاری نے بھی اپنی کتاب موضوعات کبیر، صفحہ ۶۹ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ان لوگوں کے شبہات کا جنہوں نے اس کی صحت میں توقف کیا ہے، جواب دیا ہے۔ اور کہا ہے، اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی بن جاتے اور اسی طرح حضرت عمرؓ اگر نبی ہو جاتے تو وہ دونوں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متبع ہوتے۔ پس حضرت ابراہیم کا بشرطِ زندگی ایسی نبوت کا پانا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تابع رہیں، جائز الوقوع تھا۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اب ہم صحابہ کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اس آیت سے کیا سمجھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ اہلِ علم سے مخفی نہیں۔ آپ قرآن مجید اور احادیث کے سمجھنے میں یدِ طولیٰ رکھتی تھیں۔ آپ کا قول ہے: **قولوا خاتم النبیّین و لا تقولوا لا نبی بعدہ**[1] کہ تم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت عائشہ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو الفاظ خاتم النبیّین اور لا نبی بعدی سے یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، غلطی پر ہیں۔

دوسری شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

ابن الانباری نے مصاحف میں ابوعبدالرحمٰن بن سلمیؒ سے کہا ہے کہ میں امام حسن اور حسین کو پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت علی پڑھاتے وقت میرے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو لفظ خاتم النبیّین (ت) کی زبر سے پڑھاؤ۔

دوسری قرأت میں خاتم (ت) کی زیر سے بھی آیا ہے۔ پس اگر حضرت علیؓ کے نزدیک تے کی زیر سے بھی خاتم کے معنی آخری نبی کے بنتے تھے تو آپ نے زیر پڑھانے سے کیوں منع فرمایا، بلکہ زیر سے ختم کرنے کے معنی زیادہ واضح ہو جاتے تھے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ دونوں میں آپ فرق سمجھتے تھے اور زیر پڑھانے سے آپ کو اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں بچوں کے ذہن میں نبوت کے متعلق خلاف قرآن عقیدہ نہ بیٹھ جائے۔ ورنہ اگر خاتِم اور خاتَم دونوں کے ایک ہی معنی ہوتے تو پھر حضرت علی کو تنبیہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ خاتِم اور خاتَم کی معنوی بحث میں آگے بیان کروں گا، جس سے معلوم ہو جائے گا کہ حضرت علی نے کیوں خاتم کو تاء کی زبر سے پڑھانے کی تاکید کی۔

اب میں چند جید علماء اور ائمہ کے اقوال ذکر کرتا ہوں جن سے واضح ہوگا کہ وہ خاتم النبیّین سے کیا سمجھتے تھے۔ ملا علی قاری اپنی کتاب موضوعات کبیر، صفحہ ۶۹ پر یہ لکھ کر کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت عمر اگر نبی ہو جاتے تو پھر بھی وہ دونوں آپ کے تابعین میں سے ہوتے، فرماتے ہیں: "**فلا یناقض قولہ خاتم النبیّین اذا لمعنی انہ لا یأتی بعدہ نبی ینسخ ملۃ ولم یکن من امتہ.**" کہ ابراہیم اور حضرت عمرؓ کا نبی ہو جانا اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیّین کے خلاف نہ ہوتا، کیونکہ خاتم النبیّین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی امت سے نہ ہو اور آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ایسا نبی جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا متبع امتی ہو، آپ کے بعد اس کا آنا خاتم النبیّین کے منافی اور مناقض اور منافی نہیں ہے۔

۱۔ **قولوا خاتم النبیّین**..... مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۶۶۵۳

www.khatmenubuwwat.org

شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وکان من جملة ما فیها تنزیل الشرائع فختم اللّٰه هذا التنزیل بشرع محمد صلّی اللّٰه علیه وسلّم فکان خاتم النبیّین.

کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت پر چونکہ تمام شرائع کا اختتام ہوگیا، اس وجہ سے آپ خاتم النبیّین ٹھہرے، یعنی آپ کے بعد کوئی شریعت نہیں ہوگی۔[1] سیّد عبدالکریم جیلی فرماتے ہیں:

فانقطع حکم نبوة التشریع بعده وکان محمد صلّی اللّٰه علیه وسلّم خاتم النبیّین لانه جاء بالکمال ولم یجئ احد بذالک.[2]

کہ تشریعی نبوت کا حکم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد منقطع ہوگیا اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ٹھہرے، کیونکہ آپ کامل شریعت لائے اور دوسرا کوئی ایسا کمال نہ لایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ پر ہی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ:۳) کی آیت اتری اور کسی نبی پر نہ اتری۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

پس حصول کمالات نبوت مرتابعاں را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والرسل الصلوات والتحیات منافی خاتمیت او نیست۔

جب شبہ زائل ہوگیا تو رسول اللہ کے بعد خاتم النبیّین کیوں لایا گیا؟ جواب اس کا یعنی خاتم الرسل کی بعثت کے بعد کمالات نبوت کا حصول تابعین کے لیے بطریق وراثت آپ کے خاتم النبیّین ہونے کے منافی نہیں، لہٰذا تو اے مخاطب! شک کرنے والوں میں سے نہ بن۔[3]

مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں کہ اوّل معنی خاتم النبیّین کے معلوم کرنے چاہئیں، تاکہ فہم جواب میں کوئی دقت نہ ہو۔ سوعوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے۔ اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانہ میں بذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں، **ولکن رسول اللّٰه** فرمانا۔ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ تحذیر الناس، صفحہ ۳، پھر صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں کہ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوت بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ پھر مولانا روم مثنوی، دفتر پنجم، صفحہ ۱۳ پر فرماتے ہیں:

مکر کن در راہ نکو خدمت، تا نبوت یابی اندامت کہ تو راہ نیکی میں تدبیر کر، تاکہ نبوت حاصل کر سکے۔ (دفتر پنجم)

پھر فرماتے ہیں:

پیشہ اش اندر ظہور و در مکون　　اہل قومی انہم لا یعلمون

۱۔ فتوحات مکیہ، ۲/ ۵۶

۲۔ الانسان الکامل، ۱/ ۹۸

۳۔ مکتوبات امام ربانی، ص ۳۰۱

www.khatmenubuwat.org

باز گشتہ از دمِ او ہر دو باب — در دو عالم دعوت او مستجاب
بہر ایں خاتم شدست او کہ بخود — مثل او نے بودنے خواہند بود
چونکہ در صنعت بردس استاد دست — نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است[1]

یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیشہ مبارک خلوت وجلوت میں یہی تھا کہ آپ خدا سے اپنی قوم کے لیے ہدایت طلب کرتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے دین دنیا کے دروازے کھل گئے اور آپ کی دعا دونوں جہانوں میں قبول ہوئی، یعنی اس عالم میں بھی آپ لوگوں کے شفیع ٹھہرے اور آخرت میں بھی۔ پس اس روحانی فیضان کی سخاوت کی وجہ سے آپ خاتم ہوئے، نہ آپ کی مثل پہلے کوئی کامل انسان اور کامل سخی روحانیت کا فیضان پہنچانے میں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔

اے دوست! جب کوئی شخص کسی صفت میں دسترس حاصل کر کے کمال کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ تو کیا اس کے متعلق یہ نہیں کہتا اس پر کاری گری ختم ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو ایسی اکمل فضیلت دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیّین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراشتی ہے۔[2] جاننا چاہیے کہ اس آیت سے قبل حضرت زینب سے نکاح کرنے کا ذکر ہے جو زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی تھیں اور ابتدا میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زید کو اپنا متبنّیٰ بنایا ہوا تھا اور عرب متبنّیٰ کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے شروع میں کر دی ہے کہ کسی کا کسی کو بیٹا کہہ دینے سے وہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔ لیکن جب آپ نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو عرب کے لوگوں نے اعتراض کیا کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ (ترمذی کتاب التفسیر)

اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور فرمایا: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ. (احزاب: ۴۰) یعنی تمہارا اے مخالفو! یہ اعتراض بالکل لغو ہے، کیونکہ بیٹے کی بیوی سے شادی کرنے کا اعتراض اس حالت میں صحیح ہوسکتا تھا، جبکہ آپ کا وہ حقیقی بیٹا ہوتا۔ مگر آپ تو ظاہری طور پر تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اور ۵ھ میں آپ کا فی الواقعی کوئی بیٹا بھی موجود نہ تھا۔ کفار کے جواب کا اعتراض اس میں آچکا تھا۔ پھر وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ (احزاب: ۴۰) کے لانے کی کیا ضرورت تھی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف لکن زبان عربی میں استدراک کے لیے آتا ہے۔ یعنی پہلے کلام سے جو شبہ پیدا ہوتا ہے، لکن اس کا ازالہ کرتا ہے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ازواج مطہرات کو مومنین کی مائیں قرار دیا ہے۔ اور جیسا کہ درمنثور، جلد ۵، صفحہ ۱۸۳ میں حسن عکرمہ مجاہد اور ابن العباس سے روایت ہے کہ انہوں نے اس آیت میں وھو اب لھم پڑھا ہے۔ یعنی آپ مومنوں کے باپ ہیں۔ گویا اس آیت میں آپ کا باپ ہونا، بلحاظ نبی ہونے کے بیان کیا گیا تھا، لیکن اس کے آگے آیت خاتم النبیّین میں ابوت سے بالکل انکار کر دیا گیا۔ چونکہ ابوت متعلقہ کی نفی سے ابوت روحانی وجسمانی دونوں کی نفی ہونے کا اندیشہ تھا۔ اور شبہ پڑتا تھا کہ اب آپ نبی بھی نہیں، سو اس شبہ کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ، کہ آپ

۱۔ مثنوی مولانا رومی، دفتر ششم، ص ۶، مجیدی پریس، کانپور
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۰

www.khatmenubuwwat.org

بلحاظ اللہ کے رسول ہونے کے بدستور مومنوں کے روحانی باپ ہیں، جیسا کہ شہاب علی البیضاوی، جلد ۷، صفحہ ۱۷۵ میں لکھا ہے۔

چونکہ ہر ایک نبی اپنی امت کا باپ ہوتا تھا، اس لیے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اپنی امت کے روحانی باپ ہوئے۔ تو آپ میں اور دوسرے رسولوں میں فرق کیا ہوا، لہٰذا اتنا کہہ دینے سے کہ بحیثیت رسول آپ اپنی امت کے باپ ہیں۔ آپ کی دوسرے رسولوں پر کوئی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیّین فرما کر آپ کو دوسرے تمام رسولوں سے ممتاز کر دیا کہ اور نبی تو اپنی امت کے یعنی صرف مومنوں کے ہی باپ تھے۔ مگر آپ ایسے عظیم الشان اور جلیل القدر نبی ہیں کہ انبیاء کے بھی باپ ہیں۔ یعنی آپ کی اتباع اور توجہ روحانی، کمالات نبوت بخشتی ہے۔ لیکن اگر اس کے معنی اخیر کے لیے جائیں تو اس میں آپ کی کوئی فضیلت نہیں ہے، جیسا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے فرمایا ہے کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں کہ عربی زبان میں خاتم بفتح التاء کے معنی انگوٹھی کے ہیں۔ جیسا کہ منجد کتاب لغت میں مذکور ہے۔ اور خاتم بکسر التاء ان معنوں میں کبھی کبھی استعمال ہوتا ہے۔ آیت میں خاتم ہے، لیکن دوسری قرأت خاتم تاء کی زیر سے بھی مروی ہے۔ خاتم بکسر التاء کی دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک ختم کرنے والا، دوسرے مہر لگانے والا، یا صرف مہر۔ لیکن خاتم زیر کے ساتھ عربی زبان میں انگوٹھی اور مہر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور حدیث میں خاتم التاء کی زیر سے بکثرت مہر کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ بخاری، جلد ۳، صفحہ ۱۶۱ میں **ولو خاتما من حدیدا** مذکور ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔

اب اس لحاظ سے خاتم النبیّین کے معنی ہوئے نبیوں کی مہر یا انگوٹھی۔ لیکن آپ انگوٹھی اور مہر تو حقیقتاً نہیں ہیں۔ اس لیے ضروری ہوا کہ وجہ تشبیہ تلاش کی جائے، سو ایک وجہ تشبیہ..... مندرجہ ذیل ہو سکتی ہے۔ کہ انگوٹھی زینت کے لیے پہنی جاتی ہے، اس لحاظ سے خاتم النبیّین کے معنی ہوئے کہ آپ انبیاء علیہم السّلام کی زینت کا باعث ہیں۔ چنانچہ تفسیر فتح البیان، جلد ۷، صفحہ ۲۸۶ میں لکھا ہے کہ خاتم کے معنی ہیں، وہ ان کے آخر میں آیا اور خاتم کے معنی ہیں۔ کہ آپ انبیاء کے لیے بمنزلہ خاتم کے ہیں۔ یعنی آپ کا نبی ہونا دوسرے انبیاء کے لیے باعث زینت ہے۔

پس اس وجہ شبہ کے لحاظ سے آیت کے معنی ہوئے کہ آپؐ سب نبیوں کی زینت ہیں، یعنی انبیاء کا مقدس گروہ آپ کے وجود مسعود کو اپنے لیے باعث فخر اور باعث زینت سمجھتا ہے۔

دوسری وجہ شبہ جو انگوٹھی میں اور آپ کے خاتم النبیّین ہونے میں ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح انگوٹھی تمام انگلی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے، اسی طرح آپ تمام نبیوں پر محیط ہیں، یعنی جس قدر خوبیاں اور کمالات دوسرے انبیاء میں فرداً فرداً پائے جاتے ہیں۔ وہ سب کے سب آپ کی ذات والا صفات میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اور آپؐ جامع جمیع کمالات انبیاء ہیں اور علی الاطلاق سب انبیاء سے افضل و برتر ہیں۔ ان معنوں کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خاتم کا لفظ کمال کے معنوں میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ وفیات الاعیان لابن خلکان، جلد ۱، صفحہ ۱۲۳ میں حبیب طائی کو خاتم الشعراء قرار دیا گیا ہے۔ وہاں شاعر کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اب اس کے بعد کوئی شاعر پیدا نہیں ہوگا، بلکہ اس کا مقصد اس سے صرف یہی ہے کہ وہ ایک ایسا باکمال شاعر تھا جس میں تمام کمالاتِ شعر پائے جاتے تھے جو ایک شاعر میں ہونے چاہئیں۔

www.khatmenubuwwat.org

انہی معنوں میں حضرت غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی نے ختم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "**تختم الولایہ**."[1] کہ پھر تو اے بھائی! ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے گا جہاں تجھ پر ولایت ختم ہو جائے گی، یعنی تو خاتم الاولیاء ہو جائے گا۔

اور انہی معنوں میں شیخ محی الدین ابن عربی کو خاتم الاولیاء اور مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ رحمۃ کو مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے خاتم المفسرین ومحدثین اور رسالہ عجالہ نافعہ کے ٹائٹل پیج پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کو خاتم المحدثین لکھا ہے۔ پس خاتم کا لفظ عربی زبان میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں لی جاتی کہ وہ شخص اس گروہ کا آخری فرد ہے، عربی زبان کے علاوہ۔

تیسری وجہ شبہ ہے کہ مہر تصدیق کے لیے ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عجم کے بادشاہوں کو دعوت اسلام کے خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ شاہان عجم ایسے خط کو جس پر صاحب خط کی مہر نہ ہو، قبول نہیں کرتے۔ راوی کہتا ہے:

"**فاتخذ خاتما من فضة ونقش فيه محمد رسول الله.**"[2]

کہ تب آپ نے چاندی کی ایک مہر بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ کے الفاظ نقش کیے۔

پس مہر کی غرض تصدیق کی وجہ سے ہونے کے لیے خاتم النبیّین کے معنی یہ ہوئے کہ آپ سب نبیوں کے مصدّق ہیں، یعنی کسی نبی کی نبوت جو آپ سے پہلے بھی گزرے ہوں، اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتی جب تک کہ آپ کی اس پر مہر تصدیق نہ ہو۔ چنانچہ مولوی آل حسن صاحب اپنی کتاب استفسار میں فرماتے ہیں:

> ازانجملہ اگلے سب انبیائے بنی اسرائیل پر ایمان لانے کی بسبب فقدان اسناد اور ثبوت تحریف کے کوئی سبیل نہیں باقی رہی، بجز تصدیق حضرت خاتم النبیّین کے۔[3]

آپؐ سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آئے۔ اگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف نہ لاتے اور قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کو نبی نہ کیا گیا ہوتا تو آج کوئی بھی مسلمان عیسیٰ کو نبی نہ مانتا۔ کیونکہ یہودی تو انہیں کافر وملحد اور جھوٹا کہتے تھے، اور عیسائی ان کو خدا بنا رہے تھے۔ ایسی حالت میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آ کر ان کی تصدیق کی۔ اور قرآن مجید نے فرمایا: **مالمسیح ابن مریم الا رسول** کہ مسیح ابن مریم صرف ایک رسول تھے۔ پس آپ کا مرتبہ اتنا عظیم الشان ہے کہ کسی نبی کی نبوت بدوں آپ کے ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس آئندہ بھی اگر نبی آئے تو آپ کا متبع ہوگا۔

اگر کہا جائے کہ مہر خط کے آخر میں لگائی جاتی ہے، اس لیے خاتم النبیّین کے معنی آخر کے ہیں اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ خاتم کے اصل معنی آخر کے نہیں ہیں اور اگر آخر کے معنی بھی لیے جائیں تو وہ لازم معنی کہلائیں گے نہ اصل معنی۔ اور جب اصل معنی لیے جا سکتے ہیں اور پھر لازم معنی ہی کیوں لیے جائیں اور اگر

۱۔ فتوح الغیب، ص۲۳

۲۔ **اراد النبی.....** صحیح بخاری، رقم ۲۹۳۸

۳۔ استفسار بر حاشیہ ازالۃ الاوہام، ص۳۷۹

www.khatmenubuwat.org

مہر کی اصل غرض جو تصدیق ہے، اسے لے کر آخر کے معنی لیں تو پھر خاتم النبیّین کے معنی ہوں گے کہ آپ نبیوں کے لیے آخری مصدق ہیں کہ آپؐ کے ذریعہ تمام انبیاء کی تصدیق ہوئی۔

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ خاتم کے اصل معنی آخر کے نہیں، بلکہ لازمی معنی ہیں۔ اور اگر خاتم کہیں آخر کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو لازم المعنی لے کر کیا جاتا ہے اور جبکہ قرآن مجید کی آیت میں کوئی ایسا صریح قرینہ موجود نہیں ہے، جو لازم معنی لینے پر دلالت کرے تو اس کے باقی سب معنی چھوڑ کر صرف آخر کے ہی معنی لینا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔

خاتم النبیّین کے جو معنی اوپر کیے ہیں، وہ لغت عرب کی رُو سے تاویلی نہیں، بلکہ اصلی ہیں اور آخر کے معنی لینا تاویلی اور لازمی معنی ہیں۔ چنانچہ فتح البیان، جلد ۷، صفحہ ۲۸۶ میں لکھا ہے کہ جمہور نے خاتم زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور تاء کی زبر سے بھی پڑھا گیا ہے۔ پہلے کے معنی ہیں کہ وہ ان کے آخر میں آئے اور دوسرے کے معنی ہیں کہ وہ ان کے لیے بمنزلہ انگشتری کے ہیں اور ان کی زینت کا باعث ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ یہاں اصل وجہ زیر ہے، کیونکہ تاویل یہ ہے کہ اس نے ان کو ختم کیا۔ پس وہ ان کا خاتم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ آیت کے معنی ختم کے سوا بھی ہو سکتے تھے۔ لیکن تاویل اس کی یہ کی گئی کہ آپ انبیاء سابقین کے آخر میں تھے، اس لیے یہاں آخر کے معنی ہی لیے جائیں گے، ورنہ صاف ظاہر ہے کہ آیت میں آخر کے معنی لینے کے لیے کوئی وجہ موجود نہیں ہے۔

اسی طرح شہاب علی البیضاوی، جلد ۷، صفحہ ۱۷۵ میں خاتم کو ایک آلہ قرار دے کر جس کے ساتھ مہر لگائی جاتی ہے، لکھا ہے: **وان کان مآل معناہ الاخر**. ایضاً کہ اگرچہ نتیجتاً اس کے معنی بھی آخر کے ہیں اور یہی بات تفسیر روح المعانی، جلد ۷، صفحہ ۵۹ میں بھی لکھی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ خاتم کے معنی حقیقی طور پر آخر کے نہیں بلکہ نتیجتاً یہ معنی نکلتے ہیں اور یہ لازم معنی ہیں۔ پس ہمارے معنی تاویل نہ ہوئے۔ بلکہ آخر کے معنی جو کیے جاتے ہیں وہ تاویلی ہوئے۔ پس خاتم لفظ خاتم کے معنوں میں حقیقی طور پر استعمال نہیں ہوتا، لیکن خاتم کا لفظ خاتم کے معنوں میں استعمال ہو جاتا ہے، لہٰذا تاویل ہماری طرف سے نہ ہوئی، بلکہ آخر کے معنوں کی طرف سے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو جو خاتم الاولاد کہا ہے، یہاں الفاظ اب دو ہیں اور اب دو کے لحاظ سے خاتم اخیر کے معنوں میں استعمال ہوسکتا ہے۔ اور ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے آباؤ اجداد کی اولاد کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا۔ اور اب ان کی نسل کا آئندہ خاتمہ ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد کی نسل دوسری شاخ سے منقطع ہو جائے گی۔ اور آئندہ اولاد کا سلسلہ آپ کے وجود سے ہی جاری ہوگا۔ جیسا کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا۔ **ینقطع اٰباؤک ویبدء منک** کہ تیرے آباؤ اجداد کی نسل کا سلسلہ اب تجھ سے شروع ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید میں الفاظ خاتم النبیّین میں ہے، آخر النبیّین نہیں۔ آخر کچھ تو بھید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آخر النبیّین نہیں کہا، بلکہ خاتم النبیّین کہا ہے۔ اور جس حدیث میں آخر الانبیاء آیا ہے تو وہ خبر واحد ہے، جو ظن کا مرتبہ رکھتی ہے اور عقائد میں ظنیات کام نہیں دیتے۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر، صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے:

"ان المعتقد فی العقائد ھو الادلۃ الیقینیہ واحادیث الاحاد لو ثبتت انما تکون ظنیۃ."

www.khatmenubuwwat.org

کہ عقائد میں ادلۂ یقینیہ کا ہونا ضروری ہے اور احاد حدیثیں اگر صحیح بھی ہوں تب بھی وہ ظنی ہوتی ہیں۔

پھر علماء میں اس امر میں اختلاف ہوا ہے کہ تاویل کرنے والے کو کافر کہا جائے یا نہیں۔

جو علماء تاویل کرنے والے کو کافر نہیں کہتے، ان کی دلیل یہ ہے کہ تاویل کرنے والوں کے خون اور اموال کی حفاظت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول کہنے کی وجہ سے ایک ثابت شدہ امر ہے۔ **ولم یثبت لنا ان الخطا فی التاویل کفر.** اور یہ بات کہ تاویل میں خطا کرنا کفر ہے، ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہوئی۔ الیواقیت والجواہر، صفحہ ۱۴۰ اور صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے اپنے رسالہ میں تصریح کی ہے کہ اہل اہواء کافر نہیں۔ اور مخزومی نے کہا کہ امام شافعی نے وہ لوگ مراد لیے ہیں، جو محتمل تاویل کرتے ہیں، جیسے معتزلہ اور مرجئیہ، وغیرہ۔

اور شرح فقہ اکبر، مطبوعہ حیدر آباد، صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف کا مصدق ہو اور تاویل میں خطا کرتا ہو تو کافر نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے باوجود خوارج کی بغاوت کے ان کو کافر نہی کہا۔ چنانچہ امام ابن قیم نے لکھا ہے کہ خوارج نے حضرت علیؓ کے ساتھیوں کو قتل کیا اور ان سے لڑے اور حضرت علیؓ کے ساتھیوں کا قتل وہ جائز سمجھتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ تاویل کر کے اسی کو حق خیال کرتے تھے۔ اسی لیے باوجود ان تمام باتوں کے حضرت علیؓ نے فرمایا۔

چنانچہ امام ابن تیمیہ نے منہاج السنّت، جلد ۳، صفحہ ۶۱، ۶۲ پر اس کا ذکر کیا ہے، اور البحر الرائق، جلد ۵، صفحہ ۹۱۱ پر لکھا ہے کہ ہم خوارج کی باوجودیکہ انہوں نے مسلمانوں کے خون اور اموال کو لوٹنا جائز سمجھا، صرف ان کی تاویل کرنے کی وجہ سے تکفیر نہیں کرتے۔

پس ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ تاویل کرنے کی وجہ سے کسی پر حکم لگانا علماء کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ احمدی جماعت خاتم النبیّین کے تاویلی معنی نہیں کرتی، بلکہ اس کے اصلی معنی کرتی ہے جو عربی زبان اور اس کے محاورات کی رُو سے درست ہیں۔ خاتم کے آخری معنی حقیقی معنی نہیں، بلکہ لازم اور تاویلی معنی ہیں۔

دوسری آیات جن سے انقطاع نبوت پر دلیل پکڑی جاتی ہے اور جو لوگ خود حضرت عیسیٰ کے نزول کے قائل ہیں، وہ خود باوجودیکہ دین میں کوئی نقص نہیں مانتے، پھر وہ ان کا نزول تسلیم کرتے ہیں۔ پس ہم بھی حضرت مرزا کو ایسا نبی نہیں مانتے جو نیا دین لاتے ہیں۔ کامل مذہب اسلام ہی کے پیرو ہیں۔ اور محض دین کی اشاعت اور ترویج کے لیے آ سکتے ہیں۔ آیت: **اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓی اَبَوَیْکَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ** (یوسف: ۶) سے ظاہر ہے اور امت محمدیہؐ پر اتمامِ نعمت کے معنی ہیں کہ اب اسلام سے باہر اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع کے بغیر کوئی انعام نہیں مل سکتا اور اگر پہلے انبیاء کی معیت اور اتباع سے صدیقیت اور شہادت کا مرتبہ مل سکتا تھا تو اب حضرت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے نبوت کا مرتبہ بھی مل سکتا ہے۔ جیسا کہ آیت: **مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ** (نساء: ۶۹) سے ظاہر ہے۔

اور اگر اتمامِ نعمت کے ہم یہ معنی لیں کہ امت محمدیہؐ پر وحی اور نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اور کوئی شخص اس انعام کو اب حاصل

www.khatmenubuwwat.org

نہیں کرسکتا تو پھر امت محمدیہ کسی طرح خیر الامم نہیں ہوسکتی۔

پس روحانیت کے مراتب عالیہ سے یکسر محرومی کا نام اتمام نعمت نہیں ہوسکتا، بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ایک انسان اس کا پیرو ہوکر روحانیت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج حاصل کرسکتا ہے۔

اور آیت: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سبا: ۲۸) اور آیت: قُلْ یٰٓاَیُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (اعراف: ۱۵۸) میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت اور دعوت کی عمومیت کا ذکر ہے۔ ان سے ہرگز یہ نہیں نکلتا کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی جو آپ کی شریعت کی اشاعت کرنے والا ہو نہیں آ سکتا، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے آنے کا عقیدہ بھی لوگوں میں موجود ہے۔

اب میں ان حدیث پر بحث کرتا ہوں جن سے انقطاع نبوت کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ ایک حدیث یہ ہے:

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی.[1]

یہ قول رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس وقت فرمایا جب جنگ تبوک میں تشریف لے جانے لگے، یعنی یہ کہ تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم میرے خلیفہ بنو، جیسا حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ تھے، لیکن بات یہ ہے کہ میرے بعد نبی نہیں۔

پس بعدی سے مراد محض یہی ہے کہ میرے پیچھے جنگ تبوک کے عرصہ میں کوئی نبی نہ ہوگا، اور اگر بعدی کے معنی میری موت کے بعد کیے جائیں تو دونوں جملوں میں کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا، اور نہ ہی تشبیہ درست ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وجہ شبہ ان دونوں مشبہ اور مشبہ بہ یعنی حضرت علیؓ اور حضرت ہارونؑ کے مابین خلافت ہے، اور حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہی نہیں ہوئے، کیونکہ آپ حضرت موسیٰ سے پہلے وفات پا گئے تھے، لہٰذا یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ اثبات خلافت تو زندگی کی حالت کا کریں اور نبوۃ کا استثناء اپنی موت کے بعد کا شیعہ صاحبان نے اسی معنوی غلطی کی وجہ سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت علیؓ کے حق خلافت پر استدلال کیا ہے، مگر شارحین حدیث نے یہی جواب دیا ہے کہ وفات کے بعد معاً یہاں خلافت کا ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰؑ سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔

اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ ایک حدیث میں صراحت کے ساتھ حضرت علیؓ کو خطاب بھی موجود ہے۔ حدیث یہ ہے:

"قال علیه السّلام یا علی اما ترضی ان تکون کهارون من موسٰی غیر انک لست نبیا."[2]

کہ اے علیؓ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے خلیفہ بنو۔ جیسے ہارونؑ، موسیٰؑ کے خلیفہ بنے تھے۔ مگر ہاں تم نبی نہیں ہو گے، اس جملہ کے فرمانے کی ضرورت یہ تھی کہ آپ کو حضرت ہارون سے مشابہت دی گئی تو شبہ پڑ سکتا تھا کہ آپ حضرت ہارون کی طرح نبی بھی ہوں گے کہ اس لیے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضاحت فرما دی کہ تم میرے بعد خلیفہ ہو گے، نبی نہیں ہو گے۔

۱۔ انت منی..... صحیح مسلم، رقم ۶۳۷۰، صحیح ابن حبان، ۶۹۲۶، مسند ابی یعلیٰ، رقم ۷۵۵

۲۔ کهارون من موسٰی..... مسند الرویانی، رقم ۴۰۴، الطبقات الکبریٰ، ۳/ ۲۵، الکامل فی الضعفاء، رقم ۱۸۹۵، من اسم میمون

www.khatmenubuwwat.org

۷؍نومبر ۱۹۳۲ء

بقیہ بیان جلال الدین شمس

اب دوسری حدیثوں میں جو الفاظ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے آئے ہیں، ان کی تشریح امام محمد طاہر نے تکملہ مجمع البہار، صفحہ ۸۵ پر یہ کی ہے کہ اس سے مراد ایسا نبی ہے کہ جو حضور علیہ السّلام کی شریعت کا فسخ کرنے والا ہو۔ ایسا نبی نہیں آ سکتا اور شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ صرف شریعت والی نبوت مرتفع ہوگئی ہے۔ پس یہی معنی لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے ہیں اور ہم نے اچھی طرح معلوم کر لیا ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے یہ مراد ہے کہ خاص شریعت لانے والا کوئی نبی نہ ہوگا خاص اور وہ نبوت جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وجود سے منقطع ہوگئی ہے۔ تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس کوئی ایسی شریعت نہیں ہوگی جو شریعت محمدیہ کی ناسخ ہو، نہ اب آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد ہوگا۔ اور یہی معنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول: ''**ان الرسالة و النبوة قد انقطعت**..... **الخ**'' کے کیے ہیں کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہ ہوگا۔ جو میری شریعت کے خلاف ہو، بلکہ جب بھی ہوگا، میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔[1]

یہ بھی واضح رہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں لانفی نبی کا نہیں ہے، جو کہ ہر قسم کی نبوت کی نفی کرنے والا ہو۔ اور حدیث میں اس قسم کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ ''**اذا هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده و اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده.**''[2] علامہ خطابی نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ پہلے جیسی وسیع سلطنت کا کوئی مالک نہیں ہوگا۔[3]

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قیصر کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا قیصر ہوا۔ مگر وہ پہلے قیصر کی طرح نہیں تھا۔ اور بھی اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں۔ پس لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے یہ معنی ہوئے کہ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم جیسا عظیم المرتبت اور جامع جمیع کمالات کا کوئی نبی نہ ہو گا۔ دوسری حدیث یہ پیش کی جاتی ہے: **كانت بنو اسرائيل..... كلما هلك نبى خلفه نبى.**[4] یعنی جب ایک نبی فوت ہوتا ہے تو فوراً اس کا خلیفہ نبی ہوتا۔ یہاں بعد سے مراد بعدیت متصلہ ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول، جب کوئی نبی فوت ہوتا تو معاً اس کا قائم مقام ایک نبی ہوتا تھا۔ لیکن آپ کے بعد ایسا نہیں ہوگا اور امت محمدیہ میں فوراً نبی کی ضرورت نہ ہوگی۔ چنانچہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ سب سے بہتر اس صدی کے لوگ ہیں جس میں مَیں ہوں۔ پھر جو ان سے ملیں گے، پھر جو ان تابعین سے ملیں گے۔ پھر فرمایا، جھوٹ پھیل جائے گا اور اس کے زمانہ کے بعد کا نام فتح الفوج رکھا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ایک لمبا زمانہ گزرنے پر جب ضلالت اور گمراہی انتہا کو پہنچ گئی تو خداوند تعالیٰ نے آنحضرت مسیح موعود کو مبعوث کیا۔ تیسری حدیث یہ ہے کہ **انا العاقب والعاقب الذى ليس بعده نبى.**[5] یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا نام عاقب بتلایا ہے۔ اور عاقب کے یہ معنی بتلائے ہیں کہ آپ کے بعد نبی نہیں، عاقب کی یہ تفسیر کسی صحابی یا تابعی نے کی ہے۔ جیسا کہ امام ملا علی قاری نے

۱۔ فتوحات مکیہ، ۲/ ۶۳، ۶۴

۲۔ صحیح بخاری، رقم ۳۱۲۰

۳۔ فتح الباری شرح بخاری، ۶/ ۴۰۱۱

۴۔ **كانت بنوا اسرائيل.....** صحیح بخاری، رقم ۳۴۵۵

۵۔ **انا العاقب.....** صحیح مسلم، رقم ۶۲۵۱

www.khatmenubuwwat.org

لکھا ہے۔ **الظاھر ان ھذا التفسیر ..... قبلہ.** مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، صفحہ ۳۷۶ سے ظاہر ہے کہ یہ تفسیر کسی صحابی یا تابعی نے کی ہے اور شرح مسلم ابن الاعرابی نے کی ہے کہ عاقب اسے کہتے ہیں جو خبر میں اپنے سے پہلے کا قائم مقام ہو۔ دوسرا اِس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کا دور نبوت قیامت تک ممتد ہے۔ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کے مبارک دور کو ختم کرنے والا ہو۔ اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ آپ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث کہ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ علامہ عینی نے شرح بخاری میں اس کے متعلق ایک قول لکھا ہے کہ ایک قوم نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد سوائے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اور کوئی نبی نہیں آیا۔ لیکن ان کا یہ استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کے بعد جرجیس اور خالد ابن سنان دو نبی پیدا ہوئے۔

پس اسی طرح **لیس بعدہ نبی** کے معنی ہوئے کہ آپ کے بعد مستقل شریعت والا کوئی نبی نہ ہوگا۔

چوتھی حدیث: **لم یبق من النبوۃ الا المبشرات**[1] کہ نبوت ختم ہوگئی، صرف رویائے صالحہ باقی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ فرمانا بلحاظ عام مسلمانوں کے ہے۔ علامہ سندھی نے ابن ماجہ، جلد۲، صفحہ ۲۳۳ کے حاشیہ پر لکھا ہے:

"المراد انھا لم تبق علی العموم والا فالالھام والکشف للاولیاء موجود."

کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عوام کے لیے نبوت سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔ اور اولیاء کے لیے الہام اور کشف کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دوسرا میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ حضرت عمرؓ کی زبان پر فرشتے کلام کرتے تھے اور امام ربانی مجدد الف ثانی اور شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہ ائمہ کے اقوال سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ اس امت کے خواص اور کامل افراد کو وحی بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ اور کبھی وحی البشائر بواسطہ فرشتہ بھی ہوتی ہے۔ الیواقیت والجواہر، جلد۲، صفحہ ۹۶، اور نبی اور رسولوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا کہ وہ بشر اور منتظر ہو کر آتے ہیں۔

پس نبوت کی اقسام میں ایک قسم مبشرات باقی ہے۔

پانچویں حدیث:

جس میں آخر الانبیاء کا لفظ آیا ہے، ان میں سے ایک میں مسجدی آخر المساجد اور دوسرے روایت میں **انتم اٰخر الامم**[2] آیا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ اس سے وہ نبی مراد ہیں جو اپنی مستقل امت بنایا کرتے تھے۔ حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ آپ آخری شارع نبی ہیں، لہٰذا آپ کی اتباع اور فیض روحانی سے کسی امتی کا نبی ہونا آپ کے آخری نبی ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ وہ کوئی نئی امت نہیں بنائے گا، بلکہ خود بھی امتی ہوگا۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب ہیں اور حدیث کے الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ آپ ان انبیاء کے فرد ہیں جو اپنی نئی امت بنایا کرتے اور پہلے نبی کی شریعت کو منسوخ کر کے اپنی شریعت قائم کرتے ہیں۔

۱۔ **لم یبق من النبوۃ.....** صحیح بخاری، رقم ۶۵۸۹ ۲۔ **ان اللہ تعالٰی لم یبعث.....** مستدرک، رقم ۸۶۲۰

www.khatmenubuwwat.org

یہ بھی یاد رہے کہ آخر کا لفظ عربی زبان میں اس شخص پر بھی بولا جاتا ہے جو اپنے فن میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو اور کمال رکھتا ہو۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے امام ابن تیمیہ کو ان کے تبحر علمی کی وجہ سے آخر المجتہدین لکھا ہے۔[1]

اسی طرح ایک شاعر کہتا ہے:

شریٰ ودّی وشکری من بعید
لاٰخر غالب ابدًا ربیع

مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

''ربیع ابن زیاد نے میری دوستی اور شکر دور بیٹھے ایسے شخص کے لیے جو نبی غالب میں آخری یعنی ہمیشہ کے لیے عدیم المثل ہے، خرید لیا ہے۔''

پس حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آخر الانبیاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور انبیاء کے پاک گروہ میں سب سے برتر اور عدیم المثال فرد ہیں۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں:

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود

چھٹی حدیث جو بیان کی جاتی ہے، مثلی و مثل الانبیاء من قبلی[2] الخ کہ اس حدیث میں خود من قبلی کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ مثال ان انبیاء کی نسبت سے ہے تو حضور سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ آئندہ کسی نبی کے آنے یا نہ آنے کا یہاں ذکر نہیں۔ دوسرے اگر آئندہ نبی آنے کی نفی نکل سکتی ہے تو صرف ایسے نبی کی جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے انبیاء کی طرح مستقل اور بلاواسطہ کسی اتباع سے ہو، جیسا کہ من قبلی سے ظاہر ہے۔

گذشتہ انبیاء اور ان کے صحائف کو دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی شریعتیں بلحاظ دنیا کی اقوام کے ناقص اور غیر مکمل تھیں، اس لیے ایک کامل شریعت کی ضرورت تھی۔ اور مکان نبوت میں جو نقص تھا، وہ پورا ہو گیا۔ اس لیے آپ کہ جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وجود باجود سے پوری ہو گئی اور قرآن مجید جیسی مکمل کتاب آپ کو دی گئی کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آ سکتا، جو نئی شریعت لائے اور قرآن مجید کو ناقص ٹھہرائے۔ ہاں جو قرآن شریف کی اشاعت اور ترویج کے لیے آئے اور اس پر عامل ہو کر نبی ہو، اُسے یہ مکان مانع نہیں، آخری اینٹ میں داخل ہے اور اس سے باہر نہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے سے چار قسم کے لوگ ہوں گے، یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ پس اس حدیث میں ان انبیاء کا ذکر ہے جو مستقل اور بالاصالت نبی ہیں، جن کا آنا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد منقطع ہے۔

ہاں اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اب ہرگز نہیں آ سکتے، کیونکہ وہ اس مکان کی اینٹوں

۱۔ الاشباہ والنظائر، ۳/ ۳۱۹
۲۔ مثلی و مثل الانبیاء..... صحیح بخاری، ۳۵۳۵

www.khatmenubuwwat.org

میں سے ایک اینٹ میں شمار کیے گئے۔ اگر ان کا دوبارہ لایا جانا تسلیم کیا جاوے تو مکان میں ایک اینٹ کی جگہ خالی مان کر پھر مکان کو بدستور سابق عیب دار ماننا پڑے گا تو وہ کمال جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وجہ سے مکان میں پیدا ہوا تھا، زائل ہو جائے گا۔ کیونکہ ان کی نبوت مستقل اور بالاصالت ہے۔ آنحضرتؐ کی اتباع کا نتیجہ نہیں ملی۔

ساتویں حدیث:

لو کان بعدی نبی لکان عمر.....[1] الخ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے، پیش کی گئی ہے۔ ملا علی قاری نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ اگر حضرت عمر زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے تو باوجود نبی ہونے کے وہ آپ کے تابعین میں سے ہوتے اور خاتم النبیّین سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

دوسرا، بعد کے معنی عربی زبان میں معیت کے بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ اقرب الموارد میں لکھا ہے:

بعد نقیض قبل وقد یرد بمعنی مع.

اس لحاظ سے حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ اگر میرے ساتھ کوئی دوسرا نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔ اس کی سند میں اس نے ایک شعر بھی درج کیا ہے۔

تیسرے۔ بعد بمعنی درجہ اور مرتبہ بھی آتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

قال ثم انا اجود بنی اٰدم واجودھم من بعدی رجل علم علما فنشرہ.[2]

کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعد بنی آدم میں سب سے زیادہ میں سخی ہوں اور پھر میرے بعد جس نے علم سیکھا اور اس کو لوگوں میں پھیلایا۔

اور اس کے علاوہ بعد کا لفظ غیر اور سوا کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: **وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ.** (فاطر:۲) کہ جس خیر کو اللہ تعالیٰ روک لے تو اُسے اس کے سوائے کوئی نہیں کھول سکتا۔ اور اسی طرح تفسیر جلالین، جلد۲، صفحہ ۸۹ میں آیت: **لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ** (ص: ۳۵) میں **بَعْدِیْ** کے معنی سوائے (میرے سوا) کیے گئے ہیں۔ پس ان دونوں معنوں کے لحاظ سے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے سوائے کسی اور کو نبی بنایا جاتا تو حضرت عمرؓ ہوتے اور اس سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقصد صرف حضرت عمر کی تعریف اور ان کی فضیلت کا اظہار ہے کہ وہ بہت صائب الرائے اور عالی دماغ ہیں۔ چنانچہ ان معنوں کی تائید ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا: **لو لم اُبعث لبعثت یا عمر.**[3] کہ اے عمر! اگر میں مبعوث نہ کیا جاتا تو تُو مبعوث ہوتا۔ دوسری روایت میں ہے: **لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم.** اور یہی حدیث اس طرح بھی مروی ہے: **لو لم ابعث لبعث بعدی عمر.** کہ اگر میں نہ بھیجا جاتا تو عمر نبی بنا کر مبعوث کیا جاتا۔ اس روایت نے بعدیٰ کے معنی بھی حل کر دیے کہ بعد سے مراد آپ کی وفات کے بعد نہیں، بلکہ اس کے معنی ہیں۔ آپ کے مبعوث نہ

۱۔ **لو کان بعدی**..... سنن ترمذی، ۳۶۸۶

۲۔ **ھل تدرون من اجود**..... مشکوٰۃ، رقم ۲۶۱

۳۔ **لَوْ لَمْ اُبْعَثْ**..... مرقات شرح مشکوٰۃ، ۱۷/ ۳۵۷

www.khatmenubuwwat.org

ہونے کی صورت میں حضرت عمر مبعوث ہوتے۔[1]

آٹھویں حدیث یہ ہے کہ میری امت میں تیس کذاب دجال ہوں گے، ہر ایک ان میں سے یہ خیال کرے گا کہ وہ نبی ہے۔[2] اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ جو بھی اب آپ کے بعد قیامت تک نبوت کا دعویٰ کرے، وہ ضرور جھوٹا ہے۔ کیونکہ آنے والے مسیح موعود کو خود حضور نے نبی اللہ کہا ہے۔ اور تیس کی تعیین بھی بتلا رہی ہے کہ کوئی سچا نبی بھی آ سکتا ہے۔

دوسرے، واضح رہے کہ اس حدیث کا مضمون آج سے پہلے پانچ سو سال قبل پورا ہو چکا ہے، جیسا کہ شرح مسلم میں لکھا ہے: **ھٰذا الحدیث قد ظاھر صدقه.** مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کا صدق ظاہر ہو چکا ہے، کیونکہ تاریخ سے اگر جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا شمار کیا جاتا ہے تو یہ تعداد ۳۰ کی پوری ہو چکی ہے۔

اور تاریخ اسلام سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص اسے جانتا ہے۔ اگر شرح کے لمبا ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو ہم ان کے نام بھی لکھ دیتے۔[3]

اور نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

> در حدیث ابن عمر است بی کذاب..... و در روایتے از عبداللہ ابن عمر نزد طبرانی است بر پا نمی شود ساعت تا آنکہ بیرون آید ہفتاد کذاب وشوہ عند ابی یعلی من حدیث انس۔ حافظ ابن حجر گفتہ سند ایں ہر در حدیث ضعیف است۔ اگر ثابت شود محمول باشد بر مبالغہ نہ بر تحدید و اما تحدید۔ پس اخراج کرد احمد از حذیفہ بسند جید کہ باشند در۔ امت من کذابان دجالان بست وہفت۔ آز آنہا چار زن باشند ومن خاتم النبیّین ام۔ نیست بعد از من نبی۔ و ایں دلالت دارد بر آنکہ روایت ثلاثین بجزم بر طریق جبر کسر است ومؤید اوست روایت بخاری کہ عنقریب گذشتہ۔"[4]

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ وہ حدیثیں جن میں ۷۰ کذابوں کی خبر آئی ہے، وہ ضعیف ہیں۔

۲۔ اگر صحیح بھی ہوں تو یہ اصل تعداد نہیں سمجھی جائے گی، بلکہ اسے مبالغہ پر محمول کیا جائے گا (اور نیز اس میں نبوت کے دعویٰ کی شرط نہیں ہے)۔

۳۔ اصل تعداد کذابوں کی ۲۷ ہے، جو مسند امام احمد میں عمدہ سند سے بیان ہوئی ہے۔

۴۔ بخاری کی حدیث کے الفاظ کہ ۳۰ کے قریب کذاب ہوں گے۔ اس کے موید ہیں کہ اصل تعداد کذابوں کی ۲۷ ہے۔

اور ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ یہ ۳۰ کذابوں کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے، اور اب سچے نبی کی آمد کا وقت ہے، کیونکہ صبح کاذب کے بعد صبح صادق کے طلوع کا وقت ہے۔

۱۔ کنوز الحقائق، ص ۱۰۳

۲۔ **لا تقوم الساعة حتّٰی.....** صحیح البخاری، رقم ۳۴۱۳

۳۔ اکمال الاکمال، ج ۷، ص ۲۹۸

۴۔ حجج الکرامہ، ص ۲۲۳

www.khatmenubuwwat.org

اجماع کی بحث

اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ مرتد اور واجب القتل ہے اور اس پر صحابہؓ تابعین اور تمام امت کا اجماع ہے، صحیح نہیں ہے۔

جیسا کہ میں خاتم النبیّین کی تفسیر میں صحابہ کرام اور ائمہ کے اقوال پیش کر چکا ہوں۔ جن میں بصراحت ذکر ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد صاحب شریعت جدیدہ نبی کا آنا کہا ہے، اور علماء نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

اجماع کا انکار کرنے والا، بلکہ اس اجماع صحابہ کا، جس پر تمام صحابہ نے متفق ہو کر کہا ہو کہ ہم یہ بات مانتے ہیں، یا قرار دیتے ہیں، جیسا کہ نورالانوار شرح المنار، صفحہ ۱۸۹ میں لکھا ہے:

اجماع الصحابة نصًا مثل ان يقولوا جميعا اجمعنا على كذا فانه مثل الأية والخبر المتواتر حتى يكفر جاحده ومنه الاجماع علىٰ خلافة ابى بكر الصديق رضى اللّٰه عنه ثم الذى نص البعض وسكت الباقون من الصحابة وهو المسمىٰ بالاجماع السكوتى ولا يكفر جاحده.

کہ سب سے زیادہ قوی اجماع صحابہ کا ہے کہ وہ سب متفق ہو کر کہیں کہ ہم نے اس بات پر اتفاق کیا تو وہ آیت اور خبر متواتر کی طرح یقینی ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اسی قسم کا اجماع ہوا اور دوسری قسم اجماع کی یہ ہے کہ بعض صحابہ نے اتفاق کا اظہار کیا، لیکن دوسرے خاموش رہے تو اس کا نام اجماع سکوتی ہے اور اس کا منکر کافر نہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کی تعریف، جس کا منکر کافر ہے، قطعاً کسی قول سے ثابت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کس جگہ پر جمع ہو کر اس اتفاق کا اظہار کیا ہو۔ خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور واجب القتل ہے۔ اور بعض علماء کا یہ کہنا کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں، ہرگز حجت نہیں، جیسا کہ ارشاد الفحول میں لکھا ہے: **زعم قوم..... قولا قال.**

کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کوئی عالم یہ کہہ دے کہ اس مسئلہ میں سب متفق ہیں اور اس میں کوئی خلاف نہیں تو وہ اجماع ہوگا تو یہ ایک باطل قول ہے۔

مصنف ارشاد الفحول نے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں چند مثالیں دی ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ جس طرح امام شافعی نے گائے کی زکوٰۃ میں یہ حکم لگاتے ہوئے کہ ۳۰ سے کم میں تبیع (ایک برس کا بچھڑا) نہیں ہے، کہا ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں، حالانکہ اس میں خلاف مشہور ہے۔ اور اسی طرح امام مالک نے ردّ قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے کے متعلق لکھا ہے۔

"**وهذا مما لا خلاف فيه بين احد من الناس ولا يلد من البلدان والخلاف فيه شهير.**"

www.khatmenuboowat.org

کہ یہ مسئلہ ایسا ہے جس میں کسی شہر میں اختلاف نہیں ہے، حالانکہ اس میں اختلاف ہے۔ وہ بہت مشہور ہے۔

اور حضرت عثمانؓ ردّ یمین کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور انکار پر فیصلہ کر دیتے تھے۔ اس طرح حضرت ابن عباسؓ اور حکم تابعی وغیرہ اور ابن ابی لیلیٰ اور حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب جو اپنے وقت کے قاضی تھے، اس سے ظاہر ہے کہ جب اتنے اتنے بڑے مقتدر علماء پر لوگوں کا اختلاف مخفی رہ سکتا ہے تو دوسروں کا جو ان سے رتبہ میں کم ہیں، یہ کہہ دینا کہ اس میں کوئی خلاف نہیں، حجت نہیں ہوسکتا۔ حوالہ مذکورہ بالا ارشاد الفحول، صفحہ ۸۵ پر ہے۔ اس کتاب کا مصنف نواب صدیق حسن خاں صاحب ہے۔[1]

اب تواتر معنوی کے متعلق کتاب مسلم الثبوت، جلد۲، صفحہ ۱۷۱ میں لکھا ہے:

واستبعد الامام الرازی التواتر المعنوی سیما علی حجیته.

کہ امام رازی نے تواتر معنوی کو مستبعد سمجھا ہے، خصوصاً اس کے حجت ہونے کو، چہ جائیکہ اس کے منکر کو خارج از اسلام اور مرتد قرار دیا جائے۔

لہٰذا جب احادیث سے صحابہ کرامؓ کا اجماع ان معنوں پر جو ثابت نہیں تو پھر ان معنوں کے اجماع کا دعویٰ کرنا قابلِ قبول نہیں ہے۔ مسلم الثبوت، جلد۲، صفحہ ۱۷۱ پر لکھا ہے کہ یہود نے اس بات پر اجماع کیا تھا کہ حضرت موسیٰ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پس یہ بھی اجماع باوجود ان امور کے جو اوپر بیان کیے گئے ہیں، ویسا ہی ہوگا کہ یہود نے اس بات پر اجماع کیا تھا کہ حضرت موسیٰ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ضروری تھا۔ کیونکہ سیّد ولد آدم سرور انبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم فرما چکے ہیں کہ میری امت بھی یہود کے قدم بقدم چلے گی اور یہود سے پہلے بھی حضرت یوسف علیہ السّلام کی وفات کے بعد اس قسم کا اجماع ہوا تھا کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ حَتّٰٓی اِذَا هَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا. (مؤمن: ۳۴) اس واقعہ کو حقیقتاً قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے۔ پس جس طرح پہلے بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دروازہ بند کرنا چاہا اور مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ. (شوریٰ: ۵۱) اسی طرح پیر جو کہتے ہی کہ آنحضرتؐ کے بعد اللہ تعالیٰ نے روحانی نعمتوں کا دروازہ بند کر دیا ہے، حق نہیں ہیں۔

علماء دیوبند نے ایک دعویٰ یہ کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب ورطلیحہ وغیرہ سے صحابہ نے جو قتال کیا، اس لیے کیا گیا اور اس کی وجہ محض مسیلمہ کذاب اس کی بغاوت اور اسلامی حکومت کا مقابلہ اور خود بادشاہ بننا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب وہ مدینہ میں آیا تو اس نے حضرت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور مسلمان ہونے اور حضور کی اتباع کرنے کے لیے یہ شرط پیش کی کہ آپ اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ مقرر کریں تو میں آپ کی اتباع کروں گا۔ حضور نے اسے منظور نہ کیا اور جلال آفرین لہجہ میں فرمایا کہ اگر تو یہ کھجور کی ٹہنی بھی جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، طلب کرے تو نہیں دوں گا۔ اس کے بعد اس نے واپس جا کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک خط لکھا۔[2]

۱۔ ارشاد الفحول الیٰ تحقیق الحق من علم الاصول کا مصنف علامہ محمد بن علی بن محمد شوکانی ہے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب کا نام محل نظر ہے؟

۲۔ ملاحظہ ہو: حجج الکرامہ، ص ۲۳۰، تاریخ الخمیس، ج ۲، ص ۱۷۵

www.khatmenubuwat.org

اس امیری میں آپ کے ساتھ شریک ہو گیا ہوں۔ پس آدھا ملک ہمارا اور آدھا آپ کی قوم قریش کا ہو گا۔ حضور نے جواب دیا کہ ملک سارا اللہ کا ہے، جسے چاہے دے۔ اور انجام متقیوں کا اچھا ہے۔

اس کے بعد مسیلمہ نے ایک باغیہ عورت اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد اس نے مسلمانوں سے آویزش شروع کر دی، چنانچہ دو مدنی صحابیوں کو جو اتفاقاً اسے راستے میں مل گئے تھے، اپنی نبوت کے ماننے پر مجبور کیا۔ ایک تو ان میں سے مرتد ہو گیا۔ لیکن دوسرے صحابی نے اسے نہ مانا۔ اس پر اس نے ان کے تمام اعضاء کاٹ کر آگ میں جلا دیے، جس پر مسلمانوں سے اس کی لڑائی ہوئی۔

پس مسیلمہ کذاب پر لشکر کشی محض دعویٰ نبوت کی وجہ سے نہیں کی گئی، بلکہ اس لیے کہ وہ اپنی بادشاہت قائم کرنا چاہتا تھا اور اپنے آپ کو بادشاہ قرار دیا۔

اسی طرح طلیحہ کا واقعہ طبری، جلد۴، صفحہ ۱۹۰۰ اور تاریخ الخمیس، صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے۔ پس طلیحہ کی وجہ قتل بھی اس کی سرکشی اور بغاوت تھی۔ اسی طرح اسود عنسی مدعی نبوت کا ذبہ کے ساتھ بھی جنگ کی گئی۔ اس نے بھی مرتد ہوتے ہی علم بغاوت بلند کیا تھا۔ اس کا حوالہ حجج الکرامہ طبری اور تاریخ خمیس میں ہے۔ اس نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ لیکن اپنی غرض پوری ہوتے نہ دیکھ کر حضور کی زندگی میں ہی مرتد ہو گیا۔ اور یمرا مقام کو اپنی قیام گاہ بنایا اور اس جگہ اس نے ایک کافی لشکر اپنے گرد جمع کر لیا۔ حتیٰ کہ حضور کی وفات کے بعد تین قبیلے غطفان، ہوازن اور طے اس کے ساتھ مل گئے اور جب شہر مدینہ پر چھاپا مارا گیا تو چھاپہ مارنے والوں کے دو حصے تھے۔ ایک ابرق میں مقیم تھا اور دوسرا ذی القصہ میں۔ اس دوسرے حصہ پر طلیحہ نے اپنے بھائی کو سالار لشکر بنا کر بھیجا تھا۔ اور عبس و ذبیان کو جب حضرت ابوبکرؓ نے مدینہ کے پاس شکست دی۔ تو یہ بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ اور پھر ان تمام قبائل نے مسلمانوں کو سخت تکلیفیں دیں۔ بعض کو زندہ جلا دیا اور بعض کے کان ناک اور ہاتھ کاٹ دیے۔ چنانچہ طبری، جلد۴، صفحہ ۱۹۰۰ میں لکھا ہے:

> **واقبلت بنو عامر بعد هزيمة اهل البزاخة يقولون ندخل فيما خرجنا قبايعهم على ما بايع عليه اهل البزاخة من اسد و غطفان وطيء قبلهم..... الّا ان ياتوهُ بالذين حرقو ومثلو وعدو على اهل الاسلام فى حال ردتهم.**[۲]

پس طلیحہ بن خویلد الاسدی سے جنگ کی وجہ اس کی سرکشی اور بغاوت تھی۔

اسی طرح اسود عنسی مدعی نبوت کا ذبہ سے جو جنگ کی گئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے مرتد ہوتے ہی علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے جو عاملین صدقات مقرر تھے، انہیں تنگ کیا اور ان سے ان صدقات کا جو وہ وصول کر چکے تھے۔ واپسی کا مطالبہ کیا۔ عمال اپنی تردّد میں تھے کہ اس نے قبائل مذحج و نجران کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے حاکم والی یمن شہر بن بازان پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔ اور اس کی بیوی کو جبراً اپنے عقد نکاح میں لے کر ملک یمن کا حاکم بن بیٹھا۔ آنحضرت صلّی

۱۔ تاریخ طبری، ۲/ ۲۶۵

www.khatmenubuwat.org

اللہ علیہ وسلّم نے اس بغاوت اور کشت وخون کی خبر سن کر حضرت معاذ بن جبل کو خط لکھا کہ اسود عنسی کا مقابلہ کرو۔ چناچہ شہر بن باذان کی بیوی کی مدد سے مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا۔

پس ان مدعیانِ نبوت سے صحابہؓ کا مقاتلہ کرنا بغاوت کی بناء پر تھا، نہ یہ کہ انہوں نے اجماع کیا تھا کہ جو بھی مدعی نبوت ہو، اسے قتل کر دیا جائے، خواہ وہ سچا مسلمان متقی، دیندار، اسلام کی اشاعت کرنے والا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فدائی ہو۔

اس بات کا ایک مزید ثبوت یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابن صیاد کو جو نبوت کا مدعی تھا، قتل نہیں کیا، حالانکہ اس نے حضور کی رسالت کی عمومیت سے انکار کرتے ہوئے آپ پر اپنی نبوت کو کیا پیش کیا اور کہا (**تشهد انی رسول اللّٰه**). پھر حضور علیہ السّلام نے فرمایا، میں تو خدا اور اس کے تمام رسولوں کو مانتا ہوں۔ پھر اس سے بہت سی باتیں کیں۔ پس اگر مدعی نبوت کو قتل کر دینے کا حکم اسلام میں ہوتا تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ضرور ابن صیاد کو قتل کرا دیتے۔ ابن صیاد کے متعلق کتب احادیث میں ایک علیحدہ باب ہے۔ یہ کہنا کہ وہ اس وقت نابالغ اور غیر مکلّف تھا، صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر وہ غیر مکلّف تھا تو حضور نے اپنی رسالت اس پر کیوں پیش کی، اور کیوں حضرت عمر نے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔

کتاب المساوی والمحاسن للبیہقی سے دو جھوٹے مدعیانِ نبوت کے واقعہ کو پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا ہر مدعی نبوت کی سزا قتل ہے۔ صحیح نہیں ہے اور ان دو مدعیان نبوت کا اصل واقعہ جو اس کتاب کے صفحہ ۱۲۴، جلد اوّل میں درج ہے۔ اس طرح یہ الفاظ مندرجہ ذیل سے شروع ہوتا ہے۔ **وفیهم رَجُلًا..... مواقتها.** دوسرا واقعہ الفاظ ذیل سے شروع ہوتا ہے۔ **ربٌ زعم انه نوحٌ..... سنهه.**

جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا، اس سے جب دلیل طلب کی گئی تو اس نے یہ دلیل پیش کی کہ تم اپنی ماں کو میرے پاس لاؤ، میں اس سے جماع کروں گا تو اسی وقت وہ حاملہ ہو جائے گی۔ اور تجھ جیسا ایک لڑکا دے گی۔ اس پر ثمام نے کہا کہ تجھے نبی مان لینا میرے لیے زیادہ آسان ہے۔

دوسرا واقعہ میں مدعی نبوت نے نوح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور کہا کہ وہ پہلا نبی نوح ہے جس نے ساڑھے نو سو سال پہلے پورے کئے اور اب باقی پچاس سال پورے کرنے آیا ہے۔ اس کتاب میں علماء کے متفقہ فیصلہ کا ذکر نہیں اور نہ یہ ذکر ہے کہ ہارون نے علماء کے متفقہ فیصلہ سے اسے قتل کیا۔

اس دعویٰ کی تائید میں قرآن مجید کی کوئی آیت پیش نہیں کی کہ جھوٹے نبی مدعی کو قتل کیا جاوے اور یہ کہا کہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے مدعی کو آیت خاتم النبیّین کا منکر ماننا پڑتا ہے۔ اس لیے اس کی سزا قتل ہے تو اس سے لازم ہے کہ جو سارے قرآن مجید کے منکر ہیں۔ ان کی سزا بذریعہ اولیٰ قتل ٹھہرے۔ اور آیت خاتم النبیّین میں قتل کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔ مسیلمہ کذاب کی نبوت اسلام کے بالکل مخالف تھی اور اس نے تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور شراب اور زنا کو حلال قرار دیا اور فریضۂ نماز کو ساقط کر دیا۔ قرآن مجید کے مقابلہ میں سورتیں لکھیں۔ پس شریر اور مفسد لوگوں کا ایک گروہ اس کے تابع ہو گیا۔

اسی طرح جب خالد بن ولیدؓ طلیحہ کی طرف لشکر لے کر گئے تو انہوں نے اس سے کہا، ہمارے خلیفہ کی ہمیں یہ وصیت ہے

www.khatmenubuwwat.org

کہ تمہیں کلمۂ شہادت کی طرف بلائیں۔ تو اس نے جواب میں کہا، اے خالد! اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ گویا اس نے اپنا نیا کلمہ جاری کیا تھا۔[1] پس جس قسم کی نبوت کا مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا۔

ایسا مدعی نبوت بیشک آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نہیں آ سکتا اور نہ سچا نبی ہوسکتا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب جس نبوت کے مدعی ہیں، وہ ایسی نبوت کے مدعی نہیں، بلکہ وہ تو ایسی نبوت کے مدعیوں پر لعنت بھیجتے ہیں جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی اور اطاعت سے باہر ہوں۔ آپ تو حضرت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایسے عاشق اور فدائی ہیں۔ کہ فرماتے ہیں:

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخرم!
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جب مسیلمہ کذاب وغیرہ کے ادعائے نبوت کی حقیقت معلوم ہوگئی تو ہمیں ان علماء کے متعلق سمجھ لینا چاہیے۔ جنہوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی نبی کے آنے کا انکار کیا ہے کہ ان کی مراد اسی قسم کا نبی ہے جو ناسخ شریعت محمدیہ اور مسیلمہ کذاب کی طرح ہو۔ چنانچہ جو اقوال علماء کے پیش کیے جاتے ہیں، جیسا علامہ خفاجی کا قول، تفسیر ابن کثیر غنیۃ الطالبین کے اقوال موجود ہیں کہ جس نبوت کا علماء نے بند ہو جانا بیان کیا ہے، وہ ایسی نبوت ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ میں اور آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے والی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن کثیر وغیرہ نے بار بار مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی مثال دی ہے، جنہیں اسلام سے سخت عناد تھا۔

اور ملا علی قاری نے اگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبی آنے کا انکار کیا ہے تو دوسری جگہ اپنی کتاب موضوعات کبیر میں اس کی تشریح کر دی ہے کہ ان کی مراد اس سے وہ نبی ہے جو آنحضرت کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ پس یہ واضح دلیل ہے اس بات کی کہ جہاں انہوں نے انکار کیا ہے۔ وہاں ایسا نبی مراد لیا ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ملت کو منسوخ کرے اور مسیلمہ کذاب کی طرح باغی، سرکش، فاجر دشمن اسلام ہو اور ایسی نبوت کو ہم بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد منقطع اور بند سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

> غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذاتی فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہِ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بیدین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں تغیر و تبدل پیدا کرے گا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔[2]

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قبل جو انبیاء آئے، ان کے متعلق امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں:

وہ فرشتہ کے سامنے شاگردوں کی مانند ہوا کرتے تھے۔ اور روح الامین ان کے پاس شریعت لاتا تھا، جس کے

۱۔ المساوی والمحاسن، ۱/۲۳
۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۲۸-۲۷

www.khatmenubuwwat.org

مطابق وہ عبادت وغیرہ کرتے تھے۔[1] کہ وہ فرشتہ ان کے لیے جو چاہتا حلال کرتا اور جو چاہتا حرام کرتا اور ان پر دوسرے رسولوں کی اتباع لازم نہیں تھی۔

اور نیز اس صفحہ ۸۹ میں رسول کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ رسول ایک انسان ہے، جسے اللہ تعالیٰ احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے۔ بخلاف نبی کے کہ وہ عام ہے، کتاب لائے یا نہ لائے۔ رسول کے لیے کتاب کا لانا شرط ہے۔ مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی منصب امامت کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:

باید دانست کہ انبیاء علیہم السّلام مامور میشوند بہ تبلیغ احکام بسوئے خواص و عام..... کہ از جانب حق جل و علا بطریق وحی یا الہام امر تبلیغ احکام بایشاں برسد۔

اسی طرح رسول کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ:

رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب کتاب ہو یا شریعت سابقہ کے بعض احکام کو منسوخ کرے۔

چنانچہ اس تعریف کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے اس قسم کے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔

مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں، یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں، کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نہیں ہے۔[2]

پس حمامۃ البشریٰ اور ازالہ اوہام میں جہاں مسیح موعود نے لکھا ہے کہ آنحضرت کے بعد وحی رسالت بند ہے اور خاتم النبیّین کے بعد رسول نہیں آ سکتا، تو اس قسم کے تمام حوالوں کا یہی مطلب ہے کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں آ سکتا جس میں ان تین باتوں میں سے کوئی بات پائی جائے، یا (۱) وہ جدید شریعت لائے، (۲) یا بعض احکام شریعت سابقہ کے منسوخ کرے، (۳) یا بلاواسطہ نبوت پائے۔ کیونکہ آپ میں یہ تینوں باتیں پائی جاتیں اس لیے آپ نے حمامۃ البشریٰ اور ازالہ اوہام میں اپنے نبی ہونے سے انکار کیا اور فرمایا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا۔ اور حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۲۰ سے جو عبارت پیش کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نام آپ نے خاتم الانبیاء بغیر استثناء رکھا ہے تو اس سے مراد ویسا ہی نبی ہے کہ جس کا ذکر اوپر کی تعریف میں آ چکا ہے، اس جگہ ان لوگوں کا جواب دے رہے ہیں، جو مسیح ناصری کی آمد کے قائل ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

کیا ہم اعتقاد رکھیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام جن پر انجیل اتری، وہ خاتم الانبیاء ہیں نہ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ کیا ہم اعتقاد رکھیں کہ ابن مریم آئیں گے اور قرآن مجید کے بعض احکام منسوخ اور بعض زائد کر دیں گے اور جزیہ قبول نہیں کریں گے اور نہ لڑائی چھوڑیں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جزیہ لینے کا حکم اور جزیہ لے کر

۱۔ الیواقیت والجواہر، ۲/ ۲۸
۲۔ حقیقۃ النبوۃ، ص ۱۲۵

www.khatmenubuwwat.org

لڑائی چھوڑ دینے کا حکم آیت: حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (توبہ: ۲۹) میں دیا ہے۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ کیسے یہ مسیح کو بعض احکام کا ناسخ مانتے ہیں۔ اور آیت: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ: ۳) میں غور نہیں کرتے..... اس سے تو ماننا پڑے گا کہ قرآن مجید ابھی کامل نہیں ہوا۔ بلکہ مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ میں کامل ہوگا۔

یہ قول کتاب حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۲۰[1] پر عربی میں ہے۔ میں نے اس کا ترجمہ بتلایا ہے اور ازالہ اوہام، صفحہ ۲۴۲[2] میں لکھا ہے کہ:

اگر واقعی اور حقیقی طور پر مسیح ابن مریم کا نزول ہونا خیال کیا جائے تو ان پر نئی کتاب کا نزول ماننا پڑے گا اور تمام اجزائے شریعت اور جزیہ وغیرہ کی منسوخی کا حکم بوجہ اس کے کہ وہ مستقل رسول تھے، ان پر بذریعہ جبریل نازل ہوں گے۔ تو ظاہر طور پر اس نئی کتاب کے اترنے سے قرآن شریف، توریت و انجیل کی طرح منسوخ ہو جائے گا۔

پس جہاں کہیں آپ نے نبوت یا رسالت کے بند ہونے کا اقرار کیا ہے تو وہ مذکورہ بالا اصطلاح کی رُو سے ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب ایک غلطی کا ازالہ میں لکھتے ہیں کہ:[3]

جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول و مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔

پس آپ نے خاتم النبیّین کے معنی عام دوسرے علماء کی طرح یہ کیے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، تو وہاں اسی عام اصطلاح کے ماتحت کیے ہیں۔ اور اس لحاظ سے صرف مسیح موعود اور آپ کی جماعت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آخری نبی مانتی ہے، یعنی آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں آئے گا اور دوسرے معنی خاتم النبیّین جو یہ کیے ہیں کہ آپ کے بعد نبی آ سکتا ہے، تو وہ اس مضمون کے لحاظ سے جو کتاب ایک غلطی کی عبارات میں درج ہیں۔

پس آپ پر یہ الزام عائد نہیں ہوسکتا کہ آپ پہلے خاتم النبیّین کے یہ معنی کرتے تھے کہ آپ کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔ اور بعد میں دوسرے کیے۔ کیونکہ دوسرے معنوں کے لحاظ سے آپ نے نبوت کا کبھی انکار نہیں کیا۔ آپ نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ آپ کو بلا واسطہ نبوت نہیں ملی، بلکہ آپ کی غلامی میں یہ مرتبہ ملا ہے۔ ظلی، بروزی کی اصطلاحیں قائم کیں۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

۱۔ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، ج ۷، ص ۲۰۱
۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۱۵-۴۱۴
۳۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۱-۲۱۰

www.khatmenubuwwat.org

''ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدیؐ سے فیض پانا، وہ قیامت تک باقی ہے۔''[1]

''میری نبوت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ظل ہے۔یعنی ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔[2] جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جاوے۔''

جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے، جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی سے پایا ہے، نہ براہِ راست۔[3]

''میری مراد اس نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں، یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے، جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے حاصل ہے۔ جو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔یعنی آپ لوگ جس کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں، پس یہ صرف لفظی نزاع کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں اور ہر ایک شخص ایک اصطلاح قائم کرسکتا ہے۔''

پس اصطلاحوں کا قائم کرنا کوئی جائے اعتراض نہیں ہے اور خود محدثین نے احادیث کے لیے اصطلاحیں قائم کی ہیں، جیسے غریب، مشہور، متواتر وغیرہ۔ پس اگر بروز اور ظل کا پہلی کتابوں میں بالکل ذکر نہ ہوتا، تب بھی کوئی اعتراض نہ تھا۔ دوسری کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔''خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔''

پس آپ نے خاتم النبیّین کے معنی عام دوسرے علماء کی طرح کیے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''اٹھارہواں مراقبہ مسئلہ بروز اور تمثل کے بیان میں۔بعض نایافتگی سے اس کو بھی تناسخ کہتے ہیں۔'' عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ بروز ایک عبارت ہے اور یہ اعلیٰ قسم بروز کا ہے اور کتاب اشارات فریدی، حصہ دوم، صفحہ ۱۱۰-۱۱۲ پر بروز کے متعلق بحث ہے۔

کتاب تریاق القلوب، صفحہ ۱۵۵ کی عبارت کے مطابق جیسا کہ صوفیوں کے نزدیک مانا گیا ہے، جنم لیا۔ اور محمد کے نام سے پکارا گیا، صلّی اللہ علیہ وسلّم اس پر یہ اعتراض کرنا کہ جنم کا لفظ ہندوؤں کا ہے۔ اس کا استعمال کفر ہے۔ اس طرح تو اردو میں سنسکرت کے بہت سے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، جیسا ''سوراج'' اور ''ستیہ گرہ'' وغیرہ اور یہ کفر نہیں ہیں۔ اگر کہا جائے کہ اس سے ہندوؤں کا عقیدہ تناسخ ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اسی عبارت میں آپ نے جنم لینے سے مراد خو، طبیعت اور دلی مشابہت لی ہے۔ یہ مطلب نہیں لیا کہ آنحضرتؐ کی پیدائش حضرت ابراہیمؑ ہی کی پیدائش تھی۔ چنانچہ آپ نے جس بات پر یہ حاشیہ لکھا ہے، وہاں مراتب وجود دوریہ کی تفسیر یہ کی ہے۔ لکھتے ہیں:

یعنی بنی نوع انسان میں سے بعض بعض کی خو اور طبیعت پر آتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ پہلی کتابوں سے ثابت

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۳۰

۲۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۴

۳۔ تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، ج ۲۰، ص ۴۰۱

www.khatmenubuwwat.org

ہے کہ ایلیاء یحییٰ نبی کی خو اور طبیعت پر آ گیا۔ اور جیسا کہ ہمارے نبی علیہ السّلام حضرت ابراہیم کی خو اور طبیعت پر آئے۔ اسی سر کے لحاظ سے یہ ملت محمدیؐ ابراہیمی ملت کہلائی۔"[1]

چنانچہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ **اما ابراھیم فی نظروک**..... **الخ** کہ ابراہیم علیہ السّلام کو دیکھنا ہو تو تم میری طرف دیکھ لو۔ بخاری، جلد۲، صفحہ ۱۵۶، اس طرح فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس طرح خلیل بنایا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السّلام کو بنایا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے تناسخ کے مسئلہ کا رد اپنی متعدد کتب سرمہ چشم آریا و چشمۂ معرفت وغیرہ میں زبردست دلائل سے کیا ہے۔ چشمہ معرفت، صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں کہ حیوانات کی طاقتوں اور قوتوں کے تفاوت کا سب تناسخ اور آواگون کو قرار دینا خدائے حکیم کے علم اور ست ودیا کو ضائع کرنا ہے۔[2] اور اس کی وحدت نظامی کو درہم برہم کرنا ہے۔ تریاق القلوب کا جو حوالہ کہ مہدی موعود ختم الاولاد ہے، کے آگے لکھا ہے:

"اس کے خاتمہ کے بعد نسل انسان کوئی کامل فرزند پیدا نہیں کرے گی۔ باستثناء ان فرزندوں کے جو اس کی حیات میں ہوں۔"

اہل کشف کی یہ عبارت لکھ کر مرزا صاحب آگے لکھتے ہیں:

"مسیح موعود کا زمانہ اسی حد تک ہے جس حد تک اس کے دیکھنے والوں کے دیکھنے والے اور یا پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں پائے جائیں، اور اس کی تعلیم پر قائم ہوں گے۔ غرض قرون ثلاثہ کا ہونا برعایت منہاج نبوت ضروری ہے۔"[3]

اور خطبہ الہامیہ میں آپ نے خاتم الاولیاء کے یہ معنی کیے ہیں کہ میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔ مگر وہی جو مجھ سے اور میرے طریقہ پر ہوگا۔

پس خاتم النبیّین کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی نبی بعد خاتم النبیّین امت محمدیہ سے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع سے باہر نہ ہوگا۔[4] فریق مخالف نے حضرت مسیح موعود کو صاحب شریعت جدیدہ نبی ثابت کرنے کے لیے پہلا حوالہ دافع البلاء کا پیش کیا ہے، جس میں انہوں نے اپنے لیے حضور کا لفظ لکھا ہے۔ لفظ رسول سے صاحب شریعت جدیدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ دافع البلاء میں ہے۔ براہین احمدیہ سے اپنی وحی کے الفاظ نقل کر کے لکھا ہے کہ تمام بھلائی قرآن میں ہے، پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں۔ اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھیں۔ آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔"[5]

دوسرا حوالہ انہوں نے ایک غلطی کا ازالہ سے پیش کیا ہے۔ اس میں بھی آپ نے بصراحت فرمایا ہے کہ:

۱۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۵

۲۔ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۱۹

۳۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۷۸

۴۔ خطبہ الہامیہ، ص ۳۵

۵۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۴۰

www.khatmenubuwat.org

''نبوت سے میری مراد یہ نہیں کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا یا مستقل نبی ہوں۔ بلکہ ان معنوں سے نبی ہوں کہ میں نے اپنے رسول ومقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔[1] رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس کے ساتھ ہی تیسرا حوالہ حقیقت الوحی، صفحہ ۱۵۰ سے پیش کیا گیا ہے کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا، مگر اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔''[2]

پھر اِس کے متعلق حاشیہ میں فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھا جاتے ہیں، اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانہ میں براہِ راست نبیوں کو ملی۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے۔''[3]

تیسرا حوالہ

جو مدعی شریعت ثابت کرنے کے لیے پیش کیا گیا، یعنی کہ آپ نے اپنی وحی پر ایمان لانے کا اظہار اُسی طرح کیا ہے جس طرح دوسری وحیوں پر۔ اس سے بھی یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنی وحی کے منجانب اللہ اور اس کے دخل شیطانی اور خطا سے پاک ومنزہ ہونے پر یقین کامل کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ آپ صاحب شریعت جدیدہ کے مدعی ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

وحی دلگیرش کہ منظر گاہ اوست　　چوں خطا باشد کہ دل آگاہ اوست[4]

پس وہ وحی جسے اولیاء اللہ وحی قلب کہتے ہیں، اس میں بھی خطا نہیں ہوتی، جس طرح کہ انبیاء علیہم السّلام کی وحی میں خطا متصور نہیں۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وحی کو قرآن مجید کے مقابلہ میں پیش کیا ہے، اس کی مثل قرار دیا ہے۔

حالانکہ آپ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ میری وحی شرعی اور قرآن کی مثل ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں، خدا کی لعنت ان پر جو یہ دعویٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں۔ قرآن کریم سراپا معجزہ ہے، جس کی مثل کوئی انس وجن نہیں لا سکتا اور اس میں وہ وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم ہرگز جمع نہیں کر سکتا، بلکہ وہ ایسی پاک وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی نہیں ہو سکتی، اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اور بھی کوئی وحی ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی، ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی آئندہ ہوگی۔[5]

۱۔ ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۱۱
۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۴
۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۴
۴۔ مثنوی، دفتر چہارم، ص ۱۵۱
۵۔ الہدیٰ، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۷۶

www.khatmenubuwwat.org

چوتھا حوالہ

حضرت مسیح موعود کو مدعی شریعت جدیدہ ثابت کرنے کے لیے اربعین نمبر۴، صفحہ ۶ کے حاشیہ میں اپنی وحی، تعلیم اور بیعت کو مدارِ نجات ٹھہرایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے شریعت محمدیہ کو منسوخ قرار دیا۔ جو شخص حضرت مسیح موعود کی اس عبارت پر غور کرے گا، اس پر صاف ظاہر ہو جائے گا کہ آپ کی جو وحی اور تعلیم ہے، وہ وہی تعلیم ہے جو عین قرآن مجید اور اسلام کی ہے۔ پھر اس کو کیوں مدارِ نجات نہ ٹھہرایا جاوے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے موجودہ وائسرائے دعویٰ کریں۔ اگر تم حکومت برطانیہ کے وفادار ہو تو میرا حکم مانو، کیونکہ اس وقت میں حکومت کی طرف سے تم پر مامور کیا گیا ہوں۔ اگر تم میرا حکم نہیں مانو گے اور رسول نافرمانی کرو گے تو جیل خانہ بھیج دیے جاؤ گے اور سزا سے تم ہرگز نجات نہیں پا سکتے۔

اور یہ بات حضرت صاحب نے اس حاشیہ میں لکھی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور وحی کو جو مجھ پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔''[1]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری وحی میں کوئی نئی شریعت ہے یا میری وحی ناسخ شریعت محمدیہؐ ہے۔ بلکہ فرمایا ہے کہ شریعت محمدیہ کے ہی بعض ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اور جس عبارت پر یہ حاشیہ دیا گیا ہے، اس میں جس حکم کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ. (نور:۳۰)

یعنی تو اپنی جماعت کے مومنین سے کہہ دے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ قرآن مجید کی ایک مشہور آیت ہے جو آپ پر وحی ہے۔ اس میں کوئی نئی تعلیم اور نیا حکم نہیں ہے، بلکہ وحی قرآن مجید کی تعلیم ہے۔ چونکہ آپ اس زمانہ میں مامور من اللہ ہے اس لیے تجدید کے طور پر خدا نے آپ کو یہ الہام کیا۔ اس جدید شریعت کا ادعا لازم نہیں آتا۔ قرآن مجید کی بیسیوں آیتیں دوبارہ امت محمدیہ کے اولیاء اللہ پر نازل ہوئی ہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود پر بھی اور انہی کے متعلق حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میری وحی میں ''امر بھی ہے اور نہی بھی۔''

اور ظاہر ہے کہ جب آپ کی تعلیم اور وحی قرآن مجید کی تعلیم پر مشتمل ہوئی تو اس پر ایمان لانا قرآن مجید اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق ہوئی اور آپ کا یہ فرمانا بالکل درست ٹھہرا کہ لوگوں کے لیے آپ کی تعلیم اور بیعت مدارِ نجات ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

فریق مخالف نے الیواقیت، جلد۲، صفحہ ۴۳ سے ایک حوالہ فتوحات مکیہ کا پیش کیا ہے کہ اگر کوئی اوامر اور نواہی کے نزول کا دعویٰ کرے، چاہے وہ ہماری شریعت کے موافق ہوں یا مخالف۔ اگر وہ مکلّف ہوگا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کی الیواقیت میں جو دوسری عبارات فتوحات مکیہ کی درج ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت جدید

۱۔ اربعین نمبر۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۵

www.khatmenubuwwat.org

کہلانا منقطع ہے۔ وبس۔ اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ اگر کسی صاحب کشف نے یہ کہا کہ وہ ایک ایسے امر سے مامور ہوا ہے جو شرع محمدی کے مخالف ہے تو اس پر امر ملتبس ہو گیا۔ دیکھئے یہاں اس کی سزا باوجود شریعت کے مخالف ہونے کے قتل نہیں بیان کی۔

اور الیواقیت، جلد۲، صفحہ ۱۰۰ میں صاف لکھا ہے کہ مسیح علیہ السّلام جب آئیں گے تو: **یلھم بشرع محمّد.** کہ انہیں شریعت محمدیہ بذریعہ الہام سکھائی جائے گی۔ اسی طرح صفحہ ۱۶۲ پر مہدی کے متعلق شیخ محی الدین ابن عربی کا یہ قول لکھا ہے کہ:

مہدی اس شریعت کے ساتھ حکم کرے گا جو اس کی طرف وحی کرنے والا فرشتہ شرع محمدی کا الہام کرے گا۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ میرے قدم بقدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا متبع ہوگا، نیا دین نہیں لائے گا۔ پس اگر بالفرض اس حوالہ کا وہی مطلب لیا جائے جو فریق مخالف نے لیا ہے تو اس کے حکم سے کہ فتوحات مکیہ کے مصنف شیخ محی الدین ابن عربی کا بعد کی تصنیف کتاب فصوص الحکم میں اس سے رجوع ثابت ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"وفینا من یاخذہ عن اللّٰہ فیکون خلیفۃ عن اللّٰہ بعین ذالک الحکم فتکون المادۃ من حیث کانت المادۃ لرسولہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فھو فی الظاھر متبع لعدم مخالفتہ فی الحکم."[1]

کہ ہم اہل کشف میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو براہِ راست اللہ تعالیٰ سے وہی احکام حاصل کرتے ہیں جو شریعت محمدیہ میں پہلے سے موجود ہیں۔ اور وہ ان احکام میں اللہ تعالیٰ کے نائب ہوتے ہیں۔ اور بوجہ اس کے ان پر نازل شدہ احکام شریعت محمدیہ کے مخالف نہیں ہوتے، وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متبع ہوتے ہیں۔

اور حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

"ہمچنانکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام آن علوم راز وحی حاصل می کرد۔ ایں بزرگواران بطریق الہام آن علوم را از اصل اخذ میکنند۔ علماء این علوم را از شرائع اخذ کردہ بطریق اجمال آوردہ اند۔ ہماں علوم چنانچہ انبیاء راعلیہم الصلوٰۃ والسّلام حاصل بود تفصیلاً وکشفاً ایشانرا نیز بہمان نہج حاصل میشود اصالت وتبعیت درمیان است بایں قسم کمال از اولیاء کمل بعضی ایشانرا بعد از قرون متطاولہ وازمنہ متباعدہ انتخاب میفرمایند۔"[2]

کہ جس طرح علوم شریعت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم وحی الٰہی سے حاصل کرتے تھے، اسی طرح اولیاء اللہ ان علوم کو الہام الٰہی یعنی اصل سرچشمہ سے اخذ کرتے ہیں اور یہ علماء تو کتاب وسنت سے ان علوم کو بطریق اجمالاً لاتے ہیں۔ اور جس طرح یہ علوم انبیاء علیہم السّلام کو کشفاً حاصل تھے، اسی طریق پر اولیاء اللہ کو حاصل ہوتے ہیں۔ فرق صرف اصالت اور اتباع وراثت کا ہے۔

امرتسر کے غزنوی خاندان کے مورث اعلیٰ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم ایک صاحب کشف بزرگ تھے، جن پر قرآن مجید کی آیات الہاماً نازل ہوتی تھیں۔ ان کی مخالفت میں مولوی غلام علی قصوری نے ایک رسالہ لکھا، جس میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم پر اسی قسم کے اعتراض کیے جس طرح پر کہ فریق مخالف نے حضرت مسیح موعود پر کیے ہیں۔ اس کے جواب میں

۱۔ فصوص الحکم، ص ۱۹۳ ۲۔ مکتوبات، ۱/ ۴۰

www.khatmenubuwat.org

مولوی عبدالجبار نے ایک رسالہ ''اثبات الالہام والبیعۃ'' مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم کی حمایت میں لکھا۔ اس کے صفحہ ۱۴۰ پر معترض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آیتیں بیشک پہلے ہی نازل ہو چکی ہیں اور ان کے الفاظ اور مورد بھی عام ہیں۔ مگر جب صاحب الہام پردۂ غیب سے سنتے ہیں، یا خود بخود ان کی زبان پر آیات جاری کی جاتی ہیں تو وہ اپنے حال سے مطابق کرتے ہیں، اور بہ سبب فہم خداداد کے حظ وافر اٹھاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کام کے نیک و بد ہونے میں متردد ہوتے ہیں تو مثلاً آیت: وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (مدثر: ۵) سن کر اس کے ترک کا عزم کرتے ہیں، اور جب دینی معاملات کے سبب مصیبتوں میں مبتلاء کیے جاتے ہیں۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (بقرہ: ۲۳۸) اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبہ: ۴۰) سن کر ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں۔''

اسی طرح ایک مشہور صوفی حضرت خواجہ میر درد صاحب مرحوم دہلوی کو قرآن مجید کی بہت سی آیات جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہیں، الہاماً نازل ہوئیں۔ جو علم الکتاب، مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۶۱، ۶۴، ۶۵ میں درج ہیں اور جو ہم آگے چل کر بیان کریں گے، ان میں خواجہ صاحب مرحوم کے مخالفین کو فاسق، مجرم، مفسد وغیرہ قرار دیا گیا۔

پس یہ مقتدر بزرگ جب اس بات کے معتقد تھے اور اس وجہ سے کہ ان کے الہامات میں اوامر و نواہی پائے گئے تو صاحب شریعت جدید ہو کر کافر اور مرتد نہ ٹھہرائے گئے تو حضرت مسیح موعود کو کیوں اس وجہ سے کافر اور مرتد ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ پانچواں حوالہ اربعین نمبر ۴، صفحہ ۶ سے فریق مخالف کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ آپ نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اولیاء امت نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ شریعت محمدی کے اوامر و نواہی کا بطور تجدید کے کسی بزرگ پر نازل ہونا جائز ہے۔ اور صرف ایسے اوامر و نواہی کا جو شریعت محمدیہ کے مخالف ہوں اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کا نتیجہ نہ ہوں، ممنوع قرار دیا ہے۔

اور پھر آپ نے اس جگہ صاحب شریعت کا لفظ صرف مخالفین کے مقابل پر بطور الزام استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ یہ فقرہ دلالت کرتا ہے، ''پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔''

اربعین میں جہاں آپ نے یہ لکھا ہے وہاں قرآن مجید کی آیت: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ (حاقہ: ۴۴) اپنی صداقت پر بطور دلیل پیش کی ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے، جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور مفتری خائب و خاسر رہتا ہے، کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ چونکہ میں خدا کے فضل سے ہلاک نہیں ہوا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وحی کے بعد جو مدت ملی وہ مجھے دی گئی تو آپ نے بعض مخالفوں کے اس اعتراض کو لے کر کہ ہر جھوٹا نبی ہلاک نہیں ہوتا، بلکہ جو صاحب شریعت ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ ہلاک ہوتا ہے۔ اس پر آپ فرماتے ہیں کہ یہ ایک دعویٰ بلا دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ شرط نہیں، پھر آپ فرضی طور پر فرماتے ہیں کہ اگر شریعت سے یہ مراد لی جاوے تو اس لحاظ سے بھی یہ عذر مخالفین کا باطل ہے۔ اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی ایک آیت، جو آپ پر نازل ہوئی ہے اور جس میں امر ہے، درج کی ہے۔ اور پھر آخر میں اس عذر کا

www.khatmenubuwat.org

جواب دیا ہے، جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو صاحب شریعت جدیدہ ہونے کا دعویٰ نہیں کہ:

''ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو، جھوٹی گواہی نہ دو، زنا نہ کرو، وغیرہ وغیرہ۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان شریعت ہے، جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ خورد ہوگئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو تئیس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تمام باتیں بیہودہ اور قابلِ شرم ہیں۔''[1]

اور سیّد عبدالوہاب صاحب شعرانی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو غیب کی خبریں دینا اس امت میں جاری ہے۔ لیکن ان خبروں میں تحلیل اور تحریم نہیں ہوتی۔ بلکہ کتاب اور سنت کے معانی بتائے جاتے ہیں، یا ایسے حکم مشروع کا جو ثابت ہو خدا کی طرف سے ہونا بتایا جاتا ہے، یا کسی حکم کا جو نقل سے ثابت ہو، اس کے درست نہ ہونے کا علم دیا جاتا ہے، وغیرہ۔ لیکن اس صاحب مقام کو یہ حق حاصل نہیں۔ **ان یکون علیٰ شرع یخصه یخالف شرع رسوله الذی ارسل الیه**..... **الخ** کہ اپنے رسول کی شرع کو چھوڑ کر اپنی ذات خاص کے لیے کوئی اور شریعت اختیار کرے۔''[2]

اس سے ظاہر ہے کہ ایسے احکام کا جو شریعت کے مخالف نہیں، کسی ولی پر اُترنا جائز ہے۔

پھر ایک جواب اس کا یہ بھی ہے کہ اگر اس عبارت سے آپ کا منشاء صاحب شریعت ہونے کا ہوتا تو اس کے بعد کی تصنیفات میں شریعی نبی ہونے کا اس سے انکار نہ کرتے۔ اربعین آپ نے ۱۹۰۰ء میں لکھی اور ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں تصنیف فرمایا، جس میں بصراحت اپنے صاحب شریعت ہونے سے انکار کیا ہے۔ اور رسالہ ''ریویو برمباحثہ چکڑالوی''، صفحہ ۶ پر، جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا، لکھا ہے:

ہمارا ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔

اور ''چشمۂ معرفت''، جو ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی، اس کے ضمیمہ، صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں:

''آپ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ آپ کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں۔''[3]

پھر فرماتے ہیں:

''پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے، ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔''[4]

۱۔ اربعین نمبر۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۳۶
۲۔ الیواقیت، ۲/ ۲۸
۳۔ ضمیمہ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۳۸۰
۴۔ حقیقۃ النبوت

www.khatmenubuwwat.org

اب میں مرزا کے فوت ہونے سے دو دن پہلے کا ایک خط پیش کرتا ہوں جو حضور نے ایڈیٹر اخبار عام لاہور کے نام لکھا اور جو ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں شائع ہوا۔ اس میں لکھا ہے:

میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں، یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اسی جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔ اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔[1]

پس اربعین کے ماقبل اور مابعد کی بیسیوں تحریریں حضور کی ایسی ہیں، جو ان کے اس الزام کی تردید کر رہی ہیں کہ آپ نے شریعت جدیدہ نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

چھٹا حوالہ

فریق مخالف نے تریاق القلوب، صفحہ ۱۳۰ سے پیش کیا کہ جس سے یہ استدلال کیا ہے کہ چونکہ آپ نے حقیقۃ الوحی میں اپنے منکرین کو کافر کہا اور تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ کافر کہنا ان نبیوں کا کام ہے جو شریعت جدیدہ لاتے ہیں۔ تریاق القلوب کے بعد آپ نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا۔

جواب: یہ استدلال اس لیے غلط ہے کہ تریاق القلوب میں آپ نے اس جگہ صرف صاحب شریعت نبی اور محدث وملہم کے انکار کا حکم بیان کیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء جو شریعت یا احکام جدیدہ نہیں لاتے ان کے انکار کا حکم ذکر کیا اور یہی تریاق القلوب کا حوالہ حضرت مسیح موعود کے سامنے پیش کیا گیا۔

اس کے جواب میں جو کچھ آپ نے لکھا، وہی مطلب تریاق القلوب کے حوالہ کا صحیح سمجھا جائے گا۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا ہو کہ ''پہلے مجھے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ نہ تھا، لیکن اب مجھے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ ہے اس لیے اپنے منکروں کو کافر کہتا ہوں۔'' تب تو فریق مخالف کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ غلط محض۔ سو جب ہم حقیقۃ الوحی کو دیکھتے ہیں تو اس میں کہیں یہ دعویٰ نہیں پاتے بلکہ اس کے برخلاف یہ پاتے ہیں کہ:

''میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں، یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے، جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے حاصل ہے۔''[2]

تریاق القلوب والے حوالہ کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے:

جو شخص مجھے نہیں مانتا، وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: **وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ**

۱۔ اخبار عام لاہور، ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء ۲۔ تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۵۰۲

www.khatmenubuwwat.org

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ. (انعام:۲۱) یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں، ایک خدا پر افتراء کرنے والا، دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے، اس صورت میں نہ میں صرف کافر، بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا۔

ساتواں حوالہ

جو فریق مخالف نے مرزا صاحب کو مدعی شریعت ثابت کرنے کے لیے پیش کیا ہے، جن میں امر و نہی پائے جاتے ہیں، اس کا جواب حوالہ نمبر ۵ کی بحث میں مفصل دیا جا چکا ہے کہ ایسے اوامر و نہی کا نزول قرآن شریف کے مخالف نہ ہو، بلکہ مؤید ہوں، ہر طرح سے جائز ہے۔ اور ان کا بطریق تجدید کسی کامل فرد پر نازل ہونا موجب کفر نہیں۔

آٹھواں حوالہ

یہ پیش کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنے مریدوں کو عام مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہ کوئی نیا حکم نہیں ہے بلکہ قرآن اور حدیث پر زیادہ شدت کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا آپ نے حکم دیا ہے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام وہ ہونا چاہیے جو زیادہ عالم اور متقی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھائی ہے: وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. (فرقان:۷۴) کہ اے خدا! تو ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا اور امام متقدیوں کے اور خدا کے درمیان سفیر کی طرح ہوتا ہے۔ پس یہ ہرگز مناسب نہیں کہ ہم ایسے شخص کو امام بنائیں جو ہمیں کافر و مرتد گردانتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے یہ ضروری ہے کہ جو خدا کے فرستادہ کو راستباز نہیں مانتے، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ ایمان لانے والے اور نہ لانے والے برابر نہیں۔ اور اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرنا شریعت کا مدعی ہونا ہے تو علماء نے خود ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز لکھا ہے، حتیٰ کہ خود دیوبندیوں کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ ''بھونچال بر لشکر دجال'' کے صفحہ ۵۷، ۵۸ میں درج ہے کہ:

> جو مولوی نذیر حسین کا مداح ہے، بے شک وہ غیر مقلد ہے۔ اس کی امامت درست نہیں۔ عندالحنفیہ تو ایسے شخص کے امام بنانے میں اپنی نماز کا خراب کرنا ہے، لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نہ نماز پڑھی جائے، لہٰذا جبکہ ہمارے مخالفوں کے نزدیک وہ علماء جنہوں نے ایسے فتویٰ دیے ہیں ان کو صاحب شریعت جدید قرار دے کر کافر و مرتد قرار نہیں دیا جاتا۔ تو اس طرح مرزا صاحب کو اس بات کی وجہ سے کیوں صاحب شریعت جدیدہ قرار دے کر کافر و مرتد قرار یا جاتا ہے۔

نواں حوالہ

کہ احمدیوں کو غیر احمدیوں کی لڑکی دینے سے منع کیا ہے۔

اس کا مفصل جواب آئندہ دیا جائے گا۔ سرِ دست میں یہ کہتا ہوں کہ دفع شر کے طور پر بھی ایسا ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ بعد میں بہت فساد واقع ہوتا ہے۔ اور غیر احمدی اپنی احمدی بیوی کو مارتے کوٹتے اور سخت تکلیفیں دیتے ہیں۔ اور اسے مجبور کرتے ہیں کہ احمدیت سے تائب ہو۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی سے نہ کیا جائے۔ لہٰذا

www.khatmenubuwwat.org

یہ کہنا حکم نہیں ہے، بلکہ تکلیف سے بچانے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ اس سے صاحب شریعت جدیدہ ہونے کا ادعا لازم نہیں آتا۔

دسواں حوالہ

نورالہدیٰ کا دیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو ماہوار چندہ دینے کا حکم دے کر کہا ہے کہ جو تین ماہ تک نہ دے وہ جماعت سے خارج ہے، کافر ہے، مرتد ہے اور ملعون ہے۔ لہٰذا یہ نیا حکم ہے جو شریعت کے مخالف ہے۔ کیونکہ اسلام میں یہ حکم نہیں کہ جو تین ماہ تک زکوٰۃ نہ دے وہ اسلام سے خارج ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ارشاد میں کافر، مرتد اور ملعون کے الفاظ بالکل نہیں۔ اس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو احمدی ہو کر یہ عہد کر چکے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر بہرحال مقدم کریں گے اور اسلام کی اشاعت کے لیے مالی جانی قربانی سے کبھی دریغ نہ کریں گے، فرمایا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی باوجود مقدرت اور طاقت کے ایک پیسہ بھی راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں تو وہ منافق ہے۔ اس کے بعد وہ اس جماعت میں رہنے کے قابل نہیں۔ اور یہ کوئی نیا حکم نہیں، بلکہ قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ متقی کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ. (بقرہ:۳) اسی طرح سورہ توبہ میں ان لوگوں کے حق میں کہ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے، فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (توبہ:۳۴) کی وحی آئی ہے۔ اور اسی طرح منافقوں کی ایک علامت یہ بتائی: وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ. (توبہ:۵۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کی راہ میں جب ناخوشی سے مال خرچ کرنا بھی نفاق کی علامت ہے تو جو شخص باوجود استطاعت بالکل ہی خرچ نہیں کرتا، وہ کیونکر نفاق سے بچ سکتا ہے اور اس کا جماعت سے تعلق قائم رہ سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، سنو، تم ایسے لوگ ہو کہ تمہیں خدا کے رستے میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے، اس پر بھی تم میں سے ایسے بھی ہیں جو بخل کرتے ہیں اور اللہ تو بے نیاز ہے اور تم اس کے محتاج ہو۔ سورہ محمدؐ اس میں آگے ہے کہ اگر تم خدا کے حکم سے روگردانی کرو گے تو خدا تمہارے سوا دوسرے لوگوں کو تمہاری جگہ لے آئے گا، اور وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔ جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ تم خدائی سلسلہ میں نہیں رہ سکتے۔

پس حضرت مسیح موعود نے اسی قرآنی تعلیم کے ماتحت فرمایا کہ ایسا شخص جو راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتا اور باوجود مقدرت عہد کرنے کے ۳،۳ ماہ تک اس ربانی حکم سے غافل رہتا ہے اور کچھ پروا نہیں کرتا تو اس کا سلسلہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔

اور گواہ کا یہ کہنا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کے متعلق ایسا حکم نہیں، ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ حضرت خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار فرمایا: واللّٰہ لو منعو فی..... الخ[1] جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے ایک معمولی رسّی بھی جس سے اونٹ باندھا جاتا ہے اور جسے وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وقت میں ادا کرتے تھے، روکی، تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

پس زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ ادا نہ کرنے پر کتنی سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔

۱۔ واللّٰہ لا قاتلن..... ابوداؤد، رقم ۱۵۵۸

www.khatmenubuwwat.org

گیارہواں حوالہ

فریق مخالف نے حضرت خلیفہ ثانی کا قول الفصل اور حقیقۃ النبوت وغیرہ میں حقیقی نبی لکھا ہے اور اس سے حضرت مسیح موعود کے صاحب شریعت نبی ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اس کا جواب انہی کی کتاب حقیقۃ النبوت، صفحہ ۳ میں سے دیا جاتا ہے، جہاں انہوں نے الفصل، صفحہ ۱۲ کی عبارت بھی لکھی ہے۔ لکھتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبی کے خود یہ معنی فرمائے ہیں کہ جو نئی شریعت لائے، پس ان معنوں کے لحاظ سے ہم ان کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتے۔''

پھر فرماتے ہیں کہ:

''حقیقی نبی ایک اصطلاح ہے، جو خود حضرت مسیح موعود نے قرار دی ہے اور اس کے خود ہی معنی بھی کر دیے ہیں۔ ان معنوں کی رُو سے میں ہرگز آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ ہاں چونکہ ہر ایک شخص کا حق ہے کہ ایک اصطلاح بنائے، اس لیے میں نے لکھا تھا، اگر حقیقی نبی کے معنی ان معنوں کے سوا ہیں جو حضرت مسیح موعود نے کیے ہیں تو میں ان کے معلوم ہونے پر رائے دے سکوں گا کہ وہ حضرت مسیح موعود پر چسپاں ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اور مثال کے طور پر میں نے لکھا تھا کہ اگر حقیقی نبی کے معنی یہ کیے جائیں کہ وہ بناوٹی یا نقلی نبی نہ ہو تو ان معنوں کی رُو سے حضرت مسیح موعود کو میں حقیقی نبی مانتا ہوں۔ یعنی صادق اور منجانب اللہ اور غیر تشریعی نبی مانتا ہوں۔''

پس آپ کی کسی تحریر سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعود کو ان معنوں میں حقیقی نبی قرار دیا ہو، آپ نئی شریعت لائے ہیں۔

اب میں قرآن مجید سے چند آیات بیان کرتا ہوں، جن سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد امکان نبوۃ ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ.** (اعراف: ۳۵) کہ اے اولادِ آدم! ضرور تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے، جو تم پر میری آیات پڑھیں گے۔

اس آیت میں آئندہ رسولوں کے آنے کی خبر دی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی آیات سنائیں گے۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اس آیت کا نازل ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ بنی آدم سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کے نزول کے بعد قیامت تک آئیں گے۔ جیسا کہ اس آیت سے پہلی آیت: **یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ.** (اعراف: ۳۱) میں بنی آدم سے مراد صحابہؓ اور ان کے بعد کے تمام لوگ ہیں۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان، جلد ۲، صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ:

یا بنی آدم کا خطاب ان تمام لوگوں کو ہے جو اس وقت موجود تھے اور جو اُن کے بعد آئندہ ہوں گے۔

www.khatmenubuwwat.org

دوسری آیت:

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ. (حج: ۷۵) کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اور لوگوں میں سے رسول چنتا ہے اور چنتا رہے گا۔

اس آیت میں يَصْطَفِيْ کا لفظ ہے جو حال اور استقبال کے لیے آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آئندہ حسب ضرورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آتے رہیں گے اور فرشتے ان پر وحی لائیں گے۔

تیسری آیت:

تمام مسلمان مانتے ہیں کہ نبوت ایک بہت بڑی خدا کی نعمت ہے اور قرآن میں بھی اسے نعمت کہا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنی قوم کو کہتے ہیں: اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ. (مائدہ: ۲۰) کہ تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو، جو اس نے تم پر کی کہ اس نے تم میں سے نبی بھی بنائے اور تمہیں بادشاہ بھی بنایا، یعنی اللہ نے روحانی اور جسمانی دونوں نعمتیں تمہیں عطا فرمائیں۔ پس از روئے قرآن نبوت جب ایک انعام ہے تو امت محمدیہ جو خیر الامم ہے، اس اعلیٰ درجہ کی نعمت سے محروم نہیں رہ سکتی۔ اور آیت: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (مائدہ: ۳) صاف بتا رہی ہے کہ اس امت پر سب سے بڑھ کر نعمت کا اتمام ہوگا۔ یعنی اب دیگر مذاہب والوں سے کوئی اس نعمت کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں، اس لیے اب اس نعمت کو آپ ہی کے کامل متبع حاصل کر سکتے ہیں، غیر کو یہاں قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔

چوتھی دلیل:

اگر واقعی طور پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبی کا آنا بند ہوتا تو اللہ تعالیٰ وہ حالات بھی دنیا میں پیدا نہ ہونے دیتا جو نبی کی بعثت کا موجب ہوتے ہیں۔ ان حالات میں سے ایک حالت دنیا میں فساد کا ظہور ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ. (روم: ۴۱) کہ دنیا میں جب خشکی اور تری یعنی عوام اور خواص علماء اور جہلاء، امیر اور غریب، اہل کتاب اور غیر اہل کتاب دونوں کی حالت خراب ہوگئی تو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ظہور ہوا۔

دوسری وجہ موجب بعثت نبی یہ ہے کہ پہلی کتاب میں لوگ شک کرنے لگتے ہیں اور خدا سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ آیت: وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ. فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ (شوریٰ: ۱۴-۱۵) سے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی وہ گہرے شک میں پڑ گئے، اس لیے اے نبی! تو ان کو دعوت دے جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔

تیسری بات جو کسی نبی کی بعثت کا موجب ہوتی ہے، وہ اختلاف کا پیدا ہونا ہے۔ جیسا کہ آیت: لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (بقرہ: ۲۱۳) اور ان کے درمیان سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فساد کے ظہور کی خبر دے چکے ہیں کہ ایسا فتنہ ہوگا جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا ہوگا اور اس کو فتنۂ دجال سے تعبیر کیا، اور امت کے متعلق فرمایا کہ وہ یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جائے گی

www.khatmenubuwwat.org

اور اختلاف اس قدر ہوگا کہ بنی اسرائیل اگر ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تو میری امت ۷۳ فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ پس جب یہ تمام حالات جو بعثت نبی کا موجب ہوتے ہیں، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے مطابق پیدا ہونے والے تھے اور ہوئے تو کیونکر عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ فساد کی اصلاح کے لیے کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔

لہٰذا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا موجبات نبوت کی خبر دینا اور پھر ان کا پایا جانا، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ خاتم النبیّین کے بعد آپ کے اتباع میں نبی آ سکتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے دوبارہ آنے کو تسلیم کیا جائے تو اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ نبی کی ضرورت تو ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ چونکہ نعمت وحی و نبوت سے محروم ہو چکی ہے اس لیے اس کا کوئی فرد نہیں بن سکتا۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روحانی فرزندوں میں سے گویا کوئی اس رحمانی انعام کو حاصل کرنے کے لائق نہیں ہے۔

امت محمدیہ خیر الامم ہو کر اور سیّد الانبیاء امام المرسلین، قائد النبیّین کی امت کہلا کر پھر اپنی اصلاح کے لیے ایک ایسے نبی کی محتاج ہو جو بنی اسرائیل کی طرف آیا تھا۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ عظیم الشان نبی اور مملکت روحانیت کے وہ بے نظیر سلطان اور صاحب اقتدار شہنشاہ ہیں کہ حضور کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے، اور آپ صرف نبی نہیں بلکہ آپ کے اتباع سے ہی انسان خداوند تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهَ. (آل عمران:۳۱) یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع انسان کو خدا کا محبوب بنا دیتی ہے۔ دوسری جگہ آپ کو خدا نے سراج منیر فرمایا ہے کہ جس سے دوسرے بھی روشن ہو سکتے ہیں۔

پانچویں دلیل:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں سورہ فاتحہ میں ایک کامل دعا سکھائی ہے۔ یعنی: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. (فاتحہ:۶) کہ اے ارحم الراحمین خدا! تو ہمیں بھی ان لوگوں میں سے بنا جن پر تیرا انعام ہوا۔ ایک دوسری سورت میں اس کی تشریح فرمائی کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر خدا کا انعام ہوا، چار قسم کے ہیں، نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ پس ان چاروں مراتب میں سے کسی کا حصول امت محمدیہ کے لیے ناممکن ہوتا تو کبھی اللہ تعالیٰ ہمیں اس جامع دعا کی تلقین نہ کرتا۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ امت محمدیہ تین مراتب کا تو انعام پائے لیکن چوتھے مرتبہ کا حصول اس کے لیے ناممکن ہو۔ اور اس انعام کی ضرورت کے وقت وہ امت بنی اسرائیل کے نبیوں کی محتاج ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے احادیث میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ مطابق حدیث صحیح بخاری: امامکم منکم.[1] اور صحیح مسلم: فامکم منکم[2] آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔

فریق مخالف کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر زندہ رہنے کے متعلق امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ غلط ہے، کیونکہ حضرت امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ وہ وفات پا گئے اور قرآن مجید کی آیت: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ (مائدہ: ۱۱۷) اور بخاری کی حدیث جس میں اس آیت کی تفسیر بیان ہوئی ہے۔ حضرت مسیح کی وفات پر ایک قاطع دلیل ہے، کیونکہ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جس طرح

۱۔ کیف انتم اذا نزل..... صحیح بخاری، ۳۴۴۹ ۲۔ کیف انتم اذا نزل..... صحیح مسلم، ۲۴۶

www.khatmenubuwat.org

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد صحابہ میں ارتداد واقع ہوا، اسی طرح عیسائیوں نے حضرت مسیح کی وفات کے بعد ان کو خدا بنایا۔

دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؐ کی وفات کے موقعہ پر صحابہؓ کے ایک مجمع میں آیت: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران: ۱۴۴) پڑھ کر سنائی اور لوگوں کو تسلی دی کہ اگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات پا گئے ہیں۔ یہ کہنا کہ آنے والا مسیح موعود حضرت عیسیٰ ہوں گے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے، درست نہیں، کیونکہ مسلم الثبوت میں لکھا ہے: **واما فی المستقبلات کاشراط الساعة وامور الأخرة فلا عند الحنفية لانا لغيب لامدخل فی للاجتهاد** کہ وہ باتیں جو آئندہ زمانہ میں ظہور پذیر ہونے والی ہیں، جیسے علاماتِ قیامت، جس میں مسیح کا نزول بھی ہے اور امور آخرت۔ ان میں حنفیہ کے نزدیک اجماع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ باتیں غیب سے متعلق ہیں۔ اور غیب میں اجتہاد کو کوئی دخل نہیں۔ کتاب کنوز الحقائق، صفحہ ۴ پر ایک حدیث ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ابوبکر اس امت میں سب سے افضل ہیں، مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ یعنی اگر کوئی اس امت میں سے ہوا تو وہ حضرت ابوبکر سے افضل ہوگا۔

ایک وجہ تکفیر جو فریق ثانی کی طرف سے پیش کی گئی ہے، وہ قیامت اور حشر اجساد اور نفخ صور وغیرہ کا انکار ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب حشر اجساد جنت اور اور جہنم وغیرہ کے حق میں ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم یوم البعث (قیامت) اور دوزخ اور جنت پر ایمان رکھتے ہیں۔''[۱]

''ہمارا عقیدہ ہے کہ جنت اور دوزخ اور قیامت اور معجزات انبیاء حق ہیں۔''[۲]

تعلیم برائے جماعت کے عنوان کے ماتحت فرماتے ہیں:

''در جماعت ما ہیچ کس داخل نتواند شد بجز کسے کہ در دین اسلام داخل گردد و قرآن شریف و سنت نبوی را پیرد گردد و بخدا برسول او کہ کریم و رحیم است ایمان آرد و نیز بحشر و نشر و بہشت و دوزخ ایمان آرد۔''[۳]

''ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔''[۴]

کتاب ازالہ اوہام، صفحہ ۳۵۴، ۳۶۰[۵] کی عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ جب لوگ جنت و دوزخ میں قیامت سے پہلے ہی چلے جائیں گے۔ اور دوسری آیت: فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ. (فجر: ۲۹) اور احادیث تو اس سے حشر اجساد اور قیامت کا انکار لازم آتا ہے۔ لیکن کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۵۴ سے لے کر صفحہ ۳۶۰ کی عبارت کو پڑھا جاوے تو اس میں صریح طور پر یوم الحساب اور قیامت اور حشر اجساد کا اقرار موجود ہے۔ اور جو کچھ وہاں لکھا گیا ہے وہ قرآن مجید اور احادیث کی بنا پر لکھا گیا ہے۔ اور صداقت قیامت اور حشر اجساد اور دخول جنت و جہنم کے متعلق جو آیات اور احادیث بظاہر متناقض اور متعارض معلوم ہوتی تھیں اور ان

۱۔ نور الحق، حصہ اول، روحانی خزائن، ج ۸، ص ۷

۲۔ التبلیغ

۳۔ مواہب الرحمٰن، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۳۱۵

۴۔ ایام الصلح، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۳۲۳

۵۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۸۱-۲۸۴

www.khatmenubuwwat.org

پر غیر مذہب کی طرف سے اعتراض ہوسکتا ہے۔ان کا تحقیقی اور مکمل جواب دیا ہے۔اور تناقض کو دور کر کے آیات قرآنیہ اور احادیث میں مطابقت دکھائی ہے۔نفخ صور کا انکار کرنے کے لیے شہادت القرآن، صفحہ ۲۵ کا حوالہ پیش کیا گیا ہے۔لیکن خود اس عبارت سے، جو اس صفحہ پر ہے، ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیات قیامت سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور اس عالم سے بھی اور آپ نے نفخ صور سے مراد مسیح موعود کا آنا استعارۃً لیا ہے۔جیسا کہ آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے۔اور صاف فرما دیا ہے کہ ان آیتوں کا تعلق قیامت سے بھی ہے اور ایسے معنی کرنا موجب تکفیر نہیں ہیں۔اسی طرح نکات فریدی مصنفہ خواجہ محمد بخش صاحب، صفحہ ۳ میں برزخ کے معنی رابطہ اور واسطہ کے لکھے ہیں۔

اور مرزا صاحب نے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ ان معنی مبارکہ کے معنی دقیق ہیں، اس لیے ہر ایک سطحی خیال کا آدمی اس طرف توجہ نہیں کر سکتا اور موٹی سمجھ اس کو نہیں پا سکتی اور آنے والے مسیح کے متعلق امام ربانی لکھتے ہیں کہ جب وہ باریک باتیں اپنے اجتہاد کی بیان کریں گے تو علماء ظواہر ان باتوں کا جو نہایت باریک دقیق المقاصد ہوں گے، انکار کریں گے اور مخالف سنت جائیں گے۔ (مکتوب نمبر ۵۵، جلد ۲) پس مرزا صاحب نے نہ نفخ صور کا انکار کیا، نہ حشر اجساد اور نہ قیامت کا۔اور مرزا صاحب کی تعلیم کے مطابق تمام جماعت احمدیہ ان سب باتوں کا اقرار کرتی ہے۔چوتھی وجہ تکفیر مرزا صاحب جو بیان کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے انبیاء کی توہین کی ہے اور انبیاء کی توہین کرنا کفر ہے۔توہین کی جو تعریف کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کی جائے جو اس میں نہیں پائی جاتی ہے، یا کسی منصب کا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے سرفراز فرمایا ہے، اس کا اپنے لیے دعویٰ کیا جاوے۔

حضرت مسیح موعود کے عقائد کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں، جن میں آپ نے صاف تحریر فرمایا ہے کہ میں خدا کے تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔اور فرماتے ہیں:

ہر رسولے آفتاب صدق بود — ہر رسولے بود مہر انورے
ہر رسولے بود ظل دیں پناہ — ہر رسولے بود باغ مثمرے
گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک — کار دیں ماندے سراسر ابترے
آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند — متحد در ذات و اصل گوہرے[1]

پھر فرماتے ہیں:

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
(یعنی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم)[2]

پہلا شعر جو انبیاء کی توہین ثابت کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود کا پیش کیا ہے، وہ یہ ہے:

۱۔ درثمین، ص ۲۰۴
۲۔ قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن، ج ۲۰، ص ۴۵۶

www.khatmenubuwwat.org

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جس سے انبیاء کی توہین لازم آتی ہو، کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو جام عرفان الٰہی اور ایقان کا ہر نبی کو دیا گیا، وہی خدا تعالیٰ نے وہ پورے کا پورا مجھے بھی دیا ہے۔ اور جس طرح پر کہ خدا تعالیٰ نے پہلے انبیاء کی طرف وحی کی اور ان سے کلام کیا، ایسے ہی خدا تعالیٰ نے مجھے مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف فرمایا ہے، جو میرے لیے باعث ازدیاد ایمان وعرفان وایقان ہوا۔ جیسا کہ اس سے اگلے شعر میں فرماتے ہیں:

دل من برد و الفت خود داد! خود مرا شد بوحی خود استاد
وحی او را عجب اثر دیدم! روئے آں مہر زاں قمر دیدم[1]

دوسرا حوالہ

آسمان سے کئی تخت اترے۔ پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا، پیش کیا گیا ہے۔ اس الہام کے یہ معنی ہیں کہ جو اس امت میں اولیاء اقطاب وابدال گزرے اور انہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے جو مراتب روحانیہ ملے ان سب سے بڑھ کر مجھے اللہ تعالیٰ نے آسمانی برکات سے حصہ دیا۔ چنانچہ اسی قسم کے دوسرے الہام: **انی فضلتک علی العالمین** کا یہ ترجمہ کیا ہے: اور جس قدر لوگ تیرے زمانہ میں ہیں، سب پر میں نے تجھے فضیلت دی۔ اگر سب دنیا اگلی پچھلی مراد ہوتی تو ''تیرے زمانہ'' کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ صوفیاء نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مہدی موعود معارف اور علوم اور حقیقت کے لحاظ سے تمام انبیاء اور اولیاء سے بڑھ کر ہوگا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا باطن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا باطن ہے۔

اس طرح تو کوئی سیّد عبدالقادر جیلانی پر بھی اگر ان الفاظ کی عمومیت کو مدنظر رکھا جاوے تو اس طرح ان پر بھی ان کی عمومیت کو دیکھ کر توہین انبیاء کا الزام لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے: **وانا من وراء عقولکم فلا تقیسونی علی احدا ولا تقیسوا احدا علی.**[2] کہ مجھ تک تمہاری عقلیں نہیں پہنچ سکتیں۔ پس تم مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس مت کرو، یعنی میرے کوئی برابر نہیں ہے۔

تیسرا حوالہ

فریق ثانی کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

اس شعر میں بھی انبیاء کی قطعاً توہین نہیں پائی جاتی۔ اس میں تو صرف یہ بتایا گیا ہے کہ میں اپنی معرفت اور عرفان الٰہی میں اور اپنے یقین میں کسی نبی اور رسول سے کم نہیں ہوں۔ اور یہ کمال جو مجھے حاصل ہوا تو وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع

۱۔ درثمین، ص ۲۸۶ ۲۔ فتوح الغیب مع شرح فارسی، ص ۲۲

www.khatmenubuwwat.org

سے بطریق وراثت ملا ہے۔ جیسا کہ اگلے شعر میں فرماتے ہیں:

وارث مصطفیٰ شدم بہ یقین
شدہ رنگین برنگ یار حسین

اور حقیقی بات یہی ہے۔ بعض تو ابوجہل اور فرعون کے وارث ہوئے ہیں اور بعض آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحانیت کے وارث ہوکر آپ کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں۔

چوتھا حوالہ

فریق مخالف نے پیش کیا ہے۔ وہ یہ شعر ہے:

ہر نبی زندہ شد بآمدنم!
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

اس شعر میں بھی رسولوں کی کوئی توہین نہیں ہے، بلکہ اس میں ایک نہایت ہی لطیف مضمون کو ادا کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس الحاد اور دہریت اور گمراہی کے زمانہ میں جبکہ اکثر لوگوں نے انبیاء کی نبوتوں کا انکار کر دیا اور طرح طرح کے ان پر حملے کیے اور انہیں نعوذ باللہ مکار اور فریبی وغیرہ کہا، اور انہیں دعویٰ وحی میں جھوٹا جانا اور جو نبیوں پر وحی کے نزول کے قائل ہیں، ان سے استہزاء اور ہنسی کی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے پھر آپ کے ذریعہ وحی کا ثبوت دیا۔ اور بتا دیا کہ جس طرح میں اس بندہ سے مکالمہ کرتا ہوں اور یہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ اسی طرح میں اپنے پہلے بندوں سے بھی کلام کرتا رہا ہوں۔ پس آپ کا دعویٰ وحی میں صادق ہونا گویا تمام ان انبیاء کا صدق ہونا ہے جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں، جن کے دعویٰ نبوت و وحی کو از راہِ ظلم مکر اور فریب قرار دیا گیا۔ چنانچہ اس شعر سے پہلے دو شعروں میں الہام کا ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں:

دست غیبم پرورد ہر دم کرد وحیش بمن ظہور اتم
نور الہام ہمچو باد صبا نزدم آرد ز غیب خوشبوہا

اور اگر تھوڑی دیر کے لیے اس غلط نتیجہ کو صحیح بھی فرض کر لیا جائے کہ اس سے مرزا صاحب کی تمام انبیاء پر فضیلت ثابت ہوتی ہے اور جو موجب کفر و ارتداد ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ شیعہ صاحبان پر بھی یہی فتویٰ عائد ہو اور ان کو مرتد قرار دے کر شیعہ و سنی مرد و عورت کا نکاح حرام ہو۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ بارہ امام سوائے آنحضرتؐ کے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام سے افضل و برتر ہیں، جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب بحار الانوار، جلد ۷، صفحہ ۳۴۵ باب "**تفضیلھم علی الانبیاء وعلیٰ جمیع الخلق**" میں لکھا ہے۔

"**اعلم ما ذکرہ رحمہ اللّٰہ من فضل نبینا وائمتنا صلوٰت اللّٰہ علیھم علی جمیع المخلوقات وکون ائمتنا علیھم السّلام افضل من سائر الانبیاء ھو الذی لا یرتاب فیہ من تتبع اخبارھم.**"

یعنی جو کچھ تمام مخلوقات پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور بارہ اماموں کے باقی تمام انبیاء سے افضل ہونے کی نسبت ذکر

www.khatmenubuwwat.org

کیا۔ یہ ایسی پختہ بات ہے کہ اس میں ان کے حالات سے واقف شخص کبھی شبہ نہیں کرسکتا۔

فریق مخالف نے حضرت مسیح موعود پر ایک الزام یہ لگایا ہے کہ آپ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین کی ہے اور اپنے کو ان پر فضیلت دی ہے، اس لیے میں آپ کا عقیدہ آپ کی کتاب سے پیش کرتا ہوں۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے، اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی، وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز سے واقف تھا، اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا، وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبیؐ کے ذریعہ سے پائی۔ اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے۔ اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی، جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبیؐ کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔''[1]

پھر اپنی جماعت کے لیے تعلیم ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

تم اس نبی پر اس کے غیر کو کسی نوع کی بڑائی مت دو، تا تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ نجات یافتہ کون ہے۔ وہ جو یقین رکھتا ہے، جو خدا سچ ہے اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔''[2]

پھر فرماتے ہیں:

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں، یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج، جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔''[3]

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۱۹-۱۱۸

۲۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۳-۱۴

۳۔ سراج منیر، روحانی خزائن، ج ۱۲، ص ۸۲

www.khatmenabuwwat.org

پھر فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا — وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہ ہے[1]

پھر فرماتے ہیں:

ربط ہے جان محمدؐ کو مری جان سے مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں — لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رُسل — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے[2]

پھر فرماتے ہیں:

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم — گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم!
ہر تار پود من بسرائد بعشق او — از خود تہی و از غم آں دلستاں پرم
جانم فدا شود برہ دین مصطفیٰ — این است کامِ دل اگر آید میسرم![3]

پہلی وجہ:

فریق مخالف نے جو توہین کی بیان کی ہے، یہ ہے کہ وہ آیات قرآنیہ جن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چند مراتب اور مقام علوبہ سے مشرف فرمایا تھا۔ انہیں مرزا صاحب نے اپنے اوپر چسپاں کرلیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آیتیں جو قرآن مجید میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وارد ہوئیں، مجھ پر نازل ہوئیں۔

جواب:

سو اس کا جواب میں وہی دیتا ہوں جو مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس طائفہ اہلحدیث پیشوا علماء مکفرین نے براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے دیا تھا۔ وہی میں یہاں دیتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

''مؤلف براہین احمدیہ نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ قرآن میں ان آیات کا موردنزول ومخاطب میں ہوں اور جو کچھ قرآن یا پہلی کتابوں میں محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وعیسیٰ وابراہیم وآدم علیہم السّلام کے خطاب میں خدا نے فرمایا ہے، اس سے میرا خطاب مراد ہے۔''

پھر لکھتے ہیں:

''ان کو کامل یقین اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابوں میں ان آیات میں مخالف ومراد وہی انبیاء ہیں

۱۔ قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن، ۲۰، ج ص ۴۵۶
۲۔ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج ۵، ص ۲۲۵
۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۸۵

www.khatmenubuwwat.org

جن کی طرف ان میں خطاب ہے۔

اپنے اوپر ان آیات کے الہام یا نزول کے دعویٰ سے ان کی مراد (جس کو وہ صریح الفاظ میں خود ظاہر کر چکے ہیں، ہم اپنی طرف سے اختراع نہیں کرتے) یہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالیٰ نے قرآن یا پہلی کتابوں میں انبیاء علیہم السّلام کو مخاطب فرمایا ہے، انہی الفاظ یا آیات سے دوبارہ مجھے بھی شرف خطاب بخشا ہے۔ پر میرے خطاب میں ان الفاظ سے اور معانی مراد رکھے ہیں۔ جو معانی مقصود قرآن اور پہلی کتابوں سے کچھ مغائرت اور کسی قدر مناسبت رکھتے ہیں اور وہ معانی ان معانی کے اظلال و آثار ہیں۔"[1]

پھر مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

"حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت کے کمالات قدسیہ میں شریک اور مساوی نہیں ہوسکتا، بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں۔ مگر چونکہ متبع سنن آں سرور کائنات اپنے غایت اتباع کی جہت سے اس شخص نورانی کے لیے کہ جو وجود باوجود نبویؐ ہے، مثل ظل کے ٹھہر جاتا ہے۔ اس لیے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوارِ الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہیں، اس کے اس ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سایہ میں اس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اس کی اصل میں ہے۔ ایک ایسا امر ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں۔ اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اس میں موجود نہیں، بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ اس کے شخص اصل کی ایک تصویر ہے جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے۔ پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب اس بات کو حالت نقصان نہ خیال کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انوار باطنی ان کی امت کے کامل متبعین کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور سمجھنا چاہیے کہ اس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمدیہؐ پر ہوتا ہے۔ دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بدرجہ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے، وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے۔ دوسرے اس امت کی کمالیت اور دوسری امتوں پر اس کی فضیلت اس افاضۂ دائمی سے ثابت ہوتی ہے اور حقیقت دین اسلام کا ثبوت ہمیشہ تروتازہ ہوتا رہتا ہے۔"[2]

علماء متقدمین نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ یہ مقامات امت محمدیہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے حاصل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا روم کے شعر:

پس در آور کار گہ یعنی عدم
تا بہ بینی صنع و صانع را بہم

کی شرح میں مولانا عبدالعلی صاحب بحر العلوم نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک مقام فنائی صفات کا ہے۔ جو حدیث قرب نوافل میں بیان

۱۔ اشاعۃ السنۃ، ج ۷، نمبر ۷ ۲۔ اشاعۃ السنۃ، ج ۷، نمبر ۹

www.khatmenubuwwat.org

ہوا ہے کہ خدا بندے کا کان آنکھ ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا مقام فنائی ذات ہے۔ اور تیسرا مقام جمع الجمع و قاب قوسین اور مقام کمال ہے۔ جیسا کہ آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ (فتح: ۱۰) اس کی طرف اشارہ ہے۔ اور چوتھا مقام مقام احدیت جمع ہے۔ اور اس کو مقاما دنیٰ کہتے ہیں، جو کہ آیت: وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (انفال: ۱۷) میں یہ لکھ کر فرماتے ہیں:

واین مقام باصالت خاص بخاتم النبیّین است و بوراثت کمال متابعت او کمل اولیاء را ازیں حظی است۔[۱]

کہ اگرچہ یہ مقام اصل میں تو خاتم النبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ خاص ہے، مگر بطور وراثت اور کمال پیروی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اولیاء کو ان مقامات سے حصہ ملتا ہے۔

(۲) شیخ شیوخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں:

وھو المقام المحمود الذی لا یشارکه فیه له من الانبیاء والرسل الانبیاء امته.[۲]

اور مقام محمود میں آنحضرتؐ کا انبیاء اور رسولوں سے کوئی شریک نہیں، سوائے ان اولیاء کے جو آپ کی امت سے ہوں، پس جبکہ اولیاء کو بھی یہ مرتبہ مل سکتا ہے تو مسیح موعود علیہ السّلام کو ملنے میں کیا مانع ہے۔

اسی طرح شرح فصوص الحکم میں شیخ عبدالرزاق قاشانی نے لکھا ہے:

"**فله المقام المحمود**" کہ مہدی کے لیے مقام محمود ہے۔[۳]

اور سیّد عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ انسان ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ ہر رسول اور نبی اور صدیق کا وارث ہو جاتا ہے۔ (فتوح الغیب، مقالہ ۴، ص ۲۳)

اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ازیں حضیض وناءت چو گذری شاید
کہ تا دنا فتدلّٰی صعود نو بینی[۴]

رہا یہ امر کہ آیا ایسی آیتیں جن میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خطاب کیا گیا ہے، وہ کسی پر دوبارہ اتر سکتی ہیں یا نہیں تو اس کا جواب میں کتاب "اثبات الالہام والبیعۃ" سے دیتا ہوں۔ مولوی عبدالجبار صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اگر الہام میں اس آیت کا القاء ہو جس میں خاص آنحضرت کو خطاب ہو تو صاحب الہام اپنے حق میں خیال کر کے اس کے مضمون کو اپنے حال سے مطابق کرے گا اور نصیحت پکڑے گا۔ اگر کوئی شخص ایک آیت کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں نازل فرمائی ہے۔ اُسے اپنے پر وارد کرے اور اس کے امر و نہی اور تاکید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لیے سمجھے تو بے شک وہ شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہو گا۔ اگر کسی پر ان آیات کا القاء ہو جن میں خاص آنحضرت کو خطاب ہے۔ مثلاً اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ

۱۔ مثنوی دفتر ۲، حاشیہ ص ۷۷
۲۔ ہدیہ مجددیہ، ص ۷۷
۳۔ شرح فصوص الحکم، مطبوعہ مصر، ص ۵۳
۴۔ دیوان معین، ص ۴۷

www.khatmenubuwat.org

صَدْرَکَ. (الم نشرح: ۱) کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی. (ضحیٰ: ۵) فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ. (بقرہ: ۱۳۷) فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ. (احقاف: ۳۵) وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ. (کہف: ۲۸) فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. (کوثر: ۲) وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰئهُ. (کہف: ۲۸) وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی. (ضحیٰ: ۷) تو بطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائے گا کہ انشراح صدر اور رضا اور انعام ہدایت جس لائق یہ ہے، علیٰ حسب المنزلت اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر و نہی وغیرہ میں اس کو آنحضرت کے حال میں شریک سمجھا جائے گا۔"[1]

اسی طرح سیّد عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں:

"ثم ترفع الی الملک الاکبر فتخاطب بانک الیوم لدینا مکین امین."[2]

یعنی جب تو مرتبۂ فناء میں کمال کو پہنچ جائے گا تو تیرا خدا کی طرف رفع کیا جائے گا اور خدا تجھے مخاطب کرے گا کہ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ. (یوسف: ۵۴) اور یہ قرآن کی آیت ہے جو سورۂ یوسف میں موجود ہے۔

اور مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی، مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۳۶ پر لکھا ہے کہ:

"مجدد الف ثانی کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شاہ محمد یحییٰ کے تولد سے پہلے حضرت مجدد صاحب کو الہام ہوا تھا۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی. (مریم: ۷) اسی رعایت سے ان کا نام محمد یحییٰ ہوا۔"

اب میں حضرت خواجہ میر درد صاحب دہلوی کی تالیف "علم الکتاب" سے وہ آیات پیش کرتا ہوں جو انہیں الہام ہوئیں۔

"تحدیث نعمۃ الرب" کے عنوان کے ماتحت فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے میرے قلب میں الہام خاص سے یہ حکم دیا ہے کہ:

ان احکم بینهم من احکام اللّٰه تعالٰی وادعهم الی اطریقه المحمدیة بما انزل اللّٰه فی کتابه من الاٰیات التی هی الشاهدات البینات علی حقیتک ولا تتبع[1] اهوائهم واستقم کما امرت. فان تولوا عن طریقتک الحق فقل حسبی[2] اللّٰه انما یرید اللّٰه ان یصیبهم بما وعد للفاسقین وان کثیرا من[3] الناس لفاسقون أفحکم الجاهلیة[4] یبغون فی زمان یحکم اللّٰه باٰیاته ما یشاء حسب رضاء رسوله محمد علیه الصلٰوة والسّلام علی لسان المحمدیین الخالصین ومن احسن[5] من اللّٰه حکما لقوم یؤمنون..... هذا ما امرنی اللّٰه ببیانه وحکمنی ان احکم به بینکم فحکمت بحکمة بینکم بالقسط ان[6] اللّٰه یحب المقسطین وارانی ربی اٰیاته الکبریٰ واعطانی کلماته العلیا واٰتانی هٰذا الکتاب وناداني بالخطاب حیث قال لی

۱۔ اثبات الالہام والبیعۃ، ص۱۴۲-۱۴۳
۲۔ فتوح الغیب مع شرح فارسی، مقالہ ۲۸، ص ۱۷۱

www.khatmenubuwwat.org

یاخلیفة اللّٰہ ویا اٰیة اللّٰہ انی شھدت بعبودیتک فاشھد انت بالوھیتی وانک عبدی ومقبولی ومقبول رسولی قلت یارب اشھد ان لا الٰہ الا انت واشھد انک علی کل شیء شھید. قال یا عبداللّٰہ و یاعارف باللّٰہ انی جعلتک مظھرا جامعًا لکل ظھوراتی فاذھب بایٰاتی الٰی کل مخلوقاتی ودعوتک من الجمع الالھی واجمع المحمدی فمن اطاعک فقد اطاع اللّٰہ والرسول قلت یارب قبلت جمیع احکامک..... وقال یامورد الواردات ویا مصدر الأیات انا جعلنک[۷] اٰیة لناس لعلھم یرشدون ولکن اکثر الناس لا یعلمون قلت یارب تعلم[۸] ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک ان تعذبھم[۹] فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم وقال قل لو کانت الحقیقة زائدة مما کشف علی لاظھرھا اللّٰہ علی لانہ تعالٰی أکمل لی الدین وأتم علی نعمتہ ورضی لی الاسلام دینا ولو کشف الغطاء ما ازددت یقینا ان ربی لذو فضل عظیم.[۱]

پھر صفحہ ۶۴ میں فرماتے ہیں:

وقال بالالھام الشافی اذھب بکتابی[۱۰] ھذا واکتب الأیات فی کتابک والقہ الی الناس ثم قول عنھم بالتجاھل العارف فانظر[۱۱] ما ذا یرجعون ایرجعون الی الانکارا ویاتوننی مسلمین وانذر عشیرتک القربین بانذار[۱۲] اللّٰہ ورسولہ واخفض[۱۳] جناحک بالمحبة والتواضع لمن اتبعک[۱۴] من المومنین فیٰایھا المحمدیون الخالصون ایدنی ربی بتائید الروح الامین لاکون بنصرتہ تعالٰی وعنایة رسولہ علیہ السّلام من المنذرین والمبشرین بلسان[۱۵] عربی مبین وانہ لھدی ورحمة للمومنین. وانی توکلت علی اللّٰہ ربی وفوضت امری الیہ واللّٰہ یحب المتوکلین وھو یھدی من یشاء ویجعلہ المحمدیین الخالصین ویضل من یشاء بانکار الطریقة المحمدیة ویجعلہ من المنکرین والمجرمین فانظروا کیف کان عاقبة المجرمین. وقال لی بالرافة الربانیة لا تحزن[۱۶] علیھم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون انما ھم مکروا بالنفاق ومکر اللّٰہ ان یمدھم فی طغیانھم واللّٰہ خیر المکارین. وما انت[۱۷] بھادی العمی عن ضلالتھم ان تسمع الامن یؤمن بایٰاتنافھم مسلمون فالذین یصدقونک انما یؤمنون بایٰاتنا والذین یکذبونک بالجھالة فاعلم[۱۸] ان الناس کانوا اٰیاتنا لا یوقنون ھذا ما ایدنی ربی بایاتہ القراٰنیة والمنکرون لا یؤمنون حتی اذا جاؤانی المحشر وقال اللّٰہ تبارک وتعالٰی أکذبتم[۱۹] بایٰاتی ولم تحیطوا بھا علما ووقع القول علیھم بما ظلموافھم لا ینطقون واللّٰہ

۱۔ علم الکتاب، ص ۶۱

www.khatmenubuwwat.org

علیم بالمفسدین. وبشر الذین اٰمنوا باٰیاته واختار والمحمدیة الخالصة[۲۰] ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدا واللّٰه لا یضیع اجر المحسنین..... وانی لا اقول الا ما امرنی به ربی وانه خصصنی برحمته الخاصة وهو ارحم الراحمین ولقد القی اللّٰه علی قلبی من اٰیات مبینات مع انی لست بحافظ القراٰن ویضرب مثلا من الذین خلوا من قبلکم ویعظ موعظة للمتقین فاتققوا[۲۱] اللّٰه واطیعون ما اسئلکم علیه[۲۲] من اجر ان اجری الا علٰی رب العالمین. قال مکذبون سواء علینا[۲۳] او عظمت ام لم تکن من الواعظین وقالوا انک لست من الاولیاء المقربین وما اٰتاک اللّٰه من العلم الا قلیلا وما انت[۲۴] الا بشر مثلنا ان نظنک لمن الکاذبین وتکون للاولیاء کرامات وتصرفات فاسقط[۲۵] علینا کسفا من السمآء ان کنت من الصادقین ویل للمکذبین سیرون کیف تکون عاقبة للمفسدین افلا یعقلون انما هی اٰیات القراٰن تتلٰی علیهم وما هذا لاکتاب مبین وهذا من فضل ربی وهو یختص بفضله من یشآء من عباده المؤمنین.

مذکورہ بالا اقتباس میں قرآن مجید کی پچیس آیات ہیں جو حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ الہام اپنے اور اپنے مخالفین اور مومنین پر چسپاں کی ہیں۔ اور ان میں سے بعض آیات ایسی ہیں جس میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خطاب ہے۔ جیسے کہ آیت نمبر ۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵ وغیرہ میں ہے۔

پس جبکہ گذشتہ اکابر اولیاء قرآن مجید کی آیات کا نزول بطور الہام تسلیم کرتے ہیں اور بطریق وراثت ان مقامات کا حصول جو پہلے انبیاء کو دیے گئے، صحیح مانتے ہیں۔ تو پھر کیا یہ تمام اولیاء نعوذ باللہ کافر و مرتد تھے۔ دوسری وجہ توہین فریق مخالف نے پیش کی ہے، یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ میرا نام خدا نے محمد اور احمد رکھا، اور اس سے انہوں نے یہ غلط نتیجہ نکالا ہے کہ ظلی طور پر محمد کہنے سے نبوت کا دعویٰ صاف طور پر عیاں ہے۔ اس کلمہ میں حضرت سرور عالم کی توہین ہے۔ اور اس قدر کفریات ہیں جو غور کرنے سے معلوم ہوتی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ جو فریق ثانی کے گواہان کے بیانات میں درج ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کسی کتاب میں یہ نہیں کہا، کہ میں جسمانی طور سے وہی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہوں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے آئے تھے۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ میں ظلی اور بروزی طور پر وہی محمدؐ ہوں، میں ان کا خادم ہوں اور وہ میرے مخدوم ہیں۔ اور میں آپ کا ظل ہوں اور آپ اصل ہیں۔ یعنی میں آپ کی خدمت اور آپ کی شاگردی اور آپ کی اتباع میں اس قدر فنا ہوا ہوں گویا کہ میرا وجود آپ کے وجود سے بلحاظ روحانیت علیحدہ نہیں ہے۔ جیسا کہ رسالہ ایک غلطی کا ازالہ کی عبارت سے بھی ظاہر ہے۔

پھر آپ خطبہ الہامیہ میں جہاں اس امر کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

"**والنسبة بینی وبینه کنسبة من علم وتعلم.**"[۱]

۱۔ خطبہ الہامیہ، ص ۱۷۰

www.khatmenubuwwat.org

کہ میرے اور آنحضرت کے درمیان شاگرد اور استاد کی نسبت ہے۔ یعنی آپ استاد ہیں اور میں شاگرد۔

اور جو شخص کسی کی محبت اور عشق میں محو ہو جاتا ہے تو اس کا مقتضاء عاشق اور معشوق اور محبّ اور محبوب کا اتحاد ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام ربانی فرماتے ہیں:

''مقتضائے کمال محبت رفع اثنینیت است واتحاد محبّ ومحبوب۔''[1]

''وہر کہ بر قلب کسے بود عینی آنکس است وابوالحسن خرقانی کہا ز روح بایزید قدس سرہ تربیت یافتہ را کہ از روح کاملی تربیت یافتہ و در ظاہر اورا ندیدہ وبصحبت اونرسیدہ بود اویسی میگویند۔''[2]

اور اگر یہ کہا جاوے کہ اور کوئی اس مقام پر امت محمدیہ سے نہیں پہنچا تو اس سے تمام امت کی، صحابہ کی، عشرہ مبشرہ کی، خلفاء اربعہ کی توہین لازم آتی ہے۔ لیکن اس سے کوئی توہین نہیں۔ کیونکہ علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ امام مہدی ان سے افضل ہوں گے۔

کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶ میں امام ابن سیرین کا قول مہدی کے بارہ میں نقل کیا ہے:

''قال یکون فی ھٰذہ الامۃ خلیفۃ خیر من ابی بکر وعمر قیل خیر منھا قال قد کاد یفضل علٰی بعض الانبیاء.''

محمد ابن سیرین نے کہا، اس امت میں حضرت ابوبکر وعمر سے بہتر خلیفہ ہوگا۔ تو کسی نے کہا کہ دونوں سے بہتر ہوگا۔ تو انہوں نے جواب دیا، بلکہ وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہوگا۔

پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ حضرت مہدی کی حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ پر فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ ان کا نام تو آنحضرتؐ نے نائب رسول رکھا اور مہدی کا نام نائب خدا۔

اور شرح فصوص الحکم میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ:

مہدی جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے، وہ احکامِ شرعیہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تابع ہوں گے۔ اور معارف اور علوم اور حقیقت کے علم میں تمام انبیاء اور اولیاء اس کے تابع ہیں۔ کیونکہ اس کا باطن محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا باطن ہے۔

بات یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا روحانی فیض جاری ہے۔ اور آپ کی اتباع سے پیچھے آنے والوں کو بھی وہی نعمتیں عطا ہوتی ہیں جو پہلوں کو ملیں، بلکہ بعض وقت اس سے زیادہ جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ:

''وقد یعطی اللّٰہ تعالٰی من جاء فی اٰخر الزمان ما حجبہ عن اھل العصر الاول.

بعض دفعہ اللہ تعالیٰ پچھلے زمانہ میں آنے والوں کو وہ علوم اور معارف عطا کرتا ہے جو کہ پہلوں کو نہیں دیے۔[3]

۱۔ مکتوبات، ۳/ ۱۵۱، مکتوب نمبر ۸۸

۲۔ مثنوی، دفتر چہارم، ص ۱۵۰

۳۔ طبقات شعرانی، ج ۲، ص ۸۰

www.khatmenubuwat.org

اورخواجہ شمس تبریز تو یہاں تک لکھتے ہیں:

علیؓ و خالد و رستم بگرد من نرسد　　بدست نفس مخنث چرا زبوں باشم[1]

اور مرزا صاحب تو صاف فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ پایا وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کی برکت سے پایا، اور مجھے کسی مرتبہ کی پرواہ نہیں۔ صرف اعانت اسلام مدنظر ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

پس اس مقام پر انسان اپنے محبوب کے رنگ میں رنگین ہو کر دُوئی کو اُٹھا دیتا ہے۔ لیکن اس مقام کو موجودہ علمائے ظواہر نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ وہ اس سے بے خبر ہیں۔

چنانچہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم کو جو خط حضرت مرزا صاحب نے ان کے خط کے جواب میں لکھا، اس میں ایک مثنوی ہے جو کتاب اشارات فریدی، جلد سوئم، صفحہ ۹۸ پر درج ہے۔ اس میں آپ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بسکہ من در عشق او ہستم نہاں　　من ہمانم من ہمانم من ہماں
جانِ من از جانِ او یابد غذا　　از گریبانم عیاں شد آں ذکا
احمد اندر جانِ احمد شد پدید　　اسمِ من گردید آں اسمِ وحید

اورخواجہ غلام فرید صاحب اس خط کے سننے سے بدرجہ غایت مسرور ہوئے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

''کمل تابعان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت وفرط محبت بلکہ بمحض عنایت وموہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود را جذب می نمایند وبکلیت برنگ ایشاں منصبغ میگردند حتیٰ کہ فرق نمی ماند درمیان متبوعان وتابعان الا ابالاصالت والتبیعۃ والاولیۃ والآخریۃ۔''[2]

کہ انبیاء علیہم السّلام کے کامل متبع بہ سبب کمال متابعت انہی میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اوران کے رنگ میں ایسے رنگین ہوتے ہیں کہ تابع اور متبوع یعنی نبی اور امتی میں کوئی فرق نہیں رہتا، سوائے اوّل وآخر ہونے کے۔

بلکہ بروزی طور پر فرمایا ہے اور تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۱۰۱، ایڈیشن اوّل میں لکھا ہے:

''آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لیے منتخب کیا جو خلق اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا۔ اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا، تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ظہور تھا۔''[3]

۱۔ دیوان شمس تبریز، ص ۲۲۴

۲۔ مکتوبات، مکتوب نمبر ۲۴۸، ۱/ ۲۶۶　　۳۔ درثمین

www.khatmenubuwwat.org

لیکن صوفیاء نے اسی مقام کو عینیت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ بحر العلوم مولوی عبدالعلی صاحب مثنوی مولانا روم کے شعر:

گفت زیں سو بوئے یارے میرسد
کاندریں وہ شہر یارے میرسد

کی شرح میں فرماتے ہیں:

''بایزید چوں قطب وقت بود عین رسول علیہ السّلام بود چرا کہ قطب نمی باشد مگر بر قلب محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

بروئے یار کہ ہرگز نہ رتبتے خواہم
مگر اعانت اسلام مدعا باشد[1]

تیسری وجہ توہین جو بیان کی گئی ہے وہ قول: **له خسف القمر المنير وان لی**[2] سے اخذ کی گئی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب کے لیے اگر چاند اور سورج کا گرہن نشان ہوا تو وہ اسی لیے کہ احادیث کی کتب میں یہ سچے مہدی کی علامات میں سے قرار دیا گیا تھا۔ پس یہ نشان بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب ہوگا۔ چنانچہ آپ اسی شعر سے پہلے فرماتے ہیں:

و انی ورثت المال مال محمد
فما انا الا الله المتخير

اور میں محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔ پس اس کی آل برگزیدہ ہو جس کو ورثہ پہنچ گیا۔

پھر فرماتے ہیں:

مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا، ایسا نہیں کہ اس کی اولاد نہ ہو، بلکہ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں، اور قیامت تک ہوں گے، اور ہم نے اولاد کی طرح وراثت پائی۔ پس اس سے بڑھ کر اور کونسا ثبوت ہے جو پیش کیا جائے۔

پھر اس شعر کے بعد کے شعروں میں یہ بتا کر وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ظل ہیں۔ اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہوسکتا ہے۔ پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے۔ پس جو آپ کے لیے نشان ظاہر ہوتے ہیں وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہی برکت سے ہیں۔ پس اس میں بھی کوئی بات موجب توہین نہیں ہے۔

چوتھا اعتراض:

کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو افضل قرار دے کر آنحضرتؐ کی توہین کی ہے۔ کیونکہ اپنے معجزات کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات سے بڑھ کر بیان کیا ہے۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۴۰[3] میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات کو ۳ ہزار اور براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۵۶ میں اپنے معجزات کو دس لاکھ اور حقیقۃ الوحی میں تین لاکھ بتایا ہے۔[4]

۱۔ نزول المسیح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۸۳
۲۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۲۶۳
۳۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۱۵۳
۴۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۷۳

www.khatmenubuwwat.org

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ تحفہ گولڑویہ میں جہاں آپ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تین ہزار معجزات بتائے ہیں۔ وہاں اپنی پیشگوئیاں سو کے قریب لکھی ہیں۔ اور اپنے دس لاکھ[1] تو ایسے نشانات بتائے ہیں کہ اگر ویسے نشانات آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شمار کیے جائیں تو دس ارب سے بھی زیادہ ہوں۔

کیونکہ آپ نے براہین احمدیہ، حصہ پنجم میں ہی ان نشانوں کی تفصیل بیان کر دی ہے۔[2]

مرزا صاحب نے جہاں معجزہ کا لفظ لکھا ہے۔ وہاں اپنی پیشگوئیاں سو کے قریب قرار دی ہیں۔ لیکن جہاں تعداد تین لاکھ یا دس لاکھ بتلائی ہے، وہاں معجزہ کا لفظ استعمال نہیں کیا، بلکہ نشان کا لفظ لکھا ہے۔ اور نشانوں کی تفصیل کتاب حقیقۃ الوحی، ص ۶۷-۶۸[3] پر ہے جو الفاظ ذیل سے شروع ہوتی ہے کہ بعض نشان اس قسم کے ہیں کہ جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے مواقف دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا..... مسیح موعود ہوں۔ اور آپ نے جو تین ہزار معجزات لکھے ہیں تو وہ گذشتہ علماء کے اقوال کے مطابق ہیں۔ کیونکہ بعض نے تو آپ کا ایک ہزار معجزہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سیّد عبدالقادر رحمہ اللہ غنیۃ الطالبین، جلد ا، صفحہ ۶۶ میں فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وہ تمام معجزات دیے گئے جو پہلے انبیاء کو عطا ہوئے۔ اور ان سے زائد بھی۔ ''**وقد عدها بعض اهل العلم الف معجزة**''. اور بعض علماء نے ان معجزات کو ایک ہزار تک شمار کیا ہے اور بعض نے دو ہزار لکھے ہیں۔ جیس کہ مولوی آل حسن صاحب اپنی کتاب استفسار میں فرماتے ہیں۔ حضور سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات اسی طرح یعنی باسناد صحیحہ متصلہ تخمیناً دو ہزار ثابت ہیں۔''

اور بعض نے بارہ سو اور بعض نے تین ہزار معجزات لکھے ہیں۔ جیسا کہ فتح الباری، جلد ۶، صفحہ ۴۲۵ میں لکھا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات کے متعلق یہ ہے:

''اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے۔ کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے، کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے ساتھ ہی مر گئے۔ مگر ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوا ہے، دراصل وہ سب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات ہیں۔''[4]

اسی طرح تریاق القلوب، ایڈیشن اوّل، صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں:

''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت

۱۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۷۵
۲۔ ایضاً
۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۷۱-۷۰
۴۔ تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۴۶۹-۴۶۸

www.khatmenubuwwat.org

دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوتے پایا..... اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمیں پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے، جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"[1]

پس مذکورہ بالا عبارات سے ظاہر ہے، حضرت مرزا صاحب کو بھی جو نشانات ملے ہیں وہ بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کا نتیجہ ہیں۔ اور درحقیقت وہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ پس یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر فضیلت دی ہے، محض افتراء ہے۔ فریق مخالف نے یہ بھی کہا کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو یوسف علیہ السّلام پر فضیلت دی، جس سے ان کی توہین ہوئی۔ حالانکہ آپ نے صرف ایک وجہ فضیلت بیان کی ہے، وہ یہ ہے کہ:

"یوسف علیہ السّلام نے یہ دعا کی تھی کہ اے میرے رب! مجھے قید بہتر ہے اس چیز سے جس کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں۔ اور یہی کلمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی الہام کیا اور مجھے خدا تعالیٰ نے قید ہونے سے بچا لیا۔ کیونکہ براہین احمدیہ، صفحہ ۵۱۰ میں میری نسبت خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ **یعصمک اللّٰہ من عندہ وان لم یعصمک الناس**. یعنی خدا تعالیٰ تجھے خود بچالے گا، اگرچہ لوگ تیرے پھنسانے پر آمادہ ہوں۔"[2]

پھر صفحہ ۸۹ پر آپ نے اصولی طور پر لکھا ہے:

"اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے گذشتہ نبیوں کے ساتھ رنگا رنگ طریقوں میں نصرت اور تائید کے معاملات کیے ہیں، ان معاملات کی نظیر بھی میرے ساتھ ظاہر کی گئی ہے۔"[3]

پس ایک نبی کا دوسرے نبی پر کسی وجہ سے فضیلت اظہار کرنا، دوسرے نبی کی توہین نہیں ہے، بلکہ اکابر امت نے تو یہاں تک تسلیم کیا ہے کہ جزئی فضیلت تو ولی کو بھی نبی پر ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور خضر کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام کو وہ علم نہیں دیا گیا تھا جو خدا تعالیٰ نے اس عبد صالح کو عطا کیا تھا۔ پس یہ جزئی فضیلت حضرت موسیٰ کی توہین کا موجب نہیں تھی۔

چنانچہ ہدیہ مجددیہ، صفحہ ۶۵، بحوالہ بدائع لکھا ہے: **یجوز فضل الجزئی للولی علی النبی**. کہ جزئی فضیلت ولی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔

پھر صفحہ ۶۸ میں مجدد الف ثانی کا قول لکھا ہے: "وایں قسم فضل ولی بر نبی جائز داشتہ اند کہ جزئی است کہ مجال معارضہ بکلی ندارد۔"

۱۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۱۴۰

۲۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۹۹

۳۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۱۱۷

www.khatmenubuwwat.org

اور آنے والے مہدی کے متعلق پہلے ابن سیرین کا قول درج کیا جا چکا ہے، ''وہ قریب ہے کہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہو۔''

قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر میں لکھا ہے کہ خضر علیہ السّلام دوسرے اولیاء کی طرح میرا امتحان لینے کے لیے آئے تو کہتے ہیں کہ میں نے مقابلہ کی آمادگی ظاہر کر کے کہتے ہوئے کہا کہ اے خضر! کہ اگر تو نے موسیٰ علیہ السّلام سے یہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن میں تجھے کہتا ہوں، تو میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ تو اسرائیلی اور میں محمدی ہوں۔ پس آپ نے بھی بوجہ اس فضل و رحمت جو آپ کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا امتی ہونے کی وجہ سے حاصل تھی۔ ایسی بات کہی جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام بھی نہ کہہ سکے تھے، پس اگر کسی جزوی فضیلت کی وجہ سے کسی دوسرے کو کسی نبی پر فضیلت حاصل ہو تو اس میں سے اس کی توہین لازم نہیں آتی۔ پھر فریق مخالف نے توہین کے متعلق بھی کہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کہا ہے کہ شیطان اس لڑائی میں جو حضرت آدم سے ہوئی، غالب آیا۔ اور اس نے حضرت آدمؑ کو اپنی دشمنی کی وجہ سے جنت سے نکلوایا، جس کی وجہ سے آپ کو انواع و اقسام کی تکالیف و مصائب برداشت کرنی پڑیں تو اس میں کوئی امر موجب توہین نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا ذکر تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ: **فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ.** (بقرہ: ۳۶) پس شیطان نے ان کو وہاں سے (یعنی جنت سے) اکھاڑ دیا اور جس آرام میں وہ تھے، اس سے ان کو نکلوا چھوڑا، اور ہم نے حکم دیا کہ سب یہاں سے چلے جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔

''اسی طرح فرمایا۔ ہم نے آدم سے کہا، **اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى.** (طٰہٰ: ۱۱۷) کہ یہ ابلیس تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم کو بہشت سے نکلوا دے پس تو دُکھی ہو جائے اور تمہاری شامت آ جائے۔ پھر فرمایا کہ شیطان نے آدم علیہ السّلام کو پھسلایا اور آخر **وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى.** (طٰہٰ: ۱۲۱) آدمؑ نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور تنگی میں پڑ گئے۔''

پس اسی مقابلہ کی طرف آپ نے خطبہ الہامیہ میں اشارہ فرمایا ہے اور پھر لکھا ہے: ''**وان الحرب سجال وللاتقیاء مال عند الرحمٰن.**'' کہ لڑائی ڈول کی طرح ہے، کبھی ایک فتح پاتا ہے کبھی دوسرا۔ لیکن انجام کار غلبہ خدا کے نزدیک متقیوں کے لیے ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ شیطان کو ہزیمت دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا، تا کہ شیطان کو شکست دینے کا وعدہ جو قرآن میں تھا، وہ پورا ہو۔ یعنی شیاطن کو کامل شکست کا ظہور مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ تھا، چونکہ شیطان کوئی جسمانی وجود نہیں ہے جس سے مقابلہ کیا جائے، بلکہ وہ اپنی قوت کا اظہار ان انسانوں کے ذریعے سے کرتا ہے جو اس کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیطان کا کامل مظہر دجال ہے، جس کے لیے مقدر تھا کہ وہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہو۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے:

> ''اور جیسا کہ آدم نحاش کے ساتھ آزمایا گیا، جس کو عربی میں خناس کہتے ہیں۔ جس کا دوسرا نام دجال ہے۔ ایسا ہی اس آخری آدم کے مقابل پر نحاش پیدا کیا گیا، تا وہ زن مزاج لوگوں کو حیات ابدی کی طمع دے۔ جیسا کہ حوا کو اس سانپ نے دی تھی، جس کا نام توریت میں نحاش اور قرآن میں خناس ہے۔ لیکن اب کی دفعہ

www.khatmenubuwat.org

مقدر کیا گیا ہے کہ یہ آدم اس نحاش پر غالب آئے گا۔''[1]

اور پھر صفحہ ۱۰۷ میں فرماتے ہیں:

''قرآن شریف میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ اس نے سورہ فاتحہ کو الضالین پر ختم کیا اور قرآن شریف کو خناس پر، تا دانشمند انسان سمجھ سکے کہ حقیقت اور روحانیت میں یہ دونوں نام ایک ہی ہیں۔''[2]

اور دجال کے متعلق آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اس کا فتنہ سب فتنوں سے بڑھ کر ہوگا۔ پھر فرمایا کہ نوح علیہ السّلام سے لے کر جتنے انبیاء آئے ہیں وہ سب دجال کے فتنہ سے ڈراتے رہے۔ اور یہ مسلم ہے کہ دجال کا قاتل مسیح موعود ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے شیطان کے قتل سے مراد دجال کا قتل ہی لیا ہے۔

اور قرآن مجید میں دینِ اسلام کے تمام ادیان پر غالب آنے کی جو پیشگوئی ہے، وہ حضرت مسیح موعود اور مہدی کے وقت پوری ہوئی تھی، جیسا کہ مولانا اسمٰعیل شہید اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''وظاہر است کہ ابتدائے ظہور دین در زمان پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم بوقوع آمدہ و اتمام آں از دست حضرت مہدی واقع خواہد گردید۔''[3]

پس جب دلائل کی رُو سے شیطانی حجتیں کٹ جائیں گی، اور اسلام چاروں طرف پھیل جائے گا، اور حسب فرمان نبوی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور ہر سمت میں اسلام کا جھنڈا ہی لہرائے گا تو وہ شیطان کا قتل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیت بھی اسی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب خطبہ الہامیہ اور تحفہ گولڑویہ میں اس بات پر مفصل بحث کی ہے۔

مرزا صاحب کے متعلق یہ بھی کہا کہ آپ نے حضرت مسیح علیہ السّلام سے اپنے آپ کو افضل قرار دے کر توہین کی ہے اور ایسے طور پر اپنی فضیلت کا اظہار کرنا، جس سے فوق متصور ہو، وہ دوسرے کا موجب توہین ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے جو کچھ اپنی فضیلت کے متعلق تحریر فرمایا ہے، وہ کوئی موجب توہین نہیں ہے۔ اور اگر تحدیث نعمت کے طور پر اتنی فضیلت کا اظہار کرنا توہین ہے تو نعوذ باللہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بھی یہ الزام آئے گا کہ آپؐ نے حضرت موسیٰؑ کی توہین کی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ تورات کا ایک نسخہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے اور کہا، یہ تورات ہے۔ آپؐ سن کر خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے پڑھنے لگے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ انور متغیر ہونے لگا۔ اس پر ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو توجہ دلائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، **رضیت باللّٰہ ربًّا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیّا**. اس پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، **لو بدالکم موسٰی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء**

۱۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۲۷۵

۲۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۲۷۵

۳۔ ملاحظہ ہو: منصب امامت، ص ۵۶

www.khatmenubuwwat.org

السبیل ولو کان حیّا وادرک نبوتی لا تبعنی.[1] یعنی موسیٰ اگر اس وقت ظاہر ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرتے تو تم سیدھے راستے سے ضرور گمراہ ہو جاتے اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ضرور میری پیروی کرتے۔ اور دوسری روایت میں ہے، **لو کان موسٰی حیا لما وسعه الا اتباعی.**[2] کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ اب یہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صریح طور پر اپنی فضیلت کا اظہار موسیٰ علیہ السّلام پر فرمایا اور **ولا فخر** ارشاد نہیں کہا۔

پس اسی طرح مرزا صاحب اپنے مثیل حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر اپنی فضیلت کا جو اِن کو بوجہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ ہونے کے حاصل ہے، اظہار کرنا ہرگز موجب توہین نہیں ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے، نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں، یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں، خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اسی پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے، **قل اجرد نفسی من ضروب الخطاب.** یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لیے نہیں چاہتا۔ یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے، میرا اِس میں دخل نہیں ہے۔''[3]

پھر صفحہ ۱۵۳ میں فرماتے ہیں:

''خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا۔ اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لیے تھی۔ اس لیے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لیے ضروری تھیں۔ تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لیے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔ **وھٰذا تحدیث نعمة اللّٰه ولا فخر.**''[4]

اس کے آگے عبارت ذیل بھی جو تسلی دے رہی ہے، تک ختم ہوتی ہے۔ قابلِ ملاحظہ ہے۔

پس مرزا صاحب کو عیسیٰ علیہ السّلام پر جو فضیلت حاصل ہوئی تو وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا متبع اور اُمتی ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور علماء خود مانتے چلے آئے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے بھی یہ خواہش کی تھی کہ، **اللھم اجعلنی من امة محمد صلّی اللّٰه علیه وسلّم.**[5] کہ اے اللہ! مجھے امت محمدؐ سے کیجیو۔ پس یہ تمنا کیوں تھی وہ اس لیے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے

۱۔ **هذه نسخة من التوراة.....** سنن دارمی ۴۳۵ ۲۔ **لو کان موسٰی.....** شعب الایمان بیہقی، رقم ۱۷۶

۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۲ ۴۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۵۷

۵۔ بحر المعانی، مصنفہ حضرت سیّد محمد بن نصیر الدین جعفری المکی الحسینی، ص ۱۶

www.khatmenubuwwat.org

ایسے ایسے کمالات ملتے ہیں جو اُمم سابقہ میں نہیں پائے گئے، اسی لیے حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

چنانچہ مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں:

عیسیم لیکن ہر آن کو یافت جاں — از دم من او بماند جاوداں
شد ز عیسیٰ زندہ لیکن باز مرد — شاد آنکو جاں بدیں عیسیٰ سپرد[1]

یعنی میں وہ عیسیٰ ہوں جس نے مجھ سے زندگی پائی، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور حضرت عیسیٰ کے ہاتھ پر جو مردے زندہ ہوئے، وہ پھر مر گئے۔ مگر خوش ہو وہ شخص جس نے اپنے آپ کو اس عیسیٰ کے سپرد کیا۔

اسی طرف حضرت شمس تبریز اپنے دیوان میں فرماتے ہیں:

آنچہ از عیسیٰ و مریم فوت شد — گر مرا بادر کنی آں ہم شدم[2]

یعنی جو مرتبہ عیسیٰ اور مریم نہیں پا سکے وہ مجھے حاصل ہو گیا۔

اگر مسئلہ فضیلت انبیاء موجب توہین انبیاء ہوتا تو پھر کسی رسول کو بھی دوسرے رسول پر فضیلت نہ ہوتی اور ماننا پڑتا کہ امت محمدیہ جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام انبیاء پر فضیلت دیتی ہے اور بالتصریح فضیلت دیتی ہے، وہ بھی دوسرے انبیاء کی توہین کرتی ہے، حالانکہ ایسا کوئی نہیں مانتا۔

شیخ محمود حسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کا جو مرثیہ لکھا ہے اس میں ایسے اشعار بھی ہیں جن سے مسیح علیہ السّلام کی توہین لازم آتی ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

زباں پر اہل اہواء کی ہے کیوں اعل ہبل شاید — اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی![3]

اس شعر میں رشید احمد گنگوہی کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ثانی قرار دیا گیا ہے:

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو — چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی[4]
قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں — عبید سود کا ان کے لقب ہے ماہ کنعانی[5]

ان دونوں شعروں میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی ایسے رنگ میں تعریف کی گئی ہے جس سے حضرت یوسف علیہ السّلام کا استخفاف ہوتا ہے۔

پھریں ہے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ — جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

۱۔ مثنوی، دفتر چہارم، ص ۸۸
۲۔ دیوان شمس تبریز، ص ۲۱۲
۳۔ مرثیہ، ص ۶
۴۔ مرثیہ، ص ۸
۵۔ مرثیہ، ص ۱۱

www.khatmenubuwat.org

گویا کعبہ شریف میں جو بیت اللہ ہے، وہ عرفان الٰہی لوگوں کو حاصل نہ ہوسکتا تھا، جو گنگوہ میں حاصل ہوسکتا تھا۔

تمہاری تربتِ انور کو دے کر طور سے تشبیہ — کہوں ہوں بار بار آرنی مری دیکھی بھی نادانی

اس میں گنگوہی کی قبر کو طور سے تشبیہ دی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر تجلی فرمائی تھی۔ پھر آگے حضرت مسیح علیہ السّلام پر گنگوہی کو اس طرح فضیلت دیتے ہیں:

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا — اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

لیکن ان اشعار کے قائل ان کے نزدیک مسلمان ہیں۔

دوسری بات جو فریق مخالف نے موجب توہین قرار دی ہے، وہ حضرت مسیح موعود کا مندرجہ ذیل شعر ہے:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمبنرم!

حالانکہ اس شعر کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بشارات کے مطابق آیا ہوں تو اب عیسیٰ علیہ السّلام کیوں کر امت محمدیہ میں آسکتے ہیں۔ اور اگلے شعر میں ان کے نہ آنے کی یہ وجہ بیان کی ہے:

آنرا کہ حق بجنت خلدش مقام داد — چوں برخلاف وعدہ بروں آرد از ارم

کہ انہیں تو اللہ تعالیٰ نے جنت میں جگہ دی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ، وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ. (حجر: ۴۸) کہ جنت سے کیوں نہیں نکالا جائے گا، کیونکر دنیا میں پھر آسکتے ہیں۔

پھر اس سے اگلے شعر میں اپنے مسیح ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہیں:

چوں کافر از ستم پرستند مسیح را — غیوریٔ خدا بسرش کرد ہمسرم

رو یک نظر بجانب فرقاں ز غور کن — تا بر تو منکشف شود ایں را از مضمرم[1]

اسی طرح دوسرا شعر جو اس ضمن میں گواہوں نے موجب توہین سمجھا ہے، یہ ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

حالانکہ اس میں بھی وہی مضمون ادا کیا گیا ہے کہ تم امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے مسیح اسرائیل کے انتظار میں آسمان کی طرف آنکھیں لگائے بیٹھے ہو، جس کے یہ معنی ہیں کہ تمہیں ایک نبی کی ضرورت ہے، لیکن امت محمدیہ کو اس نعمت سے محروم خیال کر کے مسیح موسوی کی راہ تک رہے ہو۔

پس اسی لیے ابن مریم کے ذکر کو کہ وہ آسمان سے آئیں گے، چھوڑ دو، کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک خادم نے اس مرتبہ کو پایا ہے جو اس سے بہتر ہے، چنانچہ ان شعروں سے پہلے آپ نے فرمایا ہے۔

''عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کی رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے، یعنی احمد کا غلام۔''[2]

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۸۱ — ۲۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۴۰

www.khatmenubuwat.org

پس اس شعر سے نکلتا ہے تو یہی کہ جیسے امت محمدیہؐ امت موسویہ سے افضل ہے اور اس میں امت موسویہ کی ہتک نہیں اور جیسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم جو مثیل موسیٰ ہیں اور اس میں موسیٰ کی ہتک نہیں اسی طرح مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے اور اس میں مسیح موسوی کی ہتک نہیں، اور اگر حقیقی فضیلت کا اظہار کفر ہوتا تو تمام امت محمدیہؐ کے افراد جو آنحضرت کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کا اظہار کرتے ہیں، کافر ہوتے۔

تیسرا اَمر

جو فریق مخالف نے موجب توہین بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں مسیح کے معجزات کو مسمریزم کی قسم سے مانا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ان کے معجزات کو صحیح تسلیم کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں:

معجزات انبیاء سابقین آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

اگر کہا جائے کہ معجزات مان کر ظاہری معانی میں نہ لینا کفر ہے تو پھر وہ تمام علماء بھی کافر ہوں گے جنہوں نے ان آیتوں کو ظاہر پر محمول نہیں کیا۔ جن میں مسیح کے معجزات کا ذکر ہے، جیسا کہ مولوی آل حسن صاحب استفسار میں **ابرئ الاکمه والابرص** کے معنی لکھتے ہیں:

''اور آنکھیں کھولنے اور اچھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ جس مذہب کو میں حق جانتا ہوں، اسے بعض لوگوں نے اختیار کیا، یعنی بیماری کفر اور نابینائی ضلالت سے پاک ہوتے جاتے ہیں۔''[1]

اسی طرح مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے، اس لیے ان آیات کے روحانی طور پر یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ امی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا۔ اور اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا۔ پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی، جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔''[2]

مرزا صاحب شہادۃ القرآن میں صفحہ ۷۶ پر لکھتے ہیں کہ:

''ایک صاحب ہدایت اللہ نام جنہوں نے انکار معجزات عیسوی کا الزام اس عاجز کو دے کر ایک رسالہ بھی شائع کیا ہے۔ وہ اپنے زعم میں ہماری کتاب ازالہ اوہام کی بعض عبارتوں سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ گویا ہم نعوذ باللہ سرے سے حضرت مسیح علیہ السّلام کے معجزات سے منکر ہیں۔ مگر واضح رہے کہ ایسے لوگوں کی اپنی نظر اور فہم کی غلطی ہے اور ہمیں حضرت مسیح علیہ السّلام کے صاحب معجزات ہونے سے انکار نہیں۔''[3]

۱۔ استفسار بر حاشیہ ازالۃ الاوہام، ص ۱۳۵
۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۵۵
۳۔ شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، ج ۶، ص ۳۷۲

www.khatmenubuwwat.org

اسی طرح مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''مخالف لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص حضرت مسیح علیہ السّلام کے خالق طیور اور محی اموات ہونے کا منکر ہے اور اس کو نہیں مانتا۔ مگر میرا جواب یہ ہے کہ میں حضرت مسیح کے اعجازی احیاء اور اعجازی خلق کو مانتا ہوں۔ ہاں اس بات کو نہیں مانتا ہوں کہ حضرت مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرح حقیقی طور پر کسی مردہ کو زندہ کیا ہے، یا حقیقی طور پر کسی پرندہ کو پیدا کیا ہے۔ کیونکہ اگر حقیقی طور پر حضرت مسیح علیہ السّلام کے مردہ زندہ کرنے اور پرندہ پیدا کرنے کو تسلیم کیا جائے تو اس سے خدا تعالیٰ کی خلق اور اس کا احیاء مشتبہ ہو جائے گا۔ مسیح علیہ السّلام کے پرندوں کا حال عصائے موسیٰ کی طرح ہے، جیسے وہ سانپ کی طرح دوڑتا تھا مگر ہمیشہ کے لیے اس نے اپنی اصل حالت کو نہ چھوڑا تھا۔ ایسا ہی محققین نے لکھا ہے کہ مسیح کے پرندے لوگوں کے نظر آنے تک اڑتے تھے۔ لیکن جب نظر سے اوجھل ہو جاتے تو زمین پر گر پڑتے اور اپنی پہلی حالت پر آ جاتے تھے اور خلق طیر کے معجزہ کی طرح مسیح کا احیاء بھی حقیقی رنگ کا نہ تھا کہ مردہ کی طرف اس کے تمام لوازم حیات لوٹ آتے ہوں۔ بلکہ حضرت مسیح کے اعجازی طور پر مردہ میں زندگی کی ایک جھلک نمودار ہوتی تھی، جو آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ختم ہو جاتی تھی۔''

ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود نے انبیاء کے معجزات کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

ایک وہ جو محض سماویٰ امور ہوتے ہیں، جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا، جیسے شق القمر جو ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا معجزہ تھا۔

دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الٰہی الہام سے ملتی ہے، جیسے حضرت سلیمانؑ کا محل والا معجزہ، جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

پھر آپ نے حضرت مسیح علیہ السّلام کے معجزہ خلق طیر کو از قبیل معجزات قسم ثانی لکھا ہے۔ پس جبکہ حضرت مسیح موعود نے یہ تسلیم کیا ہے کہ جو کچھ حضرت مسیح علیہ السّلام نے خدا کے حکم اور اذن سے کیا۔ اور جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا، وہ معجزہ تھا۔ چاہے وہ عمل الترب ہی کیوں نہ ہو، بہرحال وہ جب بحکم الٰہی ہو اور حد اعجاز کو پہنچا ہوا ہو تو وہ معجزہ ہوگا۔ اور آپ نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ اور عمل الترب کے متعلق کہتے ہیں، ''اس عمل کے عجائبات کی نسبت یہ بھی الہام ہوا، ھٰذا (هو التارب الذى لا يعلمون). یعنی یہ وہ عمل الترب ہے جس کی اصل حقیقت کی زمانہ حال کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں۔''

رہا یہ سوال کہ آپ نے خود اسے پسند نہ کیا، وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کو زمانہ کے لحاظ سے نشانات دیتا ہے اور انہیں اس زمانہ کے مناسب قویٰ اور طاقتیں دی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس علمی زمانہ میں ایسے معجزات دکھانے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لیے لکھتے ہیں کہ:

www.khatmenubuwwat.org

''مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے، باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا، ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔''[1]

پس مرزا صاحب نے حضرت مسیح کے معجزات کو معجزات تسلیم کیا ہے اور ان کے کسی معجزہ پر کوئی تحقیر و توہین نہیں کی۔ کشتی نوح، صفحہ ۶۵ کے حاشیہ عبارت سے فریق مخالف نے یہ استدلال کیا ہے کہ مسیح کو شراب پینے والا قرار دے کر ان کی توہین کی ہے۔[2] کشتی نوح میں حضرت مسیح موعود قرآن و انجیل کی تعلیم کا مقابلہ کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس مقابلہ سے یہ مدنظر ہے کہ عیسائیوں کو بتایا جائے کہ قرآن مجید کی تعلیم تمہاری انجیل کی تعلیم سے نہایت اعلیٰ اور پاک ہے۔ اس وجہ سے اس حاشیہ میں عیسائیوں کے مقابلہ مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ پس اس سے مراد یہ ہے کہ یورپ والے اگر شراب پیتے ہیں تو ان کی یہ دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام شراب پیا کرتے تھے۔ مگر اے مسلمانو! تم کس دلیل سے شراب پیتے ہو۔ ہاں آپ نے مسیح علیہ السّلام کے شراب پینے کی ایک توجیہ بیان کر دی ہے کہ انہوں نے اگر شراب پی بھی ہو تو وہ کسی بیماری کی وجہ سے پی ہوگی، یا انہیں کوئی پرانی عادت چلی آتی ہوگی۔ اور خود علماء نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ پہلے انبیاء کی شریعتوں میں شراب حرام نہ تھی، یہ صرف امت محمدیہؐ پر حرام کی گئی۔[3]

پس اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مسیح علیہ السّلام نے بھی کسی نامعلوم وجہ سے (بیماری وغیرہ) شراب پی لی تو اس سے ان کی توہین کیسے لازم آئی۔ اور عیسائی اس بات کو خود تسلیم کرتے ہیں کہ وہ شراب پیتے تھے۔[4]

پانچواں حوالہ

فریق مخالف نے دافع البلاء کے آخری صفحہ سے پیش کیا ہے، جو یہ ہے، لیکن مسیح کی راستبازی سے لے کر..... مانع تھے تک ہے۔ حوالہ سے فریق مخالف نے یہ سمجھا ہے کہ یہاں قرآن کی جو آیت پیش کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ان تمام قصوں کو، جو بیان ہوئے، مرزا صاحب صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ایسا خیال کرنا صحیح نہیں ہے۔ ورنہ اس سے تو صرف عیسیٰ ہی نہیں بلکہ دوسرے انبیاء ابراہیم و اسماعیل و داؤد و موسیٰ علیہم السّلام وغیرہ کے متعلق بھی یہی ماننا پڑے گا کہ ان کے ساتھ بھی ایسے واقعات ہوئے۔ تبھی ان کا نام قرآن میں حصور نہیں رکھا گیا، بلکہ ساری غلطی اس بات سے لگتی ہے کہ وہ مخاطب کے حالات کو معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ دیکھو یہ حاشیہ جس عبارت کے متعلق ہے، اس میں عیسائی مخاطب ہیں۔ چنانچہ آپ مسیح کے متعلق فرماتے ہیں:

''وہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اس پر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لیے آیا تھا۔''

اور پھر حاشیہ میں ہی لکھتے ہیں:

۱۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۵۸
۲۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۷
۳۔ ملاحظہ ہو: شرح فقہ اکبر ملا علی قاری، ص ۱۷۰
۴۔ ملاحظہ ہو: ازالۃ الاوہام، ص ۳۷۰ اور اس کے حاشیہ پر استفسار، ص ۳۵۲

www.khatmenubuwwat.org

''جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا ہے، جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدا کی صفات انہیں دی ہیں، جیسا کہ ہمارے مخالف۔''

چونکہ عیسائی اور ایسے نام کے مسلمان قرآن مجید کی آیتوں سے ان کی فضیلت ثابت کرتے ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مسیح کے حق میں غلامًا زکیّا کا لفظ آیا، اور کسی نبی کے حق میں نہیں آیا اس لیے معلوم ہوا کہ دوسرے انبیاء گناہوں سے پاک اور بے عیب نہیں تھے۔ یا بل رفعه الله پیش کرتے ہیں کہ اور کسی کا ایسا رفع نہیں ہوا، تو ایسے لوگوں کو یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگر اسی طرح عیسیٰ کی دوسرے انبیاء پر فضیلت ثابت ہوسکتی ہے تو حضرت یحییٰ کی مسیح پر فضیلت ثابت ہوگی۔ کیونکہ اس کے متعلق قرآن مجید میں حصور آیا ہے اور مسیح کے متعلق نہیں۔ چنانچہ اگلی عبارت اس مفہوم کو بالکل واضح کر دیتی ہے کہ یہ آپ کا اعتقاد نہیں۔ اور وہ یہ ہے، اس کی وجہ بیان کر دی جو عیسائیوں کے نزدیک مسلم تھی، کیونکہ یہ باتیں اناجیل میں موجود ہیں۔

''اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ نے یحییٰ کے ہاتھ پر، جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں، جو پیچھے ایلیا بنایا گیا، اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل ہوئے تھے، اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بداہت ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ بمقابل اس کے یہ ثابت ہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ پس اس کا معصوم ہونا بدیہی امر تھا۔ اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں اس شیطان سے پاک ہیں۔ اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعوذ باللہ شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے۔ سو اس افتراء کا رَد ضروری تھا۔ اس حدیث کے اس سے زیادہ کوئی معنی نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں پر لگائے گئے ہیں، یہ صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ ان معنوں کر کے وہ مس شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔''[1]

پس عبارت کے آخری فقرے حضرت مسیح موعود کا عقیدہ بتا رہے ہیں کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ تمام شیطانی کاموں سے پاک تھے، اور اس سے پہلے جو کچھ آپ نے لکھا وہ الزامی اور عیسائیوں کے مسلّمات پر ہے۔

چھٹا حوالہ

ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ صفحہ ۴ تا صفحہ ۸ تک پیش کیا گیا ہے۔ بعض عبارتیں جو یسوع کے متعلق ہیں، ان کے متعلق کہا ہے کہ ان میں حضرت عیسیٰ کی توہین کی گئی ہے، کیونکہ یسوع اور عیسیٰ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ پس پہلے میں اہلسنّت والجماعت کے ان علماء کے اقوال پیش کرتا ہوں جو فنِ مناظرہ میں غایت درجہ کی شہرت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی سیّد آل حسن صاحب وہ اپنی کتاب استفسار میں جو ازالۃ الاوہام مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کی کتاب کے حاشیہ پر چھپی ہے، تحریر فرماتے ہیں:

''کیا وجہ کہ مریم کا بیٹا خدا ہو اور کوسلیا کا بیٹا، یعنی رامچند راور دیوکی کا بیٹا کنہیا خدا نہ ہو۔''[2]

۱۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۰ ۲۔ استفسار بر ازالہ اوہام

www.khatmenubuwat.org

حضرت عیسیٰ کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے، اس لیے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح میں تھیں، چنانچہ اس زمانے کے معاصرین لوگ یعنی یہود جو کچھ کہتے ہیں، سوظاہر ہے۔'' (ص۲۲)

اور ذرہ گریبان میں سر ڈال کر دیکھو کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ کے نسب نامہ مادری میں دو جگہ تم آپ ہی زنا ثابت کرتے ہو (یعنی تامار اور اوریا)۔ (ص۴۷)

دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ اپنے مخالفوں کو کتا کہتے تھے۔ اگر ہم بھی ان کے مخالفوں کو کتا کہیں تو دینی تہذیب اخلاق سے بعید نہیں، بلکہ عین تقلید عیسوی ہے۔ (ص ۹۸)

شجاعت حضرت عیسیٰ کی صحبت سے حواریوں کو نہیں حاصل ہوئی تھی۔ پس تربیت حضرت عیسیٰ کی از روئے حکمت کے بہت ہی ناقص ٹھہری۔ (ص ۱۰۷)

حضرت عیسیٰ سے جیسی عداوت یہودیوں کو تھی، سوظاہر ہے اور آنحضرت کا بے کس اور تنہا ہونا بھی ظاہر ہے۔ (ص ۱۱۸)

ازانجملہ کلیتہً یہ بات ہے کہ اکثر پیشگوئیاں انبیاء بنی اسرائیل اور حواریوں کی ایسی ہیں جیسے خواب اور مجذوبوں کی بڑ.....

پس اگر انہی باتوں کا نام پیشگوئی ہے تو ہر ایک آدمی کے خواب اور ہر دیوانہ کی بات کو ہم پیشگوئی ٹھہرا سکتے ہیں۔ (ص۱۳۳)

اشعیاء نبی کی پیشگوئیاں اکثر ایسی ہیں یعنی حضرات مجاذیب کا سا کلام۔ (ص ۲۱۹)

عیسیٰ بن مریم کہ آخر درماندہ ہو کر دنیا سے انہوں نے وفات پائی۔ (ص۲۳۲)

اور سب عقلاء جانتے ہیں کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہیں، معجزات سے خصوصاً معجزات موسویہ اور عیسویہ سے۔ (ص ۳۳۶)

حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ احیاء میت کا بعض بھان متی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا۔ بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا، اُٹھ کھڑا ہو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سانپ کو نیولے سے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا۔ بعد اس کے سب ٹکڑے اس کے برابر رکھ کر بین بجائی اور وہ رینگنے لگا اور اچھا بھلا ہو گیا۔ (ص۲۲۶)

یسوع نے کہا، میرے لیے کہیں سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ دیکھو یہ شاعرانہ مبالغہ ہے اور صریح دنیا کی تنگی سے شکایت کرنا کہ اقبح ترین ہے۔ (ص۲۴۹)

معجزات موسویہ اور عیسویہ کے بہ سبب مشاہدہ کا کارخانہ سحر اور نجوم وغیرہ کے کسی کی نظر میں اعجاز ثابت نہیں ہوسکتا۔

دوسرے یہ کہ معجزات موسویہ اور عیسویہ کی سی حرکات یہاں بتوں نے کر دکھائیں۔ (ص۳۴۷)

ان کا اصل دین و ایمان آکر یہ ٹھہرا ہے کہ خدا مریم کے رحم میں جنین بن کر خون حیض کا کئی مہینے تک کھاتا رہا۔ اور علقہ سے مضغہ بنا۔ اور مضغہ سے گوشت اور اس میں ہڈیاں بنیں۔ اور اس کے مخرج معلوم سے نکلا اور بعد اس کے ہگتا موتتا رہا۔ یہاں تک کہ جوان ہو کر اپنے بندے یحییٰ کا مرید ہوا۔ اور آخر کار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا۔ (ص۳۵۰، ۳۵۱)

انجیل اوّل کے باب یازدہم کے درس نوزدہم میں لکھا ہے کہ بڑے کھاؤ اور بڑے شرابی تھے۔ (ص۳۵۳)

www.khatmenubuwwat.org

جس طرح اشعیاء اور عیسیٰ علیہما السّلام کی بعضی، بلکہ اکثر پیشگوئیاں ہیں، جو صرف بطور معمے اور خواب کے ہیں۔ جس پر چاہو منطبق کرلو۔ یا باعتبار ظاہری معنوں کے محض جھوٹ ہے، یا مانند کلام یوحنا کے محض مجذوبوں کی سی بڑ ہے۔ ویسی پیشگوئیاں البتہ قرآن میں نہیں ہیں۔ (ص۳۶۶)

پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا سب بیان معاذ اللہ جھوٹ ہے اور کرامتیں اگر بالفرض ہوئی بھی ہوں تو ویسی ہی ہوں گی جیسی مسیح دجال کی ہونے والی۔ (ص۳۶۹)

یہودی لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سے جو لوگ توریت کے عالم تھے، انہوں نے تو حضرت عیسیٰ سے کوئی معجزہ دیکھا نہیں اور چند مچھووں اور ملاحوں احمقوں کا کیا اعتبار، عوام الناس تو ذرے سے شعبدہ میں آجاتے ہیں۔ (ص۳۷۱)

تیسری انجیل کے آٹھویں باب کے دوسرے اور تیسرے درس سے ظاہر ہے کہ بہتیری رنڈیاں اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھیں۔ پس اگر کوئی یہودی از راہ خباثت اور بدباطنی کے کہے کہ حضرت عیسیٰ خوشرو نوجوان تھے، رنڈیاں ان کے ساتھ صرف حرام کاری کے لیے رہتی تھیں اس لیے حضرت عیسیٰ نے بیان نہ کیا، اور ظاہر یہ کرتے تھے کہ مجھے عورت سے رغبت نہیں۔ کیا جواب ہوگا۔ اور پہلی انجیل کے باب یازدہم کے درس نوزدہم میں حضرت عیسیٰ نے مخالفوں کا خیال اپنے حق میں قبول کر کے کہا کہ میں تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہوں۔ پس دونوں باتوں کے ملانے سے اور شراب کی بدمستیوں کے لحاظ سے جو کوئی کچھ بدگمانی نہ کرے، سو تھوڑا ہے۔ اور دشمن کی نظر میں کیسی تن آسانی اور بے ریاضتی حضرت عیسیٰ کی بوجھی جاتی ہے۔ (ص۳۹۰، ۳۹۱)

حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو حد سے زیادہ جو گالیاں دیں تو ظلم کیا۔ (ص۴۱۹)

کافروں نے معجزہ مانگا..... حضرت عیسیٰ نے ان کافروں کو جھڑک دیا۔ اور تہدید بوعید الٰہی کی یا کچھ نہیں بولے، چپکے بیٹھے رہے اور ان کے ہاتھوں سے ذلتیں اٹھایا کیے۔ (ص۵۲۰)

یہ بطور نمونہ ان کی کتاب سے بعض عبارات پیش کی گئی ہیں۔ اور انہوں نے یسوع بھی نہیں، بلکہ حضرت عیسیٰ کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور وہ اپنے آپ کو بری ثابت کرنے کے لیے لکھتے ہیں۔

''خداوند تعالیٰ مجھے انبیاء کی توہین اور تکذیب سے محفوظ رکھے، مگر صرف پادری صاحبوں کے الزام کے لیے نقل کرتا ہوں۔'' (استفسار، ص۴۱۹، ۴۲۰)

استفسار کے بعد چند حوالے مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم مہاجر مکی کی کتاب ازالۃ الاوہام سے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

معجزات موسویہ مثل عصا وغیرہ..... معجزہ ندانند زیرا کہ مثل آنہا ساحراں ہم کردہ بودند اکثر معجزات عیسویہ را معجزات ندانند زیرا کہ مثل آنہا ساحراں ہم میسازند یہود آنجناب را چوں نبی نمے دادند وہمچو معجزات ساحر میگویند۔ (ص۱۲۹)

جناب مسیح اقرار می فرمایند کہ یحییٰ میخوار انیدند نہ شراب مے آشامیدند و آنجناب شراب ہم مے نوشیدند و یحییٰ در بیابان مے مناد و ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں ہمراہ مے گشتند و مال خود را مے خورانیدند و زنان فاحشہ پائہا آنجناب را بوسیدند..... و آنجناب مرتا

www.khatmenubuwwat.org

ومریم رادست میداشتند وخودشراب برائے نوشیدند دیگر کساں عطامے فرمودند۔(ص۳۷۰)

ونیز وقتیکہ یہود افرزند سعادت مندشاں از زوجہ پسر خود زنا کرد و حاملہ گشت و فارض را کہ از آباؤ اجداد وسلیمان وعیسیٰ علیہما السّلام بود زائید ہیچ کس راازینہا سزائے نداد (یعنی یعقوبؑ)۔(ص۴۰۵)

یہ کتاب ایسی باتوں سے بھری ہوئی ہے اورانہوں نے الزامی جواب دینے کی غرض یہ لکھی ہے:

وادب تقاضا نمیکرد کہ بر پیشینگوئی جناب مسیح حرفے بر زبان قلم آید مگر چونکہ علماء مسیحیہ پیشینگوئیہا جناب سیّد الانس والجان چشم انصاف بستہ باعتراض پیش مے آیند ازین جہت بطور الزامے ومحض برائے آگاہی ایں فرقہ پر پیشینگوئیہا مندرجہ عہد جدید چیزے آشنائے زبان قلم مے گردد تا ایں فرقہ را اطلاع شود کہ مخالف را بحسب رائے خود اگر از انصاف چشم بندودراہیست وسیع۔(ص ۳۴۸)

پس جبکہ علماء اہل سنت الزامی طور پر ایسے جوابات دینے سے کافر اور مرتد نہیں ہوئے اور ان پر توہین انبیاء کا الزام نہیں آتا تو مرزا صاحب پر یہ الزام کیسے آسکتا ہے۔ جبکہ آپ نے تو اتنی احتیاط فرمائی کہ جس کے بعد کوئی عقلمند شخص جو تعصب سے خالی ہو، یہ وہم بھی نہیں کرسکتا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کی ہے۔ چنانچہ ضمیمہ انجام آتھم کی پیش کردہ عبارت کے آخر میں فرماتے ہیں:

''بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں، جو میرے نام بھیجا ہے، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقہ نے، جو مردہ پرست ہے، ہمیں اس بات کے لیے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹ مار رکھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔''[1]

پھر انجام آتھم کے ص۱۳ میں تشریح بھی فرمادی ہے:

''یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹ مار کہا اور خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت بجز اُس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔''[2]

پھر تریاق القلوب، حاشیہ صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے:

۱۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج۱۱، ص۲۹۲
۲۔ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج۱۱، ص۱۳

www.khatmenubuwwat.org

''حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے منہ سے نہیں نکلا۔ یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ ہاں چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گزرا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہے، اس لیے میں نے فرضِ محال کے طور پر اس کی نسبت ضرور بیان کی ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں، راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاء کا مصدق ہے، اس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔''[1]

فریق مخالف نے تو یہ کہا ہے کہ یسوع اور مسیح علیہ السّلام ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ کیونکہ عیسائیوں کا یسوع مسلمانوں کے عیسیٰ علیہ السّلام کے سوا کوئی اور نہیں ہے، اس لیے کوئی فرضی یسوع نہیں ہوسکتا۔ تمام بڑے بڑے علماء اس طریق پر کلام کرتے چلے آئے ہیں کہ مخاطب کے عقائد باطلہ کے مطابق اس کے بزرگ کو فرض کر کے بعض اوقات بات کی جاتی ہے۔ چنانچہ سب جانتے ہیں کہ حضرت علیؓ سنّیوں اور شیعوں کے ایک ہی ہیں۔ لیکن مولانا جامی ایک حکایت لکھتے ہیں کہ ایک شیعی نے ایک سنّی فاضل سے دریافت کیا کہ علی کی تعریف کرو تو اس نے پوچھا، کون سا علی؟ وہ علی جس پر تُو اعتقاد رکھتا ہے، یا وہ علی جس پر میں اعتقاد رکھتا ہوں؟ تو اُس نے کہا:

گفت من گرچہ اند کی دانم	درد و عالم علی یکے دانم
شرح ایں نکتہ را تمام بگوے	آں کدام است ایں کدام بگوئے
گفت آں کو بود گزیدۂ تو	نیست ز نقش تو کشیدۂ تو
پہلوانے بروت مالیدہ	بہر کیں درو غا سگا لیدہ
گر بزی پر تہور و بیباک	کینہ جوئے و مفتن و سفاک
بندۂ نفس خویش چوں من و تو	فارغ از دین وکیش چوں من وتو!
بخلافت دلش بسے مائل	شد ابوبکر درمیاں مائل
و زنگ و پوئے بہر ایں مطلوب	ہمہ غالب شد نداد مغلوب
با چنیں و ہم وطن نے نادانی	اسد اللہ غالبش خوانی!
ایں علی در شمارۂ کہ دمہ	خود بنود است ورنہ باشد بہ
واں علی کش منم بجاں بندہ	سبلت نفس شوم را کندہ

الیٰ آخر الابیات[2]

اسی طرح مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسۃ العلوم دیوبند اپنی کتاب ہدیۃ الشیعہ میں فریق مخالف کے مسلمانوں

۱۔ تریاق القلوب حاشیہ، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۳۰۵

۲۔ سلسلۃ الذہب بر حاشیہ نفحات الانس، مطبوعہ نولکشور، کانپور، ص ۱۰۳-۱۰۴

www.khatmenubuwwat.org

کی بنا پر حضرت علیؓ کی نسبت لکھتے ہیں:

''اگر بالفرض یہ زور اور بل اور قدرت خدا داد کسی میں ہوتی بھی، تب غصب دختر طاہرہ مطہرہ تو ہرگز گوارا نہ ہوتا۔ اہل ہند جو تمام ولایتوں کے لوگوں میں نامردہ پن میں امام ہیں، ان میں کا بھنگی اور چمار بھی اس سہولت سے بیٹی نہیں دیتا جس طرح حضرت امیر نے اپنی دختر مطہرہ کو حضرت عمر کے حوالے کر دیا۔ آپ بھی دیکھتے رہے اور صاحبزادے بھی۔ پھر صاحبزادوں میں بھی ایک وہ تھے کہ جنہوں نے تیس ہزار فوج جرار کا مقابلہ کیا، حالانکہ وہ زمانہ ضعیفی اور تحمل کا تھا اور بہن کے نکاح کے وقت عین شباب تھا۔''[1]

پھر کیا ممکن ہے کہ خدا بہک جائے۔ کچھ نعوذ باللہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں یہ عقل وحواس میں اختلاف آ گیا۔ ابوبکر وعمر ہر چند صاحب رعب اور مرد باہیبت تھے، مگر نہ اتنے کہ خداوند کریم کے بھی عقل وحواس میں فرق آ جائے، یا اس کے سوا کچھ اور سبب ہو۔ (ص ۸۸)

پھر صفحہ ۱۶۴ پر لکھتے ہیں کہ حضرت امیر کو ایک دفعہ بھی ہمت نہ آئی کہ اعلیٰ اعلان حق گوئی اختیار کریں۔ (ص ۱۴۳)

''اور ظاہر ہے کہ مرے ہوئے شیر سے تو گیدڑ بھی نہیں ڈرتا، شیر خدا علی مرتضیٰ پھر دوبارہ مرے ہوئے سے دبے تو قیامت آ گئی۔''

اس میں اور بہت سی باتیں ہیں جو شیعوں کے عقائد کے مطابق ایک علی فرض کر کے لکھی گئی ہیں اور ابتدائے کتاب میں انہوں نے اپنی بریت اس طرح ظاہر کی ہے۔

''اگر بہ نسبت انبیاء ومرسلین یا بزرگانِ اہلِ بیت واصحاب سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم اس رسالہ میں کوئی حرف نامناسب دیکھ کر اُلجھیں تو مجھے اس سے بری الذمہ سمجھیں۔ ایسا مذکور کہیں کہیں ناچار بغرض الزام شیعہ آ گیا ہے۔ اس کا بار انہیں کی گردن پر ہے، یہ سب انہوں نے ہی کرایا ہے۔''[2]

اس طرح مولوی احمد رضا خان نے فتاوی الرضویہ، جلد اوّل کے صفحہ ۳۸ سے ۴۹ تک ۷ میں لوگوں کے خداؤں کے متعلق بحث کی ہے۔ مثلاً لکھا ہے:

''وہابیوں کا خدا بے اعتبار، جھوٹا، محدود، عیب ونقائص سے پُر، بھولنے والا، سوتا ہے۔''

اسی طرح انہوں نے آگے کے صفحات میں دیوبندیوں کا خدا غیر مقلد کا خدا اور دوسرے مذاہب والوں اعتقاد کے مطابق فرضی خدا ظاہر کیا ہے۔ پس کیا فریق مخالف یہ لکھے گا کہ خدا کئی ہیں، یا حضرت علیؓ دو ہیں۔ پس متکلمین کا یہ طریق ہے کہ وہ مدمقابل کے عقائد کو مدنظر رکھ کر الزامی جواب دیا کرتے ہیں۔ اور یہی بات مرزا صاحب نے کی ہے اور صاف لکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

''اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرح سے کلام کرنا ضروری تھا، جیسا کہ وہ ہمارے مقابل کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے عیسیٰ کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی

۱۔ ہدیہ شیعہ، ص ۱۲۷
۲۔ ہدیۃ الشیعہ، ص ۳

www.khatmenubuwwat.org

کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے۔ اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی۔ بلکہ ایک یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا، اس سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کا ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیے۔ پڑھنے والوں کو چاہیے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو نہ سمجھ لیں، بلکہ وہ کلمات یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن وحدیث میں نام ونشان نہیں۔''[1]

اور جو عبارتیں گواہوں نے تریاق القلوب اور چشمۂ معرفت سے پیش کی ہیں، ان سے فریق مخالف کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، کیونکہ تریاق القلوب میں تو الزامی جواب دینے کی ایک اور غرض بیان کر دی گئی ہے اور چشمۂ معرفت میں یہ بتایا ہے کہ ہر ایک مسلمان حضرت عیسیٰ کو خدا کا پیارا اور برگزیدہ رسول مانتا ہے اور جب تنگ آ کر اُسے پادریوں کو الزامی جواب دینا پڑتا ہے تو پھر بھی وہ طریق ادب سے باہر نہیں جاتا۔ کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ آپ نے جہاں کہیں ایسی باتیں لکھی ہیں تو وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام مراد نہیں، بلکہ یسوع کو مراد لیا ہے، جو عیسائیوں کا فرضی خدا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق تو آپ فرماتے ہیں:

''ہم اس بات کے لیے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں، سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے خلاف ہو، اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔''[2]

''حضرت عیسیٰ نبی اللہ بیشک ہیں اور خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں۔''[3]

''حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بے شک خدا کا پیارا نبی تھا۔ (ص ۵۰) نہایت اعلیٰ درجہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔''

''ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰؑ کو خدا تعالیٰ کو سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہمارے قلم سے ان کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔''[4]

''اور اگر یہ اعتراض ہو کہ کسی نبی کی توہین کی ہے اور وہ کلمۂ کفر ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ **لعنة اللّٰه علی الکافرین**. اور ہم سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور تعظیم سے دیکھتے ہیں۔ بعض عبارات جو اپنے محل پر چسپاں ہیں، وہ بہ نیت توہین نہیں، بلکہ بتائید توحید ہیں۔ **وانما الاعمال بالنیات**. اور تمہارے جیسے عقل

۱۔ آریہ دھرم، ٹائٹل پیج آخر
۲۔ ایام الصلح، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۲۲۸
۳۔ جنگ مقدس، روحانی خزائن، ج ۶، ص ۱۳۷
۴۔ کتاب البریہ، روحانی خزائن، ج ۱۳، ص ۱۱۹

www.khatmenubuwwat.org

والوں نے صاحب تقویۃ الایمان کو بھی اس خیال سے کافر کہا تھا کہ بعض کلمات ان کو اس کتاب میں ایسے معلوم ہوئے کہ گویا وہ انبیاء کی توہین کرتا ہے اور چوہڑوں اور چماروں کو اُن کے برابر جانتا ہے۔ ہماری طرح ان کا بھی یہی جواب تھا کہ **انما الاعمال بالنیات**.[1]

اب میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی شہادت بیان کرتا ہوں کہ وہ ان عبارات سے کیا سمجھتے تھے۔

کتاب اشارات فریدی، جلد۳، ص ۱۷۷ و ۱۷۸ پر ہے:

''مولوی غلام دستگیر قصوری کہ بمرزا غلام احمد قادیانی مخالف کمال میداشت و بروے فتاویٰ کفر نوشتہ بود بیامدو آداب بجا کردہ بہ نشست و چند کتب از مصنفات مرزا غلام احمد قادیانی کہ دربغل میداشت پیش نہاد از ہر یک کتاب مقاماتے را کہ نشان کردہ بود پیش گاہ حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقاءٔ ونفعنا دایاکم بلقاءٔ یک بہ یک بر میخواندند ومی گفت کہ بہ بینی اینجا توہین حضرت مسیح علیہ السّلام واینجا اہانت دیگر انبیاء علیہم السّلام کردہ است و حقیقت حال آنست کہ مرزا صاحب جہت رونصاریٰ و یہود از انجیل وتوراۃ کہ ہر دو محرف اندوازاں کتب ایں انواع مذمات مفہوم میشوند در کتب خویش نوشتہ بود مگر مولوی را اطلاع برایں معنی نشدہ است۔ ازینجہت بہ پیش گاہ حضور نکوہش مرزا صاحب بیان کرد اما حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ہمہ تقاریر او راشنیدہ وہیچ جوابش نفرمودند۔''

اس پر مولوی غلام احمد صاحب اختر نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ فرضی یسوع کے متعلق ہے جس کے متعلق نصاریٰ کہتے ہیں کہ اس نے ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کیا، لیکن حضرت عیسیٰؑ، جس کا قرآن میں ذکر ہے، وہ خدا تعالیٰ کا نبی ہے۔ وہ عیسائیوں سے کہتے ہیں کہ اس یسوع کو ترک کرو اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گالیاں دینی چھوڑ دو۔ ورنہ میں تمہارے اس فرضی یسوع کو اس سے بھی زیادہ سخت کہوں گا۔ حضور خواجہ صاحب نے اس پر فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ پس خواجہ غلام فرید نے بھی ان عبارات سے جو فریق مخالف نے پیش کی ہیں۔ یہی سمجھا کہ یہ فرضی یسوع کی نسبت ہیں اور ان میں حضرت عیسیٰ کو گالیاں نہیں دی گئیں۔ پھر اہلسنّت نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ خود اپنی طرف سے کسی کے قول کو ایسے معنوں میں لینا جس سے کفر لازم آوے، حالانکہ قائل اس کے اور معنی بیان کرتا ہوں تو ایسا کرنا غلطی ہے۔ چنانچہ امام ابن حزم کتاب الفصل فی الملل والنحل، جلد۳، صفحہ ۲۵۰ میں لکھتے ہیں:

واما من کفر الناس بما تؤول الیہ اقوالھم فخطاء لانہ کذب علی الخصم وتقویل لہ مالم یقل بہ وان لزمہ فلم یحصل علی غیر التناقض فقط والتناقض لیس کفرا بل قد احسن اذفرّ من الکفر.

یعنی وہ لوگ جو دوسروں کے اقوال سے ایسا نتیجہ نکال کر، جو باعث کفر ہو، کافر کہتے ہیں تو وہ غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ فریق ثانی کی طرف ایک جھوٹ بات منسوب کرتے ہیں، جس کا وہ قائل نہیں ہے۔ اور اگر اِس پر یہ بات لازم بھی آوے تو اس سے یہی ثابت ہوگا کہ اس کے کلام میں تناقض ہے اور تناقض کفر نہیں ہے، بلکہ یہ تو اچھی بات ہے کہ وہ کفر سے بھاگا۔

۱۔ انوارالاسلام، روحانی خزائن، ج ۹، ص ۳۵

www.khatmenubuwwat.org

اسی طرح مولف کتاب الاشباہ والنظائر نے لکھا ہے:

حکم انه لایفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن.[1]

کہ وہ کسی ایسے مسلمان کو کفر کا فتویٰ نہیں دے گا جس کے کلام کا محمل اچھا نکل سکتا ہو۔

پس مرزا صاحب کے کلام کے آپ کے منشا کے خلاف جس کی آپ تصریح کر چکے ہیں، ایسے معنی لینا جس سے توہین لازم آوے، جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اس الزام کا جواب دیتے ہیں:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود ہزارہا نشانوں کے جو خدا نے میرے لیے دکھلائے، پھر بھی سخت تکذیب کا نشانہ بنایا گیا ہوں۔ اور میری کتابوں کے یہودیوں کی طرح معنی محرف مبدل کر کے اور بہت کچھ اپنی طرف سے ملا کر میرے پر صدہا اعتراض کیے گئے ہیں کہ گویا میں ایک مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور قرآن کو چھوڑتا ہوں اور گویا میں خدا کے نبیوں کو گالیاں نکالتا ہوں اور توہین کرتا ہوں، اور گویا میں معجزات کا منکر ہوں، سو میری یہ تمام شکایت خدا تعالیٰ کی جناب میں ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے میرے حق میں فیصلہ کرے گا، کیونکہ میں مظلوم ہوں۔''[2]

پھر فریق ثانی نے مرزا صاحب کے متعلق کہا ہے کہ آپ نے تمام امت محمدیہ کو مشرک قرار دیا ہے، کیونکہ مسیح علیہ السّلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرکِ عظیم ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ تمام امت محمدیہ مشرک ہے، بلکہ جس عبارت کا گواہ فریق مخالف نے حوالہ دیا ہے، وہیں آپ نے ساتھ ہی لکھ دیا ہے کہ پہلے مسلمانوں سے یہ قول غلطی سے صادر ہوا اور وہ لوگ خدا کے نزدیک معذور ہیں، کیونکہ انہوں نے عمداً یہ غلطی نہیں کی۔

پھر آپ کہتے ہیں، حیات مسیح کا مسئلہ اوائل میں صرف ایک غلطی تھا، مگر آجکل وہ ایک اژدہا ہے۔ جب عیسائیوں کا خروج زور سے ہوا اور انہوں نے مسیح کی زندگی کو ایک قوی دلیل اس کی خدائی کے واسطے پکڑا اور کہا کہ اگر کوئی دوسرا انسان ایسا کر سکتا ہے تو آدم سے لے کر آج تک اس کی کوئی نظیر پیش کرے۔

لکھتے ہیں:

''اس بات سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ جو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کیا خدا قادر نہیں۔ بیشک خدا تعالیٰ قادر ہے، لیکن تمام جہان میں سے کسی ایک شخص کو بعض وجوہ کی خصوصیت دینا جو دوسروں کے واسطے نہیں، ایک مبدء شرک ہے۔''[3]

پس آپ نے حیات مسیح کے عقیدے کو یہاں مبدء شرک قرار دیا ہے اور آپ اسلام کے متعلق اسی تقریر میں لکھتے ہیں:

''پھر یہ سوچنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ کی حیات کے عقیدہ نے آج تک دنیا میں کیا بنایا ہے۔ اور کیا فائدہ بنی آدم

۱۔ الاشباہ والنظائر مع شرحۃ الحموی، ص ۱۷۵

۲۔ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۳۳۴

۳۔ تقریر احمدی اور غیر احمدی میں فرق

www.khatmenubuwwat.org

کو پہنچایا ہے، سوائے اس کے کہ چالیس کروڑ انسان مردہ پرست بن گیا۔ پس پہلوں نے اگر وفات مسیح کے مسئلہ میں اجتہادی غلطی کھائی، تب بھی ان کو ثواب ہے کیونکہ مجتہد کے متعلق لکھا ہے: **قد یخطی ویصیب.** کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب۔ مشیت الٰہی نے ان سے جو کچھ کرایا، سو کرایا۔ اس میں بھی اسرار الٰہی تھے۔ خدا نے ایک معاملہ ان سے مخفی رکھا اور وہ غفلت میں رہے۔ خدا جب چاہتا ہے کہ ایک بھید کو مخفی کرتا ہے، جب چاہتا ہے ظاہر کر دیتا ہے۔ ہاں اس زمانہ کے لوگوں پر خدا تعالیٰ نے اس مسئلہ کی حقیقت کھول دی۔''

پھر تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:

''حالانکہ نظیر کا پیش کرنا دو وجہ سے ضروری تھا۔ ایک اس غرض سے کہ تا حضرت عیسیٰ کا زندہ رہنا اور آسمان کی طرف اٹھایا جانا، ان کی ایک خصوصیت ٹھیر کر منجر الی الشرک نہ ہو جائے۔''[1]

پھر لیکچر سیالکوٹ، ص ۲۰ پر لکھتے ہیں:

''ہاں جن لوگوں نے مجھ سے پہلے اس بارہ میں غلطی کی ہے ان کو وہ غلطی معاف ہے۔ کیونکہ انہیں یاد نہیں دلایا گیا تھا، ان کو حقیقی معنی خدا کے کلام کے سمجھائے، نہیں گئے تھے، پر میں نے تم کو یاد دلا دیا اور صحیح صحیح معنی سمجھا دیے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو غلطی کے لیے رسمی تقلید کا ایک عذر تھا، لیکن اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔''[2]

ان عبارات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

حیات مسیح کا عقیدہ مبدء شرک یا منجر الی الشرک ہے۔

پہلے مسلمانوں میں سے جو لوگ ایسا سمجھتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معذور ہیں اور وہ عقیدہ ان کا اجتہادی غلطی ہے اور وہ اللہ کے نزدیک حسب اجتہاد ثواب کے مستحق ہیں۔

لیکن موجود مسلمان جن کو نصوص قرآنیہ اور ادلّہ احادیثیہ سے مسیح کی وفات بتلا دی گئی، وہ معذور نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًام بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ.** (توبہ: ۱۱۵) کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کو گمراہ نہیں ٹھہراتا، بعد اس کے جبکہ انہیں ہدایت دی، یہاں تک کہ ان کے لیے وہ باتیں جن سے انہیں بچنا چاہیے، کھول کھول بیان کر دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک شئی کو جانتا ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض وقت ایک لفظ کسی وجہ سے کسی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، مگر اس کے فاعل کو وہ نام نہیں دیا جاتا، جیسا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ **التحدیث نعمة ام..... کفر.** جیسے تحدیث بہ نعمت اللہ تارک کا نام کوئی شخص کافر نہیں رکھتا۔[3]

اسی طرح فرمایا کہ نسب میں طعنہ کرنا اور مردہ پر رونا کفر ہے۔ مگر نوحہ کرنے والے کو کوئی کافر نہیں کہتا۔

۱۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۹۹-۹۸

۲۔ لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، ج ۲۰، ص ۲۱۸

۳۔ ہدیہ مجددیہ، ص ۲۶

www.khatmenubuwwat.org

پس حضرت مسیح موعودؑ کا اس مسئلہ کو جو منجر الی الشرک تھا، شرک عظیم قرار دینا، باعتبار مایؤل الیہ کے ہے یعنی جس کا مستقبل میں سانچہ پیدا ہوگا، چنانچہ اس کو فن بلاغت میں مجاز مرسل سے شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ بلاغت کی کتاب مختصر معانی، مطبوعہ مجتبائی، صفحہ ۳۷۳ میں مجاز مرسل کی بحث میں لکھا ہے:

تسمية الشئی باسم مايؤل ذٰلک الشئی اليه فی الزمان المستقبل نحوانی ارانی اعصر خمرا. ای عصير ايؤل الی الخمر.

کہ مجاز مرسل سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ایک چیز کا نام باعتبار اس حالت کے رکھ دیا جاتا ہے جو اس کی مستقبل میں ہونی ہوتی ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ ایک قیدی نے خواب میں دیکھا کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ میں اس کو نچوڑ رہا ہوں اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ شارح کے لیے یہ اولیٰ تھا کہ وہ رس کے بجائے انگور کہتا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں۔ چونکہ انگور سے شراب بنتی ہے اس لیے اس نے آئندہ کی حالت کے مطابق انگوروں کا نام خمر یعنی شراب رکھ دیا۔

پس اسی طرح حیات مسیح کا عقیدہ منجر الی الشرک تھا اور صدہا مسلمان اسی عقیدہ کی وجہ سے عیسائیت کی آغوش میں جا چکے تھے، چونکہ یہ مسئلہ منجر الی الشرک تھا اور اس سے کئی انسان مشرک ہو گئے اس لیے اس کی آئندہ کی حالت مطابق اس کا نام مرزا صاحب نے شرک عظیم رکھا۔ اور یہ کہنا کہ تمام امت محمدیہ کو مشرک بنایا ہے، غلط ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہے۔

فریق مخالف نے آئینہ کمالات اسلام کی ایک عبارت سے ایک غلط نتیجہ نکالا ہے کہ آپ نے تمام شریف عورتوں کو کنچنیاں اور مسلمانوں کو ولد الزنا قرار دیا ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب کے اس قول سے: **وکل مسلم يقبلنی ويصدق دعوتی الاذرية البغايا**، سے جو مراد فریق مخالف نے لی ہے، قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ آئینہ کمالات اسلام کے وقت آپ کے ماننے والوں کی تعداد نہایت قلیل تھی، لہٰذا اگر فریقِ مخالف کے معنی صحیح مانے جائیں تو ذریۃ البغایا کے ساتھ کا جملہ یہ ہے جو ذریۃ البغایا کی تفسیر واقع ہوا ہے۔ **الذين ختم اللّٰه علٰی قلوبهم فهم لا يقبلون.**

تو اس سے لازم آتا ہے کہ جنہوں نے آپ کو نہیں مانا، وہ سب ذریۃ البغایا ہیں۔ جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے، پس وہ قبول نہیں کریں گے۔ حالانکہ یہ معنی سراسر باطل۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ جنہوں نے آپ کو اس وقت نہیں مانا تھا، ان میں سے کوئی آپ کی دعوت کو قبول نہ کرنا، حالانکہ یہ معنی سراسر باطل ہیں، کیونکہ اس کے بعد ہزارہا لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے اور روزانہ ہوتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ ذریۃ البغایا کے معنی وہ نہیں جو فریق مخالف نے لیے ہیں، کیونکہ ان معنوں کے لیے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ ظاہر میں ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہدایت سے دور آدمی کو جن کے دلوں پر مہریں ہیں، وہ قبول نہیں کریں گے۔ اور البغیۃ کے معنی رشد یعنی ہدایت کی نقیض لکھے ہیں۔ اور ابن البغیۃ ایسے لڑکے کو کہا جاتا ہے جس میں رشد و ہدایت نہ ہو۔[1]

۱۔ تاج العروس، ۱۰/ ۴۰

www.khatmenubuwwat.org

اس لحاظ سے ذریۃ البغایا وہ لوگ ہوئے جن میں ہدایت ورُشد کا مادہ نہیں ہے۔

البغایا کے معنی ہراول کے بھی ہوتے ہیں، جولشکروں کے ورود سے پہلے آتے ہیں، یعنی مقدمۃ الجیش۔[1]

اس لحاظ سے ذریۃ البغایا وہ لوگ ہوئے جن میں ہدایت ورُشد کا مادہ نہیں ہے۔

تو ذریۃ البغایا کے معنی ہوئے، وہ لوگ جو اپنے آپ کو لوگوں کے پیشوا اور امام سمجھتے ہیں، یعنی مولوی لوگ جو کفر کے فتوے لے کر شہر بہ شہر پھرتے ہیں، یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

نیز بغایا مطلق عورتوں کو بھی کہتے ہیں، چاہے وہ فاجرہ ہوں یا نہ ہوں۔ جیسا کہ تاج العروس، جلد ۱۰، صفحہ ۳۰ میں لکھا ہے: **البغی الامة الفاجرة كانت او غير فاجره.** اور کبھی عورت کو بغی کہا جاتا ہے اور اس سے اس کی مذمت مقصود نہیں ہوتی، جیسا کہ **انهايه لابن الاثير** اور مفردات راغب میں لکھا ہے: **يقا للامة بفى و ان لم يرد به الذم. ذرية البغايا** سے مراد یہ ہوئی کہ میری ہر ایک مسلم تصدیق کرتا ہے۔ سوائے عورتوں کی اس ذریت کے جن کے دلوں پر مہر ہے۔ پس وہ لوگ قبول نہیں کریں گے۔ عورتوں کی طرف منسوب کرنے سے یہ مراد ہے کہ جن میں انوثت کا مادہ پایا جاتا ہے اور ان میں حق کو قبول کرنے کی قوت مردانہ نہیں پائی جاتی۔

پھر ذریت کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو اس وقت ضروری نہیں ہوتا کہ مضاف الیہ بھی مقصود ہو، بلکہ مضاف ہی مقصود ہوتا ہے۔ جیسے ذریۃ الشیطان کے معنی یہ ہیں کہ جو شیطان جیسے کام کرتے ہیں، اور اسی طرح مسیح نے یہود کو خطاب کرتے ہوئے کہا، ''او سانپو کے بچو!'' جس سے مراد یہ ہے کہ تم سانپو کی طرح حق کے مقابلہ میں دشمنی کا اظہار کر رہے ہو۔ اس لحاظ سے ذریہ سے مراد بڑے کام کرنے والے لیے جائیں گے۔

چنانچہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ عائشہ ام المومنینؓ زنا سے پاک ہیں اور جو روافض نے ان کے بارے میں کہا ہے، اس سے بَری ہیں۔ کہ جو اُن پر زنا کہ تہمت دے تو وہ ولد الزنا ہے۔ اس سے امام ابوحنیفہؒ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہوسکتا کہ قائل کی والدہ کو زانیہ قرار دیا جائے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص از راہِ ظلم حضرت عائشہؓ پر اتہام لگاتا ہے تو یہ اس کا قصور ہے، نہ کہ اس کی والدہ کا۔ پس ولد الزنا سے مراد صرف یہی لی جائے گی کہ وہ خود بدکار ہے۔

اسی طرح مرزا صاحب کے قول کے یہ معنی ہوں گے کہ ہر ایک مسلم مجھے قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنی شرارت وخباثت اور برے کاموں میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور یہاں تک کہ ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں، وہ مجھے قبول نہیں کریں گے۔ اور اس صورت میں استثناء منقطع لیا جائے گا کہ تمام صالح اور نیک شخص تو میری تصدیق کرتے چلے جائیں گے اور وہ آہستہ آہستہ اس سلسلہ میں داخل ہوتے چلے جائیں گے، مگر وہ لوگ جن کے دلوں پر مُہر لگ چکی ہے، چاہے ساری دنیا بھی مان لے، وہ نہیں مانیں گے۔ تو اس لحاظ سے بعض خاص اشخاص بھی مراد ہوں گے، کہ عداوت حق میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کے قلب بالکل مر گئے ہیں، لیکن دوسرے مخالف جو نیک اور شریف ہیں، اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے

۱۔ شرح کتاب الوصیۃ، ص ۳۱

www.khatmenubuwwat.org

ہیں، ہر ایک جو سعید ہوگا وہ مجھ سے حجت کرے گا اور میری طرف کھینچا جائے گا۔[1] مرزا صاحب کا ایک شعر:

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہے، آئے گا وہ انجام کار

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جنہوں نے ابھی تک نہیں مانا، ان میں نیک فطرت لوگ بھی موجود ہیں۔ پس مرزا صاحب کے قول سے مراد وہ چند شریر دشمن ہی مراد ہوں گے جن پر کہ یہ الفاظ صادق آتے ہیں، لاغیر جیسا کہ آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا..... (بقرہ:٦) کے مضمون سے بھی ان دونوں کی تصدیق ہوتی ہے۔

چنانچہ آپ ایام الصلح کے ٹائٹل پیج، صفحہ ۲ میں شرافت ذاتی رکھنے والے اور نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی اور شریف مسلمانوں کے متعلق ذکر کرتے ہیں۔

''سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے بزرگوں کی طرف نہیں ہے جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق اختیار نہیں کرتے۔''[2]

اور لجۃ النور، صفحہ ٦٧ میں لکھتے ہیں کہ:

''ہم نے اپنی کتاب کو نیک لوگوں کی تحقیر کرنے سے منزہ رکھا ہے، خواہ کسی دین کے ہوں اور ہم نیک علماء کی ہتک اور شریف مہذب لوگوں کو عیب لگانے سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ برابر ہے کہ وہ مسلمانوں سے ہو یا عیسائیوں سے، یا آریوں سے اور بیوقوفوں میں سے بھی ہم صرف ان کا ذکر کرتے ہیں جو بکواس اور بدگوئی میں مشہور ہیں، اور جو عیب سفاہت اور بدزبانی سے بری ہے، ہم اس کا خیر کے ساتھ ذکر کرتے اور اس کی عزت اور اس سے بھائیوں کی طرح محبت کرتے ہیں۔''[3]

پانچویں وجہ تکفیر جو فریق ثانی نے بیان کی ہے، وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے مکذبین ومنکرین کو کافر کہا ہے، لہٰذا وہ کافر ہیں۔

اگر واقعی ان کی یہ دلیل درست ہے اور وہ اس پر قائم ہیں تو پھر انہیں ہماری طرف سے یہی جواب سمجھ لینا چاہیے۔ کیونکہ پہلے خود مولویوں نے مرزا صاحب اور آپ کی جماعت پر کفر کا فتویٰ دیا، چنانچہ مرزا صاحب نے اسی بات کا ذکر متعدد بار اپنی کتب میں کیا ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

''لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا، جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے۔ سو اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھ کو کافر کہا، میرے لیے فتویٰ تیار کیا۔ میں نے سبقت کر کے ان کے لیے کوئی فتویٰ طیار نہیں کیا۔''[4]

حقیقۃ الوحی، ص ۱٦۳ میں لکھتے ہیں:

۱۔ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۱۳۷
۲۔ ایام الصلح، ٹائٹل، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۲۲۸
۳۔ لجۃ النور، روحانی خزائن، ج ۱٦، ص ۴۰۹
۴۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۴۳۳

www.khatmenubuwwat.org

''جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ. (انعام: ۲۱) یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں، ایک خدا پر افتراء کرنے والا، دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے، اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا۔''[1]

اور حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے، اس لیے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔''[2]

پس ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولویوں نے پہلے کفر کا فتویٰ دیا۔ پس وہ اپنے فتوے کی رُو سے کافر ہوئے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے سال ۱۸۹۰ء میں کفر کا فتویٰ شائع کیا، جس میں علماء پنجاب اور ہندوستان کے دستخط ہیں۔ ملاحظہ ہو: رسالہ اشاعت السنۃ، جلد ۱۳، نمبر ۷ سے لے کر ۱۴ تک۔ اب یہ بتلانا چاہتا ہوں، کیا تکفیر وجۂ ارتداد فسخ نکاح ہوسکتی ہے۔

علمائے اہلسنّت نے اس امر کی بابت لکھا ہے کہ ایسا شخص جو اسلام کا مدعی ہے اور اہلِ قبلہ ہے، اس سے تکفیر کی وجہ سے نکاح وغیرہ معاملات حرام نہیں ہو جاتے۔ جیسا کہ منہاج السنۃ، مصنفہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے جلد ۳، صفحہ ۶۱ میں لکھا ہے کہ خوارج حضرت علی کو بالاتفاق کافر کہتے تھے، مگر یہ ثابت نہیں کہ حضرت علیؓ نے ان کی تکفیر کی وجہ سے ان کو مرتد اور دین سے خارج خیال کر کے ان کے نکاح وغیرہ فسخ کیے ہوں۔ پس فریق مخالف کا تکفیر کو وجہ فسخ نکاح قرار دینا خود اُن کے علماء اور ائمہ کے اقوال کے صریح منافی ہے۔ کتاب العلم الشائخ کے صفحہ ۷۰۶ پر لکھا ہے کہ اس قسم کی حالتوں میں اس قسم کے احکام جاری ہونے چاہئیں جو عام اسلامی احکام ہیں۔ منصب امامت، مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی کے صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے کہ نکاح اور دوسرے تمام معاملات میں ہر ایک اس شخص سے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے، ویسا ہی معاملہ ہوگا جو دوسرے تمام مسلمانوں سے ہوتا ہے۔ اسی کے موافق ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب شرح شفا، جلد ۲، صفحہ ۵۳۳ پر لکھتے ہیں کہ جو لوگ مدعیان اسلام ہیں اور اسلام کا اقرار کرتے ہیں، ان سے نکاح اور شادی اور دوسرے دینوی معاملات میں وہی برتاؤ ہوگا جو باقی مسلمانوں سے ہوتا ہے۔

پس جبکہ جماعت احمدیہ کو مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے اور احادیث صحیحہ اور نصوص قرآنی میں جو باتیں ایک شخص کے مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہیں، وہ بتمامہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت میں پائی جاتی ہیں تو پھر کسی شخص کا حق نہیں کہ وہ مذکورہ بالا حوالجات کے ہوتے ہوئے حکام وقت سے یہ استدعا کرے کہ حکام وقت اس کے متعلق فیصلہ دیں کہ معاملات شادی وغیرہ میں کوئی ایسی تمیز پائی جاوے جس کے بعد غیر احمدی لڑکیوں کے نکاح احمدی مردوں سے ناجائز قرار پائیں۔

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۶۷ ۲۔ ایضاً

www.khatmenubuwwat.org

فریقِ مخالف نے نکاح کا عدم جواز ثابت کرنے کے لیے یہ کہا ہے کہ قرآن مجید میں ہر قسم کے کافروں کے نکاح کے متعلق یہ فیصلہ صاف مذکور ہے: لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ. (ممتحنہ:۱۰) کہ نہ مومن عورتیں کافروں کے لیے اور نہ کافر عورتیں مومنوں کے لیے حلال ہیں، اس واسطے کسی احمدی مرد وعورت غیر احمدی مرد وعورت سے نکاح ناجائز نہیں۔ یہی ایک دلیل ہے جو گواہوں نے احمدی مرد وعورت کا غیر احمدی مرد وعورت سے نکاح ناجائز ثابت کرنے کے لیے قرآن سے پیش کی ہے، جس کی رو سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام وہ غیر احمدی عورتیں جو احمدیوں کے نکاح میں ہیں، وہ نعوذ باللہ زانیہ ہیں اور ان کی اولاد حرام کی ہے۔ اب اس فتویٰ کی رُو سے ماننا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی ان تمام عورتوں کو چاہے کہ وہ کسی امیر کی بہن ہوں، یا پھوپھی، یا لڑکی، جنہوں نے احمدی مردوں سے شادی کی، یا شادی کے وقت وہ غیر احمدی تھے مگر شادی کے بعد احمدی ہو گئے، زانیہ اور اُن کی اولاد کو حرام کی اولاد سمجھا جائے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس آیت کو ہر قسم کے کافروں کے لیے عام کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اہلِ کتاب یہود و وغیرہ بالاتفاق کافر ہیں، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ. (مائدہ:۵)

کہ اہلِ کتاب (یہود وغیرہ) عورتوں سے مسلمانوں کے لیے نکاح کرنا جائز ہے، پھر کس قدر جہالت ہوگی کہ اس آیت کا حکم تمام قسم کے کافروں پر مشتمل سمجھا جائے۔ اس آیت سے پہلے ان کفار کا ذکر ہے جو مشرک تھے اور اہلِ کتاب نہ تھے۔ پس ان کے متعلق اس آیت میں حکم بیان کیا گیا ہے، نہ کہ ہر اُس مسلمان کے متعلق بھی جسے علماء کافر کہہ دیں۔ اگر نکاح کے فسخ ہونے کا مدار علماء کی تکفیر پر رکھا جائے تو سب مسلمانوں کے نکاح فسخ ماننے پڑیں گے، کیونکہ کوئی فرقہ ایسا نہیں جس نے دوسرے فرقہ والوں کو کافر ومرتد نہ قرار دیا ہو۔

رہا یہ سوال کہ احمدی غیر احمدی مرد سے احمدی عورت کا نکاح نہیں کرتے اور کوئی ایسا کرے تو جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت سے نکالنے کے یہ معنی نہیں کہ وہ احمدیت سے ہی نکل جاتا ہے، بلکہ نظام جماعت سے نکالا جاتا ہے۔ جیسے ایک قوم مثلاً سیّد یا راجپوت دوسری قوم کے مسلمانوں سے اپنی رشتہ داری نہیں کرتے تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو مرتد اور کافر سمجھتے ہیں، نہیں ہرگز نہیں۔ پس جب وہ دنیاوی لحاظ سے ایسا کرتے ہیں اور ان کے لیے جائز ہے تو احمدی لوگ جو دینی فوائد کو مدنظر رکھ کر اپنی لڑکی کو ایسے مؤثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے جو اس کے عقائد پر بُرا اثر ڈالیں، غیر احمدیوں سے شادی نہ کرنے کی وجہ سے کیوں کافر اور مرتد ہوئے۔ ہم اگر روکتے ہیں تو بیشک وہ بھی روکیں، لیکن نکاح ہو جانے کے بعد حکام کے پاس فسخ نکاح کی درخواست کرنے کی احمدیوں میں سے کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی احمدیہ جماعت کے مفتی کا یہ فتویٰ ہے کہ غیر احمدی سے اگر کوئی احمدی رشتہ کر دے تو وہ نکاح فسخ شمار ہوگا اور اس کی اولاد اولاد زنا ہوگی۔

فریقِ مخالف نے اپنی شہادت سے یہ دکھلایا کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء نے باوجود ذاتی اختلافات کے احمدیوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، اس لیے وہ کافر ہیں۔

سو اِس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر کوئی جماعت قائم کرتا ہے تو شیطان اپنی تمام طاقتوں

www.khatmenubuwat.org

کے ساتھ اس رسول اور اس کی جماعت کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کی سب سے پہلے نظر علماء سو پر پڑتی ہے، جن کو وہ اپنے ساتھ ملا کر خدا تعالیٰ کے رُسل کے مخالف آواز اٹھا کر دنیا میں شور بپا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ. (مؤمن:۸۳)

کہ جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل لے کر آئے تو یہ لوگ اپنی لیاقت علمی پر نازاں ہوئے اور جس بات کی وہ ہنسی اڑاتے تھے، وہ انہی پر اُلٹ پڑا۔ پس یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ علماء ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے اور ان کے لیے ان کا علم حجاب اکبر بن گیا۔

اسی طرح آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کی حالت کو دیکھا جائے تو تمام بڑے بڑے بزرگوں کو علماء خواطر نے کفر و بدعت کی طرف منسوب کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوارج نے علانیہ کافر کہا۔

حضرت بایزید بسطامی کو سات مرتبہ جلا وطن کیا گیا اور ذی النون مصریؒ کو مصر سے زنجیروں میں جکڑ کر بغداد لے گئے۔ لیکن جب بادشاہ نے باتیں سنیں تو اُس نے کہا کہ اگر یہ زندیق ہے تو پھر روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں۔ اور ابوسعید خراز پر علماء نے کفر کا فتویٰ دیا اور اسی طرح سہل بن عبداللہ تستری کو اور اسی طرح منصورؒ کو کافر کہا اور قتل کرایا اور تاج الدین السبکی پر بارہا کفر کا فتویٰ دیا اور امام ابوبکر نابلسی کو مغرب سے مصر لا کر قتل کیا گیا اور چمڑا اُتارا گیا اور ابوالحسن الخضری کو کافر کہا۔ اور امام غزالی پر کفر کا فتویٰ دیا اور اس کی کتاب احیاء العلوم کو آگ میں جلوایا۔ ابوالحسن شاذلی کو زندیق کہا اور احمد بن رفاعی کو زندیق اور ملحد کہا۔[1] اور امام ربانی مجدد الف ثانی کو بھی کافر کہا گیا اور ان کی توہین کی گئی۔[2] شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں: لقد وقع لنا..... الخ ہمیں اور ہماری طرح اور بہت سے عارفوں کو مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ جب ہم نے معارف و اسرار کا اظہار کیا تو ان مولویوں نے ہمیں زندیق کہا اور سخت ایذائیں پہنچائیں اور ہم اس رسول کی طرح ہو گئے جس کی قوم نے تکذیب کی اور بہت تھوڑے لوگ اس پر ایمان لائے اور سب سے سخت دشمن ہمارے وہ لوگ ہیں جو اپنے مشائخ کے مقلد ہیں۔[3]

اور امام ابوحنیفہ کو بدعت کی طرف منسوب کیا گیا اور انہیں قید کیا گیا اور کوڑے لگائے گئے اور امام شافعی کو اہلِ عراق و اہلِ مصر سے سخت تکالیف کا سامنا ہوا۔ اور امام مالک پر تو اِس حد تک ظلم کیا گیا کہ پچیس سال تک جمعہ اور جماعت میں شامل نہ ہو سکے اور امام احمد بن حنبل کو قید کیا گیا اور کوڑے لگائے گئے، اور امام بخاری کو بخارا سے جلا وطن کیا گیا۔[4]

غرضیکہ کوئی بزرگ ایسا نہیں گزرا جس کا علماء ظواہر نے مقابلہ نہ کیا ہو۔ لیکن آخری زمانے کے علماء کے متعلق تو خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرما چکے ہیں کہ وہ بدترین مخلوق ہوں گے۔

چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''سو یہ بڑے بڑے فقیہ، یہ بڑے بڑے مدرّس، یہ بڑے بڑے درویش جو ڈنکا دینداری، خدا پرستی کا بجا رہے

۱۔ طبقات الشعرانی، ۱/ ۱۷-۱۹
۲۔ انوار احمدیہ، ص ۳
۳۔ الیواقیت والجواہر، ۲/ ۳۲
۴۔ ہدیہ مجددیہ، ص ۷۳

www.khatmenubuwwat.org

ہیں، روحق تائید باطل تقلید مذہب تقیید مشرب میں مخدوم عام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھوتو دراصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید ابلیس کے شاگرد ہیں۔ چندیں شکل از برائے اکل ان کی دوستی دشمنی ان کے باہم کاردو کد فقط اسی حسد وکینہ کے لیے ہیں، نہ خدا کے لیے، نہ امام کے لیے، نہ رسول کے لیے۔''[1]

پھر لکھتے ہیں:

''اب تو اس کا پل ٹوٹ گیا ہے، نفی شرک و بدعت منع تقلید کے پیچھے مولویوں میں رات دن قصہ بکھیڑا رہتا ہے، ایک دوسرے کو کافر بناتا ہے، حق کو باطل باطل کو حق ٹھہراتا ہے، یہی فتنہ سبب اعظم ہے، غربت اسلام وقرب قیامت کا۔''[2]

چنانچہ آجکل کے علماء کی کتب زیادہ تر تکفیر بازی سے ہی پُر ہوتی ہیں۔

مولوی احمد رضا خان سرکردہ علماء بریلی نے اپنی کتاب حسام الحرمین، صفحہ ۲۴ میں مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے عقائد نوذکر کر کے لکھا ہے:

کلھم مرتدون باجماع الاسلام.

کہ یہ تمام علماء اور ان کے متبع باجماع اسلام مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ اور اس فتویٰ پر علماء حرمین شریفین اور مفتیوں اور قاضیوں کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں۔ پھر ان کی کتابوں کے حوالے دے کر تین وجوہ تکفیر بیان کی ہیں؛ ختم نبوۃ کا انکار، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین، تیسرے امکان کذب باری کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔

اور بھونچال بر لشکر دجال کے صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ میں مولانا اسمٰعیل شہید کے متعلق لکھا ہے:

فلا شک و لا شبھة فی کفرہ وردتہ و کفر معاونیہ و من شک فی کفرہ وردتہ کفر.

کہ اس کے اور اُس کے مددگاروں کے کفر وارتداد میں شک وشبہ نہیں ہے اور جو اس کے کفر وارتداد میں شک کرے وہ کافر ہے۔

اور صفحہ ۱۲۰ میں اس فتویٰ کو باجماع علماء ومفتیان مکہ ومدینہ وہندوستان لکھا ہے۔

اور چابک لیث بر اہلحدیث، مصنفہ مولانا محمد ظہیر حسن صاحب اعظم گڑھی اعلیٰ مدرّس مدرسہ جامع العلوم معسکر بنگلور، صفحہ ۳۴، ۳۵ میں لکھا ہے:

''اسماعیل دہلوی زا کافر تھا۔ (۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی وغیرہم وہابی کھلے مرتد ہیں۔ جو کذب الٰہی ممکن کہے، ملحد ہے۔ تقویۃ الایمان وغیرہ..... معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نباحات انبوہی سب کفری بول نجس تر از بول ہیں جو ایسا نہ جانے زندیق ہے، جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو، ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے

۱۔ اقتراب الساعۃ، ص ۸ ۲۔ اقتراب الساعۃ، ص ۱۰

www.khatmenubuwat.org

اور اس سفہاء اور ان کے نظراء تمام خبثاء۔ جو شخص..... ان ملحدوں کی حمایت اور مروّت و رعایت کرے، ان کی ان باتوں کی تصدیق تحسین توجیہ تاویل کرے، وہ عدو خدا دشمن مصطفیٰ ہے۔ غیر مقلدین سب بے دین، پکے شیاطین، پورے ملاعین ہیں۔''

چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور چشتیہ اور قادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ سب لوگ کافر ہیں۔[1]

نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں:

''مقلدین پر اطلاق لفظ مشرکین کا تقلید پر اطلاق لفظ شرک کا کیا جاتا ہے۔ دنیا میں آجکل اکثر لوگ یہی مقلد پیشہ ہیں۔ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ. (یوسف: ۱۰۶) یہ آیت ان پر بخوبی صادق ہے۔''[2]

''غیر مقلدوں سے مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو اپنی خوشی سے مسجد میں آنے دینا ممنوع ہے۔ اور ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔'' اس پر ۵۳ علماء کے دستخط ہیں۔[3]

''پس تقلید کو حرام اور مقلدین کو مشرک کہنے والا شرعاً کافر، بلکہ مرتد ہوا۔''[4]

''اور علماء اور مفتیان وقت پر لازم ہے کہ بمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے اس کے کفر اور ارتداد کے فتویٰ دینے میں تردّد نہ کریں، ورنہ زمرۂ مرتدین میں یہ بھی داخل ہوں گے۔''[5]

پس کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جس پر کہ کفر وارتداد کا فتویٰ نہ لگایا گیا ہو۔ اہلحدیث جو غیر مقلد ہیں، انہیں مقلدوں نے کافر اور مرتد کہا ہے اور خود اہلحدیث نے ایک دوسرے کی تکفیر کی ہے۔ اسی طرح غیر مقلدوں نے مقلدوں کو مشرک اور کافر اور مرتد کہا ہے۔ اور پھر غیر مقلدوں نے ایک دوسرے کی تکفیر کی ہے۔ اور علماء دیوبند پر تو علماء حرمین کا فتویٰ لگا ہوا ہے اور یہ سب فتاویٰ شائع شدہ ہیں۔

ان کے علاوہ سرسیّد احمد خان صاحب علی گڑھی اور ان کے ہم خیال لوگوں پر بھی کافر اور مرتد ہونے کے فتویٰ علماء کی طرف سے لگ چکے ہیں اور فتویٰ دینے والے یہی علماء دیوبند اور انبالہ، سہارنپور اور دہلی اور لکھنؤ اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے ہیں۔ اور انہی تک محدود نہیں، بلکہ مفتیانِ عرب شریف بھی اس ثواب میں شریک ہیں۔ مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کے چاروں مذہبوں کے مفتیوں نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ ان کا گروہ کافر اور بے دین اور ملحد اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اس واقعہ کو خواجہ حالی نے سرسیّد احمد خان کی لائف میں خوب بسط سے لکھا ہے۔ چنانچہ چند فقرات ان کے ''حیات جاوید'' سے یہاں نقل کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ پنجاب و

۱۔ جامع الشواہر، ص۲، بحوالہ کتاب اعتصام السنۃ، مطبوعہ کانپور، ص ۷-۸

۲۔ اقتراب الساعۃ، ص۱۲

۳۔ جامع الشواہد، ص ۶

۴۔ انتظام المساجد، ص ۷

۵۔ انتظام المساجد، ص ۷

www.khatmenubuwwat.org

ہندوستان کے رسائل اور جرائد کا ذکر کر کے جن میں فتاویٰ شائع ہوئے لکھتے ہیں:

''ان میں سرسیّد کو ملحد، لامذہب، کرسٹان، نیچری، دہریہ، کافر، دجال اور کیا کیا خطاب دیے گئے۔ ان کے کفر کے فتوؤں پر شہر شہر اور قصبہ قصبہ کے مولویوں سے مہریں اور دستخط کرائے گئے۔ یہاں تک کہ جو لوگ سرسیّد کی تکفیر پر سکوت اختیار کرتے تھے، ان کی بھی تکفیر ہونے لگی۔''[1]

پھر کہتے ہیں کہ:

''مسلمانوں کے جتنے فرقے ہندوستان میں ہیں، کیا سنّی، کیا شیعی، کیا مقلد، کیا غیر مقلد، کیا وہابی، کیا بدعتی، سب فرقوں کے مشہور اور غیر مشہور عالموں کی مہریں یا دستخط ہیں۔''

اور صفحہ ۲۸۷ پر مکہ معظّمہ کے اربعہ مذاہب کے مفتیوں کے فتویٰ کا خلاصہ لکھا ہے کہ یہ شخص ضال اور مضل ہے، بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے کہ مسلمانوں کے اغوا کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ خدا اِس کو سمجھے، ضرب اور حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیے، اگر ولاۃ اسلام میں کوئی صاحب غیرت ہو۔

اور پھر مدینہ منورہ کے فتوے کا خلاصہ یہ ہے:

جو کچھ درمختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے، اس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے، یا شرع سے کفر کی جانب مائل ہو گیا ہے، یا زندیق ہے کہ کوئی دین نہیں رکھتا۔ اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لے تو قتل نہ کیا جائے، ورنہ اس کا قتل واجب ہے۔

اور صفحہ ۲۸۸ میں حرمین شریفین کا علی گڑھ کالج کے متعلق فتویٰ درج کیا ہے کہ ''یہ مدرسہ جس کو خدا برباد اور اس کے بانی کو ہلاک کرے، اس کی اعانت جائز نہیں۔ اگر یہ مدرسہ بن کر تیار ہو جائے تو اس کو منہدم کرنا اور اس کے مددگاروں سے سخت انتقام لینا واجب ہے۔''

ان مولویوں کی حالت یہاں تک تکفیر میں بڑھ گئی ہے کہ نہایت ادنیٰ اور معمولی بات پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ مجتہد صالح بن المہدی المقبلی المتوفی ۱۱۰۸ھ نے اپنی کتاب العلم الشامخ، مطبوعہ مصر، صفحہ ۳۴۰ میں مکہ مکرمہ کے دو واقعات لکھے ہیں:

ایک شخص نے ایک مولوی کے پاس جوتا رکھ دیا تو اُس نے کہا تو کافر ہو گیا۔ کیونکہ تو نے علماء کی عزت کا پاس نہیں کیا اور ایسا کرنا شریعت کی اہانت ہے۔ پھر رسول کی اور پھر خدا کی جس نے اسے بھیجا۔ دوسرا واقعہ یہ لکھا ہے کہ ایک حکومت کے ملازم نے کسی پر ظلم کیا تو مظلوم نے کہا، یہ ظلم ہے۔ سلطان کے امر و رضا سے یہ نہیں ہو سکتا تو اس نے کہا، تمہیں معلوم نہیں کہ میں اس حکومت کا ملازم ہوں جو سلطان کی طرف منسوب ہے۔ پس تو نے سلطان کو ظالم قرار دیا اور اس کی توہین کی، حالانکہ از روئے شریعت اس کی تعظیم کرنا ضروری تھی، اس لیے تو کافر ہو گیا تو اس کو گرفتار کر کے قاضی کے پاس لائے۔

تو قاضی نے اس پر ارتداد کا حکم لگایا اور اس سے دوبارہ اسلام کی تجدید کرائی، کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے

۱۔ حیات جاوید، حصہ دوم، ص ۲۵۰

www.khatmenuwwat.org

ہیں کہ میری امت کے فقہاء اور علماء یہود کی پیروی کریں گے۔ پس جس طرح فقیہوں اور فریسیوں نے مسیح علیہ السّلام کو کافر اور مرتد قرار دیا، اسی طرح ضروری تھا کہ اس امت کے فقہاء اور مولوی بھی مسیح محمدی کو کافر قرار دیتے اور آثار سے ثابت ہے کہ مہدی اور مسیح کو کافر کہا جائے۔ اور یہ بھی ضروری تھا کہ سب مل کر کفر کا فتویٰ دیتے، کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرما چکے تھے کہ بنی اسرائیل کی طرح میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، جن میں سے ایک ناجی ہوگا، جس کی تعریف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی: **ھی الجماعۃ**۔[1] کہ خبردار رہو، وہ ایک خاص جماعت ہوگی۔ یعنی مسلمانوں کے تفرق ونشست کے وقت وہ ایک امام اور نظام کے ماتحت ہوگے اور ناجی فرقہ کو بہتّر فرقوں کے مقابلہ میں رکھ کر بتا دیا ہے کہ بہتّر فرقے اس کے مخالف ہوں گے۔ اور یہ کہنا کہ الجماعۃ سے مراد اہلسنّت والجماعۃ ہیں اور حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ ان بہتّر فرقوں میں سے نہیں ہیں، غلط ہے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

''اس وقت میں نہ کوئی جماعت مسلمین ہے، نہ امام، کنارہ کشی کا زمانہ ہے۔''[2]

اور بہتّر فرقوں کے متعلق لکھتے ہیں:

''پس حقیقت دریں وقت منحصر در ایشان است ومقلدین ائمہ، اربعہ وظاہریہ واہلحدیث ہمہ از ایشان اند۔''[3]

اور آثار سے بھی ثابت ہے کہ مہدی و مسیح کو کافر کہا جائے گا، جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں حجج الکرامہ، صفحہ ۳۶۳ میں لکھتے ہیں کہ مہدی علیہ السّلام جب سنت کو رائج کریں گے اور بدعت کا ازالہ فرمائیں گے تو اس کے زمانہ کے مولوی جو تقلید کے عادی اور اپنے بزرگوں کی اقتداء کے خوگر ہوں گے، اس کے متعلق کہیں گے کہ یہ تو ہمارے دین کو خراب کرتا ہے اور سب اس کی مخالفت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور کفر کے فتویٰ دینے کے عادی ہونے کی وجہ سے اُسے کافر اور گمراہ قرار دیں گے۔

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی باتوں کا علماء ظواہر انکار کریں گے اور مخالف کتاب وسنت جانیں گے۔

چونکہ بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی ہونے کا ہے اس لیے علماء اور فقہاء کا آپ کو دین کا خراب اور تباہ کرنے والا قرار دینا اور کافر ومرتد کہنا بھی کسی طرح قابلِ قبول نہیں ہے اور قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ علماء اپنے علم پر نازاں ہو کر خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی تکذیب کیا کرتے ہیں۔

پس مرزا صاحب کے متعلق چودھویں صدی کے علماء کی شہادت نہ قرآن مجید کی رُو سے نہ حدیث اور مستند آثار کی رُو سے قابلِ قبول ہے۔ کیونکہ ایسے ہی علماء کے متعلق امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ ان کی شہادت قبول کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مولویوں کی شہادت قبول کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ بڑے درجہ کے حاسد اور بغض رکھنے والے ہوتے ہیں۔

نیز اس لیے بھی ان علماء کی شہادت کی کوئی وقعت نہیں رکھتی کہ فریق مخالف نے جرح کے جواب میں صاف اقرار کیا ہے

۱۔ مشکوٰۃ، ص ۱۹

۲۔ اقتراب الساعۃ، ص ۵۶

۳۔ حجج الکرامہ، ص ۳۶۳

www.khatmenubuwat.org

کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی کتابیں مطالعہ نہیں کیں، بلکہ صرف وہی عبارات دیکھی ہیں جن پر اعتراض کیا ہے۔ اس اصل کو بھی تسلیم کیا ہے کہ کسی کا عقیدہ معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تمام کتابوں کو دیکھا جائے اور پھر اس پر حکم لگایا جائے گا۔ لیکن فریقِ مخالف کے گواہان نے اقرار کیا ہے کہ انہوں نے مرزا صاحب کی کتابیں سوائے ان عبارات کے جن پر اعتراض کیے ہیں، مطالعہ نہیں کیں، اس لیے ان کی شہادت قابلِ قبول نہیں ہوسکتی تھیں۔

علماء ظواہر نے جن کی تکفیر بازی کا کچھ نمونہ بیان کر چکا ہوں، ان کی شہادتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب ضروریات دین کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں اور جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ اور ایسے شخص کا جو مذکورہ بالا وجہ کفر پیدا کر کے کافر ہو جائے اس کا فوراً نکاح بغیر قضاء قاضی کے فسخ ہو جاتا ہے۔ اور اگر بدستور اس حالت میں زن وشوئی کے تعلقات قائم رکھیں تو جو اولاد ہوگی وہ صحیح النسب نہ ہوگی، بلکہ اولاد زنا کہلائے گی۔

ان کی شہادتوں کے مقابلے میں مسلمان لیڈروں اور اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اشخاص اور ایڈیٹر اِن اخبار اور دیگر سینکڑوں معزز لوگوں کی شہادتوں کو، جن میں انہوں نے مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کی تعریف کی ہے۔ اور ہمیں باوجود ہمارے عقائد پر اطلاع رکھنے کے مسلمان کہا ہے اور اس کی اسلامی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی ہے، چھوڑتا ہوا صرف حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم رئیس چاچڑاں کی شہادت، جنہیں سندھ، بلوچستان اور پنجاب اور ریاست بہاولپور کا حصہ کثیر اور اعلیٰ حضرت نواب صاحب ریاست ہٰذا اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں، پیش کرتا ہوں۔ اور جو اشارات فریدی کے جزو سوم میں درج ہے، جس کے مؤلف مولانا رکن الدین ہیں، جن کے متعلق سوانح عمری حضرت فرید ثانی، مطبوعہ رنگین پریس، دہلی کے صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے۔

مولانا رکن الدین صاحب جامع مقابیس المجالس المسمی بہ اشارات فریدی قوم سے پرہار ۱۱/ رجب ۱۲۷۹ھ کو پیدا ہوئے۔ ۱۳۰۱ھ حضرت صاحب قبلہ کے مرید ہوئے۔ ۱۳۰۴ھ میں حج کو گئے۔ ۱۳۰۱ھ میں دستار فضیلت حاصل کر کے حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر داخلِ سلوک ہوئے۔ رات کو مشغول بحق رہتے تھے، دن کو بلفظ نویسی کرتے۔ انعام الٰہی سے آٹھ برس کی محنت میں دونوں کار کا انجام ہوا۔ ۱۳۱۸ھ میں خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے اور اشارات فریدی، جلد ۳، جناب خواجہ محمد بخش صاحب کی (جو حضرت خواجہ غریب نواز کے فرزند ارجمند ہیں) اجازت سے طبع ہوئی ہے۔ اس اشارات مقبوس ۲۷ میں بانیِ سلسلہ احمدیہ مرزا صاحب کے متعلق حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کا یہ فرمان لکھا ہے:

> ''فرمودند کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عزوجل میگذارند یا نماز میخواند یا تلاوت قرآن میکند یا دیگر شغل اشغال مے نماید۔ و برحمایت دین اسلام چناں کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زمان لنڈن را نیز دعوت دین محمدی کردہ است و بادشاہ روس وفرانس وغیرہ ہم را ہم دعوت اسلام نمودہ است و ہمہ سعی وکوشش او در دین است کہ عقیدۂ تثلیث وصلیب را کہ سراسر کفر است بگذارند۔ و بہ توحید خداوند تعالیٰ بگردند وعلمائے وقت را بہ بینید کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتہ صرف در پئے ایں چنیں نیک مرد کہ اہلسنّت و جماعت است و برصراط مستقیم

است دراہ ہدایت مے نماید افتادہ اند و بردے حکم تکفیر مے سازند۔ کلام عربی او بہ بینید کہ از طاقت بشریہ خارج است وتمام کلام او از معارف وحقائق و ہدایت است و از عقائد اہلسنّت و جماعت وضروریاتِ دین ہرگز منکر نیست۔"[1]

فریق مخالف نے جو وجہ تکفیر پیش کی ہے، وہ ضروریاتِ دین کے منکر ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے اس امر کی تردید کی کہ وہ ضروریاتِ دین کے ہرگز منکر نہیں ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریری مولوی اس کو کافر کہیں گے۔ اور ایسا جوش دکھلائیں گے اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ ان ہزاروں میں سے یہ میاں غلام فرید نے پرہیز گاری کا نور دکھایا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ. (مائدہ:۵۴) خدا اُن کو اَجر بخشے اور عاقبت بالخیر کرے۔ آمین۔ اب جب تک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی، میاں صاحب موصوف کا ذکر باخیر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائے گا۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور دوسرا زمانہ آئے گا۔ اور خدا اس زمانے کے لوگوں کو آنکھیں دے گا اور وہ ان لوگوں کے حق میں دعا خیر کریں گے جنہوں نے مجھے پا کر میرا ساتھ دیا ہے۔ سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت گزر جائے گا اور ہر ایک غافل اور منکر اور مکذب وہ حسرتیں ساتھ لے جائے گا جس کا تدارک اس کے ہاتھ میں نہیں ہو گا۔[2]

پس یہ دو شہادتیں ہیں۔ ایک مولویوں کی شہادت کہ مرزا صاحب کافر مرتد ہیں اور ضروریاتِ دین کے منکر ہیں، جو ہمارے نزدیک غلط اور خلاف واقعہ اور دوسری شہادت خواجہ غلام فرید صاحب کی ہے جس کے مطابق ہمارا مذہب اسلام ہے اور ہم ضروریاتِ دین کے ہرگز منکر نہیں ہیں۔ اور بقول مرزا صاحب یہاں تک وہی اقرار کرتے ہیں کہ:

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین — دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاک راہ احمدؐ مختار ہیں!
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے — جان و دل اس راہ پر قربان ہے

دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا[3]

خلاصہ بیان یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور تمام ان امور کا جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یقینی طور پر ثابت ہے، اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو لوگ ہماری طرف خلاف اسلام عقائد منسوب کرتے ہیں، ان سے ہم بیزار ہیں۔ اور جو وجوہ تکفیر فریق مخالف نے پیش کی ہیں ان کا جواب خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ قرآن مجید اور حدیث بزرگانِ دین کے اقوال سے ثابت ہے کہ وحی امت محمدیہ میں جاری ہے اور صرف انبیاء سے ہی مخصوص نہیں بلکہ غیر انبیاء پر بھی وحی ہوسکتی ہے اور ہوتی ہے۔ اور خدا

۱۔ اشارات فریدی، جزو ثالث، ص ۶۹، ۷۰

۲۔ ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، ج ۱۱، ص ۳۲۲

۳۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۵۱۴

www.khatmenubuwwat.org

تعالیٰ انہیں طریقوں سے اولیاء سے بھی کلام کرتا ہے جن طریقوں سے انبیاء کے ساتھ اور فرشتوں کا نزول بھی انبیاء علیہم السّلام سے مخصوص نہیں، اسی طرح غیر انبیاء پر بھی ایسی وحی ہو جاتی ہے جس میں امر و نہی ہوتے ہیں۔ اور غیر انبیاء کی وحی بھی غیب کی خبروں پر مشتمل ہوتی ہے، البتہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایسی وحی جس میں نئے اوامر و نواہی ہوں، جو شریعت محمدیہ کے مخالف ہوں، بند ہے۔ اور احمدی جماعت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ختم النبیّین ہونے کی منکر نہیں، بلکہ اسے ایمانیات سے جانتی ہے۔ حضرت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ مثل حضرت علی و حضرت عائشہ نے خاتم النبیّین کا یہ مطلب نہیں لیا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی ہی نہیں آئے گا۔ اور اسی طرح پر سلف صالحین مثل شیخ محی الدین ابن عربی اور مولانا روم اور ملا علی قاری نے خاتم النبیّین کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرنے والا نبی نہیں آ سکتا۔ اور اگر کوئی محتمل تاویل کرے تو کافر نہیں ہو گا۔ اور خاتم النبیّین کے معنی کہ آپ کے بعد مطلقاً کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ اس پر صحابہ کا کوئی اجماع نہیں ہوا۔ اور خاتم النبیّین کی آیت اور اس کے سوا جس قدر آیات اور احادیث فریق مخالف نے اپنے مدعا کے ثبوت میں پیش کی ہیں۔ ان سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ علماء نے لا نبی بعدی کے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو حضور کی شریعت کا ناسخ ہو اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ مرزا صاحب نے اپنی جن کتابوں میں وحی اور نبوۃ کا انقطاع مانا ہے، اس سے مراد شریعت والی وحی اور نبوۃ ہے۔

ظلی اور بروزی اصطلاحات کا مقرر کرنا شریعت کے خلاف نہیں۔ ان کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ نے سب فیض آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی سے حاصل کیا ہے۔ مرزا صاحب نے شریعت جدیدہ لانے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ اس دعویٰ کو آپ کفر سمجھتے ہیں۔ تجدید کے طور پر قرآن شریف کے بعد امر اور نہی کا کسی بزرگ پر نازل ہونا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حضرت مسیح موعود کو کبھی حقیقی نبی، بمعنی صاحب شریعت نبی نہیں کہا۔ حضرت مسیح موعود کا اپنی جماعت کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا اور ماہوار چندہ دینے وغیرہ کا حکم دینا وغیرہ شریعت کے خلاف نہیں۔ قرآن مجید اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اُمی نبی آ سکتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت قیامت اور نفخ صور پر اعتقاد رکھتی ہے۔ اور آپ نے کسی نبی کی توہین نہیں کی، بلکہ تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کو اپنی متعدد کتب میں تمام رسولوں کو ماننے کی تاکید کی ہے اور جو باتیں فریقِ مخالف نے انبیاء کی توہین ثابت کرنے کے لیے پیش کی ہیں، وہ ایسی نہیں کہ جن سے کہ توہین ثابت ہوتی ہو، بلکہ اس سے بڑھ کر علماء اہلسنّت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام وغیرہ کے حق میں الفاظ استعمال کر چکے ہیں اور خود مولویوں نے حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو سب سے پہلے کافر کہا اور آخیر میں پھر کہتا ہوں، ہم خدا کے فضل سے مسلمان اور ضروریاتِ دین کے ہرگز منکر نہیں۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

دستخط۔ محمد اکبر جج

۱۲/نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۴/رجب ۱۳۵۱ھ

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

جرح بر بیان جلال الدین صاحب شمس گواہ عبدالرزاق مدعا علیہ

یکم لغایت ۱۲/ مارچ ۱۹۳۳ء

www.khatmenuuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

یکم مارچ ۱۹۳۳ء

جرح گواہ مدعا علیہ جلال الدین شمس　　باقرار صالح

ہماری جماعت کو لوگ قادیانی یا مرزائی کہتے ہیں۔ احمدی اور غیر احمدی میں یعنی فروعات میں ہی فرق ہے۔ اور ایک لحاظ سے اصولی رنگ میں یہی فرق ہے۔ حکیم نور دین صاحب ہماری جماعت میں خلیفہ اوّل ہے۔ کتاب نہج المعلی کو میں نے دیکھا ہے۔ وہ ایک شخص محمد فضل احمد احمدی کی تصنیف شدہ ہے۔ اس کتاب کے ٹائٹل پیج پر مصنف نے اس کے نام لکھنے کی جو وجہ درج کی ہے، اس نے حضرت مسیح موعود کے کشف کے مطابق یہ نام رکھا ہے۔ جس کشف کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ حضرت مسیح موعود کا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۷۴ پر یہ درج ہے کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی اختلاف ہے۔ اور اس میں عبارت کے آگے یہ الفاظ ہیں: حضرت خلیفۃ المسیح ..... ایمان لائے ہیں۔ میں پیدائشی احمدی ہوں۔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے اس وقت تک جس قدر لٹریچر شائع ہو چکا ہے، وہ سب کا سب میری نظر سے نہیں گزرا۔ فقہ حنفی سے اگر یہ مراد ہے کہ جو کچھ حنفی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے، ان سب باتوں کے ہم پابند ہیں، تو نہیں۔ لیکن جو باتیں اس فقہ میں قرآن اور حدیث کے زیادہ قریب ہوں تو ہم اس کو لیں گے۔ کتاب نہج المعلی، جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے کہ صفحہ ۱۳ میں یہ عبارت درج ہے، اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ہو اور نہ قرآن میں اور کہ لغت میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں..... دلالت کرتی ہے۔ مرتد سے وہ شخص مراد ہے جو مسلمان ہو اور پھر وہ اسلام سے انکار کر دے۔ اس میں اختلاف ہے کہ کس کس عقیدہ کا انکار باعث ارتداد ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک ایسے عقیدہ کا انکار کر لیتا ہے جو اس کے لیے باعث خروج اسلام ہوتا ہے، وہ مرتد ہوگا۔ مثلاً رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انکار کرنا، باعث ارتداد ہے یا فرشتوں کا انکار کرتا ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر انبیاء کی توہین کرتا ہے، وہ حقیقت میں مسلمان نہیں رہتا، مرتد سمجھا جائے گا۔ اگر کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال کرے جو توہین انبیاء کے موہم ہوں اور ان کا قائل تصریح کرے کہ اس کی مراد ان الفاظ سے توہین انبیاء نہیں ہے تو وہ مرتد نہیں ہوگا۔

اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک توہین انبیاء کے الفاظ کی تاویل ہو سکتی ہے۔ اور میرے نزدیک اس شخص کو کفر سے بچانے کے لیے وہ تاویل قبول کی جائے گی۔ مجھے اس وقت اہلِ سنت والجماعت کی کتابوں کا کوئی حوالہ حضر نہیں ہے کہ جس کو میں اس وقت اپنی تائید میں پیش کر سکوں۔ مرتد کی جو تعریف میں نے اوپر بیان کی ہے، وہ جو کچھ میں قرآن مجید اور احادیث سے سمجھتا ہوں، وہی بیان کی ہے۔ چنانچہ مرتد کی یہ تعریف قرآن شریف کی حسب ذیل آیت سے اخذ ہوتی ہے: **ومن یرتد عن دینہ..... الخ**، مرتد چونکہ اسلام سے نکل جائے گا اس لیے اس کے ساتھ اسلامی معاملات ترک کر دیے جائیں گے۔ نکاح اسلامی معاملہ ہے۔ نماز اسلامی معاملہ ہے۔ جس کی بیعت کرنا اسلام میں داخل ہے، اس کی بیعت بھی اسلامی معاملہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو اس کے متعلق عام فتویٰ یہی ہے کہ اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔

مرزا صاحب کی بیعت سے علیحدہ ہو جانا ارتداد میں داخل ہے۔ میں احمدی جماعت کا مبلغ ہوں۔ قرآن کی تفسیر اپنی رائے

www.khatmenubuwwat.org

سے جائز نہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر کے لیے ضروری ہے کہ عربی زبان کا علم ہو، احادیث سے واقفیت ہو اور دیگر بھی کئی علوم اس کے معاون ہو سکتے ہیں۔ مثلاً صرف، نحو وغیرہ۔ احادیث کے علم کے علاوہ فقہ، علم العقائد، اصول فقہ، اصول حدیث، علم المعانی وغیرہ تفسیر کے معاون ہو سکتے ہیں۔ کتاب مقدمہ بہاولپور میں نے لکھی ہے اور قادیان کے بک ڈپو تالیف واشاعت سے شائع ہوئی ہے۔ اس پر جو نوٹ الفاظ ذیل، جو باانصاف حکام اور خداترس اہالیان ریاست بہاولپور کے غور وفکر کے لیے شائع کیا گیا ہے، یہ بھی بک ڈپو والوں نے لکھوائے ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں جو نوٹ ہے وہ درست ہے۔ کتاب چشمہ معرفت، صفحہ ۲۲۲ پر یہ الفاظ ہیں کہ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جاوے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔[1] یہ کتاب مرزا صاحب کی ہے۔ کسی سچے نبی کی دعوت تبلیغ کے بعد اُس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہے۔ مرزا صاحب سچے نبی ہیں۔ احمدی غیر احمدی سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ صاحبزادہ محمد بشیر الدین محمود احمد سے میری بیعت ہے اور وہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی ہیں۔ برکات صدقات میں ان کا لیکچر درج ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۷ پر یہ عبارت ہے: کیونکہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے، اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز ہی نہیں،[2] وغیرہ وغیر، عقائد میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے، ظنیات کا نہیں۔ میرے نزدیک قرآن مجید قطعی ہے۔ اور جو بات قرآن کے مطابق ہے وہ بھی قطعی ہے۔ جو حدیث قرآن مجید کے موافق ہے وہ بھی قطعی ہے۔ یا اگر ایک شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور قرآن مجید میں جو معیار صداقت کے بیان کیے گئے ہیں، ان کے مطابق وہ پورا اُترتا ہے تو اس کی جو وحی ہوگی، وہ بھی قطعی ہوگی۔ اس میں اختلاف ہے کہ سلف اور خلف کا اجماع قطعی ہے یا نہیں، لیکن اجماع صحابہ کا قطعی ہے۔ صحابہ کے علاوہ سلف صالح کا اجماع اعتقادی اور عملی اگر ہے تو وہ قطعی ہوگا۔ کوئی غیر قطعی چیز ایمانیات میں داخل نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کو ماننے والوں کے دو فرقے ہیں۔ ظہیر الدین اردلی کی کوئی پارٹی نہیں ہے۔ دو پارٹیاں جو میں نے اوپر بیان کی ہیں، ایک مبایعتی اور دوسرے غیر مبایعتی ہیں۔ مبایعتی کے خلیفہ حضرت بشیر الدین صاحب ہیں اور غیر مبایعتی کے امیر مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ غیر مبایعتی مرزا صاحب کو ہی مانتے ہیں۔ مگر بمعنی مجدد، محمد علی صاحب بھی مجدد اور محدث کے معنی میں مرزا صاحب کو نہیں مانتے ہیں۔ مرزا صاحب محمود احمد صاحب کی کتاب حقیقت النبوۃ میرے نزدیک معتبر کتاب ہے۔ اگر کوئی شخص مرزا صاحب کو نبی غیر تشریعی نہ مانے تو وہ جماعت احمدیہ سے خارج ہوگا۔ یعنی اگر وہ بالکل کسی معنی میں بھی ان کو نبی نہیں مانتا اور ان کی نبوت سے انکار کرتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ سے خارج ہوگا۔ جو شخص شرائط بیعت میں سے کسی اعتقادی شرط سے انکار کرتا ہے تو وہ بیعت سے خارج ہوگا، نظام جماعت سے خارج ہوگا۔ جو شخص تمام ضروریات ہی کو مانتا اور اُن پر عمل کرتا ہے، مگر مرزا صاحب کی نبوت کا منکر اور ان کی خصوصی تعلیم سے منحرف ہے، وہ کافر ہوگا۔ کیونکہ کفر کے معنی انکار کے ہیں اور جو شخص مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ میں جھٹلاتا ہے۔ وہ انہیں منکر قرار دے کر اُن پر کفر کا فتویٰ دیتا ہے اس لیے وہ ان کی تکفیر کر کے خود کافر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس شخص کے مرزا صاحب کے منکر ہونے سے یہی سمجھا جائے گا کہ وہ انہیں مفتری سمجھتا ہے۔ یہ حدیث رویا الانبیاء وحی درست ہے۔ مرزا صاحب کے بعد اگر کسی نبی کی ضرورت پڑی تو وہ آ جائے گا۔ احمد نور کابلی، عبداللطیف جونپوری..... دین احمد

۱۔ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۲۳۱ ۲۔ برکات صدقات

www.khatmenubuwwat.org

چیچاوطنی کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ مسلمان ہے یا کافر۔ البتہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ نبی نہیں تھے۔ مرزا صاحب کو کافر، کاذب، دجال کہنے والا کافر ہوگا۔ مدعیہ اگر مرزا صاحب کے متعلق یہی اعتقاد رکھتی ہے تو وہ کافر ہوگی۔ لیکن اس کا پہلے کا نکاح فسخ نہیں ہو گا۔ کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہے، جبکہ مدعیہ مرزا صاحب کے متعلق کسی رائے کے ظاہر کرنے سے قبل عام مسلمانوں کے عقیدہ پر تھی، جو پہلے سے مسلمان ہیں، اس وقت وہ کافرہ ہی سمجھی جائے گی۔ کیونکہ اس وقت تک اس کی طرف سے انکار کے سوا اور کوئی اقرار ثابت نہیں ہوا۔ دوسرے مسلمانوں کا یہی اگر انکار ثابت ہوگا تو وہ بھی اس طرح سمجھے جائیں گے۔ دومیاں بیوی میں سے جو پہلے احمدی تھے، ایک فریق اگر غیر احمدی ہو جائے یعنی احمدی اعتقاد چھوڑ دے تو اس کا نکاح باقی رہے گا۔ کتاب انوار خلافت میں مرزا صاحب کی تقریریں درج ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۹۰ پر حسب ذیل عبارت ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کتاب آئینہ صداقت مرزا بشیر الدین صاحب کی کتاب ہے۔ میں اس مقدمہ میں پہلے بحیثیت مختار مدعا علیہ پیروی کرتا رہا ہوں۔ مرزا صاحب کو جو کوئی شخص ایسا تشریعی نبی مانے جو اسلامی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو، چاہے سالم یا کسی حصہ کو اور اس کی جگہ نئی شریعت بتلائے، وہ کافر ہے۔ اگر کلمہ طیبہ کے ساتھ اگر لفظ ''کلمہ'' ہے، کوئی شخص یہ کلمہ بھی پڑھ دے کہ احمد نبی اللہ پڑھے تو اس کے متعلق قائل کی حیثیت سے فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ اگر قائل پہلے حکم کو منسوخ کر کے اس حکم کو اس کی جگہ دیتا ہے تو وہ مسلمان نہیں۔ اور اگر اس لحاظ سے پڑھتا ہے کہ وہ احمد کو نبی اللہ سمجھتا ہے اور اسے مستقل حکم قرار نہیں دیتا تو وہ کافر نہیں ہوگا، چاہے احمد سے مراد مرزا غلام احمد صاحب بھی ہو۔ اگر اُسے وہ مستقل حکم قرار دیتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ احادیث متعارفہ میں اگر کسی طرح بھی منطبق ہو سکے، یا ایک کو دوسری پر ترجیح نہ دی جا سکے تو وہ دونوں ساقط ہوتی ہیں۔ ان دونوں میں سے اگر کوئی حدیث قرآن مجید کے موافق ہے تو اسے لے لیا جائے گا اور مخالف کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اس کی دلیل میں ایک حدیث ہے، وہ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تمہارے پاس میرے بعد بہت سی احادیث ہو جائیں گی۔ جب تمہارے پاس کوئی حدیث بیان کی جاوے تو اسے قرآن مجید پر عرض کرو۔ اور جو اس کے موافق ہو، اسے لے لو۔ اور جو اس کے مخالف ہو، اسے رَد کر دو۔ یہ حدیث کتاب توضیح تلویح اور اصول الشاشی میں ہے۔ یہ دونوں کتابیں اصول فقہ کی ہیں۔ صحاح ستہ کی بعض احادیث معتبر ہو سکتی ہیں۔ اور ایسی احادیث کو ائمہ نے لیا ہے۔ اصول احادیث میں یہ بات مذکور ہے۔ کتاب شرح نخبۃ الفکر میں ہے، صفحہ ۹، **فللمهشور** ..... اجلًا. کتاب اعجاز احمدی مرزا صاحب کی کتاب ہے۔ اس کے صفحہ ۳۰ پر حسب ذیل عبارت ہے ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہی۔ قرآن کی رُو سے جو تعریف رسول کی ہے اور وہی نبی کی ہے، اور رسول اُسے کہا گیا کہ جس پر خدا کی طرف سے کثرت سے اظہارِ غیب ہو۔ کتاب حقیقت النبوۃ کے صفحہ ۱۲۶ پر حسب ذیل الفاظ ہیں:[1] خدا کی اصطلاح میں نبی کسے کہتے ہیں۔ خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات ومخاطبات جن میں اکثر غیب کی چیزیں دی گئی ہیں اور اس میں مرزا صاحب کی کتاب چشمہ معرفت،

۱۔ انوار خلافت

www.khatmenubuwwat.org

صفحہ ۳۲۵ کا حوالہ دیا گیا ہے۔[1] قرآن مجید میں جہاں جہاں نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے، وہ انہی مضمون میں ہوا ہے۔ خاتم النبیّین کے الفاظ میں جو النبیّین کا لفظ نبی کی جمع کے طور پر استعمال ہوا ہے، اس میں وہ معنی بھی پائے جاتے ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔

مرزا صاحب قرآن کے معنوں کے لحاظ سے جو نبی کی تعریف میں اوپر بیان ہوئے ہیں۔ حقیقی نبی ہیں لیکن ان معنوں کے لحاظ سے کہ آپ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع سے اس مرتبہ کو پایا ہے اور بغیر شریعت کے تشریف لائے ہیں، اس لیے مجازی نبی ہیں۔ کتاب حقیقت النبوۃ، صفحہ ۱۷۴[2] پر درج ہے کہ پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے، اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں، بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ نبی، ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی کی اصطلاحات میں سے تشریعی اور غیر تشریعی تینوں قرآن مجید سے ثابت ہوئی ہے۔ لیکن ظلی اور بروزی کے الفاظ قرآن مجید میں نہیں ہیں۔ احمدی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اصولاً بھی اور عملاً بھی مسلمانوں کی مسجدوں میں احمدی علانیہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ فتویٰ بھی اس طرح ہے اور واقعہ بھی۔ غیر احمدی مسلمانوں کی مسجدوں میں احمدی علانیہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ فتویٰ بھی اس طرح ہے اور واقعہ بھی۔ غیر احمدی مسلمان کی نماز جنازہ احمدی نہیں پڑھتے۔ احمدی سے مراد وہی لوگ ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کے پیرو ہیں۔ کتاب انوار صداقت، صفحہ ۹۳ پر ہے کہ اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے۔

پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہے، اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ غیر احمدی مسلمان احمدیوں کے قبرستان میں میرے خیال میں دفن نہیں ہوسکتا۔ وحی نبوۃ سے اگر مراد تشریعی نبوۃ ہے اور بلاواسطہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مراد ہے تو ایسی وحی بند ہے۔ اس کے سوا اگر وحی نبوۃ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع سے وحی نبوۃ غیر تشریعی ہو تو وہ جاری ہے۔ خاتم النبیّین اور لا نبی بعدی میں جو الفاظ النبیّین اور نبی استعمال ہوئے ہیں، اس میں سے لا نبی بعدی میں نبی کا لفظ اس تخصیص سے استعمال ہوا ہے کہ ایسا نبی کہ جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مخالف ہو، یا جو کہ آپ کی اتباع سے فیض یافتہ نہیں، اور جو شرعی ہو اور خاتم النبیّین میں لفظ نبی ایک معنی کے لحاظ سے تعلیم ہے اور ایک معنی کے لحاظ سے تخصیص۔ قرآن کے الفاظ دونوں معنی میں لیے جا سکتے ہیں۔ اور اس جگہ بھی قرآن کے الفاظ دونوں معنی کے متحمل ہیں۔ کتاب ایام الصلح[3] مرزا صاحب کی کتاب ہے۔ اس کے صفحہ ۱۴۶ پر حسب ذیل عبارت ہے: اس میں اصل کلام کی طرف غور کرتا ہوں، لیکن ختم النبوۃ کا کمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا، یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی میں یہی نفی عام ہے..... گستاخی ہے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جاوے..... نبوۃ کی وحی ہوگی۔ محی الدین ابن عربی مجدد الف ثانی، امام عبدالوہاب شعرانی، شیخ عبدالقادر جیلانی مسلمہ بزرگ ہیں۔ مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اوّل کا حصہ دوئم جو پیش کیا گیا، اس کے صفحہ ۱۰۰ پر یہ عبارت ہے۔

۱۔ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۳۴۱

۲۔ حقیقۃ النبوۃ

۳۔ ایام الصلح، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۳۹۳

www.khatmenubuwwat.org

کلام محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسّلام درکار است۔ نہ کلام محی الدین عربی..... ساختہ است۔ مجدد صاحب کے مکتوبات دفتر سوم، صفحہ ۸۷ پر حسب ذیل عبارت ہے: سادہ بہ کشوف وظہور سود مثالی.....

کتاب شافی، جلد ۳، صفحہ ۲۹۴ پر حسب ذیل عبارت ہے: **فقد نقل ان ھو..... ذٰلک.**

یعنی کہ حضرت محی الدین ابن عربی سے نقل ہے کہ اس نے کہا کہ ہماری کتابوں میں نظر کرنا حرام ہے۔ کتاب فتوحات مکیہ میں نے بالاستیعاب مطالعہ نہیں کی۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ کتاب الیواقیت والجواہر میں نے ایک دفعہ پڑھی ہے۔ میں نے اپنے بیان میں اس کتاب کے جو حوالہ جات دیے ہیں، وہ کتاب دیکھ کر دیے ہیں۔ ایمان لانے کے لیے جو اُمور ضروری تھے، وہ میں نے اپنے بیان میں بتا دیے ہیں۔ دوسری باتیں ان کے تحت میں آ جاتی ہیں۔ حیات عیسیٰ علیہ السّلام کا عقیدہ منجر الی الشرک ہے۔ اور مرزا صاحب کی تعلیم کے بعد اب اس عقیدہ پر مشرکانہ کا لفظ ایک معنی کی رُو سے اطلاق پا سکتا ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ عقیدہ منجر الی الشرک ہے۔ اور اگر ایک شخص مسلمان ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھے تو اس پر مشرک کا لفظ ان معنوں میں استعمال نہیں ہوگا، جن معنوں میں مشرک کا لفظ شریعت میں استعمال ہوا ہے۔ بغیر عقیدہ رکھنے کے زبان سے یہ کہہ دینا کہ عیسیٰ علیہ السّلام زندہ ہیں یا نہیں مرے۔ ان معنوں میں جو اوپر بیان کیے گئے ہیں، شرک نہیں۔ لیکن اگر سمجھانے کے بعد اور یہ بتا دینے کے بعد کہ ان الفاظ کے استعمال سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اور وہ شرک کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس لحاظ سے اس پر مشرک کا لفظ اطلاق پا سکتا ہے۔ لیکن اس پر وہ احکام جو شریعت میں مشرک پر جاری ہوئے، جاری نہیں ہوں گے۔ کس عبارت پر فتویٰ مختلف توجیہات کے اعتبار سے بدل سکتا ہے۔ الاستفتاء مرزا صاحب، صفحہ ۳۹ پر حسب ذیل عبارت ہے: حتی سوء الادب..... عظیم۔ یعنی یہ کہ یہ سوء ادب سے ہے کہ کہا جاوے کہ عیسیٰ نہیں مرے، یا وفات نہیں پائی۔ اور یہ تو شرکِ عظیم ہے۔ حضرت مرزا صاحب بھی حیات عیسیٰ کے مسئلہ کو ایک مدت تک مانتے رہے۔ اس عقیدہ کے مطابق جیسا کہ پہلے مسلمانوں کا چلا آیا۔ اس وقت تک مرزا صاحب نے دعویٰ نبوۃ نہیں کیا تھا۔ کتاب اعجاز احمدی، صفحہ ۷ پر یہ عبارت ہے کہ پھر میں قریباً ۱۲ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے..... تو ہی مسیح موعود ہے۔ اس کے پیچھے صفحہ ۶[1] پر حسب ذیل عبارت ہے: جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی..... جو تمام لوگوں کا عقیدہ ہے۔ مسیح موعود نبی ہیں۔ لیکن اس وقت تک خدا نے ان پر یہ حقیقت نہیں کھولی تھی۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

عدالت بقیہ کارروائی کے لیے مسل کل پیش ہو۔ یکم مارچ ۱۹۳۳ء/۴/ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ

شرعاً کفر کا لفظ ایمان کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔ کفر کے معنی عربی زبان کی رُو سے انکار کے ہیں۔ یہ معنی لغوی ہے۔ اور اصطلاحی معنوں میں یہی مدنظر رکھے گئے ہیں۔ ایمان کی جو تعریف میں نے اپنے بیان میں دی ہے، اس کی جو ضد ہے، وہ کفر ہے۔ یہ اصطلاحی معنوں میں ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں کفر کا لفظ مومنوں پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں

۱۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن ۱۹، ص ۱۱۳

www.khatmenubuwwat.org

ہے کہ: فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ ۢبِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَاانْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. (بقرہ: ۲۵۶) یعنی جو شیطان کا کافر ہو اور خدا پر ایمان لاوے، کفر کی حقیقت اس کی نیت کے لحاظ سے معلوم ہوگی۔ جس چیز کی طرف اس کی نیت ہوگی، اس کے مطابق حکم دیا جائے گا۔ کفر شرعی کا لفظ کسی مومن کے خلاف نیت کے لحاظ سے بولا جا سکتا ہے۔ کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر سوال نمبر ۶ بالفاظ ذیل ہے:[1]

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہلِ قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے..... خدا اور رُسول کو بھی نہیں مانتا۔ لیکن اس کے آگے کی عبارت کے پڑھنے سے یہ معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ یہ کتاب مرزا صاحب کی ہے۔ ایمان باللہ میں ایمان بذات اور صفات دونوں شامل ہیں۔ اللہ کی تمام صفات پر جو قرآن اور حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ ایمان لانا ضروری ہے۔ کتاب فتویٰ عالمگیری میں میری رائے میں بعض فتویٰ صحیح ہیں اور بعض صحیح نہیں۔ فتویٰ عالمگیری کی جلد ثانی، صفحہ ۴۰۸ مطبوعہ مطبع نول کشور پر یہ کہا ہے کہ وہ شخص کافر ہوگا جو خدا تعالیٰ کو ایک ایسی چیز کے ساتھ موصوف کرے کہ وہ اس کی شان کے لائق نہیں، یا خدا تعالیٰ کے کسی نام کے ساتھ نہیں کرے، یا اس کے کسی حکم سے اس کی وعد وعید کا انکار کرے، یا اس کا شریک بنائے، یا بیٹا بنائے یا بیوی بنائے، یا اسے جہل کی طرف نسبت دے۔ اور تعلق کی طرف سورۃ قل هو الله میں جو صفات خداوند تعالیٰ کی بیان کی گئی ہیں، توحید کے لیے ان کا ماننا ضروری ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ میں بھی اس قسم کی توحید مراد ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ: ۱۱) کے یہ معنی ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی مثال کوئی چیز نہیں ہے۔ (قرآنی آیت ہے): اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (یٰسین: ۸۲) میں جو بات بیان کی گئی ہے، وہ خداوند تعالیٰ کی شان سے تعلق رکھتی ہے۔ پارہ ۱۶، سورہ مریم کی آیات ذیل تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (مریم: ۹۰) یعنی قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر پڑیں۔ اس سے (یعنی اس قول سے) اس وجہ سے کہ انہوں نے خدا رحمان کے لیے بیٹا پکارا، حالانکہ رحمٰن کی شان کے یہ لائق نہیں ہے کہ وہ بیٹا بنائے، اس آیت میں بیٹا لفظ ولد کا ترجمہ ہے۔ سورہ قل ہو اللہ مذکورہ بالا میں جس قسم کی ولد کی نفی کی گئی ہے وہ جائز نہیں۔ یہ آیت ان تمام اقسام ولد پر جامع ہے کہ جو پکڑنے جائز نہیں ہیں۔ یا جن کا خدا کی طرف نسبت کرنا جائز نہیں ہے۔ یہود اور نصاریٰ نے اگر انہی معنوں میں، جو اِن آیات میں مذکور ہیں، خدا کی طرف بیٹے کی نسبت دی ہے تو وہ جائز نہیں۔ یہود اور نصاریٰ کا مسیح اور عزیر کو خدا کا بیٹا قرار دینا، مذکورہ بالا آیات کے تحت میں آ جاتا ہے۔ کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ ۸۶ پر حسب ذیل الفاظ ہیں: انت منی بمنزلہٖ توحیدی وتفریدی[2]..... لایعلمه من خلقی. یعنی اس کا ترجمہ بھی اس کی ذیل میں دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حاشیہ پر اس کی تشریح کر دی گئی ہے کہ ولد سے کیا مراد ہے۔ کتاب اربعین نمبر ۳، صفحہ ۲۵ پر حسب ذیل عبارت ہے۔ حاشیہ پر ہے: اور دانیال نبی نے۔ اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کی مانند[3] اس کے ساتھ حاشیہ کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ البشریٰ کے صفحہ ۴۹ پر حسب ذیل عبارت ہے: كان

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۶۷

۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۹

۳۔ اربعین نمبر ۳، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۱۳

www.khatmenubuwwat.org

عند اللّٰہ وجیھا.

اس کے نیچے اس کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔لیکن اس عبارت میں لفظ ولدی غلط ہے۔ اصل لفظ رایت، یعنی میں دیکھتا ہوں۔ یہ قول مکتوبات احمدیہ، جلد اوّل، صفحہ ۲۳ سے نقل کیا گیا ہے۔ اصل کتاب میں ولدی کا لفظ نہیں۔ مصنف البشریٰ نے اسی غلطی کا اعلان کیا ہوا ہے۔ کتاب استفتا، صفحہ ۸۵ پر حسب ذیل عبارت ہے۔ **ان یبشرک غلاما..... کاسمأ.** یعنی ہم تجھے بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں، جو حق اور بلندی کے ظہور کا باعث ہوگا۔ گویا کہ خدا آسمان سے اترا۔ کتاب استفتاء، صفحہ ۸۴ پر ہے: **انما امرہ اذا اراد شیئا.** یعنی تیرا اَمر یہ ہے کہ جو تو ارادہ کرے کسی چیز کا اور یہ کہ تو اس کو کہہ ہو، تو وہ ہو جاتی ہے۔ یہ ان الفاظ سے: **فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ** (قمر: ۱۰) کے الفاظ سے خداوند تعالیٰ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور یہ الفاظ بھی جو اوپر بیان کیے گئے ہیں، خداوند تعالیٰ کے متعلق ہیں۔ اور ان میں بھی خدا کو ہی خطاب کیا گیا ہے۔ کتاب حقیقت الوحی، صفحہ ۳۵۶ میں الفاظ ہیں:[1] اسی خط میں اس کی تصریح کی ہے..... پکارا نہیں جاتا۔ یہ حوالہ ایک دوسرے شخص کے خط کے الفاظ کو نقل کیا جا کر اس کے جواب میں ہے۔ مرزا صاحب نے اپنا عقیدہ اس میں ظاہر نہیں کیا۔ جیسا کہ آگے کی عبارت سے ظاہر ہے۔ براہین احمدیہ، صفحہ ۱۰۷، حصہ پنجم پر حسب ذیل عبارت ہے۔ افسوس کہ بعض نادانوں نے..... کفر ہے،[2] اس الہام میں مرزا صاحب کو خطاب ہے۔ عبارت میں الفاظ: **انما امرت اذا اراد شیئًا ان تقول لہٗ کن فیکون** میں خطاب مرزا صاحب کو ہے، جیسا کہ سیّد عبدالقادر جیلانی کو کہا گیا ہے۔ اربعین، جلد ۲، صفحہ ۳۴ پر یہ الفاظ ہیں: **وانت اسمی الاعلیٰ.** یعنی تو میرا سب سے بڑا نام ہے..... ہاں تو سے مرزا صاحب مراد ہیں۔ البشریٰ، جلد ۲، صفحہ ۹۷ پر حسب ذیل عبارت ہے۔

واصلی واصومُ اسھرو انام..... التقوا. میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں..... کرنے تک۔ یہ ترجمہ اصل عبارت کے نیچے دیا ہوا ہے۔ اس کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ ترجمہ مرزا صاحب کا ہے یا کہ خود مولف کا ہے۔ اس میں مرزا صاحب کی جو عربی عبارت نقل کی ہے وہ مرزا صاحب کی مسلمہ ہے۔ اس عبارت کا ترجمہ جو اس کے نیچے دیا ہوا ہے، وہ عربی کی رُو سے درست ہے۔ کتاب حقیقت الوحی، صفحہ ۱۰۳ پر حسب ذیل عبارت ہے:[3]

انا بالرسول اجیب..... اُجیبًا. میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا، اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ ہی دوں گا، اور کبھی ارادہ پورا کروں گا۔ یہاں میں سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے نیچے حاشیہ قابلِ ملاحظہ ہے۔ تریاق القلوب، صفحہ ۳۹۷ پر حسب ذیل عبارت ہے: نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی..... خدا کا نام ہے۔ یہ عبارت مرزا صاحب کی مسلمہ ہے۔ انبیاء کا کشف اگر وہ اسے خود قطعی کہیں تو قطعی ہوتا ہے، دوسرے کے متعلق جیسے وہ تشریح کریں، اس طرح سمجھا جائے گا۔ اولیاء کا کشف اگر تعبیر کے مطابق پورا ہو گیا تو واقعی سچا ہے۔ اور زیادہ تر اس ولی کی تشریح کے مطابق اس کشف کو لیا جائے گا۔ اولیاء کے کشف کو میں نے

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۳۶۹
۲۔ اربعین نمبر ۲، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۳۸۲
۳۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۶

www.khatmenubuwat.org

قطعیات اعتقادیات میں نہیں لکھوایا۔ کتاب البشریٰ کے صفحات ۷۸، ۷۹ پر حسب ذیل عبارت ہے: میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا..... احسن تقویم یہ الفاظ جو کتاب البریہ میں ہیں، وہ مرزا صاحب کے کلام کا ترجمہ ہے۔ اصل کتاب آئینہ کمالات میں ہے اور اس کی تشریح خود مرزا صاحب نے اس کتاب کے صفحات ۵۶۵ اور ۵۶۶ پر کی ہے۔ نور القرآن، نمبر۲، صفحہ ۶ پر حسب ذیل عبارت ہے: ہاں اگر یہ سوال پیش ہو کہ اگر کوئی ایسا شخص..... جمع ہیں۔ حلیہ الہامی صفحہ ۲۳ پر حسب ذیل عبارت ہے: **واعطیت صفت**..... ترجمہ یہ ہے کہ مجھے فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ اس کے آگے فنا کرنے کی صفت کی تشریح دی گئی ہے۔ قاضی یار محمد صاحب پی.او.ایل.کی کتاب اسلامی قربانی، ہمارے مسلمات میں سے نہیں ہے۔ اور نہ وہ حوالہ مسلمات میں سے ہے جو اس کتاب میں سے پڑھا گیا ہے۔ ہر ایک مرید کا قول اپنے پیر کی نسبت قابلِ اعتبار نہیں۔ اس مرید کی حیثیت دیکھی جاتی ہے۔ ملائکہ کے معنی قرآن مجید میں **ملائکہ** کے میں لفظ آیا ہے۔ مجھے کوئی تعریف ملائکہ کی قرآن مجید میں اس طرح کی معلوم نہیں جیسا کہ مختار مدعیہ چاہتا ہے۔ قرآن شریف میں ملائکہ کے کام بیان کیے گئے ہیں، یا ان کی بعض حالتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مرتد کے متعلق جو کچھ مجھ سے دریافت کیا گیا تھا، اس کے متعلق جو ضروری تھا وہ میں نے بیان کر دیا تھا۔ ملائکہ کے متعلق مرزا صاحب نے کیا کہا ہے۔ میں اس کے متعلق مرزا صاحب کے الفاظ دیکھ کر جواب دے سکتا ہوں۔ مرزا صاحب کی کتاب توضیح المرام، صفحہ ۱۸-۱۹ دیکھ کر بیان کرتا ہوں کہ مرزا صاحب نے ملائکہ سے نفوس کواکب اور سیارات مراد نہیں لیے۔ ملائکہ کے متعلق بحث کرتے ہوئے مرزا صاحب نے کتاب آئینہ کمالات میں قرآن شریف کی رُو سے بحث کی ہے۔ مثلاً **وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا** (حم سجدہ:۱۲) اور دوسری آیات: **وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ** (حم سجدہ:۱۲) آیات قرآنیہ سے کتاب آئینہ کمالات میں استدلال کیا گیا ہے۔ ایمان کا تیسرا رُکن جو آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا ہے، وہ ان کتابوں پر اجمالی طور پر ایمان لانے کے متعلق ہے، چاہے ان کے نام معلوم ہوں یا نہ ہوں، لیکن قرآن مجید پر تفصیلی طور پر ایمان لانا ضرور ہے۔ توراۃ اور انجیل پر اجمالی ایمان کی ضرورت ہے اور قرآن شریف پر تفصیلی۔ یہی جو کچھ قرآن شریف میں لکھا ہے، اس سب پر ایمان لانا ہے۔ قرآن شریف کے علاوہ اور کسی کتاب پر تفصیلی ایمان لانا ضروری نہیں، جیسا کہ قرآن پر تفصیلی ایمان لانا ضروری ہے۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ جس شخص کی صداقت قرآن مجید کے معیار کی رُو سے، جو سچے انبیاء کے لیے جاننے ضروری ہیں، ثابت ہو جائے تو اس کی وحی پر بھی ایمان لانا ویسا ضروری ہے۔ جیسا قرآن پر کتاب درثمین کے صفحہ ۷۷ سے جو یہ اشعار پڑھے گئے ہیں:[1]

آن چہ من بشنوم ز وحی خدا　　خدا پاک دانش ز خطا
ہمچوں قرآن منزہ اش دانم　　از خطاہا ہمین است ایمانم

یہ اشعار مرزا صاحب کے ہیں۔ اربعین نمبر۴، صفحہ ۱۹ میں یہ الفاظ ہیں کہ جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ

۱۔ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج ۵، ص ۵۶۶-۵۶۵

www.khatmenubuwwat.org

توراۃ، انجیل اور قرآن کریم پر..... چھوڑ دوں۔[1] مرزا صاحب کے الفاظ ہیں، حقیقت الوحی، صفحہ ۸۴ پر ہے کہ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔[2] یہ الہام کی عبارت ہے۔ الفاظ اس نشان کا یہ ہے۔ یہی الہام کے الفاظ ہیں۔ صفحہ ۸۳ پر عبارت بالفاظ ذیل بحرام کہ وقت تو نزدیک رسید..... توجہ کرے گا۔ یہ مرزا صاحب کے الہام کے ہیں۔ کتاب تجلیات الٰہیہ، صفحہ ۲۵، ۲۶ پر ہے کہ ایسا میں بھی اس کلام میں بھی شک نہیں کرسکتا..... جیسا کہ خدا کی کتاب[3] پر یہ الفاظ بھی مرزا صاحب کے ہیں، ایمان بالرسل سے مراد ہے کہ تمام رسول جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں، چہ جائیکہ ان کے نام ہمیں معلوم ہوں، یا نہ ہوں، ہم ایمان لاتے ہیں۔ ایمان بالرسل میں بھی ایک رنگ میں ایمان بالاجمالی اور بالتفصیلی نہیں ہوسکتا۔ لیکن ان کی باتوں پر ایمان لانے میں اجمالی اور تفصیلی ہے۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں، جن انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے جن خصوصی ناموں اور صفات کے ساتھ قرآن مجید میں ذکر کیا ہے، اس پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ جو شخص موسیٰ علیہ السّلام کے خدا تعالیٰ سے کلام کرنے کا منکر ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق کہ ان کی روح کے پاک ہونے اور خدا کی پیدا شدہ ماننے سے انکار کرتا ہے، وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ وہ قرآن مجید کی صریح نصوص کا انکار کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی شخص کے متعلق یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سے کلام کی ہو، تو اس سے اس کو کلیم اللہ کہنے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ بخاری شریف کی احادیث معتبر ہیں۔ لیکن اگر ان میں کوئی ایسی حدیث ہے جو قرآن شریف کے مخالف پڑتی ہو تو وہ مسلم نہیں۔ چنانچہ کتاب توضیح تلویح، صفحہ ۳۱۱، مطبوعہ نول کشور میں اس کی سند میں ایک حدیث موجود ہے۔

مسلم شریف کی کتاب میرے نزدیک معتبر ہے۔ اس اصول کے تحت، جو میں نے بخاری کے متعلق بیان کیا ہے، امام مسلم کو بھی بزرگ مانتا ہوں۔ امام عبداللہ ابن مبارک امام بخاری کے استاد تھے۔ صحیح مسلم، صفحہ ۱۲ پر ہے کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ اسناد دین سے ہے۔ اور اگر اسناد نہ ہوتی تو کہنا جس کا جو جی چاہتا..... الخ۔ قرآن میں جو انبیاء علیہم السّلام کے القاب آئے ہیں، وہ ہم سب مانتے ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا علم دین کے متعلق سب سے بڑھ کر ہے۔ قیامت کا وجود دین سے ہے۔ لیکن بعض باتیں پیشگوئیوں سے تعلق رکھتی ہیں جو اپنے وقت پر آکر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور ان کی حقیقت اس وقت کھلتی ہے جبکہ وہ پوری ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی پیشگوئیوں کو تمام مخلوق سے بہتر سمجھ سکتے ہیں، لیکن بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں جو آئندہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں، جن کی حقیقت ان کے ظہور کے وقت نمایاں ہوتی ہے اور اجتہادی غلطی پیش گوئیوں کے سمجھنے میں یعنی کیفیت تحقیق و وقوع کے لحاظ سے ہر نبی سے ممکن ہے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی۔ چنانچہ بخاری کی حدیث میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک رویا کی بنا پر یہ سمجھا کہ میں ہجر یا یمامہ کی طرف ہجرت کروں گا۔ لیکن جب آپ مدینہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو اُس وقت آپ پر اِس پیشگوئی کی حقیقت کھلی کہ اس سے مراد مدینہ تھی۔

۱۔ اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۵۴

۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۷

۳۔ تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، ج ۲۰، ص ۴۱۲

www.khatmenubuwwat.org

جب نبی سے اجتہادی غلطی ممکن ہوئی تو پیشگوئی کے پورا ہونے کے وقت اصل حقیقت پیشگوئی منکشف ہو جائے گی۔ کیفیت تحقیق وقوع کے ظاہر ہونے کے وقت نبی کے بعد اُمتی کو پیشگوئی کا علم ہوسکتا ہے۔ اسی کو پیشگوئی کے تحقیق وقوع کے وقت وقوع کا علم ہو جاتا ہے۔ اس سے اس کے اور نبی کے علم کی کمی زیادتی کا کوئی سوال نہیں اٹھتا۔ کسی واقعے کے وقوع سے قبل نبی کو اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی اطلاع بطور غیب کے نہیں، الہام سے تفصیلی دے سکتا ہے۔ کتاب ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ ۲۸۲ پر ہے کہ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں..... نام پائے گا۔ ابن مریم، دجال، پہلے یاجوج ماجوج کا وقوع، جیسا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے، ان کے زمانہ میں ہوا۔ جتنی مرزا صاحب نے ان کی حقیقت لکھی ہے، اتنی ان پر منکشف ہوئی۔ وہ ان کی کتابیں ازالہ اوہام اور دوسری کتابوں میں جمع ہے، درج ہے۔ ازالہ اوہام، حصہ اوّل، صفحہ ۲۲ حاشیہ پر ہے کہ اگر اس جگہ کوئی اعتراض کرے..... مفصل طور پر بیان کیا جائے گا۔ دافع البلاء، صفحہ ۶ پر ہے: **عسٰی ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا**[1] سے اور یہ مرزا صاحب کا الہام ہے۔ اس میں خطاب مرزا صاحب کو ہے۔ یہ الفاظ قرآن مجید میں بھی آئے ہیں۔ اور وہاں خطاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہے۔ استفتاء، صفحہ ۸۵ پر ہے: **لولاک..... الافلاک**. اس میں یہی خطاب مرزا صاحب سے ہے۔ یہ بھی مرزا صاحب کا الہام ہے۔ استفتاء، صفحہ ۸۶ پر بھی **اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ** (کوثر:۱) بھی ہے۔ اور یہ خطاب بھی مرزا صاحب سے ہے۔ اعجاز احمدی، صفحہ ۷ پر ہے کہ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: **هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ.** (توبہ:۳۳) جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا۔ خدا کی حکمت عملی نے مجھ سے پوشیدہ رکھا۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۸۲، **وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ** (انبیاء:۱۰۷) کے الہام میں یہی خطاب مرزا صاحب سے ہے۔[2] اربعین نمبر ۳، صفحہ ۳۶ پر الفاظ: **وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی.** (نجم:۳-۴) کے الہام میں بھی مرزا صاحب سے خطاب ہے۔[3] دافع البلاء، صفحہ ۶ پر جو یہ الفاظ ہیں: **ماکان اللّٰہ..... انت فیھم** بھی مرزا صاحب کا الہام ہے۔[4] اور اس میں خطاب مرزا صاحب سے ہے۔ یہ الہامات، جو اوپر بیان ہوئے، قرآن مجید میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں ہیں۔ تریاق القلوب، صفحہ ۶ پر ہے کہ منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا نم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد۔[5] مرزا صاحب کا قول ہے۔ درثمین، صفحہ ۷۶ پر مرزا صاحب کا یہ قول ہے: منم مشیر احمد مختارد۔ برم جائے ہمہ ابرار۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

مسل ۴/ مارچ ۳۳ء کو پیش ہو۔ ۲/۳/۳۳ء

۱۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۷

۲۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۸۵

۳۔ اربعین نمبر ۳، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۲۶

۴۔ دافع البلاء، روحانی خزائن، ج ۱۸، ص ۲۲۶

۵۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، ج ۱۵، ص ۱۳۴

www.khatmenubuwwat.org

۷/ مارچ ۱۹۳۳ء

جرح مدعی بر مولوی جلال الدین　　فریقین اور اُن کے مختار حاضر

متقی صوفی ہوتا ہے، یعنی جو متقی ہوگا وہ صوفی ہوگا۔ متقی کے معنی ہیں، جو پرہیز گار ہو اور معاصی سے بچنے والا ہو۔ آیت: الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. (بقرہ: ۳) میں متقی کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں، یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی تشریح کرتے ہوئے جو ایمانیات تھیں، میں ان کی تشریح کر چکا ہوں اور یہ بھی بتلا چکا ہوں کہ جو شخص کسی کتاب پر ایمان لاتا ہے تو جو کچھ اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے، اس پر بھی ایمان لاتا ہے۔ روزے اور حج کو فرض ماننا ضروری ہے۔ چونکہ قرآن میں حج اور روزہ کا ذکر ہے، اس لیے ان دونوں کو فرض ماننا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص جس کی صداقت قرآن کی رُو سے ثابت ہو جاتی ہے، تو جو اس کی وحی ہوگی اس کو بھی ماننا ضروری ہے۔ اس آیت میں تصریحاً یہ ذکر نہیں کہ ایسی کتاب کہ جس قسم کی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اتری ہے۔ کوئی بعد میں بھی ایسی کتاب نہ آئے گی۔ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ سے میں نے مراد وحی تشریعی لی ہے۔ جیسا کہ میں بیان میں لکھ چکا ہوں۔ وہی تشریعی کتاب ہوتی ہے۔ ہم جہاد کو حرام نہیں کہتے۔ دینی لڑائی کو اس وقت ہم جائز نہیں سمجھتے۔ دینی لڑائی کو ایسی حکومت سے جو خود دینی لڑائی نہیں لڑتی، ہم جائز نہیں سمجھتے۔ اگر کوئی حکومت ایسی ہو کہ جس سے دینی لڑائی لڑنے کے شرائط پائے گئے ہیں، ان سے دینی لڑائی جائز ہے۔ بعث بعد الموت کے معنی یہ ہیں کہ موت کے بعد جو حیات ہو گی، چاہے قبروں سے اٹھیں یا کسی جگہ سے، خدا تعالیٰ کے سوا کسی میں الوہیت نہیں پائی جاتی۔ اگر کسی کو یہ کشف ہو کہ اللہ کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے، تو وہ شخص متقی ہے، صوفی ہے، راستباز ہے اور موحد باللہ ہے۔ اور وہ کشف اس کی تعبیر کے مطابق لیا جائے گا، جو وہ خود اُن کی کرتا ہے۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی. (نازعات: ۲۴) جو قرآن میں فرعون کا قول ہے، اس میں کوئی توجیہ بیان نہیں کی گئی۔ اور نہ وہ کشف ہے اور نہ رویا ہے۔ بلکہ اس کے عقیدہ کا اظہار ہے۔ ان الفاظ کی جب توجیہ پائی جائے گی تو اس کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین ماننا ضروری ہے۔ اور چونکہ یہ صفت قرآن مجید میں مذکور ہوئی ہے، اس لیے اس کا ماننا ضروری ہے اور اس پر ایمان لانا اس لیے ضروری ہے کہ یہ صفت قرآن مجید میں موجود ہے۔ مسلم شریف، صفحہ ۳۷ پر یہ حدیث ہے: اُمرت ان اقاتل الناس[1]..... فعرفت انه هو الحق. یہ حدیث ہمیں مسلمہ ہے۔ اور اس کے آگے دوسری حدیث ابو ہریرہ کی اس موضوع پر ہے، اور وہ بھی ہماری مسلمہ ہے۔ اور جو شخص حدیث اوّل الذکر کی رُو سے لا الٰہ الا اللہ کہہ دے تو پھر اس سے قتال جائز نہیں۔ اور اگر اس میں قتال کی شرطیں پائی جاتی ہیں تو اُن سے لڑنا چاہیے۔ اور یہ حکم ہے کہ ان سے لڑو، جن جن سے جنگ شروع تھی۔ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ اور اطاعت جو ہے، وہ پوری کی پوری خدا کے لیے ہو۔ یا دین پورا کا پورا خدا کے لیے ہو۔ دین کے معنی اطاعت کے بھی ہیں اور دین کے بھی ہیں۔ اور فتنہ سے مراد جیسا کہ بخاری کی حدیث سے ثابت ہے، یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اسلام لائے تو اسے محض اسلام لانے کی وجہ سے قتل کر دیں، یا اسے ہمیشہ عذاب میں رکھیں۔ اگر شروط جہاد اس

۱۔ اُمرت اَن اقاتل..... صحیح مسلم، رقم ۳۲

www.khatmenubuwwat.org

زمانہ میں پائی جاتی ہیں اور پھر کوئی قتال کرتا ہے، تو وہ شہید ہوگا۔ اگر شروط پائی جاویں تو پھر جہاد منسوخ نہیں ہوگا۔

کتاب گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، صفحہ ۱۴ دیکھ کر بیان کرتا ہوں کہ اس میں حسب ذیل عبارت ہے: دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے،[1] دین پھیلے گا۔ اربعین نمبر ۴، صفحہ ۱۳ حاشیہ پر ہے: جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ کم کیا گیا ہے[2].....موقوف کر دیا گیا۔ اعجاز احمدی، صفحہ ۳۴ پر ہے کہ ہ بات تو بہت اچھی ہے..... کہ جہاد کے خراب مسئلہ کو دلوں سے (یا مٹایا) جاوے[3].....تو کیا کریں۔ کتاب البریہ، صفحہ ۷ پر ہے: اس قدر دور دراز مدت تک[4].....کسی انعام کی توقع نہیں۔ کتاب حقیقت المہدی، صفحہ ۳۵ پر حسب ذیل عبارت ہے: **فلا نحتاج..... بدلت.** مطلب یہ ہے کہ ہم اس زمانہ میں لڑائی اور انتقام کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی نیزوں کے سیدھا کرنے اور تلواروں کے کھینچنے کے، بلکہ یہ امور اس امر کی طرح ہو گئے ہیں کہ جو منسوخ کیا گیا ہو۔ اور ان طرق کی طرح کہ جو تبدیل کیے گئے ہوں۔ یعنی اس وقت اگر کوئی شخص شریعت کے کسی حکم کو باوجودیکہ اس کا اس وقت میں پایا جانا ضروری ہے، بدل دے،[5] یا منسوخ کر دے تو اس کا بدل دینا، یا منسوخ کر دینا جائز نہیں ہے۔ کتاب ازالہ اوہام، حصہ اوّل، صفحہ ۱۳۸ پر ہے کہ اور اب کوئی ایسی وحی یا کوئی ایسا الہام[6].....کافر ہے۔ کتاب ایام الصلح، صفحہ ۱۶۸ پر ہے کہ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتنۂ دجالہ ہے[7].....تحریر ہے۔ مسیح موعود کے نشانات میں سے حج کرنے کی علامت متنازعہ فیہ ہے۔ لیکن جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے، یہ صحیح نہیں ہے کہ مسیح موعود خود جا کر حج کریں گے۔ اور اگر کوئی ایسی روایت ہو تو وہ خبر واحد ہونے کی وجہ سے اعتقادی بناء قرار نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ ایسا شخص جس کی صداقت، صداقتِ قرآن مجید سے ثابت ہو چکی ہے، ایک روایت کی بناء پر اسے جھوٹا قرار نہیں دی جا سکتا۔

مرزا صاحب کی جن کتابوں سے میں نے اپنے بیان میں حوالے دیے ہیں، ان میں سے کوئی کتاب بحیثیت پوری کتاب کے منسوخ نہیں ہے۔ ہاں جس بات کو مسیح موعود نے خود منسوخ قرار دیا ہو، وہ منسوخ سمجھی جائے گی۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب اپنے آپ پر نبی کا لفظ بمعنی محدث استعمال کرتے رہے، لیکن بعد میں آپ نے محدث کا لفظ ترک کر دیا اور نبی کا لفظ استعمال فرمایا۔ مرزا صاحب مبلغ اسلام بھی تھے۔ مصلح تھے، مجدد بھی تھے اور محدث بھی تھے اور امام زمان بھی تھے۔ خلیفہ الٰہی اور خدا کے جانشین بھی تھے۔ جیسے آدم علیہ السّلام تھے۔ درثمین، صفحہ ۲۸ پر مرزا صاحب کا یہ شعر ہے۔

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں، نیز ابراہیم ہوں۔ یعنی مَیں۔ میری بے شمار مرزا صاحب مہدی ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔ نبی امی، بروزی اور ظلی کے بھی مرزا صاحب نے اپنے متعلق الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کتاب حقیقت الوحی، صفحہ ۷۲ پر

۱۔ گورنمنٹ انگریزی، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۱۵
۲۔ اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۴۳
۳۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۴۴
۴۔ کتاب البریہ، روحانی خزائن، ج ۱۳، ص ۸
۵۔ حقیقۃ المہدی، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۴۶۱
۶۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۱۷۰
۷۔ ایام الصلح، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۴۱۶

www.khatmenubuwwat.org

یہ الفاظ ہیں کہ میں آدم ہوں[1]..... مظہر اتم ہوں۔ کتاب کشتی نوح، صفحہ ۴۷ پر ہے کہ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی[2]..... بیان کیا گیا ہے۔ اربعین، نمبر۴، صفحہ ۱۵ حاشیہ پر ہے کہ خدا نے اپنے الہامات میں مرزا صاحب کا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے[3]..... الخ۔ تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۵۰ پر ہے کہ یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں جو کہ کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی[4] ہے۔ لیکچر اسلام سیالکوٹ کے صفحہ ۳۴[5] پر ہے، مجھے منجملہ الہاموں کے..... تیری مہا گیتا میں لکھی گئی ہے۔ کتاب البریہ میں مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ نورالحق سال ۱۳۱۱ھ میں لکھی گئی ہے۔ نورالحق میں یہ عبارت ہے کہ ہم اہل قبلہ ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہم مکہ مکرمہ میں جو قبلہ ہے، اس کی طرف منہ کرتے ہیں اور مسلمان ہیں۔ مرزا صاحب کی کتابوں پر سنِ تصنیف (تصنیف) جو تحریر شدہ ہیں، ہم مانتے ہیں کہ وہ کتابیں ان سالوں میں شائع ہوئیں۔ کتاب حقیقت النبوۃ، صفحہ ۷۹، ۱۹۰۱ء سے پہلے..... ختم ہوگئی۔ یہ عبارت کتاب عین الحق سے نقل کی گئی ہے۔ قرآن مجید آخری کتاب ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اتری ہے۔ بلحاظِ شریعت کے آخری کتاب ہے۔ یعنی اس کے بعد اور شریعت نازل نہیں ہوگی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ان معنی میں آخری نبی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں۔ سراج منیر میں جو یہ شعر ہے کہ:

اندریں دین آمدہ از ما دریم
ہم ہمہ بریں از ولد دنا بہ گذریم

مرزا صاحب اخیر تک اس عقیدہ پر قائم رہے تھے۔

مرزا صاح نے ایامِ صلح میں یہ لکھا ہے کہ اور وہ امور جو اہلِ سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے۔[6] عام طور پر اہلِ سنت سے مراد حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی لیے جاتے ہیں۔ لیکن ہر ایک وہ شخص کہ جو کہے کہ میں سنت کا تابع ہوں، اسے اہلِ سنت لغوی طور پر مراد لیا جا سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے اہلِ سنت سے وہی لوگ مراد لیے ہیں جو اپنے آپ کو اہلِ سنت کہتے ہیں۔ اہلِ حدیث بھی اہلِ سنت سمجھے جائیں گے۔ نیز اِس کے صفحہ ۵۷۱، ۵۷۲ پر اہلِ قبلہ کی تعریف دی ہوئی یہ تعریف جیسا کہ میں اپنے بیان میں لکھوا چکا ہوں، اس کے مطابق لی جاوے تو درست ہے۔ یعنی ضروریات دین جو میں نے بیان کی ہیں۔ اگر اس تعریف میں بھی وہی مراد لی جاوے تو پھر درست ہے۔ نیز اِس میں باتیں ایسی ہیں جو میں صحیح نہیں مانتا۔ اس کتاب میں سے جب کوئی بات ہمارے سامنے آئے گی، اس وقت یہ فیصلہ کیا جا سکے گا کہ وہ معتبر ہے، یا غیر معتبر کتاب اربعین، نمبر۳، صفحہ ۱۷ پر ہے کہ لیکن ضرورت..... کیا جائے گا۔ یہ عبارت قرآن مجید اور احادیث سے مشتبہ ہے۔ میں نے ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر کا حوالہ دیا تھا۔ ایک اور کتاب اس نام کی حیدر آباد کی مطبوع ہے۔ وہ ملا علی قاری کی نہیں۔ اب یاد نہیں کہ وہ کس کی ہے۔ میں نے بعض جگہ

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۷۶
۲۔ کشتی نوح، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۵۰
۳۔ اربعین نمبر۴، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۴۵
۴۔ تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۵۲۲
۵۔ لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، ج ۲۰، ص ۲۲۹
۶۔ ایام الصلح، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۳۲۳

www.khatmenubuwwat.org

اپنے بیان میں ملاعلی قاری کی کتاب کا حوالہ دیا ہے اور بعض جگہ دوسری کتاب کا۔ بحرالرائق میں سے بعض حوالے میں نے ایسے پیش کیے ہیں کہ جن کے مطابق اس وقت کے علماء فتویٰ نہیں دیتے۔ میرے نزدیک قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے محض مرتد کی سزا قتل نہیں ہے، جیسا کہ اگر کوئی مسلمان شخص، ہندو یا عیسائی ہو جائے تو محض ہندو یا عیسائی ہونے سے وہ واجب القتل نہیں ہو جاتا۔ میں نے جو آیتیں اور حدیثیں اور فقہ کی کتابوں سے عبارتیں پیش کی ہیں، ان میں جو باتیں مذکور ہوئی ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ دینی معاملات میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہر فیصلہ ماننا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیصلہ کے خلاف جو فیصلہ ہوگا، وہ نہیں مانا جائے گا۔ اہلِ کتاب سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو خدا کی طرف سے کوئی کتاب دی گئی تھی۔ قرآن مجید میں اہلِ کتاب کا لفظ یہود اور نصاریٰ پر ہی استعمال ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کے لیے یہ لفظ اہلِ کتاب استعمال نہیں ہوا، ورنہ وہ اہلِ کتاب ہیں۔ صوفیائے کرام اور دیگر بزرگان کے اقوال اگر قرآن مجید اور حدیث کے مخالف نہیں ہیں تو وہ معتبر ہیں۔ تاویل کے متعلق جو کچھ میں نے اپنے بیان میں لکھوایا ہے۔ اس کے مطابق تاویل ہوسکتی ہے۔ جو اقوال میں نے اپنے بیان میں استدلال کے طور پر بیان کیے ہیں، اور ان کو میں نے صحیح قرار دے کر کہا ہے، تو وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔ فتویٰ دیتے وقت جس خاص شخص کے متعلق فتویٰ دیا جا رہا ہو، اس شخص کے حالات اور اقوال کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور اس کی نیت کو بھی جس کی اس نے خود تصریح کی ہو۔ اگر مفتی کسی شخص کے متعلق فتویٰ دیتا ہے اور اس کی طاقت میں ہے کہ وہ اس شخص کے حالات اور اقوال کو خود مطالعہ کر سکے تو اس کو مطالعہ کرنا چاہیے۔ اگر اس نے وہ اقوال کہے ہوں جو مفتی کے سامنے پیش کیے گئے ہیں، اور اس کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی تو وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ اگر کفر کا سوال ہو تو کفر کا فتویٰ دے سکتا ہے۔ گواہانِ فریق اوّل نے جو وجوہات تکفیر عدالت میں بیان کی تھیں۔ میں نے ان کا رَد اپنے بیان میں کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر علماء نے جو وجوہ بیان کی ہیں، ان کا یہاں کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ میرے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ بحرالرائق میں کفر کے فتویٰ کے متعلق کوئی اصول درج ہے یا نہ۔ لیکن بحرالرائق میں یہ لکھا ہے کہ میں ان باتوں میں سے اکثر کے متعلق فتویٰ نہیں دیتا، اور اگر کسی کی کلام کا محل حسن نکل سکے تو اس کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا۔ اور یہ بھی فقہ کی کتابوں میں آیا ہے کہ اگر کسی کلام کے ۸۸/احتمال کفر کے نکل سکیں اور ایک احتمال ایمان کا، تو اُس پر کفر کا فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔ لیکن باوجود اس کے کہ مولویوں نے اس اصول کے خلاف فتوے دیے ہیں۔ بعض علماء نے مرزا صاحب کے کفر کا فتویٰ نہیں بھی دیا، بلکہ بعض علماء اور بعض پیروں نے آپ کے دعویٰ کو تسلیم بھی کیا۔ میں تمام فرقوں کے علماء کا احاطہ نہیں کرسکتا کہ میں کہوں کہ ان میں سے کس کس نے مرزا صاحب کے کفری کا فتویٰ دیا ہے، اور کس کس نے نہیں دیا۔

تفسیروں میں جو رطب و یابس واقعات درج ہیں، اگر ان کے متعلق کوئی مفسر کسی بات کی تردید کرتا ہے اور تردید کر کے صحیح بات لکھ دیتا ہے، تو اس کی کتاب پر ایسی چیزوں کا ذکر کرنا اثر انداز نہیں ہوگا۔ علامہ ابن خلدون نے تفسیر میں کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اور اگر مفسرین سے مراد یہی ہے کہ انہوں نے تفسیر کی کوئی کتاب لکھی ہے یا نہ، تو اس معنی میں وہ مفسر نہیں ہیں۔ لیکن وہ مؤرخ ہیں اور نہایت قابل مورخ ہیں۔ مذہب کے متعلق ابن خلدون کی جو بات قرآن اور حدیث کے مطابق ہوگی وہ درست ہوگی۔ جو شخص کسی حدیث کو یا قول کو قرآن مجید کے واقعی طور پر خلاف ثابت کر دے تو اس کا وہ قول معتبر ہوگا۔ ابن خلدون کے قول تفاسیر

www.khatmenubuwat.org

المتقدمین..... کا مطلب یہ ہے کہ متقدمین نے قرآن مجید کی تفسیر میں جو اقوال اور جو باتیں لکھی ہیں، ان میں رطب و یابس ہے۔

حضرت ابن عباس نے تفسیر کی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ ان کی طرف بہت روایات ایسی منسوب کی گئی ہیں، جن کے راوی مجہول ہیں۔ میرا اُصول تفسیروں کے متعلق یہی ہے کہ جو باتیں ان میں اچھی ہیں، وہ لے لی جائیں گی، اور جو اچھی نہیں وہ چھوڑ دی جائیں گی۔ قرآن پاک کی جو تفاسیر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یقینی طور پر ثابت ہو جائیں گی، وہ لے لی جائیں گی۔ میرے خیال میں مرزا صاحب نے جو تفاسیر قرآن مجید کی بیان کی ہیں، سوائے ان باتوں کے جن کی تردید خود مرزا صاحب نے کر دی ہے، صحیح ہیں۔ محمد علی کی تفسیر میں اگر کوئی غیر صحیح بات ہے تو ہم اس کو بھی نہیں مانیں گے۔ تقلید کے معنی پیروی کے ہیں، اس لیے محض تقلید ممنوع نہیں۔ کورانہ تقلید سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص کو ایک بات کے متعلق سمجھایا جاتا ہے کہ بات یوں ہے۔ اور وہ جس بات کو تسلیم کر رہا ہے، وہ خلافِ عقل بھی ہے۔ لیکن محض اس لیے کہ فلاں مولوی نے یہ کہا ہے، وہ ویسے مانتا ہے۔ اور دوسری کی بات کو چاہیے وہ صحیح بھی ہو، تسلیم نہیں کرتا۔ اس کو کورانہ تقلید کہا جائے گا۔ علماء سلف نے جو اقوال نقل کیے ہیں، ہمیں ان کے متعلق نیک نیتی سے یہ کہنا چاہیے کہ انہوں نے وہ اقوال نیک نیتی سے جمع کر دیے جو ان کو ملے۔ فیصلے میں وہ غلطی کر سکتے ہیں۔ تفسیر اتقان، صفحہ ۱۷۸، **وان الصحابہ..... رسولہ** کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین وائمہ کی ایک تفسیر ہو۔ اور ایک قوم ہے۔ ان کے مخالف تفسیر کرے۔ کسی اعتقاد کی وجہ سے تو وہ تفسیر درست نہ ہوگی۔ اور صفحہ ۱۸۴ پر ہے کہ صوفیا نے جو کلام کی ہے، وہ تفسیر نہیں ہے۔ یہ قول ابن (خلدون) سے نقل کیا گیا۔ کتاب برکات الدعا مرزا صاحب کی کتاب ہے۔ اس کے صفحات ۱۵ سے لے کر ۱۸ تک پر جو اصول تفسیر لکھے ہیں، وہ صحیح ہیں۔ جن میں ایک اصل تفسیر کا وحی دلالت اور مکاشفات محدثین بھی درج ہے، یہ حدیث کہ **خیر القرون قرنی..... کذب**، یہ حدیث صحیح ہے۔ وحی کے لغوی معنی القا کرنا، الہام، اشارہ کرنا لکھنا یعنی لکھی ہوئی بات مراد ہیں۔ وحی کی اصطلاحی تعریف، وحی کلام الٰہی کو کہتے ہیں۔ وحی کی اقسام میں اپنے بیان میں بتا چکا ہوں۔ تفصیلی لحاظ سے ان کے ماتحت اور اقسام بھی ہوسکتی ہیں۔ الہام کا لفظ وحی پر بھی اطلاق پاتا ہے اور غیر وحی پر اطلاق پاتا ہے۔ کشف وحی سے علیحدہ ہے۔ کشف میں اگر کوئی وحی کی جاتی ہے تو اس پر وحی کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مجازی وحی سے کیا مراد ہے۔ **اوحی ربک الی النحل** سے مراد وہی ہوسکتی ہے کہ جو نحل قویٰ اور استعدادوں کی مناسبت کے لحاظ سے ہو، وحی کا لفظ قرآن مجید میں ان معنوں میں استعمال ہوا ہے اور دوسرے معنوں میں بھی۔ بعض جگہ اگر لغوی معنوں کو مدنظر رکھا جاوے تو اُس سے مراد حقیقی معنی ہوں گے۔ میرے نزدیک جو وحی انبیاء کو ہوتی ہے، وہی وحی اولیاء کو بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن فرق کیفیت اور کمیت میں ہے۔ جبرائیل کے ذریعہ سے نئے احکام اور نئی شرعی وحی لانی بند ہے۔ اگر ایسا نبی جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع سے ہو، اس پر اگر کوئی شریعت محمدیہ کا حکم بذریعہ جبرئیل بھی نازل ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ قرآن مجید میں وحی تشریعی اور غیر تشریعی دونوں پائی جاسکتی ہیں۔ وحی تشریعی سے یہ مراد ہے کہ جس میں نئی شریعت اور نیا حکم ہو، ہر نبی کو جب اپنی نبوت کے اعلان کرنے کا حکم ہوتا ہے، وہ اس کا اعلان کر دیتا ہے۔ اگر کسی نبی کو تصریحاً کسی وقت تک یہ حکم نہیں دیا گیا تو وہ اعلان نہیں کرے گا۔ لوگ اسے نبی اس وقت مانیں گے۔ جب وہ لوگوں کے سامنے اپنا دعویٰ نبوت پیش کرے گا۔ مرزا صاحب نے جو دعویٰ اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق کیا ہے، وہ واقعی خداوند تعالیٰ کی وحی کے

www.khatmenubuwwat.org

مطابق ہے۔ کتاب ایام الصلح، صفحہ ۱۴۶ پر ہے کہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے، اس کی وحی بلاشبہ وحی نبوت ہوگی۔[1] اگر کوئی شخص نئی شریعت بیان کرے یا نئے احکام بیان کرے، جو قرآن مجید کے خلاف ہوں، تو یہ کفر ہے۔ جو آیات میں نے وحی کے ثابت کرنے کے لیے اپنے بیان میں لکھوائی ہیں، وہاں وحی سے مراد کلام الٰہی مراد ہے۔ خداوند تعالیٰ نے آیت: مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ (شوریٰ: ۵۱) میں بندہ سے کلام کے طریق بیان کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے بندوں کے ساتھ ان طریق میں سے کسی ایک طریق سے کلام کرسکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ نبی نہ تھیں۔ مریم علیہا السّلام بھی نبی نہ تھیں۔ اوران پر بھی وحی نبوت نہیں ہوئی تھیں، کیونکہ وہ نبیہ نہ تھی۔ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ (کہف: ۸۶) میں خطاب بلاواسطہ ہے یا بالواسطہ۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق ذکر نہیں۔ لیکن چونکہ واسطہ کا کوئی ذکر نہیں اس لیے بلاواسطہ سمجھا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی حدیث اس بارہ میں ثابت ہوگی اور قرآن شریف کی آیت اس کو مجمل ہے تو وہ لے لی جائے گی۔ ذوالقرنین کو قرآن مجید نے نبی نہیں کہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ احادیث میں اسے نبی کہا گیا ہے، یا نہ۔ اولیاء پر جو وحی ہوتی ہے اس پر وحی کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ اور صوفیاء کے کلام میں اسے وحی الہام بھی کہتے ہیں۔ نبیوں کی وحی کو بھی صوفیاء نے وحی کہا ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد وحی تشریعی منقطع ہے۔ کتاب کبریت احمر، صفحہ ۱۰ حاشیہ مواقیت پر جو عبارت بالفاظ: فان وحی..... لسان مالکن ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ وحی جو تشریع کو اپنے اندر لیے ہوئے ہو، وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد بند ہوگئی ہے۔ اور اس لیے عیسیٰ علیہ السّلام جب نازل ہوں گے تو وہ وحی الہام ہوگی۔ فرشتہ کے درمیان پر ہوگی۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ وحی تشریعی کے مقابلہ میں لفظ وحی الہام ہوگی۔ مرزا صاحب چونکہ صادق ہیں، اس لیے ان کی وحی کو ماننا ضروری ہے، کیونکہ ان کی صداقت قرآن شریف اور حدیث سے ثابت ہے، جو اس وحی پر ایمان نہ لائے۔ علماء متقدمین کے قول میں سے جو باتیں صحیح ہیں، ان کو ہم صحیح مانتے ہیں۔ اور جن باتوں کا حوالہ میں نے بلحاظ صحیح معنوں کے کتاب فتوحات مکیہ، جلد ۳، صفحہ ۲۳۸ پر حسب ذیل عبارت سے واعلم..... ملک دیا ہے، وہ صحیح ہے۔

آیت: اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا (اعراف: ۱۴۸) کا مطلب یہ ہے کہ مشرک لوگ اس بات کو بھی نہیں دیکھتے کہ جس چیز کو اُنہوں نے معبود بنا رکھا ہے، وہ ان سے کلام بھی نہیں کرتا۔ آیت: اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (بقرہ: ۱۸۶) میں جواب دینا اور دعا قبول کرنا، دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ آیت: قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (مؤمنون: ۱۰۸) آخرت سے متعلق ہے۔ چونکہ قانونِ الٰہی یعنی شریعت مکمل ہوچکی ہے اور وہ قیامت کے دن تک باقی ہے اس لیے کسی اور نئی شریعت کی ضرورت نہیں۔ کتاب بخاری، جلد اوّل، باب الشہداء میں یہ حدیث موجود ہے: ان افانت و..... الخ. کتاب مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۴۸، الفصل ثالث میں یہ حدیث موجود ہے۔ فقلت..... رزینا. محدث ایک قسم کا نبی ہوتا ہے۔ اگر محدث یہ کہتا کہ میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی اصلاح کے لیے مامور کیا گیا ہوں، تو پھر اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حمامۃ البشریٰ میں جس وحی کے انقطاع کا ذکر ہے، اس سے مراد وحی تشریعی اور وہ وحی ہے جو بغیر اِتباع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کسی مستقل نبی کو حاصل ہو۔ توضیح مرام میں بھی جزوی وحی سے ایسے وحی مراد ہے، جو تشریعی ہو اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

۱۔ ایام الصلح، روحانی خزائن، ج ۱۴، ص ۳۹۳

www.khatmenubuwwat.org

اتباع سے حاصل ہو۔

گواہانِ مدعیہ نے جو وجہ تکفیر مرزا صاحب کی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین نہ ماننا قرار دیا ہے، اس سے میں نے جو کچھ سمجھا ہے، اس کے مطابق اپنے بیان میں جواب دے دیا ہے۔ ہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آخری نبی ان معنوں میں مانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نئی شریعت کے لانے والا نبی یا بغیر اتباعِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نبوت کے مقام کو حاصل کرنے والا نبی نہیں آئے گا۔

عدالت بقیہ کارروائی کے لیے مثل کل پیش ہو۔

۷/ مارچ ۱۹۳۳ء

۸/ مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان مولوی جلال الدین شمس گواہ فریق ثانی فریقین اور اُن کے مختاران حاضر

کتاب ایام الصلح، صفحہ ۸۴ اور صفحہ ۳۸۷، اور نیز دوسری کتب میں مرزا صاحب نے خاتم النبیّین کا لفظ ان معنوں میں استعمال کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کے بعد مستقل نبوۃ کا مدعی ہو۔ اور یہ کہ اس کے نبوۃ کے حاصل کرنے میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع کی شرط نہ ہو۔ چنانچہ آپ ایک غلطی کا ازالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جہاں میں نے نبوت سے انکار کیا ہے، وہاں میری مراد ایسی نبوت ہے کہ جو نبوت مستقلہ ہو اور جس کے حصول کے لیے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع کی شرط ہو۔ کتاب ایام الصلح، صفحہ ۱۴ پر ہے کہ وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایک نبی دنیا میں آ گیا..... ذکر نہیں۔ سنن الرحمٰن، صفحہ ۲۰ پر ہے کہ **فکن دینا احدًا**..... **خاتم النبیّین** کا ترجمہ بھی اس عبارت کے نیچے دیا ہوا ہے۔ یہ کتاب بھی مرزا صاحب کی ہے۔

کتاب ازالہ اوہام، صفحہ ۲۳۸ اور ۲۳۹ پر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول..... پڑھ سکیں گے۔ اس تحریر میں مستقل نبی کے آنے پر بحث ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۴۱ پر ہے کہ اس تمام تقریر سے معلوم ہوا..... محال ہوتا ہے۔ اس میں بھی مستقل نبی کے آنے پر بحث ہے۔ راز حقیقت، صفحہ ۱۶ پر ہے کہ جبکہ اسلام میں کوئی نبی.....لازمی ہے۔ یہ کتاب بھی مرزا صاحب کی ہے۔ کتاب ازالہ اوہام میں ہے کہ ایک رسول کو بھیج کر.....نہیں بھیجا جائے گا۔ صفحہ ۹۴۲۔ کتاب ازالہ اوہام، صفحہ ۱۷۲ پر سوال نمبر ۱۱ و جواب نمبر ۱۱ درج ہیں۔ محدث لفظ پر نبی کا اطلاق مجازی طور پر کیا گیا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں محدث پر نبی کا اطلاق کیا ہے۔ حقیقت النبوت، صفحہ ۹۱ پر ہے کہ **امابعد**..... **فاعمرہ** یہ مرزا محمود صاحب کی کتاب ہے۔ مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ حضرت عمر مامور نہ تھے۔ اس کتاب مذکورہ بالا کی صفحہ ۹۳ پر ہے، نہ مجھے دعویٰ نبوت وخروج دوامت.....ایک میں ہوں۔ (از نشان آسمانی، صفحہ ۳۰) ایام الصلح، صفحہ ۴۷ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے.....نہیں ہے۔ عربی زبان میں مفرد خاتم کے معنی آخر کے نہیں ہیں۔ یعنی یہ لفظ آخر کے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔ اگر کوئی شخص خاتم کے معنی انتہائی کے لیتا ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

یعنی بالکل آخری تو یہ اس لفظ کے لازم معنی ہو سکتے ہیں۔ اصل معنی نہیں ہیں۔ لفظ خاتم آخر کے معنی میں اصلی معنوں کی رُو سے استعمال نہیں ہوا۔ کتاب منتہی الارب میں یہ لکھا ہے کہ **خاتم**..... **صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم**. صفحہ ۴۹۵ یہاں خاتم کا لفظ مفرد استعمال ہوا ہے اور اس میں جو لفظ آخر قوم کا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے بعد اس قوم کا کوئی فرد نہیں، بلکہ عربی زبان میں جب آخر کا لفظ کسی قبیلہ کے ساتھ مضاف ہو کر استعمال ہو تو اس کے معنی اشرف اور افضل کے ہوا کرتے ہیں۔ میں نے اپنے بیان میں لفظ خاتم کے معنوں کی تشریح بیان کی ہے۔ وہ عربی زبان کے محاورات کے مطابق درست ہے۔ مجمع البحار، جلد ا، صفحہ ۳۲۹ پر ہے: **فن طرت الیہ خاتم**..... **بعدہٗ** کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۳۰ پر ہے، **خاتم**..... **فاعلٍ**. اس کتاب میں احادیث کے مشکل الفاظ کے معنی بیان کیے گئے ہیں۔ قاموس، صفحہ ۱۰۴ **و انی تامہ**..... **اخرتہ** تفسیر موجود ہے۔

یہ ڈکشنری کی کتاب ہے۔ اور اگر اس میں کسی لفظ کی تفسیر بیان کی گئی ہو اور اس پر عربی زبان سے کوئی سند پیش نہیں کی گئی، اور اس کے برخلاف کسی اور معنی کے لحاظ سے عربی زبان میں اس کی سند پائی جاتی ہو تو یہ دوسرے معنی معتبر سمجھے جائیں گے۔ حدیث: **لو عاش ابراھیم** میں لفظ **لو** کے معنی اگر کے ہیں۔ آیت: **لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ** (انبیاء:۲۲) میں لفظ **لو** کا استعمال واقعہ کے لحاظ سے نہیں ہے کہ خدا کے سوائے کوئی معبود حقیقی ہیں بھی۔ اس آیت میں امکان الھۃ کا کوئی سوال نہیں ہے۔ جس چیز میں لفظ **لو** داخل ہوتا ہے، اس میں اکثر وقوع نہیں ہوتا۔ ابن ماجہ صحاح ستہ میں سے ہے۔

کتاب میزان الاعتدال، علامہ ذہبی کی کتاب ہے، جس میں حدیثوں کے راویوں پر جرح کی گئی ہے۔ ابن ماجہ کے راوی کے متعلق درج ہے کہ عثمان سے روایت کی ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور امام احمد نے کہا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔ اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اس سے خاموش رہے ہیں۔ اور مسلم نے کہا ہے کہ وہ متروک الحدیث ہے۔

یحییٰ ابن معین ایک بہت بڑے محدث ہیں۔ کتاب تقریب التہذیب، صفحہ ۱۴ اس راوی ابن ماجہ کے متعلق ہے کہ وہ متروک الحدیث ہیں۔ عبارت متروک الحدیث..... الجامعیت تک ہے۔ مدراج نبوت صفحہ ۲۶۷، جلد دوم پر ہے، گفتے ..... پیغمبرم۔ ابن ماجہ، صفحہ ۳۰۷ پر یہ حدیث ہے کہ **انا اخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم**[1]..... **لیس بھا**. میرے اصول کے مطابق اس حدیث میں بعض الفاظ ایسے ہیں کہ اگر انہیں ظاہری الفاظ پر محمول کیا جاوے تو وہ معتبر نہیں ہیں۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹ پر یہ حدیث بھی ہے، **قال قلت**..... **لانبی بعدی**.

یہ قول **لو عاش ابراھیم** کی حدیث سے پہلے ہے۔ یہ قول عبداللہ ابن ابی اوفی کا ہے، جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی تھے۔ بخاری، جلد ۲، صفحہ ۹۱۴ پر یہی قول درج ہے۔ کتاب ازالہ اوہام، دوئم، صفحہ ۵۵۷۔ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو۔ قبول کرنے کے لائق ہے[2]..... داخل کر دیں۔

اس سے پہلے کی عبارت بالفاظ ذیل اب سمجھنا چاہیے سے لے کر مردود سمجھنا چاہیے تک، یہی قابل ملاحظہ ہے۔ شہاب

۱۔ **ان اللّٰہ تعالٰی لم یبعث**..... مستدرک، رقم ۸۶۲۰ ۲۔ ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۴۰۰

www.khatmenubuwwat.org

مفسر ہیں اور ان کو امام حدیث نہیں کہا جا سکتا۔ برکات الدعا، صفحہ ۱۲، حاشیہ پر ہے، قطب ربانی[1]..... جانتے ہیں۔ یہ کتاب مرزا صاحب کی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی حدیث کی تصحیح بغیر دلیل کے کرے گا تو وہ قابلِ قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر دلیل کے ساتھ کرے گا تو قبول کی جائے گی۔ ملا علی قاری نے چونکہ دلیل کے ساتھ بحث کی ہے، اس لیے اس کی روایت صحیح مانی جائے گی۔ امام ملا علی قاری کو حدیثیں یاد تھیں، لیکن حافظ حدیث کی جو اصطلاح ہے، اس اصطلاح میں وہ حافظ حدیث نہ تھے۔ لیکن انہوں نے جو بات کی ہے وہ دلیل کے ساتھ کی ہے، اس لیے مان لی جائے گی۔ اور اصطلاحاً وہ امام جرح وتعدیل نہیں ہیں۔ کوئی شخص امام جرح تعدیل ہو یا نہ ہو۔ اگر کوئی بات کسی دلیل کے ساتھ ثابت کرے تو وہ مان لی جائے گی، ورنہ نہیں۔ ملا علی قاری نے ابراہیم ابن عثمان واسطی کا کوئی ذکر اس حدیث کے متعلق نہیں کیا ہے اور اس راوی (راوی) پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں، اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ یہ حدیث چونکہ تین طریقوں پر بیان ہوئی ہے، اس لیے صحیح ہے۔ اس راوی کے ضعف کے رفع کرنے کے متعلق ملا علی قاری نے کوئی بحث نہیں کی۔ جو تین طریقے ملا علی قاری نے اس حدیث کی روایت کے بیان کیے ہیں، ان میں اس راوی کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ میں نے ملا علی قاری کا قول نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری نے اس میں ان طرق کی تشریح نہیں کی۔ کتاب موضوعات کبیر میں ایسی حدیثوں پر بحث کی گئی ہے کہ جن کو بعض لوگوں نے غلط یا موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن ان میں سے بعض ایسی حدیثیں ہیں کہ جو صحیح نہیں تو وہ ان کو دلائل کے ساتھ صحیح ثابت کرتے ہیں۔ یہ کتاب ملا علی قاری کی ہے۔ درمنثور تفسیر کی کتاب ہے۔ اس میں رطب و یابس کے واقعات ہو سکتے ہیں۔ میرے نزدیک اس میں بعض باتیں ایسی ہیں جو ماننے کے قابل نہیں۔ کتاب مجمع البحار حدیث کے مشکل الفاظ کی شرح ہے۔ یہ کتاب مجمع البحار مذکورہ بالا اصول کے تحت معتبر ہے۔ صاحب مجمع البحار نے لا نبی بعدی کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ کوئی ناسخ شریعت نبی نہیں آئے گا۔ الفاظ حسب ذیل ہیں: **قوله انه..... سرجهو. ترمذی شریف، جلد۲، صفحہ ۴۹۔ وانه هو..... لانبی بعد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم** کے قول **لا نبی بعدی** اور حضرت عائشہ صدیقہ کا قول، **قولوا خاتم الانبياء، ولا تقولوا لا نبی بعدهٗ**[2] یہ دونوں قول صحیح ہیں اور ان میں تضاد نہیں ہے۔ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح کے معنوں میں فرق ہے۔ اور وہ فرق میں نے اپنے بیان میں ذکر کر دیا ہے۔ قرآن مجید کی جو سات قرأتیں ہیں، ان میں کوئی ایسا فرق نہیں ہے کہ جس سے ایک دوسرے کے متضاد معنی بن جائیں۔ لیکن اگر کوئی شخص غلطی سے دونوں قرأتوں کے درمیان تطبیق نہ دے سکے تو اس کے غلطی میں پڑنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ مشکوٰۃ، صفحہ ۵۵ پر یہ حدیث ہے کہ **قال لعلی**[3]..... **بعدی**. اور یہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ اس حدیث میں انه کی ضمیر اگر شان کی لے لی جاوے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ملا علی قاری محی الدین ابن عربی سے پہلے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے بھی لا نبی بعدی کے معنی یہی کیے ہیں کہ کوئی تشریعی نبی بعد میں نہیں آئے گا۔ اور ملا علی قاری نے خاتم النبی کے یہ معنی کیے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہے۔ **لو عاش ابراهيم**[4] کے متعلق ابن ابی اوفی کا قول

۱۔ برکات الدعا، ص ۱۵

۲۔ قولوا خاتم النبيّين، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۱۳۳۲۷

۳۔ انت منی بمنزله..... صحیح مسلم، رقم ۶۳۷۰

۴۔ لو عاش ابراهيم..... ابن ماجہ، رقم ۱۵۱۱

www.khatmenubuwwat.org

اور ملا علی قاری کا قول ان معنوں سے متضاد نہیں ہیں کہ ابن ابی اوفی کے قول کے معنی مستقل نبوت کے لیے جاویں اور ملا علی قاری کے قول کے یہ معنی لیے جاویں کہ ایسا نبی جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع سے ہو اور ناسخ شریعت محمدیہ نہ ہو۔ صحابہ تفسیر میں غلطی کرتے تھے۔ حضرت عائشہ بھی صحابہ میں شمار ہیں۔ لیکن وہ فنِ تفسیر اور فنِ فقہ میں مشہور تھیں۔ اور بڑے بڑے صحابہ مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ موضوعاتِ کبیر، صفحہ ۶۹ پر جو حدیث: **لو کان موسٰی حیاً**[1]..... اتباعی ذکر کی گئی ہے، اس سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد تشریعی نبی ہونے کا امکان نہیں نکلتا۔

کتاب یواقیت والجواہر، صفحہ ۱۱، جلداوّل پر حسب ذیل عبارت، **اعلم**..... کا مطلب ہے کہ کسی قوم پر انکار جائز نہیں ہے۔ مگر ان کی اصطلاح کے جاننے کے بعد، کتاب الالہام، صفحہ ۲۸، حاشیہ پر ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے ہے۔ **بعدی نبیا**. محی الدین ابن عربی کے جو حوالے میں نے پیش کیے ہیں، ان میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آ سکتا، اور نہ کوئی ایسا حکم لا سکتا ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم اور شریعت کا ناسخ ہو۔ فتوحات مکیہ، جلد۲، صفحہ ۵۸ پر ہے۔ **قالت عائشه**..... **منه**، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت بالکل ہی مرتفع نہیں ہوتی۔ ہاں نبوت تشریعی جو ہے، وہ مرتفع ہوگئی ہے۔ صوفیاء نے بھی رسول اور نبی کو تشریعی اور غیر تشریعی میں منقسم کیا ہے۔ یواقیت، جلد۲، صفحہ۲۷ پر ہے، **واعلم**..... **واللّٰه تعالٰی**. اور اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف وحی بشرات باقی ہے۔ فتوحات مکیہ، جلداوّل، صفحہ ۵۸ پر ہے، **واتباعک**..... **مذموم مراد** یہ ہے کہ نبوۃ اور رسالت کا دعویٰ بعض وقت شیطانی لحاظ سے یہی ہوتا ہے۔ یعنی اگر شیطان کا وسوسہ ہو اور اس لحاظ سے کوئی شخص دعویٰ کرے تو وہ صحیح نہیں۔ اگر کوئی حکم شریعت کے خلاف ہے تو وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوسکتا، بلکہ شیطان کی طرف سے ہوگا۔ فتوحات مکیہ، حصہ سوم، صفحہ ۳۹ پر ہے، **وما بقیه**..... **متفق علیه** عبارت ہے۔ فتوحات مکیہ، جلد اوّل، صفحہ ۳۲۹ پر ہے، **تهمست**..... **الایوم القیامه** کی عبارت ہے۔ فتوحات مکیہ، جلد دوم، صفحہ ۲۳۸ پر حسب ذیل عبارت ہے، **واعلم**..... **موت رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم** کتاب مکتوبات مجدد الف ثانی کی مکتوب نمبر ۳۰۱ کو میں نے دیکھا ہے۔ اگر کسی شخص میں کمالات نبوت حاصل ہو جائیں اور خدا تعالیٰ اس کو نبی قرار دے تو وہ نبی ہوگا۔ اس مکتوب میں یہ الفاظ ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کو نبی قرار دے تو وہ نبی ہوگا۔ کمالات نبوت قرآن مجید کا علم جو خاص طور پر دیا گیا ہو، پیشگوئیاں اور اصلاح کی قوت وغیرہ سے مراد ہے۔ مثنوی مولانا روم سے میں نے جو اس شعر تا نبوت یا نبی اندر امت کا حوالہ دیا ہے، یہاں نبوت سے مراد مطلق نبوت ہے۔

مکتوبات جلد سوم، مکتوب نمبر ۲۴ کو میں نے دیکھا ہے۔ اس میں حسب ذیل عبارت ہے۔ دور شان..... برخلق جب تک کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہیں ہوگا۔ اس میں چاہے کمالات نبوت ہوں، لیکن وہ نبی نہیں سمجھا جائے گا۔ میں نے کتاب تحذیر الناس کا اکثر حصہ مطالعہ کیا ہے۔ صفحہ ۱۰ بھی پڑھا ہے۔ صفحہ ۳ پر حسب ذیل عبارت ہے، بنائے ختم..... دو بالا ہو جاتی ہے۔ صفحہ ۱۰ پر ہے، سو اگر..... ہو جاتی ہے۔ کسی مصنف کے قول کی تفسیر خود اس مصنف کی بہ نسبت اس کے مخالف کی تفسیر کے معتبر ہے۔ مخالف کا قول اگر صحیح ہو تو تائید میں پیش کی جاسکتی ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب احمدی نہ تھے۔ کتاب آخری نبی، مولانا محمد علی کی ہے۔

۱۔ **لو کان موسٰی**..... شعب الایمان بیہقی، رقم ۱۷۶

www.khatmenubuwat.org

کتاب حقیقت الوحی، صفحہ ۹۷ پر جو یہ الفاظ ہیں کہ آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے،[1] اس کی تائید قرآن مجید کی آیت: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (نساء:۶۹) سے ہوتی ہے۔ خاتم المرسلین اور خاتم النبیّین کے معنی میرے نزدیک ایک ہی ہیں۔ میرے نزدیک رسول اور نبی میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ کوئی ایسا نبی نہیں جو رسول نہ ہو۔ کتاب روح المعانی، جلد۲۲، صفحہ۳۲ پر ہے، وانی تم..... اخیر النبیٌ. کتاب ابن جریر، جلد۲۲، صفحہ۱۱ پر ہے، ما کان محمد..... رجالکم میں ہے۔ تفسیر خازن، جلد۵، صفحہ ۲۱۸، خاتم النبیّین..... کثیرۃ میں بھی آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب،۴۰) کی تفسیر میں ہے۔ تفسیر کشاف، جلد ثانی، صفحہ۴۳۳، ماکان محمد..... اور کیف کان..... امت ہی تک میں بھی امت مذکورہ بالا کی تفسیر ہے۔ بیضاوی، جلد۴، صفحہ۱۶۴ پر بھی اس آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے، جو بالفاظ ذیل ہے، واجزھم..... من نبی. نہیں مدارک التنزیل میں بھی اس آیت کی تفسیر درج ہے۔ منجد میں لفظ خاتم کے معنی صفحہ۱۶۴ پر دیے گئے ہیں۔ وہ لغت کے لحاظ سے درست ہیں۔ یہ کتاب ایک شخص کی لکھی ہوئی نہیں، بلکہ ایک جماعت نے لکھی ہے۔ اس جماعت میں عیسائی بھی شامل تھے۔ میں نے خاتم النبی کے معنی زینت کے جو لیے ہیں، اس کے متعلق کسی صحابی کا قول میری نظر سے نہیں گزرا۔ الامفسرین کے جو قول میری نظر سے گزرے وہ میں نے نقل کیے ہیں۔ خاتم کے معنی مہر لینے میں مَیں نے حدیث پیش کی ہے۔ خاتم النبی کے معنی مہر کے معنوں میں تمام صحابہ کی تفسیر میرے تک نہیں پہنچی۔ مفسرین کے قول میں نے دیکھے ہیں۔ صحابہ کے اقوال سے یہ محتمل ہے کہ انہوں نے خاتم النبی کے معنی میں خاتم کے معنی مہر کے لیے ہوں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ناموں میں سے ایک نام عاقب ہے۔ میں نے حدیث پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب عجمی بادشاہوں کو خطوط لکھے تو آپ سے یہ عرض کیا گیا کہ وہ خطوط کو قبول نہیں کرتے، جب تک کہ ان پر مہر نہ ہو۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک انگوٹھی بنوائی، جس پر محمد رسول اللہ کے الفاظ نقش کیے گئے۔ اس لیے خطوط پر مُہر لگانے کا دستور تھا، تاکہ اس سے ثابت ہو کہ یہ فلاں شخص کی طرف سے ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے، اس لیے قرآن مجید کی تفسیر کرنے کے لیے عربی زبان کے استعمالات کو شواہد کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ علمائے دیوبند وغیرہ کی تصانیف میں جو الفاظ خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ استعمال ہوئے ہیں، اور خاتم الشعراء وغیرہ الفاظ بھی جو عربی میں مستعمل ہوئے ہیں، ان میں بھی یہی خاتم کا لفظ اسی تحت میں استعمال کیا گیا ہے۔ مرزا صاحب نے خاتم الاولاد میں لفظ خاتم زینت یا مہر کے معنوں میں استعمال نہیں کیا۔ تریاق القلوب، صفحہ۳۷۹۔ چنانچہ وہ واقعات..... خاتم الاولاد تھا۔ سن کر تسلیم کیا۔

عدالت

بقیہ کارروائی کے لیے مثل کل پیش ہو۔

۸/ مارچ ۱۹۳۳ء/ ۱۱/ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۱۰۰

www.khatmenubuwwat.org

۹/مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان مولوی جلال شمس گواہ فریق ثانی　　فریقین اوران کے مختاران حاضر　　باقرار صالح

تفسیر کشاف، صفحہ ۴۳۳ پر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں، **ولکن نبیٌ خَتَم النبیّن** ہے۔ عبداللہ بن مسعود جلیل القدر صحابی تھے۔ اخبار الفضل، قادیان سے شائع ہوتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اس کی اشاعت میں امداد کرتی ہے۔ اخبار الفضل کے پرچہ ۲۷/دسمبر ۱۹۳۲ء میں ایک اعلان کا عنوان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مشہور ومعروف ارگن درج ہے۔ قرآن مجید کو خاتم الکتب کہا جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس قدر پاک تعلیمات جو کمالات اور مراتب روحانیہ حاصل کرنے کے لیے ضروری تھیں، وہ اس میں آ گئی ہیں۔ اوراس کے بعد کوئی کتاب جس میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی نئی شریعت ہو، نہیں آئے گی۔ وحی غیر شرعی قرآن شریف کے بعد آ سکتی ہے اور اس کو اگر کتابی صورت میں شائع کیا جاوے تو اسے کتاب کہہ سکتے ہیں۔ لغوی طور پر ایسی وحی کو کتاب اللہ کہہ سکتے ہیں۔ اصطلاحی طور پر کتاب اللہ کے معنی وہ کتاب ہے کہ جس میں شریعت ہو۔ اس لحاظ سے اسے کتاب اللہ نہیں کہا جائے گا۔ میں نے زبان عربی کے محاورات کے لحاظ سے یہ بتلایا ہے کہ خاتم کا لفظ آخر کے معنوں میں حقیقی طور پر استعمال نہیں ہوتا، بلکہ لازم معنی لے کر استعمال ہوتا ہے۔ میں نے اپنے بیان میں مفسرین کے حوالے دیے ہیں، جن سے میرے اس دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ خاتم کتاب کے یہ معنی ہیں کہ یہ کتاب کو ختم کرنے والا ہے۔ میں نے لا نبی بعدی اور آخر الانبیاء کو جن معنی میں لیا ہے، ان معنوں میں یہ حدیثیں صحیح ہیں۔ روح المعانی، جلد ۸، صفحہ ۳۹ پر حسب ذیل عبارت ہے۔ **صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم..... اسرھا.**

شفا قاضی عیاض، صفحہ ۲۴۶ - ۲۴۷ پر ہے، **کذالک..... سمع.** عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں، ان میں لکھا ہے کہ وہ خدا کے نبی ہوں گے اور دعویٰ نبوت کریں گے۔ میں انہیں حدیثوں سے، جن میں آیا ہے کہ وہ نبی اللہ ہوں گے، یہ سمجھتا ہوں کہ وہ دعویٰ نبوت کریں گے اور جو نبی ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ اسے مبعوث کرے گا تو جو فرائض اس کے سپرد کیے جائیں گے، وہ انہیں سرانجام بھی دے گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کامل اتباع سے نبوت کا درجہ ضرورت کے وقت بطور انعام مل سکتا ہے اور اس سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ میرے بیان کردہ اصول کے مطابق، جو میں نے روایات کے متعلق بیان کیا ہے، شانِ نزول سے مدد لی جاسکتی ہے لیکن اعتبار الفاظ کی عمومیت کا لیا جائے گا۔ خاص سبب نزول میں منحصر نہیں کیا جائے گا۔ آیت: **فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ** (نساء: ۶۹) میں معیت سے مراد ایسی معیت بھی ہے کہ وہ ان گروہوں میں سے شخص ہو جائیں، یعنی امت محمدیہ میں سے چار قسم کے لوگ پیدا ہوں گے، نبی، صدیق، شہید، صالح۔ اگر معیت سے یہ مراد لی جاوے کہ وہ ان کے ساتھ ہوں گے، ان میں سے نہیں ہوں گے، تو معیت چونکہ منعم علیہم کے ساتھ آئی ہے، اس لیے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ منعم علیہم کے ساتھ ہوں گے، لیکن منعم علیہم نہیں ہوں گے۔ اور یہ معنی فریقین کو مسلمہ نہیں ہیں۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جو خدا اور رسول کی اطاعت کریں گے، یہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن پر خداوند تعالیٰ کا انعام ہوا، یعنی

www.khatmenubuwwat.org

نبی، صدیق، شہید، صالح، شہداء کا جولفظ یہاں پر آیا ہے، یہ ایک روحانی مرتبہ ہے۔ اور اگر اس کے معنی عام طور پر شہید کے بھی لیے جاویں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ انبیاء سابقین کی بعثت خاص خاص اقوام کے لیے تھی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت عام ہے۔ تمام دنیا کے لیے **اوحی الی ھذا القران**..... **من بلغ** کا ترجمہ یہ ہے کہ اور میری طرف یہ قرآن مجید وحی کیا گیا ہے، تاکہ میں تمہیں اس کے ساتھ ڈراؤں اور جس کو پہنچے۔ حدیث، **انہ لا نبی بعدی**، جو حضرت علی کے متعلق ہے، کے معنی ہیں جو میں نے بیان کیا ہے کہ تبوک پر جانے کے بعد حضرت علی آپ کے خلیفہ ہوں گے اور کہ وہ نبی نہ ہوں گے۔ علامہ سندھی اور عینی کے اقوال میرے اس بیان کی تائید میں ہیں۔

علامہ سندھی ایک بہت بڑے مسلمہ عالم ہیں اور شارحین احادیث میں انہیں مانا گیا ہے۔ علامہ سندھی کے حالات منجملہ دیگر شارحین حدیث کے ایک کتاب میں مذکور ہیں، جس کا نام اس وقت مجھے پوری طرح یاد نہیں، شاید ابجد العلوم ہے۔ میں نے علامہ سندھی اور عینی کے اقوال کے حوالہ جات اپنے بیان میں دیے ہوئے ہیں۔ حضرت علی کے متعلق اوپر کی حدیث میں لفظ بعد میں ایک معنی میں نے یہ لیے ہیں کہ ایک تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غزوہ تبوک پر جانے کے بعد نبی نہیں ہوں گے۔ اور اگر بعدی کے معنی متصل رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد لیے جاویں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حالات اور قرائن کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ بعدیت متصلہ مراد ہے۔ یا منفصلہ آیت، **وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ** (صف:٦) میں اگر احمد سے مراد صرف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لیے جاویں۔ اور درمیانی نبی جن کا ذکر بعض شارحین نے کیا ہے، چھوڑ دیے جاویں تو ایک رنگ میں ہم اسے بعدیت متصلہ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر اس سے مراد جیسا کہ ہم احمدی لیتے ہیں کہ اس میں مسیح موعود کی بھی پیشگوئی ہے۔ تو اس صورت میں بعدیت منفصلہ بھی لی جا سکتی ہے۔ انوار خلافت، صفحہ ۱۸ پر ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے..... تیار ہوں۔ حدیث، **انت منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ** میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ہارون کی تشبیہ سے خلافت مراد لی ہے۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں من کل الوجوہ تشبیہ کا پایا جانا ضروری نہیں۔ لا نبی بعدی کے مختلف معنی ہو سکتے ہیں، اس لیے میں نے **انہ لا نبی بعدی** کا جو مفہوم بیان کیا ہے، اس کی تائید، **لست نبیا** والی روایت سے ہوتی ہے۔ اس خاص واقعہ میں یہ دونوں روایتیں ایک معنی میں بن جاتی ہیں۔ ویسے لفظی الفاظ سے ان دونوں جملوں میں کچھ فرق ہے۔ ایک خاص واقعہ پر دونوں کا مفہوم ایک ہو سکتا ہے۔

علامہ عینی وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے درمیان نبی ہوئے جن کی تعداد تین تک بتلائی جاتی ہے۔ اس بات کو بعض مسلمانوں نے تسلیم کیا ہے۔ علامہ عینی نے یہ لکھا ہے کہ اگر اس بات کو تسلیم کیا جاوے تو اس کے معنی صحیح و درست ہو سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے درمیان کوئی مستقل شریعت والا نبی آیا۔ **لیس بینی و بینہ نبی**، کا یہ ترجمہ ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ فوائد المجموعہ، علامہ زرقانی کے صفحہ ۱۰۳ پر ہے۔ حدیث، **اذا ردیا نمی حدیثٌ**..... **موضوعا** کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث کہ قرآن شریف پر پیش کرنا کسی حدیث کو ایک موضوع حدیث ہے۔ علامہ عینی اور علامہ ذہبی کی روایت سے انہوں نے یہ نقل کیا ہے۔ ظلی اور بروزی کی اصطلاحات مرزا صاحب نے انہیں معنوں میں لی ہیں جو میں نے اپنے بیان میں مفصل ذکر کیے ہیں۔ عام اصطلاح میں ظل سائے کو کہتے ہیں۔ اگر ذاتی طور

www.khatmenubuwwat.org

پر ہیں تو ظل اصل کا غیر نہیں ہوتا۔ جس ضمن میں مَیں نے فصوص الحکم سے ظل اور بروز کے حوالہ جات پیش کیے ہیں، ان میں ظل اور بروز کا ذکر ہے، نبوت کا نہیں۔ لیکن نبیوں کے لیے وہاں بروز کا استعمال کیا گیا ہے۔ کتاب حقیقت النبوت، صفحہ ۱۴۴، سالم، قابلِ ملاحظہ ہے۔ یہ کتاب خلیفہ ثانی حضرت بشیر الدین محمود صاحب کی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۲۸ پر حسب ذیل عبارت ہے، اور یہ تعریفوں..... ڈانٹ دیا۔

میں نے اس حدیث، **لم یبق**..... **الا المبشرات**[1] کے جو معنی بیان کیے ہیں، اس کی تائید میں حوالہ دیا ہے۔ اور عام مسلمانوں کے لیے رویا صالحہ بتلائی گئی ہے۔ اور خاص کے لیے کشف وغیرہ موجود ہیں۔ اس حدیث کا مطلب امام شعرانی و علامہ سندھی نے وہی بیان کیا ہے جو میں نے بتلایا ہے۔ حدیث،[2] **انا آخر الانبیاء وانتم خیر الامم**، میں آخر کے معنی کامل کے بھی لیے ہیں اور آخر کے بھی۔ آخر میں آخر کے معنی کامل کے بھی لیے ہیں اور آخر کے بھی۔ آخر اس لحاظ سے کہ آپ کے بعد کوئی مستقل نبی نہیں آئے گا۔ عربی زبان میں استعمال کے لحاظ سے دونوں معنی حقیقی ہو سکتے ہیں۔ دونوں معنی ہر ایک آدمی قرائن اور حالات کو مدنظر رکھ کر کرے گا۔ اس حدیث میں بھی آخر کے معنوں میں قرائن اور حالات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اگر لغت کسی معنی کی تائید کرتی ہوگی، وہ لیے جائیں گے، دوسرے نہیں لیے جائیں گے۔ لغت سے میری مراد اہلِ زبان کے محاورات سے ہے۔

یوم الاخیر میں آخر کے معنی سب سے پیچھے آنے والا دن ہے۔ قرآن شریف کو آخر الکتب انہیں معنوں میں کہا گیا ہے جو خاتم الکتب کے تحت میں مَیں بیان کر چکا ہوں۔ حدیث، **انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم**، کے ذکر سے پہلے دجال کا ذکر ہے۔ ایسے انبیاء بھی گزرے ہیں کہ جن کی طرف کوئی امت منسوب نہیں کی گئی، اس لحاظ سے کہ ان کے ماننے والے ہوئے ہیں یا نہیں، تو میں کہتا ہوں کہ ان نبیوں کے ماننے والے تھے۔ اگر ماننے والوں کے لحاظ سے امت کا لفظ کا اطلاق کیا جاوے تو ان نبیوں پر بھی اطلاق پا سکتا ہے۔ حدیثوں میں بھی جو لفظ امت کا استعمال ہوا ہے، وہ بھی اصطلاح کے مطابق ہو سکتا ہے۔ میں اس اصطلاح کے مطابق، جو میں نے اوپر بیان کی ہے، لیا جا سکتا ہے۔ قصر نبوت کے معنی میں جو حدیث ہے، اس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے[3] اپنے آپ کو ایک آخری اینٹ سے تشبیہ دی ہے، چونکہ اس حدیث میں انبیاء سابقہ سے یہ تشبیہ دی گئی ہے، اس لیے انبیاء سابقہ میں سے کسی اینٹ کی گنجائش نہیں ہے۔ اور بعد کے انبیاء کا اس میں ذکر نہیں۔ یہ مطلب خود حدیث سے واضح ہے، کیونکہ اس میں **من قبلی** کی قیدلگی ہوئی ہے۔ **من قبلی** میں میرے نزدیک اگر صرف صاحب شریعت نبی لیے جاویں تو یہی درست ہے۔ اور اگر دونوں شرعی و غیر شرعی مستقل نبی کے لیے جاویں تو دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ حضرت عمر کے متعلق جو یہ حدیث ہے، **لو لم ابعث بعث عمر**،[4] اس سے یہ مراد ہے کہ اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مبعوث نہ ہوتے تو حضرت عمر مبعوث ہوتے اور اس صورت میں وہ مستقل نبی ہوتے۔ یہاں **لو** کا لفظ امکان نبوت پر نہیں استعمال ہوا، بلکہ اس معنی میں استعمال ہوا کہ اگر رسول اللہ صلّی اللہ

۱۔ **لم یبق من المغبون**..... صحیح بخاری، رقم ۶۵۸۹

۲۔ **ان اللّٰہ تعالٰی لم یبعث**..... مستدرک، رقم ۸۶۲۰

۳۔ **مثلی ومثل الانبیاء**..... صحیح بخاری، رقم ۳۵۳۵

۴۔ **لو لم ابعث**، الموضوعات ابن جوزی، ۲۷۴/۳

www.khatmenubuwwat.org

علیہ وسلّم مبعوث نہ ہوتے تو حضرت عمر مبعوث ہوتے۔ کنز الحقائق امام عبدالرؤف مناوی کی ہے۔ اور وہ اس قاعدہ کے تحت معتبر سمجھی جائے گی جو میں نے حدیثوں کے متعلق بیان کیا ہے۔ حدیثوں میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ دجال یہ گمان کریں گے، وہ خدا کے رسول ہیں۔ بعض حدیثوں میں دجالوں کی تعداد ۲۷ بھی مذکور ہے اور بعض میں تیس ہے کہ دجال یہ گمان کریں گے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ بعض حدیثوں میں دجالوں کی تعداد ۲۷، لیکن ان کی رسالت اور نبوت کے دعویٰ کا ذکر نہیں۔ فتح الباری، جلد ۶، صفحہ ۴۵۵ میں ہے، **لیس المراد..... دجال اکبر.** بعض لوگ ایسے ہیں کہ جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بعض ان میں سے حاکم ہوئے تھوڑی دیر کے لیے اور پھر قتل ہوئے۔ کتاب المختار فی کشف الاسرار کے صفحات ۴، ۵ دیکھ لیے جاویں۔ اگر کسی خصوصی مسئلہ پر تمام کی تمام امت بغیر استثنیٰ کے اجماع کرے تو اس کا ماننا ضروری ہے۔ اجماع کا مسئلہ خود مختلف فیہ ہے۔ ہمارے نزدیک اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ امت کے تمام بزرگ اور مسلمہ اکابر ایک مسئلہ کو مانتے چلے آئے ہوں۔ فرائض نماز کی رکعتوں پر اس قسم کا اجماع ہے جو میں نے اوپر بیان کیا۔ قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے پر بھی اس قسم کا اجماع ہے۔ قرآن مجید میں جو باتیں منصوص ہیں، یا سنت میں ایسی بات پر کہ جو قرآن مجید اور سنت میں صراحتاً ذکر نہیں کی گئی، ان کے علاوہ کسی مسئلہ پر تمام امت کے اجماع کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور یہی امام احمد کا قول ہے۔ یعنی ان کے اس قول سے، جس کا میں نے اپنے بیان میں حوالہ دیا ہے، مطلب ہے۔

ائمہ نقل میں سے کسی کا کسی مسئلہ کے متعلق یہ کہہ دینا کہ امت نے اس پر اجماع کیا ہے، صحیح نہیں ہوسکتا، کیونکہ انہوں نے تمام امت کے علماء کا نہ ذکر کیا ہے اور نہ ہی اس کی دلیل دی ہے۔ اور خصوصاً اس وقت جبکہ اس کے خلاف قرآن مجید یا سنت میں سے یا علماء امت کے اقوال بھی پیش کیے جاویں۔ اگر پہلے ائمہ میں سے کسی نے کسی مسئلہ پر اجماع امت رکھا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ کتاب یا وہ قول دوسرے ائمہ کو نہ پہنچا ہو، اس لیے وہ تردید نہ کر سکے ہوں، اس لیے اس کے قول کو اس وقت قبول کیا جائے گا۔ اگر اس کے خلاف قرآن مجید اور احادیث اور دوسرے علماء کے اقوال میں سے پیش نہ کیا جا سکے۔ قاضی عیاض ائمہ نقل میں سے نہیں ہیں۔ امام آلوسی مفسر ہیں، ائمہ نقل میں سے نہیں ہیں، بلکہ وہ حال کے زمانہ کے ہیں۔ اور انہوں نے تفسیر روح المعانی لکھی ہے۔ صحابہ کا اجماع جس پر انہوں نے نصاً یہ کہا ہو اور جس پر وہ جمع ہوئے ہوں کہ یہ بات ایسی ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر وہ بات ایسی ہے جو قرآن مجید اور حدیث سے تعلق رکھتی ہے تو وہ کفر کی طرف لے جانے والی ہوگی۔ اگر ایسا اجماع صحابہ کا، جس کا میں ذکر کر چکا ہوں، جو ایمانیات کے ساتھ تعلق رکھتا ہو، اس کا انکار کفر ہوگا۔ اور جو باتیں عمل سے ثابت ہیں اور ان میں سے کسی ایک مسئلہ کے متعلق جو عملیات سے ہے اور اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے اور تمام امت اس پر عامل بھی ہے تو اس کا ماننا بھی ضروری ہوگا۔

منافق کی تعریف میں جو خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم خدا کے رسول ہیں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ لوگ اس شہادت میں کاذب ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جس قدر اشخاص نے دعویٰ نبوت کیا، وہ یا تو حکومت کے خلاف تھے اور انہوں نے مستقل نبوت کا دعویٰ کیا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت کے احکام کو منسوخ کیا۔ اس وجہ سے ان کے کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری، صف ۱۹۱ پر ہے، **ودعوۃ النبوۃ بعد..... بالاجماع** کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا

www.khatmenubuwwat.org

کفر بالا جماع ہے۔ اس کی تشریح میں نے اپنے بیان میں کی ہے۔ جس اجماع کا ذکر کیا گیا ہے، وہاں اجماع امت و اجماع صحابہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مراد ہے۔ نور الانوار، صفحہ ۲۲۲ سے جو حوالہ میں نے اپنے بیان میں پیش کیا ہے، اس کے اوپر یہ عبارت موجود ہے، **واذا**..... وغیرہ۔ اور اس حوالہ کے آگے یہ الفاظ ہیں، **وان کان**..... **قطعیة**. اگر کوئی شخص کسی مسئلہ پر الفاظ **اجتمعت الامت** کہتا ہے تو اس سے اجماع نہیں سمجھا جائے گا۔ اگر اس کے خلاف قرآن مجید اور سنت اور دوسرے علماء کے اقوال موجود ہوں۔ الفاظ **اجتمعت الامت** کے استعمال کو اجماع کے لیے خاص نہ سمجھنے کے لیے میں اس وقت کسی کتاب کا حوالہ نہیں پیش کر سکتا۔ تعداد رکعت اور نقل قرآن مجید عملاً تواتر سے ثابت ہیں۔ تواتر محدثین کی اصطلاح ہے اور تواتر لفظی و معنوی کی اصطلاحیں بھی ہیں۔ کتاب شہادت القرآن، صفحہ ۲، ۳ پر ہے، لیکن یہ خبر..... نہیں ہوتی اور اس صورت سے..... کی جائیں۔ یہ کتاب مرزا صاحب کی ہے۔ شرح مسلم الثبوت، صفحہ ۴۹۷ پر ہے، **واستھزہ**..... **تواتر الجماعہ**. اس کتاب کے صفحہ ۴۹۵ پر ہے۔ **لانا تواتر**..... **جاھل مرکب** طلیحہ اور مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ طبری، جلد سوم، حصہ چہارم، صفحہ ۲۳۰ پر ہے کہ طلیحہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں مرتد ہو گیا اور دعویٰ نبوت کیا۔ میں نے ابن جریر کی اس کتاب کا حوالہ پیش کیا ہے جو فریق اوّل کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ تحفہ الکرامہ، صفحہ ۲۳۴، **واین مسیلمہ**..... **گشتہ** بخاری شریف، صفحہ ۱۰۴۲ پر ہے، **انا نائمون**..... یہاں صاحب صنعاء سے اسود عنسی مراد ہے اور صاحب الیمامہ سے مسیلمہ کذاب اسود عنسی نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا۔ تاریخ خمیس، صفحہ ۱۷۵، جلد ثانی، **وفی مسیلمہ**..... **وبعد**. مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۰ کتاب الصلوٰۃ پر ہے، **رواہ الحاکم**..... **عشرہ سنتین**. یہ حدیث ہے۔ اشارات فریدی، صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹ پر ہے، ایں جا ذکر کردند..... است۔ وفرمودند..... بودہ است۔

مسیلمہ نے شریعت کے احکام منسوخ کیے اور اسلامی حکومت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا اور نماز کی فرضیت کو ساقط کیا۔ فسق و فجور کو حلال قرار دیا ہے۔ مجھے اس کی اذان کا پتہ نہیں۔ جو باتیں میں نے اوپر بیان کی ہیں مسیلمہ کے متعلق، وہ تاریخ سے ثابت ہیں۔ یہ تاریخیں مسلمان مورخین کی لکھی ہوئی ہیں۔ ہم ان واقعات کو جو تاریخ کی رُو سے صحیح ثابت ہوئے ہیں، معتبر سمجھتے ہیں۔ یہ شعر بخدا بعشق محمدؐ محترم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم۔ کتاب ازالہ اوہام میں ہے، اور منسوخ نہیں ہوا۔

کتاب المحاسن والمعاد میں جن دو شخصوں کا ذکر ہے، وہ میں اپنے بیان میں لکھوا چکا ہوں۔ ان میں سے ایک نے تو نوح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور دوسرے نے نبوت کا دعویٰ اس طریق پر کیا جو میں اپنے بیان میں لکھ چکا ہوں۔ ابوطیب متنبّی نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور اس کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔ میں نے علماء کے متعلق عنوان دیا ہے، وہ ان کی تحریروں کو مدنظر رکھ کر دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی تحریروں میں جو مثالیں پیش کی ہیں، وہ انہی قسم کے انبیاء کی ہیں، جنہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کے خلاف دعویٰ نبوت کیا کہ شریعت اسلام کے احکام کو منسوخ کیا، اس لیے ان کی تحریر سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انہوں نے اس قسم کی نبوت کو، جو اوپر بیان کی گئی ہے، بند سمجھا۔ اور دوسری قسم کی نبوت جس کے باقی رہنے کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بند ہو جانے کا ان تحریروں میں ذکر نہیں ہے۔ منصب امامت سے جو نبوت کی تعریف پیش کی گئی ہے، اس میں اگر لفظ احکام سے نئی شریعت کے احکام مراد ہیں تو یہ تعریف مرزا صاحب کی تعریف پیش کی گئی ہے۔ اس میں اگر لفظ احکام سے نئی شریعت کے احکام مراد ہیں تو یہ

www.khatmenubuwat.org

تعریف مرزا صاحب پر صادق نہیں آتی۔ آئینہ کمالات اسلام، مرزا صاحب کی کتاب ہے۔ اس میں ہے، نادانی..... مامورین. اس کے ترجمہ فارسی میں اس کے نیچے دیا ہوا ہے۔ ہم مکہ مکرمہ کے خانہ کعبہ کے حج کو حسب ہدایات قرآن شریف و احادیث فرض سمجھتے ہیں۔ ہم قادیان کے جلسہ کو شرعی حج نہیں سمجھتے۔ برکات خلافت، صفحہ ۲ پر ہے، آج جلسہ کا پہلا دن ہے..... الخ۔ مرزا صاحب کا یہ شعر ہے، زمین قادیان اب محترم ہے، ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔ ہماری جماعت مرزا صاحب کی ازواج کو اُم المومنین کہتی ہے۔ کتاب الوقیت، صفحہ ۱۸ پر ہے، اور چونکہ..... ہوگا۔ یہ کتاب مرزا صاحب کی ہے۔ ہر مرید کا قول اپنے پیر کے حق میں معتبر نہیں ہے۔ بلکہ مرید کا رُتبہ اور اس کی حیثیت دیکھی جائے گی۔ اشارات فریدی، خواجہ غلام فرید صاحب کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ جمع مولوی رکن الدین صاحب نے کیا ہے۔ خواجہ صاحب کی اپنی تحریر شدہ نہیں۔ اس میں خواجہ صاحب کے اقوال ان کے بعد مرتب کر کے شائع کیے گئے ہیں۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۲۰۷ پر ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں[1]..... جواب دیا ہے۔ کتاب اشارات فریدی شائع خواجہ صاحب کی وفات کے بعد ہوئی۔ لیکن اقوال کا مرتب ہونا دوسری بات ہے۔ شائع ہونے سے پہلے بھی ہوسکتا ہے۔ یہ کتاب چونکہ خواجہ صاحب کی وفات کے بعد شائع ہوئی، اس لیے اس میں جو اقوال درج کیے گئے ہی، وہ خواجہ محمد بخش صاحب کی تصدیق کے بعد درج کیے گئے ہیں۔ خواجہ صاحب محمد بخش ان کے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے سارے مضامین دیکھے تھے، کیونکہ اس پر ان کی تصدیق موجود ہے۔ جلد سوم کے متعلق مولف نے صفحہ ۱۸۷ پر درج کیا ہے کہ اس تمام جلد کو اوّل سے لے کر آخر تک خواجہ محمد بخش صاحب کے سامنے پیش کر کے پڑھا، اور انہوں نے بکمال عنایت وتوجہ سے سنا اور تصحیح اصلاح تحقیق کے بعد بھی کی۔ اور اس کے نیچے فقیر محمد بخش صاحب کی اشارات فریدی کے متعلق ارشاد موجود ہے کہ یہ میرے والد ماجد غلام فرید صاحب کے ملفوظات ہیں، جو مولوی رکن الدین صاحب نے ۹ سال کی مدت میں نہایت محنت کر کے جمع کیے ہیں۔ مولوی رکن الدین کے متعلق یہ پایا جاتا ہے کہ وہ خواجہ غلام فرید صاحب کے پاس ملفوظ نویسی کیا کرتے تھے۔ مولوی رکن الدین کے متعلق خواجہ غلام فرید صاحب نے مرزا صاحب کو کچھ نہیں لکھا۔ خواجہ غلام فرید صاحب کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا، مولوی رکن الدین کی توثیق کے متعلق مجھے کوئی حوالہ یاد نہیں ہے۔ مولوی غلام احمد اختر اس وقت احمدی ہیں اور ان کا جو ذکر اشارات فریدی میں آیا ہے، اس وقت وہ احمدی نہ تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مولوی رکن الدین کے دوست تھے، یا نہ۔ اشارات فریدی، حصہ سوم، صفحہ ۴۱ پر ہے، اندریں اثناء رضوی صاحب مولوی غلام احمد اختر..... الخ۔ کتاب اشارات فریدی کے حصص اوّل و دوم بھی ہیں۔ اور وہ میں نے دیکھے ہیں۔ جس وقت حصہ سوم شائع ہوا، اس وقت خواجہ صاحب کے خلفاء میں سے کسی نے اس کی تردید شائع نہ کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواجہ غلام فرید صاحب احمدیت کے مخالف نہ تھے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود کے مصدق تھے۔ اور ان کی مصدق ہونے کی حالت پر وفات ہوئی۔ خواجہ صاحب کے سامنے اس وقت تک جس قدر دعویٰ مرزا صاحب کی طرف سے پیش ہوئے تھے، ان سب کو خواجہ صاحب نے تصدیق کی تردید نہیں کی۔ مرزا صاحب نے نبوت غیر تشریعی کا اپنی پہلی کتاب توضیح المرام میں بھی کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ پہلے آپ محدث کا لفظ لکھتے رہے۔ لیکن بعد میں اپنے لیے نبی کا لفظ استعمال کرنے لگے۔ اور

۱۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۲۱۶

www.khatmenuwwat.org

آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ موجود تھے۔ اور وہ الہامات خواجہ صاحب کے پیش ہوئے اور انہوں نے اس کے متعلق شہادت دی کہ یہ الہامات خود مرزا صاحب کے کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے مرزا صاحب کی جو جو کتابیں پڑھی ہیں، ان کا ذکر اشارات فریدی میں ہے۔ سن کر درست تسلیم کیا۔

عدالت بقیہ کارروائی کے لیے مسل پرسوں بتاریخ ۱۱/ مارچ ۱۹۳۳ء کو پیش ہو۔ ۹/ مارچ ۱۹۳۳ء

۱۱/ مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان جرح مولوی جلال دین شمس فریقین اور اُن کے مختار حاضر ہیں باقرار صالح

میرے علم میں خواجہ غلام فرید صاحب اور مرزا صاحب کے درمیان کوئی ملاقات نہیں ہوئی، خط و کتابت ہوتی رہی ہے۔ حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کے ساتھ میرا خیال ہے کہ خواجہ صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے۔ اور حکیم صاحب کی جو گفتگو خواجہ صاحب سے ہوئی، مرزا صاحب کے متعلق ہوئی تھی۔ مجھے تفصیلی طور پر یاد نہیں کہ ان کے درمیان کس قسم کا تذکرہ ہوا تھا۔ اشارات فریدی، حصہ سوم، ص ۸۳ پر حسب ذیل عبارت ہے۔ میقوس نمبر ۳۸۔ بوقت..... ششم اند، مرزا صاحب کی کتاب ایک غلطی کا ازالہ سال ۱۹۰۱ء میں چھپی ہے۔ مجھے خواجہ کی وفات کا سن اچھی طرح یاد نہیں، غالباً سال ۱۸۹۹ء ہے۔ قرآن مجید چونکہ خدا کا کلام ہے، اس لیے طاقت بشری سے باہر ہے۔ اور قرآن مجید میں یہ چیلنج ہے کہ اس جیسا اور کوئی نہیں بنا سکتا۔ اور اگر خداوند تعالیٰ کی کوئی کتاب ایسی ہوگی کہ اس میں بھی یہ چیلنج موجود ہو کہ ایسی کوئی کتاب نہیں لاسکتا تو اس کے مقابلہ میں بھی کوئی نہیں لا سکے گا۔ اور کسی کتاب کے متعلق یہاں ذکر نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کسی انسان کے کلام کو جو خدا تعالیٰ کی تائید سے لکھا گیا ہے، اسے بطور اعجاز کے پیش کرے اور خدا تعالیٰ لوگوں کی ہمتوں کو اُس کے مقابلہ میں لانے سے بست کر دے اور وہ نہ لاسکیں تو وہ بھی اعجاز سمجھا جائے گا۔ ایسا عقیدہ رکھنا کہ جو خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت ہے، قرآن شریف کی توہین نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں کوئی یقینی مدت وغیرہ بیان نہیں کی گئی، بلکہ وہ ہر زمانہ اور رنگ میں اپنے اندر کامل اعجاز کو لیے ہوئے ہے۔ صوفیائے کرام وغیرہ کو حق نہیں سمجھتے، بلکہ وہ کافر کو کافر سمجھیں گے۔ چنانچہ خواجہ غلام فرید صاحب نے اشارات فریدی میں مسیلمہ کذاب کو کذاب اور کافر کہا ہے۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کہ خواجہ صاحب نے ان مولویوں کو کہ جنہوں نے مرزا صاحب کی تکفیر کا فتویٰ دیا، انہی غلطی پر سمجھتے ہوئے مسلمان کہا ہے۔ اشارات فریدی، حصہ سوم، صفحہ ۷۹، حضور خواجہ ابقاہ اللہ..... برحق است۔ مولوی عبدالجبار، عبدالحق اور غلام دستگیر نے مرزا صاحب کے خلاف فتویٰ کفر دیا ہے۔ انبیاء کے کشف خطا سے پاک ہوتے ہیں۔ آگے ان کی تعبیر کے لحاظ سے نبی اجتہادی طور پر غلطی کھا سکتا ہے۔

اشارات فریدی، جلد سوم، صفحہ ۴۲ پر ہے: غائت مافی الباب..... کشف است۔ اس سے پہلے کی عبارت قابلِ ملاحظہ ہے، جس کا میں اپنے بیان میں بھی حوالہ دے چکا ہوں۔ ظلی نبوت کی جو حضرت مرزا صاحب نے تعریف بیان کی ہے، اس کے مطابق اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کا حکم میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ ظلی نبی جو مستقل نبی کی اتباع سے نبوت کا درجہ پاتا ہے اور

www.khatmenuboowat.org

اس کی صداقت قرآن مجید کی رُو سے ثابت ہوتی ہے تو نجات پانے کے لیے اس کا ماننا بھی ضروری ہے۔ اور کوئی شخص مستقل نبی کی تعلیم کا پابند نہ سمجھا جائے گا، جب تک وہ اس مدعی کو بھی جس کی صداقت اس مستقل نبی کی تعلیم کے مطابق ثابت ہوئی ہے، نہ مانے۔ مرزا صاحب نے کتاب توضیح المرام میں نبوت غیر تشریعی کو اپنے لیے تسلیم کیا ہے اور آپ کے الہامات میں نبی اور رُسول کے لفظ بھی موجود ہیں۔ ایمانیات کے متعلق میں اپنے بیان میں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں، جس میں دو باتیں نہیں پائی جائیں گی وہ صوفی نہیں ہوگا۔ جو حضرت مرزا صاحب کو آپ کے دعویٰ میں سچا سمجھتے ہیں، وہ کافر نہیں ہیں۔ جو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور منکر ہیں اور اس لیے کافر ہیں۔ اور جن لوگوں نے مرزا صاحب کے حق میں کوئی فتویٰ نہیں دیا، ہم ان سے دریافت کریں گے کہ وہ مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ میں صادق سمجھتے ہیں یا کاذب۔ تو جو صورت وہ اختیار کریں گے، اس کے مطابق ہم ان پر فتویٰ لگائیں گے۔ آیت: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (بقرہ:۱۰۴) مطلب یہ ہے کہ اے مومنو! تم رَاعِنَا نہ کہو، بلکہ انْظُرْنَا کہو۔ مراد یہ ہے کہ ایسے ذو معنی الفاظ جو یہودی آ کر استعمال کیا کرتے تھے، ان کا استعمال کرنے سے خداوند تعالیٰ نے یہاں منع فرمایا ہے۔ مرزا صاحب کے نبی اور رسول کا لفظ ہم انہیں معنوں میں استعمال کرتے ہیں جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے، کہ آپ نے بغیر شریعت کے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع کر کے نبوت کے درجہ کو پایا ہے۔ اور اس کے سوا اُن الفاظ سے اور کوئی معنی نہیں لیے جاتے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہیں۔ ہم محمد عربی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو، جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے تشریف لائے، مراد لیتے ہیں۔ تناسخ کی تعریف جسے آواگون بھی کہتے ہیں، یہ ہے کہ ایک روح کسی جسم سے نکل کر پھر پیدائش کے طریق سے دوسرے جسم میں جائے۔ یعنی پہلی روح ہی دوسرے جسم میں پیدائش کے طریق سے آتی ہے۔ اسلام میں تناسخ کا مسئلہ نہیں ہے، یعنی ایسا عقیدہ نہیں ہے کہ کوئی گذشتہ شخص اس طریق سے جس کی تعریف میں نے اوپر بیان کی ہے، دوبارہ پیدا ہو جائے۔ یہ کہنا کہ فلاں شخص فلاں کی خو بو پر ہے اور اس کے اخلاق اور صفات رکھتا ہے تو اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس کا آنا ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ دوبارہ پیدا ہوا، جائز ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق خداوند تعالیٰ نے خاتم النبیّین فرمایا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام انبیاء کے کمالات کو آپ کے اندر جمع کیا۔ آپ موسیٰ علیہ السّلام سے بھی بڑھ کر تھے، حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے بھی، لیکن ظاہری طور پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس طور پر نہیں فرمایا کہ میں آدم ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں ابراہیم ہوں، وغیرہ وغیرہ۔ مرزا صاحب نے کتاب سرمہ چشم معرفت جب تصنیف کی، آپ اس وقت مدعی مجددیت اور مدعی الہامات تھے۔ ابن کثیر، جلد ۸، صفحہ ۸۹ پر ہے: حدثنا..... اجرائے نبوت۔ اس حدیث میں نبوت اور رسالت اور نبی اور رسول کے الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں، جیسا کہ میں اس کی تشریح میں امام محی الدین ابن عربی کا قول نقل کر چکا ہوں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی مشرع نبی اور رسول نہیں ہے۔ امام محی الدین ابن عربی نے جو قول لکھا ہے، اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے رسالت اور نبوت کو ایک ہی معنی میں لیا ہے۔

کتاب اعجاز احمدی میں مرزا صاحب نے ایک قصیدہ اعجازیہ لکھا ہے۔ اس کتاب میں بھی اس قصیدہ کے اعجاز ہونے کی تشریح موجود ہے۔ کرشن ہونے کا دعویٰ مرزا صاحب نے وحی الٰہی کی بنا پر کیا ہے اور آپ کی وحی قرآن مجید کے معیار کی رُو سے جو

www.khatmenubuwwat.org

وحی من اللہ ہونے کے لیے قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں، سچی ہے۔ لہٰذا آپ کے کرشن ہونے کا دعویٰ کرنا قرآن کے مخالف نہیں۔ قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا. (نحل:۳۶) کہ ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجا۔ اور اسی طرح فرمایا، وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ. (فاطر:۲۴) کہ ہر امت میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے ڈرانے والے آئے۔ اس لیے ہندو قوم کی طرف اگر کرشن کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھ لیا جاوے تو قرآن کی تعلیم کے مخالف نہیں۔ چنانچہ علماء نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ اور خواجہ غلام فرید صاحب نے بھی اشارات فریدی میں کرشن کو نبی مانا ہے۔ شریعت کے تحدیدی احکام کی مثال خود حضرت مرزا صاحب نے اربعین میں دی ہے۔ مثلاً: قل للمومنین..... الخ. جو میں اپنے بیان میں دے چکا ہوں۔ اقتباس کا یہ مطلب ہے کہ کسی کے قول کو اپنے کلام میں لایا جائے۔ اقتباس الہام کے ذریعہ بھی ہوسکتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ کسی دوسرے کا قول یا قرآن کی آیت کوئی شخص اپنے قول میں بیان کرے۔ علم الکتاب میر درد کے صفحہ ۳، اظہار اقتباس..... باید دانست..... نہ فہمد۔ اس کتاب سے میں نے جو آیات پیش کی ہیں، وہی میر درد نے لکھا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ نے مجھے الہام کی ہیں۔ علم الکتاب، صفحہ ۶۱ الحمدللہ..... فضل عظیم۔ اس عبارت میں فرقہ: واسمعوا کیف اقتبس بالآیات ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ سنو کہ میں کس طرح آیات سے اقتباس کرتا ہوں۔ اس کتاب کے صفحہ ۶۴ پر حسب ذیل عبارت ہے: وکتب..... یرجعون. یعنی اور آیات کو لکھ اپنی کتاب میں اور اسے لوگوں کو پہنچا۔ اس کے صفحہ ۶۵ پر حسب ذیل عبارت ہے: انا کنا وارثین..... انسان. اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر ہے: اقسام وحی نیز شاہ ولی نعمت اللہ رحمہ اللہ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا، نہ انہیں اس کثرت سے اظہار اُمور غیبیہ کی نعمت کا خداوند تعالیٰ سے حصہ ملا کہ خدا اُنہیں نبی قرار دیتا اور وہ نبی کا دعویٰ کرتے۔ شرعی فتویٰ یہ ہے کہ نماز متقی کے پیچھے پڑھنی چاہیے، غیر متقی کے پیچھے نہیں۔ شرعاً غیر متقی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، اگر متقی موجود ہو۔ متقی کی عدم موجودگی میں جو نماز پڑھنے والوں سے اعلیٰ ہوگا، اسے امام کیا جائے گا۔ اگر کوئی غیر احمدی مسجد میں نماز پڑھا رہا ہو تو ہم یعنی احمدی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ لنج المعلی، صفحہ ۳۰۸ پر ہے، بہرحال..... مواخذہ ہے۔ یہ قول مرزا صاحب کا ہے۔ اس بارہ میں اور جو کچھ اور مرزا صاحب نے لکھا ہے، وہ صحیح ہے اور میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ مسلمانوں نے ایسے فتوے دیے ہوئے ہیں کہ کبھی وہ اپنے مخالف مذہب والے کے پیچھے نماز پڑھنے والے کو حرام سمجھتے ہیں۔ کتاب بھونچال بر لشکر دجال کا جو حوالہ میں نے دیا ہے، اس میں فاسق کے متعلق مولانا رشید احمد صاحب کے فتویٰ کی عبارت کا قبل مابعد دیکھ لی جاوے، مجھے اس وقت یاد نہیں۔

کتاب تحفہ گولڑویہ، حاشیہ صفحہ ۲۷ پر ہے: پس یاد رکھو[1]..... پڑھو اس قول میں الفاظ ذیل سے کہ غیر احمدی کو رشتہ نہ دو۔ اس سے مراد دوسرے فرقہ کے مسلمان ہیں، کیونکہ ہندو اور عیسائیوں کو رشتہ دینا ہم پہلے سے جائز نہ سمجھتے تھے۔ غیر احمدی کو نکاح میں لڑکی نہ دینے کی وجہ میں نے اپنے بیان میں بتلائی ہے۔ وہ بھی منجملہ دیگر وجوہ کے ایک وجہ ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دوسرے فرقہ کے لوگ حضرت مرزا صاحب کو مفتری علی اللہ سمجھ کر کافر ہوتے ہیں، اس لیے انہیں نہیں دی جاتی۔ مرزا صاحب کے متعلق جو متردّد ہوگا، اس سے دریافت کیا جائے گا۔ اگر وہ تصدیق کرے تو مصدق سمجھا جائے گا۔ اگر تکذیب کرے تو مکذب۔ کتاب ملائکۃ اللہ مرزا

۱۔ اربعین نمبر ۳، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۱۷

صاحب محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کی تصنیف ہے۔ اس کے صفحہ ۴۶ پر حسب ذیل عبارت ہے: پانچویں بات..... دیتے ہو جو احمدی ہو کر غیر احمدی ہو جائے۔ اس پر مرتد کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ جو شخص جماعت سے خارج کیا جائے، اگر وہ احمدی نہ رہے تو اسے نظام جماعت سے خارج سمجھا جائے گا یعنی ہماری جماعت کو اس سے کوئی تعلق نہیں جو شخص تین مہینے تک چندہ نہ دے۔ وہ نظام جماعت سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ احمدیت سے انکار نہیں کرتا تو احمدی کہلائے گا۔ لیکن نظام جماعت سے خارج سمجھا جائے گا۔ کشتی نوح میں حضرت مسیح موعود نے تمام اسلامی احکام کو بجا لانے کی، جن میں نماز، زکوٰۃ وغیرہ بھی شامل ہیں، تاکید کی ہے۔ اور نہ بجا لانے کی نسبت کہا ہے کہ وہ میری جماعت سے نہیں ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے تو وہ کافر ہوگا۔ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وقت میں کوئی ایسی صورت پیش آئی کہ کسی شخص نے زکوٰۃ نہ دی ہو اور اس کے متعلق کوئی حکم صادر ہوا ہو۔ مرزا صاحب کے اس حکم کے متعلق کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہ دے باوجود طاقت رکھنے کے، تو وہ جماعت سے علیحدہ سمجھا جائے گا۔ مین نے اپنے بیان میں اس کی تائید میں قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی ہے: **هَآنَتُمْ هَؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ.** (آل عمران:۶۶) حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتال کیا، وہ ادائے زکوٰۃ سے منکر تھے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے: **واللّٰہ..... رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم.** کہ قتال زکوٰۃ کے ادا نہ کرنے پر کیا گیا۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ لوگ زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر تھے، یا نہ تھے۔ اس میں صرف زکوٰۃ کے ادا نہ کرنے کا سوال ہے۔ تارک زکوٰۃ پر، اگر وہ صرف زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، مرتد کا لفظ اس پر بشرطیکہ وہ دوسرے امور دینیہ کا انکار نہ کرے، اطلاق نہیں پائے گا۔

مشکوٰۃ، صفحہ ۱۴۹: **مماتوفی..... بعدہ وکفر من کفر** پر یہ حدیث ہے۔ ابن جریر، جلد ۸، صفحہ ۱۲۴ پر حسب ذیل عبارت ہے: **ابی بعد..... یہ یظنون.** یہ حوالہ طبع امیریہ، مطبوعہ مصر سے ہے۔ اس کا ٹائٹل پیج پر ابن جریر کی تعریف لکھی ہے۔ آیت: **یا بنی آدم..... الخ** کی جو صحیح تفسیر میرے نزدیک تھی، وہ میں نے بیان کر دی ہے۔ خازن، جلد ۵، صفحہ ۲۳ پر **اللّٰہ تصطفی..... برسالتہٖ.** آیت مذکورہ بالا کی تفسیر ہے۔ مضارع میں حال اور استقبال دونوں کے معنی ہوتے ہیں۔ حال اور استقبال کے بھی دونوں معنی حقیقی طور پر ہوتے ہیں۔ جب تک کہ کوئی تحریر اس کو کسی زمانہ کے ساتھ مختص نہ کر دے۔ آیت: **اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ** (حج: ۷۵) میں حال اور استقبال کے دونوں معنی مراد ہیں۔[1] **ولا عہد لہ..... واتممت علیکم نعمتی** میں نعمتی سے مراد مطلق نعمت ہے اور نبوت بھی ایک نعمت ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (مائدہ: ۳) میں تو یہ بتلایا گیا ہے کہ تمہارا دین تمہارے لیے آج خدا تعالیٰ نے کامل کر دیا ہے اور تم پر نعمت کو پورا کر دیا۔ یعنی اس دین کے اتباع میں جو مراتب نعمت الٰہی کے انسان کو حاصل ہو سکتے تھے، وہ اس دین کے ذریعہ سے حاصل ہو نہ ہو سکے۔ اس سے یہ مراد قطعاً نہیں ہے کہ اب نعمت الٰہی کا جو دروازہ ہے، وہ بند ہو گیا ہے۔ چونکہ دین کامل ہو گیا ہے اس لیے اس دین کے اتباع سے تمام اقسام کی نعمتیں ملیں

۱۔ کتاب نور الانوار، ص ۸۴

www.khatmenubuwwat.org

گے۔ دوسرا دین نہیں ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت سے یہ استنباط کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات قریب آ گئی ہے۔ یہود نے حضرت عمر سے کہا کہ وہ اس آیت کے نزول کے دن عید مانتے۔ میں نے جو اعتراض یا اسباب بعثت نبی کے اپنے بیان میں بیان کیے ہیں، وہ اگر کسی وقت پائے جاویں تو خدا تعالیٰ ان کی اصلاح کے لیے نبی بھیج سکتا ہے۔ اختلافات کا پیدا ہونا بھی بعثت نبی کا باعث ہے۔ جب ان کا فیصلہ کرنا لوگوں پر سخت مشکل ہو جائے اور بغیر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے ان اختلافات کا حل نہ ہو سکے تو وہ بھی منجملہ اسباب کے ایک سبب ہے۔ مرزا صاحب نے اگر ان اختلافات کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کا ماننا یا نہ ماننا دوسرا سوال ہے۔ مرزا صاحب نے اختلافات اصولاً آ کر طے کر دیے۔ مجدد تجدید دین کے لیے آیا کرتا ہے۔ مجدد کے لیے نبی ہونا ضروری نہیں۔ نبی مجدد ہوتا ہے۔ بخاری، جلد اوّل، صفحہ ۴۹۱ پر ہے۔ **کانت بنو اسرائیل..... هم..... الخ**. رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد مجدد آتے رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ نبی محبوب الٰہی ہوتا ہے۔ اور محبوبیت میں درجہ کے لحاظ سے مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔ میں نے جو یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صرف نبی ہی نہیں، بلکہ آپ کی شان اس قدر بلند ہے کہ آپ کی شان سے انسان خداوند تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ معالم تنزیل، صفحہ ۴۰۳۹ پر آیت: **فاؤلٰئک الذین..... الخ** پر اس آیت کا شانِ نزول بالفاظ ذیل: ثوبان..... رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ جن احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو نبی اللہ کہا گیا ہے وہ ابن ماجہ، ترمذی، مسلم وغیرہ کتب کی احادیث میں آئی ہیں۔ یہ روایت نواس بن سمعان سے بھی آئی ہے۔ مرزا صاحب کے اس حدیث کی تشریح ازالہ اوہام میں دی ہے۔ کتاب ازالہ اوہام تختی خورد، صفحہ ۲۳۷ پر ہے۔ اور حاصل کلام یہ ہے..... کیا چاہیے عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کے متعلق جو احادیث ہیں، ان سے یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ وہ دعویٰ نبوت کریں گے۔ مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۷۲ پر یہ حدیث ہے: **لاتزلُ..... هذا لامت**. یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ جس حدیث کا میں نے حوالہ دیا ہے، وہ مسلمہ ہے۔ آیت: **وان من اهل الكتاب..... الخ** سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں، مگر وہ اس قول پر جو پہلے بیان ہوا ہے، ایمان رکھیں گے۔ اپنے مرنے سے پہلے پہلے (اپنے سے مراد اہل کتاب سے ہے)۔ ابن جریر پر ابن عباس کی روایت اس بارہ میں ہے، صفحہ ۱۴۔ اس آیت کے تحت ابن کثیر، جلد ۲، صفحہ ۳۳۰ پر حدیث: **ان عیسٰی لم تمت. وانهٗ راجع الیکم قبل یوم القیامة**[1] ہے۔ مرزا صاحب کا یہ شعر ہے۔ ہر نبوت را بروشد اختتام۔ مسلم الثبوت کا جو حوالہ میں نے دیا ہے، اس میں الفاظ، جن میں نزولِ مسیح بھی ہے، یہ میں نے لکھوائے ہیں۔ کیونکہ نزول مسیح بھی یہی علامات قیامت سے ہے۔ اصل عبارت میں نے اپنے حوالہ میں دے دی ہے۔ بعض آیت قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض محض مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو گئے اور اس طرح شہداء کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ وہ جنت میں ہیں اور اس طرح بعض آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نوح کی قوم غرق ہونے کے بعد آگ میں داخل کر دی گئی۔ ان مختلف آیات اور احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے جو نتیجہ میں نے اپنے بیان میں لکھوایا ہے، وہ صحیح ہے۔ مختلف لوگوں کے ساتھ مختلف تعلقات ہوں گے۔ جو جنت میں داخل ہو جائے گا، وہ وہاں سے کبھی بھی نہیں نکالا جائے گا۔ لیکن دوزخی، دوزخ میں عذاب بھگت کر جتنی دیر خدا تعالیٰ کے حکم میں ان کو عذاب

۱۔ **ان عیسٰی لم یمت.....** تفسیر ابن ابی حاتم، رقم ۶۲۶۶، ص ۲۱/ ۴۵۹

www.khatmenubuwwat.org

دینا ہوگا، اس میں سے نکالے جائیں گے۔ ہم بعث بعد الموت کے قائل ہیں کہ اس موت کے بعد زندگی ہوگی۔ اور یہ بات کہ کس رنگ میں لوگ اٹھیں گے، یا ان دنیاوی قبروں سے اٹھیں گے، یا برزخی قبروں سے اٹھیں گے، جو کچھ قرآن مجید اور حدیث کی رُو سے ثابت ہوتا ہے، ہم اسے اس تفصیلاً سے مانتے ہیں۔ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَاھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ (یٰسین: ۵۱) کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف جائیں گے۔ توہین انبیاء کفر ہے۔ توہین انبیاء اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین کرنا والا اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔ اور یہی ہماری جماعت کا عمل ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں جو یسوع کے متعلق الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ اس موقعہ کے لحاظ سے توہین آمیز نہیں ہیں۔ اگر کسی شریف آدمی کی، جو چور اور ڈاکو نہیں، اسے چور اور ڈاکو کہا جاوے یا اور کوئی اس قسم کے الفاظ استعمال کیے جاویں تو اس کی توہین ہوگی۔ ہم مرزا صاحب کے نام کے ساتھ علیہ السّلام لگاتے ہیں۔ عزت کے لیے ہم یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی کئی تحریروں میں لکھ دیا ہے کہ ہم نے جہاں جہاں یسوع وغیرہ کے متعلق جو الفاظ لکھے ہیں، وہ الزامی طور پر ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو ہم خدا تعالیٰ کا پاک اور مقدس نبی سمجھتے ہیں۔ جب حضرت محمد علیہ السّلام کا فقرہ بولا جائے گا تو جب مطلقاً آئے گا تو اس سے مراد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لی جائیں گی۔ الزامی جواب میں جب الفاظ ہماری رائے یہ ہے، اور سچ تو یہ ہے، استعمال کیے جاویں، تو وہ الزامی جواب میں شامل ہوں گے۔ اس سے متکلم کی رائے نہ سمجھی جائے گی جبکہ وہ خود تصریح کر رہا ہو کہ میری مراد اس شخص سے جس کے متعلق میں نے یہ باتیں کہیں ہیں، فلاں نہیں، بلکہ فلاں ہے۔ ضمیمہ براہین احمدیہ، صفحہ ۱۸۴، پنجم حاشیہ۔ مگر ہم اس جگہ..... ہوا تھا۔ تحفہ قیصریہ، صفحہ ا پر ہے: یہ عرضہ مبارک بادی[1]..... مبارک یسوع۔ مسیح جس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے عیسائیوں کے عقائد نقل کیے ہیں۔ وہ ان کے متفقہ عقیدہ کے حالات کے مطابق کیے ہیں اور جہاں پر یسوع، مسیح اور عیسیٰ علیہ السّلام کو ایک قرار دیا ہے، وہ ان کی اصل حیثیت کو مدنظر رکھ کر لیا ہے کہ وہ راست باز تھے اور خدا کے نبی تھے۔ یہ کتاب مرزا صاحب کی ہے۔ راز حقیقت، صفحہ ۱۵، حاشیہ پر حسب ذیل عبارت ہے: وہ نبی..... ظاہر ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر حسب ذیل عنوان ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور..... یہ انکار قرار ہے۔ یہ بھی مرزا صاحب کی کتاب ہے تبلیغ الحق، صفحہ ۲۲، واضح ہو..... سلب ایمان ہے۔ یہ مرزا صاحب کا ایک اشتہار ہے۔ تریاق القلوب، صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ پر ہے۔ میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں..... گورنمنٹ انگریزی کا وفادار ہوں۔ یہ بھی مرزا صاحب کی کتاب ہے۔

سن کر تسلیم کیا۔

۱۹۳۳-۳-۱۱ محمد اکبر بقیہ کارروائی کل پیش ہو۔

ا۔ تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن، ج ۱۲، ص ۲۵۳

www.khatmenubuwwat.org

۱۲/ مارچ ۱۹۳۳ء

فریقین اوران کے مختاران حاضر ہیں

تتمہ بیان مولوی جلال الدین شمس گواہ مدعا علیہ جرح

جومسلمان کی تکفیر کرتا ہے، اگر وہ مسلمان کافرنہیں تو کفراس پر لوٹ کر پڑتا ہے۔ مسئلہ تکفیر کے متعلق کے جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ وہ میرے نزدیک بھی صحیح ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ اس وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حقیقت الوحی میں اس کی تشریح موجود ہے اور مفتری قرار دینے کی وجہ سے شخص کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جومفتری قرار دیتا ہے، وہ ان کو کافر قرار دیتا ہے اور وہ کفراس پر لوٹ کر پڑتا ہے۔ مرزا صاحب کی تحریر کے مطابق، جوصفحہ ۳۰۸، نہج المعلی پر ہے، جس شخص کے پاس مرزا صاحب کی دعوت پہنچی اوراس نے قبول نہ کیا، خواہ وہ کروڑوں کیا سینکڑوں ہوں، وہ چونکہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے ان کومفتری قرار دیتے ہیں اوران کو کافر قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا کفراس پر لوٹ کر پڑتا ہے۔ مجھے خلیفہ صاحب ثانی کی تحریرات سے بھی اتفاق ہے اور میں ان کو صحیح سمجھتا ہوں۔ غیر احمدیوں کے متعلق بھی میں جواب پہلے دے چکا ہوں۔ میں نے حضرت خلیفہ ثانی کی کتاب آئینہ صداقت نہیں پڑھی، لیکن اس کتاب میں جو کچھ درج ہے، میں اسے صحیح تسلیم کرتا ہوں۔ اخبار الفضل، مورخہ ۲۵/ اپریل ۱۹۳۰ء میں خطبہ جمعہ خلیفہ المسیح ثانی فرمودہ ۱۸/ اپریل ۱۹۳۰ء درج ہے۔ اوراس میں ایک عنوان ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ ایڈیٹر کا قائم کردہ ہے۔ جب تک ہم تمام دنیا کو احمدیت میں داخل نہ کریں..... اخیر کالم تک یہ عبارات صفحہ ۶ پر تھیں۔ اب صفحہ ۷ پر بعنوان الٰہی سلسلہ..... تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ تمام دنیا تمہاری دشمن ہے۔ سرخی کے عنوان خطبہ کے الفاظ جلی قلم میں لکھے گئے ہیں اور یہ الفاظ مرزا محمود صاحب خلیفہ ثانی کے خطبہ کے ہیں۔ صرف تکفیر کی وجہ سے ارتداد لازم نہیں آتا۔ الفضل، مورخہ ۱۰/ نومبر ۱۹۳۲ء میں لعل حسین کو اس لیے مرتد کہا گیا ہے کہ وہ پہلے لاہوری احمدی تھا۔ پھر اس سے وہ مرتد ہوا۔ کیونکہ مرتد کے معنی یہ ہیں کہ کسی ایک بات کو مان کر اسے پھر چھوڑ دے۔ خلیفہ صاحب ثانی کی ایک کتاب تقدیر الٰہی ہے، جس میں ان کا لیکچر درج ہے۔ میں نے یہ لیکچر پڑھا ہے اور سنا بھی ہے۔ کتاب نجم الہدیٰ، صفحہ ۱۰ پر یہ عبارت ہے۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ اوراس عبارت کے ساتھ اگلا شعر بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ یہ الفاظ ان لوگوں کے متعلق استعمال کیے گئے ہیں جن کی تشریح ان اشعار میں ہے۔ یہ کتاب بھی مرزا صاحب کی ہے۔ اگر کوئی احمدی اس وقت غیر احمدی سے اپنی لڑکی کا نکاح کرے تو ہم اس نکاح کو باطل نہیں قرار دیتے۔ اور نہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی اولاد اولاد زنا شمار کی جائے گی۔ ہمارے نزدیک نکاح جائز نہیں۔ لیکن اگر کوئی نکاح کر دے تو ہم اس کو باطل قرار نہیں دیتے۔ اگر وہ احمدی توبہ نہیں کرتا تو وہ نظام جماعت سے خارج کیا جائے گا۔ اور یہ اختیار خلیفہ کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی جماعت سے خارج کرنا۔ میں نے امام ابن تیمیہ کو بحیثیت مسلمان کے ایک امام ہونے کے پیش کیا ہے۔ وہ حنفی نہیں ہیں۔ میرے خیال میں حنبلی ہیں۔ ابن تیمیہ نے حضرت علی کا جو واقعہ نقل کیا ہے وہ صحابہ نے جواس وقت سمجھا، وہ درست سمجھا۔ اوراس کی بحث اس کتاب میں ہے۔ صحابہ نے باوجود اختلاف کے

www.khatmenabuwat.org

حضرت علیؓ کے خوارج کو کافر کہا ہے کہ ان کے ساتھ معاملات شرعی جاری رکھے اور واقعات کے لحاظ سے انہوں نے اسے درست سمجھا۔ وہ حالات چونکہ سب ہمارے سامنے نہیں، اس واسطے ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کتاب انوار اسلام، صفحہ ۲۰ اور اگر عبداللہ آتھم..... جھوٹے ہو جائیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۷ پر ہے، دل کی آہ سے..... اٹھ کھڑے ہیں۔ اس میں پہلے مولوی عبدالحق کا اس بحث میں ذکر ہے۔ اس کتاب انوار اسلام کے صفحہ ۳۰ پر ہے، اب جو شخص..... مدفع کرے۔ جو میں نے پیش کی ہے، یہ فقرہ مشروط ہے۔ مجھے پتہ نہیں کہ مدعیہ حنفی مذہب رکھتی یا کوئی اور۔ کتاب منصب امامت میں نے پوری نہیں پڑھی۔ میں نے اپنے بیان میں جتنی کتابوں کے حوالے پیش کیے ہیں، وہ اس لحاظ سے پیش کیے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے مسلمہ امام ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مدعیہ کے فرقہ کے بھی وہ مسلمہ امام ہیں یا نہیں۔ بہرحال مسلمان فرقوں کے وہ امام ہیں۔ کتاب احیاء العلوم تصوف کی کتاب ہے۔ اور اس میں ہر قسم کے معاملات کا ذکر ہے۔ شرح شفا ملا علی قاری کی کتاب میں نے بالاستیعاب نہیں پڑھی۔ شرح شفا ملا علی قاری، جلد ۴، صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹ حاشیہ پر حسب ذیل عبارت ہے، قل کفارٌ..... شرح فرقہ اکبر سے جو حوالہ نبوت کے متعلق پیش کیا گیا ہے، اس کے قائل اور اس شرح شفاء والے حوالہ کے قائل ایک ہی ملا علی قاری ہیں۔ الصارم المسلول علی شاتم الرسول اس موضوع پر کتاب ہے کہ رسول کی اگر کوئی شخص توہین کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ میں نے امام غزالی اور امام ابن تیمیہ کا مدعی نبوت کے متعلق کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ فسخ نکاح کے مسئلہ کے متعلق تکفیر وجہ ارتداد، جو میں نے اپنے بیان میں لکھوائی ہے، اس سے مراد وہ ارتداد ہے جس کی وجہ سے علماء کے نزدیک نکاح وغیرہ فسخ ہو جاتا ہے۔ میرے نزدیک جب کوئی حکومت اسلامی شرعیہ قائم ہو تو اس میں چونکہ قاضی اور مفتی اور حد لگانے والے سب محکمے موجود ہوں گے، اس لیے مرتد کے فسخ نکاح کے لیے بھی قضاء قاضی کی ضرورت ہوگی۔ جہاں حکومت اسلامی قائم نہ ہو تو وہاں اس قانون کے مطابق جو رائج ہو، فیصلہ ہوگا۔ اور شریعت ان فیصلوں کے متعلق یہ حکم نہیں لگائے گی کہ یہ نکاح باطل ہیں اور اس کی اولاد اولاد حرام ہے۔

اسلامی ریاست میں بھی جو اس ریاست کا قانون ہوگا، وہی جاری ہوگا۔ آیت: لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ (ممتحنہ: ۱۰) سے عام کفار مردوں، عورتوں کے متعلق سلسلہ مناکحت کی تحریم مقصود نہیں ہے۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ یہود جو بالاتفاق کافر ہیں، ان کی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے۔ حالانکہ اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ مسلمان ہو کر اگر کوئی شخص یہودی یا نصرانی ہو جائے تو وہ مرتد ہوگا۔ جن علماء پر کفر کے فتوے لگائے گئے ہیں، وہ من حیث الجماعت بھی ہیں۔ اور انفرادی لحاظ سے بھی ہیں۔ سیّد عبدالقادر جیلانی، امام غزالی، امام بخاری اور امام احمد ابن حنبل اور امام مالک کے متعلق جو حوالے مجھے معلوم تھے، وہ میں نے بیان کر دیے ہیں۔ مجھے اس وقت کے تمام مولویوں کے اقوال نہیں پہنچے کہ میں یہ کہہ سکوں کہ تمام مولویوں نے ان کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ اگر ایک مفتی کا فیصلہ انفرادی حیثیت سے صحیح ہے تو وہ درست تسلیم کیا جائے گا اور اسے جماعت کے فتویٰ کی طرح تسلیم کر لیا جائے گا۔ اگر جماعت نے فتویٰ صحیح دیا ہے، مجھے اس وقت ان مفتیوں کے نام یاد نہیں ہیں، جنہوں نے بزرگان مذکورہ بالا کے متعلق فتوے دیے جو مجھے معلوم تھے۔ وہ میں نے درج کرا دیے ہیں، جن لوگوں نے فتوے دیے ہیں۔ ان کے حالات میں اس وقت بیان نہیں کر سکتا۔ کتابوں میں اس قسم کا ذکر نہیں آیا کہ جن لوگوں نے ان کے خلاف فتویٰ دیا، وہ حکومت کے مقرر کردہ تھے یا

www.khatmenubuwat.org

نہ۔ بزرگان مذکورہ بالا باوجودیکہ وہ آخری وقت تک ان چیزوں سے جوان کی طرف غلط منسوب کی گئی تھیں، برأت ظاہر کرتے ہیں، اور نیز ان باتوں کے باوجود جن کو وہ صحیح تسلیم کرتے تھے، مولویوں نے اسے کفر سمجھ کر ان کو کافر قرار دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ بزرگان مذکورہ بالا میں سے کس نے اپنے کافر کہنے کو کافر کہا یا نہ۔ نواب صدیق حسن خان چار اماموں کے صحیح اقوال کو مانتے تھے۔ اور اگر مقلد کے یہی معنی لیے جاویں تو وہ مقلد تھے۔ اور یہ معنی نہیں، کوئی خاص معنی تھے تو وہ غیر مقلد تھے۔ کتاب حسام الحرمین میں علمائے حرمین کے فتاویٰ ہیں۔ علمائے حرمین میں سے جن کے فتویٰ اس کاتب میں ہیں، ان کے اس پر مہریں اور دستخط موجود ہیں۔ حسام الحرمین میں جس قدر فتویٰ درج ہے، وہ میں نے پڑھا ہے۔ اس فتویٰ کے شروع میں مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا بھی ذکر ہے۔ الفاظ یہ ہیں، ان میں ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور ہم نے ان کا نام غلامیہ رکھا ہے..... بھیجا۔ ص ۹۷۔ صفحہ ۱۰۰، منہم وہابیہ..... قاسم نانوتوی اس کتاب کا قابل ملاحظہ ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد صاحب کی وجوہ تکفیر جو اس فتویٰ میں درج ہیں، ان میں ان کے متعلق ختم النبوت اور توہین انبیاء کا بھی ذکر ہے۔ اس فتویٰ حسام الحرمین میں جو حوالہ جات کتاب تحذیر الناس کے درج ہیں، وہ اس کتاب کے مختلف صفحات سے درج ہیں، ایک جگہ سے نہیں۔ میرے پاس علمائے حرمین کی کوئی سند نہیں پہنچی کہ انہوں نے علماء دیوبند کے متعلق اپنے فتاویٰ واپس لے لیے۔ کتاب غائت المامول پر لکھا ہوا ہے کہ یہ علامہ برزنجی کی کتاب ہے۔ اس کے اخیر میں علماء حرمین کی مہریں چھپی ہوئی ہیں۔ اس کا صفحہ ۳ نوٹ کیا جاوے۔ کتاب حسام الحرمین کے اخیر میں علماء کی مہریں چھپی ہوئی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ہندوستان کی چھپی ہوئی ہیں۔ میں نے احمد رضا خان کی کتاب فتویٰ حسام الحرمین کے خلاف کوئی نہیں پڑھی، جو کتاب تمہید ایمان بآیات قرآن کے ٹائٹل پیج پر احمد رضا خان کا نام نہیں لکھا ہوا، اس کتاب کے صفحہ ۴۲ پر ہے: **بدلائل قاھرہ**..... دیکھئے صفحہ ۴۳۔ **خامسًا**..... **لا یولیٰ**. جامع الشواہد اور بھونچال بر لشکر دجال کے مصنّفین کے متعلق ان کی کتابوں سے معلوم ہو سکے گا کہ وہ مقلدین تھے یا غیر مقلدین۔ بحث کے وقت اصل کتاب جو پیش ہو گی، خواہ اس بیان میں اس کا ذکر نہ ہو، وہ کتاب پیش کی جا سکتی ہے۔ جن جن علماء نے دوسروں کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا ہے تو انہوں نے ان کے ساتھ نکاح وغیرہ کے معاملات کو بھی انہی کے حکم میں سمجھا ہے۔ ان کے فتویٰ سے یہ استنباط ہوتا ہے۔ اور بعض فتاویٰ میں اس کی تصریح بھی کی گئی ہے۔ سرسیّد احمد خان اور ان کے ہم خیال ہمارے نزدیک احمدی نہیں ہیں۔ میں نے جو یہ حوالہ کہ مولویوں کی شہادت قبول نہیں، وغیرہ پیش کی ہے۔ وہ ہدیہ مجددیہ کا ہے اور وہ مبسوط سے منقول ہے۔ میں نے یہ حوالہ مبسوط میں خود نہیں دیکھا۔ ہدیہ مجددیہ کے مصنف کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں۔ میں نے اصل کتاب دکھلا دی تھی۔ میں نے وہ کتاب نقل کے طور پر پیش کی تھی۔ اگر کسی کتاب سے کوئی نقل پیش کی جائے اور وہ صحیح ہے۔ اس اصول کی رُو سے، جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں، تو وہ ہمارے نزدیک صحیح ہو گی۔ میں نے جو اپنے بیان میں یہ لکھوایا ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ علماء اپنے علم پر نازاں ہو کر خدا کے فرستادوں کی تکذیب کر دیتے ہیں۔ یہ بامحاورہ ترجمہ ہے اس آیت کا کہ: **فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ.** (مؤمن:۸۳) **هم** سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جن کے پاس رسول آئے، اس آیت کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ مولوی لوگ علم پر نازاں ہو کر رسولوں کے مقابلہ میں اکڑتے رہے اور ان کی تکذیب کی۔ بہاؤ اللہ نے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا نہیں

www.khatmenubuwat.org

کیا۔ باب نے بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بہاؤ اللہ نے مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ باب نے شیعوں میں ان کی ایک روایت کے مطابق امام قائم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اہلِ تشیع امام قائم سے مہدی مراد لیتے ہیں۔ دعویٰ کرنے سے مراد یہی ہے کہ مرزا صاحب ہمارے نزدیک سچے مسیح اور مہدی ہیں۔ اور ہم اس کو دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں۔ بہاؤ اللہ نے مہدی ہونے کا دعویٰ نہں کیا کہ میں مہدی ہوں، اپنے بیان میں جن مولویوں کا مقابلہ لیڈروں اور معزز تعلیم یافتہ وغیرہ اشخاص سے کیا ہے، وہ ایسے مولویوں کے مقابلہ میں ہے جن کی وصف میں اپنے بیان میں لکھوا چکا ہوں۔ کتاب چشمہ معرفت، صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶ پر ہے، علاوہ اس کے[1]..... کہا کیا جائے۔ مرزا صاحب کی کتاب ہے۔ میں نے مولوی محمود الحسن صاحب کے جو اشعار اپنے بیان میں لکھوائے ہیں، وہ مولوی محمود الحسن صاحب کے ہیں۔ مجھے ان کے دیوان کا کوئی علم نہیں۔ انسان خطا سے معصوم نہیں ہوسکتا۔ انبیاء کے متعلق یہاں کوئی بحث نہیں۔ مرزا صاحب کے قصیدہ اعجازیہ میں شعر ہے: **تقدر**[2]..... **تاتتقدر**. صفحہ ۵۸ پر ہے۔ اس کا ترجمہ اس شعر کے پیچھے لکھا ہوا ہے۔ **اتانی ما لم یوتہٗ..... من العالمین**. مرزا صاحب کا الہام ہے۔ کتاب المعلی، صفحہ ۸۷ پر ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ مجھے وہ یاد جو اس وقت دوسرے جہانوں میں کسی کو نہیں دیا گیا، العالمین سے مراد اس وقت ہے۔ مرزا صاحب کا یہ بھی شعر ہے: کربلائے ایست ید برانم..... درگریں نم۔ نزول المسیح، صفحہ ۹۹۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۳۹۱، عرفی..... ضرور تھا۔ انجام آتھم، صفحہ ۲۱ پر مرزا صاحب کا یہ فرقہ ہے، اُو بد ذات فرقہ مولویان۔ حقیقت النبوت، صفحہ ۶۶ حاشیہ پر ہے، یہ بات..... موجود ہے۔ ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ ۲۴۶، تقطیع کلاں پر ہے۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔ نبی اور رسول نہ تھا۔ اعجاز احمدی، صفحہ ۱۸ پر ہے، جیسا کہ[3]..... عطا کیا تھا۔ نعمت انور، صفحہ ۳۰، ۲۹، ۸۲/۲، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۶، ۱۱۸، ۹۷ پر بغایا کے معنی مرزا صاحب نے کیا لیے، وہ کتاب دیکھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور انوار اسلام کے صفحات ۳۰، ۲۹ پر حرامزادہ کا لفظ مشروط طور پر لایا گیا ہے۔ بغایا کے معنی کتب ذیل فائق، جلد ۱، صفحہ ۶، منتہی الارب، جلد ۱، صفحہ ۱۳۹ میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

سوال مکرر: توہین انبیاء وغیرہ کے مسئلہ میں تاویل کرنے کے متعلق میں اپنے بیان میں بھی حوالے لکھوا چکا ہوں۔ کتاب الفضل، جلد ۳، الاشباہ والنظائر اور البحر الرائق وغیرہ میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ کسی شخص کے کلام کا اگر محمل حسن نکل سکے تو اس کے مطابق اسے لیا جاوے۔

خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ عیسائیوں نے اسلام اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اعتراضات کیے۔ ان کو الزامی جواب دینا جیسا کہ دوسرے علماء نے دیا ہے۔ پھر اس الزامی جواب کو توہین قرار دینا، صرف انہیں لوگوں کا کام ہوسکتا ہے جن کے متعلق احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام پر قسم وقسم کے اعتراضات کیے جائیں گے۔ جس سے امت میں گھبراہٹ پیدا ہوگی۔ تو وہ اپنے مولویوں کی طرف جائیں گے تو وہ انہیں بندر اور سور پائیں گے۔ مرتد کی تعریف کے متعلق جو میں نے یہ کہا ہے کہ میں سمجھا ہوں تو اس سے مراد یہی ہے کہ جو میں قرآن اور حدیث سے سمجھتا ہوں۔ احمدیہ جماعت قادیان حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

۱۔ چشمہ معرفت، روحانی خزائن، ج ۲۳، ص ۲۸۸

۲۔ قصیدہ اعجازیہ، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۷۰

۳۔ اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج ۱۹، ص ۱۲۷

www.khatmenubuwat.org

صاحب کو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ ثانی اور اپنا امام سمجھتی ہے۔ اور غیر مبایعین یعنی لاہوری پارٹی مولوی محمد علی صاحب کو اپنی جماعت کا پریذیڈنٹ یا امیر سمجھتی ہے۔

مرزا صاحب نے جن حدیثوں کے متعلق یہ لکھا ہے کہ ہم انہیں ردّی کی ٹوکری میں پھینکتے ہیں، وہ وہی حدیثیں ہیں جو قرآن مجید کے مخالف ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی وحی قرآن مجید کے معارض نہیں ہے۔ جہاں مسیح کے عقیدہ کا نام شرک رکھنے کے بارہ میں مَیں نے جو جواب دیا ہے، اس کی تائید ان حدیثوں سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے: **من حلف بغیر اللّٰہ فقد اشرک.** یعنی جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو اُس نے شرک کیا۔ اس طرح پر نماز کے چھوڑنے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ اولیاء نے لکھا ہے یا کہا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے اطفال ہوتے ہیں۔ مثلاً مولانا روم نے لکھا ہے، اولیاء اطفال حق اند اے عزیز خیر۔ اس طرح پر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے تفسیر الفوز الکبیر میں کہا ہے کہ اگر ابن کا لفظ بمعنی محبوب خداوند تعالیٰ کی طرف سے استعمال کیا جاوے تو اس میں کوئی تعجب نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے اپنے الہامات کے متعلق اپنی کتاب دافع البلاء میں صاف طور پر لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے، اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور نہ کسی کی شان کے لائق ہے کہ وہ کہے کہ میں خدا یا خدا کا بیٹا ہوں۔ مگر یہ الہام از قبیل مشابہات ہے۔ اور میری طرف خداوند تعالیٰ کی جو وحی ہوئی، اس میں صاف تصریح ہے، **اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ.** (کہف: ۱۱۰) میکائیل سے مراد حضرت مرزا صاحب نے یہ لی ہے کہ وہ آدم کی طرح ہیں۔ اور خدا کی مانند جو ترجمہ عبرانی زبان کے لحاظ سے کیا گیا ہے، اس سے یہ مراد نہیں کہ آپ خدا کے شریک بنتے ہیں، بلکہ آپ نے صاف تصریح کی ہے کہ جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا تو اس پیشگوئی سے جو دانیال نبی کی کتاب ہے، یہی مراد ہے کہ میں آدم کی طرح ہوں۔ اور میکائیل جو فرشتہ ہے اس کے متعلق بھی یہی ہے کہ خدا کی مانند، جیسا کہ اقرب الموارد میں لکھا ہے۔ میکائیل اسم ملک **عبرانیۃ مقتم من مثل اللّٰہ کان اللّٰہ نزل من السماء** کے الہام سے مراد توجہ رحمت الٰہی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ خدا تعالیٰ رات کے تیسرے پہر آسمان سے اترتا ہے۔ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فتوح الغیب میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں کہا کہ **انا اللّٰہ..... اقول کن فیکون.** کہ میں خدا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں کسی چیز کے لیے کہتا ہوں 'ہو' تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری اطاعت کر، میں تجھے ایسا بنا دوں گا، تو کسی چیز کو کہے گا 'ہو' تو وہ ہو جائے گی۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ معاملہ اپنے بہت سے انبیاء، اولیاء اور خواص عباد سے کیا ہے۔ اور مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ انسان کو جب لقا الٰہی کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس وقت تموج کی حالت میں ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو خارق عادت ہوتی ہیں۔ مرزا صاحب اربعین، نمبر۲، صفحہ ۳۴ پر **انت اسمی لاعلیٰ**[1] کی یہ تشریح لکھی ہے، تو میرے اسم علی کا مظہر ہے اور تجھے غلبہ ملے گا۔ **اصلی و اصوم اسھر و انوم.** میں خدا کی طرف نسبت نہیں، بلکہ مسیح موعود کی طرف ہے۔ اور مرزا صاحب نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ خدا تعالیٰ اونگھ اور نیند سے منزہ ہے۔ مرزا صاحب نے جو کشف میں لکھا ہے کہ میں خدا ہو گیا، اس کی تعبیر خود آئینہ کمالات اسلام میں بتا دی ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم حلول کا اعتقاد رکھنے والوں کی طرح

۱۔ اربعین نمبر۲، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۳۸۲

www.khatmenubuwwat.org

اعتقاد رکھتے ہیں، یا حدوث وجودیوں کا مذہب رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ واقعہ بخاری کی اس حدیث کے مطابق ہے جو قرب نوافل بخاری میں آئی ہے..... اور نیز کتاب تعطیر الانام میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں یہ دیکھے کہ میں خدا ہو گیا ہوں، تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ صراطِ مستقیم پر ہوگا۔ مرزا صاحب کے قول کہ مجھے زندہ کرنے اور فنا کرنے کی صفت دی گئی ہے، کا یہ مطلب ہے جیسا کہ خود انہوں نے خطبہ الہامیہ میں بیان کیا ہے کہ بدیہی..... حیات القلوب..... لاحیاء کہ میرے ہاتھ ایک ایسا حربہ ہے کہ جس کے ساتھ میں ظلم اور گناہوں کی عادتوں کو ہلاک کرتا ہوں۔ اور دوسرے ہاتھ میں ایسا پانی ہے جس کے ساتھ میں دلوں کی طرف زندگی لوٹاتا ہوں۔ ازالہ اوہام، صفحہ ۲۲ پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسم مبارک کو جو جسم کثیف بتلایا گیا ہے، اس سے مراد جسم خاکی ہے۔ یوم الآخر کے معنی ہیں، پیچھے آنے والا دن کا مطلب قیامت کا دن ہے۔ یعنی جو اس عالم کے بعد دوسرے عالم کا دور شروع ہوتا ہے۔ مرزا نے حقیقت الوحی میں اس عبارت سے پہلے کہ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملہ کو جا بجا جواب دیا ہے۔ تصریح فرما دی ہے کہ اس کتاب میں خواجہ غلام فرید صاحب کے ملفوظات لکھے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کتاب کی ان کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ میں نے جو پہلے یہ لکھوایا ہے کہ خواجہ محمد بخش صاحب نے اشارات فریدی، جلد سوم کو سبقاً سبقاً سنا اور اس میں تصحیح فرمائی ہے، یہ مجھ سے سہواً بیان ہوا۔ حالانکہ یہ کتاب خود خواجہ غلام فرید صاحب نے سبقاً سبقاً سنی ہے۔ جس سے حضرت مرزا صاحب کے مسلمان ہونے پر شہادت پیش کی گئی ہے۔ خواجہ غلام فرید صاحب نے مولوی رکن الدین صاحب کو اپنے خلفاء میں سے شمار کیا ہے۔ جیسا کہ خود اشارات فریدی سے بھی ظاہر ہے اور نکات فریدی سے بھی، جو خواجہ محمد بخش صاحب کی تالیف ہے، جس کا حوالہ میں اپنے بیان میں دے چکا ہوں۔ غیر مسلمان چونکہ ایک صوفی لفظ ہے، اس لیے معنی کے لحاظ سے ہم غیر احمدیوں کو مسلمان کہیں گے۔ مولوی نور الدین صاحب کے ساتھ جو خواجہ غلام فرید صاحب کی گفتگو ہوئی، اس میں حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں اور آپ کی صداقت پر بحث ہوئی ہے۔ مولویوں کے متعلق جو مرزا صاحب کے حوالے پیش کیے گئے ہیں کہ انہیں سور وغیرہ کہا، یہ ہر ایک مولوی کے متعلق نہیں، بلکہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں تصریح کی ہے کہ شریف لوگ ہمارے ان الفاظ کے مخاطب نہیں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود بھی ایسے مولویوں کے متعلق حدیث میں بندر اور سور کا لقب دیا ہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ وہ آسمان کے نیچے سب سے بدتر مخلوق ہوں گے۔ قصیدہ اعجازیہ میں جو یہ شعر ہے کہ دوسروں کے پانی خشک ہو گئے، یہ ایسا ہی شعر ہے جیسا کہ سیّد عبدالقادر جیلانی نے فرمایا: افلت شموس..... تغرب مقامات امام ربانی، صفحہ ۱۰۴ کہ پہلوں کے سورج جو تھے، وہ غروب ہو گئے، لیکن ہمارا سورج ایسی بلندی کے اُفق پر ہے جو کبھی غروب نہ ہوگا۔ مرزا صاحب کا یہ کشف کہ حضرت فاطمہ کی ران پر آپ نے سر رکھا، ایسا ہی کشف ہے جیسا کہ سیّد عبدالقادر جیلانی کے متعلق آپ کے مناقب میں آیا ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دودھ چوسا۔

سن کر تسلیم کیا۔

۱۲/ مارچ ۱۹۳۳/ ۱۵/ ذیقعد ۱۳۵۱ھ

دستخط جج صاحب

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

بیان غلام احمد صاحب گواہ عبدالرزاق مدعا علیہ

۱۳ الغایت ۱۶/ مارچ ۱۹۳۳ء

www.khatmenubuwwat.org

غلام احمد، جو جماعت مرزائیہ کے اعلیٰ مبلغ اور خاص کارکن تھے، مرزا قادیان کے معتمد خاص عبدالحق راجپوت کے فرزند تھے۔ اس نسبت سے بھی انہیں جماعت مذکورہ میں خاص مقام حاصل تھا۔ بطورِ گواہ مدعا علیہ اُن کا بیان ۱۳ الغایت ۱۶/ مارچ ۱۹۳۳ء عدالت میں قلمبند ہوا۔ ازاں بعد شہرۂ آفاق مناظر حضرت مولانا ابوالوفا صاحبؒ نے دس یوم تک ایسی بصیرت افروز جرح فرمائی کہ غلام احمد کے بیان کے کاذب دلائل کو اظہر من الشّمس کر دیا۔

ادارہ

www.khatmenubuwwat.org

۱۳؍مارچ ۱۹۳۳ء

گواہ فریق ثانی

غلام احمد مجاہد ولد مولوی عبدالحق ذات کھچی راجپوت سکنہ حال قادیاں عمر ۳۴ سال

مدعا علیہ عقائد اہل سنت والجماعت رکھتا اور پکا مسلمان ہے۔ یہ خود بھی اور اس کے متاع و مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام بھی تمام عقائد حقہ اہلِ سنت والجماعت کے قائل اور پابند ہیں اور ضروریات دین میں سے کسی ضرورت حقہ کے قطعاً منکر نہیں۔ نہ مدعا علیہ اور نہ اس کے بزرگ امام ومقتدا مرزا غلام احمد قادیاں علیہ الصلوٰۃ والسّلام۔ شرح شریف کی رُو سے جن باتوں کے ماننے اور کرنے سے ایک انسان یا مومن یا متقی کہلاتا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ اور یہ سب باتیں مدعا علیہ میں پائی جاتی ہیں:

از روئے قرآن شریف: الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ. اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (بقرہ: ۳-۵) یعنی وہ لوگ جو اُمور غیبیہ پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو چیزیں ہم نے ان کو دی ہیں، ان میں سے وہ خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تیری طرف نازل کیا گیا اور اس پر جو اتارا گیا، تم سے پہلے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی ہدایت پر ہیں۔ اپنے رب کی طرف سے اور ایسے لوگ ہی ہیں فلاح پانے والے۔

آیت نمبر۲: لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (بقرہ: ۱۷۷) یعنی صرف یہی نیکی نہیں کہ تم منہ پھیرا کرو مشرق یا مغرب کو۔ حقیقی نیکی یہ ہے کہ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر اور دے اپنا مال خدا کی محبت پر قریبیوں کو اور یتیموں کو اور مساکین کو اور مسافروں کو اور سائلین کو اور غلاموں کے چھوڑانے میں۔ اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، اور پورا کرنے والے اپنے عہد پیمان کو جب وہ عہد کریں اور صبر کریں تکالیف اور شدائد میں اور لڑائی کے وقت، ایسے ہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا۔ اور ایسے ہی لوگ ہیں جو متقی ہیں، اس دوسری آیت نے پہلی آیت کی بعض باتوں کی تفصیل کر دی۔ پہلی آیت میں یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (بقرہ: ۳) کہہ کر امور غیبیہ پر ایمان لانے کا ذکر تھا تو اِس دوسری آیت میں وہ باتیں ظاہر کر دیں۔ یعنی خدا تعالیٰ، قیامت، فرشتے، وحی، کتابیں وغیرہ جو عام طور پر نظروں سے مخفی ہیں اور صرف دلائل سے ان کا علم ہوتا ہے۔ اسی طرح مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ کی تفصیل بھی اسی دوسری آیت نے کر دی ہے کہ کن کن لوگوں کو اپنا مال دینا چاہیے۔ آیت نمبر۳: قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ

www.khatmenubuwwat.org

رَّبِّهِمْ لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ز وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. (آل عمران:۸۴) یعنی کہہ دو ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر جو اتاری گئی ہم پر اور اس پر جو اتاری گئی۔ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور ان کی اولاد پر اور جو دیا گیا ہے موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو اپنے رب کی طرف سے۔ اب ہم نہیں فرق کرتے ان میں سے کسی میں بالحاظ ماننے کے۔ اور ہم خدا تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ اس تیسری آیت میں اس مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (بقرہ:۴) کی تفصیل فرما دی تھی۔ یعنی ابراہیم اور اسماعیل و اسحاق و یعقوب و موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام کی طرف بھی جن کے نام بیان نہیں کیے گئے تھے، جو اتارا گیا، ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسی صورت میں کہ کوئی ایک بھی چھوڑا نہ جائے۔ ان تینوں آیات میں اسلام اور ایمان کی دو قسم کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ بعض عقائد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور بعض اعمال کے ساتھ۔ خدا تعالیٰ کو ماننا، فرشتوں کو ماننا، کتابوں کا ماننا، نبیوں کا ماننا، قیامت پر اعتقاد رکھنا۔ یہ تو عقائد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں مگر نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، عام طور پر ذی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین ابن سبیل، سائلین وغیرہ کو حسب استطاعت دینا، مواثیق کی پابندی کرنا، تکالیف و شدائد میں صبر کرنا وغیرہ باتیں اعمال سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان چند باتوں کے علاوہ عمومی طور پر دیگر نیک باتوں اور نیک کاموں میں اطاعت کرنے کا ذکر و نحن له مسلمون کا جملہ کہہ کر ظاہر کر دیا گیا ہے۔

نمبر۴: اِنَّمَاالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَاذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ. الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ. اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ. (انفال:۲-۴) یعنی صرف مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کا ذکر ہو ان کے دل اس کے جلال سے کانپ اٹھیں۔ اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاویں تو ان کا ایمان زیادہ ہو۔ اور جو لوگ اپنے رب پر توکل کریں وہ لوگ جو نماز قائم کریں، اور جو ہم نے ان کو دیا کریں، ایسے ہی لوگ مومن ہیں سچے، ان کو درجات ملیں گے۔ ان کے رب کی طرف سے اور ان کی مغفرت ہوگی اور ایسے لوگوں کو ہی رزقِ کریم عطا ہوگا۔

نمبر۵: اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ. (توبہ:۱۱۲) یعنی خدا کی طرف جھکنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی ہدایت کرنے والے، بری باتوں سے روکنے والے، خدا تعالیٰ کی حدود کی نگہداشت کرنے والے، اور بشارت دو ایسے مومنوں کو۔ ان دونوں آیات میں امور ذیل ایمان کی علامات قرار دیے گئے ہیں۔ خدا کے جلال سے ڈرنا، اس کی پاک آیات سے ایمان کا زیادہ ہونا، اس پر توکل کرنا، نماز قائم کرنا، خدا تعالیٰ کا دیا ہوا، اس کی راہ میں خرچ کرنا، خدا کی طرف جھکنا، عبادت کرنا، حمد کرنا، روزہ رکھنا، عام اطاعت و خاص اطاعت کرنا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا، دیگر حدود شرعیہ کی نگہداشت کرنا۔

ان پانچوں آیات میں بیان شدہ تمام باتیں اپنی تمام شروط کے ساتھ حسب استطاعت و طاقت مدعا علیہ اور اس کے بزرگ مقتدا میں پائی جاتی ہیں، اس لیے حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور مدعا علیہ و دیگر جماعت احمدیہ بلحاظ علامات

www.khatmenubuwat.org

مذکورہ خدا کے فضل و کرم سے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (انفال:۴) کے مصداق ہیں۔ یعنی پکے مسلمان اور مومن ہیں۔ از روئے حدیث نمبر ا، صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف ایک لمبی حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس میں ذکر ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام آنحضرت سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس میں آئے۔ اور حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چند سوالات کیے، تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت محمدیہ کو ان باتوں کا علم ہو جائے۔ ان میں سے اسلام اور ایمان کی تعریف بھی تھی۔ انہوں نے کہا، **ما الاسلام. قال الاسلام.**[1] **ان تشھد لا الٰہ الا اللّٰہ و ان محمد رسول اللّٰہ..... سبیلا.**

مشکوٰۃ کتاب الایمان، فصل اوّل، صفحہ ۱۱، حدیث اوّل، یعنی اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ کوئی معبود نہیں سوائے خدا تعالیٰ کے، اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور تو نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے بیت اللہ کا اگر تجھے اس کے راستہ کی طاقت ہو۔ گویا آنحضرت سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرمودہ تعریف کی رُو سے مسلمان وہ ہے جو یہ باتیں بجالائے۔ نمبر۲ حضرت جبرائیل نے دوسرا سوال ایمان کے متعلق کیا کہ ایمان کیا چیز ہے تو حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ **ان تومن باللّٰہ.....** شرہ. یعنی کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت پر اور تو ایمان لائے قدر پر اس کی خیر و شر پر۔ گویا حضور سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمودہ کے مطابق مومن کی یہ تعریف ہے جو مذکورہ بالا باتوں پر ایمان لائے اور ان کا اقرار کرلے۔

نمبر۳: **نبی الاسلام**[2]..... **صوم رمضان.** یعنی حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ اسلام کی بنیاد ان پانچ باتوں پر ہے، کلمہ شہادت کہنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، یعنی جس کے اندر یہ پانچ باتیں پائی جاویں، وہ مسلمان ہوگا۔ خدا کے فضل و کرم سے حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور آپ کے وابستگان دین میں یہ تمام باتیں انہی شروط کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ پس مدعا علیہ اور اس کے ہم خیال احمدی لوگ مسلمان ہیں۔

نمبر۴: **من صلٰی صلاتنا**[3]..... **فی وقتہ.** (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

یعنی حضرت انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جس شخص نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا، ہمارے ذبیحہ کو کھایا، وہ شخص ضرور مسلمان ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی ذمہ داری حاصل ہے۔ پس خداوند تعالیٰ کی ذمہ داری کو نہ توڑو۔ یہ سب باتیں ہی بفضل تعالیٰ احمدی جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ ہر وہ شخص جس کا کوئی دوست احمدی ہے وہ جانتا ہے کہ احمدی لوگ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح حکم ہوا اور قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔ پس جو شخص احمدیوں کو مسلمان نہیں کہتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے اس ذمہ داری کو توڑتا ہے، جس کے توڑنے کی ممانعت کی گئی ہے فقہ حنفیہ کی رُو سے۔ شرح فقہ اکبر میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصل التوحید.....کلمۂ۔ شرح فقہ اکبر مصری، صفحہ ۱۰ تا ۱۲۔ یعنی توحید کی بڑ اور وہ چیز جس کی وجہ سے ایک مسلمان کا اعتقاد صحیح ہوگا، یہ ہے کہ ایک مکلّف، بالغ یہ

۱۔ **کان النبی صلّی اللّٰہ علیہ سلّم بارزًا.....** صحیح بخاری، رقم ۵۰

۲۔ **نبی الاسلام.....** صحیح بخاری، رقم ۸ ۳۔ **من صلٰی صلاتنا.....** صحیح بخاری، رقم ۳۹۱

www.khatmenubuwwat.org

کہے، **آمنت باللّٰہ**..... یعنی میں ایمان لایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر اور موت کے بعد اُٹھنے پر اور قضا وقدر پر، یعنی اس کے خیر وشر پر جو اللہ تعالیٰ سے ہے اور وہ اقرار کرے کہ حساب کتاب اور میزانِ اعمال اور جنت وجہنم سب حق ہے۔ اس کتاب کی دوسری شرح مطبوعہ دائرۃ المعارف، جو امام ابو منصور محمد ابن محمد صفی سمرقندی کی تصنیف ہے، کے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے:

فمن ارادہ ان یکون..... **محرمات**. کہ جو شخص یہ چاہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت میں سے ہو، تو وہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے۔ اور دل سے اس کے مطالب کی تصدیق کرے۔ پس وہ شخص یقینی طور پر مومن ہے۔ اگرچہ فرائض اور محرمات سے بے خبر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تصریحات

قرآن شریف کی بیان کردہ علامات ایمان واسلام اور احادیث نبویہ کی رُو سے علامات ایمان واسلام اور فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب فقہ اکبر کی رُو سے موجبات ایمان واسلام یہ سب جو بیان ہو چکی ہیں، بفضل تعالیٰ جماعت احمدیہ میں موجود ہیں۔ اور احمدی لوگ ان پر عامل ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب قادیاں مسیح موعود فرماتے ہیں:

۱۔ **اٰمنت باللّٰہ**..... **شاھدین**. اس میری تحریر پر ایک شخص گواہ ہے..... درج ہیں۔ ملاحظہ ہو: تبلیغ رسالت، جلد۲، صفحہ ۲۱، اشتہار، ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء

۲۔ اے بزرگو، اے مولویو!..... ترجعون، ازالہ اوہام، شروع صفحہ ۲، مطبوعہ سال ۱۸۹۱ء

۳۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے..... نماز پڑھتا ہوں۔ آسمانی فیصلہ ۲، مطبوعہ ۸/دسمبر ۱۸۹۱ء

۴۔ **تومن باللّٰہ**..... **مسلمین**. نورالحق، صفحہ ۵۔ اس کا ترجمہ اس کے نیچے دیا ہوا ہے۔

۵۔ ہم وہ لوگ ہیں جن کا مقولہ ہے، **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ، اٰمنا باللّٰہ**..... **رب العالمین**. اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتابوں پر اور جنت و نار پر اور حشر ونشر پر، اور ہم قرآن کو ترجیح دیتے ہیں شرع کی کتاب کے لحاظ سے اور محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نبی ہونے کے لحاظ سے، اور نہیں ہم دعویٰ کرتے شرعی نبوت کا، اور ہم نہیں دعویٰ کرتے قرآن کے منسوخ ہونے کا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد۔ اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت خاتم النبیّین ہیں اور تمام رسولوں سے بہتر اور افضل ہیں۔ اور گنہگاروں کے شفیع ہیں۔ اور ہر ایک قسم کی بدعت کی برائی قرآن پاک میں ہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث میں بھی۔ اور ہر ایک قسم کی بدعت جہنم میں پہنچاتی ہے۔ اور ہم مسلمان ہیں اور اللہ جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے۔ اس پر ہمارا توکل ہے اور اس کی طرف میری انابت ہے۔ سب تعریف ہے اللہ کے لیے اوّل اور آخر میں، ظاہر و باطن میں، وہ سب ہے ہمارا اور تمام جہانوں کا۔ یہ کتاب انوار اسلام، مطبوعہ سال ۱۸۹۵ء ہے اور اس کے صفحہ ۳۴ پر مذکورہ بالا عبارت ہے۔

www.khatmenubuwwat.org

۶۔ ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دین آمدہ از مادریم ہم دریں..... ایمان ما است
ضمیمہ سراج منیر، صفحہ (ہ)، مطبوعہ سال ۱۸۹۷ء

۷۔ بالآخر یاد رہے..... ہمارا عقیدہ ہے۔ ایام الصلح، صفحہ ۸۶، مطبوعہ ۱۸۹۹ء

۸۔ پھر کشتی نوح میں جماعت کو جو کئی صفحات پر نصیحت فرمائی ہے، اس میں فرماتے ہیں۔ پیروی کرنے کے لیے یہ باتیں ہیں..... نہ کہ اس کا بیٹا۔ (ملاحظہ ہو، ص ۱۰)
پھر اس کتاب میں فرماتے ہیں کہ پھر تمہارے لیے ایک ضروری..... کوئی اور کتاب، صفحہ ۱۳۔ پھر اس کتاب کے صفحہ ۱۴ پر فرماتے ہیں، سولے دے تمام لوگو..... حج کرے۔ کشتی نوح، مطبوعہ سال ۱۹۰۲ء، صفحہ ۱۴، طبع اوّل۔

۹۔ پھر فرماتے ہیں، **التعلیم للجماعت**..... **فی النار**. مواہب الرحمٰن، صفحہ ۹۶، مطبوعہ سال ۱۹۰۳ء۔ اس کا ترجمہ فارسی میں اس کے نیچے دیا ہوا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث اور فقہ حنفیہ کی رُو سے جن باتوں کی بناء پر کسی کو مسلمان یا مومن کہا جاتا ہے، ان سب باتوں کے متعلق حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے فرمودہ نہایت واضح اور صاف عبارتوں کی رُو سے میں نے ثابت کر دیا ہے کہ جماعت احمدہ بفضلہٖ تعالیٰ مسلمان اور مومن ہے۔ یہ پہلا ثبوت جو دراصل کئی ثبوتوں کا مجموعہ ہے، بیان کرنے کے بعد میں دوسرا ثبوت حضرت مرزا صاحب قادیانی، مسیح موعود مہدی موعود اور ان کی جماعت کے مسلمان اور مومن ہونے کا پیش کرتا ہوں۔ اور وہ آپ کے معاصرین میں سے ایک شہرہ آفاق، صاحب علم و فضل و تقدس بزرگ کی شہادت ہے۔ یہ شہادت جس کا میں نے ذکر کیا ہے، ہزار شہادتوں سے بھی زیادہ باعظمت شہادت ہے۔ کیونکہ یہ اس مردِ خدا نے ادا کی ہے جو علماء روزگار اور واصلان کردگار میں سے ہے۔ پنجاب کے علاوہ اس کی جلالت شان ہندوستان میں بھی مسلم ہے۔ ریاست بہاولپور کی رعایا اور راعی سب کے دلوں میں اس کی بزرگی اور تقدس کا اثر نقش فی الحجر ہے۔ اور جو ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور اور آنحضور کے بزرگان کے بھی واجب التعظیم مقتدا ہیں۔ میری مراد اس بزرگ مقدس انسان سے حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ کی ذات والا صفات سے ہے۔ ان جناب حضرت مرزا صاحب کی شان میں فرماتے ہیں، ہمہ اوقات مرزا صاحب..... وا عقائد اہل سنت والجماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست۔ اشارات فریدی، جلد ۳، صفحہ ۷۰۔

اگرچہ کلام اپنے زبردست اور جامع الفاظ سے خود کامل ثبوت ہے اس امر کا کہ پوری تحقیق کے بعد بڑے وثوق اور یقین سے فرمایا گیا ہے۔ اور یہ امر خاص قابلِ توجہ ہے۔ لیکن اس کے علاوہ چند اور بھی نہایت قوی دلائل ایسے موجود ہیں جن سے اس کا نہایت باعظمت اور قابلِ توجہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً دلیل اوّل یہ ہے کہ اس کتاب اشارات فریدی کے حصہ سوم سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السّلام نے اپنے دعویٰ کی صداقت پر کامل یقین ہونے کی وجہ سے جہاں اور علماء، فضلاء اور سجادہ نشین اصحاب کو مباہلہ کا پیغام دیا کہ احقاق حق اور ابطال باطل ہو، وہاں حضرت خواجہ صاحب کو بھی دیا ہے کہ یا تو حضرت خواجہ

www.khatmenubuwwat.org

صاحب تصدیق فرما دیں، یا وہ مقابلہ میں آویں۔ مگر چونکہ حضرت خواجہ صاحب نیک دل، برگزیدہ اورمحتاط انسان تھے۔ اس لیے انہوں نے اس مباہلہ کے چیلنج کا جواب سرسری طور پر جواب دینا پسند نہیں کیا، بلکہ پورے غور وفکر کے بعد اپنی معرفت خاصہ کی وجہ سے بذریعہ خط یہ دیا۔ من فقیر باب اللہ غلام فرید سجادہ نشین مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم..... برسبیل جواب اشارات فریدی، حصہ سوم، صفحہ ۴۳۔ خواجہ صاحب کے اس خط سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل آپ علم عربی میں ایک فاضل بزرگ ہیں۔ دوئم آپ نے یونہی جواب نہیں دے دیا، بلکہ حضرت مرزا صاحب کی اس کتاب کو پڑھنے کے بعد دیا ہے۔ سوم اس خط میں اقرر موجود ہے کہ میں شروع حال سے ہی آپ کے مقام تعظیم پر کھڑا ہوں۔ اور میری زبان سے آپ (حضرت مرزا صاحب) کے حق میں تعظیم وتکریم ورعایت آداب کے بغیر کبھی کوئی کلمہ نہیں نکلا ہے۔ اور میں آپ کے صلاح حال کا معترف اور مستفیض ہوں کہ آپ عباداللہ الصالحین میں سے ہیں۔ چہارم کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب سے اپنی عافیت بالخیر کے لیے دعا کی درخواست کی ہے۔ یہ چاروں باتیں جو اس خط سے ظاہر ہیں، خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں۔ ایک جامع علوم ظاہری و باطنی مرد خدا نے مباہلہ کا پیغام پا کر اس کا جواب دیا ہے اور سرسری طور پر نہیں، بلکہ غور وخوض کے ساتھ وہ کتاب پڑھنے کے بعد دیا ہے، جس میں مباہلہ کا پیغام درج ہے اور ایسے الفاظ میں دیا ہے کہ جب تک واقعی حقیقت منکشف نہ ہو جائے، ایسے الفاظ میں جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اس جواب میں نہ صرف یہ اقرار ہے کہ میں ابتداء سے آپ کی تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں، جس سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ کو حضرت کے حالات کا پہلے سے علم ہے، بلکہ نہایت صفائی کے ساتھ پہلے لفظوں میں یہ بھی موجود ہے کہ میں آپ کی تعظیم کے لیے بغرض حصول ثواب کھڑا ہوں۔ آخر میں حضرت خواجہ صاحب نے بات اپنی انتہائی حد تک پہنچا دی ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب پر اللہ تعالیٰ کے فضل کا اظہار فرما کر یہ آرزو کی ہے کہ حضرت اقدس آپ کے لیے عافیت بالخیر کی دعا کریں۔ عافیت بالخیر ہونے کی دعا کے لیے حضرت خواجہ صاحب جیسا روشن ضمیر اور مقدس انسان جس درجہ اور مرتبہ کے انسان سے کہے گا، وہ ظاہر ہے۔ اس خط کو حضرت مرزا صاحب نے سال ۱۸۹۷ء میں ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۳۹، وضمیمہ سراج منیر، الف، ب میں ہزاروں کی تعداد میں شائع کر دیا ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ صاحب بقید حیات تھے۔ اس کے بعد مزید خط وکتابت بھی جاری رہی ہے، جو حضرت صاحب کی طرف سے بھی شائع ہوتی رہی ہے، اس لیے یہ شہادت صرف اشارات کے حوالہ سے نہیں، بلکہ دوسری اشاعتوں کے لحاظ سے بھی قابلِ غور ہے۔ دوسری دلیل اس امر کی کہ حضرت خواجہ صاحب کی شہادت خاص طور پر توجہ کے قابل ہے۔ یہ کہ آنجناب کو حضرت مرزا صاحب کے متعلق اپنی وہ رائے ظاہر فرمانے سے پہلے حضرت مرزا صاحب کے الہامات کا بخوبی علم ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آنجناب کے اس ارشاد یعنی بیان سے ظاہر ہے، ''مرزا صاحب مرد نیکو صالح است۔ ونزد من کتابے از ملہمات خود فرستادہ است کمال اوازاں کتاب ظاہر است۔''[1]

پس ثابت ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب نے جو رائے دی ہے وہ پوری واقفیت کے بعد دی ہے۔ تیسری دلیل اس امر کی کہ شہادت مذکورہ خاص توجہ کے لائق ہے۔ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مریدان باصفا میں سے خواص الخاص مرید مولانا مولوی

۱۔ اشارات فریدی، ۴۲/۳

www.khatmenubuwwat.org

حاجی نورالدین صاحب حکیم جوسلسلہ عالیہ احمدیہ میں خلیفہ اوّل ہوئے ہیں، حضرت خواجہ صاحب سے ملے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق گفتگو ہوئی، جس میں پیشگوئیوں اور دعویٰ و معیار ہائے صداقت کا ذکر آیا، بالخصوص آتھم والی پیشگوئی کے متعلق سوال و جواب ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کو حضرت مرزا صاحب کی کتاب اور پیشگوئیوں کا گہرا مطالعہ تھا۔ ملاحظہ ہو: اشارات فریدی، صفحہ ۴۳-۴۴۔ چوتھی دلیل اس شہادت کے اندر ہے کہ آپ نے حضرات مرزا صاحب کی عربی کتابوں کا مطالعہ اوران پر گہرا غور وخوض کرنے کے بعد اپنی رائے ظاہری کی ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں: کلام عربی او ببنید کہ از طاقت بشریہ خارج است۔ وتمام کلام اومملواز معارف وحقائق و ہدایت است۔[1]

پانچویں دلیل

یہ شہادت خود اس امر کی حیثیت ہے کہ مولویوں کی مخالفت، بلکہ مولویوں کے فتویٰ کفر کا بھی حضرت خواجہ صاحب کو علم تھا۔ کیونکہ فرماتے ہیں، علماء وقت را بہ بینیہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتید صرف در پئے ایں چنیں نیک مرد کہ اہل سنت والجماعت است و برصراط مستقیم است... وبروے حکم تکفیر مے سازند۔ جب حضرت خواجہ صاحب اپنی کلام میں اقرار فرماتے ہیں کہ علماء وقت خواہ مخواہ حضرت مرزا صاحب علیہ السّلام کی تکفیر کر رہے ہیں تو اس سے ثابت ہے کہ آپ کو علماء کے فتاویٰ کفر کے ساتھ ان امور کا بھی علم تھا، جس کی بناء پر علماء نے تکفیر کی ہے۔ ورنہ بغیر اس کے حضرت خواجہ صاحب جیسا محتاط انسان علماء کے فتوؤں کو نادرست کس طرح قرار دے سکتا تھا۔ آنجناب کا حضرت مرزا صاحب کو تعریف وتوصیف کے ساتھ یاد کرنا اور اہل سنت والجماعت میں سے کہنا، پھر علماء کا شکوہ کرنا کہ گروہ مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر مرزا صاحب جیسے نیک مرد کے درپئے ہو گئے ہیں۔ اس امر کا کامل ثبوت ہے کہ خواجہ صاحب بزرگ حضرت مرزا صاحب کے حالات وخیالات سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ اور علماء کی تکفیر و وجوہ تکفیر سے بھی۔ نیز حضرت مرزا صاحب کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کے اس ارشاد سے کہ از عقائد اہل سنت والجماعت وضروریات دینی ہرگز منکر نیست۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ علماء نے مرزا صاحب کو عقائد اہل سنت والجماعت اورضروریات دینی کا منکر قرار دیا ہے۔ خواجہ صاحب اس سے واقف ہیں۔ مگر اس میں علماء کو برحق نہیں سمجھتے۔ اوران کے قول وفتویٰ کو رَد کرنے کی خاطر فرماتے ہی کہ از عقائد اہل سنت والجماعت وضروریات دینی ہرگز منکر نیست۔ اگر اس فقرہ سے علماء کے فتویٰ تکفیر کی تردید مقصود نہ ہوتو یہ فقرہ ہی بے محل ٹھہرتا ہے۔

ایک نہایت ضروری بات

اس موقعہ پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ اگرچہ یہ شہادت تو فی الحقیقت نہایت وقیع ہے۔ لیکن جن بزرگ کی طرف منسوب کی جاتی ہے، کیا ثبوت ہے کہ واقعی اس کی ہے بھی۔ اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ اشارات فریدی جس میں یہ شہادت درج ہے، مقدمہ زیر تجویز کے دائر ہونے سے سال ہائے سال پہلے طبع ہوکر شائع ہو چکی ہے۔ چونکہ ریاست اور اس کے اردگرد میں حضرت خواجہ صاحب کے معتقد ومرید بکثرت موجود ہیں، اس لیے گھر گھر میں کتاب کا موجود ہونا یقینی ہے۔ لیکن نہ بیرون ریاست سے اس

۱۔ اشارات فریدی، ۳/۷۰

www.khatmenubuwwat.org

شہادت کے خلاف کوئی صدا بند ہوئی اور نہ اندرون ریاست سے۔ اگر خدانخواستہ اس شہادت کے متعلق کچھ گنجائش کلام ہوتی تو حضرت خواجہ صاحب کے معتقدوں، مریدوں کا جن میں معمولی درجہ سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ تک کے طبقہ کے اصحاب شامل ہیں۔ اپنے بزرگ مقتدا کے ملفوظات کی کتاب میں یہ شہادت درج پا کر کوئی لفظ مخالف زبان پر نہ لانا ثبوت کامل ہے اس امر کا کہ چھوٹے بڑے دونوں طبقہ کے لوگوں کو اس شہادت کے یقین کرنے میں ذرا بھی شک نہیں ہوا۔ اور وہ پورے اطمینان سے اس کو خواجہ صاحب کی شہادت سمجھ رہے ہیں۔ دوسری بات اس شہادت کے واقعی حضرت خواجہ صاحب کی ہی شہادت ہونے کے متعلق یہ ہے کہ کتاب اشارات فریدی، جس میں یہ شہادت درج ہے، آپ سے تعلق نہ رکھنے والے یا کسی بیرون انسان کی قلمبند کی ہوئی نہیں، بلکہ حضرت خواجہ صاحب کے ایک مرید بااختصاص نے ۹/ برس تک آپ کی خدمت میں حاضر رہ کر آپ کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ سنا ہے۔ وہ تحریر میں لا کر تیار کی ہے اور وہ تیار کرنے والے بھی کوئی معمولی انسان نہیں، بلکہ وہ شخص ہیں جن کے حق میں حضرت خواجہ صاحب کے فرزند و جانشین خواجہ محمد بخش صاحب نے برادر دینی مولانا رکن الدین کے تعظیمی الفاظ لکھے ہیں۔ تیسری بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ کتاب بے تعلق یا غیر معروف لوگوں میں کسی کے انتظام سے طبع نہیں ہوئی، بلکہ اس کو طبع اور شائع کرنے والے خود خواجہ صاحب کے فرزند و جانشین حضرت خواجہ محمد بخش صاحب ہیں۔ چنانچہ وہ اس کتاب کے اخیر میں تحریر فرماتے ہیں:

فقیر محمد بخش اما بعد میگوید..... طبع کنانیدم۔ فقیر محمد بخش۔

اس تقریظ سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱۔ یہ کہ مولانا رکن الدین صاحب نے متواتر ۹/ سال تک حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی خدمت میں رہ کر آنجناب کے ملفوظات مرتب کیے تھے۔

۲۔ یہ سب ملفوظات ایک کتاب اور ایک نسخہ کی صورت میں تھے۔

۳۔ خواجہ محمد بخش صاحب جانشین حضرت خواجہ صاحب نے آنجناب کے مریدان باصفا کی خواہش و اشتیاق کی بناء پر کتاب شائع کی چھٹی دلیل اس امر کی یہ شہادت خاص قابل توجہ ہے، یہ کہ خود حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے بھی اپنی اس تحریر کردہ شہادت کی تصدیق فرما دی ہے۔ چنانچہ اس کتاب جلد ثالث کے اخیر کی اس عبارت سے ثابت ہے، وایں جلد سوم از اوّل تا آخر..... تحقیق تمام نمودہ اند۔ فقط۔ صفحہ ۱۸۷۔

اس عبارت سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ یہ جلد سوم بھی حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی بابرکت زندگی میں لکھی گئی ہے۔ دوم یہ کتاب جلد سوم، از اوّل تا اخیر خواجہ صاحب مرحوم مغفور کی خدمت مبارک میں سبقاً سبقاً پڑھ کر سنائی گئی ہے۔ سوم کہ یہ کتاب حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے بکمال توجہ سنی ہے اور اس کی تصحیح و اصلاح اور تحقیق تمام فرمائی ہے۔

ساتویں دلیل اس امر کی اشارات فریدی میں طبع شدہ شہادت واقعی حضرت خواجہ صاحب کی ہے خارجی شہادات میں۔ یعنی ان کے خطوط کی بناء پر حضرت مرزا صاحب کا ان کے نہ صرف خط میں شائع کرنا، بلکہ ان کی عقیدت و ارادت کو اُن کی زندگی میں شائع کر لینا اور ہزاروں کی تعداد میں حضرت مرزا صاحب کی ان کتابوں کا دنیا میں پھیل جانا، مگر اس کے خلاف نہ خواجہ صاحب

www.khatmenubuwwat.org

کا خود انکار کرنا اور نہ ان کے جانشین خواجہ محمد بخش صاحب کا انکار ثابت ہونا۔ پھر حضرت خواجہ صاحب کی تصدیق وارادت کے بعد حضرت مرزا صاحب کا ایک نظم لکھنا وہ بھی خواجہ صاحب کی زندگی کا واقعہ ہے۔ وہ نظم اشارات میں بھی درج ہے اور حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں بھی مثلاً ضمیمہ سراج منیر، صفحہ (ر)، درثمین، صفحہ (ہ)، مطبوعہ سال ۱۸۹۷ء، اشارات فریدی، حصہ سوم، صفحہ ۹۰۔ پھر حقیقت الوحی، صفحہ ۳۰۷ پر حضرت خواجہ صاحب کے متعلق مرزا صاحب نے پوری تفصیل سے ارقام فرمایا، مگر آج تک کسی شخص نے بھی ان سب امور کے بار بار شائع ہونے اور ہزارہا کی تعداد میں شائع ہو جانے کے باوجود ذرا بھر انکار نہیں کیا۔ تو اب اتنے سالوں کے بعد اس شہادت میں کیا شک وشبہ وسکتا ہے۔ میں ان عبارتوں میں سے چند فقرات پیش کرتا ہوں جو مرزا صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔ اوّل، بالاخیر ہم اِس جگہ نقل خط میاں غلام فرید صاحب پیر نواب بہاولپور، جو ایک صالح اور متقی مرد مشائخ پنجاب میں سے ہیں۔ اس غرض سے درج کرتے ہیں کہ تا دوسرے مشائخ مدعین بھی کم سے کم ان کے نمونہ پر چلیں۔ ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۳۶، ۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء دوسرا حوالہ یہ ہے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ ان ہزاروں میں سے یہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیز گاری کا نمونہ دکھلایا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ. (جمعہ:۴) خدا ان کو اَجر بخشے اور عاقبت بالخیر کرے۔ آمین۔

''اب جب تک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی، میاں صاحب موصوف کا ذکر بالخیر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائے گا۔''[1]

تیسرا نظم کے چند اشعار ہیں۔

اے فریدِ وقت درصدق وصفا۔ باتُو بادآں درکہ نام او خدا۔ برتو بارو رحمت یاری ازل۔ درتو تائید نور دل مراد ازل.....از تو جان من.....قحط الرجال.....از کوئے تو۔ اشارات فریدی، جلد سوم، صفحہ ۹۰، ضمیمہ رسالہ سراج منیر، صفحہ (و) یہ نظم خواجہ صاحب کے دوسرے خط کے جواب میں ہے، جو ایک لمبے خط کے ساتھ منسلک کر کے حضرت مرزا صاحب نے بھیجی تھی اور خود بھی ہزاروں کی تعداد میں ۱۸۹۷ء میں شائع کر دی۔ یعنی حضرت خواجہ صاحب کی وفات سے تقریباً تین سال پہلے۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۷ پر ہے۔ انیسواں نشان یہ ہے.....ساقط ہو گئے.....مصدق ہونے کی حالت میں ہوا.....معرفت بخش دی تھی۔ ان ملفوظات کے لکھنے والے مولانا رکن الدین ہیں، جن کو خواجہ محمد بخش صاحب برادر دینی کے خوش لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ اور اشارات فریدی، حصہ دوم، صفحہ ۱۳۵- ۱۳۶ پر حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء کے ناموں میں ان کا نام درج ہے۔ لیکن مولانا رکن الدین صاحب بھی حضرت خواجہ صاحب کے خلیفہ تھے۔ ایسی شخصیت پر لب کشائی کرنا درحقیقت حضرت خواجہ صاحب کی مقدس شخصیت پر اعتراض کرنے کے مترادف ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ علامہ وحید حضرت خواجہ غلام فرید کی یہ شہادت نہایت ہی تسلی بخش اور قوی شہادت ہے۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ قرآن شریف اور احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ کی رُو سے کسی کو مسلمان یا مومن کہنے کے لیے جن باتوں کے اقرار کی ضرورت ہے، میں نے ان تمام باتوں کا اقرار حضرت مرزا صاحب علیہ السّلام کی تحریرات سے ثابت کر دیا ہے، پھر ایک مقدس وجود کی شہادت سے بھی۔ اس کے بعد اب میں وجوہ تکفیر کو ایک ایک کر کے رَد کرنا چاہتا ہوں، جو غلط طور پر مرزا صاحب کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب اور اُن کی جماعت کے متعلق جو وجوہ تکفیر بیان کی جاتی ہیں، وہ

۱۔ ضمیمہ انجام آتھم، ص ۳۸

www.khatmenubuwat.org

سات ہیں:

۱۔ اوّل انکار ختم نبوت	۲۔ دوم دعویٰ نبوت تشریعہ
۳۔ سوم دعویٰ نبوت مطلقہ	۴۔ چہارم دعویٰ وحی
۵۔ پنجم انکار نفخ صور وحشر اجساد وقیامت	۶۔ ششم توہین انبیاء علیہم السّلام
۷۔ توہین امت محمدیہ؟	

پہلی وجہ تکفیر کی تردید۔ پہلی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مرزا صاحب اوران کے معتقدین ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ اور ختم نبوت چونکہ ضروریات دین میں سے ہے اورضروریات دین میں سے کسی ایک ضرورت کا انکار بھی کفر ہوتا ہے، اس لیے مرزا صاحب اوران کے مرید ایک ضرورت دینی کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہوئے۔ اس وجہ تکفیر کے متعلق مجھے جو کچھ بیان کرنا ہے، وہ میں کئی عنوان کے تحت بیان کرتا ہوں:

کیا حضرت مرزا صاحب علیہ اورآپ کی جماعت کو سیّدالانبیاء حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے سے انکار ہے

ختم نبوت کے الفاظ کو مخالفین عام طور پر بولتے ہیں، اس سے وہ خاتم النبیّین کے الفاظ مراد لیتے ہیں۔ اورختم نبوت کے انکار سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے کا انکار اوراس طرح وہ حضرت مرزا صاحب اورآپ کی جماعت کو حضور انورصلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے کا منکر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل ہی لغو مغالطہ درمغالطہ ہے۔ کیونکہ نہ تو ختم النبوت اور خاتم النبیّین مترادف ہیں کہ ختم النبوت کے انکار سے خاتم النبیّین کا انکار لازم آئے، اور نہ ان معنوں میں حضرت مرزا صاحب کو ختم النبوت کا انکار ہے۔ جن معنوں میں کہ مخالفین آپ کی طرف انکار منسوب کرتے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان اعلیٰ میں خاتم النبیّین کے الفاظ کسی انسانی فکر کا نتیجہ نہیں ہیں، جن میں گنجائش کلام ہو بلکہ قرآن شریف میں وارد ہیں۔ جو لاریب خدا تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے اس سے کوئی معمولی انسان بھی انکار نہیں کرسکتا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں۔ اورمرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے سے انکار کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اتہام ہے کہ جس کی ذرہ بھی اصلیت نہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کی کتب اس اقرار سے بھری پڑی ہیں۔ میں ان میں سے چند حوالہ جات لکھاتا ہوں۔ ازالہ اوہام، مطبوعہ سال ۱۸۹۱ء، تقطیع خورد، جلد اوّل کے صفحہ ۱۳۷ پر ایک جلی قلم سے ہمارا مذہب کے عنوان میں فرماتے ہیں:

از عشاق فرمان پیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگزریم

ہمارے مذہب کا خلاصہ اورلب لباب یہ ہے..... بھیج سکتا ہے۔

دوسرا حوالہ آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۳۸۷، مطبوعہ ۱۸۹۳ء، فتعقد..... خلا۔ یعنی ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول تمام

www.khatmenubuwwat.org

رسولوں سے بہتر اور سب رسولوں سے افضل ہیں اور خاتم النبیّین ہیں اور افضل ہیں تمام انسانوں سے جو پہلے آئے یا آئندہ آئیں گے۔

تیسرا حوالہ کرامات الصادقین، صفحہ ۲۵، مطبوعہ سال ۱۸۹۳ء، بالآخر..... برخلاف نہیں۔

چوتھا حوالہ، انجام آتھم، حاشیہ صفحہ ۲۷، مطبوعہ سال ۱۸۹۷ء۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں، یہی ہے کہ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں۔

پانچواں حوالہ۔ ایام الصلح، صفحہ ۸۶، مطبوعہ سال ۱۸۹۹ء، ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں..... خاتم الانبیاء ہیں۔

چھٹا حوالہ: ایک غلطی کا ازالہ، مطبوعہ سال ۱۹۰۱ء، بحوالہ حقیقت النبوۃ، صفحہ ۳۶۲۔ اور ہم اس بات پر بھی اور کامل..... خاتم النبیّین۔

ساتواں حوالہ۔ مواہب الرحمٰن، صفحہ ۶۶، مطبوعہ سال ۱۹۰۳ء۔ **انا مسلمون..... خاتم الانبیاء.** یعنی ہم مسلمان ہیں، ایمان رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی کتاب فرقان حمید پر اور نیز ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم خدا کے نبی اور رسول ہیں۔ اور کہ وہ بہتر دین لائے ہیں اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔

آٹھواں حوالہ، حقیقت الوحی، صفحہ ۲۷، مطبوعہ سال ۱۹۰۷ء، مگر جس کامل انسان پر..... خاتم الانبیاء نے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۹، پر فرماتے ہیں، کیا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے..... کو..... چھین لے گا۔

نواں حوالہ، اشعشی، عربی، صفحہ ۲۲، مطبوعہ سال ۱۹۰۷ء پر فرماتے ہیں، **وا نبینا خاتم الانبیاء..... ظھورہ.** یعنی یقیناً ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں، مگر وہی جو آپ کے نور سے منور کیا جاوے، اور جس کا ظہور آپ کے ظہور کا ظل ہو۔ پھر اس کتاب کے صفحہ ۶۴ پر فرماتے ہیں، **وانارسولنا..... مرسلین.** یعنی ہمارے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں اور آپ پر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ ان مندرجہ بالا تصریحات کے علاوہ عملی ثبوت میں بیعت فارم کی طرف توجہ دلاتا ہوں، جس میں وہ تمام باتیں من وعن لکھی ہوئی ہیں۔ جن کے اقرار کرنے سے کوئی شخص احمدی ہوتا ہے، خواہ وہ دستی بیعت کرے یا تحریری۔ اس بیعت فارم سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص احمدی نہیں ہوسکتا، جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے کا اقرار نہ کرے۔ ایسی تصریحات کے ہوتے ہوئے ہمارے مخالفین کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے سے انکاری ہے۔ یقیناً اتہام ہے۔ بعض لوگ ایک شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی ابتدائی زندگی میں تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین تسلیم کیا ہے۔ اور اس وقت مرزا صاحب مسلمان تھے۔ مگر بعد میں مرزا صاحب نے آنحضرت کے خاتم النبیّین ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ میں نے اس شبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض ایسے حوالہ جات بھی پیش کر دیے ہیں جو مرزا صاحب کی آخری زندگی کے ہیں۔ مثلاً حقیقت الوحی اور استفتاء جو آپ کی وفات سے ایک سال پہلے کی تصنیف ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے جب سے نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے، اس وقت سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین ماننا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ کہ دعویٰ نبوت سال ۱۹۰۱ء میں کیا ہے۔ گویا یہ خیال اور وجوہ سے بھی غلط ہے۔ لیکن میں نے

www.khatmenubuwwat.org

ایسی کتابوں کے حوالہ جات پیش کر دیے ہیں جو سال ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہیں۔ مثلاً ایک غلطی کا ازالہ، مواہب الرحمٰن، حقیقت الوحی اور استفتاء، جن میں صرف اقرار موجود ہے کہ حضرت مرزا صاحب آنحضرت سرور کائنات کو خاتم النبیّین یقین کرتے تھے۔ یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ اگر آپ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے سے معاذ اللہ انکار کر دیا تھا۔ تو ہر احمدی سے بیعت کے وقت یہ اقرار کیوں لیا جاتا ہے کہ وہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین یقین کریں۔

کیا سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت ہی نہیں مل سکتی

اگر ہمارے مخالفین کے نزدیک لفظ خاتم النبوۃ سے ان کی یہ مراد ہے کہ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بایں معنی خاتم النبیّین ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا تو ان کی یہ مراد بالکل بے بنیاد اور محض غلط ہے۔ کیونکہ خود رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یا بزرگان سلف نے جو اولیاء اللہ میں سے تھے۔ یا مجدد اور محدث تھے۔ خاتم النبیّین کے جن معنوں کی تصریح کی ہے، وہ معنی ہمارے مخالفین کے بیان کردہ معنی کو محض غلط قرار دیتے ہیں۔ اوّل خاتم النبیّین والی آیت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت اتری، یعنی ۵ھ میں، اس کے پانچ سال بعد ۱۰ھ میں حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم نے وفات پائی۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا جنازہ پڑھانے کے بعد فرمایا: **ان لہ..... لو عاش لکان صدیقا نبیا**۔[1]

ابن ماجہ، جلد اوّل، مصری، صفحہ ۲۳۷۔ یعنی اس بچہ کی ایک دائی ہے جنت میں، اور اگر یہ زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اس حدیث میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے خاتم النبیّین ہونے کو حضرت ابراہیم کے نبی ہونے میں روک نہیں بتلایا، بلکہ ان کی موت کو روک ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ اگر آپ کا خاتم النبیّین ہونا ان کے نبی ہونے میں روک کا موجب ہوتا تو آپ یہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو ہرگز نبی نہ ہو سکتے تھے، کیونکہ میں خاتم النبیّین ہوں۔ نیز اگر خاتم النبیّین کا مطلب یہ ہوتا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کس طرح فرما سکتے تھے کہ ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ یہ فرمانا تو ایسی حالت میں برمحل ہو سکتا ہے کہ خاتم النبیّین کے الفاظ ہر قسم کی نبوت کو روکنے والے نہ ہوں، بلکہ ان کے بعد بھی کسی نہ کسی قسم کے نبی ہونے کے لیے گنجائش باقی ہو۔ ایک قابل نوجوان طالب علم کی وفات پر تب ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ زندہ رہتا تو ضرور ایم.اے ہو جاتا۔ لیکن ایم.اے کا وجود دنیا میں باقی ہو اور اس کی ڈگری کا حاصل کرنا ممکن ہو۔ اگر ایم.اے کا وجود سرے سے دنیا میں ہی نہیں ہے۔ اور اس کا حصول ناممکن ہو گیا ہو تو پھر یہ الفاظ نہیں بولے جائیں گے، بلکہ محض مہمل ہوں گے۔ پس نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ فرمانا کہ ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہو جاتا۔ ثبوت ہے اس امر کا آئندہ نبوت حاصل کرنے میں آیت خاتم النبیّین ہرگز ہرگز روک نہیں ہے۔

دوم۔ حضرت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خاتم النبیّین کی اور بھی تفسیر فرمائی ہے۔ مثلاً کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۱۷۸ پر ہے کہ **اخرج..... خاتم الانبیاء فی النبوۃ.**

۱۔ **لو عاش ابراھیم.....** مسند احمد، رقم ۱۲۳۸۱

www.khatmenubuwwat.org

یعنی مرفوع اور مرسل دونوں طریق سے حدیث مروی ہے کہ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اپنے چچا عباس کو، مطمئن رہیے اے چچا! پس تحقیق آپ خاتم مہاجرین ہیں ہجرت کے لحاظ سے، جیسا کہ میں خاتم النبیّین ہوں نبوت کے لحاظ سے۔ مطلب صاف اور واضح ہے کہ جیسا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد پھر یہی ہجرت مکہ کو یا مدینہ کو کرنی جائز یا موجب ثواب ہے اور ہجرت بالکل بند اور ممنوع نہیں ہے۔ اور ویسی ہجرتیں حضرت عباس کے خاتم المہاجرین ہونے میں کوئی خلل انداز نہیں۔ ویسے ہی حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کے بعد آپ کی اتباع اور توسط سے کسی کا نبی بن جانا ہی آپ کے خاتم النبیّین ہونے میں خلل انداز نہیں ہے۔ اگر حضرت عباس کے خاتم المہاجرین ہونے میں مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی شرط ہے تو خاتم النبیّین ہونے میں ایسے ہی کمالات اور درجہ اور شریعت کی شرط ہے، یعنی نہ آئندہ مکہ سے مدینہ کو کوئی ہجرت ہو۔ اور نہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی مستقل اور شرعی نبوت ہو۔

سوم، خاتم النبیّین کی ایک اور تشریح حضرت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہی اس طرح پر مروی ہے، **انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء.** تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیّین، صفحہ ۱۱۱، یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں اور اے علی! تم خاتم الاولیاء ہو۔ مطلب صاف ہے کہ اگر خاتم الانبیاء کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوسکتا، تو خاتم الاولیاء کے بعد کسی قسم کا ولی بھی نہیں ہوسکتا۔ اور اگر خاتم الاولیاء کے بعد ولایت کا دروازہ کھلا ہے اور اولیاء امت میں ہو چکے ہیں۔ تو خاتم الانبیائی کے بعد آنحضور کی متابعت اور پیروی سے امت محمدیہ میں انبیاء بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جیسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ویسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاتم الاولیاء ہیں۔

چہارم، حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرمودہ تشریح اور بیان کردہ صفائی کے بعد اب میں بزرگان سلف کے بیان بطور صفائی پیش کرتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ عنہا کا ارشاد ہے، **قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ**..... تکملہ مجمع البحار، صفحہ ۸۵۔ اب اگر خاتم النبیّین کے یہی معنی ہوتے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو (نہیں) تو حضرت عائشہ صدیقہ جیسی ذی فراست اور ذی علم جس سے آدھا دین سیکھنے کا حکم ہے، وہ لوگوں کو یہ فرق کرنے کے لیے ارشاد نہ فرماتیں کہ خاتم الانبیاء تو کہا کرو۔ مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

پنجم، حضرت محی الدین ابن عربی جو صوفیائے کرام میں شیخ اکبر کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں، فرماتے ہیں **ان محمد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم..... بعدہٗ.** فتوحات مکیہ، جلد ۲، صفحہ ۵۵، بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبوۃ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی تشریعی نبوۃ نہیں ہے۔ انہوں نے بھی تصریح کر دی ہے کہ خاتم النبیّین سے مراد تشریعی نبوۃ کا خاتم ہے، نہ ہر ایک نبوت کا۔

ششم، خاتم النبیّین کے معنی میں عارف ربانی حضرت عبدالکریم جیلانی کی تصریح ہے۔ کتاب انسان کامل میں فرماتے ہیں، **فانقطع حکم..... خاتم النبیّین**، باب ۳۶، یعنی منقطع ہو گیا۔ تشریعی نبوت کا حکم حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اور حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہوئے۔ اگر خاتم النبیّین کے یہی معنی ہوتے کہ ہر ہر قسم کی نبوت بند ہے تو امام جیلانی صاحب ہرگز نہ فرماتے کہ تشریعی نبوت کا حکم منقطع ہوا۔ پھر تشریعی، غیر تشریعی کی قید ہی نہیں رہتی۔ صرف تشریعی نبوت کے انقطاع

www.khatmenubuwwat.org

کی تصریح کرتے۔ثبوت ہے کہ دوسری نبوت ظلی اور غیر تشریعی منقطع نہیں ہے۔

ہفتم، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں، بازگشتہ ازوے در ہر دو باب در دو عالم دعوت او مستجاب بہرایں خاتم شد استاد کہ باوجود۔مثل او نے بود نے خواہند بود۔

چوکہ درصفت بردانتا دوست۔نے تو گوئی۔ختم صفت ہرتو ہستند۔دفتر ششم باب۔دو۔اختر ان اشعار کا مطلب بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خاتم ہونا ان معنی میں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرح نہ کوئی ہوا نہ کوئی ہوگا۔جیسے کہ کاریگر کسی کاریگری میں اپنے افسران پر سبق لے جاوے تو اسے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس صفت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔محمد اکبر

سن کر تسلیم کیا۔

محمد اکبر

۱۴/ مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان مولوی غلام احمد گواہ فریق ثانی باقرار صالح

ہشتم، آٹھویں شہادت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی ہے، جن کو اکثر لوگ مجدد تسلیم کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں، حصول کمالات نبوت مرتابعان را بطریق تبعیت وراثت بعد از بعثتِ ختم الرسل علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والرسل.....منافی خاتمیت اونیست۔مکتوبات امام ربانی، جلداوّل، مکتوب ۳۰۱۔یعنی کمالات نبوت کا بطریق وراثت اور متابعیت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی کو حاصل ہو جانا، حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ومخالف نہیں۔

نہم، نوویں شہادت اس امر کی کہ مخالفین جو معنی خاتم النبیّین کے مراد لیتے ہیں، وہ غلط محض ہیں۔یہ ہے، علمائے دیوبند کے مسلمہ بزرگ بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر فرمائی ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیّین معلوم کرنے چاہئیں..... ہوسکتا ہے۔گویا حضرت مولانا بانی مدرسہ دیوبند نے تصریح کر دی ہے کہ عوام کے نزدیک آپ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کا زمانہ سب سے آخر ہے۔مگر خواص اور اہل فہم کا یہ خیال نہیں ہے۔اگر خواص اور اہلِ فہم کا بھی یہی خیال ہوتا تو عوام کا لفظ کہہ کر وہ معنی علیحدہ ہرگز نہ کہے جاتے۔خواص کے نزدیک کیا معنی ہیں۔اس کی طرف اشارہ فرمایا کہ اہلِ فہم پر روشن ہے کہ تقدم وتاخر زمانی تو کچھ موجب فضیلت نہیں۔پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کیوں فرمایا، اس میں تصریح کر دی ہے کہ آخری نبی ہونا زمانہ کے لحاظ سے عوام کا خیال ہے۔اور آخری ہونے میں کچھ فضیلت ظاہر نہیں ہوتی۔لہٰذا یہ معنی خاتم النبیّین کے صحیح نہیں ہو سکتے۔

دسویں شہادت، انہی مولوی صاحب کی مزید تصریح کے ساتھ یہ ہے کہ آپ اس کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں، اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم میں کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔اس سے زیادہ اُردو زبان میں اور کیا تصریح ہوسکتی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی نبی کے آنے سے خاتمیت محمدیہ میں فرق نہیں آتا۔

www.khatmenabuwat.org

گیارہویں شہادت، مخالفین کے معنی کے غلط ہونے کی ہے، جو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث دہلوی نے فرمائی ہے، **وقسم به النبيون**..... یہ تشریع علی الناس تفہیم، نمبر ۵۳۔

بارہویں شہادت، مولانا حکیم سیّد محمد حسن صاحب مولف غایت البرہان کی ہے۔ وہ اپنی مشہور کتاب کواکب دریہ کے صفحہ ۱۴۶ پر لکھتے ہیں، اسلام سے نبوت تشریعی منقطع ہوگئی۔ اور صفحہ ۱۴۷ پر لکھتے ہیں کہ نبوت بخصوصیت الانبیاء خبر دینے سے عبارت ہے۔ وہ دو قسم کی ہے۔ ایک نبوت شریعی جو ختم ہوگئی۔ دوسری نبوۃ بمعنی خبر داران وہ غیر منقطع ہے۔ اور صفحہ ۱۸۳ پر لکھتے ہیں کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ختم المرسلین ہیں کہ بعد آپ کے وحی تشریعی منقطع ہوئی۔ ان تینوں حوالوں کا حاصل بھی یہی ہے کہ خاتم النبیّین کے یہ معنی نہیں ہیں کہ غیر تشریعی ظلی نبی نہیں آ سکتا، بلکہ صرف یہ ہیں کہ صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتے۔

تیرھویں شہادت، نواب صدیق حسن خان صاحب کی ہے، جو اپنی کتاب اقتراب الساعۃ، مطبوعہ آگرہ، صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں، حدیث لاوحی بعد موتی بے اصل ہے، ہاں لا نبی بعدی آیا ہے۔ مگر اس کے معنی بھی نزدیک اہلِ علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہیں آئے گا۔ اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد شرع ناسخ لانے والا نبی نہیں آ سکتا، نہ کہ غیر شرعی، ظلی، امتی نبی بھی۔

چودھویں شہادت، میں اُس بزرگ اور عالم کی پیش کرتا ہوں جو ہمارے مخالفین کا مسلمہ جید عالم اور محدث ہے، اور جس کے حوالہ جات کسی اور رنگ میں کثرت سے وہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ یعنی محدث ملا علی قاری۔ وہ اپنی کتاب موضوعات کبیر میں خاتم النبیّین کے معنی بیان کرتے ہیں، **اذالمعنی لا باقی نبیٌ ینسخ ملتهٗ ولم یکن فی امته**. یعنی کیونکہ خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ اب کوئی (نہیں نبی آئے گا) نبی نہیں آئے گا جو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور وہ بھی جو آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ اس قول سے ظاہر ہے کہ محدث ملا علی قاری کے نزدیک بھی خاتم النبیّین کے معنی صرف یہی ہیں کہ صاحب شرع ناسخ یا کسی دوسری امت سے آنے والا نبی ممنوع ہے، نہ ہر ایک قسم کا نبی۔

پندرہویں شہادت اس امر کی کہ ہمارے مخالفین خاتم النبیّین کے جو معنی بیان کرتے ہیں، وہ غلط ہیں۔ یہ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک، دو، پانچ، سات، دس، پندرہ نہیں، بلکہ بہت سی آیات کریم میں تصریح فرمائی ہے کہ حضرت خاتم النبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کے امتیوں اور غلاموں میں سے آپ کے ہی وسیلہ اور واسطہ سے ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں گے جنہیں نبوت عطا ہوگی۔ میں ان آیات کو وجہ تکفیر نمبر ۳ کے جواب میں مفصل بیان کروں گا۔ اب میں شہادتیں اپنے موجود مخالفین کی اپنی تائید میں پیش کرتا ہوں۔

سولہویں شہادت، معلوم معنی کے غلط ہونے کی۔ خود ہمارے مخالفین کا سکوت اقرار ہے۔ کیونکہ کسی مولوی صاحب سے پوچھا جاتا ہے کہ خاتم النبیّین کے ان معنی کی تصدیق میں لغت عربی سے کوئی ایسی دوسری مثال پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ خاتم کا لفظ اپنے اندر یہ تاثر رکھتا ہے کہ جب کبھی کسی جمع مذکر سالم کے ساتھ مضاف ہو کر استعمال ہو تو اس جمع کے تمام افراد کی آئندہ کے لیے نفی کر دیتا ہے۔ بایں طور کہ اس جمع کے تمام افراد کی پوری پوری بندش اور روک ضرور ہو جاتی ہے۔ یعنی ان افراد میں سے کسی

www.khatmenabuwwat.org

ایک فرد کے وجود کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہ مطالبہ اس سے ہوتا کہ جب خاتم النبیّین عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ تو لازمی طور پر اس کے وہی معنی صحیح ہوں گے جن کی تائید عربی زبان سے ہوتی ہو اور جن کی مثالیں عربی زبان میں پائی جاویں، برخلاف اس کے وہ معنی کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتے، جن کی تائید زبان عربی سے نہ ہوتی ہو۔ چونکہ سالہا سال ہو چکے ہیں، کوئی ایک حوالہ بھی آج تک پیش نہیں ہوا۔ اس لیے جاننا پڑتا ہے کہ یہ معنی محض غلط ہیں۔ کیونکہ عربی زبان کی رُو سے کوئی ایسی مثال پیش نہیں کی جا سکتی جو مخالفین کے معنی کی تائید کرتی ہو۔ لہٰذا وہ معنی صحیح سمجھے جانے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر یہ جائز رکھا جاوے کہ بغیر عربی زبان کی تائید کے عربی لفظ کے معنی صحیح سمجھے جا سکتے ہیں تو امان اٹھ جائے گا۔ اور جو جس کا جی چاہے گا، وہ معنی کر لے گا۔ اور تفسیر بالرائے جس کی بابت احادیث میں یہ وعید عبارت ہے کہ اپنی رائے سے تفسیر کرنے والا جہنمی ہے۔ کوئی چیز نہ رہے گی اور کوئی شخص خواہ کیسے ہی لغو اور باطل تفسیر کرے۔ تفسیر کرنے والا قرار پائے گا۔

سترھویں شہادت، ان معنی کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ زبان عربی کی (عرف) عام میں اور بالخصوص ہمارے آج کل کے دیوبندی مخالف علماء کے مسلمہ بزرگوں، بلکہ خود انہی میں سے بعض نے خاتم کا لفظ بارہا استعمال کیا ہے اور ایک بار بھی وہ معنی مراد نہیں لیے ہیں جو خاتم النبیّین کے ہیں۔ خاتم کے استعمال سے ہمارے مقابل پر لیتے ہیں۔ مثلاً منہاج السنہ کے شروع میں، ٹائٹل پیج پر امام ابن تیمیہ کے لیے خاتمۃ المجتہدین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کے بعد کوئی مجتہد نہ ہوگا۔ دوسرا عجالۂ نافعہ کے دوسرے ٹائٹل پیج پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کو خاتم المحدثین لکھا ہوا ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد کوئی محدث نہ ہوگا۔ تیسرا مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے، جو شیخ الہند کے لقب سے ملقب ہیں، اپنے استاد و مرشد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا مرثیہ لکھا۔ اس کے ٹائٹل پیج پر ان کو خاتم الاولیاء المحدثین لکھا ہے۔ کیا ان کا یہ مطلب ہے کہ ان کے بعد امت مرحومہ محمدیہ میں کوئی ولی اور کوئی محدث نہیں ہوگا۔ چوتھا پُر لطف یہ ہے کہ ان مولوی محمود حسن صاحب کو صدر جمعیت علمائے ہند مولوی کفایت اللہ صاحب شاہ جہانپوری نے القاسم نمبر ۱، جلد ۲، ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ میں ٹائٹل پیج کے اندرون آخری صفحہ پر خاتم المحدثین لکھا ہے۔ باوجود مولوی رشید احمد صاحب کے خاتم المحدثین ہونے کے مولوی محمود حسن صاحب محدث ہوئے، پھر خاتم المحدثین بھی۔ (۵) پھر مولوی بدر عالم صاحب میرٹھی دیوبندی نے اپنی کتاب الجواب الفصیح کے صفحہ ۳ پر مولوی انور شاہ صاحب کو خاتم المحدثین لکھا ہے۔ کیا یہ لفظ خاتم المحدثین اس امر کے ظاہر کرنے کی غرض سے لکھا ہے کہ مولوی انور شاہ صاحب کے بعد کوئی محدث نہیں ہوگا۔

اب ان پانچوں حوالہ جات میں خاتم کا لفظ ان معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا جن معنی میں خاتم النبیّین سمجھا جا رہا ہے۔ اگر خاتم کا لفظ بذاتہ اس امر کا مقتضی ہے کہ جس جمع مذکر سالم کی طرف مضاف ہو، اس کے تمام افراد کو بالکل بند کر دے تو لازم آئے گا کہ امام ابن تیمیہ کے خاتمۃ المجتہدین ہونے کے بعد کوئی مجتہد نہیں کہلا سکتا۔ اس طرح پر دوسرے اصحاب موصوفین کے بعد جن کا ذکر اوپر کے فقرہ جات میں آ چکا ہے، کوئی ولی یا محدث نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اکفار الملحدین میں مولوی انور شاہ صاحب نے صفحہ ۹۳ سے لے کر صفحہ ۱۰۳ تک مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی کفایت

www.khatmenubuwwat.org

اللہ صاحب شاہ جہانپوری اور مولوی محمد صادق صاحب اور مولوی عزیز الرحمٰن صاحب و مولوی شبیر احمد صاحب کو محدث لکھا ہے۔ اور وہ وہی مولوی انور شاہ صاحب ہیں جن کو مولوی بدر عالم صاحب خاتم المحدثین لکھ چکے تھے۔ اگر خاتم کا لفظ وہی معنی رکھتا ہے جو خاتم النبیّین میں لفظ خاتم کے لیے جاتے ہیں تو پھر یہ کیا ہے کہ ایک مولوی دیوبندی صاحب، دوسرے مولوی صاحب کے لیے خاتم المحدثین لکھتے ہیں۔ نہ شاگرد صاحب یہ خیال کرتے ہیں کہ میرے استاد تو ایک اور بزرگ کو خاتم المحدثین مانتے ہیں۔ پھر میرا اس کے بعد ان اپنے استاد کو محدث، بلکہ خاتم المحدثین لکھنا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔

میری اس شہادت کا خلاصہ اور اصل مطلب یہ ہے کہ صرف سلف صالحین ہی نے خاتم کے لفظ کو استعمال کر کے یہ ظاہر نہیں فرمایا کہ اس کے معنی تمام افراد کو فی کل الوجوہ بند اور ختم کر دینے کے نہیں ہوتے، بلکہ ہمارے مخالف مولوی بھی اپنے عمل سے یہی ثابت کر رہے ہیں کہ انہوں نے خاتم کا لفظ بار بار استعمال کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس کے معنی کل افراد کو بند یا ختم کر دینے کے ہرگز نہیں ہوتے، بلکہ بعض کو بند کرنے کے ہوتے ہیں۔ پس یہ عرف عام کا عربی زبان کے لحاظ سے استعمال بھی ایک زبردست ثبوت ہے کہ خاتم النبیّین میں خاتم کا لفظ نبیوں کی تمام اقسام اور تمام افراد کی نفی کے لیے نہیں آتا۔ اور جو شخص ایسے معنی کرتا ہے، وہ عام شائع، متعارف معنوں کے خلاف کرتا ہے۔ اور بالکل بے ثبوت۔ کیونکہ ان معنی کی عربی زبان میں ایک مثال بھی نہیں پائی جاتی۔ ان سترہ واضح دلائل سے جن میں سے تین خود حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث ہیں۔ اور ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد اور آٹھ تصریحات مختلف زمانے کے بزرگوں، صوفیائے کرام، اولیاء، محدثین، مجددین ائمہ کی ہیں اور ایک ہمارے مخالف مولوی صاحبان مخالف مولوی صاحبان کے مسلمہ بزرگ، ہائی مدرسہ دیوبند کی شہادت ہے۔ اور دو خود ہمارے مخالفین کے سکوتی اقرار اور ہر دو کی ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے مخالفین جو معنی خاتم النبیّین کے کرتے ہیں، وہ صحیح ہیں۔ اور ضروریات دین میں سے ہو سکتے ہیں۔ اگر ان علماء کے معنی صحیح تسلیم کیے جاویں اور ضروریات دین سے قرار دیے جاویں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ فتویٰ کہاں تک پہنچتا ہے۔ علماء، صلحاء وصوفیائے کرام، محدثین وائمہ، یہاں تک کہ حضرت ام المومنین اور بالآخر سیّد الاولین والآخرین حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم تک۔ یہ تمام مذکورہ شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ ہمارے مخالف مولویوں کے معنی خاتم النبیّین ضروریات دین سے قطعاً نہیں ہیں، کیونکہ ضروریات دین تو وہ ہیں، جو قرآن شریف نے متعدد آیات میں بیان کی ہوں، یا پھر ضرورت دین وہ ہوگی جو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصریح سے ہو۔ ایسا ہی پھر ضرورت دین وہ ہوگی جو امت محمدیہ کے بزرگ اور مقدس لوگ، محدث، مجدد، اولیاء، صوفیائے کرام وغیرہ مختلف زمانوں میں ہونے کے باوجود پھر متحدہ طور پر بیان کریں۔ ایسا ہی ضرورت دین وہ ہوگی جس کو ہمارے مخالف مولوی صاحبان کے مسلمہ بزرگ تصریح سے قرار دیں، ان کے نزدیک ایسے ہی ضرورت دین وہ کہلائے گی جو زبان عربی کے محاورات کی رُو سے ثابت ہو کر کسی دینی تصریح کی تعین کرتی ہو، نہ کہ بغیر کسی ثبوت زبان عربی کے۔ محض کسی ایک یا چند شخصوں کے مذعومہ، معنی، ہمارے مخالفین کو لازم ہے کہ وہ آیات قرآنیہ یا حدیث رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم یا کسی مسلمہ بزرگ، نیک و پاک بزرگ کی تحریر سے ایک بھی حوالہ اس امر کا پیش کریں کہ خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہیں آ سکتا، نہ شرعی، نہ غیر شرعی، نہ امتی، نہ غیر امتی، بہ بلا واسطہ نہ

www.khatmenubuwwat.org

بالواسطہ۔اور پھر یہ ثابت کریں کہ یہ معنی ضروریات دین سے ہیں۔

عنوان نمبر۴۔ ہمارے مخالفین اپنے مدعومہ معنی کی تائید کے خیال سے جوابات پیش کرتے ہیں۔ان کی حقیقت کیا ہے۔

ہمارے مخالفین اپنے مدعومہ معنی کی تائید کے خیال سے بعض دیگر آیات بھی پیش کرتے ہیں، جن سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ ان آیات کو اس امر سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ پہلی آیت جو وہ پیش کرتے ہیں، وہ: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (مائدہ:۳) سورہ مائدہ، رکوع ا کی ہے۔اس آیت سے جو استدلال کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ دین کامل ہو چکا ہے۔اور نعمت پوری ہو چکی ہے۔اور سب سے بڑی نعمت نبوت اور دین ہے۔تو اب نہ کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی دین۔ کیونکہ کمال کے بعد کوئی دوسری چیز اندر داخل نہیں کی جاسکتی۔اس کا جواب یہ ہے کہ گو اس آیت میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ آئندہ کوئی نبی نہیں ہوگا، یا آئندہ نبوت بند ہوگی۔ کیونکہ آیت میں ایسے الفاظ ہرگز نہیں ہیں جن کا یہ ترجمہ ہو سکے۔لیکن اگر استدلال کیا جائے کہ چونکہ دین کامل ہے، اس لیے کوئی نیا دین نہیں آئے گا۔اور چونکہ نعمت کامل ہے، اس لیے آئندہ نبوت نہ ہوگی۔تو پھر ان کے اس استدلال پر چند امور تنقیح طلب ہیں۔ان کو مدنظر رکھنے سے واضح ہو جائے گا کہ آیا ان کا استدلال صحیح ہے۔ یا غلط اور آیا یہ آیت آئندہ نبوت کی نفی کرتی ہے، یا اثبات۔

امراوّل۔کیا ہر نبی کے لیے نیا دین لانا ضروری ہے۔ یا یہ ضروری ہے کہ دین میں کچھ نہ کچھ تبدیلی کرے۔

امر دوم۔ کیا انبیاء بنی اسرائیل یکے بعد دیگرے ہمیشہ نیا ہی دین لاتے رہے یا دین سابق میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ تبدیلی کرتے رہے ہیں۔

ان دونوں امور کا جواب نفی میں ہے۔ مجھے حوالہ جات وغیرہ کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مشہور و معروف بات ہے کہ ہر نبی کے لیے نیا دین لانا ضروری نہیں۔اور نہ پہلے دین میں کچھ تغیر وتبدل کرنا کچھ ضروری ہے۔ کیونکہ کئی نبی ایسے ہوئے ہیں جو پہلی کتاب اور پہلے دین کی متابعت اور اُسی کی اشاعت اور خدمت کے لیے آتے رہے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ. (مائدہ:۴۴) یعنی ہم نے تورات کو اُتارا۔اس میں ہدایت اور نور تھا۔ فیصلہ کیا کرتے تھے اس کے ساتھ کئی فرمانبردار نبی، ان لوگوں کے لیے جو یہودی تھے۔ یہ آیت واضح ثبوت ہے اس امر کا کہ بعض انبیاء بنی اسرائیل کوئی نیا دین یا کوئی نئی شریعت نہیں لاتے تھے، بلکہ توریت پر عمل اور اس کی خدمت کے لیے آتے تھے، پس جب ثابت ہو گیا کہ ہر نبی کے لیے نئی کتاب یا نیا دین لانا ضروری نہیں، بلکہ صرف اشاعت دین سابق کے لیے بھی نبی آتے رہے ہیں تو پھر یہ استدلال قطعاً باطل ہو گیا کہ چونکہ دین کامل ہو چکا ہے اس لیے آئندہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ وہ استدلال اس لیے باطل ہوا کہ ثابت ہو گیا کہ کمال دین سے صرف تبدیلی دین سابق یا آمد دین جدید کی نفی نکلنے سے غایت کار اس نبی کا آنا ممنوع ہوا۔ جو شریعت جدیدہ

www.khatmenubuwwat.org

لائے یا دین اسلام میں کچھ تبدیلی کرنے والا ہو، نہ کہ ہر ایک قسم کے نبی کا آنا۔

امر سوم۔ کیا دین کے کامل ہونے کا یہی مطلب ہے، یا یہی فائدہ ہے کہ آئندہ اس دین کی ماتحتی میں کوئی فرد بڑے درجہ کا پیدا نہ ہو، یا کوئی فرد اس امت کا اس کامل دین پر چل کر کوئی کمال خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل نہ کر سکے۔ اس امر کا جواب بھی نفی میں ہے۔ کیونکہ اگر دین کے کمال کا یہ مطلب ہے کہ آئندہ کوئی شخص اس دین کے کمالات کی برکت سے اعلیٰ درجہ حاصل نہ کر سکے تو پھر وہ کمال کمال نہ رہا، بلکہ زوال ہوا۔ کیونکہ کسی کالج کی نسبت (تحت) اگر عام اعلان کر دیا جاوے کہ ہر رنگ میں دوسرے کالجوں سے ممتاز ہے، اور بلحاظ عمارت، ساز وسامان، نصاب تعلیم وغیرہ ضروری اشیاء کے یہ کالج کامل ہو چکا ہے، تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آئندہ اس کالج میں آخری ڈگری یافتہ ایم.اے کلاس کا کوئی قابل فرد نہ ہو۔ اگر یہی مطلب ہوگا، تو اس مطلب کے لحاظ سے وہ کالج کامل کالج نہ ہوا، بلکہ ناقص ٹھہرا۔

امر چہارم۔ کیا جس طرح شریعت محمدیہ کے لیے فرمایا ہے کہ یہ تمام ضروری امور کے بیان ہو جانے کی وجہ سے کامل ہو چکی ہے، اس طرح تورات کے لیے تَمَامًا عَلَى الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلاً لِّكُلِّ شَیْءٍ (انعام:۱۵۴) میں فرمایا، یعنی یہ تورات پورا کرنے والی ہے، ہر اس امر کو جو اچھا ہے۔ اور تفصیل کرنے والی ہے ہر ضروری چیز کی۔ پھر کیا تورات کے بعد اور تورات کی موجودگی میں بنی اسرائیل کے اندر وہ نبی نہیں آئے جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے کہ تورات کی رُو سے فیصلہ کرتے تھے۔ کیا نیا دین نہ لاتے تھے اور نہ اس دین میں کوئی تبدیلی کرتے تھے۔ کیا ان نبیوں کے آنے سے تورات کی شان میں کوئی فرق آیا تھا۔ اگر نہیں آیا تھا تو قرآن شریف کے بعد اس کی نشر واشاعت کرنے غیر تشارع (غیر شارع) امی نبی آئے تو قرآن شریف کی شان میں کیوں فرق آئے گا۔

امر پنجم۔ کیا نبی کا کام بگڑی ہوئی امت کو سنوارنا اور باہمی اختلافات کا دور کرنا اور لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے، یا کچھ اور۔

امر ششم۔ کیا امت محمدیہ گمراہی سے محفوظ قرار دی گئی ہے یا اس کے بگڑنے کا ابھی خطرہ ظاہر کیا گیا تھا۔ ان دونوں امور کا جواب ایسا واضح ہے کہ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ کیونکہ عام مشہور بات ہے کہ امت محمدیہ کے بگڑنے کا نہ صرف خدشہ ظاہر کیا گیا ہے بلکہ پیشگوئی ہے کہ وہ یہود ونصاریٰ کی طرح فرقہ فرقہ ہو جائے گی، باوجود دین کامل ہو جانے کے، یہ سب کچھ ضروری قرار دیا گیا۔ تو لازماً نبی کا آنا ضروری ہوا۔ کیونکہ ایک طرف یہ مانا گیا ہے کہ دین کا کام نئی شریعت لانا، یا شریعت سابقہ میں کچھ تغیر وتبدل کرنا نہیں ہوتا، بلکہ بگڑی ہوئی امت کو سنوارنا اور ہدایت کا راستہ دکھلانا اور اختلافات کو مٹانا وحی سے ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ بھی مانا گیا ہے کہ امت محمدیہ نے بگڑنا بھی ضرور ہے۔ پس یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ دین کامل ہو گیا، لہٰذا اب نبی نہیں ہوگا۔

امر ہفتم۔ اگر دین کامل ہے اور اس کا کمال چاہتا ہے کہ اس دین میں سے کوئی شخص نبی نہ بنے، یعنی اس دین کا کمال کسی دوسرے نبی کے وجود کا مانع ہے، تو پھر بھی کامل دین ایک پہلے گزرے ہوئے نبی کا محتاج کیوں ہے۔ کیسے تعجب کی بات ہے کہ امت محمدیہ میں سے تو اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ دین کامل ہو گیا۔ اور تقاضا کمال یہ ہے کہ کوئی نبی نہ آوے۔ لیکن باوجود دین

www.khatmenubuwat.org

کامل ہو جانے کے آسمان کی طرف نظریں لگی ہوئی ہیں کہ گذشتہ نبیوں میں سے ایک نبی آ کر بگڑی ہوئی امت محمدیہ کی اصلاح فرما دیں۔

امر ہشتم۔ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے اتمامِ نعمت کے یہ معنی ہیں کہ آئندہ نبوت نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اتمامِ نعمت کے معنی یا مفہوم ہمارے مخالف علماء جو بیان کرتے ہیں کہ آئندہ نبوت نہ ہو، اس کا وہ کوئی ثبوت نہیں دے سکتے ہیں۔ اور ایسی ایک مثال بھی قرآن شریف سے یا احادیث صحیحہ، متصلہ، مرفوعہ سے پیش نہیں کر سکتے ہیں۔ جس سے ان کی اس معنی و مفہوم کی تائید ہوتی ہو۔ اگر قرآنی اصطلاح یا لغت عربی سے کوئی ایسی مثال پائی جاوے کہ اتمام نعمت سے اس نعمت کا بند ہو جانا مراد ہوا کرتا ہے تو مخالفین کا استدلال صحیح مانا جاتا۔ لیکن چونکہ کوئی مثال پیش نہیں کی گئی اور نہ اتمام نعمت سے نبوت کے بند ہونے کا ماخذ بتلایا ہے، اس لیے یہ استدلال قطعاً باطل ہے۔ صرف یہی نہیں کہ چونکہ وہ اتمام نعمت کی مثال اس مفہوم کے لیے جو وہ لیتے ہیں، کوئی دوسری مثال پیش نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کا دعویٰ بلا دلیل ہے اور قابلِ التفات نہیں۔ بلکہ قرآن شریف میں نعمت تمام ہونے کا مفہوم، ان کے مذعومہ مفہوم کے بالکل خلاف موجود ہے۔ وہ تو اتمام نعمت کا مفہوم نبوت کا بند ہو جانا قرار دیتے ہیں، لیکن قرآن شریف میں اتمام نعمت کا مفہوم نبوت کا جاری ہونا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی خواب سن کر حضرت یعقوب علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ: وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ. (یوسف:٦) یعنی اسی طرح منتخب کرے گا تجھے تیرا رَب اور سکھلائے گا تجھے خوابوں اور باتوں کے انجام اور اتمام نعمت کر لے گا۔ تجھ پر اور دیگر آل یعقوب پر۔ جیسی اتمام نعمت کی اس نے ابراہیم اور اسحاق پر یقیناً تیرا رَب علیم وحکیم ہے۔ اس آیت میں حضور یعقوب علیہ السّلام کی زبان سے خدا تعالیٰ نے خود تشریح فرما دی ہے کہ اے یوسف! جیسے تیرے دادا، پردادا، اسحاق اور ابراہیم علیہ السّلام پر اتمام نعمت ہوا، ویسا ہی تجھ پر اور دیگر آل یعقوب پر ہوگا۔ اگر اتمام نعمت سے نبوت بند کر دینی مراد ہے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام اور دیگر آل یعقوب کو نبوت بند ہونے کی بشارت دی گئی تھی۔ لیکن کیا یہ صحیح ہے۔ اور کیا اتمام نعمت کی اطلاع کے بعد حضرت یوسف اور دیگر آل یعقوب کو نبوت نہیں ملی۔ سب دنیا جانتی ہے اور قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام اور دوسرے بزرگ آل یعقوب میں سے نبی ہوئے ہیں۔ جب اتمام نعمت کی اطلاع کے بعد وہ نبی ہوئے ہیں تو پھر یہ کہنا کہ اتمام نعمت نبوت کو بند کرنے کا مفہوم رکھتا ہے، قطعاً غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت یوسف اور دیگر آل یعقوب کو اتمامِ نبوت کا وعدہ دینے کے بعد اپنی مفصل شہادت سے جو تفسیر اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کی فرما دی ہے، وہی تفسیر اس آیت میں مراد ہے، نہ کوئی اور۔ میرے ان آٹھ امور تنقیح طلب سے یہ ثابت ہو گیا۔

اوّل۔ دین کامل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ کوئی نیا دین نہیں ہوگا۔

دوم۔ دین کامل ہونے کا یہ بھی مطلب ہے کہ آئندہ کوئی تغیر وتبدل بھی نہیں ہوگا۔ یعنی شریعت کے لحاظ سے۔

تیسرا۔ دین کامل ہونے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ آئندہ کوئی ماتحت یا خادم نبی بھی نہیں ہوگا۔

www.khatmenubuwat.org

چوتھا۔ نبی کی آمد اُمت کے ازحد بگڑنے پر ہوتی ہے۔
پانچواں۔ امت محمدیہ کوضرور بگڑنا ہے، اس لیے ضروری نبی آئیں گے۔
چھٹا۔ اتمام نعمت سے نبوت کی بندش ہرگز مراد نہیں ہوتی، بلکہ
ساتواں۔ اتمام نعمت میں نبوت کے جاری ہونے کی بشارت ہے۔

پس یہی آیت اپنی تصریح کے ساتھ ہرگز منافی نبوت غیر تشریعہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس آیت سے نہ صرف ہم احمدی ہی یہ معنی سمجھتے ہیں، بلکہ ہم سے پہلے بزرگوں نے بھی یہی معنی کیے ہیں۔ میں ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ سیّد عبدالکریم جیلی اپنی کتاب انسان کامل، جلد ا، باب ۳۶ پر لکھتے ہیں: **قال اللّٰہ تعالیٰ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. (مائدہ،۳)..... لہٗ انہٗ جالو بالکمال..... بذالک.** اس عبارت میں صاف تصریح موجود ہے۔

اول۔ دین کے کامل ہونے کی وجہ سے ہی رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہوئے ہیں، کیونکہ شریعت کی کوئی بات بغیر تفصیل وتشریح کے نہیں چھوڑی گئی ہے۔

دوسرا۔ اگر یہ آیت کسی اور نبی پر نازل ہوتی تو وہ نبی خاتم النبیّین بنتے۔ معلوم ہوا کہ شریعت کے کامل ہونے کی وجہ سے ہی رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہے اور اس آیت، **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ** کا تعلق شرعی نبوت کے ساتھ ہے، نہ علم نبوت سے۔

تیسرا۔ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس طرح نبوت ختم کی ہے کہ **ما ترک شیء یحتاج الیہ الا وقد جاء بہٖ.** یعنی کوئی بات بھی ایسی نہیں چھوڑی جس کی ضرورت تو ہو، مگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیان نہ فرمایا ہو۔ گویا شریعت کے لحاظ سے آپ خاتم ہوئے اور تب ہی **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ** فرمایا گیا۔

چوتھا۔ یہ آیت آئندہ کاملین امت کو آنے سے نہیں روکتی۔ صرف اتنا ظاہر کرتی ہے کہ جو کوئی کامل آئندہ آئے گا، وہ کوئی زائد بات پیش نہیں کرے گا، بلکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تابع ہوگا۔ ملاحظہ ہو فرقہ ذیل، **ملا یجد الذی یاتی بعدہ من الکمل شیءً مما ینبغی انہٗ یتبع علیہ..... صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ذالک..... وصیر تابع لہٗ.**

یعنی ان کاملوں میں سے جو حضور کے بعد آئیں گے، کوئی کامل بھی کسی ایسی چیز کو نہیں پائے گا، جس کے متعلق آپ کی تنبیہ ضروری ہوگی۔ مگر ایسی حالت میں ہی کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم تنبیہ فرما چکے ہوں گے۔ پس آپ کا ہی اتباع کرے گا۔ وہ کامل جیسا کہ حضور نے تشریح فرما دی ہوگی اور وہ آنے والا کامل حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بھی تابع ہوگا۔

پانچویں۔ ان مذکورہ بالا باتوں کے بعد صاف الفاظ میں فرماتے ہیں، پس منقطع ہو گیا شرعی نبوت کا حکم حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اور آنحضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ٹھہرے۔

حاصل کلام یہ، **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** سے آئندہ نبوت غیر تشریعہ کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ صرف تشریعی نبوت کی نفی ہوتی ہے، کیونکہ شریعت کامل ہو چکی ہے اور یہی معنی پہلے بزرگوں نے کیے ہیں۔ دوسری آیت جو ہمارے مخالفین اپنے زعم میں نبوت

www.khatmenubuwwat.org

بالکل بند ہونے کی پیش کرتے ہیں، وہ یہ ہے، وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَالنَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ. (سبا: ۲۸) اس کا ترجمہ لفظی تو یہی ہے کہ ہم نے تجھے نہیں بھیجا، مگر تمام لوگوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر، اور اکثر لوگ نہیں جانتے۔ آیت کے اس اُردو ترجمہ سے ہر انسان آسانی سے مطلع ہوسکتا ہے کہ اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے آئندہ کے واسطے غیر تشریعی یعنی نبوت کی نفی نکلتی ہو۔ اس آیت سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت تمام لوگوں کے لیے ہے۔ اب اس پر غور کرنا ضروری ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت عام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے متبعین میں سے آپ کے بعد کوئی نبی نہ آوے۔ اگر یہی مطلب ہے تو پھر ہمارے مخالفین کی نظریں بار بار آسمان کی طرف کیوں جاتی ہیں۔ اگر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی نبی کا آنا اس لیے ممنوع ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت عامہ میں خلل واقع ہوتا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبی کا بھی اس امت میں انتظار جائز نہیں، خواہ وہ دوسری امت کا ہی نبی ہو۔ کیونکہ اگر اس انسان کی نبوت سے، جس نے آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وساطت اور قوت قدسیہ کے ماتحت نبوت حاصل کی ہے، آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت میں خلل پڑتا ہے تو بدرجہ اولیٰ اس نبی کی نبوت سے زیادہ خلل پڑے گا جس کی نبوت براہِ راست ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے افادہ روحانیہ کا اس کی نبوت کے حصول میں کوئی دخل نہیں۔ علاوہ اس کے یہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی بعثت اور شریعت بھی تمام بنی اسرائیل کے لیے عام تھی۔ مگر باوجود اس کے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد ہی اسرائیل میں بکثرت نبی آئے جو تورات کے احکام کی متابعت اور اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اور ان کے آنے سے حضرت موسیٰ کی بعثت اور رسالت عامہ میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا، حالانکہ وہ بھی مستقل نبی تھے اور نبوت ان کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے طفیل سے نہیں بلکہ براہِ راست ملی تھی۔ تو مثل موسیٰ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کی امت میں سے آپ کے واسطہ اور طفیل سے ایک ظلی اور اُمتی نبی کے آنے پر آپ کی بعثت اور رسالت عامہ میں خلل بالکل نہیں پڑے گا۔ تیسری آیت جو ہمارے مخالفین نبوت کے بالکل بند ہونے کے متعلق بیان کیا کرتے ہیں، قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (اعراف:۱۵۸) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کہہ دو اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔ اس آیت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ چونکہ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سب لوگوں کی طرف رسول ہونے کا ارشاد ہوا ہے، اس لیے آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی اور رسول نہیں ہوسکتا۔ اس استدلال کے متعلق میری طرف سے اتنا عرض ہے کہ یہ استدلال محض غلط ہے، کیونکہ رسول مقبول کی رسالت کے عام ہونے کا یہ مطلب کہ آئندہ کوئی نبی نہ ہوگا، قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میں اس سے پہلے کی آیت کے جواب میں بالتفصیل عرض کر چکا ہوں۔ یہاں پر صرف اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے مشابہت دی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السّلام کی تمام بنی اسرائیل کی طرف نبوت عام ہونے کے بعد بھی انبیاء آنے سے ان کی عام نبوت میں کوئی فرق نہیں آیا، ویسے ہی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت میں سے نبی آجانے پر آپ کی رسالت عام میں بھی کوئی خلل نہیں پڑے گا۔

دراں حالیکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آنے والے نبی آپ کے ہی طفیل سے ماتحت نبوت کا درجہ حاصل کریں۔

www.khatmenuboowat.org

اگر رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت عام میں کسی نبی کے آنے سے خلل کا احتمال ہوسکتا ہے تو ایسے نبی کی آمد سے ہوگا، جو نہ آپ کی امت میں سے ہو، نہ اس کی نبوت آپ کی طفیل ہو، بلکہ براہِ راست ہو۔ مخالف مولوی صاحبان کی پیش کردہ آیات کے متعلق مفصل عرض کر دینے کے بعد اب میں ان احادیث پر ایک ایک کر کے نظر کرتا ہوں جو نبوت کے بند ہونے کے متعلق پیش کی جاتی ہیں کہ ان کی اصل حقیقت کیا ہے۔

جو احادیث نبوت کے بالکل بند ہونے کے لیے پیش کی گئی ہیں، ان کا جواب

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبوک کو تشریف لے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر و جانشین فرمایا۔ حضرت علی کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جدائی اور آپ کی ہمرکاب نہ جا کر ثواب جہاد حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملنے سے تکلیف ہوئی تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، **الا ترضٰی ان تکون لی**[1]..... **لا نبی بعدی**. جس کا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ تو راضی نہیں ہے اس بات پر کہ تو ہو میری نسبت سے اس مقام پر جس مقام اور منصب پر تھے ہارون، موسیٰ علیہ السّلام کی نسبت سے ہاں مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس حدیث کے آخری جملہ **الا انه لا نبی بعدی** سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے بعد قیامت تک نبوت کی نفی فرما دی ہے۔ میری طرف سے اس کا یہ جواب ہے کہ یہاں پر بعد قیامت تک ممتد نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منورہ سے باہر مقام جنگ پر رہنے کے زمانہ تک ممتد ہے۔ میرے پاس ان معنی کی تصدیق میں مندرجہ ذیل شواہد ہیں۔ شاہد اوّل۔ خود واقعہ بھی ثبوت ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السّلام چند دنوں کے لیے اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر طور پر گئے تھے، اسی طرح حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی مدینہ منورہ سے چند دنوں کو تبوک تشریف لے گئے۔ نمبر۲۔ جس طرح موسیٰ علیہ السّلام نے اپنے طور پر جانے کے وقت اپنی قوم کے لیے حضرت ہارون کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا تھا، جس کا ذکر سورہ اعراف میں ہے کہ ہارون! تو میرا خلیفہ رہ میری قوم میں۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبوک کو جانے کے وقت حضرت علی کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا۔ اب جبکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے علی! تم اس مقام و منصب پر ہو جس مقام اور منصب پر حضرت ہارون تھے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرف سے، تو سننے والے کو معاً یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ حضرت ہارون کا درجہ حضرت علی کو مل گیا۔ جیسا حضرت ہارون اپنے بھائی حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں ان کے خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تھے، بالکل ویسے ہی حضرت علی بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تبوک کو جانے کی حالت میں خلیفہ بھی ٹھہرے اور نبی بھی۔ تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس شبہ کا ازالہ کر دیا اور فرمایا، **الا انه لا نبی بعدی**. اب جو شخص بھی اس سارے واقعہ پر نظر ڈالے گا وہ یقیناً سمجھ جائے گا کہ اس موقعہ پر لانبی بعدی کا فقرہ کہنا صرف یہی معنی رکھتا ہے کہ میری غیر موجودگی میں تو نبی نہیں ہوگا، نہ یہ کہ میرے مرنے کے بعد قیامت تک نبی نہ ہوگا۔ یہاں پر سوال یہ ہوسکتا ہے کہ بعدی کا لفظ لغت عربی کی رُو سے آیا غیر موجودگی کے معنوں میں آتا ہے یا نہیں۔ تو میں اس کے جواب میں خود موسیٰ اور ہارون علیہما السّلام کے واقعہ میں سے بعدی کے معنی غیر حاضری پیش کرتا ہوں۔ قرآن کریم اس واقعہ کے متعلق فرماتا ہے: **قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَکَ مِنْ م بَعْدِکَ وَاَضَلَّهُمُ**

۱۔ انت منی بمنزلة، صحیح مسلم، رقم ۶۳۷۰

www.khatmenubuwwat.org

السَّامِرِیُّ. (طٰہٰ: ۸۵) یعنی اے موسیٰ! تحقیق ہم نے فتنہ میں ڈالا ہے تیری قوم کو تیری غیر حاضری میں۔ اس آیت میں بعد کے معنی غیر حاضری کے اور نہیں ہو سکتے۔ دوسرا پھر اس واقعہ کی دوسری آیت میں بھی بعدی کا لفظ غیر حاضری کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا، وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ. (اعراف: ۱۵۰) یعنی جب لوٹے موسیٰ علیہ السّلام اپنی قوم کی طرف ناراضگی سے افسوس کرتے ہوئے، تو کہا کہ برا ہے کہ جو قائم مقام رہے تم میرے، میری غیر حاضری میں۔ یہاں بھی بعدی کے معنی مرنے کے نہیں، بلکہ غیر حاضری کے ہیں۔ تیسرا پھر اس واقعہ کی تیسری آیت میں بھی بعد کا لفظ کا غیر حاضری کے لیے آیا ہے۔ فرمایا، وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ. (بقرہ: ۵۱) یعنی جب ہم نے وعدہ لیا موسیٰ علیہ السّلام سے چالیس راتوں کا تو پھر اے یہودیو! بنا لیا تم نے بچھڑا معبود اُن کی غیر حاضری میں۔ اس آیت میں بھی بعد کا لفظ غیر حاضری کے حق میں ہے نہ کہ مرنے کے بعد کے معنی میں۔ دوسری دلیل اس امر کی کہ **الا انه، لا نبی بعدی** سے قیامت تک کی نفی نبوۃ مراد نہیں۔ بلکہ صرف حضرت علی کی نبوت کی نفی ہے۔ یہ ہے کہ اس واقعہ کی دوسری روایتیں اس امر کی تصریح فرماتی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں یہ واقعہ بیان کر کے پھر **الا انه لا نبی بعدی** کی بجائے یہ الفاظ مروی ہیں، **غیر انک لست نبیاً**[1]..... مگر یہ کہ تو نبی نہیں ہے۔ یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون کا منصب دیتے وقت نبوت کی نفی کو ان معنوں میں ظاہر فرمایا کہ مگر اے علی! تو نبی نہیں ہے۔ اس روایت کی موجودگی میں قطعاً کسی کا حق نہیں ہے کہ **لانبی بعدی** کے یہ معنی کرے کہ آئندہ قیامت تک کی نفی مراد ہے۔ لہٰذا یہ حدیث بھی ہمارے عقائد کے خلاف نہیں پڑتی۔ دوسری حدیث جو عام طور پر نبوت کے بالکل بند ہونے کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے، یہ ہے کہ: **کانت بنو اسرائیل**[2]..... **خلفًا**.

یعنی بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی نبی وفات پاتا، دوسرا اُس کے قائم مقام ہو جاتا۔ میرے بعد نبی نہیں، عنقریب خلفاء ہوں گے۔ اس حدیث کے الفاظ تو واضح ہیں۔ قطعاً کوئی لفظ اس میں ایسا نہیں کہ جس میں قیامت تک کی نفی نبوت مراد ہو۔ ہاں استدلال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ یہ استدلال محض غلط ہے۔ اور خود حدیث کے الفاظ ہی میں استدلال کی نفی کر رہے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پہلے بنی اسرائیل کا ذکر فرما کر (کہ ان کی سیاست انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو گیا تو اس کی جگہ دوسرا نبی کھڑا ہو جاتا) اپنے فوت ہونے کے بعد نبوت کی نفی فرمائی۔ جس کا مطلب صاف ہے کہ بنی اسرائیل میں تو جب کوئی نبی فوت ہوتا، اس کے معاً بعد اس کا قائم مقام بھی نبی ہی ہوتا تھا۔ لیکن میرے فوت ہونے کے بعد میرا قائم مقام نبی نہیں ہوگا۔ اس حدیث کے لفظ بعد سے بعد متصل مراد ہے، نہ کہ بعد منفصل۔ یعنی اس حدیث میں اپنی وفات کے معاً بعد نبوت کی نفی ہے، نہ کہ قیامت تک کے نبی نہ ہونے کی۔ کیونکہ اگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قیامت تک کی نفی نبوت مراد ہوتی تو اپنی وفات کے ساتھ بنی اسرائیل کا قصہ جوڑنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی۔

۱۔ **کھارون من موسیٰ..... الکامل فی الضعفاء، رقم ۱۸۹۵** ۲۔ **کانت بنو اسرائیل..... صحیح بخاری، رقم ۳۴۵۵**

www.khatmenubuwwat.org

جواب دوم

تسوسھم ھم کا لفظ خود دلیل ہے کہ یہاں پر کیسے انبیاء کی نفی مراد ہے۔ چونکہ انبیاء بنی اسرائیل دو قسم کے ہوئے ہیں، جلالی اور جمالی، یعنی بعض غیر سیاسی نبی نہیں تھے، مثلاً زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السّلام، اور بعض انبیاء سیاسی تھے، جیسے یوشع، داؤد، سلیمان علیہم السّلام۔ پس نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انبیاء بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو اپنی سیاست کے لیے انبیاء کی ضرورت تھی۔ مگر امت محمدیہ کو اپنی اس سیاست کے لیے انبیاء کی ضرورت نہ ہوگی۔ سب سے پہلے خود حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے جو سیاست شروع کی تھی، اس سیاست کو بھی چلانے کے لیے ان کی وفات کے معاً بعد دوسرے سیاسی نبی کی ضرورت ہوئی۔ داؤد علیہ السّلام کے بعد سلیمان علیہ السّلام کی ضرورت ہوئی، مگر میرے بعد میری شروع کی ہوئی سیاست کو چلانے کے لیے انبیاء کی ضرورت نہ ہوگی۔ میرے خلفاء ہی اس سیاست کو چلائیں گے۔ پس **تسوسھم** کا لفظ خود وضاحت کرتا ہے کہ یہاں سیاسی نبیوں کا ذکر ہے کہ میرے بعد امت محمدیہ کی سیاست کے لیے نبیوں کی ضرورت نہ ہوگی، جیسا کہ موسیٰ کے بعد معاً یوشع کی سیاست کے لیے ضرورت ہوئی۔

جواب سوم اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ اسی لا نبی بعدی کے معنی بزرگان سلف نے کیا کیے ہیں۔ وہ تھی ہمارے کسی تنازعہ میں فیصلہ کر دینے کے لیے پہلے بیان کردہ احادیث کے اور زیادہ مؤید ہو جائیں گے۔ اور لازماً ماننا پڑے گا کہ ان مذکورہ بالا دلائل اور قرائن کے علاوہ ہمارے بزرگوں نے جو معنی بیان فرمائے ہیں، وہ زیادہ قابلِ قبول ہیں۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱۔ حضرت محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، **فاما نبوۃ التشریع والرسالۃ منقطع**..... نبیٌ. فتوحات مکیہ، جلد ۲، صفحہ ۶۴، مصری۔ یعنی کلی طور پر نبوت بند نہیں ہوئی، اس لیے ہم کہتے ہیں کہ صرف نبوت تشریعی منقطع ہوگئی ہے۔ پس یہی معنی ہیں لا نبی بعدی کے۔ اور ہم نے جان لیا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لا نبی بعدی فرمانا۔ اس لحاظ سے ہے کہ کوئی شریعت والا نبی نہیں آئے گا، نہ یہ کہ آپ کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہ ہو۔

۲۔ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر، جلد ۲، صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں، **فقولہ**..... **خاصۃً**. یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو کہ خاص شریعت جاری کرے۔

۳۔ علامہ محمد طاہر فرماتے ہیں، اپنی کتاب مجمع البحار، تکملہ صفحہ ۸۵ پر، **وھٰذا**..... **شرعۃ**، کہ مسیح موعود کا آنا لا نبی بعدی کے مخالف نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مراد لا نبی بعدی میں یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں کہ جو شریعت کو منسوخ کرے۔

۴۔ مولانا نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں، ہاں لا نبی بعدی آیا ہے جس کا معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لائے گا۔ اقتراب الساعۃ، صفحہ ۱۶۲، مطبوعہ آگرہ۔

تیسری حدیث نبوت بالکل بند ہونے کے اثبات میں استدلالاً یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے،

www.khatmenubuwwat.org

مثلی و مثل الانبیاء[1]..... **خاتم النبیّین صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم.** بخاری، جلد۲، کتاب الفضائل۔ اس حدیث سے یہ استنباط اور استدلال کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ سے پہلے نبیوں کی مثال ایک محل کی ہے کہ آنحضرت نے قصر نبوت کی تعمیر خود تشریف لا کر بند کر دی۔ کیونکہ آپ آخری اینٹ تھے۔ جواب اوّل اس استدلال کا یہ ہے کہ اس حدیث میں صاف طور پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے **من قبلی** کی شرط لگا دی ہے کہ میری مثال اور ان نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے ہو چکے ہیں، ایسی ہے جیسے محل کی اینٹیں۔ نبی آتے گئے، اینٹیں لگتی گئیں۔ آخر ان گذشتہ نبیوں کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور آپ نے ان نبیوں کو جو آپ سے پہلے آئے تھے، ختم کر دیا۔ چونکہ ان کی اینٹیں لگ چکی تھیں۔ پس اس مثال سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو باتیں ظاہر فرمائی ہیں۔ اوّل جس قسم کے نبی پہلے آیا کرتے تھے۔ اس قسم کے نبی اب ہرگز نہیں آئیں گے۔ دوسرا پہلے جو نبی آ چکے ہیں، ان نبیوں میں سے اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ان دو مطالب کے علاوہ کوئی تیسرا مطلب ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ خود نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے **من قبلی** یعنی مجھ سے پہلے کی شرط لگا دی ہے۔ اگر یہ دونوں مطلب مراد نہ ہوتے تو **من قبلی** کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ پس یہ حدیث تو ہمارے مفید مطلب ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السّلام کے بعد جس قسم کی نبوتیں شروع ہوئیں اور ہوتی رہیں، ان سب نبیوں کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آ کر بالکل ختم کر دیا ہے۔ کمالات کے لحاظ سے، شریعت کے لحاظ سے، استقلال کے لحاظ سے، زندگی کے لحاظ سے، اب ایسا نبی جو کوئی کمال لانے والا ہو، یا نئی شریعت لانے والا ہو، یا بغیر آپ کے افاضہ کے مستقل طور پر آنے والا ہو، یا کوئی ایسا نبی جس کو زندہ تصور کیا جا رہا ہو، کوئی بھی نہیں آئے گا۔ چونکہ نبوت بالاتباع کا وجود پہلے نہ تھا، یہ مرتبہ صرف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہی ملا ہے۔ اس لیے ایسی نبوت نہ پہلے تھی اور نہ اس کے کوئی بند ہونے کا کوئی ذکر تھا اور نہ بند ہوئی۔ کیونکہ یہ نبوت بالاستفادہ تو اس آخری اینٹ سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اگر ہمارا یہی اعتقاد ہوتا کہ پہلے انبیاء کی طرح شرعی نبی آ سکتا ہے، یا انبیاء غیر شریعہ کی طرح کوئی مستقل طور پر نبی بن سکتا ہے یا کمالات کے لحاظ سے کوئی کمال لا سکتا ہے، یا پہلا کوئی نبی زندہ ہے اور وہ آ سکتا ہے، یا آئے گا تو ان سب صورتوں میں ہمارے خلاف یہ حدیث پیش کی جا سکتی تھی، مگر چونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہم اس قسم کی سب نبوتوں کو بند سمجھتے ہیں، اس لیے یہ حدیث ہمارے معتقدات کے قطعاً مخالف نہیں ہے۔ جو لوگ ہمارے خلاف یہ حدیث پیش کرتے ہیں، وہ یا تو ہمارے اعتقادات کو نہیں مانتے، یا جانتے ہوئے عمداً **من قبلی** کی شرط کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

چوتھی حدیث جو ہمارے مقابل پر پیش کی جاتی ہے وہ مسلم جلد اوّل کی ہے۔ جس میں انبیاء پر فضیلتوں کا اظہار اپنی ذات کے لیے آنحضور نے فرمایا ہے۔ اس کے آخر میں **ختم نبی النبیّون.** اس فقرہ کے یہ معنی کیے جاتے ہیں کہ میرے وجود کے ساتھ ہی انبیاء ختم کے گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔[2]

جواب اوّل

یہ حدیث بھی ہمارے معتقدات کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث کی بھی دوسری روایتوں میں **من قبلی** کی شرط موجود

۱۔ **مثلی و مثل الانبیاء.....** صحیح بخاری، رقم ۳۵۳۵ ۲۔ **فصلت علی الانبیاء.....** صحیح مسلم، رقم ۱۱۹۵

www.khatmenubuwwat.org

ہے۔یعنی حضور نے فرمایا ہے کہ مجھ سے پہلے جو انبیاء آئے ہیں، ان پر مجھے پانچ چھ باتوں میں فضیلت حاصل ہے اور وہی میرے ذریعہ ختم ہوئے ہیں۔اس میں بعد میں آنے والے انبیاء کا ذکر نہیں، بلکہ حضور سے پہلے آنے والے انبیاء کا ذکر ہے۔ پہلے انبیاء جس قدر بھی تھے، یا جس قسم کے تھے، وہ ہر رنگ میں ختم ہو گئے ہیں۔جیسا کہ میں پہلی حدیث کے جواب میں مفصل عرض کر آیا ہوں۔

چونکہ پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کو یہ شان حاصل نہ تھی کہ اس کی اتباع اور اس کی برکت روحانیہ سے کوئی دوسرا نبی بنے۔ یہ شان صرف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہی حاصل ہوئی۔اس لیے ایسے انبیاء کا یہاں پر کوئی ذکر نہیں ہے۔ چونکہ ایسے انبیاء پہلے نہ تھے اس لیے ان کے بند ہونے کی بھی کوئی تصریح نہ آئی۔ جو لوگ کسی نبی کو ابھی تک زندہ مانتے ہیں اور ختم شدہ قرار نہیں دیتے۔ یہ حدیث تو ان کے خلاف ہے۔ان کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ پہلے نبی جن پر نبی کریم اپنے آپ کو فضیلت دے رہے ہیں وہی نبی پھر آ کر حضور کی ان فضیلتوں میں شریک ہو جائے گا اور اس حدیث کو معاذ اللہ غلط کریں گے۔ کیونکہ اس حدیث میں مفید باتیں بیان کی گئی ہیں، وہ سب ان کو حاصل ہو جائیں گی۔

جواب دوم

بزرگانِ سلف اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، بلکہ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خاتم النبیّین کے جو معنی بیان فرمائے ہیں اور جنہیں میں مفصل طور پر پہلے ذکر کر آیا ہوں، وہ معنی مقدم ہوں گے، نہ کوئی اور۔ ان تصریحات نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ خاتم النبیّین سے شرعی انبیاء کا ختم مراد ہے، نہ سب کا۔ پس ان دونوں جوابوں کی رُو سے یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں ہے۔

پانچویں حدیث جو ہمارے مقابل پر پیش کی جاتی ہے وہ **ان آخر الانبیاء**[1]..... **آخر لامم** ہے کہ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں تمام انبیاء سے آخری نبی ہوں اور تم تمام امتوں سے آخری امت ہو۔

جواب اوّل۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ آخر الامم کا فقرہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آخر الانبیاء کی تشریح کے لیے بیان فرمایا ہے مطلب یہ کہ میں ان انبیاء کا آخر ہوں جو مستقل امتیں بنایا کرتے تھے۔اس لیے میں کہتا ہوں کہ تم آخری امت ہو۔اب امت بنانے والا کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ واقعتاً بات ہے۔اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت سے باہر کا کسی دوسری امت کا ہو، یا آپ کی امت میں سے ہی ہو، مگر علیحدہ امت بنائے۔ اب جو انبیاء آئیں گے وہ چونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل سے ہی نبی بن گئے وہ خود ہی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت میں سے ہوں گے، اور ان کے ماننے والے بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت ہی ہوں گے۔

جواب دوم۔حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آخر الانبیاء کے الفاظ کی ایک اور تصریح بھی فرمائی ہے۔یعنی مندرجہ بالا آخر الامم کے الفاظ سے جس قسم کے نبیوں کے آخر ہونے کا ذکر تھا، ویسا ہی ہے جیسا آپ نے خاص قسم کے نبیوں کے آخر ہونے

۱۔ **ان اللّٰہ تعالٰی لم یبعث.....** المستدرک، رقم ۸۶۲۰

www.khatmenubuwat.org

کے لحاظ سے یہ فرمایا، ان آخر الانبیاء ومسجدی ھذا آخر المساجد. یعنی میں آخر الانبیاء ہوں اور میری یہ مسجد آخر المساجد ہے۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آخر الانبیاء کے الفاظ کی نہایت واضح تفصیل فرما دی ہے کہ میں ایسا ہی آخر الانبیاء ہوں جیسی میری یہ مسجد آخر المساجد ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس مسجد کے بعد اور مسجدیں بھی بنی ہیں یا نہیں۔ اگر بنی ہیں تو کیا انہوں نے اس مسجد نبوی کے آخر المساجد ہونے میں کوئی خلل ڈالا ہے، یقیناً نہیں ڈالا۔ اس لیے کہ وہ بعد کی تمام مساجد اس قبلہ کی طرف ہیں جس قبلہ کی طرف مسجد نبوی کا رُخ ہے، اور اس طرز اور نمونہ پر ہیں جس طرح مسجد نبوی ہے۔ ایسا ہی کوئی ایسا نبی جو شریعت محمدیہ پر چلنے والا ہو اور اس نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نمونہ پر ہو۔ ماتحتی کے لحاظ سے جیسا کہ عام مسجدیں، مسجد نبوی کے ماتحت اور نمونہ پر ہیں تو اس کے آنے میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آخر الانبیاء ہونے میں کوئی خلل نہیں آتا۔ پس اس حدیث میں خود نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہی آخر المساجد کے الفاظ کہہ کر تشریح فرما دی ہے کہ جو معنی آخر المساجد کے ہوں، وہی آخر الانبیاء کے لینے چاہئیں، ورنہ آخر الانبیاء کے ساتھ آخر المساجد کے الفاظ لانا قطعاً بے سود اور بیکار ہے۔

جواب سوم۔ عربی زبان میں آخر کا لفظ فقید المثال کے لیے بھی آتا ہے۔ اس لحاظ سے آخر الانبیاء اور آخر الامام کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میں انبیاء میں سے فقید المثال اور بے نظیر ہوں اور تم تمام امتوں میں سے بے نظیر اور بہتر اُمت ہو۔ ان معنی کی تائید میں ہمیں عربی زبان کے محاورات ملتے ہیں، جن میں آخر کا لفظ بول کر موصوف کا فقید المثال ہونا مراد لیا گیا ہے۔ شرادوی وشکری من لبدٍ. لاضر غالبٍ آمد اگر. ربیع ہمالہ، مترجم ہندی طبع، صفحہ ۱۴۲۔ اس کے ترجمہ میں شارح یہ الفاظ لکھتا ہے کہ ربیع بن زیاد نے میری دوستی اور پھر اشکر دور بیٹھے ایسے شخص کے لیے جو بنی غالب میں آخر شخص ہے، یعنی ہمیشہ عدیم المثال ہے، خرید لیا۔ اور مراد عدیم المثل سے ربیع ہے، یعنی اپنے لیے خرید لیا۔

دوسری الاشباء والنظائر، جلد ۳، صفحہ ۳۱۰، مصری میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت امام ابن تیمیہ کے لیے یہ الفاظ لکھے ہیں، سیّدنا..... آخر المجتھدین. تیسرا ان میں بھی انہیں معنون میں اقبال کا یہ مشہور شعر ہے:

چل بسا داغ آہ میت اس کی زیب دوش ہے
آخری شاعر جہاں آباد کا خاموش ہے[1]

چونکہ ان معنوں کی تائید قرآن پاک سے اور احادیث سے بھی ہوتی ہے، اس لیے بھی یہ معنی مقدم ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے اور تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ ایسا ہی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ (آل عمران: ۱۱۰) کے ارشاد خداوندی کی بنا پر اُمت محمدیہ تمام امتوں سے بہتر ہے۔ اس وجہ سے حضرت مولانا روم نے فرمایا ہے:

بہر ایں خاتم شد است کہ با بود
مثل ادنے بود نے خواہند بود

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

۱۔ بانگ درا، ص ۸۹

www.khatmenubuwwat.org

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم کہ دارد شوکت و شان محمد

یا فرمایا ہے:

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

غرض یہ حدیث بھی ہمارے خلاف نہیں ہے، بشرطیکہ نبی کریم کا فرمودہ تشریعی سامنے ہو، اور اس کا دل میں کچھ وقار ہو، یا آخر کے محاورات مدنظر ہوں۔

چھٹی حدیث جو ہمارے خلاف پیش کی جاتی ہے، وہ **لو کان بعدی نبیٌ لکان عمر**[1] ہے، جس میں بعدی سے مراد بعد موتی لی جاتی ہے۔

جواب اوّل اس کا یہ ہے کہ اس حدیث کا ترجمہ کرتے وقت ہمارے مخالفین اس تشریح کو چھوڑ دیتے ہیں جو خود رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے۔ حضرت کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس حدیث کی دیگر روایات نے ان الفاظ کی تشریح کر دی ہے۔ ایک مومن کا یہی کام ہے کہ ایک روایت جس معنی کی تائید دوسری روایت سے ہوتی ہے، ان کو مقدم کرے۔ محدث ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس حدیث **لو کان بعدی نبیٌ** کی دیگر روایتوں میں یہ الفاظ آئے ہیں، **لو لم ابعث، لبعثت عمر**. شرح مشکوٰۃ مصری، جلد ۵، صفحہ ۵۳۹۔ مجتبائی کے حاشیہ پر بھی یہی لکھا ہے، **وفی معنی طرق ھذا الحدیث، لو لم ابعث لبعثت یاعمر**. یعنی میں اگر اس وقت مبعوث نہ کیا جاتا تو اے عمر تم مبعوث کیے جاتے۔ اس روایت نے بتلا دیا کہ **لو کان بعدی نبی** کا لفظ علاوہ اور سوا کے معنوں میں ہے، نہ کہ بعد موتی کے معنی میں۔ اب اس روایت کے ہوتے ہوئے کسی شخص کا وہ معنی کرنا جو اس حدیث کے صریح خلاف ہوں، محض مغالطہ میں ہے۔ اس طرح اس حدیث کی روایت کنوز الحقائق مصری، صفحہ ۱۰۳ میں اس طرح آئی ہے، **لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم**.[2] ایسا ہی اس حدیث کی ایک اور روایت تاریخ الخلفاء میں حضرت ابوبکر صدیق کی سند سے اس طرح آئی ہے، **لولم ابعث فیکم لبعث عمر**. تاریخ الخلفاء مصری، صفحہ ۳۶۔ ایسا ہی یہ روایت کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۱۴۷ پر بھی آئی ہے۔ کس وضاحت نامہ سے بتلایا گیا ہے کہ بعدی کے معنی غیری کے ہیں۔ ان روایات کی موجودگی میں جن کے راوی بھی علیحدہ اور سندیں علیحدہ اور ان کو درج کرنے والے بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ وہ معنی نہ کرنا جو رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمودہ ہیں اور ان کے خلاف کچھ اور معنی کرنا محض ضد پر محمول کیا جائے گا۔ اس مقام پر ایک شبہ ہوتا ہے کہ آیا بعدی کے معنی علاوہ اور سوا یا غیر کے ہیں یا نہیں۔ سو میں اس کی چند مثالیں قرآن کریم سے پیش کرتا ہوں۔ **فَمَنْ ذَاالَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ م بَعْدِہٖ.** (آل عمران: ۱۶۰) کون ہستی ہے جو تمہاری مدد کرے اللہ کے علاوہ، یا اس کے سوا دوسرا۔ یا، **مَایَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ م بَعْدِہٖ.** (فاطر: ۲) جو رحمت خدا تعالیٰ لوگوں کے لیے جاری کرے، کوئی نہیں اسے روکنے والا اس کے سوا اور جس رحمت کو وہ خود روک لے کوئی جاری نہیں کر سکتا اس رحمت کے سوا اس کے۔

۱۔ **لو کان بعدی نبی**..... سنن ترمذی، رقم ۳۶۸۶ ۲۔ **لو لم ابعث**..... الموضوعات ابن جوزی، ۲۷۴/۳

www.khatmenubuwwat.org

ساتویں حدیث جو ہمارے مقابلہ پر پیش کی گئی ہے، وہ یہ ہے، **ان الرسالة والنبوة قد انقطعت**[1]..... **ولا نبی.** جواباً عرض ہے کہ یہ معنی صحیح نہیں ہیں۔ میں بجائے خود صحیح معنی پیش کرنے کے اپنے مخالفین کے مسلمہ بزرگ صوفی اور ولی حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے معنی پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں، **ان النبوة**..... **ولا نبی.** فتوحات مکیہ، جلد۲، صفحہ۳۔ یعنی وہ نبوت کو جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وجود مسعود کے ساتھ منقطع ہوئی ہے۔ وہ صرف شرعی نبوت ہے، نہ عام مقام نبوت۔ پس کوئی شرع نہ ہوگی جو اس شرع کے ناسخ ہو۔ اور نہ کوئی حکم آپ کی شریعت میں زیادہ ہوگا اور یہی معنی ہیں آنحضرت کے ارشاد، **ان الرسالة والنبوت**..... **نبی بعدی** کے۔

جواب دوم۔ بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ لا کا حرف نفی جنس کے لیے آیا ہے کہ کسی قسم کا کوئی نبی اور کسی قسم کا کوئی رسول بھی نہیں آ سکتا۔ یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد۔ یہ استدلال بھی محض غلط ہے، کیونکہ اوّل اس حرف لا کی عمومیت اور نفی جنس سے خود ہمارے مخالفین کے عقیدہ حیات مسیح پر پانی پھر جاتا ہے، کیونکہ اس عمومیت کی نفی میں ان کا وجود بھی جاتا ہے۔

دوئم۔ اگر پیدا ہونے کی شرط لگائی جاوے کہ آئندہ کوئی رسول یا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، یا نیا ہونے کی شرط لگائی جاوے کہ آئندہ کوئی نیا رسول یا نیا نبی نہیں ہوگا، تو یہ تاویل بھی محض غلط ہے۔ کیونکہ **لانبی بعدی ولا رسول** کے فقرہ میں پیدا ہونے یا نئے آنے کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ اگر مراد اور مطلب بیان کرتے وقت کسی خصوصیت کی قید لگائی جا سکتی ہے تو وہی قید مناسب سمجھی جا سکتی ہے، جس کی تائید قرآن کریم یا احادیث نبویہ یا اقوال بزرگانِ سلف سے ہوتی ہو، نہ اپنی کوئی ذاتی۔ سو میں احادیث اور اقوال بزرگان سلف سے ثابت کر چکا ہوں کہ صرف شرعی نبوت ختم ہوئی ہے نہ کوئی اور۔ پس یہ خصوصیت اور تقیید لگائی جا سکتی ہے کہ **فلا رسول بعدی ولا نبی** سے مراد شرعی رسالت اور شرعی نبوت کی نفی ہے۔

جواب سوم۔ یہاں پر صرف لا نفی جنس کے لیے نہیں آیا، بلکہ نفی کمال کے لیے آیا ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ میرے جیسا کامل رسول آئندہ نہیں ہوگا۔ اور یہ ہمارے مخالفین کو بھی مسلم ہے کہ **لانبی بعدی ولا رسول** کی طرح حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دیگر اقوال مبارکہ بھی ہیں جن میں وہ معنی کمال مراد لیتے ہیں۔ مگر کسی خاص قسم کی کوئی نفی کوئی مراد نہیں لیتا۔ مثلاً **لاصلواة الا بفاتحة الکتاب.** اس کے بھی یہی معنی لیے جاتے ہیں کہ کامل نماز نہ ہوگی، نہ یہ کہ نماز ہی نہ ہوگی۔ **لا دین لمن لا عهد لهٗ.** اس کا یہی معنی ہے کہ وہ کامل دیندار نہ ہوگا، نہ یہ کہ بالکل بے دین ہوگا، جو عہد پورا نہ کرے۔ تیسرا **لا ایمان لمن لا امانت لهٗ.** اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ کامل ایمان والا نہ ہوگا، نہ یہ کہ وہ بے ایمان ہوگا جو امانت میں خیانت کرے۔ چوتھا، **اذا هلک قیصر، فلا قیصر بعدهٗ.** اس طرح ہے، **اذا هلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدهٗ.** ان تمام مذکورہ بالا مثالوں میں حرف لا کو کوئی بزرگ بھی نفی جنس کا قرار نہیں دیتا۔

(محمد اکبر)

۱۔ **ان الرسالة والنبوة**..... سنن ترمذی، رقم ۲۲۷۲

www.khatmenubuwwat.org

۱۵/ مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان شہادت مولوی غلام احمد صاحب گواہ فریق ثانی باقرار صالح

آٹھویں حدیث تیس دجالوں والی پیش کی جاتی ہے جس کے متعلق پہلا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس کا یہ مطلب ہو کہ آئندہ کسی قسم کی کوئی نبوت نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی یہ الفاظ ہیں کہ جو ہوگا وہ جھوٹا ہوگا۔ بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ قریباً تیس ایسے ہوں گے۔ جب تک ایسے الفاظ نہ ہوں کہ آئندہ مطلق نبوت نہ ہوگی، یا جو دعویٰ نبوت کرے گا، وہ دجال ہوگا۔ تب تک نبوت کی بالکل نفی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ فلاں شہر پر اس وقت مصیبت نہ آئے گی۔ جب تک اس میں چالیس جھوٹے قاضی نہ بن لیں تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اس شہر میں کوئی سچا قاضی بھی نہیں ہوگا اور جو ہوگا وہ جھوٹا ہوگا۔ اس کی حقیقت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ جبکہ امت محمدیہ کے مناقب اور اس کے فضائل پر نظر کی جاوے۔ قرآن اور حدیث دونوں سے اس کا خیر اُمت ہونا ثابت ہے۔ جب اس خیر اُمت می بیماری اس قدر پھیلے تو کس طرح مانا جا سکتا ہے کہ طبیب اس میں پیدا نہ ہوں، ورنہ لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ یہودی اور عیسائی بننے اور دجال اور کاذب مدعیان نبوت کے آنے کے لیے تو یہ امت ہے۔ مگر سچے مدعیان نبوت کے لیے نہیں ہے۔ کیا اس طرح پر اُمت محمدیہ کا خیر الامت ہونا باقی رہتا ہے۔

جواب دوم۔ شارح صحیح مسلم امام ابوعبداللہ، محمد ابن خلیفہ مالکی نے اس حدیث کے متعلق یہ شہادت دی ہے، **هذا الحديث ظاهرا صدقهٗ..... ذالک.** اکمال الاکمال، جلد ۷، صفحہ ۲۵۸، مصری۔ یعنی اس حدیث کی سچائی ظاہر ہو چکی ہے، کیونکہ وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وقت سے آج تک جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا ہے، شمار کیے جاویں تو یہ تعداد پوری ہو جائے گی۔ اور ہر وہ انسان جو تواریخ کا مطالعہ کرے گا۔ اس کو یہ تعداد پوری ہو جانے کا اقرار کرنا پڑے گا۔ پھر اس مسلم کی دوسری شرح اکمال الاکمال میں دوسرے امام ابوعبداللہ، محمد بن علی المازری فرماتے ہیں، **هٰذا الحديث..... عددا.** یعنی اس حدیث کی سچائی پوری ہو چکی ہے۔ اور شمار کیے جاویں تو یہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ چونکہ یہ دونوں مصنف آج سے تقریباً پانچ سو برس قبل ہو چکے ہیں، اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ آج سے پانچ سو برس قبل یہ حدیث پوری ہو چکی ہے۔

جواب سوم۔ علاوہ ازیں زمانہ حال کے مشہور مصنف مولوی نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ، صفحہ ۲۳۳ سے ۲۳۹ تک وصفحہ ۳۳۶ وغیرہ نام بنام ان مدعیان نبوۃ ومہدیت کا ذکر کر کے اس تعداد کو پورا کر دکھایا ہے۔

جواب چہارم۔ اس حدیث کی دیگر روایتوں میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ صحابہ کرام نے ایسے دجالوں کی علامات دریافت کیں تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس طریقہ پر تم ہو، اس طریقہ کے خلاف وہ طریقہ تمہارے لیے پیش کریں گے۔ یعنی خلاف اسلام وہ دوسری شریعت جاری کریں گے۔ ایسا ہی اس حدیث کی دوسری روایتوں میں دجالوں کا ذکر کرنے کے بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مثالاً مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو بھی فرمایا ہے جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ان دجالوں سے مراد وہی دجال مدعیان نبوت ہیں جو خلاف اسلام نئی کتاب یا کسی نئی شریعت کے دعویٰ دار ہوں۔ ان دونوں روایتوں کا ذکر حجج الکرامہ، صفحہ ۲۳۳ پر ہے۔ جو بالفاظ ذیل، ودرحدیث ایں خبر است..... از انتہاء۔ پس حاصل کلام یہ کہ اس حدیث میں تیس

www.khatmenubuwwat.org

کے قریب مدعیان نبوت کا ذبہ کے آنے کی خبر ہے۔ کسی سچے مدعی نبوت ظلیہ غیر تشریعی کے آنے کی ممانعت نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ قوی شہادتوں سے ثابت ہے کہ جھوٹے مدعیان نبوت کی یہ تعداد آج سے پانچ سو برس پہلے پوری ہو چکی ہے۔ تیسرے یہ کہ اس حدیث سے مراد خود نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمودہ اور تشریح کے مطابق بھی ایسے مدعیان نبوت کا ذبہ مراد ہیں جو خلافِ اسلام نئی شریعت کو جاری کرنے والے ہوں۔ لہٰذا یہ حدیث ہمارے خلاف قطعاً پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ ہم بھی ایسے مدعیان نبوت کو کافر گردانتے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ پایا، وہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء اور پیروی اور برکت سے پایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

بکم قدمے دوری ازاں عالی جناب
نزد ما کفر است و خسران مہتاب

نویں حدیث جس میں **وانا العاقب**[1] **والعاقب الذی لیس بعدہٗ نبیٌ** کا جملہ ہے، جو ہمارے خلاف پیش کی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا آخری فقرہ جس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آئندہ کسی قسم کی نبوت نہیں ہوگی۔ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمودہ نہیں ہے۔ کیونکہ اوّل یہ حدیث بخاری میں جلد۲، کتاب الفضائل، جلد۳، تفسیر سورہ صف، دو جگہ آئی ہے۔ مگر **الذی لیس بعدہٗ نبیٌ** کا جملہ دونوں جگہ نہیں ہے۔ مگر یہ فقرہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہوتا تو بقیہ دو تفسیری جملوں کی طرح اس کی بھی روایت ہوتی اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس جملہ کو بھی ضرور درج فرماتے۔ امام بخاری کا دو دفعہ اس حدیث کو اپنی کتاب میں درج کرنا، مگر آخری جملہ کو درج نہ کرنا، اس امر کی زبردست دلیل ہے کہ وہ جملہ جس سے استدلال کیا جاتا ہے، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمودہ نہیں ہے۔ دوم، صحیح مسلم، جلد۲ میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ یہ تفسیری جملہ ابن شہاب امام زہری کا ہے، جو اس حدیث کی ہر اسناد میں آتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ **فی حدیث عقیل قال قلت لذھری ما العاقب قال الذی لیس بعدہٗ نبیٌ**. یعنی عقیل نے امام زہری سے پوچھا کہ عاقب کون ہوتا ہے۔ تو انہوں نے یہ فقرہ بولا۔

سوم۔ یہ بھی قرینہ خاص قابل غور ہے کہ اگر یہ جملہ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بھی فرمایا ہوا ہوتا تو ماحی اور حاشر کی تفسیر کی طرح عاقب کی تفسیر میں بھی الفاظ یہ ہوتے کہ **الذی لیس بعدی نبیٌ**. اور **الذی لیس بعدہٗ نبیٌ** کے الفاظ نہ ہوتے۔ یعنی دونوں تفسیری جملوں میں بعدی، متکلم سے فرمانا دلیل ہے اس امر کی کہ اگر عاقب کا تفسیری جملہ بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہوتا تو وہ بھی بعدی متکلم سے ہوتا۔ نہ کہ بعدہٗ ضمیر غائب سے، جو اپنے الفاظ سے بتا رہا ہے کہ اس جملہ کا کہنے والا، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا کوئی اور ہے۔

چہارم۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ محدث ملا علی قاری نے لکھا ہے، **الظاھر ان ھذا التفسیر..... من بعدہٗ**. زیر حدیث۔ یعنی یہ ظاہر بات ہے کہ یہ تفسیری جملہ صحابی یا کسی تابعی یا تبع تابعین کا ہے، نہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا۔ الغرض جب یہ تفسیری جملہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمودہ نہ ہو تو لامحالہ ماننا پڑا کہ اس سے جو استدلال کیا گیا ہے، وہ از خود غلط ہے۔

۱۔ **انا العاقب.....** صحیح مسلم، رقم ۶۲۵۱

www.khatmenubuwwat.org

دسویں حدیث۔ **لم یبق من النبوۃ..... الا مبشرات**،[1] والی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان آیات سے قطع نظر بھی کی جاوے کہ جن سے قرآن کریم کے بعد غیر تشریعی ظلی نبوت کا وجود ہوتا ہے اور ان احادیث کو بھی نظر انداز کر دیا جاوے جن میں امت محمدیہ کو آئندہ ظلی نبوت کی بشارت دی گئی ہے۔ اور ان بزرگان سلف کے اقوال کو بھی مدنظر نہ رکھا جاوے جو اس حدیث کی موجودگی میں وحی والہام وکشف کے مدعی تھے۔ اور جنہوں نے آئندہ نبوت ظلیہ کی بھی تصریح کی ہے، جو سب اقوال تیسری اور چوتھی وجہ تکفیر میں ذکر ہوں گے۔ تو یہ بھی حدیث ہمارے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث کی عمومیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پھر رویا صالحہ کے باقی تمام انعام اور برکات کی نفی ماننی پڑتی ہے۔ حالانکہ اس امت کے وحی والہام سے مشرف ہونے کی فضیلت سب مسلمانوں کو مسلم ہے۔ لہٰذا یہ ماننا پڑا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ فرمانا باعتبار عام مسلمانوں کے ہے، نہ کہ خواص اور کل افراد کے لیے۔ کیونکہ ان خواص اور کاملین کو رویا صالحہ سے بڑھ کر انعامات مل چکے ہیں۔ اور واقعاتِ زمانہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اس حدیث سے بجز رویا صالحہ کے اور سب قسم کی نعمت کے انقطاع کا استدلال خداوند تعالیٰ کی فعلی شہادت کی وجہ سے محض غلط ہے۔ چنانچہ علامہ سندھی تصریح کرتے ہیں کہ **المراد انھالم..... موجودٌ**. ابن ماجہ، جلد۲، صفحہ۳۳۲، مصری۔ یعنی اس سے یہ مراد ہے کہ عام مومنوں کے لیے نبوۃ میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں، ورنہ الہام وکشوف اولیاء کے موجود ہیں۔ الغرض جتنی احادیث بھی فریق مخالف نے انقطاع نبوت کے استدلال میں پیش کی ہیں، وہ حسب حقیقت کے لحاظ سے نبوت غیر تشریعی یعنی ظلی نبوۃ کا بند ہونا ہرگز ثابت نہیں کرتیں، اور جماعت احمدیہ کے معتقدات کے وہ خلاف نہیں ہیں۔

مفسرین اور بعض دیگر علماء کے ان اقوال کا جواب جو مخالف علماء اپنے اپنے غلط معنی کی تائید میں پیش کرتے ہیں

اس عنوان کے ضمن میں کئی شقیں قابلِ غور ہیں۔ ہر شق کے متعلق علیحدہ علیحدہ عرض کرتا ہوں۔

شق اول۔ کیا مفسرین یا دیگر علماء کے ذاتی خیال داخل شریعت ہیں کہ ان کا ماننا ضروری ہو اور نہ ماننے سے کفر لازم آئے۔ اس شق کے متعلق میرا یہ جواب ہے کہ مفسرین یا دیگر علماء کے ذاتی خیالات ہرگز داخل شریعت نہیں ہیں۔ اور ان کا ماننا ہرگز ضروری نہیں ہے اور ان کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جن کا فیصلہ ہمارے لیے ناطق قرار دیا ہے، اس کا ذکر اس آیت شریفہ میں ہے، **اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا**. (نساء:۵۹) یعنی اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اور امرا و حکام کی۔ لیکن اگر تم آپس میں اختلاف کرو اور تنازع ہو جائے تو اس کو خدا اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے **علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین المھدیین**[2] ہیں۔ ہم کو خلفائے راشدین کی سنت پر چلنے اور ان کے اتباع کا اگر حکم دیا ہے تو یہ حکم ان کی ذاتیات کے لحاظ سے ہرگز نہیں، بلکہ اس لیے ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا متبع ہونے کی وجہ سے ان کے اتباع کا ہم کو حکم دیا ہے، اس لیے آپ نے راشد اور مہدی کے

۱۔ **لم یبق من النبوۃ.....** صحیح بخاری، ۶۵۸۹

۲۔ **علیکم بسنتی.....** مشکل الآثار للطحاوی، رقم ۹۹۸

www.khatmenubuwat.org

لفظ سے خلفاء کی تخصیص بھی فرما دی ہے کہ کیوں میں تم کو ان کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت امام ابن حزم فرماتے ہیں، **ولا یحل**..... **بلا برھان**. یعنی کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ کسی کے قول پر عمل کرے بغیر دلیل کے، سوائے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے۔ حجۃ اللہ البالغہ جلد ا، صفحہ ۱۰۳، مصری۔ دوسرا، **وقد صح اجماع الصحابة**..... **كلهٗ**. یعنی صحیح ہو چکا ہے۔ اجماع تمام صحابہ کا اوّل سے لے کر اخیر تک اور ایسا ہی اجماع تابعین کا اوّل سے لے کر آخر تک اور اجماع تبع تابعین کا اوّل سے آخر تک کہ ممنوع ہے، کسی شخص کا دوسرے کسی انسان کے قول کی طرف رجوع کرنا اس لحاظ سے کہ اسے سب کا سب قبول کرے اور اس پر عمل کرے۔ تیسرا حضرت امام مالک فرماتے ہیں، **مامن احدٍ**..... **صلّى اللّٰه عليه وسلّم**. کہ ہر انسان اپنی کلام سے پکڑا جاتا ہے او ایسا ہی ہر انسان کی بات رَد کی جاسکتی ہے، سوائے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔

چوتھے۔ پھر امام شافعی فرماتے ہیں، **لاحجت فی قول**..... **بالتسلم**. یعنی پھر رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا کسی شخص کا قول دوسروں پر حجت نہیں۔ خواہ وہ اشخاص کتنے ہی زیادہ ہوں، نہ کسی کا قیاس ہی حجت ہے، اور نہ کچھ اور۔ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول خدا کے جو پوری پوری ہو، اس کے سوا اور کچھ بھی لائق توجہ نہیں۔

پانچویں۔ اس طرح پر حضرت امام شافعی فرماتے ہیں، **یاابراھیم**..... **دین**. اے ابراہیم! میری ہر بات میں تقلید نہ کر۔ بلکہ ہر معاملہ میں اپنے نفس کے لیے خود بھی غور کر، کیونکہ یہ تو دین کا معاملہ ہے۔

چھٹا۔ ایسا ہی حضرت امام احمد حنبل فرماتے ہیں، **لاتقلدنی**..... **بالسنة**. یعنی نہ میری تقلید کر اور نہ مالک، اوزاعی ونخعی کی اور نہ کسی اور کی۔ بلکہ احکام وہیں سے حاصل کر جہاں سے ان لوگوں نے حاصل کیے۔ ایسا ہی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ دیتے وقت ہمیشہ فرماتے تھے، **ھٰذا رائیٌ**..... **بالصواب** یہ سب اقوال حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۷ تک ہیں۔ جلد اوّل، مصری۔ آخری قول کا ترجمہ یہ ہے، یعنی یہ نعمان ابن ثابت کی یعنی میری رائے ہے اور یہ سب سے بہتر بھی معلوم ہوئی ہے لیکن جو شخص اس سے اچھی بات لے آئے، وہ زیادہ بہتر ہے۔ جب وہ مشہور اور معروف ائمہ کرام جن کے اقوال سے فقہ مسائل میں سند لی جاتی ہے جن کا نام بنام اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ خود یہ فرماتے ہیں کہ کوئی قول محض اس وجہ سے کہ وہ فلاں شخص کا قول ہے، قطعاً قابلِ قبول نہیں۔ پھر ظاہر ہے کہ مفسرین کے ذاتی خیالات کہاں تک قابلِ قبول ہیں۔ نمبر ۲، کیا مفسرین کی ہر بات صحیح اور قابلِ غور بھی ہے۔ اس شق میں مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مفسرین کے خیالات کہاں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور کیا وہ تمام کے تمام اس قابل ہیں کہ قبول کر لیے جاویں۔ میں بلحاظ اختصار بطور نمونہ چند اقوال پیش کرتا ہوں۔

نوٹ: گواہ یہاں چند نمونے بیان کرنا چاہتا ہے، لیکن چونکہ ان کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں اس لیے بیان کرنے سے روک دیا گیا۔

(محمد اکبر)

عدالت مختاران مدعیہ اس مرحلہ پر کمرہ عدالت ترک کر کے چلے گئے ہیں۔ مولوی الٰہی بخش مختار مدعیہ بیان کرتا ہے کہ وہ خود مختاران مدعا علیہ کے مقابلہ میں پوری پیروی نہیں کر سکتا۔ اسے جدید مختار مقرر کرنے کے لیے مہلت دی جاوے۔ اس کی یہ

www.khatmenubuwwat.org

استدعا چونکہ واجبی ہے، لہٰذا سماعت مقدمہ کل تک ملتوی کی جاتی ہے۔ گواہ کو بقیہ شہادت کے قلمبند کرنے کے لیے پابند حاضری تاریخ مقررہ کیا جاوے۔

(۱۵/ مارچ ۱۹۳۳ء، محمد اکبر)

۱۶/ مارچ ۱۹۳۳ء

فریقین میں سے منجانب مدعیہ الٰہی بخش حاضر ہے۔ مدعا علیہ اور اس کے مختاران حاضر ہیں۔ کل فریقین کے درمیان کچھ معمولی آویزش ہوگئی تھی۔ محمد مبارک مختار مدعا علیہ نے مدعیہ کے ایک مختار مولوی عبدالکریم کو، جسے مختار کاری سے بحکم عدالت علیحدہ کیا جا چکا تھا، کچھ سخت سست الفاظ کہے، جس پر مدعی کے دیگر مختاران کمرہ عدالت چھوڑ کر چلے گئے۔ اس لیے الٰہی بخش کی اس استدعا پر کہ وہ کوئی دوسرا مختار مقرر کر کے پیروی مقدمہ کرے گا۔ سماعت مقدمہ ملتوی کی گئی تھی۔ لیکن آج پھر الٰہی بخش کے ساتھ اور کوئی مختار حاضر نہیں ہوا۔ صرف الٰہی بخش حاضر ہے۔ اسے مزید مہلت نہیں دی جاتی اور کارروائی مقدمہ اس کے مواجہ میں شروع کی جاتی ہے۔ فریقین کو ہدایت کی گئی کہ وہ احکام ضابطہ اور احترام عدالت کو پوری طرح مدنظر رکھیں، ورنہ سلوک قانونی ہوگا۔ ۱۶/ مارچ ۱۹۳۳ء

(محمد اکبر)

۱۶/ مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان شہادت مولوی غلام احمد مجاہد گواہ مدعا علیہ باقرار صالح

شق ثانی بھی، جس کو عدالت نے غیر متعلق سمجھ کر مجھے بیان کرنے سے روک دیا ہے، میں چند اقوال مفسرین کے ایسے پیش کرنا چاہتا تھا جن سے حضرت انبیاء علیہم السّلام کی معصومیت کے خلاف باتیں ثابت ہوتی تھیں۔ جن سے میرا مدعا صرف اتنا تھا کہ مفسرین کے خیالات اس مقام تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان کا کوئی قول اس لیے کہ ان کا قول ہے، قطعاً کسی پر حجت نہیں ہوسکتا۔

شق ثالث۔ مخالف علماء جو ہمارے سامنے مفسرین کے اقوال پیش کر کے چاہتے ہیں کہ ان اقوال کو بغیر چون و چرا مان لیا جاوے کہ جیسے خود وہ علماء بھی مفسرین کے تمام اقوال کو اس طرح مانتے ہیں جس طرح یہ کہ ماننے کے ہم سے طالب ہیں۔ اس شق میں مجھے اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ مخالف علماء خود بھی مفسرین کے تمام اقوال کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔ صرف انہی اقوال کو مان لیتے ہیں جو اُن کو پسند ہوتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی، بلکہ ان کا مفسرین کے تمام اقوال کو ماننا اس لیے ہوتا کہ ان کے نزدیک مفسرین کے تمام اقوال کا ماننا ضروری ہے، تو وہ خود بھی تمام اقوال کو مانتے، ایک کو رَد نہ کرتے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات کے متعلق جس قدر بھی اقوال تفاسیر میں آئے ہیں۔ خواہ وہ اقوال مفسرین کے اپنے ہوں یا دوسرے ائمہ کرام کے ہوں، ان کو وہ نہیں تسلیم کرتے۔ ایسے امام جنہوں نے عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات کی تصریح فرمائی ہے، امام مالک اور امام ابن حزم امام ابن قیم اور باقی ائمہ کرام، جنہوں نے اپنے سکوت سے تصدیق کر دی ہے۔ کیونکہ وہ ائمہ کرام معمولی معمولی شرعی مسائل پر اپنے اجتہادات کی بناء پر

www.khatmenubuwwat.org

اختلاف رکھتے رہے ہیں۔ اور جو رائے ان کی ہوتی رہی ہے، اس کو وہ ظاہر کر دیا کرتے تھے۔ لیکن اس مسئلہ میں جہاں دوسرے اماموں نے تصریح فرمائی، وہاں باقی ائمہ نے خاموشی اختیار کی ہے۔ تفاسیر کے لحاظ سے یا احادیث کی کتب کے لحاظ سے مندرجہ ذیل تفسیریں ہیں جن میں اقوال پائے جاتے ہیں، مجمع البحار، اکمال شرح مسلم، جلالین بین السور، مجتبائی، تفسیر محمدی، ترجمان القرآن، فتح البیان، شق رابع۔ مفسرین کی بیان کی ہوئی حدیثیں آیا ہمارے مخالف علماء مانتے ہیں۔

شق ثالث میں مَیں نے صرف اتنا بتلایا تھا کہ مفسرین اور ائمہ بعض اقوال کو بھی مخالف علماء مانتے ہیں جو انہیں پسند ہیں۔ اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ مفسرین نے اپنی تفسیروں میں جو حدیثیں بیان کی کہیں اور جن کے متعلق تصریح کی ہے کہ یہ حدیثیں ہیں ان میں سے بھی ہمارے مخالف علماء ان کئی حدیثوں کو نہیں مانتے جو اُن کے مخترع عقیدہ کے خلاف ہیں۔ مثلاً **لو کان موسٰی**[1] **وعیسٰی حیین، لما وسع هما، الا اتباعی.** یعنی حضرت موسٰی اور عیسٰی علیہما السّلام اگر زندہ ہوتے تو میری پیروی کے بغیر ان کو چارہ نہ تھا۔ چونکہ یہ حدیث صریحاً حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی وفات ثابت کرتی ہے اس لیے گو اس کو کئی لوگ امام اور مفسرین بیان کرتے ہیں، ہمارے مخالف علماء نہیں مانتے۔ اس حدیث کو ترجمان القرآن اور الیواقیت والجواہر، صفحہ کتاب اوّل، جلد۲، صفحہ ۴۶۱۔ اور کتاب دوم، جلد۲، صفحہ ۲۴ ہے۔ مدارج السالکین، جلد۲، صفحہ ۳۱۳۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر جلد صفحہ ۲۴۶ پر بیان کیا ہے۔ آخری حوالہ اس مفسر صاحب کا ہے، جس کے بعض اقوال ہمارے خلاف پیش کیے جاتے ہیں۔ اس طرح حدیث، **واخبرنی ان عیسٰی ابن مریم عاش مائة وعشرین سنة.** یعنی حضرت عیسٰی علیہ السّلام ۱۳۰ برس زندہ رہے تھے۔ یہ حدیث تفسیر کمالین بر حاشیہ جلالین مجتبائی، صفحہ ۵۵۰، حجج الکرامہ، صفحہ ۴۲۸، اور بحوالہ حجج الکرامہ طبرانی اور اصابہ نے بیان کیا ہے۔ کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۱۲، پر بھی یہ حدیث درج ہے۔ تفسیر ابن کثیر، جلد۲، صفحہ ۲۴۲ پر بھی یہ حدیث درج ہے۔ یہ آخری حوالہ اس تفسیر کا ہے، جس کو ہمارے مقابل پر عموماً پیش کیا جاتا ہے۔ باوجود ان کئی مفسروں کے اس حدیث کو حدیث بیان کرنے کے پھر بھی مخالف علماء اس حدیث کو نہیں مانتے۔ ایسا ہی محدث ملا علی قاری صاحب کا قول اکثر ہمارے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے، مگر ان کی کتاب شرح فقہ اکبر مصری، صفحہ ۱۰۰ پر جو یہ حدیث لکھی ہے، **لو کان عیسٰی حیا ما وسعهٗ هو الا اتباعی.**[2] یعنی حضرت عیسٰی علیہ السّلام اگر زندہ ہوتے تو ضروری میری پیروی کرتے۔ اس کو بھی مخالف علماء نہیں مانتے۔ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ ہمارے مخالف علماء مفسرین کی بیان کی ہوئی حدیثوں کو تو مانتے نہیں مگر ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم وہ اقوال قبول کریں جو مفسرین کے ذاتی ہیں۔ اور ہمارے مخالف علماء کو مسلم ہیں۔ خواہ ہمارے نزدیک وہ اصول صحت پر اچھے ظاہر ہوں، یا نہ ہوں۔

شق خامس، تفسیروں کے متعلق علماء متقدمین و متاخرین کی آراء کہ انہوں نے تفاسیر کو عقائد و احکام شرعیہ میں کہاں تک قابل اصل مانا ہے۔ اوّل **قال احمد ابن حنبل ثلاثه کتب لیس لها اصلٌ. المغازی والملاحم والتفسیر**[3] یعنی امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ تین قسم کی کتابیں ایسی ہیں جن کو کوئی شرعی اصل حاصل نہیں ہے۔ وہ مغازی، ملاحم اور تفسیر کی کتابیں ہیں۔ دوسرا، **هٰذا**

۱۔ **لو کان موسٰی وعیسٰی**..... البحر المحیط، ۵/ ۱۰۸

۲۔ **لو کان عیسٰی**، ہمیان الزاد، ۲/ ۳۰۰

۳۔ فوائد مجموعہ فی بیان احادیث موضوعہ، ص ۱۱۱

www.khatmenubuwwat.org

التفاسیر..... مجاهیل.[1] یعنی یہ طول طویل لمبی لمبی تفاسیر جن کو ابن عباس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، وہ سب ناپسندیدہ ہیں۔ اوران کے راوی مجہول الاسم والحال ہیں۔

تیسرا۔ **ثم الف..... بعدهٗ.** اتقان، جلد۲، صفحہ ۲۲۶۔ یعنی تفسیر قرآن میں کثیر لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں۔ انہوں نے اسنادوں کو ترک کر دیا ہے اور پے در پے دوسروں کے اقوال درج کر دیے۔ پس اس وجہ سے نقائص داخل ہو گئے اور صحیح باتیں کمزور باتوں سے ملتبس ہو گئیں۔ پھر یہ عادت ہوگئی کہ ہر شخص جسے کوئی بات سوجھتی، وہ درج کر دیتا۔ اور جو خیال جسے پیدا ہوتا اس خیال پر اعتماد کر لیتا۔ پھر بعد میں آنے والوں نے ایسی باتوں کو نقل کرنا شروع کر دیا۔ اس عبارت نے تصریح کر دی ہے کہ تفاسیر میں ہر قسم کا رطب و یابس، ہر قسم صحیح وسقیم خیال، ہر ناقص اور اچھی بات جمع ہوگئی ہے۔

چوتھا۔ **وقد جمع المتقدمون..... مردود.** مقدمہ ابن خلدون مصری، صفحہ ۳۶۔ یعنی متقدمین نے تفسیری باتوں کو جمع کیا اور کثرت سے لکھا۔ مگر ان کی کتب میں اوران کی جمع شدہ باتوں میں اعلیٰ اور ناقص، قبول ومردود سب ہی قسم کی باتیں پائی جاتی ہیں۔

پانچویں۔ **ماقد مانت..... ومثل ذالک.** مقدمہ ابن خلدون، صفحہ ۲۶۱، مصری۔ یعنی متقدمین کی تفاسیر محض منقولی باتوں سے بھر گئیں، جو اُن تک یہودیوں، عیسائیوں سے پہنچی تھیں اور وہ سب ایسی ہی خبریں ہیں جو یہود اور نصاریٰ کی روایتوں پر موقوف اور وہ تفاسیر ایسی نہیں کہ جن کی بناء پر احکام جاری کیے جاویں کہ پھر ان اقوال کی صحت تلاش کرنی ضروری ہو اور ان اقوال پر عمل بھی جاری ہو۔ اور اس قسم کی صحت کے بارے میں مفسرین نے بہت تساہل کیا ہے۔ حیات جاوید، مصنفہ مولانا الطاف حسین حالی نے بھی صفحہ ۲۰۷، جلد۲، پر یہ عبارت لکھی ہے۔ افسوس ہے کہ قدماء کی اس کوشش سے جو محض نیک نیتی سے کی گئی تھی، بے شمار روایتیں، تفاسیر قدیم میں ایسی درج ہوگئیں جن کے لحاظ سے علماء محققین کو یہ کہنا پڑا، **کتب تفسیر مشهودة بالاحادیث الموضوعة.** اوراس سے بھی زیادہ افسوس یہ ہے کہ پچھلوں نے قدماء کی تفسیروں میں جو رطب و یابس روایتیں پائیں، بغیر اس کے کہ اصول علم حدیث کے مطابق ان کی تنقید کریں، ان تمام رطب و یابس روایتوں سے اپنی تفسیروں کو بھر دیا اور مخالفوں کے لیے اعتراض کا دروازہ کھول دیا۔ پھر اس کتاب کے صفحہ ۲۳۷ پر کہا ہے، اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہماری قدیم تفسیریں باتفاق تمام محققین اہلِ اسلام کے عموماً بے سند اور موضوع وضعیف حدیثوں اور یہودیوں کے قصوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اوراس کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ جس قدر روایتیں تفسیر القرآن کے متعلق صحاح میں وارد ہوئی ہیں، اگر ان سب کو بعد حذف اسناد کے ایک جگہ جمع کیا جاوے تو تمام مجموعہ محدود صفحات سے زیادہ نہ ہوگا۔ حالانکہ کتب تفاسیر کی تمام روایتوں اور قصوں کو اگر جمع کیا جاوے تو کم سے کم ایک ضخیم جلد مرتب ہوسکتی ہے۔

حاصل کلام، ایسی واضح تصریحات کے ہوتے ہوئے مفسرین کے اقوال پر کس طرح عقائد کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ اور کیسے ان اقوال کے انکار کی وجہ سے کس کو کافر کہا جاسکتا ہے۔

شق سادس۔ مفسرین کے وہ اقوال جو پیش کیے جاتے ہیں، ان کا کیا مطلب ہے۔ اب میں ان اقوال کو جو ہمارے خلاف

۱۔ اتقان، ۲/۲۲۴، مصری

www.khatmenubuwwat.org

ختم النبوت کے بارہ میں پیش کیے جاتے ہیں، فرداً فرداً لیتا ہوں۔ پہلا حوالہ، **فمن رحمت اللّٰہ..... افعالم.**

اس عبارت کے جواب میں میری طرف سے یہ عرض ہے، اس کے دو حصے بالخصوص قابلِ غور ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے اوّل تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی مثال دے کر بتلا دیا کہ ایسے انبیاء ممنوع ہیں، یعنی جو شریعت اسلامیہ کے خلاف اور اس کے مقابل پر نئی شریعت کے دعویدار ہوں۔

دوئم۔ اس نے یہ بھی بتلا دیا کہ ایسے لوگ نہ امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہ نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ بلکہ نہایت فاسقانہ اور فاجرانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور نہایت جھوٹے اور بہتان تراش ہوتے ہیں۔ اس حوالہ سے معلوم ہوگا کہ جس مدعی نبوت کی زندگی ایسی نہ ہو اور جس نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی طرح دعویٰ نہ کیا ہو، جو خود یا جس کی جماعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہو، وہ مدعی نبوت ہرگز منع نہیں۔ میں اس جگہ صرف دو حوالے ایسے پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر یہ حوالہ چسپاں نہیں ہوتا۔

اوّل۔ مولوی محمد حسین بٹالوی، جو سخت معاند تھے، وہ شہادت دیتے ہیں براہین احمدیہ، مصنفہ مرزا صاحب کے متعلق، ''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر میں ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ **لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالک امرا.** اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی اور جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔'' اشاعۃ السنہ، جلد ۷، نمبر ۶، صفحہ ۲۹۔

حضرت مرزا صاحب کا اپنا چیلنج اپنی زندگی کے متعلق یہ ہے۔ تم غور کرو..... دلیل ہے۔ تذکرۃ الشہادتین، صفحہ ۶۲۔

دوسرا حوالہ روح المعانی، جلد ۷، صفحہ ۶۵، کا پیش کیا جاتا ہے، جو بالفاظ ذیل ہے، **وکونہٗ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم..... اصرار.** اس حوالہ میں بھی نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ غایت کار اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ جو شخص ''اس کے خلاف'' دعویٰ کرے گا، وہ کافر ہوگا۔ اب اس کے خلاف الفاظ میں جو ضمیر ہے، وہ یا تو خاتم النبیّین ہونے کی طرف جاتی ہے، تو خاتم النبیّین ہونے کا خلاف خاتم النبیّین نہ ہونا ہوا، لہٰذا مصنف کے نزدیک یہ معنی ہوئے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین نہیں مانتا، وہ کافر ہوگا۔ یا پھر اس کے خلاف کی ضمیر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف جاتی ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف دعویٰ نبوت کرے، وہ کافر ہوگا۔ نہ یہ کہ جو شخص کسی قسم کا بھی دعویٰ نبوۃ کرے، خواہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل سے ظلی اور اُمتی نبی ہونے کا بھی دعویٰ کرے، وہ بھی کافر ہوگا۔ کیونکہ یہاں ایسے امتی نبی کے نہ ہونے کی کوئی تصریح نہیں ہے۔ بغرض محال اگر مصنف مذکور تصریح بھی کر دیتا کہ کسی قسم کی کوئی نبوت بھی ہرگز آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نہ ہوگی، تو بھی اس کا یہ کہنا فقط اس کی رائے تھی۔ جو کسی صورت میں ضروری تسلیم نہیں، بالخصوص جب دیگر علماء اور مجددین و محدثین اور اولیاء امت کی بکثرت رائیں اس کے خلاف موجود ہوں اور بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اور آنحضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرمودہ تیس احادیث بھی ہوں۔ جو شروع میں بیان ہو چکی ہیں۔ ان حوالہ جات سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ خود اُن مفسرین نے ان حوالہ جات میں جس قسم کی نبیوں کو جھوٹا کہا، یا ان کا آنا ممنوع قرار دیا، اور خاتم

www.khatmenubuwwat.org

النبیّین کے خلاف قرار دیا، وہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جیسے مدعیان نبوۃ ہیں۔ جنہوں نے مستقل شریعت کا دعویٰ کیا اور شریعت محمدیہ کے برعکس تعلیم دی اور فسق اور فجور میں مبتلا رہے۔ پس ان حوالہ جات سے ایسے نبی جو اُمی ہو، اور اسی شریعت محمدیہ کا حامی اور ناصر ہو، کے نہ آنے کا کوئی حکم نہیں نکلتا۔ دیگر علماء سلف کے جو حوالہ جات ہمارے مقابل پر پیش کیے جاتے ہیں، ان کی حقیقت۔ پہلا حوالہ۔ قاضی عیاض کی کتاب شفاء کی شرح مولفہ ملا علی قاری کی جلد۲، صفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹، مصری کا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے، **وکذالک..... وبعدہ.** اس سارے حوالہ میں سے صرف ایک فقرہ لے کر جماعت احمدیہ پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے کہ **القائلین بتواتر الرسل.** یعنی جو قائل ہیں متواتر رسولوں کی آمد کے۔

جواب اوّل۔ اس حوالہ کا وہ فقرہ جو دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، یعنی **القائلین تواتر رسل.** ہمارے قطعاً خلاف نہیں۔ کیونکہ جو تعریف رسول کی ان علماء سلف کے نزدیک مروج ہے، اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ویسے رسولوں کی آئندہ آمد کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔ اور یہ ہم پر اتہام ہے کہ ہم ویسے رسولوں کی آمد کے قائل ہیں۔ نبوت اور رسالت کے بارہ میں مَیں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ ہم جماعت احمدیہ کے افراد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد قیامت تک کسی شرعی نبی یا غیر شریعی مستقل نبی کی آمد کے ہرگز قائل نہیں۔ ہم صرف اس امر کے قائل ہیں کہ حضرت محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی اور ماتحتی سے اور آپ کی برکت اور افادہ روحانیہ سے آپ کی شریعت کے خادم انبیاء قیامت تک آتے رہیں گے۔ پس وہ حوالہ **القائلین بتواتر رسل**، کا ہم پر چسپاں نہیں ہوتا، کیونکہ ان علماء کے نزدیک رسول کا لفظ اس انسان پر بولا جاتا ہے جو شریعت لائے، یا پہلی شریعت میں کچھ تبدیلی کرے۔ مثلاً اول۔ شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے، **الرسول انسانٌ بعثہ اللّٰہ تعلٰی انی الخلق. لتبلیغ الاحکام الشریعہ.** یعنی رسول وہ انسان ہے جس کو خدا تعالیٰ مخلوقات کے لیے مبعوث فرمائے۔ احکام شریعہ کی تبلیغ کے لیے نبراس، جو شرح عقائد نسفی کی بھی شرح ہے، اس میں تفصیل درج ہے کہ نبی اور رسول کے فرق کے بارے میں اختلاف ہے۔ جمہور مسلمانوں کا یہی مذہب ہے کہ **ان النبی اعم.** کہ نبی عام ہے اور رسول خاص ہے۔ نبراس، صفحہ ۷۰ و ۷۹۔ پھر رسول کے لیے بعض کتاب کی شرط کی ہے۔ اور بعض نے شرع جدید کی شرط لگائی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے، **یشترط فی رسولٍ شرع جدید بخلاف النبی.** نبراس، صفحہ ۸۰۔ ایسا ہی اس نبراس کے صفحہ ۴۲۴ پر حاشیہ میں شرح مقاصد کا حوالہ دے کر لکھا ہے، **وقد ینحصر رسول بنبی لہٗ شریعتٌ وکتابٌ.** کہ رسول کا لفظ خاص طور پر اس انسان پر بولا جاتا ہے کہ جس کی کوئی شریعت ہو، یا کوئی کتاب جدید ہو۔ ان حوالوں سے واضح ہو گیا کہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک رسول کا لفظ شرعی نبی پر بولا جاتا ہے۔ پس علماء متقدمین جہاں رسول کی نفی کریں گے، وہاں مراد شرعی نبی سے ہوگی (یہ شرح عقائد نسفی، اور نبراس اور مقاصد عقائد کی کتابیں ہیں) نہ کہ عام نبی سے۔ اس کے ضمن میں مَیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ فریق مخالف نے جو ابن کثیر کا حوالہ دیا تھا، اس میں بھی یہی الفاظ ہیں، **لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ.** جس سے ثابت ہوا کہ ابن کثیر کے نزدیک بھی رسول کا لفظ خاص ہے۔ یعنی شرعی نبی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور نبی کا لفظ عام ہے۔ ان تمام مذکورہ بالا اصطلاحوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مرزا صاحب نے عام اعلان فرمایا ہے، چونکہ اسلام کی اصطلاح میں..... خاتم الکتب ہے۔ الحکم، جلد۳، نمبر ۲۹، مطبوعہ سال ۱۸۹۹ء، بحوالہ حقیقت النبوۃ، صفحہ ۱۲۵۔ پس **القائلین بتواتر الرسل کا**

www.khatmenubuwwat.org

حوالہ ہمارے خلاف نہیں پیش کیا جا سکتا، کیونکہ ہم اس معنی سے رسولوں کی آمد کے ہرگز قائل نہیں ہیں جو معنی اہلِ اسلام کی اصطلاح میں رسول یا نبی کے تھے۔ یا اگر اب کوئی وہی معنی لے کر ہم سے پوچھے۔

جواب دوم۔ اس تصریح کے علاوہ کہ انہوں نے شرعی رسول کی نفی کی ہے یا ہر نبی کی۔ اس حوالہ میں ایک اور بھی قرینہ موجود ہے کہ ملا علی قاری کے نزدیک ظلی اور بالواسطہ نبوۃ ہوسکتی ہے، مستقل اور شرعی نبوۃ نہیں ہوسکتی۔ اور وہ پیش کردہ حوالہ کا آخری فقرہ جو عمداً ہمارے مخالفین چھوڑ دیتے ہیں، یعنی **ان ارادوا به الحقيقت والافالمنزلة المجازية لا توجب الكفر ولا البدعة.** یعنی اگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حقیقی نبوت مراد لیں تو پھر کفر عائد ہوگا، ورنہ اگر مجازی مرتبہ مراد لیں تو پھر کفر عائد نہ ہوگا اور نہ ہی بدعت کو مستلزم ہوگا۔ پس واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ ان دونوں بزرگوں کے نزدیک کسی انسان پر اس صورت میں کفر عائد ہوگا جبکہ وہ علیٰ وجہ الحقیقت کسی کا نبی ہونا تسلیم کرتا ہو۔ لیکن اگر علیٰ وجہ المجاز کسی کو نبی مانے تو اس سے کفر لازم نہیں آتا۔ بالکل انہی الفاظ میں مرزا صاحب نے فرمایا ہے، اوّل سمیت نبی من اللہ تعالیٰ علیٰ طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت۔ تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۶۵۔ یعنی مجھے خدا تعالیٰ نے علیٰ وجہ المجاز نبی قرار دیا ہے، نہ کہ حقیقی رنگ میں۔ دوسرا، **ومن قال..... كذاب.** جس کی تشریح بالفاظ ذیل ہے، غرض ہمارا مطلب ہے..... کچھ شک نہیں۔ انجام آتھم، حاشیہ، صفحہ ۲۷-۲۸۔

تیسرا حوالہ۔ حاشا و کلا نبوۃ حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ اشتہار فروری ۱۸۹۲ء، بحوالہ حقیقت النبوۃ، صفحہ ۵۱۔

جواب سوم۔ شرح شفاء کے حوالے کے دو جواب دینے کے بعد تیسرا جواب یہ عرض ہے کہ ہمارے مخالفین ایک ایسا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ اگر اس حوالہ کو اسی رنگ میں دیکھا جائے جس رنگ اور جس معنی میں انہوں نے پیش کیا ہے تو یہ حوالہ خود اُنہی کے خلاف پڑتا ہے۔ کیونکہ اس حوالہ میں ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوا ہے: **غلاةُ المتصفوة اى الجهلاء. واجهل منهم ابن عربى حيث جعل نفسهٗ خاتم الاولياء.** یعنی کافر ہیں، غالی، جھوٹی صوفی بھی یعنی جاہل صوفی۔ اور ان صوفیوں میں سے زیادہ جاہل ابن عربی ہے، جس نے اپنے آپ کو خاتم الاولیاء کہا ہے۔ گویا اس کتاب والے قاضی عیاض اور ملا علی قاری کے نزدیک حضرت شیخ محی الدین ابن عربی شیخ اکبر وغیرہ بھی کافر، بلکہ زیادہ کافر ہیں۔ حالانکہ ہمارے مخالفین انہی شیخ اکبر کو ولی، صوفی مان چکے ہیں، بلکہ مانتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر یہ فتویٰ ان اصل عبارت کے لحاظ سے یا ایسی تشریح کے لحاظ سے جو رسول اور نبی کو جو اُن کے ہاں مروج ہے، یا ان صاف تشریح کے لحاظ سے کہ مجازی نبوت کفر واجب نہیں کرتا، ہم پر یہ فتویٰ ہرگز عائد نہیں ہوتا۔ لیکن بفرض محال اگر ہو بھی تو پھر یہی فتویٰ اس انسان پر تو علی الاعلان اور واضح طور پر نام لے کر لگایا گیا ہے جو ہمارے مخالفین کے نزدیک نہ صرف مسلمان، بلکہ شیخ المسلمین، بلکہ صوفی ولی بھی ہے اور ان ہمارے مخالفین کے نزدیک ہی نہیں، بلکہ اکثر بزرگان سلف کے نزدیک بھی۔ دوسرا حوالہ جو علاوہ مفسرین کے کسی اور بزرگ کا پیش کیا ہے، وہ بھی ملا علی قاری ہیں، جن کا قول اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ مجازی نبوۃ کے دعویٰ سے کفر لازم نہیں آتا۔ انہیں بزرگ کا دوسرا حوالہ ان کی دوسری کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۵، صفحہ ۵۶۴ مصری سے پیش کیا جاتا ہے۔ **فالمعنى انه لا يحدثُ نبيٍ لانه خاتم النبيّين السابقين.** پہلا جواب اس حوالہ کا میری طرف سے یہ ہے کہ انہوں نے اس عبارت میں سابقین کے لفظ سے تصریح کی ہے کہ پہلے نبی کے دوبارہ آنے کی نفی کی ہے۔ اگر بعد کے کسی نبی کے نہ آنے کا

www.khatmenubuwwat.org

ذکر ہوتا تو سابقین کا لفظ لانے کی ضرورت نہ تھی۔

جواب دوم۔ بفرض محال مان بھی لیا جاوے اور سابقین کے لفظ سے قطع نظر کی جاوے اور یہی مطلب نکالا جاوے کہ ملا علی قاری بھی آئندہ نبوت کی نفی کرتے ہیں، تو آئندہ کی نبوت میں سے ہر قسم کی نبوت کی کسی طرح پر بھی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہی حضرت ملا علی قاری اپنی ایک اور کتاب میں فرماتے ہیں، **والمعنی انه لا یاتی نبیٌ ینسخ ملته ولم یکن فی امته**۔[1] یعنی خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ آئندہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو حضور کی سنت اور شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ پس جب ان بزرگ نے آئندہ ایسے نبی کی نفی کی ہے جو شریعت لانے والا ہو، یا شریعت میں تبدیلی کرنے والا ہو، تو یہ مرقاۃ کا حوالہ خود واضح ہو گیا کہ یہاں پر نبی سے مراد اُن کے خیال میں شرعی نبی ہے، نہ ہر قسم کا نبی۔

آٹھویں شق۔ فتاویٰ فقہاء کی حقیقت۔ اس شق میں چند فتاویٰ بیان کرتا ہوں، جن سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گا کہ علماء کے فتاویٰ کفر کی کیا حقیقت ہے اور ان کا کیا اثر ہے۔ ان فتوؤں کو ماننے اور ان پر عمل کرنے سے امت محمدیہ کا کونسا حصہ مسلمان رہ جاتا ہے۔ جن علماء کے اقوال کے غلط معنی لے کر ہم پر فتویٰ لگایا جاتا ہے، ان علماء کے فتوؤں کی نوعیت کیا ہے۔ انہیں کتابوں میں جن کتابوں سے مخالف علماء نے ہم پر فتویٰ لگایا ہے، یہ لکھا ہے، اوّل جو شخص کہے کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، وہ کافر ہے۔[2] جو شخص کہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے، وہ کافر ہے۔[3] جو شخص کسی کافر کو تعظیمی سلام کرے، وہ کافر ہے۔[4] اگر کسی کافر نے اسلام قبول کرنا چاہا، اور کسی مسلمان سے کہا کہ مجھے اسلام بتلاؤ، یعنی اسلام پیش کرو کہ میں کس طرح مسلمان ہوں۔ تو اُس مسلمان نے اگر کہا کہ فلاں مولوی صاحب کے پاس جاؤ، تو وہ مسلمان بھی کافر ہو جائے گا۔[5] جو شخص بطور ڈرامہ اپنے آپ کو معلم یا استاد بتائے اور ہاتھ میں بید لے کر بچوں کو مارے، وہ بھی کافر ہو جائے گا۔[6]

چھٹا فتویٰ۔ جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلافت کا انکار کرے، وہ بھی کافر ہے۔[7] جس شخص سے کوئی سوالی خدا کا واسطہ دے کر کچھ مانگے، اور وہ نہ دے، یا کچھ کام کرانا چاہے اور وہ کام نہ کرے، تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔[8] جو شخص کسی ذمی کی ٹوپی سر پر رکھے اور اس کی غرض گرمی سردی دور کرنا نہ ہو، تو وہ بھی کافر ہے۔[9]

ان فتوؤں پر اگر غور کیا اور عمل کیا جائے تو لازماً ماننا پڑتا ہے کہ وہ تمام بزرگ ہستیاں اور سلف صالحین جنہوں نے اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو دیکھا، وہ بھی اور وہ محدثین جنہوں نے اپنی صحیح حدیث کی کتابوں میں اس بات کے متعلق باب باندھا اور حدیثیں بیان کیں کہ ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے عملوں کے لحاظ سے، مثلاً امام بخاری و مسلم، وہ

۱۔ موضوعات کبیر، ص ۵۹
۲۔ البحر الرائق، ۵/ ۱۲۰
۳۔ البحر الرائق، ص ۱۲۱
۴۔ الاشباہ والنظائر مع شرح حموی، مصطفائی پریس، ص ۱۷۵
۵۔ شرح فقہ اکبر، مصری، ص ۱۶۰
۶۔ البحر الرائق، ۵/ ۱۲۲
۷۔ البحر الرائق، ۵/ ۱۲۱
۸۔ شرح فقہ اکبر، مصری، ص ۱۴۷
۹۔ البحر الرائق، ص ۱۳۵

www.khatmenubuwwat.org

مسلمان جو ملازم یا دکاندار ہیں اور ہندو افسران یا انگریز افسران کو تعظیمی سلام کرتے ہیں۔ وہ مسلمان جو خود کسی ہندو یا عیسائی یا کسی غیر مذہب کو اسلام نہ پیش کرسکیں اور اپنے مولوی کے پاس لے آویں۔ وہ مسلمان کالجیٹ طلبہ جو ڈرمہ کرتے وقت استاد کا پارٹ ادا کریں۔ تمام شیعہ جو شیخین کی خلافت سے انکار کرتے ہیں۔ تمام و مسلمان جن سے سائل وغیرہ خدا کا واسطہ دے کر روٹی، کپڑا یا روپیہ مانگتے ہیں اور وہ نہیں دیتے۔ وہ تمام مسلمان جو ہندوؤں، عیسائیوں یا دوسرے ذمی لوگوں کا لباس پہنتے ہیں، جو سر کا لباس ہیں یا دیگر بدن کا ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر ان علماء کے فتویٰ سے کسی کو کافر بنایا جائے تو پھر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صرف مذکورہ بالا فتاویٰ سے ہی کتنا حصہ امت کا کافر بنتا ہے اور کتنے لوگوں کے نکاح ٹوٹتے ہیں اور ان کی اولادیں ناجائز بنتی ہیں۔

عنوان نمبر ۷: آیت خاتم النبیّین کے صحیح معنی۔ اس قدر تفصیل کے ساتھ عرض کر دینے کے بعد کہ جو معنی ہمارے مخالفین لیتے ہیں، وہ غلط ہیں۔ ضروریات دین میں سے نہیں ہو سکتے اور ان معنی کی تائید میں جو حوالہ جات تفسیروں سے پیش کرتے ہیں، ان حوالہ جات سے بھی وہ حقیقت نہیں ہے جو وہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ حقیقت متصور بھی ہو تو پھر وہ حوالہ جات بعض لوگوں کے انفرادی آراء ہونے کی وجہ سے ایسی وقعت نہیں رکھتے کہ ان کے انکار سے کسی کو کافر کہا جاوے، خاص کر ایسے وقت میں کہ ان مذعومہ معنی کا انکار کرنے والا اپنے پاس دیگر بزرگانِ سلف و ائمہ کرام مجددین و محدثین اور اولیاء، پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حتیٰ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمودہ معنی بھی اپنی تائید میں رکھتا ہو۔ اب میں اس عنوان میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ آیت خاتم النبیّین کا صحیح مطلب کیا ہے۔ یہ آیت سورہ احزاب کے پانچویں رکوع کی ہے، اور تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ۵ھ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر مخالفوں کے اعتراضات کے جواب میں اتری تھی۔ فتح البیان، جلد ۷، صفحہ ۲۴۹: اس سورہ کے شروع میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے، اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ. (احزاب:۶) یعنی نبی زیادہ شفیق ہے مومنوں پر، خود مومنوں کے نفوس سے بھی اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ اس آیت میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بوجہ نبی ہونے کے واضح طور پر مومنوں کا باپ قرار دیا گیا۔ چنانچہ اس وجہ سے بزرگانِ سلف نے کہا ہے کہ ہر نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ اول: **وقال مجاهدٌ..... اخوةٌ.**[1] یعنی مجاہد تابعی کہتے ہیں کہ ہر نبی امت کا باپ ہوتا ہے، اور اس وجہ سے سب مومن آپس میں بھائی ہوتے ہیں۔

قال نَسفَی..... علیه.[2] یعنی نسفی نے کہا ہے کہ ہر رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے بوجہ اس کے کہ واجب ہے ان پر توقیر و تعظیم کرنا اُس نبی اور رسول کی۔ اور اس نبی پر بھی واجب ہے کہ اپنی امت کی خیر خواہی اور شفقت کرے۔ چنانچہ بعض قراءتوں میں تو صاف طور پر **وهو اب لهم** کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ مثلاً فتح البیان، جلد ۷، صفحہ ۲۵۱۔ یعنی ابن مسعود کی قراءت **النبی اولٰی بالمومنین** کے ساتھ۔ **وهو اب لهم** کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ دوسرا، **عن بحالة..... ابن به.**[3] یعنی بحالہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن خطاب ایک نوجوان کے پاس سے گزرے اور وہ نوجوان قرآن میں **ازواجه امهاتهم** کے ساتھ **وهو اب لهم**

۱۔ فتح البیان، ۷/ ۲۵۱

۲۔ فتح البیان، ۷/ ۲۸۶

۳۔ فتح البیان، ص ۲۵۲

www.khatmenubuwwat.org

بھی پڑھ رہا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ اس شروع کی آیت میں خدا تعالیٰ نے بلحاظ نبی ہونے کے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مومنوں کا باپ۔ لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر مخالفوں کا اعتراض دور کرنے کے لیے اوّل تو یہ فرمایا کہ **وما جعل ادعیاکم ابنائکم**. کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹے نہیں بنایا۔ **ذالکم قولکم بافواھکم**. یہ صرف تمہارے منہ کی بات ہے۔ اور پھر فرمایا، **ما کان محمد**..... یعنی محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ اس کلام سے دو شبہ اور اعتراض پیدا ہوتے تھے۔

اوّل کہ شروع سورہ میں بلحاظ نبی ہونے کے رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مومنوں کا باپ قرار دیا تھا اور اب اس آیت میں ان کے باپ ہونے کی نفی کر دی ہے۔ تو کیا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے باپ ہونے کی نفی سے آپ کی نبوت کی بھی نفی کر ہوگئی۔ شہاب میں درج ہے کہ **انه انما نفیت**..... **رسالته**..... **ذالک**.[1] یعنی نفی ابوت سے نفی نبوت کا شک پڑتا ہے اس لیے اس کو دور کر دیا۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب: ۴۰) سے دوسرا اعتراض مکی سورۃ میں سورۃ کوثر کو نازل کر کے بتلایا تھا کہ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ. (کوثر: ۳) کہ آپ کا دشمن مقطوع النسل ہے۔ اب اس آیت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد نرینہ کی نفی کی تو کیا خدانخواستہ آپ پر بھی اسی حالت کے چسپاں ہونے کا احتمال ہے۔ پس ان دونوں شبہوں اور اعتراضوں کو دُور کرنے کے لیے فرمایا۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (احزاب: ۴۰) لہٰذا وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ اور خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا جملہ مقام مدح میں ہے۔ اور اسی شک کو دور کرنے کے جو پہلے کلام، مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (احزاب: ۴۰) سے پیدا ہوتا تھا، مجھے یہ ضرورت نہیں کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے مقام مدح میں وارد ہونے کے حوالہ دوں۔ کیونکہ سب مسلمان اس کو توصیفی اور تعریفی جملہ ہی مانتے ہیں۔ اور خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس جملہ کو اپنی مدح میں فرمایا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم میں جو کچھ بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں فرمایا گیا ہے۔ وہ سب مقام مدح میں ہی ہے، تاہم میں دیوبندی علماء کے مسلمہ بزرگ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کا ایک حوالہ بتاتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں، پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب: ۴۰) کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ غرض یہ کہ کسی کو انکار نہیں کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے الفاظ مقام مدح میں ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ پہلے کلام سے جو تنبیہ پڑتا ہے، اس کے ازالہ کے لیے بھی وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آیا ہے۔ اس کے لیے میں حوالے پیش کرتا ہوں۔ اوّل نحو کی مشہور کتاب شرح جامی سے **لاکن**..... **معنی**. یعنی لاکن کا حرف استدراک کے لیے ہوتا ہے۔ اور استدراک کے معنی ہیں اس وہم اور شک کو دور کرنا جو پہلے کلام سے پیدا ہوتا ہو۔ یہ صرف لاکن ایسے دو کلاموں کے درمیان آتا ہے جو نفی اور اثبات کے لحاظ سے آپس میں مختلف ہوں۔ **ولکن حقیقة**..... **ولو معنی** یعنی لاکن مخففہ یا ثقیلہ۔ دونوں استدراک کے لیے ہوتے ہیں۔ اور استدراک کے معنی یہ ہیں کہ دور کر دینا اس وہم کو جو پیدا ہوتا ہے پہلے کلام سے اور اس کی شرط یہ ہے کہ پہلے اور پچھلے کلام میں نفی اور اثبات کا اختلاف خواہ وہ معنوی طور پر ہی ہو۔ ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوگیا کہ خاتم النبیّین والی آیت میں، مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب، ۴۰) سے واقعی کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے، جس کے دور کرنے کے لیے صرف لاکن کو لا کر وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

۱۔ شہاب علی البیضاوی، ۷/ ۱۷۵

www.khatmenabuwwat.org

النَّبِیّٖنَ فرمایا گیا ہے۔سو دونوں شبہے مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں کہ جن کو دور کرنے کے لاکن کا حرف لا کر اس آیت میں دو اضافی جملے زائد کر لیے گئے ہیں۔ایک رسول اللہ کا جملہ، جس سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت یا رسالت کا اظہار کیا ہے، جس سے بتا دیا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت اور نبوت ویسی ہی قائم ہے، کیونکہ ابوت روحانیہ آپ کو حاصل ہے۔دوسرا جملہ خاتم النبیّین کا بیان فرمایا ہے، جس سے ظاہر کیا ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم صرف رسول ہی نہیں، بلکہ خاتم النبیّین بھی ہیں۔یعنی بلحاظ روحانی حالات اور کمالات قدسیہ کے آپ دوسرے انبیاء کے برابر نہیں، بلکہ ان سب سے افضل و برتر اور بے نظیر ہیں۔اب جائے غور ہے کہ چونکہ خاتم النبیّین کے الفاظ یہاں مقام مدح میں واقع ہوئے ہیں اس لیے خاتم النبیّین کے وہی معنی صحیح اور ضروری ہوں گے جن سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت ثابت ہوتی ہو۔سو اگر خاتم النبیّین کے یہ معنی قرار دیے جاویں کہ آپ آخری نبی ہیں اور سب سے آخر میں آئے ہیں تو یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں۔چنانچہ فریق مخالف کے مسلم بزرگ یہی لکھتے ہی اور سب سے آخر میں آئے ہیں۔تو یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں۔چنانچہ فریق مخالف کے مسلم بزرگ یہی لکھتے ہیں۔اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخیر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب:۴۰) فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔[1] جب یہ ثابت ہو گیا کہ بلحاظ سیاق وسباق اس جگہ وہ معنی ہونے چاہئیں جو آنحضرت کی مدح کا موجب ہوں اور آخری ہونا مدح کا موجب نہیں ہے۔کیونکہ اہلِ فہم جانتے ہیں کہ آخری ہونا موجب فضیلت نہیں ہوتا۔تو اب یہ تحقیق لازم آئی کہ زبان عربی کی رُو سے خاتم النبیّین کے کیا معنی ہیں۔اس تحقیق کی طرف توجہ کرنے پر آسانی سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ خاتم، تا کی زبر کے ساتھ جو قرآن پاک میں آیا ہے، زبان عربی کے لحاظ سے اس کے دو معنی ہیں۔اول انگوٹھی، جو عام مشہور اور معروف معنی ہیں۔احادیث میں بھی کثرت سے یہ واقع آتا ہے کہ ایک صحابی نے، جو ایک عورت سے نکاح کرنے کے خواہشمند تھے اور مہر دینے کے لیے ان کے پاس کچھ نہ تھا تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، کچھ تو تلاش کرو۔ولو خاتم من حدیدٍ. خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔[2] اس لحاظ سے گویا خاتم النبیّین کا معنی نبیوں کی انگوٹھی ہوئے۔اب ہم نے دیکھنا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نبیوں کی انگوٹھی کیوں فرمایا ہے۔وجہ شبہ کیا ہے۔سو عرض ہے کہ انگوٹھی سے دو فائدے ہوتے ہیں۔اوّل کہ انگوٹھی ہاتھ کے لیے زینت کا کام دیتی ہے۔اس فائدہ کے لحاظ سے خاتم النبیّین کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نبیوں کے لیے زینت کا باعث ہیں۔چنانچہ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے، تفسیر فتح البیان میں یہ لکھا ہے، انه صار کالخاتم لهم الذی یختمون به ویتزینون بکونه منهم. یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ان انبیاء کے لیے انگوٹھی ہو گئے۔بایں طور کہ وہ انبیاء آپ کے ذریعہ سے خوبصورت ہوتے ہیں۔یعنی اس لحاظ سے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ان میں سے ہیں۔مجمع البحرین میں بھی لکھا ہے کہ خاتم بمعنی زینت ماخوذ..... لابیہ، یعنی خاتم کا معنی زینت کے ہیں۔اور خاتم بمعنی انگوٹھی سے ماخوذ ہیں۔کیونکہ وہ بھی پہننے والے کے لیے موجب زینت ہوتی ہے۔دوسرا کام انگوٹھی کا یہ ہوتا ہے کہ وہ انگلی کو گھیر لیتی ہے اور احاطہ کر لیتی ہے۔اس لحاظ سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نبیوں کی انگوٹھی اس رنگ میں ہوئے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام انبیاء کے کمالات کا احاطہ کر لیا ہے۔اب کوئی کمال ایسا نہیں جو آپ میں نہ ہو۔غرض خاتم کا معنی انگوٹھی ہیں، جو لغوی معنی ہیں۔اس انگوٹھی کے دونوں کاموں زینت و احاطہ کی وجہ سے جو

۱۔ تحذیر الناس، ص۳
۲۔ مشکوٰۃ، کتاب النکاح

www.khatmenubuwwat.org

معنی ثابت ہوئے۔ وہ دونوں معنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت اور مدح کا باعث ہیں اور تمام مسلمان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے میر مجلس ہونے کے لحاظ سے زینت اور خوبصورتی حاصل ہوتی ہے۔ اور نیز یہ بھی کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم جامع جمیع کمالات انبیاء تھے۔ آپ کمالات کے لحاظ سے اس مقام تک پہنچے جہاں نہ کوئی پہلے پہنچ سکا اور نہ کوئی آئندہ پہنچ سکے گا۔ دوسرے معنی، خاتم کے عربی زبان کی رُو سے مہر کے ہیں۔ یعنی وہ آلہ جس کے ذریعہ سے کسی دوسری چیز پر نشان یا مہر ثبت کی جاتی ہے۔ جیسا روح المعانی، جلد ۷، صفحہ ۵۹ سے، جہاں پر ہے، **الخاتم**..... **به**. اس معنی کی رُو سے خاتم النبیّین کے یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نبیوں کو مُہر ہیں۔ اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ مہر کیا کام دیتی ہے۔ اور مہر کے کس کام کی وجہ سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نبیوں کی مہر فرمایا گیا۔ سو عرض ہے کہ مہر بھی اپنے اندر دو حقیقتیں رکھتی ہے۔ اور مہر تصدیق کے لیے ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ **عن انس بن مالکٍ..... یده**.[1] یعنی جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بادشاہوں کی طرف تبلیغی خطوط لکھنے چاہے تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ لوگ کسی خط کو بغیر مہر کے قبول نہیں کرتے۔ سو آنحضرت سرکارِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مہر بنوائی اور اس پر یہ نقش کیا: محمد رسول اللہ۔ اور وہ مہر لگا کر آپ نے خطوط مبارک بھیجے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر تصدیق کے لیے ہوتی ہے۔ چنانچہ ابوعبداللہ اپنی کتاب مجمع البحار الانوار میں حضرت نبی کریم کے ارشاد مبارک، **اوتیت..... خواتیمها**، کے یہ معنی لکھے ہیں کہ **امے القرآن..... مصدق بها**.[2] یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، مجھے جامع کمالات اور ان کے خواتم دیے گئے ہیں۔ یعنی خواتیم سے مراد قرآن شریف ہے کہ جس کے ساتھ کتب سماویہ ختم کی گئیں، بایں طور کہ ان سب پر وہ حجت ہے اور ان کا یہ مصدق ہے۔ اس حوالہ میں صاحب مجمع البحار نے ختم کی تصریح کر دی ہے کہ تصدیق اور دلیل کے معنوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ انہی معنوں سے قرآن پاک میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان مبارک میں مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ (آل عمران: ۸۱) یا مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (بقرہ: ۹۷) فرمایا گیا ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ مہر کا کام تصدیق ہے تو معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خاتم النبیّین ہونا بایں معنی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نبیوں کے خاتم یعنی مصدق ہیں۔ اب یہ حقیقت ایسی ہے اور یہ لغوی معنی ایسے ہیں۔ جس سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ نہ صرف ایمانی طور پر بلکہ واقعیت کے لحاظ سے صرف آنحضرت کی بھی ایسی ذات مبارک ہے جو تمام نبیوں کی صداقت ظاہر کرتی ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب، دنیا کا کوئی انسان گزشتہ انبیاء کی نبوت اور رسالت اور صداقت کو ثابت نہیں کر سکتا، بجز رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ذات ہے کہ بغیر قرآنی تعلیم کے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصریحات کے انجیلوں کی رُو سے یا عیسائیوں کی بیان کردہ باتوں کے لحاظ سے وہ انسان بھی نہیں ثابت ہوتے، نبی تو کیا۔ کیونکہ عیسائی ان کو خدا کا بیٹا اور عرش عظیم پر خدا کے دائیں ہاتھ پر بیٹھا ہوا بتاتے ہیں۔ پہلے انبیاء کی صداقت کو تو اس طرح پر ظاہر کیا کہ اے امت محمدیہ! ان انبیاء کے ماننے والے ان نبیوں کی شان میں خواہ افراط سے کام لیں، خواہ تفریط سے کام لیں، تم نے ان سب نبیوں کو برحق ماننا ہوگا۔ کیونکہ وہ سب سچے تھے اور آئندہ انبیاء کی صداقت کو بایں طور ظاہر کیا کہ آئندہ وہی سچا نبی سمجھا جائے گا جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی اور ماتحتی میں آوے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت

۱۔ بخاری، ۱/ ۱۵
۲۔ مجمع البحار، ۱/ ۳۴۹

www.khatmenubuwwat.org

پر عملدرآمد از خود کرے، دوسروں سے کروائے۔ اور جو کمال بھی حاصل کرے، وہ آپ کی ہی قوت قدسیہ کی برکت سے حاصل کرے۔ انہی معنی کی رُو سے حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں،[1] **فالمعنی، انه لایاتی نبی ینسخ ملتهٗ ولم یکن من امتهٖ.** یعنی خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ کوئی نبی اب ایسا نہیں آئے گا جو آنحضرت کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

حاصل کلام، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں۔ خاتم بمعنی مہر جو تصدیق کے لیے ہوتی ہے۔ یعنی آپ نبیوں کے مصداق ہیں، خواہ پہلے ہوں، خواہ آئندہ آنے والے۔ یہ معنی ہمارے مخالفین کو بھی مسلم ہیں کیونکہ وہ بھی باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو آسمان پر زندہ ماننے کے جب کبھی بھی اپنے خیال سے ان کو آسمان سے اتارتے ہیں کہ جب بھی وہ آئے گا تو اسی شریعت محمدیہ پر خود چلیں گے اور دوسروں کو بھی چلائیں گے۔ گویا ان کی صداقت تب ہی ثابت ہوگی جبکہ وہ مذہب اسلام کے پابند ہوں۔ ہمارے نزدیک وہ عیسیٰ علیہ السّلام فوت ہو چکے ہوئے ہیں۔ اب جو بھی آئے گا، وہ عیسوی صفت کے ساتھ اس امت محمدیہ میں ہی سے پیدا ہوگا۔ دوسرا کام مہر کا یہ بھی ہوتا ہے، یعنی بعض مہریں ایسی ہوتی ہیں کہ جیسے وہ ہوتی ہیں، ویسی دوسری چیز بنا دیتی ہیں۔ مثلاً ٹکٹوں کی مہر سے ٹکٹ بنتے ہیں، یا روپیوں کی مہر سے روپے بنتے ہیں، یا پاؤنڈ کی مہر سے پاؤنڈ بنتے ہیں۔ اس وجہ شبہ کے لحاظ سے خاتم النبیّین کے معنی یہ ہوئے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نبیوں کی مہر ہیں۔ اس وجہ شبہ کے لحاظ سے خاتم النبیّین کے معنی یہ ہوئے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نبیوں کی مہر ہیں۔ یعنی حضور کا افادہ روحانی اور آپ کی قوت قدسیہ روحانی طور پر نبی تراش ہے کہ آپ کے وجود باجود سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ اور یہ درجہ اور کسی نبی کو عطا نہیں ہوا کہ محض ان کی غلامی سے مثالی رسول ہو کر کوئی شخص نبی بن گیا ہو۔ حاصل کلام یہ کہ خاتم کے معنی اگر مہر کے لیے جاویں تو یہ وجہ شبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی وہ ایسے معنی ہو سکتے ہیں جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت ثابت کرتے ہیں۔ تیسرے معنی، ان دونوں عام اور کثیر استعمال معنوں کے سوا محاورہ کے لحاظ سے ایک اور معنی بھی ہیں کہ کمالات کے لحاظ سے ایسا ہونا کہ دوسرا اس قسم کا نہ ہو۔ یہ معنی عموماً محاورہ پر استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ایک شاعر اپنے استاد کی وفات پر مرثیہ کہتا ہوا یہ شعر کہتا ہے:

فجع القریض بخاتم الشعرائی وغدیر روضتہا حبیب طائی[2]

یعنی اشعار کو صدمہ پہنچا خاتم الشعرائے کی وفات سے، جو شعراء اور اشعار کے باغ کا ایک تالاب تھا، کہ ان شعراء اور اشعار کو اس تالاب سے مدد ملتی تھی۔ یعنی ابوتمام حبیب طائی اس شعر میں خاتم الشعراء سے یہ مفہوم مراد نہیں لیا گیا کہ آئندہ کوئی شاعر ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ یہی مراد ہے کہ اس جیسا شاعر نہیں ہوگا۔ انہی معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، حضرت مولانا روم فرماتے ہیں:

ختمہائے کانبیاء بگذاشتہ حقیقت بر تو ہست[3]

مطلب صاف ہے کہ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ان معنوں میں ہیں کہ آپ جیسا نہ کوئی پہلے ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ (مثل ادنے بودنے خواہند بود) اور جو خامیاں اور نقائص پہلے سے چلے آئے تھے، وہ آپ نے دور فرما دیے۔ اور تمام راز ہائے سربستہ آپ نے بے نقاب کر دیے۔ اس لیے آپ بلحاظ کمالات کے خاتم ہوئے۔ انہی معنی میں حضرت غوث الاعظم

۱۔ موضوعات کبیر، ص ۵۹

۲۔ وفیات الاعیان، ۱/۱۲۳

۳۔ مثنوی، دفتر ہشتم، باب دوم، آخر

www.khatmenubuwwat.org

سیّدعبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،[1] یعنی راہ سلوک میں فانی الارادہ ہونے کے بعد اے مرید! تو ایسا ہو جائے گا کہ تجھ پر ولایت ختم کی جائے گی۔ یعنی تو اپنے ہم عصروں میں بے نظیر اور اعلیٰ مقام پر ہوگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تیرے بعد آئندہ ولایت ہی ختم ہو جائے گی۔ انہی معنی میں ختم اور خاتم کا لفظ فارسی زبان کا بھی محاورہ بن گیا ہے۔ مشہور انوری شاعر نے اپنے قطعہ میں کہا ہے، مادر گیتی نزادہ..... بر مصطفیٰ پیغمبری۔ اس طرح ہر ختم کا لفظ ان دو میں بھی بے نظیر کے معنوں میں محاورۃً استعمال ہوتا ہے۔ مولانا حسرت موہانی کے دو شعر عام طور پر مشہور ہیں:

اس نازنیں پہ ختم ہیں سب شیوہ ہائے ناز جس کو بنا کے خود بھی ہے نازاں خدائے ناز

پھر کہتے ہیں:

ختم تھا جس پر کبھی انداز حسن و دلبری آہ اب لاؤں کہاں سے وہ نگاہ التفات

نہ صرف اس پر بس ہے بلکہ عام اُردو بول چال میں کسی ایسے گفتار انسان کو کہتے ہیں کہ اس پر تقریر کرنا ختم ہو گیا، یا سخاوت پر کہتے ہیں کہ سخاوت حاتم پر ختم ہوگئی۔ الغرض، خاتم یا ختم ہونے کا محاورہ صرف عربی زبان میں تو نہیں ہیں۔ اس معنی میں کہ ویسا نہیں ہوگا۔ مگر یہ محاورہ ترقی کرتے کرتے لفظ خاتم اور ختم کے ساتھ فارسی، اردو اور عام بول چال میں بھی رواج پا گیا۔ چوتھے معنی جو خاتم کے کیے جاتے ہیں وہ آخر کے ہیں۔ یہ معنی نہ لغت کے ہیں نہ محاورہ عرب کے۔ بلکہ محض خیالی اور تاویلی ہیں۔ ان کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ اوّل تو یہ اصلی معنی نہیں ہیں، بلکہ لازمی معنی ہیں، جو خود قرار دیے گئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ کوئی لغت والا خاتم کے معنی ہرگز آخر نہیں لکھتا اور نہ کوئی محاورہ ہی ایسا پایا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے ان کو آخر کے معنی میں لیا ہے، انہوں نے یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ یہ لازمی معنی ہیں۔ یا تاویل کے لحاظ سے ہیں، نہ کہ اصل معنی۔ مثلاً تفسیر فتح البیان، جلد ۷، صفحہ ۲۸۶ میں لکھا ہے، **قال ابو عبیدہ**..... **خاتمھم**. یعنی ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ یہاں اصل وجہ زیر ہے۔ کیونکہ تاویل یہ ہے کہ آپ نے ان انبیاء کو ختم کیا اور آپ ان کے خاتم ٹھہرے۔ پھر شہاب، جلد ۷، صفحہ ۱۷۵ پر لکھا ہے، و نولہ..... **ایضًا**. کہ فتح کی قرات کی وجہ سے جو قرآن میں آئی ہے۔ خاتم کا لفظ اسم آلہ ہے، جس کے معنی مہر لگانے والی چیز کے ہیں۔ اگرچہ انجام کار تاویل کے لحاظ سے اس کے معنی آخر کے بھی ہو سکتے ہیں۔ پھر روح المعانی میں لکھا ہے، **والخاتم**..... **آخر النبیّین**. روح المعانی، جلد ۷، صفحہ ۵۹ میں خاتم اسم آلہ ہے۔ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ مہر لگائی جاوے۔ جیسے طابع اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ طبع کیا جاوے۔ پس خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص جس کے ذریعہ نبیوں کو مہر لگائی گئی اور انجام کار تاویل اس کی یہ ہے کہ آخر النبی الغرض جو شخص بھی خاتم النبیّین کے معنی آخر النبیّین کرتا ہے۔ وہ تاویل کے لحاظ سے کرتا ہے، نہ کہ اصل کے لحاظ سے اور یہ تاویل بھی ان لوگوں کی محض بے ثبوت ہے۔ کیونکہ انہوں نے قطعاً کوئی مثال یا نظیر یا وجہ پیش نہیں کی کہ وہ کیونکر یہ تاویل کرتے ہیں۔ یہ بات خاص طور پر قابلِ غور ہے کہ جب یہی لوگ خاتم کو ت زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور پھر اس کو اسم آلہ بھی قرار دیتے ہیں اور اسم آلہ کے لحاظ سے اصل معنی بھی کرتے ہیں اور اسم آلہ کی مثالیں بھی دیتے ہیں، کبھی قالب کی اور کبھی طابع کی، مگر خاتم کے تاویل کے ساتھ آخر کے معنی

۱۔ بک ختم الولایۃ، مکالمہ ۴، فتوح الغیب، ص ۳۰، نولکشور مطبع

www.khatmenubuwwat.org

کرتے ہوئے کوئی مثال نہیں دیتے۔اس کی یہی وجہ ہے کہ یہ تاویل ایک غلط عقیدہ کی وجہ سے ہے نہ کسی قرینہ مثال کی وجہ سے۔

دوئم۔ بفرض محال اگر مان بھی لیا جاوے کہ یہاں خاتم النبیّین کے اصلی اور حقیقی معنی کی بجائے تاویل اور لازمی معنی ہیں تو یہی تاویل کرتے وقت آخری کے معنی اس رنگ میں مقدم ہوں گے جو حضرت سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ظاہر فرمائے ہوں۔یعنی شرعی آخری نبی، جن کی تفصیل میں نے آخر الانبیاء والی حدیث کا جواب دیتے وقت مدلل اور باحوالہ بیان کی ہے۔

خلاصہ جواب

وجہ تکفیر اوّل کا یہ ہے کہ اوّل تو احمدی جماعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم النبیّین ہونے کی منکر نہیں ہے۔

دوم۔مخالف مولوی صاحبان خاتم النبیّین کے جو معنی مراد لیتے ہیں، ان کی زبان عربی اور کتب لغت سے کوئی تائید نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ علماء ائمہ محدثین کی تصریحات کے خلاف ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے مخالفین کے مسلمہ بزرگوں کی تصریح اور خود ان کی عملی استعمال کے بھی خلاف ہیں۔سب سے بڑھ کر یہ کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیّد الاولین والآخرین خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفیٰ کی تصریحات کے بھی خلاف ہیں، اس لیے وہ معنی ہرگز درست نہیں، اور نہ ہی ضروریات دین میں سے ہے۔

سوم۔اس وجہ سے بھی وہ معنی ضروریات دین میں سے نہیں ہیں کہ مولوی صاحبان کی مخالفت کرنے کے باوجود حضرت خواجہ غلام فرید صاحب جیسے باخبر بزرگ نے مرزا صاحب کے متعلق یہی لکھا ہے کہ وہ عقائد سنت جماعت وضروریات دین کے منکر نہیں ہیں اور آپ کی تائید اور تصدیق کی ہے۔

چہارم۔ ہمارے مخالف مولوی صاحبان اپنے ان غلط معنی کی تائید میں جو بعض آیتوں سے استدلال کرتے ہیں، وہ استدلال محض غلط ہے۔ان آیات کا وہ مطلب نہیں ہے اور نہ ان سے وہ استدلال ہوسکتا ہے جو مخالفین کرتے ہیں۔

پنجم۔ان غلط معنی کی تائید میں بعض احادیث سے جو استدلال کیا جاتا ہے وہ قطعاً باطل ہے۔اور نہ صرف سلف صالحین کی تصریحات کے صریح معنی کے خلاف ہے، بلکہ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔

ششم۔مفسروں کے اقوال جو ہمارے مخالفین نے اپنی تائید میں پیش کیے ہیں، ان سے ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔اس لیے کہ (۱) مفسرین کا قول حجت شرعی نہیں۔ دوسرے ان کے اقوال کا وہ مطلب بھی نہیں۔اگر ہو بھی تو ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔ چوتھا، خود ہمارے مخالف مولوی صاحبان بھی مفسرین کے تمام اقوال کو قبول نہیں کرتے، بلکہ درج کی ہوئی حدیثیں بھی نہیں مانتے۔صرف انہی اقوال کو مانتے ہیں جو ان کو پسند ہیں۔اگر مفسرین کے معنی بالکل صحیح مان لیے جاویں تو ان کا حرف صرف یہ ہے کہ شرعی رسول نہیں آسکتے، نہ کہ ہر قسم کے نبی۔

ہفتم۔ میں نے یہ عنوان قرار دیا ہے کہ خاتم النبیّین کا صحیح مفہوم سیاق وسباق، لغت، احادیث کی رُو سے کہا ہے۔ان سات عنوانوں سے میں نے واضح کر دیا ہے کہ مخالفین کی بیان کردہ وجہ تکفیر کسی صورت میں بھی ہم پر عائد نہیں ہوتی۔(محمد اکبر)

سن کر تسلیم کیا۔

محمد اکبر

www.khatmenubuwwat.org

جرح بر بیان غلام احمد صاحب

۲۰ لغایت ۲۹/ مارچ ۱۹۳۳ء

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

۲۰/ مارچ ۱۹۳۳ء

جرح برمولوی غلام احمد گواہ فریق ثانی
باقرار صالح

میں احمدی ہوں۔ میں مرزا غلام احمد صاحب کو ماننے والوں میں سے ہوں۔ ہماری جماعت جماعت احمدیہ کہلاتی ہے۔ میرے خیال میں جب کوئی شخص احمدی کا لفظ اپنے نام کے ساتھ کہتا ہے یا بولتا ہے، یا اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں احمدی ہوں، تو اِس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کا فرد ہے اور جماعت احمدیہ مرزا صاحب کے ماننے والی جماعت جہاں جہاں ہمارے مبلغین گئے ہوئے ہیں، مثلاً لندن، افریقہ، جاوا، سماٹرا وغیرہ ممالک ہیں، چونکہ وہ اپنے ساتھ جماعت احمدیہ کے الفاظ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اس لیے ان کے متعلق احمدیہ کا لفظ کوئی دوسرا بولے گا تو ظاہر ہے کہ اس سے وہی لوگ مراد ہوں گے جو حضرت مرزا صاحب کے پیرو ہیں۔ ہندوستان میں ہماری اصطلاح یہی ہے کہ جماعت احمدیہ سے مراد وہی لوگ ہیں جو مرزا صاحب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ کسی دوسرے شخص کی اصطلاح کا مجھے علم نہیں۔ مجھے جہاں تک یاد ہے، ہماری جماعت پر عموماً جماعت احمدیہ کا فرقہ بولا جاتا ہے۔ اگر کسی وقت فرقہ کا لفظ استعمال نہیں ہوا تو مجھے علم نہیں۔ یعنی مجھے اس وقت مستحضر نہیں۔ کتاب تریاق القلوب مرزا صاحب کی تصنیف شدہ ہے۔ اس کے صفحہ ۴۲۹ پر مسلمان فرقہ احمدی درج ہے۔ اور وہ نام فرقہ ..... مسلمان فرقہ احمدیہ کی عبارت یہی ہے۔ احمدی حضرت مرزا صاحب کو ماننے والے ہیں اور غیر احمدی مرزا صاحب کو نہیں مانتے۔ یعنی احمدیہ جماعت کے میں نے جو عقائد بیان کیے ہیں، وہ جماعت احمدیہ کے ہیں۔ مجھے اپنی جماعت کے سوا دیگر فرقوں کے اعتقادات سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے مدعیہ کے عقائد کا کوئی علم نہیں اور نہ گواہاں نے اپنے اعتقادات مجھے بتلائے ہیں۔ میں ان کو دیوبندی خیالات کا سمجھتا ہوں۔ جب میں مدعا علیہ کی طرف سے بطور مختار پیش ہوا تھا تو گواہ نمبر ا فریق اوّل نے اپنی سکونت اور اپنی ملازمت دیوبند اور دارالعلوم دیوبند کے ساتھ وابستہ کی تھی۔ اور ان کے مختار کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ یہ مفتی دیوبند ہیں۔ چونکہ ان کے مختار نے ان کو مفتی دارالعلوم دیوبند کہا تھا، اس سے میں یہی سمجھا کہ وہ دیوبندی خیالات کے ہیں۔ میرے سامنے انہوں نے اس وقت اپنے عقائد کی کوئی تفصیل بیان نہ کی تھی۔ چونکہ ایک گواہ نے تصریح کر دی ہے کہ گواہ دیوبندی خیالات کا ہے، میں اس سے یہ سمجھا کہ اس کے ساتھ جو باقی گواہ ہیں، وہ بھی دیوبندی خیالات کے ہیں۔ تصریح میں اس سے سمجھتا ہوں جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ اس گواہ نے خود یہ کہا کہ وہ مدرّس دارالعلوم ہے۔ اور اس کے مختار نے اُسے مفتی دیوبند قرار دیا۔ مولوی نجم الدین صاحب بھی اس فریق کی طرف سے پیش ہوئے، اس لیے میں سمجھا کہ وہ دیوبندی ہیں۔ فریق سے مراد میری فریق گواہان سے ہے۔ چونکہ مولوی نجم الدین صاحب اس فریق کے ساتھ مل کر پیش ہوئے، اس لیے میں نے سمجھا کہ وہ دیوبندی خیالات کے ہیں۔ احمدی اور غیر احمدی میں اصولی فرق بھی ہے اور فروعی بھی۔ جو کتاب اب میرے سامنے پیش کی گئی ہے، اس کے ٹائٹل پیج پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں، نہج العلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ، جلد اوّل، اسرار شریعت، عربی، جلد اول۔ یہ کتاب مولف محمد فضل احمدی کی ہے۔ اس میں جو کلام مرزا صاحب کا یا خلیفۃ المسیح اوّل کا، یا خلیفۃ المسیح ثانی کا نقل ہے۔ بشرطیکہ وہ الفاظ ان تینوں بزرگوں کی اپنی کتابوں میں پائے جاویں، وہ مجھ پر

www.khatmenubuwwat.org

حجت ہیں۔ ویسے یہ ایک احمدی کی مؤلفہ کتاب ہے۔ میرے نزدیک حضرت مرزا صاحب اور ان کے دونوں خلفاء کی تحریرات ان کی اپنی کتابوں سے مستند ہیں اور حجت ہیں۔ ہماری جماعت میں یہ صرف ایک احمدی کا درجہ رکھتا ہے۔ اور سوائے مذکورہ بالا حضرات کے اور کسی احمدی کا قول مجھ پر حجت نہیں۔ کوئی احمدی شخص اگر مرزا صاحب، یا خلیفہ اوّل، یا خلیفہ ثانی سے کوئی بات نقل کرے تو تاوقتیکہ وہ ان حضرات کی اپنی کتابوں میں نہ پایا جاوے، وہ نقل میرے لیے حجت نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا قول ان حضرات کا بیان کیا جاوے جس کی کوئی اصل ان کی کتابوں میں نہ ہو، تو وہ قول حجت نہیں ہوگا۔ اس کتاب کے صفحات، ۲۷۴، ۲۷۵ پر حسب ذیل عبارت ہے:
احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی اختلاف ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا..... اصولی فرق سمجھتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تعلیم کو مدارِ نجات قرار دیا ہے، اس لیے کہ مرزا صاحب کی تصدیق قرآن اور حدیث سے ہوتی ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرے اور قرآن اور حدیث اس کے مصدق ہوں، اس کا ماننا اور اس کی تعلیم پر چلنا ضروری ہو جاتا ہے، اور اس زمانہ میں وہی تعلیم مدارِ نجات ٹھہرتی ہے، اس لیے مرزا صاحب کا ماننا ضروری ہے۔

نوٹ: جارح یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ آیا کسی مسلمان کے بلا احمدی ہونے کے نجات ناممکن ہے۔ گواہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اس کے متعلق مرزا صاحب کے جو اپنے الفاظ تھے، اوپر بیان کر دیے ہیں، اس سے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے، اگر ایک شخص احمدیت سے بیزاری اور ارتداد اختیار کرتا ہے تو وہ ویسا مرتد نہیں ہے جو اسلام سے مرتد ہوتا ہے۔ مرتد کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی بات کو مان کر اُس سے انکار کر دے۔ اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ جن باتوں کے اقرار اور عقیدہ رکھنے سے اسے مسلمان کہا جاتا ہے، ان میں سے کسی ایک کو یا سب کو نہ مانے اور انکار کر دے۔ میرے نزدیک ارتدا کے جب یہ معنی ہیں یہ کہ وہ باتیں کہ جن کے ماننے سے ایک شخص مسلمان ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک کا یا سب کا انکار کرنے پر مرتد کا لفظ بولا جاتا ہے۔ پس وہی ارتداد کے ارکان ہوئے۔ جو کتاب پیش کی گئی ہے، اس کے ٹائٹل پیج پر جز ثالث ہر..... اظہار کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے صفحہ ۲۸۳ پر یہ الفاظ ہیں، واکن ہا..... بعد الایمان۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

www.khatmenubuwwat.org

۲۱/ مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان جرح مولوی غلام احمد مجاہد، گواہ فریق ثانی فریقین اور اُن کے مختاران حاضر ہیں

مرتد کی جو تعریف میں نے لکھا دی ہے، یہی ایمان لے آنے کے بعد انکار کر دینا۔ ایسے شخص کے نکاح کے متعلق تو قرآن اور حدیث میں کوئی تصریح مجھے معلوم نہیں۔ تعامل یہ ہے کہ نکاح فسخ سمجھا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ نے احمدیت سے مرتد ہونے والے شخص کے نکاح کو فسخ قرار نہیں دیا۔ احمدیت سے قبل کے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ احمدی جماعت کی طرف سے کسی ایسے فتویٰ کا دیا جانا، اس وقت مجھے یاد نہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کوئی مسئلہ قرآن و حدیث سے نہ مل سکے تو ایسے مسئلوں میں فقہ حنفیہ کو دیکھا جاوے۔ اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا مسلمانوں کے لیے قرآن شریف کی تصریح کے مطابق جائز ہے۔ قرآن شریف سے پہلے جن قوموں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے شرعی ہدایتیں دی گئی ہیں، کتاب کی صورت میں اور وہ کسی کتاب کو مانتی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اتری تھیں، وہ اہلِ کتاب سمجھے جائیں گے۔ کوئی اہلِ کتاب عورت جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گالیاں دیتی ہو، یہ امر کہ اس سے نکاح جائز نہیں، اس کے متعلق قرآن شریف میں کوئی استثنیٰ نہیں۔ مجھے مرزا صاحب یا ان کے خلفاء کی تحریرات میں اس قسم کا کوئی ذکر اس وقت مستحضر نہیں ہے۔ احمدی جماعت سے مرتد ہونے والے شخص کے نکاح کے فسخ ہونے کے متعلق ہماری جماعت کی طرف سے کوئی فتویٰ شائع نہیں ہوا۔ ہمارے نزدیک ارتداد کی کوئی قسمیں نہیں ہیں۔ اور اگر کوئی بزرگ کو پڑھ کر گالیاں دے تو وہ اس صورت میں دیتا ہے کہ اس سے اس کے اندر اس کا انکار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس صورت میں بھی وہ مرتد ہی کہا جائے گا، اور اس کے لیے کوئی نیا حکم نہیں۔ وہ عورت جس کا خاوند احمدیت سے مرتد ہو کر غیر احمدی ہو گیا ہے، وہ عورت اس خاوند کی طرف اگر جانا چاہتی ہے تو اس کے روکنے کے بارہ میں ہماری جماعت کا کوئی فتویٰ مجھے معلوم نہیں۔ غیر احمدی کے گھر میں جو اولاد ہو، وہ احمدی کی سمجھی جاتی ہے۔ جب تک وہ بالغ ہو کر خصوصیت کے ساتھ کچھ اظہار نہ کرے۔ ایک بالغ مسلمان، اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر پھر کسی سچے مسلمان کی تکفیر کرتا ہے، یعنی اس کو کافر کہتا ہے تو حدیث میں حکم ہے کہ وہ کفر اُس پر لوٹ آئے گا۔ یہ کافر ہو گا۔ یہ شخص اصطلاحاً مرتد نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ اس نے ان باتوں میں سے کسی ایک بات کا بھی تصریح سے انکار نہیں کیا، جن کے ماننے سے ایک غیر مذہب کا انسان مسلمان کہلاتا ہے، اور کسی مسلمان کو مسلمان کہہ دینے سے کہہ دینے والا مسلمان نہیں بنتا۔ ہر وہ انسان جو مرزا کو کافر کہتا ہے، اس لیے کہ مرزا صاحب سچے مسلم ہیں، ان کو کافر کہنے والا شخص اس حدیث کی بناء پر ایسا ہو گا کہ وہ کفر اس پر خود لوٹ پڑے گا۔ نہ ماننے والے کو انکار کرنے والے کو عربی زبان میں لغت کے لحاظ سے کافر کہتے ہیں۔ مرزا صاحب کا انکار کرنے والا اور مرزا صاحب کو مسلمان سمجھ کر پھر ان کو کافر کہنے والا مرتد نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ مرتد کے معنی ہیں مان لینے کے بعد انکار کرنا۔ مسیح موعود کو ماننے کا حکم خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہے۔ پس مسیح موعود کا نہ ماننا اس لحاظ سے کفر ہے کہ وہ خدا اور خدا کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کا انکار کر رہا ہے، اس لیے ایسے شخص کو بھی مرتد اس لیے نہیں کہا جائے گا کہ اس نے مسیح موعود کو مان کر انکار نہیں کیا۔ اگر کوئی شخص **امنت باللّٰہ و ملئکتہ و کتبہ** کہنے کے بعد

www.khatmenubuwat.org

کہ جس کے مان لینے سے اس کو مسلمان اور مومن کہا جاتا ہے، اگر وہ اقرار کرنے کے بعد انکار کرتا ہے، کسی ایک شق کا یا سب کا تو وہ مرتد کہلائے گا۔ اگر کوئی شخص کسی خاص نبی کے ماننے کا اقرار کرتا ہے، اس کا نام لے کر اور پھر اس نبی کے ماننے سے انکار کرتا ہے تو وہ مرتد کہلائے گا۔ کیونکہ اس نے مان کر کے انکار کیا۔ اگر کوئی اجمالاً مانتا ہے تو اجمالاً انکار کرنا ارتداد کہلائے گا۔ اگر کوئی شخص تفصیلاً مانتا ہے تو تفصیلاً انکار کرنے پر ارتداد کہلائے گا۔ اور اگر وہ اجمالاً مانتا ہے اور تفصیلاً انکار کرتا ہے تو اس سے دریافت کیا جائے گا کہ اس اجمالاً ماننے وقت کیا مدنظر (رکھا تھا)۔ آیا اجمالاً اس کے اقرار کرتے وقت اس خاص نبی کا اقرار مدنظر رکھا تھا، یا نہیں۔ اگر وہ کہے کہ میں نے اقرار کرتے وقت اسے مدنظر نہیں رکھا تو پھر جب اس نے اس کا اقرار نہیں کیا تو اس پر ارتداد کا اطلاق نہیں ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ اجمالاً اقرار کرتے وقت اس نے خدا کے سب سچے رسولوں کا اقرار کیا تھا اور پھر ایک رسول کے متعلق اس کو سچا ماننے کے بعد انکار کرتا ہے تو ارتداد کہلائے گا۔ مرزا صاحب ہمارے نزدیک مسیح موعود اور سچے نبی ظلی ہیں، یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قوت قدسیہ اور افادہ روحانیہ سے آپ کو نبوت عطا ہوئی ہے۔ اور آپ کی نبوت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کے خلاف نہیں ہے، بلکہ ماتحت ہے اور آپ کی نبوت شریعی نبوت نہیں ہے۔ اور آپ کی سچائی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ نبوت کے لغوی معنی ہیں خبر دینا۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب کی اطلاع پا کر خبر دینا۔ نبوت کی اصطلاح اور مفصل کے طور پر قرآن شریف میں کوئی تعریف نہیں آئی۔ اس لحاظ سے کہ نبی رسول ہوتا ہے۔ رسول کی یہ تعریف آئی ہے کہ اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اظہار غیب ہوتا ہے اور قرآن شریف میں درج شدہ انبیاء کے واقعات سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو نبوت کے لیے مامور فرماتا ہے، وہ اپنی نبوت کا اعلان کرتے ہیں۔ مرزا صاحب لغوی معنی کے اعتبار سے بھی اور اصطلاحی معنی کے اعتبار سے بھی نبی ہیں۔ مگر وہ اصطلاح جو لوگوں میں مروج ہے، کہ نبی مستقل طور پر براہِ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہوتا ہے، اور شریعت شدہ ہے۔ مرزا صاحب کی نبوت کی رُو سے نبوت نہیں ہوگی، بلکہ اس اصطلاح کی رُو سے جو نبی کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے کی حیثیت سے اظہارِ غیب ہونے پر دعویٰ کی صورت میں پیش ہو کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دنیا کی اصلاح کے لیے مامور فرمایا ہے اور مجھے اپنے غیب سے اطلاع دی ہے۔ اس میں یہ شرط نہیں کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔ اظہار غیب کی اصطلاح کے لحاظ سے مرزا صاحب نبی ہیں۔ نچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں، **وقاتنی اللّٰہ من نبوۃ الاکثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ.** یعنی میری نبوت سے خدا تعالیٰ نے کثرت مکالمہ اور مخاطبہ الانبیاء مراد لی ہے، جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے توسط سے ہے۔ اور جو اصطلاح میں نے اوپر بیان کی ہے، اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر اصطلاحی سے عام مسلمانوں کی مروجہ اصطلاح مراد ہے اور اس کے مقابل پر کوئی مدعی نبوت اس اصطلاح کو، جو میں نے بیان کی ہے، لغوی قرار دے کر (سمجھانے کے لیے) اپنے آپ کو نبی کہتا ہے تو اس کا انکار اس لحاظ سے کفر ہے کہ اس کی تصدیق قرآن شریف اور حدیث سے ہوتی ہے۔ لغوی سے میری مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اظہار علی الغیب ہونے کے بعد اس کا دعویٰ نبوت کرنا۔ یہ اس اصطلاح کے مقابل پر ہے جو مسلمانوں میں مروج ہے، اس لحاظ سے نبی کا نہ ماننے والا منکر ہے۔ اور منکر یعنی کہ نہ ماننے والے کو عربی زبان میں لغت کے لحاظ سے کافر کہتے ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں تو اس طرح آیا ہے کہ میری امت ۷۳

www.khatmenubuwwat.org

فرقوں میں منقسم ہو جائے گی اور ان میں سے سب ناری ہوں گے اور ایک ناجی ہوگا۔ اور پوچھا گیا کہ وہ کونسا فرقہ ہے۔ تو اس کے متعلق نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک تو یہ روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ جنتی فرقہ وہ ہوگا کہ جن کا عمل درآمد اور عقائد اور اعمال وغیرہ دینی ہوں گے، جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ کرام کے تھے۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ وہ ایک جماعت ہوگی اور جماعت وہ ہے جس کا کوئی واجب الاطاعت امام ہو۔ گورنمنٹ میں مرزا صاحب نے احمدیہ کو مسلمان فرقہ احمدیہ درج کرنے کی درخواست دینے کی رُو سے فرقہ احمدیہ کے الفاظ کا ہم پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ خواجہ حسن نظامی اور ان کے ماننے والوں نے اسی فرقہ احمدیہ کو، جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، یعنی جماعت احمدیہ کو (مسلمان) بتلایا ہے۔ ایسا ہی مولوی ثناء اللہ، جو اہل حدیث ہیں، جو پچھلے دنوں اہل حدیث لوگوں کے کسی انجمن کے امیر بھی رہے ہیں اور ایک ایسے مشہور انسان ہیں۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کو مسلمان کے فرقوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو فرقوں کی تعداد بیان فرمائی ہے، اس سے جو کثرت مراد ہے ہیں خواجہ حسن نظامی صاحب کے ماننے والوں اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے ماننے والوں کو بھی فرقہ قرار دیتا ہوں۔ غیر احمدیوں میں کثرت سے فرقے ہیں۔ وہ سب فرقے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اس میں وہ ایک دوسرے کو کافر بھی کہتے ہیں۔ آیا حسن نظامی اور ان کا فرقہ مسلمان ہیں یا نہ، اس کے جواب میں مَیں یہ کہتا ہوں کہ میں کسی غیر کے اسلام اور کفر کی بحث کرنے کے لیے یہاں نہیں آیا ہوں۔ میں اپنا مسلمان ہونا ثابت کرنے کے لیے یہاں آیا ہوں۔ حسن نظامی اور ان کا فرقہ مرزا صاحب کو نہیں مانتے۔ ہم اپنے واسطے لفظ احمدی ہی پسند کرتے ہیں۔ جو شخص کوئی کلام کرتا ہے، اس کلام کے معنی بہتر سمجھتا ہے۔ اور اس کلام کے جو معنی وہ بیان کرے گا، یا مطلب نکالے گا، یا تاویل کرے گا، وہی مقدم ہوگا۔ میں بچپن سے احمدی ہوں، تبلیغ اسلام میرا پیشہ ہے۔ میں سلسلہ احمدیہ کی طرف سے مبلغ ہوں۔ جس طرح نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے صحابہ کو ملتا تھا، اس طرح ہم کو بھی سلسلہ کی طرف سے ملتا ہے۔ فطرۃ اللہ سے مراد خدا کی فطرت ہے اور نیک فطرت یہی ہے، اسلامی فطرت بھی، بمعنی نیک فطرت مراد لی جاسکتی ہے۔ احمدیت نیک فطرت ہے۔ قرآن شریف کی تفسیر کرنے کے لیے قرآن شریف کے فرمودات احادیث کی واقفیت، زبان عربی کی واقفیت اور جو علوم مد ہو سکتے ہیں، ان کی واقفیت کی ضرورت ہے۔ حدیث کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے، روایت کی بھی اور درایت کی بھی۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ قرآن شریف قطعی ہے۔ اور مرجعہ بیان کردہ حدیثیں جو قرآن شریف کے مطابق ہوں گی، وہ بھی قطعی ہیں۔ روایت سے مراد ایک کا دوسرے کے پاس بیان کرنا، قرآن شریف کے مطابق ہے۔ مرزا صاحب کی وحی اسی واسطے مرزا صاحب کی وحی قطعی ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کی وحی قرآن کی رُو سے قطعی ہے، اس لحاظ سے اس کے خلاف کوئی عربی عبارت اگر حدیث قرار دے کر پیش کی جائے گی تو وہ مستند نہیں ہوسکتی، کیونکہ قرآن شریف جو قطعی چیز ہے، اس کے وہ خلاف پڑتی ہے۔ دو حدیثیں اگر آپس میں مخالف ہیں تو جو حدیث قرآن شریف کے مطابق ہوگی، وہ مقدم ہوگی اور اس کے متعلق نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمودہ ہے اور بعض اماموں نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے۔ اور مجھے یاد نہیں کہ باقی ائمہ نے بھی اس کے خلاف کچھ بیان کیا ہو۔ جو کتاب اب پیش کی جا رہی ہے۔ یہ مرزا صاحب کی کتاب اعجاز احمدی ہے۔ اس کے صفحہ ۳۰، ۳۱ پر حسب ذیل عبارت ہے، ہاں تائیدی سے..... ٹھیک دیتے ہیں۔ اس کے آگے کی عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے، جس میں کہ قرآن کو

www.khatmenubuwwat.org

معیار قرار دیا گیا ہے۔ مرزا صاحب کے ماننے والوں کے سوا باقی سب نہ ماننے والوں میں شامل ہیں۔ کیونکہ شریعت ظاہر پر حکم کر گئی ہے۔ اور ماننے والوں کے بالمقابل نہ ماننے کا بھی درجہ ہے۔ کوئی تیسرا درجہ نہیں۔ اگر نہ ماننے والوں کو اطلاع نہیں ہوئی تو ان کو ماننے والا نہیں کہا جا سکتا۔ یہی ہم کہیں گے کہ وہ نہ ماننے والے ہیں۔ کیونکہ درجے دو ہی ہیں، ماننے والا اور نہ ماننے والا۔ قرآن مجید میں جس طرح دوسرے نبیوں کے ماننے کا حکم ہے، اسی طرح مرزا صاحب کے ماننے کا بھی حکم ہے۔ صریح آیات بھی ہیں، جو میں اپنے بیان میں بیان کر چکا ہوں اور وہ تمام قرآنی آیات جو مدعی صادق کی سچائی کا معیار بیان کی گئی ہیں، وہ مجبور کرتی ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو ضرور مانیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ کے ساتھ حدیث میں آنے والے کی پیشگوئی موجود نہیں۔ البتہ مسیح موعود اور مہدی موعود کے الفاظ سے پیشگوئیاں ہیں اور ساتھ میں علامتیں بھی موجود ہیں، جو آفاقی بھی ہیں، ارضی اور سماوی بھی ہیں، اور ساتھ ہی معیاری بھی ہیں۔ وہ مجبور کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو مانا جائے۔ غیر احمدی کے پیچھے احمدیوں کو نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ چھوٹے بچے چونکہ اپنے ماں باپ کے حکم پر ہوتے ہیں اس لیے ان کی نماز جنازہ بھی احمدی نہیں پڑھتے۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز اس لیے نہیں پڑھی جاتی کہ وہ مرزا صاحب کا مکفر اور مکذب ہے۔ اس لیے وہ ہمارا نمائندہ نہیں ہوسکتا۔ اور شریعت بھی یہی کہتی ہے کہ افضل انسان امام ہونا چاہیے۔ جو مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ اس لیے نہیں مانتا کہ وہ مرزا صاحب کو مفتری سمجھتا ہے، یعنی کافر سمجھتا ہے۔ کیونکہ مفتری کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کافر ہے، اس لیے ایسے شخص کے پیچھے ہم نماز نہیں پڑھ سکتے اور احمدی اور غیر احمدی کا فرق مرزا صاحب کے ماننے اور نہ ماننے میں ہے۔ ہم غیر احمدی اسے کہتے ہیں کہ جو مرزا صاحب کو نہیں مانتا۔

مختار مدعا علیہ کے اس سوال پر کہ کیا ہر غیر احمدی مرزا صاحب کے نہ ماننے والا مکفر اور مکذب ہے۔ گواہ نے یہ بیان کیا کہ میرا اس کے متعلق مرزا صاحب کے الفاظ میں یہ ''عقیدہ ہے''، ''جو مجھے نہیں مانتا اور اس لیے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے اور مفتری ظالم ہوتا ہے۔ گویا میں اس کے نزدیک کافر ہوا۔'' یعنی نہ ماننے والا مرزا صاحب کو مفتری کہنے کی وجہ سے مرزا صاحب کا مکفر بنتا ہے۔ جو کتاب اب پیش کی گئی ہے، اس کا نام انوار خلافت ہے، جو مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی تقریروں کا مجموعہ ہے، اس کے صفحہ ۹۰ پر یہ عبارت ہے کہ ہمارا..... کچھ رہ سکے۔ مگر اس کے آگے کا فقرہ کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دنیاوی یا تمدنی تعلقات کو منقطع کر دیں۔ یہی قابلِ ملاحظہ ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۸۹ پر ہے، پھر ایک اور مسئلہ ہے..... تم سے مقتدا اس کتاب کے صفحہ ۹۲ پر حسب ذیل عبارت ہے، لکھنؤ میں..... کافر سمجھیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۹۳ پر ہے کہ پس غیر احمدی..... چاہیے مگر اس پہلی کی عبارت۔ اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے، کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ غیر احمدی کو لڑکی دینے کے متعلق جو کچھ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے حکم دیا ہے، اس پر میرا ایمان ہے۔ انوار خلافت کے صفحات ۹۳، ۹۴ پر یہ عبارت ہے۔ ایک اور بھی سوال ہے..... قبول کر لیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جو کچھ بھی فرمایا ہے، میں اسے مانتا ہوں۔ اور یہ عبارت کہ ہر وہ مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہ ہوا، خواہ اس نے مسیح موعود کا نام تک نہ سنا ہو، وہ کافر ہے۔ خارج از اسلام ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔ اگر خلیفۃ المسیح ثانی کے الفاظ ہیں تو میں اس کو مانتا ہوں۔ ماقبل، مابعد کی شرط اور توضیح کے ساتھ برکات خلافت میں بھی مرزا بشیر الدین صاحب کی تقریریں ہیں۔ اس کے صفحہ ۷۵ پر یہ عبارت ہے، پھر..... نہ دے۔ لیکن اس سے پہلے کے دو صفحات بھی مدنظر رکھ لیے جاویں۔ اس کتاب کے صفحہ ۷۳ پر حسب ذیل

www.khatmenubuwwat.org

عبارت ہے، کیونکہ غیر..... جائز بھی نہیں۔ مرزا صاحب کے ماننے والوں میں بلحاظ بعض نظام کے میں دونوں فرقوں کو جانتا ہوں۔ ایک وہ جن کا مرکز قادیان ہے۔ جو ایک امام کے تحت ہیں۔ یعنی خلیفۃ المسیح ثانی خلیفہ بشیر الدین محمود احمد صاحب اور یہ قریباً ۹۹ فیصدی ہیں۔ اور دوسرے جو لاہور میں ایک اشاعت اسلام کی انجمن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، جن کے پریذیڈنٹ مولوی محمد علی صاحب ایم.اے ہیں۔ لاہوری پارٹی نے امام جماعت احمدیہ کی بیعت نہیں کی ہوئی۔ اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی نبوت کو محدثیت کے رنگ میں بیان کرتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض اپنی غلطی کی وجہ سے مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے بیان کردہ اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ان دونوں میں اصولی اختلاف ہے۔ اگر کوئی شخص مرزا صاحب کو نبی بمعنی محدث قرار دیتا ہے اور آپ کے سب اصولوں کو مانتا ہے، وہ احمدی ہے۔

مرزا صاحب کو مرزا صاحب کے بیان کردہ معنی کے لحاظ سے بھی، خواہ محدث کے رنگ میں ہو، خواہ ظلی نبی کے رنگ میں نبی نہیں مانتا، تو وہ مرزا صاحب کو نہیں ماننے والا۔ اگر ایک شخص مرزا صاحب کی نبوت کو بحیثیت محدثیت بھی نہیں مانتا اور مرزا صاحب کے ایسے دعویٰ کو بھی وہ کفر سے تعبیر کرتا ہے تو وہ بھی مرزا صاحب کا منکر ہے۔ لاہوری پارٹی مرزا صاحب کو نبی بمعنی محدث مانتے ہیں۔ میرے معلومات ان کے متعلق یہی ہیں۔ میں نے مولانا محمد علی کی کتاب النبوت فی الاسلام کو پڑھا ہے۔ احمدی نبی کے نام سے ایک ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب کا ہے۔ اور جو کتاب اب پیش کی گئی ہے، اس کے ٹائٹل پیج پر مولوی محمد علی صاحب کا نام لکھا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کی لکھی ہوئی ہے۔

جو شخص مرزا صاحب کو مستقل شرعی نبی قرار دے، چونکہ مرزا صاحب نے مستقل شریعت کے مدعی کو کافر اور ملحد، بے دین قرار دیا ہے، اس لیے گویا ان کی طرف سے مستقل شریعت والی نبوت کے منسوب کرنے سے اس انسان نے گویا کفر کی نسبت کی، لہٰذا وہ مرزا صاحب کے صحیح دعویٰ کا منکر ہوا۔ اور اگر کوئی شخص عمومیت کے لحاظ سے قرآن شریف کے بعد کسی شرعی نبوت کا جواز مانتا ہے تو وہ کافر ہے۔ یہاں بھی کافر سے مراد یہی ہوگا کہ وہ شریعت اسلام کا منکر ہو رہا ہے۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصریحات سے انکار کر رہا ہے۔ اگر وہ شخص اپنے آپ کو مسلمان کے لفظ سے دنیا میں مشہور کرتا ہے تو اس کو مخاطب کرتے وقت بہرحال انہیں الفاظ سے یاد کیا جائے گا۔ لیکن حقیقت کے لحاظ سے یہ ہے کہ وہ شریعت اسلامی کا کافر ہے۔ میرے نزدیک شریعت اسلامیہ میں کفر کا معنی انکار ہے۔ اور جس چیز کی طرف وہ نسبت کیا جائے گا، اس کا وہ انکار سمجھا جائے گا۔ جو شخص مرزا صاحب کے نام کا بھی کلمہ پڑھے اور قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ بجائے مکہ والے کعبۃ اللہ کے۔ تو وہ لامحالہ کافر ہے، کیونکہ شریعت اسلام کے خلاف چل رہا ہے۔ ظہیر الدین اروبی، جماعت احمدیہ قادیان میں سے نہیں ہے۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ وہ لاہوری پارٹی سے تعلق رکھتا ہے، یا کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ مجھے اس نے ملاقات کے وقت نہیں بتلایا کہ وہ مرزا صاحب کے ماننے والا ہے۔ مجھے اس سے زیادہ ملاقات کرنے کا موقع نہیں ملا۔ پھر ٹریکٹ حق المبین چار وَرق کا میرے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اس کے شائع کرنے والے ڈاکٹر نور محمد، منشی عالم اینڈ سنز ہیں۔ اور مشتہران سے پہلے یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں، فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ. (تحریم:۴) میں ظہیر الدین کو احمدی نہیں سمجھتا۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

۲۳/ مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان جرح غلام احمد

ہر وہ احمدی شخص جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہو، مگر حضرت مسیح موعود کے اس حکم کی خلاف ورزی کرے اور حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کے پیچھے نماز پڑھ لے تو اُس کے پیچھے بھی ہم نماز پڑھنی پسند نہیں کرتے۔ میں نے حضرت مسیح موعود اور ان کے دونوں خلفاء کی کل کتابیں بھی کچھ درساً اور کچھ مطالعۃً پڑھی ہیں۔ میں سلسلہ احمدیہ کی طرف سے خدمات اسلام کے لیے مقرر ہوں، ضرورت دین وہ چیز ہے جس کا ماننا، اس دین کے اندر داخل ہونے کے لیے نہایت ضروری ہو۔ یہ قرآن شریف کی رُو سے اور ان احادیث کی رُو سے جن کو قرآن کریم کی تصدیق کی بناء پر قطعیت کا درجہ حاصل ہے، میں ضرورت دین کا مطلب یہی سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک قرآن کے سوا اور کوئی چیز مسلم نہیں۔ سوائے اس کے جو قرآن شریف کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو۔ جو قرآن شریف کو پڑھتا ہے وہ خود مطابق کر سکتا ہے۔ اور میرے لیے قرآن شریف کی مطابقت دیکھنے کے لیے کہ کونسی چیز قرآن شریف کے مطابق ہے۔ میرے واجب الاطاعت اماموں کی بیان فرمودہ مطابقت یا میری اپنی مطابقت مسلم ہے۔ میں مبایعین ہوں۔ میں مرزا بشیر الدین احمد صاحب کی بیعت ہوں۔ واجب الاطاعت اماموں سے میری مراد حضرت مسیح موعود اور ان کے خلفاء سے ہے۔ ہمارے ہاں ماہواری چندہ کا مصرف وہی ہے جو قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے۔ اور وہ سب کے سب مصارف اہم ہی ہیں۔ ان مصارف کا ذکر سورہ بقر، سورہ توبہ میں ہے۔ سورہ بقر کا رُکوع ۲۲، یہی آیت، لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ. (بقرہ: ۱۷۷) سورہ توبہ کا رُکوع ۸، آیت: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ. (توبہ: ۶۰) اور تمام وہ آیتیں جن میں مومنوں کے متعلق جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کی تاکید آئی ہے، یا وہ تمام آیتیں جن میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ خدا تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کا مال خرید لیا ہے۔ چونکہ مذہب کے معنی طریقہ اور روش کے ہیں، جس پر ایک انسان چلتا ہے، اس لیے غیر احمدی سے احمدی ہو جانے یا احمدی سے غیر احمدی ہو جانے کو مذہب اختیار نہ کرنا کہا جا سکتا ہے۔ اور مذہب بدلنا اور مذہب اختیار کرنا میرے نزدیک ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ چشمہ معرفت مرزا صاحب کی کتاب ہے۔ اس کے صفحات ۲۷۵-۲۷۶ پر حسب ذیل عبارت ہے، علاوہ اس کے شریعت اسلام..... اس سے علیحدہ کیا جائے۔ اس میں حاکم وقت سے مراد اسلامی شریعت ہے، یعنی ایسے حکام جو اسلامی سلطنت سے اسلامی شریعت کو چلانے کے لیے مقرر کیے گئے ہوں۔ اگر جہاں سلطنت اسلامی نہ ہو، وہاں اس وقت کا سول لاء نافذ ہوگا۔ مذکورہ بالا عبارت میں ایسی عورت کا ذکر ہے۔ خاوند کے گھر میں ہو، یعنی تعلقات زن وشوئی ہوں۔ اور اس کے بعد وہ درخواست علیحدگی کرے۔ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے خیالات مبارکہ میں جس طرح خدا تعالیٰ کی وحی کی بناء پر تبدیلی فرمائی ہے، اس طرح حضرت مسیح موعود نے بھی خدا تعالیٰ کی وحی پر اپنے خیالات میں تبدیلی فرمائی ہے اور ایسے تبدیلی کسی نبی کے لیے موجب ضرر نہیں، کیونکہ وہ خدا کی طرف سے احکام پہنچانے کے لیے مقرر ہوتا ہے، اس کا اپنا اختیار کچھ نہیں ہوتا۔ جس طرح نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آہستہ آہستہ مختلف وقتوں میں مختلف خیالات میں تبدیلی فرمائی، بالکل ویسے ہی ایک خادم اور

www.khatmenubuwwat.org

عاشق صادق مسیح موعود نے بھی اپنے دعویٰ کو مبلغ، مصلح، مامور، مجدد، امام زمان، مصلح وقت، مسیح موعود، مہدی موعود، محدث، ظلی نبی، مجازی نبی، غیر شرعی نبی، غیر مستقل نبی، بالافادہ نبی، بالطبع نبی، امی نبی، وغیرہ وغیرہ الفاظ سے کتابوں میں یادفرمایا ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رسول، نبی، خاتم النبیّین احمد اپنی صفات مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں مومنوں کی مثال حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسّلام سے بیان فرمائی ہے۔ یا فرعون کی بیوی حضرت آسیہ سے تمثیل فرمائی ہے۔ یا جس طرح پر صوفیائے کرام نے اپنے آپ کو استعارۃً تمثیلاً مریم صفت میں ہونا، یا عام عورت کی صفت میں ہونا بیان کیا ہے، ویسے ہی حضرت مسیح موعود نے ان سب تصریحات بالخصوص قرآنی بشارت اور قرآنی پیشگوئی کی بناء پر اپنے آپ کو مریم صرف ہونا ظاہر فرمایا ہے۔ کشتی نوح، صفحہ ۴۶- ۴۷ پر حسب ذیل عبارت ہے، گو اُس نے..... باقی نہ رہا۔ مگر اِس سے قبل و مابعد کی عبارت بالفاظ ذیل، جو صفحہ ۴۴ پر ہے، بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ سورہ تحریم میں اشارہ ہے..... اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ اخیر صفحہ ۴۸ تک۔ اس میں بارہا آپ نے صفات کو استعارہ تمثیلیہ مراد لیا ہے اور صفات کا رنگ دیا ہے۔ یعنی صفاتی طور پر میں مریم رہا۔ اور قرآن کی ایک آیت سے استدلال کیا ہے۔ اربعین نمبر ۴، صفحہ ۱۵ حاشیہ پر کہ خدا نے اپنے الہامات میں..... حجر اسود انم۔ جس حاشیہ میں یہ حوالہ دیا گیا ہے وہ حاشیہ اس سے پہلے صفحہ کے حاشیہ کا حصہ ہے۔ جس میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلے گا۔ اور قرآن کی آیت، لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (توبہ: ۳۳) کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے، جو باالفاظ ذیل علوم اور معارف بھی اجمالی طرز میں داخل ہیں..... اور خدا نے میرا نام یہ تصریح آئی ہے کہ انبیاء کی جو رویاء ہوئی ہے، وہ وحی ہوتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کا دعویٰ امی نبی ہونے کا تھا۔ اس لیے آپ کی تمام تر کشوف اور رویاء وحی ہیں۔ اور اسی طرح پر ان کے معنی اور مطالب مراد لیے جائیں گے جو قرآن شریف کی تصریحات کے خلاف نہ ہوں۔ اور عالم کشف کی جس طرح تعبیریں کی جاتی ہیں اور مرزا صاحب نے اس امر کی تصریح فرما دی ہے، جو میں بیان میں بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام اربعین نمبر ۳، صفحہ ۳۶ پر ہے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. (نجم: ۳)

اس کی تشریح وہی ہوگی جو آپ نے فرمائی ہوگی۔ اس اربعین کے منجملہ دیگر الہامات کی تشریح میں دوسری کتاب ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے ایسے تمام الہامات جو حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے خصوصی طور پر قرآن شریف میں وارد ہیں، تصریح فرما دی ہے کہ اولاً و بالذات ان تمام الہاموں کے مصداق آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہی ذات مبارک ہے۔ اور باقی جس قدر بھی اولیاء یا کاملین امت محمدیہ کو اس قسم کے الہامات ہوتے ہیں تو ان سے بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہی قوت قدسیہ مراد ہوتی ہے۔ یہ ہرگز مراد نہیں ہوتا کہ ان آیات کا مصداق ویسا ہی وہ شخص بن گیا۔ جس پر بعد میں وہ آیتیں نازل ہوں۔ تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۱۴۳ پر ہے، اور اس طرح میری کتاب..... تیار ہوتا ہے۔ مگر اس کے آگے یہ عبارت بھی ہے، یہی مکمل انسانی شرفیات کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اس قسم کے کثرت سے دعویٰ صوفیائے کرام کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے حضرت بایزید بسطامی نے تذکرہ اولیاء، طبع بار دوم، صفحہ ۱۶۵، ۴۵۱ میں فرمایا ہے کہ میں سولہ سال تک طائفہ عورت کی طرح رہا۔ یا بعض لوگوں نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اولیاء کی جو کرامتیں ہوتی ہیں، وہ ان کے فیض کا مرتبہ رکھتی ہیں، یا بعض بزرگوں نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جس

www.khatmenubuwwat.org

طرح پر عورتوں کو حیض آتا ہے، جو ان کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے، ایسا ہی خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرنے والوں کو بھی حیض آتا ہے۔ یا جن بعض بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مریدوں کو ارادت میں حیض آتا ہے، بعض اس حیض میں مرجاتے ہیں اور پاک نہیں ہوتے، اور بعض اس سے پاک ہو جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح پر اور الٰہی صفات میں اس الہام میں بیان کیا گیا ہے کہ مخالفین مسیح موعود آپ کے اندر بھی کسی قسم کی کوئی کمزوری یا گندگی دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر اس الہام میں اس صفحہ پر یہ الفاظ موجود ہیں کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ مخالف ہائے ناکام رہیں۔ اور تجھ پر متواتر انعامات کرے۔ جن بزرگان کے اقوال کا میں نے اوپر حوالہ دیا ہے، میں ان کے حوالے پیش کرسکتا ہوں۔ لیکن اس وقت میرے پاس کتابیں موجود نہیں ہیں۔ میرے مکان پر کتابیں موجود ہیں۔ لیکچر اسلام، سیالکوٹ، صفحہ ۳۴ پر مجھے منجملہ..... لکھی گئی۔ جس کی عبارت ہے اور یہ کتاب مسیح موعود کی ہے۔ مگر اس سے پہلے یہ عبارت بھی اب واضح ہو..... منجملہ تک کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ اور اس کے مابعد کی عبارت بھی ''ایک ہی میں'' تک بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ بلکہ صفحہ ۳۳ سے لے کر صفحہ ۳۴ تک تمام عبارت قابلِ ملاحظہ ہے۔ اس کے متعلق میں اتنی عرض اور کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں تصریح فرمائی ہے کہ ہر امت میں اور ہر قوم میں کوئی نہ کوئی رسول، نبی یا بالفاظ دیگر بشیر و نذیر گزر چکے ہیں۔ اور یہ بھی قرآن میں بیان فرمایا گیا ہے کہ صرف نبی اور رسول کی یہ شان ہے کہ آئندہ زمانوں میں ان کی تعظیم و توقیر اور ان کا تقدس قوم میں باقی رہتا ہے۔ گو قوم اس کو اس کے اپنے اصل درجہ سے کتنا بڑھ کر پیش کرے، جیسا مثلاً عیسیٰ علیہ السّلام کہ وہ نبی ہیں۔ مگر ان کی قوم ان کو خدا بنا رہی ہے۔ اس طرح کرشن، قرآن شریف اور بزرگانِ سلف کی تصریحات سے یہ ثابت ہے کہ ہندوستان میں جو نبی ہوئے ہیں، کرشن ان میں سے تھے۔ چنانچہ حسن نظامی نے بھی کرشن ہستی کتاب میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور کرشن نے اپنی کتاب میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جب کبھی دنیا میں بے دینی پیدا ہوگی اور خدا تعالیٰ سے دنیا دور جا پڑے گی، میرا مظہر آتا رہے گا (یا گی)۔ چنانچہ ہندوؤں میں کالکی اوتار کی مشہور پیشگوئی ہے اور اس کا انتظار ہے۔ براہین احمدیہ، صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲، پہلے انگریزی میں الہام ہوا..... سر پر کھڑا بول رہا ہے، کی عبارت ہے۔ جس میں بعض انگریزی الہامات کا ذکر ہے۔ اور یہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو نبی جس قوم کی طرف مبعوث ہوتا ہے، اس کے اوّل المخاطبین لوگوں کی زبان میں اس کو الہام ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض کتابوں میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فارسی الہامات درج ہیں۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی غرض دین عیسوی کا ابطال اور دین محمدی کا اظہار کرنے کے لیے تھا اور دین عیسوی کے بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں انگریزی بولی جاتی ہے۔ اس لیے ان لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کے لیے اور یہ بتلانے کے لیے کہ خدا تعالیٰ تمہاری زبان میں بھی الہام کرے، تمہارے ساتھ مکالمات اور مخاطبات کرسکتا ہے۔ اس لیے بتلایا گیا ہے کہ مامور پر بھی جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، انگریزی الہام نازل کرتے ہیں۔ حضرت مسیح نے کہا کہ وہ انگریزی میں جانتا اور ان انگریزی الہام میں اب تک یہ بھی پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظاہر ہو کر ان کی صداقت کو ثابت کر رہی ہیں۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۲۹۱ پر یہ عبارت ہے، غرض اس حصہ کشمیر..... پائی نہیں جاتی۔ اس سے پہلے صفحہ پر یہ الفاظ بھی قابلِ ملاحظہ ہیں، اور پھر ایک اللہ..... صفحہ ۲۹۱ کے اخیر تک الحمدللہ رب العالمین۔ اور اس عبارت کے مابعد کی عبارت تحت تک قابلِ ملاحظہ ہے۔ کتاب چشمہ معرفت، حصہ دوئم، صفحہ ۲۰۹ پر ہے، اور یہ بالکل..... بالاتر ہے۔ لیکن اس

www.khatmenubuwat.org

کے آگے کی عبارت صفحہ ۲۱۰ سے ویدک سنسکرت لازمی امر ہے، تک کی بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ البشریٰ کی جو کتاب پیش کی جاتی ہے، وہ میرے نزدیک مستند نہیں ہے اور اس کا لکھنے والا بھی ہم میں سے نہیں ہے۔ کسی احمدی کی کوئی درج شدہ بات میرے لیے مستند نہیں۔ جب تک کہ مرزا صاحب کی اصل کتاب سے حوالہ نہ دکھلایا جاوے، ہر وہ بات جس کی تائید قرآن شریف سے نہیں ہوتی اور قرآن شریف کی تصدیق یافتہ احادیث نبویہ سے بھی جس کلام کی تصدیق نہیں ہوتی یا اماموں کے ایسے اقوال کہ جن اقوال کی تصدیق قرآن اور مندرجہ بالا احادیث سے ہو چکی ہو، ان اماموں کے اور اقوال جن کی حدیث سے تصدیق نہیں ہوتی، اس کے علاوہ اور مصنّفین کی کتابیں تصدیق قرآن جن کی تصدیق و تائید قرآن و حدیث سے نہیں ہوتی، وہ مجھ پر حجت نہیں ہے۔ طبع ثانی تریاق القلوب کے صفحہ ۶ پر حسب ذیل شعر ہے، قسم مسیح زمانم..... کہ مجتبیٰ باشد۔ اس کی تشریح یہی ہے جو حضرت مسیح موعود نے اپنی مختلف کتابوں میں بیان فرمائی ہے۔ جس کی تفصیل باحوالہ ذکر میں اپنے بیان میں کر چکا ہوں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں صفاتی طور پر ہر نبی کا ظل ہوں کہ اس کی کوئی نہ کوئی صفت میرے ذریعہ ظاہر ہو رہی ہے۔ نزول المسیح، طبع اوّل کے صفحہ ۹۹ اور ۱۰۰، کربلائے است سیر ہر آنم..... در بر جامہ ہمہ ابرار، آنچہ من بشنوم زوحی خدا۔ بخدا پاک دانمش ز خطاء، ہمچو قرآن منزہ اش دانم۔ از خطا باہمیں است ایمانم۔ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے۔ من بعرفاں نہ کمتر اَم از کسے..... ہست۔ یعنی زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم۔ ہر رسول نہاں بہ پیراہنم، پر یہ اشعار ہیں۔ جو قطع برید کر کے پیش کیے گئے ہیں۔ یہ اس نظم کے چند اشعار ہیں جو ۴۳۱ اشعار کی صفحہ ۹۷ سے لے کر صفحہ ۱۰۷ تک جاتی ہے۔ جن اشعار کو پیش کیا گیا ہے، ان کا نہایت مفصل جواب وجہ تکفیر نمبر ۶ کے جواب میں عرض کر چکا ہوں۔ یہاں صرف یہ بیان کرتا ہوں کہ اس نظم سے پہلے اس امر پر بحث ہے کہ نجات کے لیے یقین ہونا ضروری ہے۔ اور یقین نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ نہ ہو۔ اور اس نظم کے معاً بعد یہ الفاظ ہیں، حاصل..... محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوا۔ ایک شعر اس میں حسب ذیل، لیکن آئینہ ام زرب غنی، از پے صورت مہ مدنی، یہی قابلِ ملاحظہ ہے۔ جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کلام وہی سچی کلام ہوتی ہے جس کے ساتھ نانات ہوں۔ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ماتحتی میں ہو۔ اور اس کلام پر اس ملہم کو ویسا ہی ایمان ہو، جیسا باقی انبیاء کو اپنی وحیوں پر ایمان ہے۔ درجہ کا ایمان کوئی ذکر نہیں ہے۔ طبع ثانی براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۱۱۰ پر یہ شعر ہے، جویں کجا رومی..... تسلیم میری بے شمار۔ یہ شعر اس نظم کا ہے جو اس کتاب کے صفحہ ۱۱۰ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۳۱ تک جاتی ہے۔ اور جس میں انعامات الٰہی کا ذکر ہے، اس شعر کے ساتھ بالخصوص ماقبل اور مابعد کے چند اشعار بھی قابلِ ملاحظہ ہیں۔ اس نظم کے صفحہ ۱۲۲ پر ایک شعر، روضہ روم..... برگ بار تک ہے۔ یہ شعر بھی اس نظم کا ایک شعر ہے، جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور یہ ساری نظم پڑھنے کے قابل ہے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی وہ کتاب جو اشارات فریدی کے نام سے موسوم ہے، جس میں سے جلد ثالث اور جلد دوم کے حوالہ جات میں نے اپنے بیان میں دیے ہیں، اس میں سے تمام وہ عبارتیں جس کی تصدیق حضرت مسیح موعود کی طرف سے بھی ہو چکی ہے، وہ مجھے بکمال وتمام مسلم ہیں۔ ان کتابوں میں سے جو حوالہ جات میں نے پیش کیے ہیں، وہ اس رنگ میں پیش کیے ہیں کہ وہ ایک عارف ربانی کے ملفوظات ہیں، جن کا احترام ریاست بہاولپور کے داعی اور رعایا کے دلوں میں ہے۔ باقی تمام ملفوظات ان جلدوں کے اس شرط سے مجھے مسلم ہیں جس شرط کے ساتھ باقی دنیا کی تصانیف، جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں، باقی

www.khatmenubuwwat.org

اور تصانیف حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بشرطیکہ ان کی قلم سے لکھی گئی ہوں، اشارات فریدی کی طرح ہے۔ ان کی تصدیق کی بھی وضاحت ہو۔ اور ان کے شائع کرنے والوں میں آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمد بخش صاحب ہوں۔ اور ان میں بھی ایسی عبارتیں اگر پائی جاویں جن کی تائید وتصدیق حضرت مسیح موعود کی کتب سے ہوتی ہو، یا قرآن شریف سے تائید وتصدیق ہوتی ہو، یا ان احادیث سے تصدیق وتائید ہوتی ہو، جن احادیث کی قرآن شریف تصدیق وتائید کرتا ہے، وہ بھی میرے لیے مسلم ہیں۔ خواجہ غلام فرید صاحب واجب الاطاعت ہونے کے لحاظ سے میرے مسلم بزرگ نہیں ہیں۔ ویسے مسلم بزرگ ہیں۔ جیسے سلسلہ احمدیہ کے پہلے سابقین احمدی حضرات میرے بزرگ ہی۔ حضرت خواجہ صاحب کی خود تحریر موجود ہے کہ ان کے پاس حضرت مسیح موعود کی کتابیں، جن میں الہامات بھی تھے، پہنچتی رہی ہیں۔ اور کہ حضرت خواجہ صاحب نے ان کو پڑھا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود کے ساتھ خط وکتابت فرمائی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی وفات سے پہلے حضرت مسیح موعود کی کتاب تریاق القلوب، جس میں گورنمنٹ کو مسلمان فرقہ احمدیہ لکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، لکھی جا چکی تھی اور چھاپ دی گئی تھی۔ اور بیسیوں کتابیں اس سے پہلے بھی شائع ہو چکی تھیں، جن میں جماعت کا نام احمدیہ وغیرہ تھے۔ جماعت احمدیہ یا مسلمان فرقہ احمدیہ کوئی اور ایسا اس زمانہ میں ہونا مجھے معلوم نہیں ہے۔ جو مرزا غلام احمد قادیان کی طرف منسوب ہوتا ہو۔ سوائے اسی جماعت کے جس کا میں فرد ہوں۔ کیونکہ حضرت خواجہ صاحب کی ان کتب میں جن کا میں نے حوالہ اپنے بیان میں دیا ہے، حضرت مسیح موعود کے نام نامی کا خاص تذکرہ موجود ہے۔ کتاب فوائد فریدیہ کے ٹائٹل پیج پر یہ نہیں لکھا ہوا کہ خواجہ صاحب نے یہ فرمایا ہو کہ میں نے اسے لکھا ہے۔ اس کے چھاپنے والے میاں خدا بخش اور میاں غوث بخش ہیں۔ یہ سال ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ اور اس کے اوپر یہ لکھا ہے، از تصنیف لطیف حضرت خواجہ غریب نواز..... حاجی غلام فرید صاحب۔ اس کتاب کے صفحہ ۴ پر حسب ذیل عبارت ہے کہ مے گوید احقر عباد اللہ تعالیٰ..... فقیر غلام فرید..... این راسلہ است مسمی بفوائد فریدیہ..... واجبہ ہمیں را۔ اسی عبارت کے صفحہ ۲۰، ۳۰ پر یہ عبارت ہے، در بیان فرقہ ہائے..... خازنیہ۔ مجھے ذاتی طور پر خواجہ صاحب کی مرزا صاحب کے ساتھ بیعت کا علم نہیں ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے انہیں اپنا مصدق قرار دیا ہے اور ان کے لیے دعا فرمائی ہے۔ اور یہ تحریر کہ خواجہ صاحب کو اپنا مصدق لکھنا، یا ان کے لیے دعا کرنا اور ایسے معتبر الفاظ لکھنا جو صرف ایک احمدی کے لیے لکھے جاتے ہیں۔ علاوہ اور کتب کے ایک سال ۱۹۰۸ء والی کتاب حقیقت الوحی میں بھی درج کیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب سال ۱۹۰۱ء پہلے وفات پا گئے تھے۔ اور جس قدر بھی دعاوی حضرت مسیح موعود کے ان کے پاس پہنچے، ان سب کی انہوں نے تصدیق فرمائی۔ اور ان کی آخری زندگی تک ان کی خط وکتابت رہی اور کتابت میں چھپتی رہی۔ میں خواجہ صاحب کی وفات میں پیدا ہوا، یا ان دنوں میں اس لیے مجھے معلوم نہیں کہ خواجہ صاحب نے کوئی خاص اعلان حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے بارہ میں تحریر کر کے اپنے متبعین کے نام بھیجا ہو۔ مان لینے کے لیے یا نہ مان لینے کے لیے۔ البتہ ان کی مجالس میں اس وقت کے بعد جبکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ان کو مباہلہ کے لیے چیلنج دیا، بمعنی مرزا صاحب کی تعریف وتوصیف کا ہی ذکر ہوتا رہا ہے اور سال ۱۸۹۶ء کے بعد سے انہوں نے آپ کی تعظیم وتوقیر بھی کی اور آپ سے خط وکتابت بھی کی۔ مجھے یاد نہیں کہ خواجہ غلام فرید صاحب کی وفات کے بعد ان کے خلفاء میں سے کون داخل سلسلہ ہوا اور کون نہ ہوا۔ اور یہ کوئی ضروری بھی نہیں تھا۔ حضرت خواجہ

www.khatmenubuwwat.org

صاحب کی تحقیقات کے بارے میں مَیں نے جو اپنے بیان میں عرض کیا ہے، اس کی بناء وہ خط ہے جو ضمیمہ انجام آتھم، مطبوعہ جنوری ۱۸۹۷ء میں ہے۔ جس میں وہ تفصیل کے ساتھ اپنے معلومات اور اپنی قلبی کیفیت کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور یہ کہ اس خط میں حضرت خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود سے اپنی عاقبت بالخیر ہونے کی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور مباہلہ کے جواب میں اپنی تصدیقی کیفیت کو ظاہر فرما کر کے بتاتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی ہر ایک قسم کی کوشش میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ثواب دیے گئے ہیں۔ اور آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے صاحب فضیلت ہیں۔ اور اس خط میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ میری زبان پر کوئی کلمہ آپ کے خلاف شان جس میں آپ کی تعریف وتوصیف نہ ہو، نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام یا انجام آتھم میں مباہلہ کا جو چیلنج دیا ہے، وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کے لیے مامور ہونے پر ہی دیا ہے۔ اور اس مباہلہ میں اس امر کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ جن کو مقابل پر بلایا جا رہا ہے وہ یا مباہلہ کریں یا پھر وہ تصدیق کریں، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب وہی لوگ ہوں جنہوں نے پہلے فتویٰ تکفیر ہی دیا ہے۔ امابعد..... نہیں کر سکا۔ یہ عبارت ایک خط وکتابت کی جزو ہے۔ جو آئینہ کمالات کی تصنیف سے پہلے کی ہے، مگر ضمناً اس کو یہاں درج کر دیا گیا ہے۔ یہ خط وکتابت بھی مرزا صاحب کی ہے جو مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ ہوئی۔ انجام آتھم، صفحہ ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲ پر یہ عبارت ہے، اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام..... جس کے نیچے مرزا صاحب کے دستخط ہیں۔ اس عبارت میں صاف باطنی فقراء کا لفظ خصوصیت سے قابلِ ملاحظہ اور قابلِ غور ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے کبھی حضرت مسیح موعود کی تکفیر کی ہو۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ میں شروع ہی سے آپ کے حال کا واقف ہوں اور مقامِ تعظیم پر کھڑا ہوں۔ جس خط کا بھی حوالہ دیا ہے، وہ انجام آتھم میں درج ہے۔ اور اس کی تاریخ تحریر غالباً وہاں درج ہے۔ یہ تاریخ ۲۷/رجب ۱۳۱۴ھ ہے۔ مرزا صاحب سال ۱۹۰۱ء سے قبل ہر قسم کی نبوت کے دعویدار کو، جس میں ظلی اور بروزی، محدثیت والی شان بھی ہو، کافر نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ آپ نے جہاں جہاں نبوت کی نفی کی ہے، وہ اسی رنگ میں کی ہے کہ کوئی مستقل طور پر بغیر افادہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم یا کوئی شخص شرعی نبی ہو کر آئے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل سے جو نبوت، بمعنی کثرت مکالمہ ومخاطبہ مل سکتی ہے۔ جس کو آپ نے محدثیت کے نام سے بھی انہی کتابوں میں تعبیر فرمایا ہے، اس کو ممنوع یا اس کے دعویدار کو کافر نہیں فرمایا۔ کتاب حقیقت النبوۃ، مرزا بشیر الدین احمد صاحب کی ہے۔ اس کے صفحہ ۸۹ پر حسب ذیل عبارت ہے، ''اس عاجز نے سنا ہے..... پر ختم ہوگئی۔'' حضرت مرزا صاحب نے خواجہ صاحب کے ساتھ خط وکتابت کی اثناء میں ایک خط کے ساتھ ایک فارسی نظم منسلک کر کے بھیجی تھی۔ اس میں یہ مصرعہ ہے، ہست او خیر الرسل خیر الانام بر نبوت او براو شد اختتام۔ مگر اس کے پہلے اور پچھلے شعر بھی قابلِ ملاحظہ ہیں۔ یعنی ساری نظم قابلِ ملاحظہ ہے۔ مجھے گمان پڑتا ہے کہ خواجہ صاحب نے بہاولپور میں بھی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اوّل سے ملاقات کی تھی۔ میرے خیال میں خلیفہ اوّل سے خواجہ صاحب کی جو گفتگو ہوئی، اس میں خلیفہ صاحب نے مرزا صاحب کا دعویٰ مہدویت تو ضرور بیان کیا تھا۔ اور پیشگوئیوں کا بھی ذکر ہوا تھا۔ اس وقت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا تذکرہ ہونے کا، غالباً اشارات فریدی میں ذکر نہیں ہے۔ اشارات فریدی کے صفحات ۴۲ و ۴۳ کو میں نے دیکھ لیا ہے۔ اس کے ساتھ کا صفحہ ۴۴ بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ اس کتاب اشارات فریدی کے صفحات ۶۹ و ۷۰ کی عبارت بعدازاں فرمودند..... منکر نیست کو بھی میں نے دیکھ لیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب

www.khatmenubuwwat.org

کے ساتھ جو خط و کتابت ہوتی رہی، اس کے دوخطوط کے بعد کی یہ عبارت معلوم ہوتی ہے۔ اشارات فریدی سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تک ایک دوخطوط آ چکے تھے۔ اور دعوت مباہلہ کی کتابیں بھی آ چکی تھیں۔ یہ تحریر بلحاظ صفحات اشارات فریدی خلیفہ اوّل کی ملاقات اور خط و کتابت اور کتابیں پہنچ جانے اور کتابیں پڑھ لینے کے بعد کی ہے۔ اور اس کے ساتھ آگے کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے جو بعدازاں فرمودند..... صفحہ ۲۷ کی دوسری سطر تک واقع گشتہ است۔ جس خط عربی کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ خط حضرت خواجہ صاحب کے حکم پر لکھا گیا۔ اور مولوی غلام احمد صاحب اختر نے لکھا جو اس وقت احمدی نہ تھے۔ اور حضرت خواجہ صاحب نے اس خط کو سُن کر یہ فرمایا کہ اس پر میری مہر لگا کر اس کو ارسال کرو۔ خادم مہر لایا اور اس پر خواجہ صاحب کے سامنے وہ مہر لگائی گئی۔ چنانچہ انجام آتھم میں جہاں یہ خط درج کیا گیا، اس پر مہر کا عکس بھی موجود ہے۔ اشارات فریدی میں اس مقبوس کے شروع میں ۲۸/ ماہ رجب ۱۳۱۴ھ تاریخ درج ہے۔ اور ضمیمہ انجام آتھم میں ۲۷/ ماہ رجب درج ہے۔ مگر مقبوس میں تصریح ہے کہ حکم پہلے کا دیا گیا تھا۔ اس دن وہ حاضر کیا گیا ہے۔ یعنی خط و کتابت درحقیقت ۲۷/ رجب کو لکھا گیا۔ اور خواجہ صاحب کی خدمت میں ۲۸/ رجب ۱۳۱۴ھ کو پیش کیا گیا۔ خواجہ صاحب نے بعض لوگوں کو من عباد اللہ صالحین لکھا ہے۔ مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ خواجہ صاحب کو یہ علم تھا کہ ان لوگوں نے بھی مرزا صاحب کو کافر کہا ہے۔ اشارات فریدی کے صفحہ ۱۷۹ پر حسب ذیل عبارت، فرمودند..... مے سازند..... کے اختتام مقبوس ہے۔ اشارات، حصہ سوم، صفحہ ۱۴۱ پر یہ عبارت ہے، واں جواب نامے..... کشف است۔ اور اس سے پہلے کی عبارت بھی خاص طور پر قابلِ ملاحظہ ہے، جو باالفاظ ذیل ہے، مرزا صاحب مرد نیک و صالح است و نیز وحی کتابے از ملہمات خود فرستادہ است۔ کمال او ازاں کتاب ظاہر است۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۹ پر عبارت محولہ بالا کے ساتھ یہ الفاظ ہیں، نیز برحق ہستند۔ اور اس کے ساتھ یہ الفاظ، مرزا احمد قادیانی..... مہدویت وعیسویت کردہ است۔ اور اس سے پہلے کی یہ عبارت، ہمیں علماء بودند..... کشیدند بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ خواجہ صاحب کا وصال سال ۱۳۱۹ھ میں بیان کیا جاتا ہے۔ اشارات فریدی، حصہ اوّل کے آخری صفحہ ٹائٹل پیج پر جو پہلی مرتبہ سال ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوئی، اس پر خواجہ غلام فرید صاحب کی وفات درج نہیں۔ دوسری ایڈیشن جو پیش کیا گیا ہے، اس کے ٹائٹل پیج کے آخری صفحہ پر سن وفات خواجہ غلام فرید صاحب سال ۱۳۱۹ھ درج ہے۔ خواجہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کو مدعی مہدویت اور عیسویت قرار دیا ہے۔ چنانچہ کتاب اشارات فریدی، حصہ سوم، صفحہ ۱۷۹ پر یہ الفاظ موجود ہیں جن میں تصریح ہے کہ آپ ان کو مسیح مانتے ہیں۔ چنانچہ الفاظ حسب ذیل ہیں، فرمودند کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہم برحق است..... دعویٰ مہدویت وعیسویت کردہ است۔ میں خواجہ صاحب کی کسی خاص شائع شدہ لائف سے واقف نہیں ہوں۔ اس اشارات فریدی سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب علوم ظاہری اور باطنی کے واقف تھے اور علماء کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ اور آپ نے علم کی خاطر سفر بھی کیے تھے۔ محض عرفاً گوشہ نشین نہ تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کو کسی شخص نے مباہلہ کی دعوت دی ہو۔

سن کر درست تسلیم کیا۔

بقیہ کارروائی کے لیے مسل پرسوں پیش ہو۔ ۲۵/ مارچ ۱۹۳۳ء پیش ہوا۔

۲۳/ مارچ ۱۹۳۳ء

www.khatmenubuwwat.org

۲۶/مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ بیان جرح مولوی غلام احمد مجاہد گواہ فریق　　فریقین اور ان کے مختار حاضر ہیں　　باقرار صالح

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم خداوند تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے کہ قرآن شریف کے تمام الفاظ لوگوں تک پہنچا دیں۔ اور اپنے عمل سے قرآنی احکام اور اوامر ونواہی کو ظاہر کر دیں۔ جن باتوں کا حکم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچانے کا ہوا، وہ سب آپ نے پہنچا دی ہیں۔ کوئی بات نہیں چھوڑی۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (نحل:۴۴) میں مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ جو آیا ہے۔ جو کچھ بھی انسانوں کی خاطر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیا گیا، وہ سب آپ نے بیان کر دیا ہے۔ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (جمعہ:۲) سورہ جمعہ رکوع اوّل کی آیت میں شریعت اسلامیہ اور اپنا پاک نمونہ سکھانے کا ذکر ہے۔ کتاب سے یہاں مراد شریعت اسلامیہ ہے۔ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ. یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. (مائدہ: ۱۵-۱۶) اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ جو انسان خدا تعالیٰ کی رضامندی چاہے، ایسے انسان کو شکوک وشبہات سے نکال کر صحیح راستہ قرآن شریف دکھلاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کی ہدایت کرتا ہے۔ مرزا صاحب کی کتاب برکات الدعاء کے صفحات ۱۵ و ۱۶ پر جو کچھ درج ہے، وہ میرا مسلم ہے۔ ان صفحات پر دوسرے اور تیسرے معیار کے الفاظ کو بھی میں نے دیکھا ہے۔ اور میں انہیں صحیح مانتا ہوں۔ صحابہ کرام کی بیان کی ہوئی تفسیر اگر ثابت ہو جائے کہ وہ ان کی تفسیر ہے، وہ تسلیم کے قابل ہوگی، اس طرح تابعین کی تفسیر کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔ بشرطیکہ ثابت ہو جائے کہ وہ ان کی تفسیر ہے۔ باقی قرآن شریف میں یا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یا کسی امام نے تصریح نہیں فرمائی کہ ضرور فلاں شخص کا قول مان لو۔ قرآن شریف کے معارف کا احاطہ کسی شخص نے نہیں کیا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی فرمایا ہے کہ ہر آیت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اور کہ قرآن شریف کے معارف کبھی ختم نہیں ہوں گے اس لیے کوئی ایسی تفسیر جو قرآنی تصریحات کے خلاف ہو، کوئی وقعت نہیں رکھتی، خواہ کسی کا نام لے کر بیان کی جاوے۔ اگر کوئی ایسے معنی بیان کیے جاویں، کسی صحابی کا نام لے کر یا تابعی یا تبع تابعی یا کسی امام کا نام لے کر۔ مگر قرآن شریف کی دوسری آیات اس مضمون کی تصدیق نہیں کرتیں۔ صحیح موضوع متصل حدیثیں جن کی تائید قرآن کریم سے ہوتی ہے۔ وہ بھی ان معنوں کی تائید نہیں کرتیں۔ زبان عربی میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔ مستند ڈکشنری بھی اس کا ساتھ نہیں دیتی تو وہ معنی کچھ وقعت نہیں رکھتے اور نہ ان کے خلاف دوسرے معنی کرنے والے کو خاطی کہا جاتا ہے۔ اور قرآن کی تفسیر کے لیے کسی خاص شخص کا تعین نہیں ہے کہ وہی جو مسئلے بیان کرے گا، اس کی طرف جو معنی منسوب کیے جائیں گے، خواہ وہ کیسے ہی ہوں، اس کو مانا جائے اور اس کے خلاف معنی رَد کیا جاوے۔ اگر کوئی صحابہ سے صحیح تفسیر ثابت ہو جائے، جس کے خلاف قرآن کی کوئی تصریح نہ ہو اور صحیح، موضوع متصل حدیثوں کی بھی تصریح نہ ہو۔ زبان عربی کی بھی کوئی تصریح ان معنی کے خلاف نہ ہو، وہ بہرحال مقدم ہوگی اور اس کے خلاف معنی کرنے والے کو محض اس لیے کہ وہ ان معنوں کے خلاف کر رہا ہے، خاطی نہیں کہا جا سکتا، جب تک کہ قرآن کی تصریح کے خلاف نہ معنی کیے

www.khatmenubuwwat.org

جاویں۔تفسیر اتقان، جلد۲،صفحہ ۱۷۸ پر وان الصحابہ..... رسولہٗ کی عبارت ہے۔ جوایک مفسر کا قول ہے۔کتاب ایام الصلح،صفحہ ۱۶۳ پر ہے، اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. (فاتحہ:۵) مردصالح ہوسکتا ہے۔مگراس کے ماقبل اور مابعد کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہو۔شہادت القرآن،صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر ہے، چونکہ ہمارے سیّد و رسول.....من الآخرین کی عبارت ہے۔اور یہاں نبی سے مرادشرعی نبی ہے کہ آئندہ شرعی نبی نہیں ہوگا۔اورمحدث سے مرادظلی نبی ہے۔جورسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل اورآپ کے اتباع کی برکت سے حاصل ہواوراس سے ماقبل کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے اوراس کے مابعد کی چندسطوربھی دیکھنے والی ہیں۔شہادت القرآن،صفحہ ۵۶ پر ہے،اوراس ظلی وجود کے قائم رکھنے کے لیے.....جس پر تیرا انعام اوراس کے معاً ملحق بعد کے فقرے بھی قابلِ ملاحظہ ہیں۔صراطِ مستقیم کے الفاظ قرآن شریف میں بیسیوں جگہ آئے ہیں۔آیت وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (شوریٰ:۵۲) میں صراطِ مستقیم کا ذکراپنے الفاظ اوراپنی تشریح کے ساتھ قرآن شریف میں کئی جگہ آیا ہے۔اورمراداس سے وہ راستہ ہے جوخدا تعالیٰ کے قریب تک پہنچاتا ہے۔اورانسان کوخدا تعالیٰ کی طرف سے انعامات اور برکات کا وارث کردیتا ہے۔نبوت ایک قومی انعام ہے۔جس قوم کے متعلق یہ قیاس کیا جاوے کہ یہ انعام اس سے بندکردیا گیا ہے کہ اس قوم میں سے کسی زمانہ میں بھی کوئی فرد نبی نہیں ہوسکتا تو چونکہ انعام کا چھن جانا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کامستلزم ہے اوراس سے ناراضگی ثابت ہوتی ہے۔اس لیے لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ اس قوم کے اندرایسے نقائص ضرور پیدا ہوگئے ہیں جن کی بناء پرخدا تعالیٰ نے ان پر سے انعام ہٹالیا ہے۔قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ عہد نبوت ظالموں کونہیں ملتا اور کہ خدا تعالیٰ کا غضب اس قوم پر ہوتا ہے جو نبیوں کا انکارکردیتی ہے۔حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سے حضرت مسیح موعود کے دعویٰ تک درمیانی زمانہ میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ماتحتی سے اورآپ کے فیضان سے دعویٰ نبوت کرنے والا نبی کوئی نہیں ہوا۔اور نہ ہونے سے کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔کیونکہ نبی بنانا یعنی نبوت پر مامورکرنا یہ خدا تعالیٰ کا اختیار ہے۔اور اس نے فرما دیا ہے، اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ. (انعام:۱۲۴) کہ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کہاں اورکس زمانہ میں اورکس کو وہ نبی اور رسول بنائے گا۔نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت تشریعیہ پہلے بھی کافی تھی، اب بھی کافی ہے اورآئندہ بھی قیامت تک کافی ہوگی۔یہی شریعت جوانسان کو ہرقسم کے برکات دیتی ہے اورکسی ماتحت نبی کے آجانے سے پہلی نبوت کا ناکافی ہونا لازم نہیں آتا۔بلکہ اس کی شان کا بلند اور بالا ہونا ثابت ہوتا ہے۔مرزا صاحب ابراہیم علیہ السّلام کی نسل میں سے ہیں۔نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سمجھنے ماننے والے ہیں۔وہ روحانی طور پر حضرت ابراہم علیہ السّلام کی نسل ہیں اوراس لحاظ سے مرزا صاحب ابراہیمی نسل سے ہوئے۔جسمانی طور پر ویسے ابنائے فارس میں سے ہیں۔مرزا صاحب نے اپنے آپ کے متعلق فرمایا ہے کہ ابنائے فارس میں سے ہوں.....کتاب البریہ، حاشیہ صفحہ ۱۳۴،طبع ثانی پرحسب ذیل عبارت ہے، اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں..... ہماری قوم مغل برلاس ہے۔اس کے حاشیہ پر ہے کہ میں ابنائے فارس سے ہوں۔اورمرزا صاحب اپنے آپ کومرزا کہتے تھے۔جوشاہزادگان فارس کا لقب ہے۔استفتاء عربی خاتمہ،صفحہ ۷۷ پر فانی قرابۃ فی کتب..... لامن الا قوام شرکیہ کی عبارت ہے۔لیکن ساتھ ہی کی سطر میں یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے آباؤ اجداد میں نسل اسحاق اورنسل اسماعیل دونوں کوجمع کرلیا ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے لے کر

www.khatmenubuwwat.org

رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تک قرآن مجید میں جن انبیاء کا ذکر ہے، ان میں سے بعض حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ذرّیت سے ہیں۔ اور ذریۃً کہتے ہیں ابراہیم علیہ السّلام کے بعد انبیاء کا آنا، آپ کی ذریۃً میں ثابت ہے۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ ابراہیمی نسل کے ماسوا بھی نوح علیہ السّلام کی نسل میں سے نبی آتے رہیں گے۔ سب انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ قرآن میں صرف اتنا ہی ہے کہ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ. (حدید: ۲۶) کہ ہم نے مقرر کر دیا نوح اور ابراہیم علیہما السّلام کی ذریۃً میں نبوت کو۔ اور آبائی نسل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ابراہیمی نسل سے نہیں تھے۔ کیونکہ ان کا کوئی باپ نہیں تھا۔ اگر ماں کے لحاظ سے نسل مانی جاتی ہے تو مرزا صاحب مسیح موجود بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسل سے ہیں اور ابراہیمی نسل سے ہیں ماں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ابراہیمی نسل سے تھے۔ سادات کے خاندان سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ باوجود یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ پھر بھی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ سادات اپنے آپ کو نبی کریم کی نسل کہہ کر سیّد کہتے ہیں۔ آیت: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ..... (آل عمران: ۸۱) میں النَّبِیّٖنَ کا لفظ جو آیا ہے، وہ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے انبیاء کو شامل ہے۔ اور خود ایک اور آیت نے اس کی تفسیر کر دی ہے، جس میں عام نبیوں کا ذکر کرنے کے بعد خاص نبیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور پھر شک کا لفظ علیحدہ بیان کر کے رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے باقی نبیوں والا فے کا خاص ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت میں جو اوپر بیان کی گئی ہے اور جس میں شک کا لفظ ہے، اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ سورۂ آل عمران میں میثاق النبیّین والی آیت سے پہلے نبی مراد ہیں۔ یہی رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے کے جس قدر نبی ہوئے ہیں، وہ سب شامل ہیں جن سے عہد لیا گیا۔ سورہ احزاب والی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات اور آپ سے پہلے نبی ہیں۔ آئندہ کے نبی نہیں۔ یہ تصریح کہ جس طرح پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے نبیوں سے عہد لیا جاتا رہا ہے کہ ہر نبی آئندہ نبی کی پیشگوئی کر جائے اور اپنی قوم کو آئندہ نبی کے ماننے کی تاکید کر جائے۔ اور یہ عہد قرآن شریف کے اترتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے بھی لیا گیا ہے۔ آئندہ آنے والے نبیوں سے بھی اس قسم کے عہد لیے جانے کی تصریح قرآن شریف کی کسی آیت سے مجھے اس وقت مستحضر نہیں۔ مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ آئندہ بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ماتحتی میں اور ان کی قوت قدسیہ سے میرے جیسے بیٹے قیامت تک ہو سکتے ہیں۔ ہر نبی سے عہد لینے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی امت کو پیشگوئی کرے کہ آئندہ ایسا نبی آئے گا۔ مرزا صاحب نے اپنے جیسے نبیوں کے آنے کے متعلق قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ قیامت تک ہو سکتے ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اپنے بعد کسی شخص کا ذاتی نام لے کر پیشگوئی نہیں فرمائی۔ البتہ القاب، صفات، حالات زمانہ، علامات وغیرہ کے لحاظ سے پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ اس طرح حضرت مسیح موعود نے بھی قیامت تک آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اپنے جیسے بیٹے ہونے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ ذاتی طور پر کسی کا نام لے کر آپ نے پیشگوئی نہیں فرمائی۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۳۹۱ پر، غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی..... ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے، کی عبارت ہے۔ اس عبارت کے بالکل ساتھ یہ الفاظ ہیں، ۱۳ سو برس ہجری میں..... گردن پر ہے۔ اور اس سے پہلے ۳۹۰ کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے، اور اعجاز احمدی کتاب کا وہ شعر جو میں اپنے بیان میں درج کر چکا ہوں، فلا

www.khatmenubuwat.org

ولذی..... الا یوم بشرد بھی مدنظر رکھا جائے۔ آیت: واذاخذ میثاق میں رسول کا لفظ نکرہ ہے۔ عام رسول بھی مراد ہیں۔ بلحاظ اس کے کہ نکرہ عمومیت کو چاہتا ہے اور کبھی تنوین، تنکیر تعظیم کے لیے آتا ہے، اس لیے ایک رسول بھی یعنی حضور مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱ پر قولہ تعالیٰ..... میں اس سے مطالبہ کروں گا، کی عبارت ہے۔ اس کا ماقبل اور مابعد اس امر کی بحث ہے کہ آیا رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ماننا ضروری ہے یا نہیں۔ ایک شخص کا خیال تھا کہ ضروری نہیں۔ حضرت مسیح موعود منجملہ اور آیات کے اس آیت سے یہی استدلال فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ماننا نہایت ضروری ہے۔ اور آنحضرت کے بعد اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. (فاتحہ: ۵) کی آیت سے آئندہ کے لیے یہ استدلال فرماتے ہیں۔ سورہ احزاب میں رکوع اوّل کی آیت جس میں نبیوں سے میثاق لینے کا ذکر ہے، اس میثاق سے وہی میثاق مراد ہے جو سورہ آل عمران والی آیت میں ہے۔ کیونکہ سارے قرآن شریف میں نبیوں کے میثاق کی کوئی اور آیت نہیں ملی جو تفصیل اور تشریح کرے۔ تفسیر مدارک، صفحہ ۲۰۳ پر حسب ذیل عبارت ہے، واذ اخذنا میثاق..... الخ کی تفسیر میں یہ الفاظ ہیں کہ نبیوں سے ہم نے عہد لیا۔ تبلیغ رسالت والدعا الی الدین القیم. مگر اس مفسر کا یہ خیال ہے قرآن شریف میں ایسی قطعاً کوئی آیت نہیں ہے کہ ہم نے نبیوں سے اس بات کا عہد لیا تھا، بلکہ قرآن میں اس عہد کا خود ذکر موجود ہے کہ بعد کے نبی کی تصدیق اور پیشگوئی کرنا میثاق تھا۔ کشاف، جلد ۲، صفحہ ۴۲۵ پر بھی اس آیت کی تفسیر میں بعینہٖ وہی الفاظ ہیں جو مدارک میں تھے۔ الفاظ حسب ذیل، واذکر من اخذنا من النبیّین جمیعًا میثاقھم..... الی الدین القیم. اور ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مفسرین ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں۔ یہ بیان نہیں کرتے کہ آیا قرآن میں بھی اس قسم کا کوئی ذکر موجود ہے۔ بیضاوی، جلد ۴، صفحہ ۱۵۹ پر بھی اس آیت کی تفسیر میں وہی الفاظ ہیں جو کشاف اور مدارک میں ہیں۔ مگر یہ اس آیت کی تشریح نہیں، جس سے میں نے استدلال کیا ہے کہ ہر نبی سے یہ عہد لیا گیا۔ اور جس آیت میں خود خدا نے اپنے عہد کی تشریح اور تفسیر فرما دی ہے، یعنی آیت سورہ آل عمران تفسیر الکبیر، جلد ۶، صفحہ ۵۷۲، ائمة الاولی سے لے کر..... وامرھم بالتبلیغ تک کے الفاظ ہیں۔ یعنی خدا نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ پہنچا دیں۔ اس میں قطعاً اس امر کی تشریح نہیں ہے کہ کیا چیز پہنچائی جاوے، بلکہ پہلے لفظ سے خود میثاق کا اشارہ نکلتا ہے کہ میثاق پہنچا دیں۔ بعض مفسرین نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ سورہ آل عمران کی میثاق النبیّین والی آیت کا یہی مطلب ہے کہ ہر نبی سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ اپنے بعد میں آنے والی نبی کے متعلق پیشگوئی کر دے اور اُس قوم کو بتا دے کہ تم نے اس کو ماننا ہوگا۔ یعنی مفسرین نے اس آیت میں رسول کے لفظ سے رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات ہی مراد لی ہے اور ہر رسول کی ذات بھی مراد لی ہے۔ مگر میثاق وہی ہے کہ آنے والے رسول کی تصدیق اور اس کی پیشگوئی کرے۔ بخاری، جلد ۲، صفحہ ۲۰۸ پر مامن..... خیرہ کی عبارت ہے۔ برکات الدعا، صفحہ ۱۶ پر، اس میں کچھ شک نہیں..... تھا، کے الفاظ ہیں۔

ازالہ اوہام پر صفحہ ۶۱ پر تقطیع کلاں پر اور ہم پہلے اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں..... حاصل نہیں ہو سکتے، کی عبارت ہے۔ اس کے ماقبل اور مابعد کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ ایام الصلح، صفحہ ۳۵ پر، مگر چونکہ مقصد تھا..... وجود ہی تھا، کی عبارت ہے۔ اس کا بھی ماقبل اور مابعد قابلِ ملاحظہ ہے۔ حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۷۷ و ۷۸، طبع اوّل، بغیر ترجمہ پر الاتر ای الا قول رسول اللّٰہ

صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم..... فاکنہ تک کی عبارت ہے۔لیکن اس کے بعد کی سطریں بھی قابلِ غور ہیں۔عربی زبان کی مشہور ڈکشنریاں بمثل لسان العرب، تاج العروس معتبر ہیں، بشرطیکہ وہ کسی لفظ کا ترجمہ کرتے وقت دلیل کے طور پر کسی عرب کی کلام سے یا محاورہ سے وہ سند پیش کریں۔ان دونوں کتابوں کا ہر مطلب بیان کیا ہوا میرے لیے اس صورت میں معتبر ہے کہ وہ سند کے طور پر کوئی استشہاد پیش کریں۔اور یہ شرط قرآن شریف کے الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے صحیح اور غلط معنی کو مدنظر رکھنے کے لحاظ سے ہے۔ یہ دونوں کتابیں عام طور پر معتبر بھی ہیں۔کیونکہ یہ ضخیم ہیں اور بڑی بھی ہیں۔منن الرحمٰن مرزا صاحب کی کتاب ہے۔اس کے حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۸ پر حسب ذیل عبارت ہے،''لسان العرب تاج العروس میں جو لغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں۔'' تفسیر صافی شیعوں کی تصنیف ہے۔اور یہ حوالہ اس لیے دیا گیا تھا کہ فریق اوّل کی طرف سے شیعوں کی اصطلاحات بیان کی گئی تھیں اور جس بات کا میں نے حوالہ دیا ہے، وہ مفسر کا اپنا قول نہیں ہے، بلکہ اس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت بیان کی ہے۔تفسیر صافی میرے نزدیک اس رنگ میں مستند نہیں ہے کہ اس مفسر کا قول ہے۔ بلکہ اس میں جو باتیں قرآن کے مطابق ہوں گی۔اور قرآن شریف کی تائید وتصدیق میں جن احادیث کے وہ مطابق ہوں گی۔اس لیے کہ ہماری کتابوں میں ان کی تائیدیں پائی جاتی ہیں۔ان سے کسی حوالہ کا دیکھنا برا نہیں ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہے..... کہ تفسیر صافی کا قائل یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ جو قرآن شریف موجودہ قرآن شریف ہے، جس کی وہ خود تفسیر لکھ رہا ہے کہ وہ قرآن نہیں ہے۔ میں نے تفسیر صافی کو بعض جگہوں سے دیکھا ہے۔ جو کتاب اب مجھے دکھلائی گئی ہے، میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ وہ وہی کتاب ہے۔من وعن اپنے تمام الفاظ کے ساتھ جو کہ میں نے پیش کی تھی، جو اس کتاب کے شروع میں یہ الفاظ لکھے ہوئے موجود ہیں، **ھذا الکتاب المسمی بالصافی فی تفسیر کلام اللّٰہ الوافی، الکافی، الشافی.** جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی وافی، کافی، شافی تفسیر ہے۔اس کے صفحہ ۱۳ پر یہ الفاظ ہیں کہ اقوال المصطفیٰ.....عنہ رسولٍ۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں حاصل شدہ امر ان تمام خبروں سے اور دیگر روایتوں سے جو اہل بیت کے طریق سے ہیں کہ وہ قرآن جو ہمارے اندر ہے، وہ پورا کا پورا ویسا نہیں جو محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اتارا گیا۔ بلکہ اس میں بعض وہ بھی ہے جو خلاف ہے۔اس کے لیے جو اللہ تعالیٰ نے اتارا۔اور بعض وہ بھی ہے جو بولا گیا ہے اور تحریف کیا گیا، اور تحقیق اس سے حذف کی گئی ہے۔اکثر چیزیں مثلاً حضرت علی کا نام بہت سی جگہوں میں یا آل محمد کا نام بعض جگہوں میں یا منافقوں کا نام بعض جگہوں میں یا ایسا ہی یا کچھ اور کہ وہ قرآن جو ہمارے اندر ہے، وہ نہیں ہے۔اس ترتیب پر جو خدا کے رسول کو پسندیدہ تھی۔ آگے چند سطروں کے بعد لکھا ہے، انتہٰی کلامہ۔ کہ اس کی کلام ختم ہوگئی۔اور لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں، **ویرد علیٰ ھذا کلہ اشکالٌ** کہ ان تمام باتوں پر بہت سے اشکال اور اعتراضات وارد ہوئے ہیں۔اس کے متعلق تقریباً سارا صفحہ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ صحیح مذہب اس عبارت کے خلاف ہے۔جس کا اوپر ترجمہ کیا گیا ہے۔یعنی قرآن محرف اور مبدل نہیں ہے۔قابلِ ملاحظہ ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ جو کتاب میں نے پیش کی تھی، جس کے شروع پر کیا الفاظ ہیں، تمام وہ کتابیں کہ جس کے مصنّفین کا حال ہمیں معلوم ہو، یا معلوم نہ ہو، اس صورت میں معتبر ہوں گی جب قرآن شریف کی تصدیق یافتہ ہوگی۔کوئی دستاویز، اشتہار یا پمفلٹ یا رسالہ یا کتاب اپنے مضامین کے لحاظ سے تبھی معتبر ہوگی جبکہ قرآن شریف کی تصدیق یافتہ ہو۔اور اگر وہ واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو وہ

www.khatmenubuwwat.org

اس واقع کے متعلق بھی معتبر ہوسکتی ہے جبکہ اسی انسان کی تحریرات کے خلاف نہ ہو جس کی طرف دستاویز منسوب ہے۔ اگر کسی انسان کی دستاویز ہمارے سامنے پیش کی جاوے اس رنگ میں کہ اس کے دستخط تو اس پر اس کے نیچے نہیں ہیں، لیکن کہا جاتا ہے کہ یا اس کے اخیر میں اس کا نام لکھا ہوا موجود ہے کہ یہ اس کا مضمون ہے اور اس کی زندگی میں وہ دستاویز شائع ہو جاتی ہے۔ اس کو مخالفین بھی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ لوگ ان کو مخالف سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ خود اس میں مخالف ہوں یا نہ ہوں اور اس دستاویز کا منسوب شدہ شخص اس کا انکار نہیں کرتا۔ یا وہ شخص جس کی دستاویز پیش کی جا رہی ہے بقید حیات ہو کہ اس سے پوچھا جا سکے۔ لیکن جس امر کی وہ دستاویز ہے اس امر کے متعلق تنازعہ ہو چکا ہے۔ اور اثنائے تنازعہ میں وہ دستاویز حاصل کی گئی ہے۔ یا ایسی ہی اور شقیں جو سول لاء میں کسی دستاویز کے معتبر ہونے کے متعلق مروج ہیں تو اُن کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہوگا۔ جو دستاویز اب مجھے دکھلائی گئی ہے وہی اشتہار ہے جو میں نے پیش کیا ہے۔ اس اشتہار میں کوئی تاریخ اشاعت درج نہیں اور نہ ہی اس کے لکھنے کی تاریخ اس میں درج ہے۔ کسی دستخط کے نیچے بھی کوئی تاریخ درج نہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ اشتہار کب کا شائع شدہ ہے۔ البتہ جن عبارتوں پر یہ فتویٰ لگایا گیا ہے، ان میں سے بعض عبارتوں کو میں نے کئی رسالوں سے دیکھا ہوا ہے۔ کتاب تقویۃ الایمان، جواب میرے سامنے پیش کی گئی ہے، اس کے متعلق میں یہ یقینی نہیں کہہ سکتا کہ وہ مولوی اسماعیل صاحب کی ہے۔ اور کہ تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۱ کا حوالہ اس مشتہر نے کس عبارت کے تعلق سے دیا ہے۔ مجھے اس وقت مستحضر نہیں ہے کہ کتاب تقویت الایمان میں سے ان عبارتوں میں سے کوئی عبارت ہے جو اس اشتہار میں درج ہے۔ میں نے تحقیقات نہیں کی کہ بہاولپور میں کوئی شخص عبدالنبی کے نام کا بھی ہے یا نہیں، جس کا اس اشتہار پر نام ہے۔ اور نہ مجھے اس کے دریافت کرنے کی ضرورت تھی۔ اس اشتہار میں جن لوگوں کے نام درج ہیں، فتویٰ لگانے کے لحاظ سے میں نے ضرورت نہیں سمجھی کہ ان سے جا کر دریافت کروں اور نہ ان لوگوں سے ملاقی ہوا ہوں۔ یہ فتویٰ میں نے ایسے رنگ میں پیش کیا تھا، جس طرح ہر فریق مخالف کی طرف سے بغیر جاننے کے لوگوں کے فتوے ہمارے خلاف پیش کیے گئے تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ محمد ابراہم بھاگلپوری مشتہر کون ہے۔ کوئی مشہور آدمی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے سوا سو روپیہ انعام دینے کا بھی اشتہار میں ذکر کیا ہے۔ اس فتویٰ کی صحت اور سقم کے متعلق مشتہر جانتا ہے۔ البتہ میں یہ جانتا ہوں کہ اس میں جو بعض عبارتیں درج ہیں، وہ صحیح ہیں۔ اور میں نے بھی ان کو اصل کتابوں سے پیش کیا ہے۔ حافظ روشن علی صاحب احمدی میرے استاد ہیں۔ حضرت مسیح موعود، خلیفہ اوّل اور خلیفہ ثانی کی کتابوں کے سوا کوئی کتاب مجھ پر حجت نہیں۔ حافظ روشن علی صاحب کی کسی کتاب سے وہی بات میرے لیے مستند اور حجت ہوگی جس کی تائید حضرت مسیح موعود یا آپ کے خلفاء کی اپنی تحریروں سے ہوتی ہو، خواہ اعتقادیات کی ہو، خواہ عملیات کی۔ جو کتاب فقہ احمدی، حصہ اوّل پیش کی گئی ہے، یہ حافظ روشن علی کی ہے۔ اس کے صفحہ پر یہ عبارت ہے، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود کے بعد ایسے نبیوں کا آنا ممکن ہے، جو تابع شریعت محمدیہ ہوں۔ جہاں تک اس عبارت کی مسیح موعود کی کلام سے تائید ہوتی ہے اور اگلا فقرہ کہ مسیح موعود کی غلامی کے حلقہ بگوش۔ اس سے صرف شرط مراد ہو، تائید ہوتی ہے۔ ایک انسان اگر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اور ان چیزوں کا بھی اقرار کرتا ہے جن کے ماننے سے ایک انسان مسلمان کہلاتا ہے، مگر خدا تعالیٰ کی ان صفات کا انکار کرتا ہے جو قرآن و حدیث میں صریح طور پر بیان

www.khatmenubuwat.org

ہیں۔کبھی صاف طور پر وہ یہ کہتا ہے کہ میں ان کو نہیں مانتا۔تو وہ منکر صفات ہے اور مدعی اسلام سمجھا جائے گا۔ وہ کافر صفات الٰہیہ کہا جائے گا۔کسی مدعی اسلامی سے بائیکاٹ کرنا، پس دین وغیرہ کے بارہ میں جن میں شریعت نے اپنی مرضی کو دخل نہیں دیا۔اور مجبور کیا ہے۔ ان معاملات میں ایسے انسان کو عام دوسرے مدعیان اسلام کی طرح سمجھا جائے گا۔ اگر وہ باتیں جو آیت، **اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا** (انفال:۴) سے پہلے مذکور ہیں۔ اپنے تمام مشروط اور تفاصیل کے ساتھ بکمال تمام کسی شخص کے اندر پائی جاتی ہیں۔ وہ اس آیت کا مصداق ہوگا۔ یہ ایک مروج فقرہ ہے کہ ہر ایک شخص کی اپنی اصطلاح ہوتی ہے۔اور اس اصطلاح کو مدنظر رکھ کر ہی اس شخص کی کلام کا مطلب سمجھا جاتا ہے۔ ہر فن میں بھی اصطلاحات ہوسکتی ہیں۔کسی شخص کے بیان کردہ مصطلحات کا علم ہوئے بغیر اس کی کلام کو اپنے خیال کے مطابق ڈھال لینا ایسے رنگ میں کہ اس شخص کی تصریحات کے خلاف ہو، نہایت نامناسب بات ہے۔صوفیائے کرام جن اصطلاحوں کے متعلق یہ کہہ دیں کہ ہماری یہ خاص اصطلاحیں ہیں۔اور ویسی اصطلاحیں اس شخص کی نہ ہوں جو ان سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ یا صوفیہ کرام کی وہ اصطلاحیں واقعی طور پر مروج بھی نہ ہوں تو پھر انہیں رنگ میں ان اصطلاحوں کو لیا جائے گا جن میں انہوں نے بیان کیا۔ بشرطیکہ وہ تصریح کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوفیائے کرام نے جو بھی اسلام اور کفر کے معنی لیے ہیں، یا موت وحیات کے معنی لیے ہیں، وہ صحیح لیے ہیں۔اور قرآن وحدیث اور زبان عربی کے ماتحت لیے ہیں۔کسی خاص شخص کے اصطلاحی معنی جو قرآن، حدیث اور زبان عربی کے خلاف ہوں، ان سے میں واقف نہیں ہوں۔اور میرے خیال میں ایسی کوئی اصطلاح ہے ہی نہیں۔ مجھے کفر اور اسلام کے معنی قرآن اور حدیث کی رُو سے نہ ماننے اور ماننے اور انکار کرنے اور تسلیم کرنے یا ناقدری کرنے اور کامل فرمانبرداری کرنے کے سوا اور معنی ثابت ہونے معلوم نہیں ہیں۔ مسیح موعود کو ماننا قرآن شریف اور حدیث کا مسئلہ ہے۔اور قرآن اور حدیث پر مسلمانوں کو اجماع ہے۔اجماع اس مسئلہ میں ہوا کرتا ہے جس کا قرآن اور حدیث میں صریحاً ذکر نہ ہو۔اور اجتہاد کے متعلق وہ مسئلہ ہو۔ چونکہ مسیح موعود کی پیشگوئی احادیث میں موجود ہے۔مختلف علامات کے لحاظ سے بھی اور قرآن کریم میں بھی، آئندہ امت محمدیہ میں خلفاء محدثین وغیرہ آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ اس لیے اس کا ماننا نہایت ضروری ہو گیا۔ اجتہاد کا مسئلہ بھی نہ رہا، اس لیے اجماع کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

www.khatmenubuwwat.org

۲۷/ مارچ ۱۹۳۳ء

تتمہ مولوی غلام احمد مجاہد گواہ فریق ثانی　　فریقین اور اُس کے مختار حاضر　　باقرار صالح

میں نے خاتم کے جو معنی کل بیان کیے ہیں، وہ عربی زبان کے لحاظ سے ہیں۔ لغت کی جن کتابوں کا میں نے کل ذکر کیا تھا، ان میں خاتم النبیّین کا مرکب لفظ لکھ کر عربی زبان کی استشہاد سے کوئی ایسی ہی مثال پیش کرنے کے بعد کوئی خاص طور پر معنی زبان عربی کی رُو سے نہیں کیے گئے۔ کوئی اپنے خیال سے بیان کرے تو یہ اور بات ہے۔ ہاں علیحدہ علیحدہ الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے خاتم کے معنی زبان عربی کی رُو سے کیے ہیں، جو میں نے بیان کر دیے ہیں۔ اور میں نے استشہاداً عرب لوگوں کے بیان کردہ محاورہ اور الفاظ بھی بیان کر دیے ہیں۔ منتہی الادب میرے نزدیک مسلم کتاب نہیں ہے۔ قاموس، جلد۴، صفحہ۱۳، ۱۰۴ پر یہ الفاظ ہیں، **والخاتم مایوضع**..... مجمع البحار کے صفحہ ۳۲۹ و ۳۳۰، جلد ا پر حسب ذیل عبارت ہے، **استودع اللہ امانتک وخواتیم عملک انی اواخرہٗ**. مراد اس سے اعلیٰ درجے کے اعمال ہیں۔ دوسری جگہ یہ عبارت ہے، **اوتیت جوامع الکلم وخواتیم**..... **معدن لھا**..... **لانبی بعدہ: والقرایت**..... **بقعر: والخاتم**..... **صلعم: بالفتح اسم امے اخرہٗ وبالکسر اسم فاعلٌ**. ان عبارتوں کے ساتھ اس کتاب کا تکملہ صفحہ ۸۵ بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ مفردات راغب، صفحہ ۱۴۲ پر حسب ذیل عبارت ہے، **وخاتم النبی**..... **منقطعٌ**. اس میں النبوت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جو خاص معنی رکھتا ہے۔ یعنی شرعی نبوت اس کتاب میں قرآن شریف کے الفاظ کی تشریح ہے۔ بحر المحیط کے صفحہ ۵۰۰ پر حسب ذیل عبارت ہے، **الخاتم، الختام واخر القوم جمع خواتم**. ازالہ اوہام، صفحہ ۲۵۲ پر ہے۔ اکیسویں آیت یہ ہے، خاتم النبیّین اور اس کے نیچے اس کا ترجمہ بھی ہے۔ اس کے ساتھ سارا صفحہ قابل ملاحظہ ہے۔ خاتم المہاجرین کا جو لفظ میں نے اپنے بیان میں استعمال کیا ہے اور جو حضرت عباس کے متعلق ہے، اس کے معنی بلحاظ درجہ اور شان اور مکہ سے ہجرت کرنے کے آخر کے ہیں۔ یعنی مکہ سے ان کے بعد ہجرت جائز نہیں۔ ویسے ہی حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد شرعی ہجرت جائز نہیں۔ اور جیسے حضرت عباس کا درجہ ہجرت میں ہے، ویسا درجہ بعد کے ہجرت کرنے والوں کا نہیں ہوگا۔ اس سے المہاجرین میں پہلے مہاجر بھی مراد ہیں اور پچھلے بھی دونوں ہو سکتے ہیں۔ اگر یہاں خاتم کے معنی آخر کے لیے جائیں گے تو آخر سے مراد آخری ہوگا، فقید المثال نہیں۔ تو پھر آخری ہونا ان کا مکہ سے ہجرت کرنے کے لحاظ سے ہے۔ اور اگر آخر سے مراد فقید المثال یا بڑا درج ہے تو آئندہ آنے والے مہاجرین کے لحاظ سے مرتبہ کے لحاظ سے پہلے مہاجرین شامل نہیں ہوں گے۔ موسیٰ علیہ السّلام کی قوم میں موسیٰ علیہ السّلام کے بعد جس قسم کے نبی آئے، ان کو مدنظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام ان نبیوں کے آخری نبی تھے۔ سلسلہ موسویہ کے نبیوں کے لحاظ سے ان انبیاء کا خاتم بھی عیسیٰ علیہ السّلام کو کہا جا سکتا ہے۔ تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، طبع دوم پر یہ عبارتیں ہیں۔ اور اس مماثلت کے لحاظ سے..... خاتم الانبیاء تھا۔ حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے..... اکمل اور اتم طور پر ہو جاتا: پس اگر فرض کریں..... خاتم الانبیاء ہے، پہلے حوالہ میں موسوی خلیفوں کے الفاظ قابلِ ملاحظہ ہیں۔ اور دوسرے حوالہ میں سلسلہ اور تیسرے میں سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں خاص طور پر مدنظر

www.khatmenabuwwat.org

رکھنے کے قابل ہیں۔ خطبہ الہامیہ کے حاشیہ کے اخیر میں صفحہ (الف اور ب) پر حسب ذیل عبارتیں ہیں، **ثم اعلم**..... **خاتم المرسلین**. مگر اس میں سلسلہ کلیمیہ کے الفاظ خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں۔ اور خاتم کے بارہ میں مرزا صاحب کی جس قدر عبارتیں پیش کی جارہی ہیں، ان میں یہ تصریح ہیں ہے کہ آیا خاتم ت کی زیر کے ساتھ ہے، یا خاتم ت کی زبر کے ساتھ ہے۔ تریاق القلوب، صفحہ ۳۷۹ پر حسب ذیل عبارت ہے، منجملہ ان کے یہ ہے..... میں ان کے لیے خاتم الاولیاء۔ اس کی تشریح اس مضمون میں صفحہ ۳۸۳ تک طبع ثانی میں مدنظر رہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۸۲ پر حسب ذیل عبارت ہے، **وہ علٰی قدر شفقت**..... **لھو**. خاتم اولاد اس کے نیچے اس کا ترجمہ ہر دو میں بھی دیا ہوا ہے۔ جس میں یہ الفاظ بھی ہیں، یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا ہی ہوگا اور وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا۔ اس سے پہلے کا فقرہ بھی قابلِ ملاحظہ ہے، جو یہ ہے، یعنی کامل انسانوں میں سے..... ہوگا خبیث اور طیب کی امتیاز اس آیت میں جو میں نے پیش کی ہے، بذریعہ غیب الٰہی کے ہے، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجتبیٰ رسولوں پر ظاہر ہوا کرے گا۔ اور یہی اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ایمان کے لحاظ سے جو طیب اور خبیث ہوتا ہے، ان کا پتہ ان مجتبیٰ رسولوں کی آمد سے ہی ہوتا ہے۔ بعد ان کے مان جانے یا نہ ماننے کے۔ خبیث اور طیب کا امتیاز اس آیت میں جس کا میں نے اپنے بیان میں حوالہ دیا ہے۔ رسولوں کی آمد اور ان کی آمد کے بعد ان پر ایمان لانے سے ہوتا ہے اور ان رسولوں کا آنا شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے۔ اس آیت میں، وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران: ۱۷۹) میں جس ایمان اور تقویٰ کا ذکر ہے، اس ایمان کو خود خدا تعالیٰ نے بھی اس جملہ سے پہلے اس آیت میں فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (آل عمران: ۱۷۹) فرما کر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ایمان مراد ہے جو ہمارے اس حکم کے مطابق ان مجتبیٰ رسولوں پر لانے کے بعد پیدا ہوتا ہے، اس آیت میں من رسلہ سے مراد وہ رسول ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اظہار علی الغیب کرے گا۔

ہمارے اعتقاد میں بھی قرآن شریف کے بعد قیامت تک کوئی شرعی کتاب نہیں آئے گی۔ یہی کامل شریعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرما دی، البتہ اس شریعت کے متبع غیر شرعی بالافادہ انبیاء قیامت تک آسکتے ہیں۔ یہ شریعت محمدیہ بلحاظ اشیاء خوردنی و پوشیدنی کے حالت اور وقت کا حکم بتاتی ہے۔ اور یہی حلال وحرام، خبیث اور طیب اشیاء کی وضاحت کے لیے قیامت تک کافی ہے۔ مگر وہ ایمان جو اس شریعت پر ایک انسان لانے کا اظہار کرے گا، اس ایمان کے اندر معلوم کرنے کے لیے کہ واقعی یہ خالص ایمان ہے یا ناقص۔ ان کا امتیاز کرنے کے لیے اس شریعت محمدیہ کے ماتحت انبیاء اور رُسل آئیں گے۔ پھر ماننے والا افضل ہو جائے گا اور طیب کہلائے گا اور نہ ماننے والا خبیث کہلائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اکل وشرب کا ذکر نہیں کیا، بلکہ ایمان کے مدعیوں اور دعویداروں کا ذکر کر کے بتلایا ہے کہ ان کے خبیث اور طیب کا فرق بذریعہ اظہار علی الغیب کے ہوگا، جو رسولوں پر کیا جائے گا۔ چنانچہ فرمایا، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (آل عمران: ۱۷۹) کہ جب کبھی ایسے رسول آئیں تو ان کو مان لیا کرنا۔ آیت مذکورہ بالا میں رسل کے لفظ سے غیر شرعی رسول مراد ہیں۔ ہر ایک آیت میں رسول اور نبی کا لفظ جو استعمال ہوگا، وہ قرآن شریف کے ہیں۔ یہاں فرمودہ فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اس آیت میں بیان ہوں گی، یا جو دوسری آیتوں میں تصریحات ہوں گی، ان کی بناء پر ہر جگہ علیحدہ علیحدہ مراد ہوگا، کسی جگہ شرعی اور غیر شرعی دونوں۔ کسی جگہ صرف شرعی، کسی جگہ غیر شرعی اس کے معنی محدث بھی ہو سکتے ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

کیونکہ وہ بھی ایک لحاظ سے نبی ہوتا ہے۔ اور محدث کے معنی ہیں کہ جسے مکالمہ ومخاطبہ اللہ کا حاصل ہو۔ حضرت عمر کے بارہ میں جو محدث لفظ استعمال کر کے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی تشریح فرمائی ہے، جس کو میں اپنے بیان میں ذکر کر چکا ہوں۔ تاریخ الخلفاء کے حوالہ سے اُن معنوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی محدث تھے۔ رسولوں کا بھیجنا یا نبیوں کا بھیجنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور اس نے فرما دیا ہے، اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ. (انعام:۱۲۴) کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کہاں اور کس جگہ اور کس کو نبی اور رسول مقرر کرے۔ کسی نبی کے آنے کی خاص طور پر زمانہ کے لحاظ سے کسی خاص زمانہ یا صدی کا نام لے کر تخصیص نہیں کی گئی۔ ہاں استدلال معلوم ہوسکتا ہے۔ آیات، وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ج لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (زمر:۶۵) كَذٰلِكَ يُوْحِيْ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (شوریٰ:۳) جو سورہ زمر اور سورہ شوریٰ سے بیان کی گئی ہیں، ان میں حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ سے پہلے کی وحی کا ذکر ہے۔ چونکہ آپ پر شرعی وحی ہوئی ہے اور آپ سے پہلے بھی شرعی وحی ہوتی رہی ہے، اس لیے ان دو آیات میں آئندہ وحی کا ذکر کرنا اس امر کا وہم ڈالتا تھا کہ شاید وہی شرعی وحی آئندہ بھی ہوگی، ذکر نہیں کیا گیا، کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد شرعی وحی منقطع اور بالکل بند ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے شرعی وحی بھی ہوتی تھی اور غیر شریعی بالاستقال وحی بھی ہوتی تھی۔ قرآن شریف کی آیات میں بعد کے لفظ کی تخصیص کے ساتھ مطلق وحی کا اس رنگ میں تو ذکر نہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد، یا یہ کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد وحی ہوگی۔ ہاں اس رنگ میں کہ آپ کی امت کو خیر اُمت قرار دے کر اور آپ کو تمام انبیاء سے افضل اور اعلیٰ قرار دے کر اور بہترین انعام کلامِ الٰہی و بشارات خداوندی قرار دے کر کئی آیتوں میں تصریح فرما دی گئی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کے کفیل اور اتباع کی برکت سے اس امت محمدیہ میں غیر شریعی وحی کا دروازہ کھلا ہے۔ چنانچہ کچھ آیتیں میں نے بیان میں مفصل بیان کر دی ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا زمین میں کسی کو خلیفہ بنانے سے یہ مراد ہے کہ اس کو لوگوں کے لیے نبی بنایا جاوے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السّلام کے متعلق فرمایا، اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً. (بقرہ:۳۰) یا داؤد علیہ السّلام کے لیے فرمایا، يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ. (ص:۲۶) اور یہ دونوں نبی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ کا خلیفہ بنانے سے یہی مراد ہے کہ ان کو نبی بنا کر مبعوث کیا جاوے۔ مخلوقات کی ہدایت کے لیے داؤد علیہ السّلام نبی بھی تھے اور اپنی بعد کی عمر میں بادشاہ بھی ہو گئے تھے، جیسے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ حضرت آدم علیہ السّلام نبی تھے۔ ان کی بادشاہت کرنے کے متعلق کوئی تصریح قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ خلیفہ کا لفظ قرآن شریف میں خاص شخص کے لیے جو استعمال ہوا ہے، وہ داؤد اور آدم علیہما السّلام کی ذات بابرکات ہیں۔ چونکہ خدا نے ان کو خلیفہ بنایا ہے اور ان کے لیے لفظ خلیفہ استعمال فرمایا ہے اور یہ دونوں نبی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا مطلب لفظ خلیفہ سے نبی ہوتا ہے۔ اور خلیفہ بنانے سے نبی مبعوث کرنا مراد ہوتا ہے۔ حاکم ہونا اس کے واسطے ضروری نہیں۔ ہو یا نہ ہو۔ یعنی اس کا بادشاہ وقت ہونا یا بادشاہ وقت نہ ہونا۔ اس امر کی کوئی قید نہیں ہے۔ کیونکہ بعض انبیاء محکوم بھی ہوئے ہیں اور بعض انبیاء حاکم بھی ہوئے ہیں، لہٰذا دونوں مفہوم اس کے اندر مراد ہوں گے۔ یعنی خلیفہ بمعنی نبی جو حاکم ہو اور خلیفہ بمعنی نبی جو محکوم ہو۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (مائدہ:۹) والی

www.khatmenubuwwat.org

آیت میں پہلی امتوں کے خلفاء کی مثال دے کر آئندہ خلفاء کا وعدہ دیا گیا ہے۔ پہلی امتوں میں دونوں قسم کے خلفاء تھے۔ یعنی نبی اور نبیوں کے جانشین، لہٰذا اس امت محمدیہ میں بھی جن خلفاء کا وعدہ ہے، ان سے نبی بھی ہیں اور نبیوں کے جانشین بھی دونوں واضح طور پر مراد ہیں۔ لہٰذا خلفاء راشدین، مہدیین یہی مراد ہو سکتے ہیں۔ اور ایسے انبیاء جو رسول مقبول کے طفیل سے نبی بنیں وہ بھی اور نبیوں کے خلفاء بھی۔ خلفاء کا لفظ لغت کے لحاظ سے قرآن کریم میں بوجہ ایک قوم کے پیچھے دوسری آباد ہونے والی قوم کو جانشین قرار دینے کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ اور اس میں کفار اور مومن دونوں ہو سکتے ہیں۔ مگر امت محمدیہ کو جن خلفاء کا وعدہ ہے، وہ کافر خلفاء مراد نہیں۔ اس آیت میں جو یہ الفاظ، **ولیمکنن طعمه.....لنا**، ان سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ وہ آنے والے خلفاء اپنے دین کو دنیا میں خود اجرا کرنے کی طاقت رکھتے ہوں گے، بلکہ اس میں یہ تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے دین کو مضبوط کر دے گا۔ اور دنیا ہزار کوشش کرے کہ ان کا دین ان کی تعلیم نہ پھیلے۔ لیکن وہ ناکام رہ گئی اور خدا تعالیٰ ان کی تعلیم اور ان کی باتوں کو دنیا میں ترقی پذیر کرے گا، کیونکہ جن خلفاء کی مثال دی گئی ہے کہ ویسے خلفاء اس امت میں ہوں گے۔ ان سب پہلی امتوں کے خلفاء کو اپنے اپنے دین جاری کرنے کی ضرورت سیاسی طور پر نہیں ملی۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السّلام تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے، ویسے ہی آنحضرت بھی تمام انسانوں کی طرف قیامت تک رسول ہیں، اس لیے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے تمام بنی اسرائیل کی طرف نبی ہونے کے باوجود بہت سارے بعد میں نبی آجانے سے موسیٰ علیہ السّلام کی بعثت عامہ میں کوئی خلل اور رَخنہ نہیں پڑتا، حالانکہ وہ بعد کے آنے والے نبی موسیٰ علیہ السّلام کی اتباع کی برکت سے نبی نہ کہلاتے تھے۔، بلکہ بالاستقلال نبی تھے۔ ویسے بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کی اتباع اور برکت سے کسی نبی کے آجانے پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت عام میں کوئی خلل یا رخنہ نہیں پڑ سکتا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو یہ فقرہ فرمایا، **فبکم النبوة و الملکة**۔[1] اس فقرہ میں جو کُم کا لفظ ہے، اس سے مراد امت محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اس میں مخاطب کرنے سے مراد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مراد نہیں، بلکہ امت محمدیہ مراد ہے۔ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت منہاج نبوت پر تھی۔ یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی لائی ہوئی شریعت کے اشاعت کے لیے آپ کی نیابت میں تھی۔ **انا اکرم الاولین والاخرین علی اللّٰه ولا فخر**،[2] والی حدیث میں تمام اولین و آخرین مراد ہیں، یعنی انبیاء اولین و آخرین۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں تمام انبیاء مراد ہیں کیونکہ نبی اپنی امت سے بہرحال افضل ہوتا ہے۔ وہ فخر کی جگہ نہیں کہ جس کو خاص طور پر فخر کے طور پر بیان کیا جاوے اور اس لیے بھی کہ اگر آخرین سے نبی مراد نہ لیے جاویں، بلکہ عام مومن مراد لیے جاویں تو اولین سے بھی پھر عام مومن مراد لینے پڑیں گے اور رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت پہلی امتوں کے عام مومنوں سے ہوگی، نہ کہ انبیاء سے، حالانکہ یہ معنی رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دوسری تصریحات کے اور احادیث کے خلاف ہے۔ اور اس لیے بھی کہ اگر آخرین سے مراد بعد کے صرف مومن ہیں تو ان سے افضل ابوبکر بھی ہیں۔ پھر حضور صلّی اللہ علیہ

۱۔ رواہ ابن عدی، الکامل فی الضعفاء، ج ۵، ص ۴۳۰، غیر محفوظ وفی سیر اعلام النبلاء منکر

۲۔ ترمذی، رقم ۳۶۱۶، غریب، فیه سلمه بن دهرا وزمعه بن صالح وهما ضعیفان

www.khatmenubuwwat.org

وسلّم کا حقیقت اظہار فرما کر **ولا فخر** کہنا کوئی خاص رنگ نہیں رکھتا۔ کیونکہ دوسرے بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سیّد المرسلین، صفحہ ۵۰۵ پر یہ حدیث ہے، **انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر**. یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام نبیوں سے، جو پہلے ہو چکے یا بعد میں آئیں گے، افضل ہیں۔

الیواقیت والجواہر، جلد۲، صفحہ ۳۷ پر حسب ذیل عبارت ہے، **وعبارت الشیخ..... بالولایت**.

حضرت مسیح موعود نے یہ تصریح فرمائی۔ صحابہ سے ملا، جب مجھ کو پایا۔ اور یہ قرآنی آیات کا اور احادیث کا مطلب ہے جو آپ نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مجھ کو مان لیا۔ وہ درجہ میں حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ سے مل گیا۔ خطبہ الہامیہ، صفحہ ۱۷۱ پر حسب ذیل عبارت ہے، **فمن دخلی..... مستد بریں**. اور اس میں آخریں قسم والی آیت سے استدلال کیا ہے۔ اور اس کے نیچے ہر دو ترجمہ، پس وہ..... پوشیدہ نہیں ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس کتاب میں یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود ہی کا ہو۔ مگر یہ ترجمہ تحت اللفظ ہے۔ اور صحیح ہے۔ مگر عبارت کا مفہوم وہی ہوگا جو حضرت مسیح موعود کی دیگر تصریحات کے مطابق ہو۔ صحابہ کرام کی طرف منسوب شدہ بات کہ انہوں نے کی ہے، یا کہی ہے، یا تحقیق کی ہے، اگر قرآن شریف کے مطابق ہے تو قابل قبول ہے۔ اگر صحابہ کرام کی طرف منسوب شدہ بات کو ثابت شدہ اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ ان تک روایت پہنچتی ہے تو اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ سب روایتیں اپنے اسناد کے لحاظ سے صحیح ہوسکتی ہیں۔ لیکن قرآن شریف کے قطعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ محض غلط ہیں۔ اور اگر ثابت شدہ کا لفظ کسی اور معنی میں استعمال ہوتا ہو تو بیان کیا جاوے۔ میں اس کے مطابق اپنا جواب لکھا دوں گا۔ میرے بیان کردہ معیار کے مطابق میں قرآنی قطعیت کے مطابق کے معیار کی رُو سے اگر کوئی دینی مسئلہ صحابہ کا بیان کردہ ہو تو وہ بہرحال راجح ہوگا۔ کسی ایک صحابی کا بیان کردہ تطابق اگر قرآن کے مطابق ہو کر بیان کیا گیا ہے اور واقعی مطابق ہے، زبان عربی سے بھی اس کی تائید ہوئی ہے، دیگر احادیث سے بھی اس کی تائید ہوگئی ہے۔ اور دیگر صحابہ کے اجماع سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے تو وہ راجح ہوگا۔ لیکن کسی صحابی کا ذاتی خیال راجح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے کہ بعض صحابہ اپنے فتویٰ اور اجتہاد میں ویسے نہیں جیسے دوسرے۔ اور احادیث سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بعض صحابہ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ارشاد کی کچھ مراد لی۔ مگر وہ محض غلط ثابت ہوئی۔ اگر کسی غیر صحابی کی تحقیق، بشرطیکہ قرآن شریف کے تصریح کی تحقیق سے مقدم ہے، نہ اس لیے کہ وہ اس کی ذاتی تحقیق ہے۔ بلکہ اس لیے کہ قرآن کریم اور عربی زبان کی سندات اور ان احادیث کی سندات جو صحابہ کی موجودگی میں سب کی سب، سب صحابہ کو معلوم نہ تھیں، اور نہ مدوّن و مرتب ہوئی تھیں۔ اس کی تائید میں ہیں جو میں نے شرطیں اوپر بیان کی ہیں۔ ان کے بیان کرنے کے بغیر اگر کوئی غیر صحابی کوئی تحقیق پیش کرتا ہے، اگر وہ پیش کرنے والا خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم و مامور نہیں ہے کہ جس کی وحی والہام کی تصدیق و تائید قرآن پاک کی تصریحات سے ہو چکی ہو، بلکہ عام شخص ہے تو اس کی ذاتی رائے اوپر کی شرائط سے علیحدہ کر کے صحابی کی بیان کردہ شدہ تصریح سے سننے والے اور ماننے والے کے اختیار پر ہوگی کہ اسے راجح سمجھے یا نہ سمجھے۔ کسی حدیث کو قرآن کی مطابقت میں صحیح قرار دینے والا، خود مختار ہے کہ وہ اپنے استدلال کی رُو سے اسے مطابق قرار دے، یا تصریح کے لحاظ سے مطابق قرار دے۔ کتاب شہاد

www.khatmenubuwwat.org

ت القرآن کے صفحات ۴ و ۵ پر حسب ذیل عبارت ہے، یہ تمام امور..... لازم ہے۔ اس کے آگے کی عبارت بھی خاص طور پر قابلِ ملاحظہ ہے۔ اور وہ دیگر تصریحات جو حضرت مسیح موعود نے احادیث کے متعلق یا اقوال صحابہ کے متعلق اپنی دیگر کتابوں میں بیان فرمائی ہیں۔ عدد رکعت تعامل کے طور پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آج تک چلا آ رہا ہے۔ گو مختلف اوقات میں لوگوں نے اختلاف بھی کیا ہے۔ قرآن شریف کے صریح حکم کی موجودگی میں مخالف اجتہاد ٹھیک نہیں۔ کوئی حدیث قرآن شریف کی صریح نص سے تائید یافتہ ہے بلحاظ اپنے حق اور مطالب کے تو ایسی حدیث کے خلاف بھی کوئی اجتہاد مناسب نہیں۔ حقیقت النبوۃ، حصہ اوّل، صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۵ پر حسب ذیل عبارت ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان..... کل نبیوں پر پڑے گا۔ اس کتاب کے صفحہ ۹۳ پر، ''اور نہ مجھے دعویٰ نبوت..... ان میں سے ایک میں ہوں'' کی عبارت ہے۔ مگر اس تشریح کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود نے اس کی خود فرمائی ہو۔ صفحہ ۸۹ پر الفاظ ذیل، ۱۹۰۱ء سے پہلے..... پر ختم ہوگئی ہیں۔ اس کا مطلب بھی اس تشریح کے ذیل سمجھا جائے گا، جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ ہدیہ مجددیہ کس کی تصنیف ہے۔ مجھے اس وقت مستحضر نہیں، اس کا مصنف جماعت احمدیہ خیال کے نہیں ہیں۔ نہ مجھے اس کا مذہب معلوم ہے حضرت مسیح موعود نے مکفر کی جو تشریح کی ہے، اور جو ابھی میں اپنے بیان میں بیان کر چکا ہوں، اس کی رُو سے مولوی ثناء اللہ کو انہوں نے اپنا مکفر سمجھا ہے۔ وحی کے لغوی معنی اشارہ کرنا، سرعت سے کلام کرنا، لکھنا، الہام کرنا ہیں۔ خدا تعالیٰ کا اپنے کسی مقرب بندہ سے کلام کرنا، خواہ بواسطہ فرشتہ ہو، بغیر فرشتہ ہو، محض آواز ہو، لکھی ہوئی ہو، وحی کے اصطلاحی معنی سمجھے جائیں گے۔ لغت یعنی زبان عربی قرآن شریف اور احادیث سے میں وحی کے یہی معنی سمجھتا ہوں۔ اگر اصطلاحی ہو، بلکہ شرعی وحی مراد ہو تو حضرت مسیح موعود تشریعی وحی کے دعویدار نہیں تھے اور نہ ہم ان کو مانتے ہیں۔ اگر وحی سے یہ مراد ہو کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے توسل سے وحی ہوگا، اس کی تائید اور تصدیق میں وحی ہوتا، تو اس کے آپ مدعی ہیں۔ اور ہم ان کو مانتے ہیں۔ شرعی اور غیر تشریعی کی شرط کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود کو غیر تشریعی وحی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو اصطلاحی وحی ہوئی ہے اور لغوی اور اصطلاحی میں کچھ چنداں فرق نہیں۔ کتاب فوائد فریدی کے صفحہ ۱۳ پر یہ عبارت ہے، افضل از تمام..... وحکم ولایت صادر یہ۔ کتاب سال ۱۸۹۵ء کی شائع شدہ ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۴ پر حسب ذیل عبارت ہے، بہ آں ہمہ پیغمبراں..... محو شدہ است اس کے صفحہ ۱۵ پر، بہ ان ارکان دین محمدی..... مشہور چہار امام۔ اس کے صفحات ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶ پر ہے، بہ آن کہ علامات قیامت..... مالا نہایت ہو۔ کسی کی توہین اور ہتک کا حکم اصطلاح متکلم کے تحت ہوگا۔ کتاب تفسیر بیضاوی کے صفحہ ۱۸ پر حسب ذیل عبارت ہے، والایمان فی الصفت..... لعدم الاقرار۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر ولکفر تعیت..... فی الفیہا کی عبارت ہے۔ یہ مفسر قرآن شریف کی تفسیر بلحاظ لغت اور ادب کے کرتا ہے اور یہ اس کا اپنا خیال ہے۔ کتاب نور الانوار، صفحہ ۲۲۲ پر واذا تقتل..... وغیرہا کی عبارت ہے۔ اہل سنت والجماعت کے امام جیسے ابو منصور، ماتریدی اور ابوالحسن اشعری یا اس پائے کے جو دیگر امام ہیں، ان لوگوں نے جو اصول کسی دوسرے شخص کو کافر قرار دینے کے لیے اپنی کتابوں میں بیان کیے ہیں، یا ان کی طرف منسوب ہو کر کتابوں میں بیان کیے جاتے ہیں۔ وہ سب کے سب مجھے مستحضر نہیں کہ میں یہ بتاؤں کہ ہمارے اصول تکفیر کے وہ مطابق ہیں یا نہیں۔ ہم کسی شخص کو کافر نہیں کہتے جب تک اس کے اندر کفر بمعنی انکار کی کوئی وجہ خود اس کے قول یا اس کی مستند تحریر سے ہمیں معلوم نہ ہو۔ مشکوٰۃ شریف، باب مناقب

www.khatmenuhuwat.org

صحابہ،صفحہ ۵۴۵ پر یہ الفاظ ہیں، **خیر امتی قرنی**..... **متفق علیہ**. مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ساری امت اس فتویٰ کے تحت آ جائے گی۔ جو اس حدیث کے بعض الفاظ میں ہے، بلکہ اس کا صحیح مطلب وہی ہے جو قرآن شریف کی تصریحات اور خود رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرمائے ہوئے فضائل امت محمدیہ کو مدنظر رکھنے سے متفق علیہ کر سکے، لیا جائے گا۔ اس حدیث کے آگے متفق علیہ کے الفاظ ہیں۔ اور ان الفاظ سے عام طور پر مراد ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے اس کو بیان کیا ہے۔ بعض دفعہ الفاظ بعض بدل بھی جاتے ہیں۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو حدیث بخاری اور مسلم میں آئے۔ وہ اپنے معنی اور مطلب کے لحاظ سے بالکل صحیح ہو۔ چنانچہ اماموں نے تنقید کرتے وقت روایت کے لحاظ سے بھی ان دونوں میں کئی بہت ضعیف حدیثیں قرار دی ہیں۔ روایت کا مطلب وہی سمجھا جائے گا، جو اُن اماموں کے ہاں معروف ہے۔ اہل سنت والجماعت کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کے پابند اور ایک جماعت کہلانے کے مستحق اور عقائد کے لحاظ سے وہی قرآن اور حدیث میں ایک مسلمان کے بیان کیے گئے ہیں۔ کتاب غنیۃ الطالبین،صفحہ ۱۹۶، **فاعلی المومن**..... **اجمعین** کی عبارت ہے۔ یہ کتاب اس شرط کے ساتھ مسلمہ ہے جو میں نے بیان کر دی ہے۔ اور اس میں جماعت کا لفظ حضرت نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصریح کہ جماعت وہ ہے کہ جس کا امام بھی ہو۔ مسلم اور واجب الاطاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس عبارت کو دیکھا جاوے۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ اور نبوت کے جو معنی صحابہ کرام کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، اگر قرآن شریف ان منسوب شدہ معنی کی تصدیق اور تائید کرتا ہے۔ اور لغت عرب میں وہ معنی پائے جاتے ہیں۔ لغت سے مراد میری زبان عربی ہے تو ایسے معنی کے خلاف کوئی شخص تاویل کرے۔ اور تاویل بھی ایسی ہو کہ قرآنی تصریحات کے خلاف ہو تو ایسے معنی سے قطع نظر کی جائے گی۔ کتاب تاویل المحکم، شرح فصوص الحکم، شرح مولوی محمد حسن امروہی کے صفحہ ۴۲۸ پر **واعلم ان الولایت**..... **دانستہ** کی عبارت ہے۔ جس کتاب کا میں نے حوالہ پیش کیا ہے۔ یعنی کواکب دریہ وہ حکیم سیّد محمد حسن صاحب مولف غایت البرہان کی کتاب ہے۔ اس کتاب پیش شدہ کے متعلق نہیں کہہ سکتا کہ یہ انہیں محمد حسن کی ہے۔ یہ سال ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ ہے۔ محمد اکبر

سن کر تسلیم کیا۔
محمد اکبر

تفسیر سراج منیر، صفحہ ۲۵۲ و ۲۵۳ پر عبارت ذیل وخاتم النبیّین.....موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہے۔ کشاف، جلد ۲، صفحہ ۴۳۳ پر حسب ذیل عبارت، **وخاتم النبیّین**..... **ماکان نبی اللّٰہ فان قلت بعد الجمھور** ہی ہیں۔ مگر ان تینوں عبارتوں کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ شرعی نبوت آئندہ نہ ہوگی۔ تفسیر فتح البیان، جلد ۷، صفحہ ۲۸۶ پر عبارت، **وقرء الجمھور**..... **بعض امتہ**. اس میں جو معنی خاتم کے کیے گئے ہیں، وہ تاویل کر کے کیے گئے ہیں۔ اور تاویل کا لفظ اس میں لکھا ہوا موجود ہے۔ میزان الاعتدال، جلد ۱، صفحہ ۲۱ پر حسب ذیل عبارت، ابراہیم بن عثمان.....متروک الحدیث ہے۔ لیکن ایک شخص کے کہہ دینے سے کہ فلاں آدمی ضعیف ہے، یا روایت کے لحاظ سے کمزور ہے، کسی حدیث کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ممکن ہے کہ اس کی تائید اور روایتوں سے ہوتی ہو۔ جیسے اس

www.khatmenuboowat.org

حدیث کی ہے، یا دوسرے امام اس حدیث کو، یا اس راوی کو ثقہ قرار دیں۔ تقریب التہذیب، جلد ا، صفحہ ۱۴ پر حسب ذیل عبارت ہے، ابراہم بن عثمان..... متروک الحدیث۔ لیکن اس کے بالمقابل ایک دوسرا امام یہ کہتا ہے، **اماصحت الحدیث فلا شبه لها**. کہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں قطعاً شبہ کی گنجائش نہیں۔ شہاب علی البیضاوی، مدارج النبوت، جلد ۲، صفحہ ۲۶۷ پر بر آں کہ روایت کردہ شد..... آخر الانبیاء کے الفاظ ہیں۔ مگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث نہیں ہے۔ کسی کا قول ہے۔ موضوعات کبیر ملا علی قاری، صفحہ ۶۸ - ۶۹ حسب ذیل عبارت ہے، **قال النبی..... خاتم النبیّین**. اس عبارت کے ساتھ آگے خاتم النبی کے معنی لیے ہوئے ہیں جو بالفاظ ذیل ہے، **اذالمعنی انه لا یاتی نبیٌ بعده ینسخ ملته هو ولم یکن من امته**. جو تصریح ہے اس امر کی کہ آئندہ شریعی نبوت اور مستقل نبوۃ کا انقطاع خاتم النبیّین سے معلوم ہوتا ہے۔ یہی مراد ہے نہ ہر نبوت اور اس حوالہ کے اندر جو پہلے لکھوایا جا چکا ہے۔ اس عبارت کے اندر اس کتاب والے محدث ملا علی قاری ان لوگوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہیں جو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور اپنی طرف سے اتنا فقرہ کہتے ہیں، **یکن له طرقٌ ثلاثةٌ یقوی بعضها..... ببعض**. کہ اس حدیث کے تین مختلف اسناد ہیں، جو اس میں ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۶۹ پر حسب ذیل عبارت ہے، **ویقوی حدیث لو کان موسٰی علیه السّلام حیّاً بما وسعهٗ الا اتباعی**. انسان کامل، صفحہ ۲۸ و ۲۹ پر **قال اللّٰه تعالٰی اکملت لکم دینکم..... یاتی به موسٰی** کی عبارت ہے۔ اور میں اس ساری عبارت کے متعلق مفصل طور پر اپنے بیان میں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ:۳) والی آیت کی تشریح میں بیان کر چکا ہوں۔ فتح الباری، جلد ۶، صفحہ ۲۶۰ پر عبارت ہے، **قوله تسوسهم الانبیاء..... فی الظالم**. اس کتاب کے صفحہ ۴۵۵ پر حسب ذیل عبارت ہے، **واقع الحدیث الکذاب..... وآخرهم الدجال الاکبر**. ازالہ اوہام، صفحہ ۸۳ تقطیع کلاں پر یہ عبارت ہے، کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے۔ یہ عبارت اس تشریح کے تحت سمجھی جا سکے گی جو حضرت مسیح موعود نے اپنی اس کتاب میں یا دیگر کتب میں فرمائی ہے۔ یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف دعویٰ نبوۃ کرنے والا اور شریعت سے باہر نکلنے والے کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۲۵۰ و ۲۵۱ پر حسب ذیل عبارت ہے، **ان عبداللّٰه ابن عبداللّٰه..... فاقتلوا ان جابر عن قیس..... تکتنو.....** میں ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۱ پر حسب ذیل عبارات، **من امتی کذابون..... لانبی بعدی. لا تقوموا الساعة..... کذاب به تقومر الساعة..... فله الجنت. ان بین یدی..... دعادوهم .....** ہیں۔ ان میں سے بعض کے متعلق تو میں وجہ تکفیر نمبر ا کے جواب میں حدیثوں کے ضمن میں بیان عرض کر چکا ہوں اور بقیہ کے متعلق صرف اس قدر عرض کرتا ہوں کہ تمام حدیثوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور امت محمدیہ کے مناقب اور قرآن شریف کی تصریحات اور دیگر تصریحات کے ساتھ مطابقت کرتے ہوئے ان حدیثوں کو دیکھا جاوے۔ کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۲۵۶ پر یہ حدیث **انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم المساجد**[1] ہے۔ مگر اس کے لیے میں اپنے بیان کے اس حصہ کو پیش کرتا ہوں جو اس قسم کی حدیثوں کے جواب میں عرض کیا ہے۔ اور بالخصوص پانچویں حدیث کہ یہاں صرف شرعی نبیوں کے قسم ہونے کا ذکر ہے۔ تبھی انہیں مسجد کا ذکر فرمایا ہے کہ اب نئے قبلہ کو منہ کر کے کوئی مسجد نہیں

۱۔ **انا خاتم الانبیاء..... اخبار مکه للفاکهی، رقم ۱۱۳۹**

www.khatmenubuwat.org

بنائی جائے گی اور نہ کوئی نئے قبلہ والا نبی آئے گا۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۲۰ پر حسب ذیل عبارت ہے، **اوّل الرسل آدم و آخرھم محمدٌ اوّل انبیاء بنی اسرائیل موسٰی واخرھم عیسٰی.** مگر اس میں بھی رسل کے لفظ سے وہی اصطلاح مراد ہے۔ یعنی شرعی اور مستقل رسول۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۱۳ پر حسب ذیل عبارت ہے، **کنت اوّل الانبیاء فی الخلق واخرھم فی البعث.** مگر یہ پہلے انبیاء کے لحاظ سے ہے اور ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہے۔

(نوٹ: بخاری، جلد ۱، صفحہ ۵۰۱، حاشیہ نمبر ۴) اس حوالہ پر فریق ثانی کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جس حاشیہ کا حوالہ دیا جاتا ہے، وہ اصل کتاب میں سے دکھلایا جاوے۔ مختار فریق اوّل بیان کرتا ہے کہ اس حاشیہ کے متعلق اصل کتاب علیحدہ طبع نہیں ہوئی۔ بلکہ بخاری کے حاشیہ پر یہی تحریر کو جا کر طبع کرائی گئی۔ اگر یہ صحیح ہے کہ اصل کتاب علیحدہ طبع نہیں ہوئی، بلکہ بخاری کے حاشیہ پر یہی تحریر کو جا کر طبع کرائی گئی۔ اگر یہ صحیح ہے کہ اصل کتاب علیحدہ نہیں تو پھر اس کا حوالہ پیش کیے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اگر یہ ثابت کیا گیا کہ اصل کتاب علیحدہ نہیں تو پھر اس کا حوالہ پیش کیے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اگر یہ ثابت کیا گیا کہ اصل کتاب موجود ہے تو اسے مستر د کیا جائے گا۔ حوالہ یہ ہے، **قولہ انا العاقب..... لیس بعدی نبیٌ.** فتح الباری، جلد ۶، صفحہ ۴۰۷ پر ہے، **قولہ وانا العاقب..... لیس بعدی نبیٌ.** لیکن اس عبارت میں، **فابی الارواح.** یعنی یہ لفظ بعد کے داخل شدہ ہیں۔ خاص طور پر قابلِ لحاظ ہیں کہ مُصنف **لیس بعدہ نبیٌ** کے الفاظ کو دیگر بزرگوں کی طرح کس کا داخل شدہ قرار دیتا ہے۔ طبری، جلد ۳، مصری، صفحہ ۱۶۷، ۱۶۶ پر یہ عبارت ہے، **کان مسلمہ..... الخ.** بخاری، جلد ۱، صفحہ، **قال رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لا ھجرت بعد الفتح**[1] **..... میتٌ..... فانفرو،** پر یہ حدیث ہے، مگر مقید ہے کہ مکہ سے آئندہ ہجرت نہ کرو۔ جیسا کہ دوسری روایتوں میں اس کی تصریح آئی ہے، نہ کہ مطلق یہ کہ آئندہ ہجرت ہی نہ ہوگی۔ ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۵۶ پر ہے، **ان الرسالت والنبوۃ قد انقطعت..... من اجزء النبوۃ.** اس کے ساتھ ہی وہ تشریح جو بزرگانِ سلف نے فرمائی ہے، جیسے میں بحوالہ حدیثوں کے ضمن بیان میں بیان کر چکا ہوں، اس کو مدنظر رکھا جاوے۔ ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۱۲۰[2] پر **وانا العقاب الذی لیس بعدہٗ نبیٌ** کی حدیث ہے۔ تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۰۷ پر یہ عبارت ہے، **عن عمرو بن مھاجر..... صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم.** یہ حضرت عمرو کا خطبہ ہے۔ چونکہ اس میں ساتھ ہی قرآن شریف کا ذکر موجود ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی سے شرعی نبی مراد ہے۔ حقیقت النبوۃ، صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴ پر ہے، کیونکہ اس میں آپ لکھتے ہیں، کیوں ہماری نبوۃ کا اظہار کیا۔ یہ عبارت خلیفہ مسیح ثانی کی ہے حضرت مسیح موعود کے متعلق، اس لیے اس کو ایک غلطی کا ازالہ، جو اس کتاب کے اندر ہے، یعنی اس کتاب کے صفحہ ۲۶۴ اور جس جس جگہ..... نہیں کہا، کی روش میں سمجھا جائے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۵ پر ہے، لیکن اسلامی اصطلاح..... پہلے عقیدہ کو ترک کر دیا۔ لیکن اس صفحہ اسی عبارت سے پہلے اسلامی اصطلاح کی تشریح اور توضیح موجود ہے، جس کی روشنی میں یہ عبارت دیکھی جائے۔ اور عقیدہ سے مراد یہاں کوئی ماننے والا عقیدہ نہیں، بلکہ ایک لفظ کے متعلق عام لوگوں کا جو خیال تھا، اس کو عقیدہ قرار دیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۳۳ پر حسب ذیل عبارت ہے، ایک یہ سوال بھی کیا جاتا ہے..... کسی اور اُمتی نبی کے وجود سے انکار کر دیں۔ اسی کتاب حقیقت النبوۃ کے صفحہ ۱۲۱

۱۔ **لا ھجرۃ بعد الفتح.....** بخاری، رقم ۲۷۸۳ ۲۔ **وانا العاقب.....** صحیح مسلم، ۶۲۲۵۱

www.khatmenubuwwat.org

پر یہ عبارت ہے، اس عبارت سے ظاہر ہے..... اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱ پر حسب ذیل عبارت ہے، ''جب ایک بات ایک خاص وقت..... کسی کے پاس نہیں ہے۔'' اس کتاب کے صفحہ ۸۹، ۹۰ پر یہ عبارت ہے، کل انسانوں کے کمالات..... کامل انسان پر آ کر اس کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ حضرت مسیح موعود کی عبارت ہے اور اسے اس تشریح کی روشنی میں دیکھنا چاہیے جو حضرت مسیح موعود نے بیان کی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر شرعی نبوۃ اور کمالات نبوۃ کا خاتمہ ہوا۔ یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اب نئے کمال کا لانے والا، یا شریعت کا لانے والا نہیں آ سکتا۔ جو آئے گا وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کمال پیروی سے آپ کے کمالات لے کر آئے گا۔ اس کتاب کے صفحات ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴ لغایت ۹۶ تک حضرت مسیح موعود کی تحریرات بھی ہیں اور بعض بعض جگہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تشریحیں بھی ہیں۔ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۶۰ و ۶۱ پر ہے، **وان الانبیاء..... عشیرة کالاقربین.** یہ کتاب بار دوم احمدی انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع شدہ ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر ہے، **الا تعلم ان الرب رحیم..... وختم اللّٰه به النبیّین.** اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شرعی نبوۃ کا خاتمہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ہو گیا۔ اس کتاب کے صفحات ۶۵ و ۶۶ پر ہے، **وان قلت ان کتاب اللّٰه..... یوم الفزع الاکبر.** اس عربی عبارت کو ازالہ اوہام، حصہ اوّل، صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱ کی روشنی میں دیکھا جائے، یعنی وہ عبارتیں جو وجہ تکفیر نمبر ۵ کے ضمن جواب میں مَیں نے بیان کی ہیں، اسی کتاب کے صفحہ ۶۷، ۶۸ پر حسب ذیل عبارت ہے، **وقد علمت..... وما هدا الا الجنت والنار.** حمامۃ البشریٰ، صفحہ ۱۴ پر یہ عبارت ہے، **وقد نعتقد..... انهم فی الرجالین.** اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہے، **وفی اعتراضات المکفرین دجالین.** اور اس کے آگے، **وما قلت للناس..... وانا فی المسلمین.** مگر اس کے ساتھ کی عبارت بھی سارے صفحہ کی قابل ملاحظہ ہے۔ اسی کتاب حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۹۹، ۱۰۰ پر حسب ذیل عبارت ہے، **وانی کتب فی بعض الکتبین..... لا اصل له اصلًا.** اس صفحہ پر دوسری جگہ ہے، **وانی واللّٰه..... انما بلاد رسله..... علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل.** اور صفحہ ۱۰۰ پر ہے، **وقد تبیت..... کلمة الکفر..... خاتم النبیّین.** حقیقت النبوۃ، ضمیمہ نمبر ۱، بعنوان ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ ۲۶۶ حاشیہ پر یہ عبارت ہے۔ اور حضرت فاطمہ..... موجود ہے۔ کشفی حالت میں آپ نے یہ واقعہ دیکھا ہے اور اس قسم کے واقعات صوفیائے کرام کے ساتھ ہوئے۔ مثلاً جب عبدالقادر جیلانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چھاتیوں سے منہ ملایا۔ حضرت مسیح موعود کی زوجہ مطہرہ کو ہم حضرت ام المومنین کہتے ہیں۔ سب نبیوں کی بیبیوں کو اُم المومنین کہا جاتا ہے، کیونکہ قرآن شریف میں نبی کو بمنزلہ باپ بوجہ اس کی شفقت اور مہربانی کے فرمایا گیا ہے۔ پہلے بزرگوں نے بھی اس امر کی تشریح کی ہے کہ ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے۔ جب رسول باپ ہوتا ہے تو لامحالہ رسول کی وہ بیویاں جو روحانی طور پر بھی ان کے ساتھ ہیں، ایمان میں وہ مومنوں کی مائیں ہوئیں۔ چنانچہ یہاں تک بھی لکھا ہے کہ اس بناء پر مومن آپس میں بھائی ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی زوجہ والدہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے لیے حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے ہیں، **تلک امکم یا بنی ماء سماء.** کہ وہ تمہاری ماں ہے اے صحابہ کرام اور صحابہ کرام مومن ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ اور یہ تصریح اس امر میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اہلیہ والدہ اسماعیل علیہ

www.khatmenubuwwat.org

السّلام مومنوں کی ماں ہیں۔ بلکہ حکم یہ نکلا کہ تم نبیوں کی بیویوں کو اُم المؤمنین کہا کرو۔ (سوال یہ تھا کہ لفظ ام المومنین کا استعمال سوائے ازواج مطہرات حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کسی اور نبی کی زوجہ مطہرہ کے لیے ہوا، جس کا جواب گواہ نے وہی دیا ہے جو اوپر درج کیا جا چکا ہے)۔ ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ ۲۳۱ پر یہ عبارت ہے، لیکن جو حدیث..... قبول کرنے کے لائق ہے۔ اس عبارت میں جرح کا لفظ آیا ہے کہ جرح سے خالی ہو۔ اس جرح سے وہی جرح مراد ہوسکتی ہے جس کی حضرت مسیح موعود خود تصریح فرمائیں۔ یعنی تمام محدثین کی بالاتفاق جرح سے میں نے جو کچھ حضرت صاحب کی کلام سے سمجھا ہے، اس کے مطابق میں نے عرض کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب میں احادیث کے صحیح اور مجروح ہونے کے بارے میں متعدد دفعہ بحث فرمائی ہے۔ سب سے بڑا اُصول آپ نے بھی بیان فرمایا ہے کہ قرآن شریف کے معارض اور مقابل نہ ہو۔ پھر یہ اصول بھی آپ نے بیان فرمایا ہے کہ صحیح حدیثوں کے وہ خلاف نہ ہو۔ اور اس کتاب میں یہ اصول بھی ہے کہ بعض حدیثیں جن کو بعض امام ضعیف قرار دیتے ہیں، وہ دوسرے بزرگوں کے نزدیک قوی ہوتی ہیں۔ ایام الصلح، دوم، صفحہ ۴۷ پر یہ عبارت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے..... دروازہ بند نہیں ہے۔ یہ عبارت ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ حقیقت النبوۃ، صفحہ ۲۰۴ ابتداء ہے، ''جس جس جگہ..... اور انکار نہیں کیا'' کی روشنی میں قابلِ ملاحظہ ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۴۶ پر ہے، پھر میں اصل کلام..... نبوت کی وحی ہوگی۔ یہ بھی مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں دیکھا جاوے۔ حقیقت الوحی، صفحہ ۱۰۹ پر یہ عبارت ہے، ہاں جو شخص..... مرتد ہوئے۔ شفا قاضی عیاض کے صفحہ ۲۴۶، ۲۴۷ پر یہ عبارت ہے، **کذالک فی الادعا..... اجماعًا وسمعًا.** اور صفحہ ۲۴۸، **وکذالک نکفر.....** خبر واحد پر بھی یہ عبارت ہے۔ پہلی عبارت پہلے شرح شفاء کے حوالہ سے پیش کی جا چکی ہے۔ اور جس کا میں مفصل جواب اپنے بیان میں وجہ تکفیر نمبر ا، شق ساتویں، شق سابع میں لکھوا چکا ہوں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۶ پر ہے، **وسب اھل بیتہ..... ما اذا ھا.** اس کے ساتھ میں یہ الفاظ ہیں، **وقد اختلف العلماء فی ھذا.** شرح شفا ملا علی قاری، صفحہ ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، اومن الادعا نبوۃ..... کفریم بلا مرتبہ میں اس عبارت کے ماقبل اور مابعد کو لے کر اس کا مفصل جواب وجہ تکفیر، نمبر ا میں شق سابع کے عنوان سے دو تین جوابوں میں بیان کر چکا ہوں۔

ترمذی شریف، صفحہ ۱۳۳، **من قال فی القرآن**[1]..... **حسن** ''**صحیح**''۔ اور **اتقوا لاحدیث.....** **حدیثٌ حسنٌ** پر یہ دونوں حدیثیں ہیں، جن میں سے ایک میں بغیر علم کا لفظ ہے۔ اور دوسری میں رائے کا لفظ ہے، یعنی بغیر کسی سند کے جو اسے عربی زبان سے حاصل ہو، یا حدیث شریف سے حاصل ہو، جو قرآن کے مطابق ہو۔ جواز خود تفسیر کرے۔ وہ مراد ہے۔ اس کتاب ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ ۱۹۴ پر ہے، اور سچ تو یہ ہے..... تفسیر رائے ہوگی۔ اور اس کے اندر مروجہ اور مصطلحہ الفاظ بھی ہیں جو خاص طور پر قابلِ لحاظ ہیں۔ کیونکہ عربی زبان کے لحاظ سے مروجہ اور مصطلحہ ہیں، نہ کسی انسان کے خود ساختہ ہیں۔ اسی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۴ پر یہ الفاظ ہیں۔ کیونکہ یہ مسلمہ ہے کہ ان نصوص تکمل عن ظواہر؟ او ماقبل اور مابعد بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۱۶۸ پر یہ الفاظ ہیں اور ابن جریر بھی جو رئیس المفسرین ہے۔ مراد یہ کہ سمجھا جاتا ہے، نہ یہ کہ اس کی ہر تفسیر مصمم اور قول مسلمہ ہونے کے لحاظ سے، کیونکہ اماموں میں سے بعض نے ایسا لکھا ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۶ پر یہ الفاظ ہیں۔ اور اس کی تائید میں

۱۔ **من قال فی القرآن.....** مسند احمد، ۲۰۶۹

www.khatmenubuwwat.org

ابن جریر اور ابن کثیر نے یہ حدیث بھی لکھی ہے۔ حضرت شیخ اکبر کی اپنی کتب میں سے مجھے ان الفاظ کا اس وقت استحضاء نہیں ہے کہ **نحن قوم یحرم النظر فی کتبنا**. فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم لفظ بلفظ اوّل سے آخر تک مجھے پڑھنے کا موقعہ نہیں ہوا۔ جو صوفی اپنی خاص تحریر میں اس امر کی تصریح کر دے کہ اس پر جذب کی حالت طاری ہوتی ہے اور جذب کی حالت کے نکلے ہوئے الفاظ کی وہ خود تشریح کر دے تو تسلیم کیا جائے گا کہ ان پر جذب کی حالت ہوئی اور ان کے منہ سے بعض الفاظ بھی نکلے۔ لیکن اگر وہ تصریح نہ کرے تو بعض صوفیہ کے جذب کی حالت سے کل پر نہیں حکم لگایا جا سکتا۔ اگر حضرت منصور نے انا الحق کہا ہے اور ان کی اپنی کسی کتاب میں یہ موجود ہے کہ میں انا الحق کہتا ہوں تو پھر ان کی کتاب دیکھی جائے کہ انہوں نے کیا تصریح فرمائی ہے۔ میں صوفیائے کرام کی بیان کردہ باتوں کو شریعت کے مطابق سمجھتا ہوں۔ میری نظر سے کسی صوفی کی کوئی ایسی تحریر نہیں گزری اور جس کو میں صوفی مانتا ہوں کہ جو میرے نزدیک خلاف شرع ہو۔ خواجہ غلام فرید صاحب کی زندگی کے حالات اوّل سے لے کر آخر تک مجھے مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ہوا۔ مجھے حضرت خواجہ صاحب کے اشارات فریدی، حصہ اوّل، حصہ دوم، حصہ سوم کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں حضرت خواجہ صاحب کو خدا یاد، خدا کا عاشق سمجھتا ہوں۔ اور صوفیائے کرام کے متعلق میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے قرب میں پہنچ ہوئے ہیں، سچے عاشق ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو کسی حد تک غیب سے بھی اطلع الہام سے بھی مشرف فرمائے اور ان کو لوگوں کے لیے ان کی زندگی کے لحاظ سے ایسا بنائے کہ وہ لوگ ان سے نیک باتیں سیکھ سکیں اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کر سکیں۔ انہی میں مختلف درجے ہوتے ہیں۔ میں خواجہ صاحب کو ان میں سے سمجھتا ہوں۔ ان کی پہلی زندگی کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ اس وقت کے بعد ہے جب سے ان کا تعلق حضرت مسیح موعود سے ہوا۔ اگر کوئی خدا تعالیٰ کا سچا نبی تصریح کر دے کہ مجھ پر بھی جذب کی حالت طاری ہوئی ہے، خواہ وہ جذب کا لفظ بولے یا نہ بولے، اپنے کسی کشف کو ایسی طرز پر بیان کرے کہ اس کی صداقت میں کسی قسم کا اعتراض نہ ہو تو اس نبی کے متعلق یہی مان لیا جائے گا کہ اسے ایسی حالت طاری ہوئی۔ یہ لازمی بات ہے کہ انبیاء کے حالات اعلیٰ درجہ کے صوفیوں کے حالات سے بھی بدتر اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔ ہاں کسی حد تک انبیاء کی باتوں یا ان کے رویاء اور کشوف کو سمجھنے میں صوفیائے کرام کی تصریحات اور ان کے حالات مدد ہوتے ہیں۔ عقائد میں قطعیات کا اظہار ہے، ظنیات کا نہیں۔ قطعی چیز میرے نزدیک قرآن شریف ہے۔ اور ہر وہ حدیث جو قرآن شریف کی تائید و تصدیق سے قطعیت کا مرتبہ حاصل ہو، یا مسیح موعود کی وحی کہ وہ قرآن شریف کی تائید اور تصدیق کی رُو سے قطعیت کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ ان کے سوا اعتقادات کے بارہ میں وہی قطعی ہے جسے ان کی تائید حاصل ہو، ورنہ اور کوئی نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ انبیاء کرام کو علومِ دین، جو ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں، ذات کے متعلق ہیں اور وہ امور جو نیکی اور تقویٰ کے ساتھ بلحاظ عملیات کے تعلق رکھتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حکم سے بجا لاتے ہیں۔ ان میں دوسرے لوگوں سے وہ برتر اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔ انبیاء کے جو اخلاق ہوتے ہیں، وہی اخلاق اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں سے افضل ہوتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو کوئی بات کہے، خواہ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو، خواہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات کے متعلق ہو، خواہ کسی اور نبی کی شریعت کے متعلق ہو، خواہ کسی اور شخص کے متعلق ہو، یا اپنی ذات کے متعلق ہو، اس بات کا مطلب وہ خود ہی اچھی طرح پر بیان کر سکتا ہے۔ اور اس کے اپنے بیان کردہ مطلب کی روشنی میں ہی اس کلام کو دیکھا جائے گا اور اس کی تاویل اور تشریح مانی جائے گی۔ جو تاویل اس قائل نے اپنی کلام کی خود کی، اس قائل کے پیرو تو بہرحال اس کو

www.khatmenbuwwat.org

مانیں گے۔اس کے مخالف کو بھی اعتراض کرتے وقت اس تاویل کو مدنظر رکھ کر اس کلام کے معنی کرنے پڑیں گے۔کسی شخص کی کلام کی کوئی تاویل اگر اس کا کوئی نہایت ہی سچا،مخلص،معتقد بہ دلائل طور پر بیان کرتا ہے تو بشرطیکہ اس متکلم کی دیگر تصریحات کے خلاف نہ ہو،اس سچے معتقد کی تعظیم کرنے والے بہرحال اس کی تاویل کو سر آنکھوں پر رکھیں گے۔اہل سنت والجماعت کی عقائد کی کتاب میرے خیال میں قرآن شریف ہے،جو خدا تعالیٰ کی قطعی اور پاک کتاب ہے۔چونکہ عقائد میں قطعیت کا اعتبار ہے اور من کل الوجوہ قطعی چیز صرف قرآن شریف ہی ہے۔اس لیے قرآن شریف اعتقادات کے لحاظ سے مسلمہ کتاب ہے۔اس کے علاوہ میرے نزدیک اور کوئی کتاب ساری کی ساری قطعی نہیں ہے۔حقیقت النبوۃ،صفحہ۹۲ پر حسب ذیل عبارت ہے،اور خدا تعالیٰ جانتا ہے..... خارج سمجھتا ہوں۔وہ شخص جو اقرار کرتا ہے کہ میں قرآن شریف کی بیان کردہ،یا رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحیح،مرفوع متصل حدیثوں کی بیان کردہ کوائف حشر اجساد و قیامت کو مانتا ہوں اس رنگ میں جو خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات کو نہیں مانتا،جن کے ماننے سے خدا تعالیٰ کے تقدس یا تنزہ پر اعتراض پڑتا ہے۔اور وہ یہ تصریح کر دیتا ہے کہ جو کچھ خدا نے قرآن میں بیان فرمایا اور رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرمایا،تو وہ شخص سچا مسلمان ہے۔حضرت مسیح موعود نے اپنی تمام کتابوں میں ہمیشہ یہی تصریح فرمائی ہے۔اوّل سے اخیر تک کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع اور ماتحتی میں مکالمہ ومخاطبہ اور کثرت اظہار غیب سے مشرف فرمایا ہے۔اور دنیا کی اصلاح کے لیے مامور ومبعوث فرمایا ہے۔حقیقت کے لحاظ سے شروع سے لے کر اخیر تک یہی رہا ہے،یعنی اظہار علی الغیب سے مشرف ہونا۔اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لحاظ سے الفاظ جو آپ نے اپنی ذات کے لیے استعمال فرمائے ہیں،وہ متعدد ہیں۔آپ نے اپنے آپ کو مجدد بھی فرمایا ہے۔یعنی آپ دینِ اسلام کی تجدید فرمانے والے ہیں۔ جیسا حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔آپ نے اپنے آپ کو محدث بھی فرمایا ہے۔یعنی مکالمہ،مخاطبہ الٰہیہ۔آپ نے اپنے آپ کو امام زمان بھی فرمایا ہے،یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے موجودہ زمانہ کا امام آپ نے حدیث کی پیشگوئیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مہدی یا حدیث کے الفاظ کو ہی مدنظر رکھتے ہوئے تمثیلاً مسیح موعود یا حدیث کی تصریح کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مسیح موعود نبی ہوگا۔نبی بھی اپنے آپ کو فرمایا ہے۔اور حقیقت ماموریت اوّل سے لے کر اخیر تک ایک ہی رہی ہے۔کتاب ازالہ اوہام،حصہ اوّل،صفحہ۷۹ پر حسب ذیل عبارت ہے۔اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے،جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کرتے جاتے ہیں۔مگر اس کے ساتھ یہ الفاظ ہیں،یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج میرے منہ سے سنا گیا،بلکہ یہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بالتصریح درج کر دیا تھا،جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں،جو شخص..... اشد مشابہت ہے۔اس کتاب کے صفحہ۸۳ پر حسب ذیل عبارت میں نے صرف مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اس کے بعد کی عبارت اگلے صفحہ۸۴ تک خاص طور پر قابلِ غور ہے۔اور اسی بحث میں دیگر عبارتیں ازالہ اوہام کے اندر جو اخیر تک آ چکی ہیں،جن کی سرخی یہ ہے کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت صفحہ۲۷۲،وہ بھی قابلِ لحاظ ہے۔محمد اکبر۔

سن کر تسلیم کیا۔
محمد اکبر

www.khatmenubuwwat.org

۲۹/ مارچ ۱۹۳۳ء

فریقین اور اُن کے مختاران حاضر ہیں۔

تتمہ بیان غلام احمد مجاہد　　باقرار صالح

مشکوٰۃ، صفحہ ۲۲، **اتبعوا السواد الا عظم فانه من شذ شذنی النار** کی حدیث ہے۔ اور **ان نبی اسرائیل** ..... **الادخله** کی حدیث یہی ہے۔ ہر یہ دونوں حدیثیں ایک ہی جگہ ہیں۔ ان دونوں کو مطابق کر کے معنی لیے جائیں گے۔ دوسری حدیث میں الجماعت کا تلفظ جس کی تشریح خود نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بخاری میں فرما دی کہ جماعت وہ ہے جس کا واجب الاطاعت امام ہو، اسے بھی مدنظر رکھا جاوے۔ صفحہ ۲۳ مشکوٰۃ پر احادیث ذیل، **ان الشیطان ذئب الانسان**[۱] ..... **الجماعة.** (۲) **من فارق الجماعت**..... **عنقه.** (۳) **ترکت فیکم**[۲] .....**سنة رسوله** ہیں۔ تیسری حدیث جو پیش کی گئی ہے، وہ تصریح کرتی ہے کہ قرآن شریف کو مقدم کرنے اور معیار صحت قرار دینا ضروری ہے۔ مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۱، ۲۲ پر حسب ذیل احادیث ہیں، **صلّی لنا رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم ذات یوم**[۳] ..... **کل بدعة ضلالة** کی حدیث ہے اور اس میں بدعت کا لفظ ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن شریف سے اور قرآن شریف کی تصدیق یافتہ احادیث کے خلاف کوئی معنی یا اجتہاد کیا جائے۔ مشکوٰۃ، صفحہ ۲۰، **یکون فی اخر الزمان**[۴] ..... **لا یفتنونکم.** حدیث ہے، صفحہ ۲۴، **رضیا باللّٰه ربا**..... **لا تبعتی** کی حدیث ہے۔ صفحہ ۲۴، **من کذب عَلَیَّ متعمدًا فلیتبوا مقعده من النار**[۵] ..... کی حدیث ہے۔ صفحہ ۵۷۵، **لایزال من امتی امة**[۶] ..... **حتی یاتی امر اللّٰه وهم علیه ذالک** کے الفاظ ہیں۔ کسی عربی عبارت کے متعلق یہ کہنا کہ یہ حدیث ہے، وہ اس صورت میں عمومیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ پہلے لوگوں نے اس عربی فقرہ کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمودہ قرار دیا ہے۔ رہا یہ امر کہ وہ حقیقتاً یہی آپ کا فرمودہ ہے، اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ متعدد فقرات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ مگر انہیں نقادین حدیث نے یا صوفیائے کرام نے یا اور لوگوں نے حدیث قرار نہیں دیا، بلکہ ان کو وضعی قرار دیا ہے، یا نہیں۔ میرے نزدیک ہر وہ عربی فقرہ جسے کہا جائے گا کہ یہ حدیث رسول ہے۔ اگر وہ اپنے معانی کے لحاظ سے قرآن شریف کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اور مخالف نہیں ہے، اسے گو لوگ ضعیف ہی قرار دیں، میرے نزدیک وہ حدیث کہلائے گا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ اور ہر وہ فارسی اور اُردو فقرہ بھی یا کسی اور زبان کا فقرہ جس کے متعلق کہا جائے کہ یہ حضور کا فرمایا ہوا ہے۔ اور مراد کہنے والے کی خواہ وہ اصل الفاظ ہوں، یا ان کے معنی میں مراد عربی الفاظ ہوں، تو وہ بھی اس صورت میں حدیث کہلائے گا

۱۔ **ان الشیطان ذئب الانسان**..... شعب الایمان بیہقی، رقم ۲۸۶۰

۲۔ **ترکت فیکم امرین**..... موطا امام مالک، رقم ۳۳۳۸

۳۔ **صلّی لنا رسول**..... سنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۰۱۲۵

۴۔ **یکون فی اخر**..... صحیح مسلم، رقم ۱۶

۵۔ **من کذب علیَّ**..... صحیح بخاری، ۱۲۹۱

۶۔ **لا یزال من امتی امة**..... صحیح بخاری، رقم ۳۶۴۱

www.khatmenubuwwat.org

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے۔بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فارسی میں بھی الہام ہوئے۔اس وقت مجھے ان کا نام مستحضر نہیں۔ یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس عبارت کو بیان کرنے والا کس کے نزدیک بزرگ ہے اور کس کے نزدیک بزرگ نہیں۔اگر وہ بزرگ ہوگا تو سونے پر سہاگہ سمجھا جائے گا۔ضمیمہ چشمہ معرفت،صفحہ ۱۱ پر حسب ذیل الفاظ ہیں، اور آپ سے پوچھا گیا..... چہ کنم۔اور صفحہ ۱۰ پر حسب ذیل عبارت ہے، ایک مرتبہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے.....کنیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔لیکن اس کے ماقبل اور مابعد کی عبارت بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔تحفہ گولڑویہ،صفحہ ۶۷، ۶۸،طبع ثانی پر یہ الفاظ ہیں۔ یادرہے کہ یہ شبہات کہ کیوں صحاح ستہ کی ماننا چاہیے تھا۔اس کا ماقبل اور مابعد بھی دیکھنے کے قابل ہے۔صفحہ ۷۰، سچے مسیح اور مہدی.....فتویٰ دیں گے۔اس کے ساتھ بھی ماقبل اور مابعد کی عبارت دیکھی جاوے۔ براہین احمدیہ،صفحہ ۱۰، دیباچہ پر یہ اشعار ہیں،ختم شد بر نقش پاکش ہر کمال۔لا جرم شد ختم بر پیغمبرے۔۔آفتاب ہر زمین و ہر زمان راہبرے۔ ہر اسود و ہر احمرے۔اس کے ساتھ ساری نظم دیکھنے کے قابل ہے۔صفحہ ۱۲، آں ہمہ اوّل یکے صدف صد گوہر آیند.....اوّل آدم اخیر شاں احمد است۔اے خنک آنکس کہ بیند آخرے کے اشعار ہیں۔اس ایک نظم کا سلسلہ ہیں۔اور ساری نظم قابل ملاحظہ ہے۔صفحہ ۱۶، دیباچہ پر، امّا بعد..... سچے دین کی ہدایت دے، کی عبارت ہے۔ براہین احمدیہ، حصہ اوّل، اشتہار ثانی کا صفحہ ب پر حسب ذیل عبارت ہے، ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر..... والم خیرو، واقعی۔اس طرح براہین احمدیہ، حصہ دوم، اشتہار، مسلمانوں کی حالت اور اسلام کی غربت میں حسب ذیل عبارت ہے۔اور اس جگہ یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے..... تین سو خبروں تک پہنچ گئی ہے۔ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۱ پر حسب ذیل عبارت ہے، کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم..... کہا یہ مہر اُس وقت ٹوٹ جائے گی۔ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۵ پر یہ عبارت ہے، اور یہ بات ہم تین مرتبہ لکھ چکے ہیں..... دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔ضمیمہ تحفہ گولڑویہ،صفحہ ۴۲،طبع دوم پر حسب ذیل عبارت ہے،عربی زبان میں ایک لفظ..... فی ہذہ الایام۔لیکن اس کے متعلق تشریح وہی مدنظر رکھی جائے گی جو اس عبارت کے ماقبل اور مابعد میں اور دیگر کتابوں میں مرزا صاحب نے بیان کی ہے۔ بخاری، جلد۲،صفحہ ۶۶،طبع ہند پر جو یہ عبارت ہے،**ان عائشه**..... خیّر کی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے سنا رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آپ فرماتے تھے،نہیں کوئی نبی بیمار ہوتا،مگر اسے اختیار دیا جاتا ہے دنیا اور آخرت میں اور آپ اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کو کھانسی ہوئی۔تو میں نے سنا کہ آپ نے یہ فرمایا، ان لوگوں میں سے جن پر انعام کیا اللہ تعالیٰ نے یعنی نبیوں میں سے اور صدیقوں میں سے اور شہداء میں سے اور صالحین میں سے۔پس میں نے جان لیا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہی اختیار دیا گیا ہے۔ مشکوٰۃ،صفحہ ۲۳۵ پر یہ حدیث، **التاجر الصدوق الامین**[1]..... **الشهداء** ہے۔اس کے ساتھ غریب کا لفظ بھی لکھا ہوا ہے۔تفسیر ابن جریر، جلد۲۲،صفحہ ۱۲ پر یہ عبارت ہے، **ولكن رسول الله وخاتم النبيّين**..... **اخرهٔ منک**. اس میں ''النبوت'' کا ''ال'' خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔یعنی شرعی نبوت۔ بخاری، جلد ۱،صفحہ ۳۶۰، **سمعت عمر ابن الخطاب**[2]..... **من اعمالكم** کی

۱۔ **التاجر الصدوق الامین**..... سنن ترمذی، رقم ۱۲۰۹

۲۔ **سمعت عمر بن الخطاب**..... صحیح بخاری، رقم ۲۶۴۱

www.khatmenubuwwat.org

عبارت ہے۔اس میں الوحی کا لفظ خصوصیت سے قابل لحاظ ہے، جو شرعی وحی کو مختص ہے۔مشکوٰۃ،صفحہ ۵۵۶ پر ہے، **قتلت یا خلیفة..... اناحی.** اس میں تم الدین کے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں، جو شرعی وحی کے انقطع کو چاہتے ہیں۔آئینہ کمالات اسلام،صفحہ۴۲۰ پر یہ عبارت ہے، **ان اللّٰہ..... وامام الاوائے.** مرزا صاحب نے اس میں تصریح کی ہے کہ وحی وحی رسالت شرعیہ ہے۔فتوحات مکیہ،جلد۲،صفحہ۴۹ پر یہ عبارت ہے، **فاان قلته وفی من الدھا..... حشر مع الانبیاء.** فتوحات مکیہ،جلد۲،صفحہ۵۸ پر یہ عبارت ہے، **وفی حضرت الخیال..... نبوت بلا شق.** اوراس کے ساتھ یہ عبارت بھی ہے، **کذالک اسم نبی..... من السّماء.** اورآگے یہ عبارت بھی ہے، **وھذا کلمۂ اذا کان..... ھو الوحی.** اس جلد کے صفحہ۲۵۳ پر ہے، **فی النبوة والرسالت..... ولالاولیاء اللّٰہ لیلة وردت ان اقید ھذا الباب..... فالقی الیمنیٰ.** اس کتاب کے صفحہ۲۵۲ پر ہے، **ان الرسالت والنبوة..... وازالا علیھم.** اسی کتاب کے صفحہ۲۵۴ پر ہے، **وھذہ النبوة..... اھل** کی عبارت بھی ہے۔مگراس کے ساتھ کا اگلا باب خاص طور پر قابل ملاحظہ ہے۔فتوحات مکیہ، جلد۳،صفحہ ۲۳۸، **واعلم..... لا الوحی ھذہ الامت** کی عبارت ہے۔فتوحات مکیہ، جلد۱،صفحہ ۱۵۷، **لان الشیطان ممن عالم سفلی..... وان جأنا من..... ما لا تعلم..... والرسالت..... قد اوحی الیک** کی عبارات ہیں۔ **خلفته..... یواقیت**، جلد۲،صفحہ ۳۷، **المحبت خاص والاالشا لاشمون..... کماانه خاتم النبیّین** کی عبارات ہیں۔مکتوبات امام ربانی، حصہ سوم، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۲۰۷،صفحہ ۹۹، ۱۰۰ پر کار دین است وغیر ایں ہمان ہیچ..... نہ امر دیگر ورائے آں کی عبارت ہے۔حصہ دوم، دفتر اوّل،صفحہ۴، وفرق دیگر درمیان ایں علوم آنست..... پس خطا را دراں موطن جمالی پیدا شد کی عبارت ہے۔حقیقت النبوت صفحہ ب، ج پر یہ الفاظ حضرت مولانا..... پکڑوا، وہ گمراہی نکل آئی، کی عبارت ہے۔اس کے ساتھ اس کے ماقبل اور مابعد کی عبارت دیکھی جاوے۔حضرت مسیح موعود نے مہدی کی پیشگوئی والی حدیثوں کے متعلق کہ جن کو دنیا حدیث کہہ کر بیان کرتی ہے، مفصل بحث اپنی کتابوں میں تحریر فرمائی ہے۔اگر حضرت مسیح موعود نے اپنی کسی کتاب میں یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی بیان کردہ کوئی ایسی عربی عبارت جس کو وہ حدیث قرار دیتے ہوں، سے یہ نکلتا ہے۔مفسرین کے خیال میں کہ کوئی ایسا مہدی آئے گا جو حضرت فاطمۃ الزہرا کی عترت سے ہوگا۔اوراس بیان کردہ حدیث کے متعلق اگر حضرت مسیح موعود نے یہ فرمایا ہے کہ لوگوں کے بیان کردہ معنی مجھ پر صادر نہیں آتے تو ان کی ہی بیان کردہ تشریح، دیگر تشریحات کو مدنظر رکھتے ہوئے، مجھے اس قسم کا مفہوم مسلم ہے۔ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم،صفحہ ۱۸۱، طبع دوم،۱۹۲۴ء پر یہ الفاظ ہیں، میرا یہ دعویٰ نہیں..... ایسا افتراء نہیں ہوا۔ازالہ اوہام، حصہ اوّل،صفحہ ۱۷۶ پر ہے، بلکہ نبوت کا دعویٰ نہیں، مہدویت کا دعویٰ ہے۔مگراس کے مابعد کی تشریح اور وہ تشریح جو اپنی نبوت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی ہے کہ جس میں جگہ..... انکار نہیں کیا، قابل ملاحظہ ہے۔مرقات، جلد نمبر۱۰،صفحہ۱۹۰ پر **یاتونکم من الاحادیث..... ولا اباؤکم**[1] **..... الرد وما علیه اکثر المسلمین** کی عبارات ہیں۔شامی، جلد۳،صفحہ۲۹۴، **والنحزیم المنظر من الکتب** کی عبارات ہے۔غنیۃ الطالبین،صفحہ۱۹۴ پر **لا تسبو اصحابی..... فلاحله** کی عبارات ہے۔میں نے کتابوں کے مسلمہ ہونے کے متعلق اپنا اصول پہلے بیان کر دیا ہے۔کتاب تذکرۃ

۱۔ **یکون فی اخر الزمان.....** صحیح مسلم، رقم ۱۶

www.khatmenubuwwat.org

الاولیاء اس اصول کے تحت ہے۔نواب صدیق حسن خان ہماری جماعت سے تعلق نہیں رکھتے اور ہماری جماعت بننے سے پہلے وہ فوت ہو چکے ہیں۔ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۱۸۴، مگر ہم اس جگہ..... صحیح ہے، کی عبارت ہے۔تحفہ کبریہ، صفحہ ا پر، یہ عریضہ مبارک بادی اس شخص کی طرف سے..... سچائی قائم کرے، کی عبارت ہے۔مگر ان دونوں عبارتوں میں اصل یسوع مراد ہے، نہ کہ فرضی۔راز حقیقت ۱۵، حاشیہ، وہ نبی..... تعبیر نہیں ہے، کے الفاظ ہیں۔اس کتاب کے صفحہ ۱۹ پر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام..... محلّہ خیتاء میں ہے، کی عبارت ہے۔تبلیغ الحق، صفحہ ۲۲ پر، واضح ہو..... الفاظ کہہ دیے ہیں، کی عبارت ہے۔یہ مرزا صاحب کی کتاب ہے۔ تریاق القلوب، صفحہ ۳۹۰، ۳۰۱، ۳۰۲ پر ''اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں..... خدا تعالیٰ کے الہام نے'' کی عبارت ہے۔یہ ایک اشتہار ہے جو تریاق القلوب کے ساتھ منسلک ہے اور یہ بھی مرزا صاحب کا ہے۔یہ کتاب طبع دوم کی ہے اور عبارت پیش کردہ کے ساتھ اس کتاب کے صفحہ ۱۸۱ حاشیہ کی عبارت خاص طور پر قابل ملاحظہ ہے۔آیت: ذٰلِکَ جَزَآؤُھُمْ جَھَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ ھُزُوًا. (کہف: ۱۰۶) یہ آیت سورہ کہف کے آخری رکوع میں سے درمیانی ہے۔اس رکوع کے شروع میں بھی ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کا بیٹا بنایا۔اس آیت کا ترجمہ یہ ہے، یہ بدلہ ہے ان کا جہنم بسبب اس کے کہ انہوں نے انکار کیا اور ہنسی کا ذریعہ بنا لیا میری آیتوں کو اور میرے رسولوں کو۔سورۃ توبہ، پارہ دس کی آیت ذیل، قُلْ اَبِا اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ (توبہ: ۶۵) ہدایت الفاظ ذیل سے شروع ہوتی ہے، وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ. (توبہ: ۶۵) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو صرف تمہیں مخول کی باتیں کرتے تھے اور کھیل کرتے تھے۔یعنی خدا کی آیتوں کے ساتھ کہہ دو، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تم ہنسی مخول کرتے ہو، نہیں معذرت کرتے، تحقیق تم منکر ہو گئے اپنے ایمان کا اظہار کرنے کے بعد، اگر ہم معاف کر دیں تم میں سے کسی گروہ کو تو سزا دیں گے ہم کسی دوسرے گروہ کو اس لیے کہ انہوں نے ہم سے قطع تعلق کر لیا۔الصارم المسلول، صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶ پر، دردوا صربٌ وہ..... والا قتل، کی عبارت ہے۔اور یہ صحیح حدیث نہیں ہے، بلکہ صحیح حدیثوں اور قرآن شریف کی تصریح کے بالکل خلاف ہے۔قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بڑے سے بڑے گناہ کی بھی توبہ کی جا سکتی ہے۔اور خدا تعالیٰ تواب ہے اور توبہ قبول کرتا ہے۔انبیاء کی توہین کرنے والا بہرحال نہ ماننے والا ہوگا اور نبیوں کے نہ ماننے والے شخص اگر بعد میں توبہ کریں تو ان کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔چنانچہ نبیوں کے سردار حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نہ ماننے والے سخت مقابلہ کرنے والے ہر طرح کا دکھ دینے والے بعد میں تائب ہو کر صحابہ بن گئے، مخلص موتی بن گئے۔میں نے اپنے بیان میں جو یہ الفاظ کہے ہیں، لیکن دیوبندی مولویوں نے..... الزام لگا دیا۔یہ میرے اپنے ہیں۔اس میں جو قبول کا لفظ ہے، اس سے وہ تشریح مراد ہے۔جو مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی نے اپنے ایک رسالہ میں ان اعتراضات کے جواب میں کی ہے جو دیوبندیوں پر کیے جاتے ہیں۔مولوی منظور صاحب نے دیوبندیوں کی طرف سے مدافعت کر دی ہے اور ان عقائد کی یا ان فقرات کی جو دیوبندیوں کے بزرگوں کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔دیوبندیوں پر اعتراض کرنے والے شخص کے جواب میں کہتے ہیں۔اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ دیوبندی ہے۔میں نے سیف یمانی کو اوّل سے آخر تک دیکھا ہے۔جو کتاب مجھے اب دکھلائی گئی ہے، وہ وہی سیف یمانی معلوم

www.khatmenubuwwat.org

ہوتی ہے جو کتاب میرے سامنے پیش کی گئی ہے، اس کے لیے ٹائٹل پیج پر شروع میں ان اللّٰہ کا لفظ ہے اور اخیر پر شائع کی کا لفظ ہے۔ اس کے درمیان دو موٹی سطریں ہیں، جن کا شروع قطع الوتین سے اور خوان تک اختتام ہے۔ یہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ میں نے حفظ الایمان، بسط البنان، تفسیر العنوان کے عنوان کے تین پراسپیکٹ کو دیکھا ہے۔ ان کے آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی اشرف علی صاحب کی کتابیں ہیں۔ میں نے انہیں نہیں پڑھا ہوا۔ کتاب التصدیقات المہند کو میں نے دیکھا ہے۔ اس کے صفحہ ۴۴ پر خلیل احمد صاحب کا نام موجود ہے کہ انہوں نے لکھا۔ میں نے کتاب غائث المال کو نہیں دیکھا۔ میں نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی طرف منسوب شدہ جو کتاب تحذیر الناس ہے، اسے پڑھا ہے۔ اس کے صفحہ ۳ پر حسب ذیل، ''بلکہ میں نے خاتمیت ..... ہو جاتی ہے۔'' کی عبارت ہے۔ اسی کتاب کی اس سے پہلی عبارت، جس کا شروع یہ ہے، اوّل معنی خاتم النبیّین ..... صحیح ہوسکتا ہے۔ اور اسی کتاب کی صفحہ ۲۸ کی عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر، سو اگر اطلاق ..... ہاتھ سے نہیں جاتی، کی عبارت ہے۔ مگر ساتھ ہی صفحہ ۲۸ کی عبارت، بلکہ اگر بالفرض ..... کچھ فرق نہ آئے گا، کی تصریح بھی قابل ملاحظہ ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کتاب کی مولانا محمد قاسم صاحب نے خود کوئی شرح کی ہو۔ کتاب ''آخری نبی'' مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی طرف منسوب ہے اور وہ ہمارے نظام میں نہیں ہے۔ وہ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ ہم میں اور ان میں اصولی اختلاف ہے۔ میں نے اپنے بیان میں مرزا صاحب کا جو یہ شعر بیان کیا ہے، در مشائخ ..... خنزیر۔ اس سے وہی لوگ مراد ہیں۔ میرے خیال میں جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیان فرمودہ تصریحات کے مصداق ہو چکے ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ امت محمدیہ بگڑتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ مختلف (علاقوں) علامتوں کے بعد فرمایا، علماء شر ..... السماء، کہ اس وقت مسلمانوں کے علماء آسمان کے نیچے ہر ایک چیز سے بدترین ہوں گے۔ جس طرح پر میں نے ایمان اور اسلام کی باتوں کی تشریح کر دی ہے اور جس رنگ میں مَیں نے ان باتوں کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے کہ وہ باتیں ہم میں پائی جاتی ہیں۔ اگر ہماری طرح کوئی اور شخص بھی ان باتوں کو مانتا ہے تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہے۔ اگر ایک انسان میری بیان کردہ علامات ایمان اور اسلام صحیح اس رنگ میں اقرار کرتا ہے۔ جس رنگ میں مَیں نے اقرار کیا ہے اور اس کے بعد اس کے اندر کوئی کفر کی وجہ پیدا نہیں ہوتی۔ یعنی ان باتوں میں سے کسی کا وہ انکار نہیں کرتا تو وہ میرے ساتھ شامل ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہوں اور وہ سب باتیں اس رنگ میں چسپاں سمجھتا ہوں۔ ایک مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے اور کافی بھی ہے۔ بشرطیکہ کسی شق کا وہ انکار نہ کرے، عملاً یا قولاً۔ اشارات فریدی سے یہ صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے پاس حضرت مسیح موعود کی ایسی کتابیں بھی پہنچی ہیں جس میں آپ کے الہامات بھی درج تھے۔ ویسی کتابیں بھی پہنچیں جن میں مرزا صاحب کے مختلف الفاظ کے ساتھ دعویٰ میں تھے (ورنہ حقیقت ایک ہی ہے) اور حضرت خواجہ صاحب نے خط لکھا۔ بعض کتابیں منگوائی بھی ہیں۔ ناموں کی تفصیل کے ساتھ تو یہ تصریح معلوم نہیں ہوتی کہ آیا اس وقت کی سب کتابیں انہوں نے منگوائی تھیں، البتہ میرے اندازہ میں براہین احمدیہ، ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام، انجام آتھم، ضمیمہ انجام آتھم، اسلامی اصول کی فلاسفی اور وہ کتاب جو عربی زبان کی ہو، خواجہ صاحب کے ملاحظہ میں آ چکی تھی۔

سوال مکرر۔ مسلمان اہلِ کتاب ہیں۔ فوائد فریدیہ، جو جرح میں میرے پیش کی گئی ہے، اس کے آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ

www.khatmenubuwat.org

وہ سال ۱۲۸۴ھ میں لکھی گئی۔ اور اس کی شروع میں جو تقریظ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب لکھی ہوئی کتاب خانہ میں موجود تھی۔ سال ۱۳۱۱ھ میں غالباً اس کو شائع کیا گیا۔ ٹائٹل پیج پر سال ۱۸۹۵ء سنِ طبع ہے۔ انگریزی سن کے لحاظ سے خواجہ صاحب کی خط و کتابت حضرت مسیح موعود کے ساتھ سال ۱۸۹۶ء کے آخر میں شروع ہوئی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کو اپنے خطوں میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور اپنی مجالس میں بھی آپ نے خود اور آپ کے خدام خاص نے مرزا صاحب یا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ سے آپ کو یاد کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے ماننے والوں کے نام مسلمان فرقہ احمدیہ یا احمدی مسلمان یا فرقہ احمدیہ جماعت کا لفظ لکھنے کے بعد سب سے پہلے جس اشتہار میں اعلان کیا ہے، یا گورنمنٹ کے پاس درخواست دی ہے، وہ اشتہار ۴؍نومبر ۱۹۰۰ء کا ہے، جو تریاق القلوب کتاب کے ساتھ ملا کر شائع کیا گیا اور علیحدہ بھی شائع کیا گیا تھا۔ اس اشتہار کو علیحدہ شائع کرنے کے علاوہ تریاق القلوب کتاب کے ساتھ مزید تاکیدی طور پر، تاکہ کتاب کے ساتھ وہ بھی شامل ہو جائے، لگایا گیا ہے۔ کتاب تریاق القلوب سال ۱۸۹۹ء میں تصنیف ہو کر چھپ چکی تھی، لیکن شائع نہیں کی گئی تھی۔ شائع سال ۱۹۰۲ء میں کی گئی ہے۔ صرف ایک دو صفحے اس وقت لکھے گئے اور ایک دو اشتہارات جو پہلے شائع ہو چکے تھے، وہ اس کے ساتھ شامل کر دیے گئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے مولوی عبدالجبار یا مولوی عبدالحق کو وہابی کہا ہے۔ اور آپ نے اس کتاب اشارات فریدی میں وہابیوں کو خارجی قرار دے کر اُن سے اپنی نفرت کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ اس کتاب کے اس صفحہ پر جہاں اوپر کا حوالہ ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں مولوی غلام دستگیر قصوری آئے اور منجملہ دیگر اغراض کے ایک غرض ان کی یہ بھی تھی کہ وہ حضرت خواجہ صاحب سے حضرت مسیح موعود کے حق میں فتویٰ کفر پر جو انہوں نے تیار کیا تھا، دستخط کرائیں۔ مگر حضرت خواجہ صاحب نے صاف طور پر انکار کر دیا اور یہ فرمایا کہ یہ ایسے ہی مولوی ہیں جنہوں نے شیخ منصور کو سُولی پر چڑھایا تھا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی نبی کا بیٹا، یا اس کا کوئی تعلق ضرور اُس نبی کو مانے۔ قرآن شریف میں کافر کا لفظ خدا تعالیٰ کے دین کا انکار کرنے والے، یا خدا تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرنے والے پر بولا گیا ہے۔ انکار کرنے کے معنوں میں۔ کافر کا لفظ اس قدر اصطلاح رکھتا ہے کہ خدا کے احکام یا خدا تعالیٰ کے رسولوں کا، یا خدا تعالیٰ کی ذات کا، یا خدا تعالیٰ کے دین کا انکار کرنے والا۔ بعض لوگوں نے مرتد کے نکاح فسخ ہونے کے لیے اس مرتد کا دارالحرب میں چلے جانا مسلمان کے برخلاف برسرِ پیکار ہونے کی بھی شرطیں لگائی ہیں۔ وہ نظم جو حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک خط کے ساتھ منسلک کر کے حضرت خواجہ صاحب کے پاس بھیجی تھی، جس کا شروع ہے، اے فرید وقت درصدق وصفا۔ جس کے اندر ہر نبوت را بروشد اختتام کا مصرع بھی ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود نے صفاتی طور پر اپنے لیے عین ہی محمد ہونے کا بھی اظہار فرمایا، چنانچہ من ہمانم، من ہمانم، من ہماں وغیرہ کے الفاظ خاص طور پر ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے کلیہ قاعدہ کے طور پر تمام ایسے حوالہ جات کی خود ہی تصریح فرما دی ہے، جن سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید حضرت مسیح موعود نے اپنی تحریروں میں ہر ایک قسم کی نبوت کے ختم ہونے کا اس رنگ میں اظہار کیا ہے جس کے گویا آپ کسی رنگ میں بھی نہ ظلی، نہ بروزی، نہ بالاتباع کو جاری نہیں مانتے، بلکہ تصریح فرما دی ہے کہ ایسی نبوۃ سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ انبیاء کرام کو اپنے کشوف اور رویا والہامات کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہونی ممکن ہے اور ہوتی رہی ہے۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ہدیہ مجددیہ کے مصنف کا مذہب مجھے اس لحاظ سے معلوم نہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب میں اپنے آپ کو کسی فرقہ کی طرف

www.khatmenubuwwat.org

منسوب نہیں کیا۔ اور مجھے یاد نہیں پڑتا کہ ایسا کہا ہو۔ ہدیہ مجددیہ کی غرض تصنیف مصنف نے خود بیان کر دی ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے کلام پر اعتراضات کیے، جن کے لیے میں یہ کتاب لکھتا ہوں کہ وہ اعتراضات نہیں پڑھتے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب میرے ویسے ہی بزرگ ہیں اپنی احمدیت کے بعد جیسے کہ دیگر احمدیاں سلسلہ جو پہلے ہو چکے ہیں۔ میں نے جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیشگوئی کردہ ۷۳ فرقہ کے ہو جانے کے بعد ایک فرقہ کے مختص اور ممتاز طور پر جنتی ہو جانے کی تشریح میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصریح کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی فرقہ کو جماعت کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور بخاری میں اس کی خود ہی یہ تعریف فرمائی ہے کہ واما مھم. کہ جماعت وہ ہے جس کا کوئی امام ہو۔ اس سے یہ استنباط ہے کہ وہ امام واجب الاطاعت ہوگا۔ جس کے ہونے کے متعلق خود نبی کریم کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ یہاں تک بھی تاکید ہے کہ ایسے امام کو نہ ماننے پر جہالت کی موت میں جانا لازمی ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس وقت ایک ہی جماعت ایسی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ واجب الاطاعت امام کو مانتی ہے۔ اور وہ ہماری جماعت ہے، جن کا مرکز قادیان ہے۔ یہ حدیث آئی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہر نوائیدہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ مگر بعد میں جو ماں باپ یہودی ہوتے ہیں، وہ اس کو یہودی بنا لیتے ہیں۔ اور جس کے ماں باپ عیسائی ہوتے ہیں، وہ اس کو عیسائی بنا لیتے ہیں۔ اور جن کے ماں باپ مجوسی ہوتے ہیں، وہ ان کو مجوسی بنا لیتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید صاحب نے اپنی کتاب فوائد فریدیہ میں جو حضرت مسیح موعود کے ساتھ خط و کتابت اور واقفیت ہونے سے کئی سال پہلے کی تصنیف تھی، بلکہ مسیح موعود کے دعوے ماموریت سے بھی پہلے کی تھی، اس میں ۷۲ فرقوں کی تعداد لکھی ہے، جن کو گمراہ قرار دیا ہے۔ ان فرقوں میں ایک فرقہ احمدیہ بھی آپ نے لکھا ہے۔ لیکن اس سے ہماری اس وقت کی مشہور جماعت احمدیہ ہرگز مراد نہیں۔ کیونکہ اس کتاب کے لکھے جانے کے وقت تو حضرت مسیح موعود کا مطلق دعویٰ نہ تھا اور اس کتاب کے چھپنے کے وقت ہماری جماعت کا نام جماعت احمدیہ، یا فرقہ احمدیہ نہ تھا۔ نہ ایسا نام رکھے جانے کا حضرت مسیح موعود کی طرف سے کوئی اعلان ہی ہوا تھا، نہ حضرت خواجہ صاحب کی اس وقت حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی خط و کتابت ثابت ہے۔ بلکہ اس کتاب کے شائع ہونے کے پانچ سال بعد ہماری جماعت کا نام جماعت احمدیہ یا فرقہ احمدیہ رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس احمدیہ فرقہ سے مراد رشید احمد گنگوہی کے ماننے والے ہوں گے۔ کیونکہ ان کو دنیا وہابی کہتی ہے۔ اور اس کتاب میں جہاں پر ۷۲ فرقوں کا ذکر کر کے احمدیہ کا لفظ رکھا گیا ہے، اس کے مابعد کی عبارت میں وہابیہ فرقہ کو زیادہ برا بنا کر اپنی نفرت کا اظہار فرمایا ہے۔ اسلام سے ارتداد اور احمدیت سے ارتداد بلحاظ ارتداد کے ایک ہی ہے، قطعاً کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ احمدیت صحیح اسلام ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ مسلمان کہلانے والا شخص مرتد ہو کر کسی غیر از اسلام مذہب یعنی ہندو مذہب یا عیسائی مذہب وغیرہ میں شامل ہوتا ہے۔ لیکن احمدیت سے مرتد ہونے والا اسلام کے مخالف مذہبوں میں شامل ہونا اپنے لیے ضروری نہیں سمجھتا، بلکہ عام مسلمانوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ محمد اکبر۔

سن کر درست تسلیم کیا۔ محمد اکبر

۲/ ذی الحج ۱۳۵۱ھ/ ۲۹/ مارچ ۱۹۳۳ء

محمد اکبر

www.khatmenubuwwat.org

www.khatmenubuwwat.org

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ

کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ

وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

صدق اللہ العظیم

محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے، لیکن رسول ہے اللہ کا اور مُہر سب نبیوں پر

Muhammad is not the father of any one of your men, but the Messenger of ALLAH (God) and the Seal upon all the Prophets.

ترجمہ: قطب العالم شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

www.KhatmeNubuwwat.org